ہنوز آپ پیدا نہوئے تھے کہ آپکے والد خواجہ عبداللہ نے وفات فرمایا۔ دیسوا
پانچ اونٹ اور کچھ بھیڑون اور ایک حبشی کنیز برکات ... کے اور کچھ ترکہ نہ چھوڑا تھا۔
آپکی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کو اس حادثہ سے نہایت صدمہ ہوا۔ اور چونکہ
مکہ کی آب و ہوا لڑکون کے حق مین ناموافق ہونیکے باعث انکو تلاش ہوئی۔ کہ کسی
ہمسایہ کی قوم بدو کی عورت کے سپرد آپ کو دودھ پلانے کے لیے کرین۔ اقوام
بدو کی عادت تھی کہ سال مین دو مرتبہ یعنی موسم بہار اور موسم سرما مین لڑکون کے دودھ
پلانے کیواسطے آیا کرتے تھے لیکن اُنکو مالدار ... لڑکون کی طرف توجہ رہتی تھی۔ اور
آپ صلعم کی طرف بوجہ غربت کے کسیکو رغبت نہوئی۔ آخرش حلیمہ سعدیہ کو یہ دولت نصیب
ہوئی ہے۔ اور آپ صلعم کو اپنے گھر لیگئین۔

...ہین۔ اور اُنکی سکونت اُن پہاڑون کے
...جنوب کی طرف چلا گیا ہے۔
...رحمت اُنکے گھر پر نازل ہوئی اور جب تک
آپ اونکے مکان مین رہے اُنکو برابر ترقی رہی۔ کنوین اور چشمے اُنکے علاقے کے
کبھی خشک نہوے۔ اور چراگاہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے۔ اُنکی بکریون کے گلون
مین بڑی افزایش ہوئی۔ اور اُنکی زراعت مین خوب پیدا ہوا۔ اور اُنکے ...
برابر امن و امان رہا۔

آپ صلعم مین نمو کی قوت اپنے سن کے اعتبار سے بہت زیادہ تھی۔ جب آپ تین
مہینے کے ہوے تو کھڑے ہونے لگے۔ جب سات مہینے کے ہوے تو چلنے لگے
اور دس مہینے مین لڑکون کے ساتھ تیر اور کمان لیے پھرتے۔ آٹھوین مہینے
... بولنے لگے کہ لوگ سمجھنے لگے اور ایک مہینے بعد آپ ...
... سے لئے اُس سے سننے والے کو آپ کی عقلمندی پر تعجب ہوتا۔

تین برس کی عمر مین جب آپ اپنے رضاعی بھائی مسرود کے ساتھ میدان مین تھے کہ دو چمکیلے فرشتے ظاہر ہوے - فرشتون نے آپ کو زمین پر لٹایا انمین [illegible] سے ایک نے جنکا نام جبریل تھا - آپ کا سینہ چاک کیا لیکن اس سے آپ کو ایذا نہوئی - [illegible] انکا زصاف کیا - اور اس سے وہ سیاہ خون دور کیا جو حضرت آدم کے [illegible] ت در پشت چلا آتا ہے - اور اصل عصیان کی بنیاد وہی ہے - جب اسکو [illegible] - تو اسمین نور ایمان اور علم اور رسالت کا نور بھرا - اور اسکو سینہ مین رکھکر پھر سینہ کو برابر کر دیا - اب آپ کے چہرہ مبارک سے وہ نور چمکنے لگا جو [illegible] آدم کے وقت سے برابر حضرت اسمعیل تک آیا تھا -

علاوہ اس نشانی کے آپ کے دونون شانون کے بیچ مین مہر نبوت تھی جو کافرون کی نظرون مین بھی مثل کبوتر کے انڈے کے شئون کی طرح معلوم ہوتا تھا - جب اس واقعہ کی خبر حلیمہ سعدیہ اور انکے شوہر کو ملی - انھون نے اسکو کسی قسم کی آفت مثل پری اور جن کے سایہ کے گمان کر - آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے پاس پہونچا دیا - آپ اسوقت سے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ رہے - یہان تک کہ جب آپ چھ برس کے ہوے آپ کی والدہ ماجدہ کسی اہل قرابت کی ملاقات کو آپ صلعم کو ساتھ لیکر مدینہ گئین اور جب وہان سے واپس ہوئین - تو اثناے راہ مین ابوا کے مقام مین انتقال فرمایا - اور وہین دفن کی گئین - آپ [illegible] آپ کو وہان سے خواجہ عبد المطلب کے پاس لائین - جنھون نے آپ کی پرورش فرمائی - دو برس بعد جب خواجہ عبد المطلب [illegible] آخر ہی آپ کو اپنے بڑے بیٹے خواجہ ابی طالب کے سپرد کیا - اور انھون نے نہایت شفقت سے آپ کی پرداخت کی - خواجہ ابیطالب اپنے باپ کے بعد خانہ کعبہ کے بھی محافظ ہوے -

فصل دوسری

یہان پر خانۂ کعبہ کی اصلیت اور حج کا ذکر لکھا جاتا ہی - جب حضرت آدم اور حوا بہشت سے نکالے گئے - تو وہ متفرق زمین پر ڈالے گئے - حضرت آدم جزیرہ سراندیپ مین اور حوا جبل احمر (رودسی) کے کنارے جہان اسوقت شہر جدہ آباد ہی - دوسو برس تک حضرت آدم زمین پر پھرا کیے - آخرش جبل عرفات پر جو مکہ سے قریب ہی حضرت حوا سے ملاقی ہوئے اپنی افسردگی مین حضرت آدم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور اللہ تعالے کی رحمت کی دعا کی - کہ ایسا ہو کہ ویسی ہی مسجد جسمین وہ بہشت مین عبادت کرتے تھے - اور جسکے گرد فرشتے پھرتے تھے اس زمین پر بھی بنا کرین - چنانچہ حضرت آدم کی دعا قبول ہوئی -

ایک روشن ابر کی بنی ہوئی مسجد اسی مسجد کے مقابل مین جو بہشت مین ہی فرشتے زمین پر لائے اور جہان اب خانہ کعبہ ہی قائم کیا - اسی طرف حضرت آدم سجدہ کرنے لگے اور اُسکے گرد سات مرتبے روزانہ طواف کرتے - بعد انتقال حضرت آدم کے اُس مسجد کو فرشتون نے زمین سے اُٹھالیا - لیکن اُسی جگہ حضرت شیث نے مٹی اور پتھر سے اُسی صورت کا مکان بنایا - اسکا نشان طوفان نوح کے باعث باقی نرہا - کئی پشت بعد حضرت ابراہیم کے زمانے مین جب حضرت ہاجرہ اور اُنکے بیٹے حضرت اسمٰعیل اس ریگستان مین قریب ہلاکت کے پیاس سے ہوے - فرشتون نے ایک چشمہ اُنکو اسی جگہ کے قریب جہان حضرت آدم کیواسطے مسجد اُتاری گئی تھی دکھایا - یہی چشمہ آب چاہ زمزم کہلاتا ہی - اور خاندان اسمٰعیل مین اسکی تقدیس کیجاتی ہی - کچھ دنون بعد قوم املاک کے دو اشخاص اپنے دشت کی تلاش مین یہان آئے - اور کنوین چشمہ دیکھکر شہر مکہ کی بنیاد ڈالی - اور حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیل کی خبرگیری اپنے متعلق لی - یہ لوگ بعد مین شہر مکہ کے باشندون سے نکالے گئے لیکن حضرت اسمٰعیل وہین رہے - جب آپ جوان ہوئے - آپکی شادی ایک شاہزادے کی لڑکی سے ہوئی جسسے آپ کی بہت اولاد ہوئی - جو تمام عربستان مین پھیل گئی - اللہ تعالی کے حکم سے حضرت اسمٰعیل

نے خانہ کعبہ کی بنیاد اُسی جگہ ڈالی جہان فرشتون نے پہلے مسجد اُتاری تھی - اس متبرک کام مین حضرت ابراہیم نے بھی آپ کی مدد کی - جب حضرت ابراہیم خانہ کعبہ کی دیوار بناتے تھے - ایک پتھر آپ کے معجزے سے اُٹھتا اور گرجاتا - اور اب تک حضرت ابراہیم کے پاؤن کا نشان اُسپر موجود ہی -

ہرگاہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل اسی طرح مصروف تھے کہ حضرت جبریل اُنکے پاس ایک پتھر لائے - اسکے بارے مین لوگون کو اختلاف ہی بعضون کا قول ہی کہ یہ بہشت کے قیمتی پتھرون سے ہی - جو حضرت آدم کے ساتھ زمین پر اُتار اگیا - اور بعد طوفان نوح کے اُسکا کچھ نشان نرہا اور اب اُسکو جبریل نکال کر لائے - اور بعضون کا قول جو زیادہ مستند ہی یہ ہی کہ ایک فرشتہ حضرت آدم کا محافظ تھا - لیکن جب آدم عصیان مین مبتلا ہوے - اُسپر بھی اللہ تعالی کا عتاب ہوا اور وہ پتھر ہوگیا اور اُنکے ساتھ بہشت سے نکالا گیا - حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل نے اس پتھر کی عظمت کی اور خانہ کعبہ کے بیرونی گوشے پر اُسکو نصب کیا - اس پتھر کو حجر اسود کہتے ہین - اور طواف کرنے والے جو مرتبہ طواف کرتے ہین - اُسی قدر بوسے اُسکو بھی دیتے ہین - ایسا مشہور ہی کہ جب یہ پتھر نصب کیا گیا تھا - نہایت شفاف تھا - لیکن گنہگارون کے بوسون سے سیاہ ہوتا گیا جنھون نے دیانت داری سے مراسم حج ادا کیے ہین قیامت کے دن یہ پتھر اُنکا گواہ ہوگا - یہی وجہ ہی کہ اسقدر قدیم زمانے سے خانہ کعبہ اور چاہ زمزم قابل عظمت ہی -

شہر مکہ جسکے شہر پناہ کے اندر یہ متبرک چیزین قبل ظہور اسلام کے بھی مدت دراز سے تھین مقدس شہر سمجھا جاتا تھا اور ہی - اور عربستان کے ہر اطراف سے لوگ زیارت کرآیا کرتے تھے - اس متبرک جگہ کا لوگون کو ایسا خیال تھا کہ چار مہینے تک جسمین مراسم حج ادا کیے جاتے تھے - کسی قسم کا جنگ اور فساد اسمین نہین کرتے تھے - معاذ مین

بھی اپنے ہتھیاروں کو پھینک دیتی تھیں۔ اور ریگستانوں میں ان کے ساتھ بسر کرتے اور مکہ کے دروازے میں حاجیوں کے احرام میں جمع ہوتیں۔ سات مرتبہ طواف کرتیں۔ حجر اسود کو بوسہ دیتیں۔ چاہ زمزم کا پانی پیتیں۔ اُس سے وضو کرتیں اور بعد انجام کرنے کل مراسم حج کے گھر کو واپس جاتیں اور تب ہتھیار اُٹھاتیں۔ ایام جہالت میں یعنی قبل اجراے مذہب اسلام کے بھی روزے اور نماز کا اہل عرب میں رواج تھا۔ دن میں تین مرتبہ نماز پڑھتے صبح اور دوپہر اور شام کو اور اپنا مُنھ خانہ کعبہ کی طرف رکھتے۔ اور روزہ تین زمانوں میں رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ تین روز تک اور دوسری مرتبہ نو روز تک اور تیسری مرتبہ ایک مہینے تک۔

فصل تیسری

اب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن شریف بارہ برس کا ہوا لیکن آپ کی ادراک باعتبار سن کے بہت زیادہ تھی۔ آپ کے چچا خواجہ ابو طالب علاوہ اُس بزرگی کے کہ خانہ کعبہ کی حفاظت کے سبب سے تھی۔ قوم قریش کے بڑے تاجروں میں تھی اور اُس قافلہ کے ساتھ جسکو آپ کے جد امجد ہاشم نے جاری کیا تھا اور جو ملک شام اور یمن کو روانہ ہوا کرتا تھا۔ بڑے کوشاں رہے۔ قافلہ کی آمد و رفت سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جوش پیدا ہوا کہ ہم بھی بیرونی ملکوں کی سیر کرتے۔ اسلیے جب آپ کے چچا خواجہ ابی طالب قافلے کے ساتھ شام کو چلے تو آپ اُنکے گلے میں لپٹ گئے۔ اور درخواست کی کہ ہمکو بھی ساتھ لیچلیے خواجہ ابو طالب نے آپ کی استدعا قبول کی۔ اُنھوں نے خیال کیا کہ اب آپکا سن شریف ایسا ہوا کہ بیرونی کاموں کو آپ دیکھ سکینگے اور قافلہ کے ضروری کاموں کو انجام دیا کرینگے۔ اسلیے خواجہ ابی طالب نے شوق سے آپ کی التجا قبول کی اور آپ کو ملک شام کی طرف لیگئے۔ راہ کے جانے میں آپ اُن جگہوں سے

گذرے جہاں واقعات حضرت ہاجرہ اور نبی ثمود کے پیش آئے تھے - اور اُنکے
حالات سے واقفیت حاصل کی -

قوم ثمود ایک قوی قوم تھی جو حضرت ابراہیم کے قبل تھی وہ لوگ جب بت پرستی مین مبتلا
ہوگئے - تو آخر اللہ تعالی نے حضرت صالح پیغمبر کو بھیجا - کہ اُنکو ہدایت کرین - لیکن اُنھون
نے نہین مانا - اور کہا کہ اگر آپ پیغمبر برحق ہین تو اس پہاڑ سے ایک بڑی ا
کے ظاہر ہو - چنانچہ حضرت صالح نے دعا کی اور ایک بہت بڑی اونٹنی پہاڑ پھٹ کر
نکل آئی اور اُسنے بچہ دیا - اس معجزہ سے قوم ثمود بعض آدمی ایمان لائے - لیکن اکثر
کافر رہے - حضرت صالح نے اُس اونٹ کو قوم ثمود مین چھوڑ دیا - اور کہا کہ اگر تم اسکو
ضرر پہونچاؤ گے تو تم پر قہر الٰہی نازل ہوگا - کچھ عرصہ تک لوگون نے اُسکی چرائی
سے تکلیف اُٹھائی - اور جب وہ پانی پیتی تو چشمہ خشک ہوجاتا - اور اُس قوم کے
مویشیون کو تکلیف ہوتی - لیکن اسقدر دودھ دیتی کہ تمام قوم کے واسطے کافی ہوتا - قوم
ثمود اُس پر اِس سے ناراض ہوئی اور اُسکو مار ڈالا - اور بچہ پہاڑ مین بھاگا اور غائب
ہوگیا - اسپر ایک مصیبت آئی اور آسمان سے آئی اور سخت بجلی کڑکی اور صبح کو تمام قوم ہلاک
ہوئی - اور اُس زمین پر قہر الٰہی رہا -

دوسرا واقعہ اسی قسم کا شہر ایلیا کا تھا - یہ جگہ سابق مین قوم یہود سے آباد تھی جو بت پرستی
مین مبتلا ہوگئی - اور شنبہ کی احتیاط کو بھول گئے یعنی شنبہ کو مچھلی کا شکار کرنے لگے
اسلیے اُنپر قہر الٰہی نازل ہوا - اور بڈھے اُنمین سے سور ہوگئے اور جوان بندر بن گئے
بت پرستی سے ممانعت کرنے مین آنحضرت صلعم ان دونون واقعات کا ذکر
بیان فرماتے -

اس سفر مین حضرت صلعم کے کئی معجزے دیکھے گئے - دوپہر کے وقت فرشتون نے
اپنے پرون سے سایہ کیا - اور ایک ابر کا ٹکڑا آپ کے سر پر ہمیشہ سایہ کرتا

دکھائی دیتا۔ اور ایک خشک درخت کے نیچے جو آپ کھڑے ہوئے تو وہ شاداب ہو گیا اور آپ کے سر پر اسکا سایہ ہوا۔

آپ کا قافلہ شہر بُصریٰ مین جو ملک شام کے سرحد پر ہے پہونچا۔ یہان تو مسلمان آباد تھے۔ لیکن یہ لوگ نصرانی عیسائی تھے۔ یہ بڑی تجارت کی جگہ تھی۔ اور قافلہ یہان نصرانی درویشون کے معبد کے قریب ٹھہرا۔ اِن درویشون کے اہل برادری نے آنحضرت صلعم اور آپ کے چچا ابو طالب کی بڑی خاطرداری کی۔ انھین درویشون مین سے ایک نے جسکا نام بُحَیرا راہب تھا۔ آپ کی بڑی منزلت کی۔ اور اس نے ابی طالب سے چلنے کے وقت کہا کہ اس لڑکے کی بڑی خبرگیری کرنا کہ یہود انکے بڑے دشمن ہونگے۔ اور آپ صلعم کی پیٹھ کی مُہر نبوت کو دیکھکر کہا کہ یہ نبی آخر الزمان ہین۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملک شام کی منزلت فرماتے تھے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم جب اس ملک مین گئے۔ اور اللہ کی توحید پھیلائی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے شام کو چالیس ابدال سے دنیا کی حفاظت کیواسطے ہمیشہ آباد رکھا ہے جب ایک اُنمین کا مرجاتا ہے۔ دوسرا اُسکی جگہ پر قائم ہوجاتا ہے اور دوسرا قول آپ کا ہے۔ کہ اہل شام کو بشارت ہو کہ اللہ کی رحمت کے فرشتے اپنا بازو اُسپے پھیلائے رکھتے ہین۔

فصل چوتھی

ایک مرتبہ جب آپ صلعم کا سن شریف سولہ برس کا ہوا۔ آپ صلعم اپنے چچا زبیر کے ساتھ کہ اس کا تب کے مورث اعلیٰ ہین یمن کو گئے۔ اور پھر دوسری مرتبہ انھین کے ساتھ بنی ہوازن کی لڑائی مین گئے جسمین قوم کنانہ کی مدد اہل قریش نے متفق ہوا کے کی تھی۔ اور آپ صلعم اس لڑائی مین تیر وغیرہ سے اپنے چچا زبیر کو مدد دیتے رہے یہ پہلا معرکہ تھا جسمین آپ ہتھیار بند ہوے۔ لیکن خود نہ لڑے صرف اپنے چچا زبیر کی حفاظت ڈھال وغیرہ سے اور تیرون کے مہیا کرنے سے کرتے رہے اہل عرب

اس لڑائی کو فجار کہتے ہین چونکہ یہ لڑائی ماہ حرام مین ہوئی۔ اسکے بعد اکثر لوگون نے آپ کو یمن اور شام کا امین مقرر کیا۔ جس سے آپ کا تجربہ بڑھتا گیا۔ اور آپ کی استعداد اور لیاقت ظاہر ہوگئی۔ اور امین کا لقب پایا۔ اسی زمانہ مین شہر مکہ مین ایک بیوہ عورت تھین جنکا نام خدیجہ تھا اور وہ قوم قریش سے تھین۔ انکے دو نکاح ہوچکے تھے اُنکے آخری شوہر نے کہ بڑے مالدار تاجر تھے انتقال کیا۔ اسلیئے انکو خانگی امورات کی انجام دہی کے لیے کارندہ درکار ہوا۔ اُنکے بھتیجے قطیمہ آنحضرت صلعم کے بڑے دوست تھے اور آپ صلعم کی لیاقت ذاتی اور خوبی سے خوب واقف تھے۔ انھون نے خدیجہ سے آپ کی سفارش کی۔

خدیجہ نے آپ کا مشاہرہ المضاعف کیا۔ اور اُس قافلہ کے ساتھ جو شام کی طرف جانے والا تھا آپ کو روانہ کیا۔ اسوقت صلعم کا سن شریف پچیس برس کا تھا اس سفر مین آپ صلعم کے ساتھ خدیجہ کے بھتیجے اور اُنکے غلام میسرہ بھی تھے۔ اِس کام کو آپ صلعم نے اس خوبی سے انجام دیا۔ کہ جب آپ صلعم واپس آئے خدیجہ نے آپ کا مشاہرہ المضاعف کر دیا۔ خدیجہ نے اسکے بعد آپ صلعم کو یمن کی جانب روانہ کیا۔ اور جب یہ قافلہ پھرا خدیجہ کو آپ صلعم کا انتظار تھا۔ ہنوز آپ صلعم راہ مین تھے کہ خدیجہ نے سائبان سے دیکھا۔ کہ کوئی چیز آپ کے سر پر سایہ کیے ہے۔ اسلیے انکو صلعم سے اعتقاد ہوا۔ اور اپنی دایہ سے کہا کہ دیکھو اللہ تعالے نے اپنے پیارے پر فرشتون سے سایہ کرایا ہے۔

اسی شام کے سفر مین ایک راہب نے جسکا نام نسطورا تھا آپ کی بڑی منزلت کی اور آپ کے قافلہ کی عزت کی اور کہا کہ آپ نبی آخر الزمان ہین اور میسرہ نے یہ سب حال دیکھا اور سُنا۔ اور خدیجہ سے کہا۔

آخر خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ کے ذریعہ سے آپ صلعم کے پاس نکاح کا پیغام کیا میسرہ نے آپ سے کہا

آپ کو تعجب ہوا۔ آخرش باتیں مقابل میں طے ہوئیں اور ایک روز نکاح کا قرار پایا۔ خدیجہ کے باپ کو آپ صلعم کی غربت پر عذر ہوا تھا۔ لیکن خدیجہ نے نہ مانا۔

نکاح کے روز خدیجہ نے بڑی دعوت کی جسمیں اُنکے باپ اور حمزہؓ اور خواجہ ابی طالب بھی شریک تھے۔ خواجہ ابی طالب نے آپ صلعم کی طرف سے اور ورقہ نے خدیجہ کی طرف سے مبارکباد کی تقریر پیش کی۔ اور سبھوں نے بخوشی و خرمی اس کام کو انجام دیا۔

آپ صلعم نے اسکے بعد طعام ولیمہ کیا۔ اور ایک اونٹ ذبح کر کے سب کی دعوت کی اس وقت آپ کا سن شریف پچیس برس کا اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال کی تھی۔

[illegible]

ابوالفدا مورخ کا قول ہے کہ اللہ تعالے نے آپ صلعم میں کل اوصاف جمع کیے تھے جسکی وجہ سے لوگ آپ صلعم کو امین کہتے تھے۔

آپ کی منصف مزاجی کے باعث اکثر لوگ امور متنازعہ میں آپ صلعم کو ثالث مقرر کرتے تھے۔ ایک واقعہ آپ صلعم کے تذکرے میں لوگ بیان کرتے ہیں کہ خانہ کعبہ میں آتش زدگی کے باعث آگ لگ گئی تھی اور اسکی مرمت ہوتی تھی۔ اس سبب سے سنگ اسود کو قائم کرنا ضرور ہوا۔ اس بارہ میں ایک نزاع متفرق قوموں کے سرداروں میں پیش ہوئی۔ کہ کون شخص اس عہدے کا مستحق ہے کہ سنگ اسود کو اپنی جگہ پر قائم کرے اور یہ سعادت حاصل کرے آخرش یہ تصفیہ پایا کہ جو شخص کل کے روز حرم کے دروازے میں پہلے داخل ہو اُسی کا فیصلہ سب قبول کریں۔ اتفاقاً وہ شخص کہ پہلے داخل ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ صلعم نے اس امر میں یہ فیصلہ کیا کہ ایک لنبی چادر منگوائیے۔ اور اسمیں سنگ اسود کو رکھکر ہر قوم کے ایک ایک شخص کو

پتھر ... اسکے ... اس طرح سے ہر شخص اسکے اٹھانے مین شریک ہوا - اور جب پتھر
جگہ پر آیا تو حضرت صلعم نے اسکو نصب کیا - اس فیصلہ سے ہر شخص راضی ہوا -
خدیجہ کے بطن سے آپ کے چار بیٹیان اور دو بیٹے ہوئے جنکا نام طیب طاہر اور قاسم تھا
اور اسی وجہ سے آپ کو ابوالقاسم کہتے ہین - لیکن انھون نے بچپن ہی مین قضا
کی - بعد نکاح کے بھی آپ صلعم نے کئی سفر شام اور یمن کے کیے - لیکن آپ صلعم کے
مال مین کچھ ترقی نہوئی - روز بروز گھٹتا گیا - اب آپ کا خیال ریاضت او عبادت کی طرف
مائل ہوا - اور روز بروز اسمین ترقی ہوتی گئی - آپ کے اس خیال مین ورقہ بن نوفل
خدیجہ کے چچیرے بھائی بھی اکثر شریک رہتے - جنھون نے توراۃ و زبور اور انجیل کا
ترجمہ عربی زبان مین کیا ہے -
آپ صلعم کے دل مین توحید کی بڑی عظمت تھی - اور بت پرستی سے کمال نفرت - اسوقت
خانہ کعبہ بتون سے بھرا ہوا تھا - اور ہر روز کے واسطے ایک بت تھا - اور بتون کی تعداد
تین سو ساٹھ تک پہونچی تھی - کیونکہ سال مین تین سو ساٹھ روز ہوتے ہین - اسمین ایک
بڑا بت تھا جسکا نام ہبل تھا وہ ملک شام سے لایا گیا تھا - اور سمجھا جاتا تھا کہ پانی
برسانا اسکے اختیار مین ہے - اسمین حضرت ابراہیم اور اسمعیل کی بھی تصویر تھی اور انکے
ہاتھون مین تیر و کمان اور پانسے تھے -
جسقدر آپ صلعم کے علم مین ترقی ہوتی گئی اسی قدر بت پرستی سے نفرت بڑھتی گئی آپ صلعم
کے ادراک مین یہ باتین آگئین - کہ پیغمبرون کو اللہ تعالے نے وقتاً فوقتاً بت پرستی
کے دور کرنے کے واسطے بھیجا تھا - چنانچہ نوح کا مبعوث ہونا اسی واسطے تھا - اور
حضرات ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ اسی لیے پیغمبر ہوئے - کہ اللہ تعالی کی توحید پھیلاوین
اور بت پرستی دور کرین - ان لوگون نے دین کو سچی صورت مین قائم کیا تھا -
آپ صلعم کو یہی تحقیق پہونچی تھی کہ یہ وہی زمانہ آیا ہے کہ اللہ تعالے اپنے رسول کے توسل سے

سچے دین کو وسعت دیگا اور بت پرستی زائل کریگا - آپ صلعم اکثر فرماتے کہ ہم اپنے جد ابراہیم کے مذہب کو مستحکم اور پاک کرنے کو آئے ہین - اور کوئی نیا مذہب قائم کرنے نہیں آئے۔ آپ اکثر پہاڑون کے غارون مین غائب ہو جاتے - آپ اکثر کوہ حرا کے غار مین رہتے جو مکہ سے تین کوس کے فاصلے پر ہے - اور شبانہ روز اُسمین بسر کرتے - آپ صلعم اکثر رمضان کے مہینے مین وہین رہتے - ایک مرتبہ آپ صلعم چھ مہینے تک برابر اسی طرح غائب رہے - آپ صلعم کو اکثر بیخودی کی حالت طاری ہوتی - اور زمین پر پڑے رہتے - خدیجہ جو کبھی اس تنہائی مین آپ کا ساتھ دیتین ان حالتون کو ملاحظہ کرتین - اور آپ صلعم سے سبب دریافت کرتین - اور جواب اسرار کے طور پر پاتین - قبل نبوت کے بھی آپ صلعم کو سچے خواب اور دل کا انکشاف ہوتا تھا - آپ صلعم کو چالیس برس کی عمر مین نبوت ہوئی - اور اُسکی حالت یون لکھی ہی کہ جب آپ غار حرا مین تھے - ترقیات روحانی مصروف تھی - کہ ایک روز رمضان کے مہینے مین کہ لیلۃ القدر تھی اور آپ منہ چھپائے سوتے تھے - ایک آواز پکارتے ہوے آپنے سُنی جب آپنے منہ کھولا بجلی روشنی دیکھی کہ جس سے آپ کو بیخودی کی حالت طاری ہوئی جب پھر آگاہی ہوئی - ایک فرشتے کو آدمی کی صورت مین دیکھا کہ نزدیک آیا - اور اُسنے ایک ریشمی کپڑا دکھلایا جسپر لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اقرا باسم ربک الذی الخ اور اُس فرشتے نے کہا کہ پڑھ - آپ نے فرمایا ہم پڑھنا نہین جانتے - تب وہ فرشتہ آپ صلعم سے بغلگیر ہوا جس سے آپ صلعم پر علم کا نور چمکا اور موافق کہنے فرشتے کے آپ صلعم نے آخر تک پڑھا جب آپ اُس تحریر کو پڑھ چکے اُس فرشتے نے کہا کہ اے محمد صلعم آپ نبی ہوئے - اور ہم اللہ کے فرشتے جبرئیل ہین - آپ صلعم کے جسم مبارک پر اسکے بعد بھی لرزہ رہا اور آپ صلعم اسی حالت سے اپنے مکان مین آگئے - اور خدیجہ سے سب حال کہا - لرزے کا جسم مبارک پر ہونا کیفیت وحی کے آثار سے تھا جسکو حضرات صوفیہ بخوبی سمجھ سکتے ہین - دوسرے کو اس سے

نہ ڈرو نہین خدیجہ نے آپ صلعم کو مبارکباد دی اور فرمایا کہ ہم تمھاری پیغمبری پر پہلے ایمان لاتے ہین۔ اور آپ کی بہت تشفی کی۔ خدیجہ نے اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس آپ صلعم کو بھیجا اور کل حال کہا انھون نے کہا کہ اے خدیجہ تم سچ کہتی ہو قسم اسکی جسکے ہاتھ مین ورقہ کی جان ہے۔ یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ ابن عمران پر نازل ہوا تھا اور تمھارے شوہر کا بیان نہایت صحیح ہے۔ اور وہ فی الحقیقت پیغمبر ہین۔ جب آپ صلعم نے ورقہ کا بیان سنا۔ آپ صلعم کو سکون ہوا اور کیفیت پہلی زائل ہو گئی۔ جب ابوبکر نے جنکا نام عبداللہ ابن ابو قحافہ تھا یہ خبر سنی فوراً ایمان لائے یہ آپ صلعم کی کم سنی سے بڑے دوست تھے اور کامون کے مشیر۔ اور لڑکون مین سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے

فصل پنجم

کچھ عرصہ تک آپ صلعم نے اپنی نبوت کے اعلان کرنے مین تامل کیا۔ سب سے پہلے ایمان لانے والے واضح رہے کہ توریت اور زبور یہی کتابین ہین کہ جنپر تین گروہون کو اعتبار ہے یعنی یہود و نصارا اور مسلمان اور جتنی کتابین ہین سواے ایک قوم کے اسکو دوسری قوم نہین اعتبار کرتی جیسے بید یا زردشت کی کتاب اور انجیل کو دو قوم اعتبار کرتی ہین یعنی نصارا اور مسلمان اس صورت مین جو باتین ان تینون کتابون سے ثابت ہون انسے زیادہ محقق اور قابل اعتبار دوسری کتاب نہین ہے اور ان تینون کتابون سے ہمارے حضرت محمد صلعم کی نبوت ثابت ہے چنانچہ بعض باتین بیان کیجاتی ہین۔ توریت کی جلد ثانی مین ہے کہ آفتاب جمال پیغمبری کا فاران کے پہاڑ سے کہ مکہ کے پہاڑ کا نام ہے چمکیگا۔ اور وہ نبی اسرائیل سے نہوگا۔ اور جو اسکو نشتر کل کہینگے۔ اور اسکی امت کے لوگ تکبیر مین مشغول ہونگے۔ اور چار عضو کا وضو کرینگے۔ اور انجیل مین مذکور ہے کہ عیسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ جب فارقلیطا یعنی محمد صلعم مبعوث ہون تم انکا زمانہ پاؤ تو ایمان لاؤ اور انجیل برنباس مین کہ پانچوین جلد انجیل کی ہے عیسائیون نے چھپایا اور ترجمہ کیا جا بجا تمام لفظ محمد آیا ہے اور بالکل آپ کی تعریف ہے سیلس کے ترجمہ قرآن مین انجیل برنباس کا ذکر ہے

لانے والون مین آپ صلعم کے خادم زید بن الحارثہ ہی تھے جو قوم کلب سے تھے - انکو قوم قریش
کی ایک جماعت نے لڑکپن مین قید کیا - اور بیچ ڈالا - انکو ورقہ بن نوفل نے خرید کر کے
حضرت خدیجہ کے نذر کیا حضرت خدیجہ نے اُن حضرت کو نذر کیا - کئی برس کے بعد جب
زید کے باپ کو خبر ملی تو آئے اور بہت کچھ زرفدیہ دینا چاہا - آپ صلعم نے زرفدیہ لینے سے
انکار کیا اور فرمایا کہ اگر وہ جانیکو چاہین تو ہم انکو اجازت دیتے ہین - زید نے باپ کے
ساتھ رہنے سے انکار کیا - اور آپ کی خدمت بابرکت کو اپنی رہائی پر ترجیح دی - اسلیے
آپ صلعم نے انکو آزاد کیا اور متبنی کیا - لیکن واضح رہے کہ اہل اسلام مین متبنی کو ترکہ نہین ملتا ہے
جیسا موافق اہل ہنود کے مذہب کے انکو ترکہ ملتا ہے - کیونکہ کوئی شخص بیٹا کہنے سے اصلی بیٹا
نہین ہوتا ہے اسی وجہ سے جب زید متبنی نے اپنی بی بی زینب کو بسبب ناموافقت مزاج کے
طلاق دیا - تو آپ صلعم نے اُنسے بحکم خدا نکاح کیا - اور اسکا ذکر قرآن مین بھی آیا ہے - چونکہ کفار
آپ صلعم پر طعن کرتے تھے کہ اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کیا - اسلیے قرآن مجید مین بھی ارشاد ہوا
کہ محمد کسی مرد کے باپ نہین ہین بلکہ اللہ تعالے کے رسول ہین - اور زید کا نکاح زینب
سے جو ہوا وہ بھی آپ ہی نے کیا تھا - اور ایک انگریز ڈیون پورٹ نے بھی اس اعتراض
کا کفار کے جواب دیا ہے - کہ آنحضرت صلعم کے نکاح مین جو تعدد ہوا وہ بعد پچاس برس کی
عمر کے ہوا تھا یعنی بعد وفات خدیجہ رض کے - اور یہ بات تجربہ سے ہر شخص پر بخوبی
ظاہر ہے - کہ شہوت رانی کا زور بعد چالیس برس کے نہین رہتا - اسلیے آنحضرت
کا متعدد نکاح کرنا معاذ اللہ منہا بنظر شہوت پرستی کے نہ تھا بلکہ اللہ کے حکم اور حکمت
سے تھا - آپ صلعم کے نبوت کے اظہار سے اپنی قوم کے لوگ یعنی اہل قریش اور

تتمہ اور زبور داؤد مین لکھا ہے کہ اپنی تلوار [illegible] شمشیر حمائل کر - اور بادشاہی مین آ [illegible] ہیبت تیری طرف [illegible]
ہون اور پیغمبر ہاشمی خلق کو تلوار کے زور سے اپنا مطیع کرے - اور شعیب کے صحیفہ مین ہے کہ
میرا ایک بندہ ہے کہ مہر نبوت اسکے مونڈھون کے درمیان مین ہے ۱۲۵ -

بنی امیہ اور بعض بنی ہاشم آپ صلعم کے مخالف ہوے - قوم قریش اور بنی امیہ کا سردار
اسوقت ابو سفیان ابن حرب تھا - جو امیہ کا پوتا اور عبد الشمس کا پرپوتا تھا -
یہ شخص نہایت مالدار ذی اقتدار اور شجاع تھا - اور عرصہ دراز تک آپ صلعم کا دشمن جانی رہا
اس سبب سے آپ تین برس تک اسلام کی دعوت پوشیدہ کرتے رہے - چنانچہ تین
برس مین اہل اسلام کی تعداد صرف انتالیس تک پہونچی - انمین سے اکثر کم سن مساکین
اور غلام تھے - یہ لوگ اپنی نماز اپنے گھرون مین یا پہاڑون کے درون مین چھپ کر
پڑھتے تھے - لیکن اس کام کے چھپانے سے بھی انپر کفارون کا ظلم رہا - چنانچہ یہ لوگ پوشیدہ
ایک جگہ فراہم تھے کہ انپر لوگ آپڑے - جنمین سے ایک کے سر کو سعد بن ابی وقاص نے
زخمی کیا - اور اس تاریخ سے انکی ممتازی اسی وجہ سے ہوئی کہ انھون نے کافر کا خون پہلے بہایا
آپ صلعم کے بڑے مخالفین سے آپکا چچا ابو لہب تھا - جو نہایت مالدار اور مغرور
اور بد مزاج تھا - اسکے بیٹون عتبہ اور عتیبہ سے آپکی بیٹیون ام کلثوم اور رقیہ کی
شادی کم سنی مین ہوئی تھی - اور ابی لہب کی بی بی ابی
تھی - اور ابی لہب کی مخالفت بسبب اسکی زوجہ کے تھی کہ اسکا وہ نہایت فرمان بردار
تھا - آپ صلعم کو اس مخالفت سے ام کلثوم اور رقیہ پر نہایت تاسف ہوتا -
آپ صلعم کو اس مخالفت سے سخت تردد تھا - کوئی آپ کو مجنون کہتا - کوئی مخبط مجہول
کرتا - خاص کر ام جمیل ابی سفیان کی بہن نہایت تنگ کرتی کہ دوسری وحی نازل ہوئی
جسمین حکم ہوا کہ اعلان حق علانیہ کرو اور اہل قرابت کو اسلام کی دعوت کرو -
چنانچہ اپنی نبوت کے چوتھے برس مین آپ صلعم نے کوہ صفا پر اپنی قوم بنی ہاشم کو
فراہم کیا - اور اظہار اپنی نبوت کا کیا - اسپر ابو لہب نہایت رنجیدہ ہوا اور
اسکی بی بی ام جمیل نے پتھر سے مارا - اسی باعث سے سورۂ تبت یدا نازل ہوئی -
جس مین ذکر ہے کہ ابی لہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے - اور اسکی بی بی لکڑیون کا بوجھ

لیجائیگی جو جہنم کا ایندھن ہوگا اور اُسکے گردنون مین مونج کی رسی ہوگی - اِسپر مجمع منتشر ہوگیا - اور ابی لہب اور اُسکی زوجہ کو اِسقدر رنج ہوا - کہ اسنے بیٹے عتبہ اور عتیبہ کو ترغیب دی کہ آپ کی بیٹیون کو طلاق دیوین - اور اُنھون نے ایسا ہی کیا - لیکن کچھ عرصہ بعد اُنکے نکاح عثمان بن عفان سے ہوئے - ان باتون سے آپ کی دعوت اسلام کے طریقے مین فرق نہ آیا - اور آپ صلعم نے بنی ہاشم کی دعوت اپنے مکان مین کی - اور لوگون کو کھانا کھلایا - آپ صلعم علانیہ اپنی نبوت کا اظہار کرتے - اور جبل حرا اور ابو قبیس پر اکثر وعظ فرماتے اور مذہب عیسائی اور موسوی کی تنسیخ کے نسبت ذکر کرتے -

فصل ساتوین

جب کفار قریش مسلمانون پر زیادتی کرنے لگے - تو آپ صلعم نے اپنے اصحاب کو ہجرت کی اجازت دی - اور اکثر مسلمان ملک حبشہ کو چلے گئے - اُنمین آپ صلعم کے چچا کے بیٹے جعفر طیار اور آپ کے داماد عثمان بن عفان بھی تھے - اور آپ کی صاحبزادی رقیہ اُنکے ساتھ تھین - بادشاہ حبشہ جسکو نجاشی کہتے تھے مسلمانون پر نہایت مہربان ہوا - اور اُنکو رہنے کے لیے جگہ دی جب یہ خبر کفار قریش کو ملی حسد کی آگ مین جل گئے - اور ایک قافلہ جسکا سردار عمرو ابن العاص کو بنایا معہ اسباب تحفہ حبش کو روانہ کیا عمرو ابن العاص نے تحفے سب نجاشی کے حضور مین گذرانکر مسلمانون کی شکایت کی - نجاشی نے مسلمانون کو طلب کرکے فریقین کی گفتگو سنی - اور جعفر طیار کی تقریر کو بہت پسند کیا - اور کہا کاش بادشاہی کی خدمت مجھسے متعلق نہوتی تو مین نبی عربی کی خدمت مین حاضر ہوتا - اور تحفے سب کفار قریش کا پھیر دیا - اس سبب سے کفار مکہ اور بھی جلے -

ایک شخص ابو جہل نامے کفار قریش سے تھا - حال مذکور کو سنکر نہایت غصہ ہوا -

اور مشتہر بھی یہ بات ہوگئی تھی کہ جو کوئی آپ صلعم کا سر کاٹ کر لاوے اُسکو سو اونٹ یا چالیس ہزار دینار انعام دینگے - اسپر عمر بن الخطاب جنکا سن اُسوقت چھبیس برس کا تھا اور شخص قوی الجسم تھے - اُسکی ذمہ داری اپنے ذمہ لی - اور آپ صلعم کی جستجو مین روانہ ہوئے راہ مین حضرت نعیم رض سے ملاقات ہوئی - اُنھون نے پوچھا کہ اے عمر - تم کہان جاتے ہو جواب دیا - کہ محمد صلعم کے قتل کو - نعیم نے کہا کہ تم بنی ہاشم کے انتقام سے نہین ڈرتے عمر نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی مسلمان ہوگئے - بہتر ہے کہ پہلے تمھین کو قتل کرلین - نعیم نے کہا کہ ہم تو صاحب آبائی پر ہین لیکن تمھارے بہن اور بہنوئی جو مسلمان ہوئے ہین [illegible] تمھاری قرابت قریبہ سے ہین عمر [illegible] پہچان ہے [illegible] وہ تمھارا ذبیحہ نہین کھاوینگے - اسپر عمر اپنی بہن کے مکان کو چلے - اور حضرت خبّاب صحابی گھر کا دروازہ بند کرکے اُنکی بہن کو سورۂ طٰہٰ کہ اُسی زمانہ مین نازل ہوئی تھی تعلیم کرتے تھے کہ عمر نے دروازے پر آواز دی - حضرت خبّاب اُسوقت چھپ گئے - اور عمر نے گھر مین داخل ہوکر ایک بکری آپ سے ذبح کی - اور اپنی بہن اور اُنکے شوہر سعید بن زید کو کہ اصحاب عشرہ مبشرہ سے ہوے دعوت کی - لیکن اُن لوگون نے کھانے سے انکار کیا - اسپر عمر نے اُن لوگون کو خوب مارا کہ سر اور رخسارے سے خون جاری ہوا - اسپر اُنکی بہن نے کہا کہ اگر مجکو مار بھی ڈالیے - تب بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ہم درگذر نہ کرینگے اور اُنکی پیروی سے باز نہونگے - اس بات سے عمر کے دل مین رحم آیا - اور زیادہ بیتاب [illegible] ہوا - اور کہا کہ تم کیا پڑھتی تھین - سناؤ - اسپر سورۂ طٰہٰ سنایا - اور جب آیہ [illegible] اَکَادُ اُخْفِیْهَا [illegible] پڑھا عمر نے کہا کیا اچھا کلام ہے - حضرت خبّاب کو اس بات کے سننے سے یقین ہوا - کہ عمر کے دل مین ایمان کا اثر آیا - اور پردے سے نکلکر کہا کہ اے عمر مبارک ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تمھارے حق مین قبول ہوئی - اور اُنکو اپنے ساتھ حضرت صلعم کے پاس لیگئے - آپ صلعم نے عمر سے معانقہ کیا

کہ جو جو جوڑے سے عمر کے آواز آئی اور اُنھون نے کلمہ طیب پڑھا۔ جب عمر ایمان لائے۔ مسلمانون کی تعداد چالیس ہوئی۔ اور یہ واقعہ ستہ ہجری مین ہوا۔ اور اسی وقت سے ارکان اسلام لوگ مسجد حرم مین علانیہ ادا کرنے لگے۔ اسی سال حضرت صلعم کے چچا امیر حمزہ جو بڑے شجاع تھے ایمان لائے۔

فصل آٹھوین

آپ صلعم کے چچا خواجہ ابی طالب ہر حال مین آپ صلعم کے حامی تھے۔ بلکہ کفار قریش اسی وجہ سے اُنکے خلاف ہوگئے۔ اور لڑنے پر آمادہ ہوگئے۔ اس وجہ سے اُنھون نے معہ قوم بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ایک پہاڑ کی گھاٹی مین آپ صلعم کے ساتھ پناہ پکڑی۔ اور کفار قریش نے ایک عہدنامہ آپسمین کرکے خانۂ کعبہ مین لٹکایا جسکے رو سے سبھون نے بنی ہاشم اور بنی مطلب سے قطع رحم کیا۔ اور رسم و راہ اور خرید فروخت بازار کا بند کردیا۔ جسکی باعث سے ابی طالب معہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے تین برس تک بڑے تنگ حال مین رہے۔ آخرش جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعون سے معلوم ہوا۔ کہ اُس عہدنامہ کو کیڑون نے کھا لیا۔ اور سواے اللہ تعالی کے نام کے اسمین کچھ باقی نہ رہا اس حال کو ابی طالب نے کفار قریش سے کہا اور سمجھایا کہ اگر یہ خبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح ہو تو تم سب ہی کہ سب لوگ اونپر ایمان لاؤ اور اگر ایسا نہ کرو تو یہ ضرور کرو کہ عہدنامہ کو منسوخ سمجھو۔ جب کفار قریش نے عہدنامہ کے نسبت خبر ٹھیک پائی۔ ایمان تو نہ لائے لیکن عہدنامہ کو منسوخ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے پہاڑ کی گھاٹی سے باہر نکل آئے اور سابق دستور مکہ مین رونق افروز ہوئے۔ اور وعظ و نصائح مین مصروف رہے۔ دنون ہی حال مین بعثت کے خدیجہ اور خواجہ ابی طالب نے انتقال کیا اس سے آپکو نہایت غم ہوا۔ اور آپ صلعم نے اس سال کا نام سنۃ الحزن رکھا۔ خدیجہ

ابی طالب نے اگرچہ اقرار لسانی نہین کیا یعنی کسیکے سامنے کلمہ طیب نہین پڑھا۔ لیکن حضرت صلعم کے ساتھ بہت محبت کرتے تھے۔ اور لوگون کو آپ صلعم نے دین کی طرف دعوت فرماتے بعد انتقال خدیجہ کے آپ صلعم نے دو عقد اپنے کیے۔ ایک حضرت سودا سے جو بیوہ تھین (یعنی ایک نکاح اُنکا ہو چکا تھا) اور دوسرا عایشہ بنت ابی بکر سے کہ باکرہ تھین اور آپ صلعم کی بی بیون مین سواے عایشہ صدیقہ کے سب ثیبہ تھین عائشہ کا سن شریف وقت نکاح کے سات برس کا تھا۔ آپ صلعم بی بیون مین سب سے زیادہ عائشہ کو عزیز رکھتے۔ اور وہ بڑی عالمہ اور سمجھدار تھین۔ قریب دو ثلث کے حدیثون مین اُنسے روایت ہے۔ اور اکثر اصحاب قرآن اور حدیث کی تحقیق اُنسے کیا کرتے تھے۔

فصل نوین

اہل مکہ جب آپ صلعم کے پند و نصائح کی طرف مخاطب نہوئے بلکہ طرح طرح کی ایذا دینے لگے۔ تو آپ صلعم نے طائف کا قصد کیا۔ اور آپ صلعم وہان تشریف لیگئے لیکن طائف کے لوگ بھی مخاطب نہوئے بلکہ آپ صلعم پر ڈھیلے پھینکنے لگے۔ اور آپ کا پاے مبارک زخمی ہوا۔ آپ صلعم وہان سے مکہ کو واپس آئے۔ اور صرف غیر شہر والون کو جو بغرض تجارت یا زیارت کعبہ کے آتے پند و نصائح فرماتے۔ اور اسلام کی دعوت کرتے۔ بعثت کے گیارھوین سال مین مدینہ کی قوم انصار سے کچھ لوگ مکہ مین آئے اور آپ کی دعوت مین شریک ہوئے۔ اور چھ آدمی اُنمین سے مسلمان ہو گئے۔ مدینہ کی قوم یہود اور قوم انصار مین برابر تکرار رہتی اور قوم یہود جب مغلوب ہوتی تو یہ کہتی کہ نبی آخر الزمان کے ظہور کا زمانہ آ پہونچا ہم لوگ اُنکے ساتھ ہو کر تمسے لڑینگے اور تم پر غالب آوینگے۔ جب انصار مدینہ مکہ مین پہونچے۔ اور خبر آپ کے نبوت کی و دعوت کی سُنی سمجھے کہ وہی پیغمبر ہین جنکی خبر یہود دیتے ہین۔ اور مسلمان ہو گئے

اور اسلام لانے مین پیش قدمی کی کہ یہودون پر اب بھی غالب ہین - اور اُن لوگون نے یہبھی
کہا کہ ہم آیندہ سال مین پھر آوینگے - اور زیارت سے مشرف ہونگے - جو انصار کہ مدینہ کو
واپس گئے - اُنسے آپ کی نبوت کی خبر گھر گھر پھیلی - اور سنہ ۱۲ بعثت مین بارہ آدمی انصار
کے آئے - پانچ آدمی اُنمین کے وہین تھے - اور نئے سات آدمی ایمان سے مشرف ہوے -
اور اُن لوگون نے ایک پہاڑی کی گھاٹی پر معاہدہ کیا - کہ اگر آپ مدینہ تشریف لیجاوین
تو ہم لوگ آپ کے حامی رہینگے - اور آپ صلعم کے دشمن سے جو ایذا رسانی کو جاویگا
لڑینگے - اسی کو پہلا معاہدہ عقبہ کا کہتے ہین - عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہین جب یہ لوگ
مدینہ کو جانے لگے - تو آپ صلعم نے حضرت مصعب کو کہ فقیہ اور قاری تھے قرآن اور
فقہ سکھانے کے واسطے اُنکی خواہش کے موافق ساتھ کر دیا - اُنکے وعظ و نصائح سے مدینہ
کے تمام انصار مین ایمان پھیل گیا - اور تیرہوین سال مین بعثت کے ستر آدمی مدینہ کے
انصار کے - آپ صلعم کی حضور مین حاضر آئے - اور آپ صلعم سے بل تشریف بری کے
طالب ہوئے - تب دوسرا معاہدہ عقبہ کا تکمیل پایا -

فصل دسوین

ایک شب رجب کے مہینے مین بارہوین سال مین بعثت کے جب آپ صلعم ام ہانی کے گھر مین
سوتے تھے - اور سب لوگ خواب مین تھے - کہ جبرئیل آپ صلعم کے پاس آئے - اور اُٹھا کے
آپ کو اپنے ساتھ کعبہ کے حرم مین لیگئے اور آپ کا شق صدر کیا - اور مثل سابق کے شستہ اور
صاف کر کے پھر بند کر دیا - اور آپ کو ایک بہشتی جانور پر جسکو براق کہتے ہین سوار کر کے
مسجد اقصی مین لیگئے جو بیت المقدس مین ہے - وہان سب انبیا کی ارواحون سے
ملاقات ہوئی - اور آپ صلعم نے سبھون کے ساتھ نماز مین امامت کی - اور وہان سے معراج
ہو کر صعود اتنک پہونچے کہ ایک درخت ساتوین آسمان پر ہے - یہان پر حضرت جبرئیل
رہ گئے - اور اُنھون نے کہا کہ اگر ہم آگے بڑھین تو ہمارے بال و پر تجلی کی روشنی سے

جل جائینگے - اسی جگہ براق بھی رہ گیا - اور آپ ایک تخت پر جسکو رفرف کہتے ہین روانہ ہوئے - اور قرب الٰہی سے فائز - جو دیکھا سو دیکھا سُنا سو سُنا - اور اسی اثنا مین بہشت اور دوزخ کی بھی سیر کی - اور ہر امت کا مقام ملاحظہ فرمایا - اور جب واپس آئے تو آن کی آن مین آ پہونچے - اسمین علما کو اختلاف ہے کہ یہ سیر آپ کا جسمانی تھا یا روحانی -

بعد عقبہ ثانی کے معاہدہ کے آپ صلعم نے اپنے اصحاب کو مدینہ کی جانب ہجرت کی اجازت دی اور ایک ایک کر سبھون نے ہجرت اختیار کی - صرف خود بدولت صلعم اور حضرت ابو بکرؓ معہ اپنے متعلقان اور حضرت علیؓ رہ گئے - ایک روز ابو جہل نے آپ کے قتل کا مشورہ کیا - اور یہ خبر آپ کو مل گئی - آپ صلعم فوراً ابو بکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ابو جہل نے ایسا مشورہ کیا ہے - اور میرا قصد آج کی شب ہجرت کا ہے - اور تم ساتھ چلنا - حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ مین نے دو اونٹ اسی لیے خریدے ہین - آپ صلعم نے ایک اونٹ کی قیمت حضرت ابو بکرؓ کو دی اگرچہ انھون نے اسکے لینے مین بہت عذر کیا -

جب آپ صلعم اپنے گھر واپس آئے - اُسی رات حضرت علیؓ آپ کے پاس تشریف لائے اور جو امانت کہ آپ صلعم کے پاس اہل مکہ کی تھی اسکو حضرت علیؓ کے حوالہ کیا کہ اہل مکہ کو دیدینگے اور فرمایا کہ اگر کوئی میری تلاش مین اس گھر مین آوے تو ڈرنا کہ تمکو کچھ نہ کہینگے - اور اپنے بچھونے پر حضرت علیؓ کو سونے کی اجازت دی - اُسی وقت کفارون نے آپ کے مکان کو آگھیرا لیکن آپ صلعم نے ایک مشت خاک اُنکی طرف پھینکی - اور اُنکے درمیان سے نکل آئے اور اُنھون نے آپ صلعم کو نہ دیکھا - اور آپ صلعم ابو بکرؓ کے مکان پر آ پہونچے - اور انھون نے غار ثور تک آپ صلعم کو اپنے کندھون پر لیجا کر پہونچایا - جب کفار قریش آپ صلعم کے مکان مین داخل ہوئے - اُنھون نے حضرت علیؓ کو آپ صلعم کے بستر پر پایا - اور اُن سے پوچھا کہ صلعم کہان ہین اُنھون نے لاعلمی بیان کی - کفار نے حضرت علیؓ سے مواخذہ نہ کیا

اور مکان سے نکل کر آنحضرت صلعم کی جستجو مین ہوئے لیکن آپ صلعم کو نہ پکڑ سکے - آپ صلعم تین روز تک معہ ابوبکرؓ کے غار ثور مین رہے - وہان ایک سانپ نے انکو کاٹا لیکن آپ صلعم کے لعاب دہن لگانے سے چنگا ہوگیا - اور زہر کا اثر نہوا - آیت ثانی اثنین سے ابوبکرؓ کی منزلت معلوم ہوتی ہے - اس غار مین عامر ابن فہیرہ جو آزاد غلام ابوبکرؓ کے تھے اپنی بکری چرایا کرتے تھے - اور ان بکریون کا دودھ دونون صاحبون کو پلایا کیے - اور رات کو عبدالرحمن بن ابوبکرؓ غار مین آتے اور آپ صلعم اور اپنے باپ کو کفارون کے مشورے سے خبر دیتے -

چوتھے روز حسب فرمانے آنحضرت صلعم کے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ نے اونٹ کو غار کے منھ پر بھیجا - اور وہان سے آپ صلعم معہ ابوبکرؓ اور عامر بن فہیرہ کے روانہ ہوئے - شتربان جو آپ صلعم کے ساتھ ہوا اسکا نام ارقیط تھا - اور آپ صلعم ساحل کی راہ سے چلے اثنائے راہ مین جب آپ صلعم ام معبد کے خیمہ مین پہونچے - آپ صلعم نے اس سے گوشت اور چھوارے طلب کیے - لیکن اسکے پاس نہونے سے اسنے معذرت کی تب آپ نے ایک دبلی بوڑھی بکری جو اسکے خیمہ کے گوشے مین دیکھی - آپ نے اسکے دوہنے کی اجازت مانگی - ام معبد نے جواب دیا کہ آپ کو اختیار ہے لیکن وہ ایک عرصہ سے دودھ نہین دیتی ہے آپ نے اسمین ہاتھ لگایا اور دوہنا شروع کیا - اسمین اسقدر دودھ ہوا کہ آپ صلعم کے ساتھیون نے اور ام معبد نے سیر ہوکر پیا اور اسقدر دودھ بچ رہا کہ ابو معبد جب آیا اسنے پیا - اور دونون آدمی بعد فتح مکہ کے مسلمان ہوئے -

جب آپ صلعم کی ہجرت کی خبر مشہور ہوئی - کفار قریش نے منادی کردی کہ جو شخص آنحضرت صلعم کا سر لاوے اسکو سو اونٹ اور جو ابوبکرؓ کا سر لاوے اسے بھی سو اونٹ انعام دیے جاوینگے - اسپر ایک شخص سراقہ جسکا گھر مدینہ کی راہ پر تھا - اس خبر سے مطلع ہوا اور جستجو مین رہا - کسی نے آپ صلعم کو اونٹ پر دیکھکر اسے جاکر خبر دی - وہ گھوڑے پر سوار

تب پیچھے سے آپہونچا۔ اور آپ صلعم کو قرائن سے معلوم ہوا کہ یہ شخص میری گرفتاری کو آتا ہے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے فرمایا کہ اے زمین اِسکے گھوڑے کو نگل جا۔ پس اُسکا گھوڑا آتا بڑا تو زمین مین دھنس گیا۔ لیکن اُسنے اپنے اِس فعل سے توبہ کی اور التجا کرنے لگا تب آپ نے اُسکے خلاصی کی دعا کی اور اُسکا گھوڑا صحیح و سالم زمین سے نکل آیا۔ اور وہ بعد فتح مکہ کے مسلمان ہوا۔

جب مدینہ کے انصار کو آپ صلعم کی ہجرت کی خبر ملی روزانہ پہاڑ پہ جاتے اور آپ صلعم کے منتظر رہتے اور جب دھوپ تیز وحشت ہوتی مکان کو آتے۔ یہان تک کہ خود آپ صلعم مدینہ کے قریب پہونچے۔ اور انصار مدینہ انتظار دیکھکر مکان کو واپس جانے لگے۔ کہ ایک یہود نے آپ صلعم کے اونٹ کو دور سے دیکھکر انصار کو پکارا کہ ہذا جدکم اور وہ لوگ فوراً پہاڑ پہ چڑھ آئے۔ اور آپ صلعم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انصار کی لڑکیان بھی آپ صلعم کی آنے کی تہنیت مین شعر لین گاتی ہوئی پیش قدمی کو آئین۔

جب آپ مدینہ مین داخل ہوگئے۔ چودہ روز تک محلہ قبا مین رہے اور یہ جگہ اگرچہ شہر سے باہر ہے لیکن شہر کے محلون مین اُسکا حساب ہے۔ تیسرے روز وہان حضرت علی بھی آپ صلعم کے پاس مع الخیر آپہونچے۔ آپ صلعم نے شہر مدینہ کے اندر داخل ہونے کا قصد کیا۔ اسپر ہر شخص کو آرزو تھی۔ کہ آپ صلعم میرے مکان کے قریب مقام کرین۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ میرا اونٹ اللہ تعالےٰ کے حکم سے مامور ہے ہم وہین ٹھہرینگے جہان وہ آپ سے بیٹھ جائیگا۔ آخرش آپ صلعم کا اونٹ اُسی جگہ بیٹھا جو مقام حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان کے قریب تھا۔ اب اُسی جگہ منبر نبوی ہے۔ اس زمین کو جہان اونٹ بیٹھا تھا حضرت ابوبکر رضی

دس دینار کو خرید کیا اور مسجد نبوی اور حجرہ ازواج طیبات اُسی زمین مین بنا گیا قبل طیار ہونے حجرۂ ازواج طیبات کے آپ صلعم نے اپنا اسباب ابو ایوب انصاری کے مکان مین اُتارا اور اُنھون نے آپ صلعم کو اعلیٰ درجے مین رہنے کی جگہ دی۔ ابو ایوب کو آنحضرت صلعم کی ہجرت کی خبر بطور پیشین گوئی کے لینے مورث اعلیٰ سے پہنچی تھی۔ اور ایک نوشتہ بادشاہ یمن کا تھا جسمین آپ صلعم کی ہجرت کی خبر درج تھی اور اُنکے خاندان مین برابر چلا آیا تھا اُنھون نے وہ بھی آپ کے سامنے پیش کیا۔ ابو ایوب انصار کی قبر دارالاسلام قسطنطنیہ مین اسوقت موجود ہی۔ وہ امیر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ خلافت مین ایک لشکر کے ساتھ جسکے سالار سفیان تھے اور جسمین امام حسین اور یزید بن معاویہ بھی تھے سنہ ہجری مین جو قسطنطنیہ کے محاصرہ کے واسطے بھیجا گیا تھا شہید ہوے۔ اور وہین دفن ہوئے۔ اب سلطان روم جو جانشین ہوتا ہی پہلے وہین حاضر ہوکر تاج شاہی سر پر رکھتا ہی۔

فصل ساتوین

سنہ ۱ ہجری مین ایک یہودی عالم قوم یہود کے جنکا نام عبداللہ بن سلام تھا دولت اسلام سے مشرف ہوئے۔ اُنھون نے پہلے آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ بہشت مین پہلی غذا آدمیون کی کیا ہوگی۔ اور پہلی علامت قیامت کی کیا ہوگی۔ اور لڑکا کس سبب سے باپ کی جانب مشابہت رکھتا ہی اور کس سبب سے مان کی جانب۔ آپ صلعم نے جواب دیا کہ پہلی غذا اہل جنت کی مچھلی کا جگر گوشہ ہوگا۔ اور پہلی علامت قیامت کی آگ ہوگی کہ لوگون کو مشرق سے مغرب کو ہانک لائیگی۔ اور جب نطفہ مان کا غالب ہوتا ہی تو لڑکا مان یا اُسکے اقران کے مشابہ ہوتا ہی۔ اور جب نطفہ باپ کا غالب ہوتا ہی تو لڑکا باپ کے مشابہ ہو یا اُسکے اقران کے مشابہ ہوتا ہی۔

اسی سال حضرت سلمان فارسی بھی دولت ایمان سے مشرف ہوے۔ انکا نسب شریف

اسوقت ڈھائی سو برس کے قریب تھا۔ پہلے یہ مجوسی تاجر تھے پھر یہود ہو گئے پھر مذہب نصاری قبول کیا۔ اور کتب سابقہ کے عالم ہوئے اور بعض علامتون کو نبی آخرالزمان صلعم کے کتب سابقہ سے دریافت کرکے اور مدینہ کو اُنکی جائے ہجرت جانکر وہین مقیم ہوئے۔ اور کسی وجہ سے ایک انصار کے غلامی مین درآئے جب آنحضرت صلعم ہجرت کرکے مدینہ تشریف لیگئے۔ تو آپ صلعم کے پاس کوئی چیز بطور صدقہ کے لائے۔ آپ صلعم نے اُسکو قبول نہ کیا۔ پھر کچھ چیز بطور ہدیہ کے پیشکش کیا۔ آپ صلعم نے اُسکو لے لیا۔ پھر کسی طرح آپ صلعم کی پشت کی مہر نبوت کو دیکھکر فوراً ایمان لائے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اب صورت اپنی آزادی کی کرو۔ اُنکے آقا نے شرط آزادی کی یہ کی۔ کہ سلمان ایک باغ لگا دین جب وہ بارور ہوگا اور بھی جب ایک اوقیہ سونا دینگے تب آزاد ہونگے۔ حضرت سلمانؓ کی خاطر آپ صلعم نے باغ لگایا۔ اور درخت اپنے ہاتھون سے نصب کیے۔ اور وہ درخت اُسی سال مین آپ کے ہاتھ کی برکت سے بارور ہوئے۔ اور کچھ سونا کہ غنیمت مین آیا تھا سلمانؓ کے حوالہ کیا لیکن حضرت سلمانؓ کو اُسکے ایک اوقیہ ہونے مین شک ہوا تو آپ صلعم نے اپنا لعاب دہن لگایا۔ اور کہا کہ تولو پورا ہوگا۔ چنانچہ جب تولا گیا۔ تو پورا اُترا۔ حضرت سلمانؓ کے اکتساب باطنی کی تکمیل حضرت ابوبکرؓ سے تھی اور ان سے قاسم بن محمد بن ابی بکر خیرالتابعین فیضیاب ہوئے حضرت سلمانؓ کی وفات ۳۵ ہجری مین ہوئی۔ واضح رہے کہ امام جعفر صادقؓ کہ نواسہ قاسمؓ بن محمد بن ابی بکرؓ تھے پہلے اپنے نانا سے مستفید ہوئے۔ اور بعد اسکے اپنے والد ماجد امام محمد باقرؓ سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اسی سبب سے اُنکو ذوبحرین کہتے ہین۔

فصل تیرھوین

بعد ہجرت کے جہاد کے احکام نازل ہوئے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے کفار کے ساتھ غزوات شروع کیے۔ منجملہ غزوات کے ایک واقعہ بدر کا ہے۔ کہ جس سے

مسلمانون کی ترقی ہوئی - اور قوت بڑھی - جب آپ صلعم کو خبر ملی کہ ابی سفیانؓ کا قافلہ
معہ سامان تجارت ملک شام سے واپس آتا ہے - آپ صلعم معہ مہاجر اور انصار کے
کہ جملہ تین سو تیرہ آدمی تھے - اُس سے لڑنے کو گئے - ابی سفیان اُسوقت
قریش کے کفار سے تھا - اور آپ کا جانی دشمن تھا - اور قوم بنی امیہ سے تھا
عبد مناف جو عبد المطلب کے دادا تھے - اُنکے چار بیٹے تھے - ہاشم
عبد الشمس - نوفل - اور مطلب - عبد الشمس کا بیٹا امیہ تھا - اور
ہاشم کی اولاد مین ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے - مطلب کی اولاد مین
امام شافعی تھے اور نوفل کی اولاد مین عبد اللہ بن جبیر - الغرض جب ابی سفیان
کو آپ صلعم کے ارادون کی خبر ہوئی - اُسنے ایک تیز قاصد مکہ کو روانہ کیا - اور لکھا
کہ اگر قافلہ کی خیریت چاہتے ہین تو اہل قریش فوراً مدد کیواسطے آوین - ابی جہل
نے یہ خبر سنکر تمام عمائد قریش کو فراہم کیا - اور سامان لڑائی کا کرکے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے لڑنے کو روانہ ہوا - اُسکے لشکر مین آپکے چچا عباسؓ اور آپ صلعم کے داماد
ابی العاص کہ اُسوقت تک ایمان نہ لائے تھے شریک ہوئے - لیکن اس عرصہ
مین ابی سفیان دوسری راہ سے قافلہ کو بخیریت لے گیا - اور ہر چند بعاز مین منع
بھی کرا بھیجا - کہ حاجت فوج کشی کی نہین ہے - لیکن ابی جہل نے نہ مانا - اس سبب
سے ابی سفیان مکہ پہونچکر پھر مدینہ کی طرف واپس آیا - اور لشکر سے آملا -
کفار کے لشکر مین ایکہزار آدمی تھے - اور مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے - اور دونون
بدر کے میدان مین مقابل ہوئے - پہلے شیبہؓ اور عتبہؓ اور ولیدؓ آگے ہوئے
مسلمانون کی جانب سے انصار اُنکے مقابلے کو بڑھے - اسپر اُن لوگون نے کہا
کہ ہم لوگ اپنے برابر والون قریش سے لڑنے کو آئے ہین - نہ انصار سے - تب حضرت
علیؓ اور امیر حمزہؓ اور عبیدہ بن حارثؓ اُنکے مقابل ہو حضرت صلعم کے حکم سے گئے

حضرت علیؓ اور امیر حمزہؓ نے ... عتبہ و شیبہ کو قتل کیا - اور عبیدہ
بن حارث کی مدد کو آپہونچے - اور اُنکے فریق ولید کو بھی قتل کیا - اسکے بعد
فریقین مین یعنی مسلمان اور کفار مین خوب جنگ ہوئی - اور میدان مسلمانون کے
ہاتھ رہا - ابی جہل اس لڑائی مین مارا گیا - اور ابی سفیان زخمی ہوا - اور ستر آدمی
کفار کے گرفتار ہوئے جنمین عباسؓ اور ابی العاص بھی تھے اور باقی مفرور
ہوگئے - بعد ختم ہونے لڑائی کے حضرت صلعم نے عبد اللہ ابن مسعودؓ سے
کہ اصحاب مین بڑے فقیہ تھے کہا کہ دیکھو ابی جہل کی نعش کہان ہے - انھون
نے دیکھا کہ اُسمین کچھ جان باقی تھی - اُسنے پوچھا کہ فتح کسکی ہوئی عبد اللہ
نے کہا کہ مسلمانون کی - اور اُسکے سینہ پر چڑھکر اُسکا سر کاٹ لیا - سر کے
کاٹتے مین اُسنے کہا کہ میرا سر کندھون کے پاس سے کاٹنا کہ دیکھنے مین بڑا معلوم ہو کہ
کسی سردار کا سر ہے حضرت صلعم نے اُسکا سر دیکھکر فرمایا - کہ یہ ہمارا فرعون تھا
اس لڑائی مین اہل اسلام کو غنیمت اور ہتھیار خوب ہاتھ آئے حضرت عثمانؓ
اگرچہ اس لڑائی مین شریک نہو سکے کہ وہ اپنی اہلیہ کی بیمارداری مین آپ صلعم کے
حکم کے موافق مصروف تھے لیکن اُنکو بھی غنیمت کا حصہ دیا - جب اہل اسلام اسطرح فتحیابی
پر خوشی بخوشی مدینہ مین داخل ہوئے حضرت عثمانؓ کی تعزیت مین شریک ہوئے -
یہ واقعہ سنہ ۲ ہجری مین پیش آیا -
بعد وفات رقیہؓ کے حضرت صلعم نے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثومؓ کا نکاح عثمانؓ

۱؎ واضح رہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے ممتاز صحابہ تھے - اور بڑے عالم حدیث
اور قرآن کے اور بڑے فقیہ تھے متواتر حدیث اُنکی شان مین آئی ہے جنمین سے مشکوٰۃ مین بھی درج ہین
اُنکے شاگرد رشید علقمہ تھے جنکے شاگرد رشید حضرت ابراہیم نخعی تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین
قاضی تھے - اُنکے شاگرد رشید حضرت حماد رضی اللہ عنہ تھے جنکے شاگرد رشید امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ تھے

سے کردیا۔ اور اسی سبب سے لقب ذوالنورین ہوا۔ آپ صلعم نے قیدیون کے بارے مین اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ مشورہ مین یہ بات ٹھہر پائی کہ ہر ایک سے فدیہ لیکر چھوڑ دینا چاہیے۔ چنانچہ یہی بات عباس عم رسول اللہ صلعم کو بھی سنائی گئی۔ انھون نے آپ صلعم سے کہا کہ یہ بات آپ صلعم کو اچھی معلوم ہوتی ہے کہ آپ صلعم کے چچا دوسرون کے سامنے ہاتھ پھیلاوین۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ ضرورت ہاتھ پھیلانے کی کیا ہے۔ وہ نقد جو چلتے وقت اپنی بی بی کے پاس چھوڑ آئے ہو۔ منگا لو۔ اسپر عباس بے اختیار بول اٹھے کہ آپ صلعم بیشک برحق نبی ہین۔ کیونکہ اس نقد کی کسی دوسرے کو خبر نہ تھی۔ اللہ تعالی نے اس سے آپ صلعم کو مطلع کیا۔ اور ابی العاص کے فدیہ مین جو زیور آیا وہ حضرت زینب بنت رسول اللہ صلعم کا تھا جو اصل مین خدیجہؓ کا تھا اور انکے جہیز مین دیا تھا۔ اُنکو دیکھکر آپ صلعم کو خدیجہؓ یاد آئین اور آپ صلعم بہت روئے۔ اور اصحاب کی اجازت لیکر وہ زیور واپس کیا۔ اور ابی العاص سے کہا کہ زینب کو مدینہ بھیجدو کہ وہی ہمارا ہے یا آپ کا۔ چنانچہ وہ مدینہ مین آئین اور انتقال کیا۔

اسی سال حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ کا عقد کہ آپ کی سب بیٹیون مین چھوٹی اور سب سے ممتاز اور عزیز تھین حضرت علیؓ بن ابی طالب سے ہوا۔ اور آپ صلعم نے اپنا عقد حفصہؓ بنت عمرؓ سے کیا۔

فصل چودھوین

منجملہ غزوات کے غزوۂ احد بھی ہے۔ وہ کفار کہ جنکو بدر کے مقام مین شکست ہوئی دوسرے سال مین یعنی ۳ سنہ ہجری مین لڑائی کے واسطے پھر آمادہ ہوئے اور بڑا سامان فراہم کیا۔ یہ خبر جب آپ صلعم کو ملی۔ معہ اصحاب مقابلے کے واسطے روانہ ہوئے۔ اور لڑائی شروع کردی۔ اہل اسلام کو فتح نمایان ہوئی۔ اور کفار پسپا ہوگئے۔ اہل اسلام

غنیمت لوٹنے لگے - اسوقت خالد بن الولید کہ ہنوز ایمان نہ لائے تھے اور کفار قریش
مین سے تھے - ایک پہاڑ کے درے سے ہوکر کہ مسلمانون کی پشت پر تھا - اور اُس پر
عبد اللہ بن جبیر آپ صلعم کے حکم سے پچاس تیراندازون کے ساتھ تعینات تھے -
مسلمانون کے پشت پر آ پہونچے - اور مسلمانون مین انتشار ڈالا - عبد اللہ کے
ساتھی غنیمت کی لالچ مین اُنسے جدا ہو گئے - صرف دس آدمی اُنکے ساتھ رہ گئے تھے
کہ لڑکر شہید ہوئے - بعض اصحاب کے پاؤن اس معرکہ مین اُٹھ گئے تھے لیکن حضرت
ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور ابوعبیدہؓ آپ صلعم کے برابر ساتھ رہے -
ایک کافر ابن قمیہ نے آپ صلعم کو تلوار ماری - جسکے باعث سے آپ صلعم غار مین
گر پڑے - اُسوقت آپ کے بدن مین دو زرہین تھین - اُنکے بوجھ سے اور نیز زخم
کی تکلیف سے آپ صلعم اپنے سے اُس غار مین سے نکل نہ سکے - حضرت طلحہ نے
اپنی پیٹھ پر چڑھاکر نکالا - ابن قمیہ نے کفار کے لشکر مین مشہور کر دیا - کہ آپ شہید
ہو گئے - پتھر کی ضرب سے صرف ایک دانت آپ صلعم کا ٹوٹا تھا - اور زرہ آپ صلعم
کے رخسارۂ مبارک مین گڑ گئی تھی - اُسکو ابوعبیدہؓ نے اپنے دانتون سے پکڑ کر
کھینچا جسکی وجہ سے اُنکے دانت ٹوٹ گئے - آپ صلعم نے طلحہ اور ابوعبیدہ سے
بہت راضی ہوکر اُنکو بہشت کی خوشخبری دی - اور آپ صلعم غار سے نکلکر مع اصحاب
پہاڑ پر چڑھ گئے - جہان کفار نہ پہونچ سکے - جب ابی سفیان کو معلوم ہوا کہ آپ صلعم
زندہ ہین تو ڈرا کہ مبادا اہل شہر آپ کی خاطر سے اُسپر نہ چڑھ آوین - اور اسیقدر
فتح کو غنیمت سمجھکر وہان سے چلا اور کہا کہ آیندہ سال مین پھر لڑائی ہوگی -
کہ اُسکے چلے جانے کے بعد آپ صلعم پہاڑ سے اُترے اور مسلمانون کے نعش کی شمار کی
ستر آدمی شمار مین ٹھہرے - اُنمین حضرت امیر حمزہ بھی تھے - جنکو وحشی نے قتل
کیا تھا - ہندہ ابی سفیان کی زوجہ نے اُنکا جگر نکلوا کر چبا ڈالا - اور اُنکا مثلہ کیا

یعنی ناک کان کٹوا ڈالے - جب آپ مدینہ کو پھر آئے - کسی نے خبر دی کہ ابی سفیان پھر آتا ہے اسلیے آپ صلعم نے اسکا تعاقب کیا - لیکن وہ نہ ملا تو آپ صلعم پھر لوٹ آئے

فصل پندرھوین

قریب مدینہ کے دو قومین یہود کی تھین جو بنی قریظہ اور بنی نضیر کہلاتی تھین - وہ آپ صلعم کے ساتھ ہم عہد تھین - کہ جنگ اور صلح مین آپ صلعم کی مددگار رہینگی - اور جو فریقین کے ساتھ دوسری قومین بھی ہم عہد تھین وہ بھی آپسمین مثل قوم ہم عہد کے تصور کیجائینگی -

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا - کہ دو شخص اُس قوم کے کہ بنی نضیر کے ہم عہد تھے - ایک مسلمان عمرو ابن امیہ کے ہاتھ سے مارے گئے - چونکہ عمرو کے ساتھیون کو جنھین عامر بن فہیرہ بھی تھے - ایک کفار کی قوم نے فریب دیکر مارا تھا - اسلیے اُنکے دھوکے مین اُس قوم ہم عہد نے بنی نضیر کے دو آدمی کو مار ڈالا اس سبب سے آپ صلعم نے عمرو بن امیہ کے حق مین دیت کا حکم فرمایا - اور مشورہ کے واسطے چند صحابہ کے ساتھ بنی نضیر کے محلہ مین گئے - لیکن اُنکے دل مین فریب آیا - اور آپ صلعم کو ہلاک کرنا چاہا آپ صلعم کو دیوار کے نیچے بٹھلایا - اور اوپر سے دیوار کے پتھر گرانا چاہا اسکی خبر آپ صلعم کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوئی اور آپ صلعم وہان سے اُٹھکر ایسا چلے کہ جیسے کوئی حاجت رفع کرنے کو اُٹھتا ہے - اصحاب نے آپ صلعم کو جاتے دیکھکر آپ صلعم کی اقتدا کی اور مدینہ مین آپہونچے - اس سبب سے آپ صلعم نے بنی نضیر پر فوج کشی کی - لیکن وہ نہ لڑ سکے اور جلاوطنی پر راضی ہوگئے - اور مال اور اسباب چھوڑ دیا کہ مسلمانون کے ہاتھ آیا - یہ واقعہ سنہ ۴ ہجری مین پیش آیا -

فصل سولھوین

منجملہ غزوات کے غزوہ خندق ہے جسکو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہین - بنی نضیر مین سے

جو جلاوطن ہوئے۔ ایک اُنمین سے حی بن خطب بھی تھا۔ جو خیبر مین آ بسا۔ اُسنے لوگون کو آپ صلعم کی طرف سے بہکایا۔ اور کئی اقوام کو لڑائی پر آمادہ کیا۔ اور بعض آدمیون سے ابی سفیان کے پاس گیا۔ کہ وہ بھی اس لڑائی مین شریک ہو۔ چنانچہ اسنے اہل قریش مین سے چار ہزار آدمی لڑائی کے واسطے فراہم کیے۔ اور قوم قینقاع اور قریظہ اور غطفان کے یہود کہ قریب چھ ہزار آدمیون کے تھے۔ سبھون نے آپسمین عہد کیا کہ آپ صلعم سے لڑیے۔ اور اپنے اپنے سواد سے روانہ ہوئے۔ جب یہ خبر آپ صلعم کو ملی۔ آپ صلعم نے اس بارہ مین اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی نے کہا کہ اہل فارس کا دستور ہے کہ جب اُنپر کوئی بڑا دشمن چڑھ آتا ہے جس سے وہ مقابلے کی طاقت نہین رکھتے ہین تو شہر کے گرد کھائی کھودتے ہین اور اُسکی پناہ مین دشمن سے لڑتے ہین۔ اُنکی راے کو آپ صلعم نے پسند کیا۔ اور کوہ سلع کی طرف خندق کھودنے کا حکم دیا۔ چونکہ مدینہ کے اور طرف منضبط شہر پناہ تھی۔ اسلیے صرف کوہ سلع کی جانب کھائی کھودنے کے لیے فرمایا۔

اسی اثنا مین کہ لوگ کھائی کھودتے تھے۔ اور آپ صلعم بھی اُس کام مین شریک تھے۔ آپ صلعم کو بھوک کی شدت ہوئی۔ اور آپ صلعم نے پیٹ پر پتھر باندھا جب جابر بن عبد اللہ نے یہ حال دیکھا۔ اپنی زوجہ سے دعوت کے واسطے کہا۔ اُنھون نے چار سیر آٹا چکالیا اور ایک بکری ذبح کی۔ اور آپ صلعم کو اس حال سے خبر دی۔ جابرؓ سے آپ صلعم نے کہا کہ آٹا ساندا جاے اور روٹیان تاآنے ہمارے نہ پکائی جائین اور ہانڈی گوشت کی نہ اُتاری جاے اور آپ صلعم نے تمام اہل خندق کو کہ ایک ہزار آدمی تھے طلب کیا۔ اور سب جابر کے مکان پر پہونچے۔ جابرؓ اس حال سے نہایت متردد ہوئے۔ لیکن آپ صلعم نے اُنمین یعنی آٹے اور گوشت مین اپنا لعاب دہن ڈالا۔ جسکی یہ برکت ہوئی کہ تمام لشکر نے سیر ہو کر کھایا۔ اور کچھ بچ گیا

کر جا بہ کے مصرف مین آیا - اسی عرصہ مین کہ خندق کھودتے تھے - ایک پتھر ایسا پیش
آیا کہ کسی اصحاب سے نہ ہٹ سکا - آپ نے اپنے دست مبارک سے اسپر چوٹ ماری
پہلی چوٹ مین اُسمین سے ایسی چمک پیدا ہوئی - کہ جسمین ملک شام کے مکانات
آپ کو نظر آ گئے - آپ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ملک شام مجکو دیا - دوسری
ضرب مین اسی طرح فارس کے بارے مین فرمایا - کہ اللہ تعالیٰ نے فارس مجکو دیا -
تیسری ضرب مین یمن کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یمن مجکو دیا - اور ان تینون ضرب
مین وہ پتھر پاش پاش ہو گیا -

جب کفار کا لشکر آیا خندق دیکھکر متحیر ہوا - وہ سب خندق کے مقابل مین خیمہ زن ہوئے
اور تیر اور پتھر سے لڑنا شروع کیا - اسی عرصہ مین ایک شخص عمر ابن عبدود کہ نہایت
قوی تھا اور ایک معرکہ مین اکیلے پچاس آدمیون کو ہلاک کیا تھا - خندق مین اُتر آیا
حضرت علیؓ اُسکے مقابلہ کو گئے - علیؓ کو کم سن سمجھے دیکھکر ہنسا لیکن اُنھون نے
ایک تلوار اُس کافر کو ایسی ماری کہ اسکا سر بدن سے جدا ہو گیا -

جب لڑائی ہو رہی تھی کہ ایک شخص قوم غطفان کا جسکا نام نعیم تھا حضرت صلعم کے
پاس آئے اور مسلمان ہوئے - اُنھون نے آپ صلعم سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم
کفار مین خبر ہماری مسلمانی ظاہر نہین ہے پھوٹ ڈالین - وہ وہانسے بنی قریظہ مین
آئے - اور اُنپر اپنی خیرخواہی ثابت کرکے کہا کہ مجکو مستحکم ذریعون سے معلوم ہوا ہے
کہ قریش محمد صلعم سے مل گئے - اور تمنے جو محمد صلعم سے خلاف عہد کیا اچھا نہین کیا
کیونکہ قریش کو اگر شکست ہوئی تو محمد صلعم تمھارا کام تمام کرینگے اور اگر قریش کامیاب
ہوئے تو وہ تم پر غالب رہینگے - اور اگر قریش کا ملجانا محمد صلعم سے صحیح ہے تو بھی کسی
صورت مین تمھارے واسطے بہتری نہین ہے - اُنھون نے کفار قریش کے عہد کے
بچا بیٹھنے کا طریقہ پوچھا نعیم نے کہا کہ اب اگر قریش تم سے دل سے طلب کرین تو

اُن سے اوّل طلب کرو یعنی دو چار معزز آدمی اُنکی قوم کے اپنے اختیار مین ضمانت کے طور پر
کر لو۔ تب مدد کرو۔ اگر قریش ایسا کرنے سے انکار کرین۔ تو سمجھو کہ کفار قریش کے
دل مین فریب ہے۔ بنی قریظہ نے اُنکی رائے کو بہت پسند کیا۔ نعیم وہان سے روانہ
ہوے۔ اور کفار قریش کے لشکر مین آکر کہا کہ تمھارے واسطے ایک ضروری بات
لایا ہون یعنی بنی قریظہ محمد صلعم سے مل گئے اور تم سے اب اول مدد طلب کرینگے۔ ہرگز
نہ دینا۔ اِس بات سے قریش بہت مشکور ہوے۔ اور اسی قسم کی باتین قوم غطفان
مین بھی کہین۔ جب کفار قریش نے اُن قومون سے مدد طلب کی۔ موافق نعیم کے کہنے کے
جواب پانے پر یقین ہوا۔ کہ یہ قومین حضرت صلعم سے مل گئین۔ اور آپسمین تفرقہ پیدا
ہو گیا۔ اور مشیت ایزدی سے تند ہوا چلنے لگی۔ اور جاڑے کی شدت ہوئی۔ کہ کفار
قریش کا حال تنگ [illegible] مایوس ہوکر واپسی کا قصد کیا۔ [illegible]
آپ صلعم نے حذیفہ بن الیمان کو مخفی طور پر غنیم کی سچائی دریافت کرنے کے لیے
بھیجا۔ انھون نے واپس آکر خوشخبری سُنائی کہ ابی سفیان کا خیمہ کوچ ہوا۔
آپ صلعم نے فرمایا کہ اب کفار قریش ہم پر حملہ آور نہونگے۔ بلکہ ہم اُنپر حملہ آور ہونگے
یہ واقعہ ۵ سنہ ہجری مین پیش آیا۔

فصل تیرھوین

جب آپ صلعم غزوۂ خندق سے فارغ ہوئے۔ اور اپنے مکان مین آئے آپ صلعم
غسل فرمانے لگے کہ جبرئیل آئے اور کہا کہ بنی قریظہ پر بہت جلد فوج کشی کیجیے۔
اس سبب سے آپ صلعم نے تاکید روانگی کی فرمائی۔ اور وہ وقت عصر کا تھا
اسلیے آپ صلعم نے فرمایا کہ نماز کوئی یہان نہ پڑھے۔ بنی قریظہ کے محلہ میں جا کر پڑھے
چنانچہ لوگ روانہ ہوئے۔ راہ مین عصر کا وقت فوت ہونے لگا۔ اور بعضون نے راہ مین
نماز پڑھ لی۔ اور بعضون نے ظاہری حدیث کے لفظ پر عمل کیا۔ اور نماز قضا کی جب حضرت صلعم

کو ان اختلاف کا حال معلوم ہوا - آپ صلعم نے کسی فریق کو بُرا نہ کہا اسی جگہ سے اختلاف
حنفی اور شافعی کے مسائل کا نکلا ہے حنفی حدیث کے معنی اور مراد پر عمل کرتے ہین اور
شافعی ظاہری لفظ پر عمل کرتے ہین - اس اختلاف سے ایک دوسرے کو بُرا سمجھنا
ہرگز درست نہین - عمل کی جزائیت کے موافق ہوتی ہے لیکن ایک مذہب معین کو اختیار
کرنا اس سبب سے بہت بہتر ہے کہ اسمین اپنی خواہش و نفسانیت کو دخل نہین ہوتا اور
اسی سبب سے اس بارہ مین علما کا اجماع ہے -

الغرض اصحاب نے بنی قریظہ مین پہونچکر انکا محاصرہ شروع کیا اور انکی حالت تنگ
ہوئی - یہان تک کہ انھون نے سعد بن معاذ کے فیصلہ پر رضامندی ظاہر کی - کہ وہ اس
کی قوم سے تھے اور وہ قوم اونکی ہم عہد تھی - لیکن سعد بن معاذؓ کو جنگ خندق
کے ہاتھ سے نہایت زخم اور تکلیف پہونچی تھی - اسلیے انھون نے عہد کیا تھا - کہ اگر ہم
اچھے ہوئے تو بنی قریظہ سے بدلا لینگے - چنانچہ وہ وقت آگیا - اور سعدؓ نے فیصلہ کیا
کہ سب مرد بنی قریظہ کے قتل کیے جاوین - اور انکی عورتین اور لڑکے لونڈی غلام
بنائے جاوین - اور انکا مال مسلمانون کا ہو - چنانچہ ایسا ہی کیا گیا - یہ واقعہ ۵ سنہ ہجری مین
پیش آیا -

فصل اٹھارہوین

۵ سنہ ہجری مین مسلمانون کو غزوہ بنی مصطلق پیش آیا - اس غزوہ مین آپ صلعم کے
ساتھ یعنی حضرت صلعم کے ساتھ عائشہؓ بھی تھین - جب اسلام کا لشکر فتح کے بعد
واپس چلا - حضرت عائشہ راہ مین چھوٹ گئین - چونکہ وہ رفع حاجت کو گئین
اور انکے گلے کا ہار ٹوٹ گیا - اور گر گیا - اسکے ڈھونڈھنے مین دیر ہوئی - اور کسیکو
خیال نہ رہا - اور قافلہ وہان سے کوچ کر گیا جب عائشہؓ اپنی جگہ پر آئین - اپنے
اونٹ اور لشکر کو نہ پایا - ایک شخص اصحاب سے کہ جسکا نام صفوانؓ تھا -

لشکر کے پیچھے چھوٹے ہوئے اسباب کی حفاظت کے لیے رہا کرتے تھے۔ وہاں ان سے پہنچے
اور عائشہؓ کو اونٹ پر بٹھا لیا۔ منافقین کو کہ درپردہ رہتے تھے آپ صلعم کے رنج دینے کا
موقع ملا۔ حضرت عائشہؓ پر بہتان لگایا۔ ان سے مشہور کیا اور بعض مخلصین بھی نادانی
سے اس تہمت میں شریک ہوئے۔ آخرش جب یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی آپ صلعم نے
اسکی تفتیش کی۔ اور آیت تطہیر نازل ہونے سے حضرت عائشہؓ کی صفائی ہوئی
اور تہمت لگانے والوں کو سزا دی گئی۔

اسی طرح ایک راہ میں عائشہ کے گلے کا ہار گم ہو گیا۔ اس سبب سے لشکر کو ٹھہرنا
پڑا اور وہاں وضو کے لیے پانی نہ تھا۔ اور نماز کا وقت فوت ہوتا تھا اسلیے ابوبکر
عائشہ کو ڈانٹنے لگے۔ کہ آپ صلعم کو ایسی جگہ ٹھہرا دیا۔ وضو کے واسطے پانی نہیں ملتا۔
اسی وقت آیت تیمم نازل ہوئی۔

فصل انیسوین

سنہ ۶ ہجری میں حضرت صلعم نے خواب میں دیکھا کہ عمرہ کے واسطے مکہ تشریف لے گئے ہیں
پس آپ صلعم نے اصحاب سے اس خواب کو ذکر کیا۔ اصحاب اس خبر کو سنکر مستعد
ہوئے۔ اسلیے آپ نے مکہ کی روانگی کا قصد کیا۔ پندرہ سو آدمی کہ اصحاب سے تھے
آپ صلعم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جبکہ مکہ کے قریب حدیبیہ پہنچے۔ اونٹ آپ کا
مکہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ ہم کعبہ پر حملہ کرنیکی نظر سے نہیں آئے ہیں
ہم عمرہ کے لیے آئے ہیں۔ یہ سنکر اونٹ اٹھا تب آپ صلعم نے پھر کر حدیبیہ میں کہ
قریب مکہ کے ہے قیام کیا۔ جب کفار قریش کو اس حال کی خبر ہوئی۔ وہ لوگ لڑائی کے
واسطے آمادہ ہوئے۔ اسلیے بدیل کو قاصد مقرر کر کے روانہ کیا۔ کہ آپ صلعم سے لڑائی
کی طیاری ظاہر کرے۔ آپ صلعم نے بدیل سے فرمایا کہ ہم لوگ یہاں لڑنے کو نہیں آئے
صرف عمرہ کے واسطے آئے ہیں۔ جب بدیل نے ان حالات سے قریش کو مطلع کیا۔

اسپر بھی وہ راضی نہوئے۔ بلکہ عروہ کو آپ صلعم کے پاس بھیجا کہ اہل قریش کی ناراضی
اس امر مین ظاہر کرے آپ صلعم نے عروہ سے فرمایا کہ اگر قریش ہمارے عمرہ
کرنے پر یون نہین راضی ہین تو ہم سے صلح کا معاہدہ کرلین کہ ہم تا میعاد معاہدہ
کے دوسری قوم سے لڑینگے۔ اگر اس عرصہ مین ہمارا کام دوسرے کے ہاتھ سے
تمام ہوا تو اہل قریش کا مطلب بر آئیگا۔ اور اگر ہم ظفریاب ہوے تو قریش کو اختیار
رہیگا ہم سے لڑین یا صلح کرین۔ عروہ نے اصحاب کے آداب کو کہ آپ صلعم سے
کرتے تھے ملاحظہ کیا۔ اور عروہ جب اہل قریش مین واپس گیا اور سب حالات کہے
یہ بھی کہا کہ محمد صلعم کے اصحاب جسقدر اُنکا ادب کرتے ہین قیصر اور کسریٰ کی مجلس مین
بھی اسقدر ادب کرتے کسیکو نہین دیکھا۔ اور یہ کہ سب اصحاب آپ صلعم کے جانثار ہین
اور شہادت کو غنیمت جانتے ہین لیکن اس مرتبہ عروہ کے ساتھ حضرت عثمان رض
بھی جوابی قاصد ہوکر گئے تھے۔ اور صلح کا پیغام پیش کیا گیا پہلے قریش راضی نہوتے
تھے آخرش اُنھون نے چند شرائط پیش کیے۔ اسپر بعضون نے کہا کہ اگر عثمان رض اکیلے
عمرہ کرنا چاہتے ہین تو کرلین لیکن وہ آپ راضی نہوئے اور انکی خاطرداری قریش
نے بہت کی۔ اور اسی مین دیر ہوئی۔ اور اسلام کے لشکر مین ایسی شہرت ہوئی کہ
عثمان رض شہید ہوئے۔ اس سبب سے حضرت صلعم نے لڑائی کا قصد کیا اور اصحاب سے
بیعت رضوان جسکا ذکر سورۂ انا فتحنا مین مذکور ہے یعنی شروع کی اور اس سے مطلب
یہ تھا کہ اصحاب جنگ کے میدان مین بھی امر حق سے غافل نہ رہین۔ آپ صلعم نے سب
کا ہاتھ ایک ایک کر پکڑا۔ اور اسی طرح بیعت لی۔ اس بیعت سے اللہ تعالےٰ نے
اپنی بڑی رضامندی ظاہر کی۔ اور اسی سبب سے حضرات صوفیہ[1] کہ ایک گروہ اہل اسلام

[1] واضح رہے کہ حضرات صوفیہ کی اصل اصحاب صفہ ہین۔ یہ چند آدمی تھے کہ مجرد محض تھے سواے
یاد الٰہی اور حمایت اسلام کے اُنکو دوسرا کام نہ تھا [illegible] اٹھا کر پاس نہین رکھتے تھے اور انکا کھانا کپڑا

سے ہین اور اپنا اصل کا [illegible] اور اُسکی قدرت مین فکر کرنا ٹھہرالیا ہے - اہن بعیت کو نہایت ضروری سمجھتے ہین - الغرض اسی عرصہ مین کہ آپ بعیت لے رہے تھے حضرت عثمانؓ آگئے - اور خبر صلح کے پیغام کی سُنائی - اور شرائط صلح کے پیش کیے - اور قریش بھی مع سہیل وغیرہ کے آگئے صلح کے شرائط یہ تھے -

۱ دس برس صلح کی میعاد رہیگی -

۲ جو لوگ ہم عہد فریقین کے ہونگے وہ بھی اس معاہدہ سے ہم عہد سمجھے جائینگے -

۳ اس سال اہل اسلام عمرہ نہین کرنے پاوینگے -

۴ سال آیندہ سے عمرہ کرسکتے ہین -

۵ جب عمرہ کے واسطے آوین کوئی [illegible] ہین کہ وہ بھی میان مین ہو -

۶ اور تین روز سے زیادہ حرم مین نہ ٹھہرین -

۷ اگر اہل قریش کا کوئی مفروری اسلام مین جاکے تو وہ اُسے واپس کردین -

۸ اگر اہل اسلام کا مفروری قریش مین جاملے تو وہ واپس نہ کرین -

آخری دونون شرائط پر اکثر اہل اسلام کو عجب لاحق ہوا لیکن حضرت صلعم نے اُسے قبول کرلیا اور معاہدہ لکھا گیا -

آخری دونون شرائط سے اصحاب ناخوش تھے - بلکہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا حضرت صلعم جب ہمارا مذہب برحق ہے تو ہم اسقدر دب کر کیون صلح کرتے ہین - آپ صلعم نے [illegible] صلح کے شرائط ہمارے حق مین بُرے نہین ہین - غور سے معلوم ہوگا - کہ سواے

تتمہ حاشیہ اوام حضرت صلعم کے متعلق تھا اور ایک مکان مین رہتے تھے جسکو صفہ کہتے تھے یہین سے خانقاہ کی اصل ہوا اور حضرت صوفیہ کے دو گروہ ہین - بعض اہل سماع سے ہین اور اُسکو جائز سمجھتے ہین اور دوسرے ناجائز جا اہل سماع سے ہین وہ اپنی دلیل اس حدیث سے لاتے ہین جسکو حضرت مخدوم شرف الدین احمد بہاری نے اپنے مکتوبات صدی کے مکتوب ترانوے مین نقل کیا ہے

[illegible]

منافق کے ہم مین سے کوئی کیون جانے لگا۔ اور منافق کا ہم سے جدا ہونا ہی بہتر ہے اور
دشمن کا جو ہم مین آویگا۔ واپس جانے پر بھی اسکا دل اُنسے نہ ملیگا۔ اور اُسکے آنے کی
راہ خدا پیدا کر دیگا تب حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ صلعم نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ عمرہ بھی کرینگے
آپ صلعم نے جواب دیا کہ یہ سچ ہے لیکن ہمنے یہ تو نہین کہا تھا کہ اسی سال کرینگے۔ شرائط
کے لکھنے مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لکھا تھا کہ یہ عہدنامہ ہے درمیان [illegible] محمد
اور اہل قریش کے۔ اسپر قریش نے اعتراض کیا کہ جب ہم محمد صلعم کو رسول اللہ ہی مان لیا
پھر ہمارے تمہارے کیا تکرار رہی محمد ابن عبداللہ لکھنا چاہیے۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ
ہم محمد رسول اللہ اور ابن عبداللہ بھی ہین۔ اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ لفظ رسول اللہ کو
قلمزد کر کے ابن عبداللہ لکھدو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ کام ہم سے نہین ہو سکتا۔ اسپر
آپ صلعم نے اُسکو لیکر خود قلمزد کیا اور ابن عبداللہ لکھوایا۔

بعد انجام معاہدہ کے آپ صلعم نے ہدیہ کے ادا کرنے کا حکم حدیبیہ مین دیا۔ اس سبب سے
اصحاب اور بھی افسردہ ہوئے۔ اور انجام دینے مین سستی کی اسپر آپ صلعم ملول ہو کر
اپنے خیمہ مین تشریف لیگئے۔ ام سلمہؓ کہ آپ کی ازواج مطہرات سے تھین اور اس سفر مین
ساتھ تھین۔ اُنھون نے سبب ملولی کا پوچھا۔ آپ صلعم نے اصحاب کی ناراضگی کا
سبب بیان فرمایا۔ اسپر ام سلمہؓ نے کہا کہ آپ صلعم پہلے اپنے ہدیے ادا کیجیے تو اصحاب
بھی ویسا ہی کرینگے۔ چنانچہ آپ صلعم نے ویسا ہی کیا اور تمام اصحاب نے بھی دیکھکر
ویسا ہی کیا۔ اور سب خوشی خوشی مدینہ کو واپس آئے آپ صلعم اُس شرط کے باعث
سے جو کی تھی کہ جو قریش سے آپکے پاس آوین اُنکو واپس کرین۔ ایک شخص ابوجندل
ابن سہیل کو کہ مسلمان ہو گیا تھا اور آپ صلعم کے ساتھ آیا چاہتا تھا لانے سے
مجبور رہے۔ لیکن اس شرط نے آیندہ کو عجب رنگ دکھایا۔ یعنی ایک شخص ابو بصیر
کہ مکہ مین رہتا تھا خود بخود مسلمان ہو کر مدینہ کو چلا۔ اُسکے پیچھے سے قریش نے دو شخصون

کو معاہدہ کے موافق واپس لانے کے لیے آپ صلعم کے پاس بھیجا۔ آپ صلعم نے موافق معاہدہ
کے حوالہ اسکو کردیا۔ اگرچہ اسیر اور سب مسلمانون پر ابوبصیر کا واپس جانا بہت شاق تھا
ابوبصیر مدینہ سے قریش کے دونون آدمیون کے ساتھہ روانہ ہوا۔
ابوبصیر نے راہ مین موقع پاکر ایک کو انمین سے قتل کیا اور دوسرا ڈر سے بھاگ کر حضور
صلعم مین مدینہ آیا۔ اور اسکے پیچھے ابوبصیر بھی آیا جب آپ صلعم کو صورت واقعہ کی
معلوم ہوئی۔ آپ صلعم نے ابوبصیر کو ڈانٹا کہ عجب لڑائی لگانے والا ہی۔ ابوبصیر
نے سمجھا کہ اگر ہم ٹھہرے تو پھر آپ صلعم قریش کے حوالہ کر دینگے۔ اور وہان سے نکلکے
روانہ ہوا۔ اور مکہ کے قریب ایک جگہہ اپنی پناہ کی کرلی۔ اور جو آتا اسکو لوٹتا۔ اسکے
ساتھہ ابوجندل بن سہیل بھی کہ بانی صلح حدیبیہ کا تھا جاملا۔ اور اسی طرح جو مکہ مین مسلم
ہوتا اُس سے آملتا۔ اور اسکی گروہ کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اور قریش کے کفار کو
بہت دق کرنے لگے۔ تب کفار قریش نے خود اس شرط کے توڑنے کی استدعا کی
اور لکھا کہ آپ ان لوگون کو بلا لیوین چنانچہ آپ صلعم نے انکو بلا لیا لیکن
ابوبصیر کا انتقال ہوچکا تھا۔

فصل بیسوین

جب حدیبیہ سے آپ صلعم پھرے آپ صلعم نے اپنا ارادہ خیبر پر حملہ کرنے کا ظاہر کیا۔ اسکی شہرت
اہل خیبر کو پہونچی۔ اور انھون نے بہت اچھی طرح سامان لڑائی کا آمادہ کیا۔ سنہ ۷ ہجری مین
آپ نے خیبر پر فوج کشی کی۔ اہل خیبر اپنی زراعت کے واسطے قلعہ سے باہر جاتے
تھے کہ مسلمانون کی لشکری جماعت کو دیکھکر اپنی جگہہ پر واپس گئے۔ اور مقابلہ کرنا شروع
کیا۔ اس قلعہ مین سات قلعہ تھے۔ اصحاب رضوان اللہ علیہم نے چھہ قلعون کو یکے
بعد دیگرے فتح کیے جب ساتوین قلعہ کی باری پہونچی اصحاب عاجز رہے۔ ایک روز

آپ صلعم نے فرمایا کہ کل کے روز یہ قلعہ فتح ہوگا۔ ہر شخص کو انتظار تھا کہ کسکو حکم ہوتا ہے اور کسکو یہ سعادت حاصل ہوتی ہے۔ جب صبح ہوئی آپ صلعم نے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا۔ انکی آنکھیں جوش کر آئی تھیں۔ اور بالکل مجبور تھے لیکن آپ صلعم نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں مین لگا دیا۔ اور وہ بالکل اچھے ہوگئے۔ اور آپ صلعم نے اپنا دُلدل اور ذوالفقار بھی انکو دیا۔ اس لڑائی مین حضرت علیؓ نے بڑی بہادری دکھلائی۔ تمام دن لڑے اور خیبر کا دروازہ کہ نہایت بھاری تھا اُکھاڑ لیا۔ اور بجاے سپر کے اسکو کام مین لائے۔ اور بعد لڑائی کے جب حضرت علیؓ نے اُسکو پھینکا۔ اور اسنے لوگون نے اُٹھانا چاہا سات آدمیون سے بھی نہ اٹھ سکا۔ اس لڑائی مین سات افسر یہود کے کہ بڑے نامی تھے۔ اور انمین بڑا نامی مرحب بھی تھا۔ مارے گئے۔ اہل اسلام کی فتح ہوئی اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ اسی خوشی کی حالت مین جعفر طیارؓ ابن عم آپ صلعم کہ آپ صلعم کی مرضی سے حبشہ کو سفر کر گئے تھے واپس آ گئے اور انکے ساتھ حضرت ام حبیبہؓ ابی سفیان کی بیٹی تھین جنکا نکاح نجاشی نے حبشہ مین انکے شوہر کے انتقال کے بعد حضرت صلعم سے غائبانہ کر دیا اور دین مہر بھی دیدیا۔ اسی جہاز پر ابوموسیٰ اشعریؓ بھی تھے۔ ان لوگون کو دیکھکر آپ صلعم نے خوشی کا اظہار کیا۔ اسی عرصہ مین ایک یہودیہ آئی اور اسنے گوشت کی دعوت کی آپ صلعم نے قبول فرمایا۔ جیسے ہی اُس کھانے مین سے آپ صلعم نے ایک لقمہ اپنے منھ مین دیا۔ آپ صلعم نے اصحاب کو کھانے سے باز رکھا کہ اسمین زہر ہے نہ کھاؤ۔ ایک صحابہ نے جو کچھ اسمین سے کھا لیا فوراً ہلاک ہوگئے اُس یہودیہ کو آپ نے سزا دی۔ اس جنگ مین منجملہ غنیمت کے صفیہؓ بنت حی اخطب بھی تھین جنسے آپ صلعم نے نکاح کیا۔ انکے رخسارے پر ایک نیلا داغ بھی تھا۔ آپ صلعم نے اسکا سبب پوچھا۔ اسکی جواب مین انھون نے کہا کہ جس روز مسلمانون نے پہلے خیبر کا محاصرہ کیا مین نے خواب دیکھا کہ چاند میری گود مین ہے۔ اسکو

میں نے اپنے سابق شوہر سے کہا تھا۔ اسپر اُسنے مجھکو تپانچہ مارا اور کہا کہ اس حملہ آور بادشاہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم آغوش ہونا چاہتی ہے چنانچہ اسکی تعبیر پوری ہوئی۔

فصل اکیسوین

اسی سال سنہ ہجری مین آپ صلعم نے عمرۃ القضا ادا فرمایا۔ عمرہ کہتے ہین کعبہ کے گرد طواف کرنے اور صفا مروہ پہاڑ کے درمیان مین دوڑنے کو جسطرح حج مین کرتے ہین آپ صلعم نے چلتے وقت اصحاب کو فرمایا کہ جو لوگ صلح حدیبیہ مین شریک تھے اس سفر مین ضرور ساتھ رہین چنانچہ سب ساتھ آئے اور سبھون نے عمرہ ادا کیا۔
اسی زمانہ مین میمونہ نے نکاح کا پیغام بھیجا اور آپ صلعم نے قبول فرمایا اور نکاح ہوگیا اسلیے آپ چاہتے تھے کہ تین روز سے زیادہ ٹھہرین۔ اور ولیمہ کی دعوت فرماوین لیکن قریش راضی نہوئے۔ اس سبب سے آپ صلعم مدینہ کو واپس آئے۔
اسی سال خالد بن الولیدؓ اور عمروؓ عاص جنھون نے آپ صلعم کی ہجو نظم کی تھی۔ اور مابعد مین اسلام کے بڑے حامی اور فاتح مصر ہوئے اور عثمان بن ابی طلحہ صاحب مفتاح کعبہ مدینہ مین آپ صلعم کے پاس آئے اور اسلام سے مشرف ہوئے اُنکی نسبت آپ صلعم نے فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشون کو بھیجا ہے۔

فصل بائیسوین

آپ صلعم نے حسب مرضی الٰہی بادشاہون کے پاس بھی مکتوب ایمان لانے کے لیے روانہ فرمائے۔ اسی سبب سے آپ صلعم نے ایک مہر کھدوائی چونکہ لوگون نے آپ سے کہا کہ بادشاہان عجم بے مہر کے خطوط قبول نہین کرتے۔ آپ صلعم نے قیصر ہرقل سلطان روم اور خسرو پرویز بادشاہ پارس اور مقوقس حاکم مصر اور نجاشی بادشاہ حبشہ اور حاکم یمن کے پاس خطوط روانہ کیے۔ قیصر ہرقل نے جب آپ صلعم کا خط پایا۔ اسکا دل اسلام کی طرف مائل ہوا۔ لیکن اسکے

ارکان دولت راضی نہ ہوئے۔ اس سبب سے وہ ایمان لانے سے مجبور رہا۔ آپ صلعم کا نامہ جب پرویز کو ملا اور اُسنے آپ صلعم کا نام اپنے نام پر مقدم دیکھا۔ نہایت غصہ ہوا۔ اور نامہ مبارک کو پارہ پارہ کر ڈالا جب آپ صلعم کو یہ حال معلوم ہوا — آپ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسکی سلطنت کو پارہ پارہ کر ڈالیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آپ صلعم کا نامہ پایا اُسکی تعظیم کی — آنکھوں سے لگایا اور ایمان سے مشرف ہوا۔ جب سنہ ۹ ہجری مین اُسنے انتقال کیا۔ آپ صلعم نے اُسکے مرنے کی خبر سُنائی اور اُسکی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی۔

اسی طرح آپ کا نامہ مقوقس یعنی مصر کے حاکم کو ملا۔ اُسنے اسلام قبول کیا۔ اور روپے اور بہت تحفے آپ صلعم کے پاس بھیجے منجملہ تحفون کے ماریہ قبطیہ بھی تھین جنسے آپ صلعم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم تھے لیکن اُنھون نے بچپن ہی مین انتقال فرمایا۔

ملک یمن بھی خسرو پرویز کی تحت مین تھا۔ وہان کے حاکم کو پرویز نے لکھا کہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اُسکو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجدو۔ اسلیے وہان کے حاکم نے دو شخصون کو آپ صلعم کے لانے کے واسطے روانہ کیا۔ جب آپ صلعم کے پاس وہ لوگ پہونچے اور اُس حکم سے مطلع کیا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ آج کی شب خسرو کو اُسکے بیٹے شیرویہ نے مار ڈالا اس خبر کو سُنکر وہ دونون یمن کو واپس گئے اور وہان کے حاکم سے یہ خبر کہی۔ اُسنے کہا کہ اگر یہ خبر صحیح ہوگی تو وہ بیشک پیغمبر ہین اور ہم اُنپر ایمان لاوینگے۔ چنانچہ اُسی وقت شیرویہ کا خط آیا کہ پرویز ظالم تھا وہ مارا گیا اور ہم بادشاہ ہوئے ہماری اطاعت کرو اور عرب مین جو نبوت کا دعویٰ کرتے ہین ابھی اُنسے تا حکم ثانی ہمارے نہ بولو۔ چنانچہ یمن کا حاکم مع اور لوگون کے اُسی وقت ایمان سے مشرف ہوا اور یمن مین اسلام پھیل گیا —

فصل تیئیسوین

آپ صلعم نے ایک قاصد بصرہ [illegible] کے پاس کہ شام کی سرحد پر تھا ایمان
کی تبلیغ کے لیے روانہ کیا تھا۔ راہ مین موتہ کے حاکم نے اسکو پکڑ لیا۔ اور ہلاک کیا۔
آپ صلعم کو جب یہ معلوم ہوا آپ صلعم نے تین ہزار آدمیون کا لشکر تادیب کے
واسطے روانہ کیا۔ اس فوج کی سالاری زید بن حارثہؓ کو دی گئی۔ زید
آپ صلعم کے آزاد غلامون مین تھے اور اول ایمان لانے والون مین۔
آپ صلعم نے روانگی کے وقت فرمایا کہ زید اگر شہید ہون تو انکی جگہ جعفر سالار
ہون اور اگر وہ بھی نہ رہین تو عبداللہ بن رواحہ ہون اور اگر وہ بھی باقی نہ رہین
تو جسکو مومن لوگ پسند کرین موتہ کے حاکم کو جب اس حال سے خبر ہوئی۔ اسنے ایک
لاکھ آدمی فراہم کیے۔ اہل اسلام نے شہادت کو غنیمت سمجھ کر مقابلہ کیا۔ اور اہل اسلام
نے بڑی بہادری دکھائی۔ لیکن وہ تینون سردار یکے بعد دیگرے شہید ہوئے۔ تب
مسلمانون نے خالد بن الولیدؓ کو اپنا سردار بنایا جنہون نے اپنے کفر کے زمانے
مین مسلمانون کو شکست دی تھی۔ خالد بن الولیدؓ کی حکمت عملی سے مسلمانون کو فتح
ہوئی۔ اور بخیریت تمام مدینہ کو واپس آئے۔ حضرت صلعم جنگ موتہ [illegible]
سے خبر مدینہ مین دیتے رہے۔ یعنی پہلے زیدؓ بن حارثہ کی شہادت کا حال کہا
پھر جعفرؓ [illegible] پھر عبداللہ رواحہ کی شہادت کو بیان کیا۔ اور فرمایا کہ اب سیف [illegible]
لشکر کا سردار ہوا۔ اور اہل اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ اگرچہ آپ صلعم سو کوس کے فاصلہ
پر تھے لیکن باطن کی صفائی سے یہ سب حال بیان فرماتے تھے جب جعفر طیارؓ
کی شہادت کی خبر آپ صلعم نے کہی۔ انکے گھر مین ماتم برپا رہا اور کھانا کسی نے نہ پکایا۔
اسلیے آپ صلعم نے تین یا چار وقت تک کھانا اپنے یہان سے بھیجا۔ یہ واقعہ
سنہ ہجری مین پیش آیا۔

فصل چھبیسوین

اسی سال مکہ بھی فتح ہوا اور اسکا سبب یہ ہوا کہ بنی بکر اور بنی خزاعہ دو قومین عرب کی تھین
بنی بکر صلح حدیبیہ کے رو سے اہل قریش کی ہم عہد تھین اور خزاعہ اہل اسلام کی
ان دونون قومون مین اس رو سے صلح رہنی چاہیے تھی۔ لیکن بنی بکر نے زیادتی کی
اور بنی خزاعہ پر شبخون مارا۔ اور بیس آدمی بنی خزاعہ کے مارے گئے۔ اور اسمین
کفار قریش بھی مثل عکرمہ ابن ابی جہل وغیرہ کے شریک تھے۔ بنی خزاعہ نے
عین معرکہ مین آپ صلعم کا نام لیکر فریاد کی۔ اُس فریاد کو اللہ تعالیٰ نے آپ صلعم
کے کانون تک پہونچائی۔ اُسوقت آپ صلعم حضرت میمونہ کے حجرے مین تھے۔ اور
عشا کی نماز کے واسطے وضو فرماتے تھے اس فریاد کو سنکر لبیک جواب مین بولے
میمونہ نے آپ صلعم سے پوچھا کہ لبیک آپ صلعم نے کسکے جواب مین فرمایا۔ آپ صلعم
نے فرمایا کہ بنی خزاعہ کی فریاد میرے کانون تک پہونچی۔ اُسکا جواب مین نے دیا۔
اور آپ صلعم نے لبیک جو اپنے مکان مین فرمایا وہ بنی خزاعہ نے میدان معرکہ
مین سُنا۔ دوسرے روز حضرت عائشہؓ سے آپ صلعم نے فرمایا کہ اہل قریش نے
جو بدعہدی کی اُسمین اللہ تعالیٰ نے حکمت رکھی ہے کہ اُسکے ذریعہ سے ایک حکم اپنا
ظاہر کرے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یہ آپ صلعم کا گمان ہے اہل قریش ایسے نادان
نہین ہین اسی گفتگو مین عمر بن سالم کہ بنی خزاعہ سے تھا آیا اور کل حالات عرض
کیے یعنی قریش کا شریک ہونا۔ اور بنی خزاعہ کا فریاد کرنا اور لبیک جواب
مین سُنا۔ اس عرصہ مین اہل قریش ڈرے کہ یہ حال آپ صلعم کو ضرور معلوم ہوگا
اور ہم پر فوج کشی کرینگے۔ اسلیے ابی سفیان کو قاصد کرکے روانہ کیا۔ کہ صلح
کے شرائط نئے سرے سے قائم کرے۔ چنانچہ ابی سفیان آیا اور پہلے ام حبیبہ
اپنی بیٹی کے مکان مین گیا۔ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھین۔ ام حبیبہ

نے اپنے باپ کو دیکھکر آپ کا بستر جو بچھا ہوا تھا لپیٹ لیا- کہ اُسپر ابی سفیانؓ نہ بیٹھیں
اُنھون نے کہا کہ ای باپ تم کفر کی نجاست سے ناپاک ہو پیغمبر حق کے بستر پر بیٹھنے کی
لیاقت نہین رکھتے ہو- ان باتون سے وہ افسردہ ہوکر اوٹھا اور باہر آکر حضرت ابوبکرؓ
اور عمرؓ سے ملا او صلح کی درمیانگی کے واسطے کہا اُن لوگون نے انکار کیا- تب
حضرت علیؓ کے مزاج مین ظرافت تھی انھون نے فرمایا کہ حضرت
صلعم کے حضور مین جاؤ اور کہو کہ ہم نے قریش کو آپ صلعم کی طرف سے امن دی ہے- اس
خیال سے کہ آپ صلعم میری بات کو رد نہ کرینگے- چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا- اور کہا-
لیکن آپ صلعم نے کچھ جواب نہ دیا- ابوسفیان نے سمجھا کہ میرا مطلب بر آیا- اور مکہ کو
چلا گیا جب اُسنے اپنی قوم سے یہ بات کہی- اُن لوگون نے بیوقوف بنایا- حضرت
صلعم نے لڑائی کا سامان مخفی طور پر کیا- اور مکہ کی خبر بند کر دی- ایک شخص نے کہ اُنکا
نام حاطبؓ تھا- قریش کے نام مخفی خط لکھا- اور ایک عورت کی معرفت روانہ کیا-
اس حال کی خبر آپ صلعم کو وحی کے ذریعہ سے ملی- اور آپ صلعم نے حضرت علیؓ اور
زبیرؓ اور مقدادؓ کو روانہ کیا- کہ روضہ کاخ مین ایک عورت سے ملاقات ہوگی اُسکے
پاس خط ہے اُسکو ساتھ لیتے آنا- جب یہ لوگ روضہ کاخ مین پہونچے ایک عورت سے
ملاقات ہوئی- اُسنے خط سے انکار کیا- لوگون نے اُسکی تلاشی لی- تب بھی خط کا پتا
نہ لگا- اسپر حضرت علیؓ نے اُسپر تلوار کھینچی کہ حضرت صلعم کا فرمانا غلط نہین ہوسکتا
ضرور تیرے پاس خط ہے نکال اور نہین تو ابھی تجکو قتل کرتا ہون- تب اُس عورت نے اپنے
بال کے جوڑے سے خط نکال کر دیا- اُسمین لکھا تھا کہ ای اہل قریش حضرت صلعم نے تم پر فوج کشی
کا قصد کیا ہے خبردار رہو- لیکن وہ ضرور ظفریاب ہونگے اگرچہ تنہا بھی ہونگے- پس آپ صلعم
نے حاطبؓ کو طلب کیا- حاطبؓ نے لکھنے سے اقرار کیا اور کہا کہ اسمین نیکی کی
نیت تھی ضرر کی نہین- اسپر حضرت عمرؓ حاطبؓ پر غصہ ہوے- آپ صلعم نے فرمایا

کہ اے عمرؓ حاطبؓ اہل بدر سے ہین - اور قابل عفو کے ہین - اگرچہ اس امر مین اُنسے خطا ہوئی - پھر آپ صلعم دس ہزار آدمی سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے - اور ایسی احتیاط سے گئے کہ اہل مکہ کو مطلق خبر بھی نہوئی اور آپ صلعم مکہ کے قریب پہونچ گئے - راہ مین حضرت عباسؓ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہجرت کیے آتے تھے ملے - اُنسے آپ صلعم نے کہا کہ تم خاتم ہجرت ہوئے جیسا ہم خاتم النبیین ہین - اور آپ صلعم اُنکو واپس مکہ کی طرف لیگئے - اور اُنکی اہل خانہ کو مدینہ کی طرف بھیجدیا - جب مکہ کے قریب پہونچے آپ صلعم نے معہ لشکر قیام کیا - رات کے وقت آپ صلعم نے ہر شخص کو آگ روشن کرنے کا حکم دیا - اور حضرت عباسؓ اپنے خیمہ سے نکلکر شہر کی طرف چلے - کہ کوئی راہ مین ملے تو اہل شہر کو لشکر کی خبر کردین - چنانچہ ابی سفیان معہ حکیم اور بدیل کے آگ کی جستجو لینے کو آرہے - بدیل کہا ہے ابی سفیان یہ لوگ بنی خزاعہ سے ہین - ابی سفیان نے کہا اتنے آدمی بنی خزاعہ مین کہان ہین - ابی سفیان کی آواز سنکر عباسؓ نے اُسکو پکارا - اُسنے ملاقات کی اور جماعت کا حال پوچھا - عباسؓ نے اہل اسلام کی جماعت اور اُنکے قصد سے مطلع کیا - ابی سفیان کے ہوش اُڑ گئے لیکن عباسؓ نے سمجھایا کہ ہمارے نبی کریم رحم دل ہین - اگر تم اُنکے پاس جاؤ گے اور صلح چاہو گے تو وہ پسند کرینگے - چنانچہ وہ راضی ہوا اور اُنکے ساتھ چلا - حضرت عمرؓ راہ مین ملے اور ابی سفیان کو پہچان کر مار ڈالنے کا قصد کیا - عباسؓ نے بآواز کہا کہ وہ ہماری پناہ مین ہے - اور حضرت صلعم کے پاس صلح کے لیے جاتا ہے - عمرؓ جھپٹ کر حضرت صلعم کے پاس پہلے پہونچے - اور ابی سفیان کے مار ڈالنے کی اجازت چاہی - عباسؓ نے پہونچکر جواب دیا کہ میری پناہ مین ہے چنانچہ حضرت صلعم نے رات بھر کے واسطے عباسؓ کے حوالہ کیا - اور کہا کہ اسکا فیصلہ کل صبح کو کیا جائیگا - ابی سفیان کو عباسؓ نے خیمہ مین لیجا کر سمجھایا

کہ اب اسلام لانے کے سوا چارہ نہین ہے۔ ورنہ عمرؓ تمکو ہلاک کرینگے۔ چنانچہ صبح کو
ابی سفیان آپ صلعم کے حضور مین اسلام سے مشرف ہوا۔ عباسؓ نے وقت
روانگی لشکر کے کہا کہ ابی سفیان کو تمام لشکر دکھلایا جاے۔ کہ اسکے دل مین
ڈر ہو ورنہ مکہ مین جاکر کہین مرتد نہو جاے۔ چنانچہ ابی سفیان کو پہاڑ پر لیجاکر تمام
لشکر اسلام کا دکھلایا۔ اسنے کہا کہ ای عباسؓ تمھارے بھتیجے بڑے بادشاہ ہوگئے
اُنھون نے کہا کہ تم ابھی تک اسکو بادشاہی سمجھتے ہو۔ یہ بادشاہی نہین ہے نبوت کا زور
ہے اور عباسؓ نے حضرت صلعم سے یہ بھی کہا۔ کہ ابی سفیان فخر کا بہت طالب ہے
اُسکے خوش کرنے کو ایسی بات کہی جاے۔ کہ جسکا اُسکو فخر ہو۔ چنانچہ آپ صلعم نے
فرمایا کہ جو کافر ابی سفیان کے گھر مین داخل ہوگا۔ اُسکو امن ہے آپ صلعم جب مکہ مین
داخل ہوئے ام ہانی حضرت علیؓ کی بہن کے گھر مین ٹھہرے۔ غسل کیا اور چاشت
کی نماز ادا کی۔ اور شکر کا سجدہ بجالائے۔ اور آپ صلعم نے حکم فرمایا کہ جو شخص نہ لڑے۔ اس سے
کوئی نہ لڑے اور جو شخص مزاحمت کرے اس سے لڑو۔ چنانچہ خالد بن الولید سے عکرمہ ابن ابی جہل
اور صفوان وغیرہ نے لڑائی کی اور شکست اٹھائی۔ ستر آدمی کفار سے
مارے گئے۔ اور دو مسلمان شہید ہوئے۔ بقیہ کفار مفرور ہوئے آپ صلعم نے
گیارہ مرد اور چھ عورتون کا خون ہدر فرمایا کہ جہان پاو مار ڈالو۔ وہ لوگ عکرمہؓ
بن ابی جہل و وحشیؓ صفوانؓ کعبؓ۔ عبد اللہ بن سعد۔ ہبارؓ عبد اللہ بن
مقیس۔ عبد العزی۔ حارثؓ اور حویرث تھے آخری چار شخص مارے
گئے لیکن بقیہ اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور عورتون مین ہندہؓ ابی سفیان
کی زوجہ۔ اور فرتنا اور قریبہ اور ارنبؓ اور سارہؓ اور ام سعدیہ تھین
انمین سے پچھلی چارون قتل ہوئین۔ اور بقیہ اسلام سے مشرف ہوئین ــــ
عبد العزی ابن خطل آکر کعبے کے پردون سے لپٹ گیا۔ لوگون نے حضور اقدس

مین یہ حال عرض کیا۔ آپ صلعم نے فرمایا وہین مار ڈالو۔ چنانچہ اُسے وہین قتل کر ڈالا
اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اُسدن حرم مین بھی اجازت قتل کی دی۔ لہٰذا آپ صلعم نے
وہین قتل کا حکم دیا۔ وہ پہلے مدینہ مین آکے مسلمان ہو گیا تھا۔ آپ صلعم نے اُسکا نام
عبد اللہ رکھا تھا۔ آپ صلعم نے ایک قبیلہ کی زکوۃ لانے کو اُسے بھیجا۔ اُس سفر
مین اُسنے اپنے خدمتگار کو کہ کھانا پکانے مین اُسنے دیر کی مار ڈالا۔ پھر اِس ڈر سے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قصاص مین اُسے قتل کرینگے۔ مدینہ کو نہ گیا۔ اور زکوۃ
کا مال لیکر مرتد ہو گیا۔ اور مکہ کو چلا گیا۔ سو آپ صلعم نے اُسکا خون ہدر فرمایا۔ کیا گیا
مقیس ابن صبابہ کا یہ جرم تھا کہ اُسکے بھائی ہشام کو ایک انصاری نے مشرک جانکر
قتل کیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیت دلوادی۔ مقیس نے بعد لینے دیت
کے انصاری کو قتل کیا۔ اور مرتد ہوکے بھاگ گیا۔

مکہ کے فتح کے روز ایک گوشہ مین اور مشرکون کے ساتھ مکہ مین شراب پی رہا تھا۔
نمیلہ بن عبد اللہ لیثی کو خبر ہوئی۔ اُنھون نے اُسے قتل کیا۔ حارث بن طلاطلہ
بھی حضرت صلعم کو ایذائین دیتا تھا۔ حضرت علیؓ نے اُسے قتل کیا۔

حویرث بن نقید کو بھی حضرت علیؓ نے قتل کیا۔ گھر مین چھپ رہا تھا حضرت علیؓ اُسکے
دروازے پر اُسکی تلاش کے لیے گئے۔ گھر مین کسی نے کہا کہ جنگل کو گیا ہے حضرت
علیؓ وہان سے چلے آئے تب وہ گھر سے نکلا۔ حضرت علیؓ کو مل گیا۔ اُنھون نے
قتل کیا۔ یہ شخص شاعر تھا۔ حضرت صلعم کی ہجو لکھکر شائع کرتا تھا۔ اسلیے اُسکا خون ہدر ہوا
عکرمہ بن ابی جہل کا یہ حال ہوا کہ وہ مکہ سے بھاگ گیا۔ ام جمیل اُسکی جورو مسلمان
ہو گئی۔ اور حضور اقدس مین عرض کیا۔ کہ عکرمہ کو امان ملے۔ آپ صلعم نے عکرمہ کو
امان دی۔ اور ام جمیل نے عکرمہ سے جا کر کہا جبکہ وہ بھاگنے کے قریب تھا اور جہاز
پر سوار ہوتا تھا۔ کہ اُسکو امن ملا ہے۔ اُسنے کمال تعجب کیا۔ کیونکہ وہ بوجہ اپنی عداوت خاندانی

سکے اُسکو محال سمجھتا تھا لیکن ام حکیم نے کہا کہ آپ صلعم بڑے رحیم اور کریم ہین - کہ آپ صلعم کی تعریف نہین ہو سکتی - عکرمہ آپ صلعم کے پاس ام حکیم کے ساتھ حاضر ہوا اور کہا کہ یہ عورت کہتی ہے کہ آپ صلعم نے مجھے امن دیا ہے - آپ صلعم نے کہا کہ سچ کہتی ہے - اور عکرمہ ایمان سے مشرف ہوئے - اور آخر مین اُنکا یہ حال ہوا کہ قرآن مجید کو دیکھکر ہذا کتاب ربی فرماتے - اور وجد کرتے - حمص کے معرکہ مین شہید ہوئے - عبداللہ بن سعد کا یہ جرم تھا کہ کاتب وحی تھے - لیکن وحی کا عکس پڑنے سے وقت لکھنے کے بعض لفظ قبل بتلانے کے بول اُٹھتے اور اُسکو آپ صلعم صحیح مانتے - اس سبب سے وہ سمجھے کہ آپ صلعم جی سے گڑھکر بتلاتے ہین - اور اللہ تعالے کے حکم سے نہین بتلاتے اور مرتد ہوگئے اِسلیے آپ صلعم نے اُنکے حق مین بھی قتل کا حکم دیا - لیکن عثمان غنی کے وہ رضاعی بھائی تھے اور اُنھون نے اُنکو سمجھایا اور آپ صلعم کے پاس سفارش کی - تب اُنکا قصور معاف ہوا - اور ایمان قبول کیا بارقہ اور سودان کے فاتح یہی ہین - وحشی کہ حمزہ کا قاتل تھا - بعد فتح مکہ کے بھاگا رہا - دفعتہ مکہ مین آپ صلعم کے پاس حاضر ہوا اور تائب ہوا اور ایمان لایا - آپ صلعم نے اُسکی توبہ قبول کی - مسیلمہ کذاب کا قاتل بھی یہی شخص تھا - کعب بن زہیر نے آپ صلعم کی ہجو شعر مین لکھی تھی - یہ بھی چھپا رہا - لیکن مدینہ مین دفعتہ حاضر ہوا اور توبہ کرکے مسلمان ہوگیا - اور اشعار آپ صلعم کی تعریف مین اپنی تصنیف سے پڑھے - آپ صلعم نے اُسمین ایک شعر کی اصلاح بھی کی اور سیف کی جگہ نور کا لفظ بنایا اور اُسکی طبیعت کی جودت پر بہت راضی ہوئے -

صفوان جو عکرمہ کے ساتھ لڑائی مین شریک تھا بھاگا - اور ایمان لانے کے واسطے مہلت لی - یہان تک کہ حنین کی لڑائی مین جو غنیمت بہت ہاتھ آئی اُسنے تعجب کیا - اور آپ صلعم نے ایک پہاڑ غنیمت کا اُسے بخشدیا - اُسکو بہت تعجب ہوا اور سمجھا کہ یہ بخشش سواے نبی کے کوئی آدمی نہین کرسکتا اور فوراً ایمان لایا - ہبار کا یہ قصور تھا

کہ جب آپ صلعم کی صاحبزادی زینب مکہ سے مدینہ کو روانہ ہوئین اسنے نیزہ اونٹ پر مارا
جس سے انکو زخم پہونچا - اور انکا حمل ضائع ہوا - اور اسی صدمہ مین مدینہ پہونچکر انکا
انتقال ہوا - اس سبب سے ہبار کا خون ہدر ہوا -

فصل پچیسوین

[illegible] ہوئی جب آپ صلعم مکہ معظمہ سے [illegible] طیبہ
کو پہرے - آپ صلعم کے ساتھ بارہ ہزار آدمی تھے - آپ صلعم نے انہین آدمیون کے
ساتھ بدوون پر فوج کشی کی - یہ لوگ حنین مین مجتمع تھے - حنین طائف کے قریب ہے جب
لڑائی شروع ہوئی مسلمانون کو انکی تھوڑی جماعت دیکھکر ایسا گمان ہوا - کہ فوراً انپر
ظفریاب ہونگے - لیکن بدوون نے خوب مقابلہ کیا - اور قریب تھا کہ مسلمانون کا
پاؤن اکھڑ جائے لیکن حضرت صلعم مسلمانون کو اس ضیق مین دیکھکر خود لشکر کے آگے
ہوگئے اوسوقت آپ کے چچا عباس اور چچیرے بھائی ابی سفیان بن حارثہ آپ صلعم
کے بغل کے دونون جانب تھے - اور آپ صلعم نے یہ رجز پڑھا - اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ
اَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِب - یعنی مین نبی ہون جھوٹھا نہین ہون - مین عبدالمطلب کا بیٹا
ہون - اور فرمایا کہ لشکر کو پکارو کہ پیچھے سے آگے بڑھے - چنانچہ عباس نے پکارا
اور سب لشکر لوٹ پڑا اور دشمن پسپا ہوگئے - میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا - اسی
لڑائی مین مویشی بہت غنیمت مین ہاتھ آئے - انھین مین سے صفوان کو کہ جس
سے آپ صلعم نے کچھ ہتھیار اودھار لیا تھا - ایک پہاڑ مویشی کا دیا - اسی سخاوت
پر آپ صلعم کے ایمان لایا -

انھین دشمنون نے اوطاس کے مقام مین بھی اجماع کیا لیکن مسلمانون نے انکو
بھی زک دی - تب ان لوگون نے طائف مین اجماع کیا - اور اسکا محاصرہ بھی کیا
گیا - لیکن آپ صلعم نے ایک خواب دیکھا کہ اسکی تعبیر کے بموجب محاصرہ اٹھا لیا گیا -

لیکن آخرش اُنکا سردار ابن مالک آپ سے آکر مسلمان ہو گیا - اور وہ قلعہ بھی اطاعت مین درآیا -

فصل چھبیسوین

جب فتح مکہ کی خبر شائع ہوئی - عرب کے ہر فرقہ اور گرد و نواح کے لوگ جوق جوق مسلمان ہو گئے - کیونکہ کل عرب کا اعتقاد بسبب قصۂ اصحاب فیل کے یہ تھا - کہ اُسپر کوئی شخص اہل باطل اور گمراہ سے قابض نہ ہو گا - اسلیے اکثر عرب کا ملک کل آپ صلعم کے تابع ہو گیا اور عرب کی ہر قوم سے دو ایک شخص آپ صلعم کے پاس علم اور ادب سیکھنے کے واسطے آگئے - اِن لوگون کا نام آپ صلعم نے وفود رکھا - اور آپ انکی قدر کرتے - اور انکو انعام دیتے - اسی سال یعنی ۹ سنہ مین وفود اس کثرت سے آئے - کہ آپ صلعم نے اس سنہ کا نام سال الوفود رکھا ان وفود مین سے صرف دو شخص مرتد ہوئے - ایک اسود عنسی تھا کہ آپ صلعم ہی کے زمانہ مین فیروز صحابی کے ہاتھ سے مارا گیا - اور دوسرا ابو مسیلمہ کذاب تھا کہ ابوبکر صدیق کی خلافت کے زمانے مین مارا گیا -

فصل ستائیسوین

اسی نوین سال مین ہجرت کے غزوہ تبوک پیش آیا - اس معرکہ مین آپ صلعم تیس ہزار آدمیون کے ساتھ روانہ ہوئے - یہ جگہ شام کی سرحد پر واقع ہے - اور یہ مقام قیصر ہرقل کے دخل مین تھا - اس فوج کشی کا یہ سبب ہوا - کہ ایک شخص نے مدینہ مین خبر پہونچائی کہ قیصر ہرقل بڑے لشکر کے ساتھ مدینہ پر آتا ہے - اس سبب سے آپ صلعم نے پیشقدمی مقابلے کے لیے کی - لیکن تبوک پہونچکر معلوم ہوا کہ یہ خبر صحیح نہ تھی آپ صلعم وہان دو مہینے مقیم رہے - لیکن ہرقل کا کوئی لشکر نہ آیا - اسلیے آپ صلعم نے موافق مشورۂ صحابہ کے واپسی کا قصد فرمایا -

اور خالد بن الولید کو کچھ لشکر کے ساتھ اکیدر کی گرفتاری کے لیے کہ جنگ موتہ

... گرفتار ہو گیا۔ خالد اسکو
حضور مین لائے اور انھنے جزیہ دینا قبول کیا۔ اسی کے ساتھ قوم بنی طے جسمین حاتم کی
بیٹی بھی گرفتار آئی تھی۔
اس فوج کشی کا سامان نہایت خشک سالی مین ہوا تھا۔ اور وہ عسرت اور تنگی کا
زمانہ تھا۔ اسلیے آپ صلعم نے اصحاب کو اعانت کے لیے فرمایا تھا۔ چنانچہ
دو ثلث لشکر کا ... عثمان ... کیا۔ اور اُنسے آپ صلعم بہت راضی ہوئے۔
اس واقعہ مین کل اصحاب شریک تھے۔ صرف بعض منافق نہ گئے اور جھوٹا
حیلہ پیش کیا۔ آپ صلعم نے اُنسے تعرض نہ کیا۔ لیکن اہل اخلاص سے بھی دو شخص رہ گئے
تھے۔ انھون نے جھوٹا حیلہ پیش نہ کیا۔ اور کہا کہ صرف اپنی سستی سے نہ پہونچ سکے
اور اپنے فعل پر نادم تھے۔ وہ کعب اور صفوان تھے۔ آپ صلعم نے اُنپر عتاب
فرمایا۔ اور کہا کہ اُنسے کوئی مسلمان بات نہ کرے۔ چنانچہ یہ لوگ اسی رد و ترک
اسی سزا مین مبتلا رہے۔ اور برابر روتے رہے۔ آخرش جب وحی آئی کہ قصور
معاف ہوا۔ تو سب مسلمانون سے ملے۔ لیکن اسپر کعب بہت خوش تھے۔ کہ ہم
جھوٹ بغیر خدا سے نہ بولے۔ اور ہمیں حساب منافقین مین نہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کے
اور اُسکے رسول کے ساتھ معاملہ صاف رہا۔ اس کاتب نے غور سے دیکھا تو یہی
برتاو استاد مرشد باپ اور شیخ کے ساتھ بھی چاہیے۔ یعنی اُنکے ساتھ حیلہ اور
جھوٹ بولنا نہ چاہیے۔ ایک شخص کہ نام اسکا لکھنا مناسب نہین ہے۔ اپنے شیخ سے
اکثر جھوٹ بولتا تھا۔ اور شیخ کی شفقت اُسپر بہت تھی۔ اور بظاہر اُسکے اعمال
صالح بھی تھے۔ لیکن مین نے دیکھا۔ کہ بعد شیخ کے فوراً بلا مین مبتلا ہوا۔ اور اس سے
ایک ایسا فعل قبیح ظہور مین آیا۔ کہ سب لوگ اُس سے بدظن و متنفر ہو گئے۔ اور وہ
اپنی نحوست مین گرفتار ہے۔

فصل اٹھائیسوین

جب آپ صلعم تبوک سے واپس آئے۔ اور حج کا زمانہ پہنچا۔ آپ صلعم بسبب کثرت وفود کے حج کو نہ جاسکے حضرت ابوبکرؓ کو امیر الحاج کرکے حجاج کا قافلہ روانہ فرمایا انکی روانگی کے بعد سورہ برات نازل ہوئی جسمین حکم تھا کہ حج فرض ہوا۔ اور سال آئندہ سے کوئی کافر حج نہ کرنے پاوے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کو سورہ برات تعلیم فرماکر روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ تم خود حج کے بعد ان احکام کو خطبہ کے طور پر سنادینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

فصل انتیسوین

سنہ ۱۰ ہجری مین آپ صلعم نے ایک قاصد بنی نجران کے پاس کہ قوم نصاریٰ تھے روانہ کیا۔ اور انکو اسلام کی دعوت فرمائی۔ انمین سے چودہ آدمی آپ صلعم کے پاس آئے۔ اور بحث بیجا کرنے لگے۔ آپ صلعم نے موافق وحی کے جواب دیا جیسا کہ آیۂ مشتمل قرآن مین شاہد ہے۔ کہ اگر تم کو شک ہو تو آؤ ہم تم مباہلہ کرین یعنی قسم کھاوین۔ کہ جو برسر خطا ہو اسکو خدا غارت کرے۔ چنانچہ انھون نے مہلت لی کہ اسکا جواب کل دینگے اور آپسمین مشورہ کیا۔ آخرش ان لوگون نے مباہلہ سے انکار کیا۔ اور آپ صلعم معہ فاطمہ زہرا اور علی و حسنین کے ایک میدان مین مباہلہ کے لیے آمادہ تھے۔ انکے انکار پر آپ صلعم نے فرمایا کہ اگر یہ گروہ مباہلہ کرتی تو کوئی نصارا روے زمین پر قیامت تک نہ رہتا۔ نہین اسسے یہ بات نکلتی ہے کہ قیامت کے قرب مین نصارا زیادہ ہونگے۔

فصل تیسوین

اسی سنہ ہجری مین آپ صلعم نے حج وداع فرمایا۔ یعنی اس حج کے بعد پھر حج کا اتفاق نہ ہوا۔ اور ایک لاکھ آدمی سے زیادہ آپ صلعم کے ساتھ حج مین آئے۔

بعد انجام دینے حج کے ارکان کے اور ادا کرنے خطبہ کے آپ صلعم نے وعظ فرمایا۔ کہ مسلمانون کی جان و مال کی حفاظت مین ہر مومن کو کوشش کرنا چاہیے اور مسلمانون کے قتل و قتال سے پرہیز۔ دوم یہ کہ اگر قرآن پر جیسا کہ چاہیے عمل رہو گے۔ تو راہ راست سے نہ بھٹکو گے۔ تیسرے یہ کہ آیندہ برس مین شاید ہم نرہین اور یہ بھی فرمایا کہ مسلمانون کو تین چیز لازم ہے کہ دنیا کی آلایش سے پاک رہیگا۔ ایک نیت کا خلوص ہے۔ ہر کام مین نیت کو خالص رکھنا اور نمایش کو ترک کرنا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانون کے ہر مجمع مین جانا اور ہر حال مین انکی اصلاح کے کوشان رہنا۔ تیسرے یہ کہ مسلمانون کا ہر حال مین خیر خواہ رہنا۔ اور انکی ناقدری سے دلتنگ نہونا۔ اس زمانہ مین حضرت علیؓ یمن کے والی تھے۔ اور آپ صلعم کی حج کی خبر سنکر وہ بھی آگئے۔ اور حج مین شریک ہوئے۔

جب آپ صلعم مدینہ کو واپس چلنے لگے حضرت علیؓ کو بھی ساتھ لے لیا۔ اور غدیر خم کے مقام مین کہ مکہ سے قریب ہے خطبہ پڑھا۔ اور حضرت علیؓ کی تعریف کی اور فرمایا کہ جو میرا دوست ہے وہ علیؓ کا دوست ہے اور جو علیؓ کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے۔ اس خطبہ کا یہ سبب ہوا کہ بعض اہل یمن نے حضرت علیؓ کی شکایت کی تھی۔ انکے سمجھانے کے واسطے آپ صلعم نے ایسا فرمایا یعنی حضرت علیؓ کا فعل نفسانیت سے نہ تھا بلکہ اہل یمن کی سمجھ کا قصور تھا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو مبارکباد دی کہ آج سے آپ میرے مولا ہوئے۔

جس زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین تھے عرفہ کے دن آیہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ نازل ہوئی۔ بعض اصحاب نے اس پر بڑی خوشی کی کہ دین اسلام کی تکمیل ہوئی لیکن مثل ابوبکرؓ کے سمجھدار اور زیرک تھے۔ بہت روئے کہ اس سے فراق کی بو نکلتی ہے کہ جب دین کی تکمیل ہوئی تو نبی کے رہنے کی ضرورت نہ رہی۔

فصل اکتیسوین

سنہ ۱۱ ہجری مین آپ صلعم نے فرمایا کہ مجکو اس لقمہ کا اثر کہ خیبر مین کھایا تھا معلوم ہوتا ہے اور اب اُس سے میری رگ جان کٹ گئی شاید اس سال اب ہم نہ بچین گے۔ ایک روز آپ صلعم کو غشی بخار آیا اور بڑھ گیا۔ کہ آپ صلعم مسجد مین نماز کے واسطے نہ جا سکے۔ امامت کا حکم ابوبکرؓ کو فرمایا جب ابوبکرؓ امامت مین مشغول ہوئے۔ آپ صلعم کی جگہ خالی دیکھکر بے اختیار روئے۔ اور آواز رونے کی بلند ہوئی یہان تک کہ آپ صلعم کے کانون تک پہونچی۔ اور آپ صلعم مسجد مین آئے اور حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ بعد نماز کے آپ صلعم نے تسکین کے کلمے فرمائے اور مسلمانون کو نیکی کی بھی نصیحت کی۔ اسی عرصہ مین ایک لشکر آپ صلعم نے شام کی طرف روانگی کے لیے آمادہ کیا اور اُسامہ بن زید کو اُسکا سردار کیا۔ اور اُنکی ماتحتی مین اصحاب کرام سے مثل ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بھی رہے۔ لیکن یہ لشکر ہنوز روانہ نہوا تھا کہ عارضہ آپ صلعم کا بڑھ گیا اور لشکر ٹھہر گیا۔ یہان تک کہ آپ صلعم [illegible] زمانے مین اُسکو روانہ کیا۔

صحیحین مین مذکور ہے کہ آپ صلعم نے اسی بیماری مین ایک روز حضرت عایشہ سے فرمایا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ کہ تمھارے باپ کے لیے خلافتنامہ لکھ دون۔ پھر آپ صلعم نے فرمایا کہ اسکی ضرورت نہین ہے کیونکہ مومن لوگ اُنکے سوا دوسرے کو سردار نہ کرینگے۔ اور اللہ تعالی کی مشیت بھی یہی ہے۔

اسی طرح صحیحین مین یہ بھی مذکور ہے۔ کہ ایکروز بیماری کی حالت مین کاغذ اور قلم مانگا چونکہ اُسوقت عارضہ کی شدت تھی۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اسوقت لکھنے مین آپ صلعم کو تکلیف ہوگی ہمارے لیے آپ صلعم کے فرمانے کے موجب قرآن مجید کافی ہے۔ بعضون نے اسکے خلاف تقریر کی اور اسی قیل وقال مین آواز بلند ہوئی کہ آپ کے کانون مین گران معلوم ہوا۔ اور آپ نے فرمایا کہ سب لوگ باہر جاوین جب آپ صلعم کے عارضہ مین تخفیف ہوئی۔ آپ نے سب کو بلایا اور فرمایا کہ تین

چیزون کو خوب نگاہ رکھو- اول یہ کہ وفود کو انعام دیا کرو- دوم یہ کہ جو کفار عرب
مین ہین انکو عرب سے نکالنے کی کوشش کرو- سوم یہ کہ اسامہ کا لشکر روانہ
کردو- انھین تینون باتون کے واسطے کاغذ اور قلم مانگا تھا کہ زبانی فرما دیا- ایک
گروہ مسلمانون کے اسکو قصۂ قرطاس کہتے ہین- اور یون سمجھتے ہین کہ اس سے یہ
مطلب تھا کہ حضرت علیؓ کے لیے خلافت نامہ لکھتے- لیکن خلافت نامہ کا حال تو
پہلے ہی روایت سے ظاہر ہے- کہ حضرت ابوبکر کے لیے خلافت منظور تھی-

الغرض اسی بخار مین آپ صلعم نے حضرت عائشہ کے حجرے مین دوشنبہ کے
روز بارھوین ربیع الاول کو سلہ ہجری مین انتقال فرمایا- اِنّا لِلّٰہ و اِنّا اِلیہ راجعون
اصحاب رضوان اللہ علیہم کو اس حادثہ سے بڑا صدمہ ہوا- اکثر ان کے ہوش جاتے
رہے- حضرت عثمانؓ ایک مدت تک سکوت مین رہے- حضرت عمرؓ نے کہا کہ
آپ صلعم مرے نہین ہین- یہ منافقین کا شبہہ ہے- جو ایسا کہیگا اسکو قتل کرینگے
اور اسی لیے ننگی تلوار لیے پھرتے تھے-

حضرت ابوبکر اپنے مکان پر اسوقت نہ تھے- خبر وفات کی سنکر دوڑے آئے
اور حجرے مین چلے گئے- آپ کے چہرۂ مبارک کو بوسہ دیا- اور رونے لگے-
اور بولے کہ جیسا آپ صلعم زندگی مین خوشبو تھے- ویسا ہی بعد ممات بھی ہین
جب باہر آئے اور عمرؓ کا حال دیکھا- منبر پر خطبہ فرمایا اے مسلمانو مضطر نہو- آیۃ
وما محمد الا رسول الخ پڑھا اور کہا کہ اگر تم اس اللہ کے بندے ہو جسنے محمد کو پیدا کیا
اور انکو رسول بنایا- اور اسی کو پوجتے ہو بہت درست ہے اور ایمان تمھارا حق پر ہے
اور اگر تم محمد صلعم کو پوجتے تھے تو انھون نے انتقال کیا- جب عمرؓ نے یہ مضمون سنا
انکو ہوش آیا- اور اپنے قول سے تائب ہوئے-

اسی اثنا مین کہ لوگ کفن کے سامان مین تھے ایک شخص سلیم وحشی تنگ آکر

انکی داڑھی کے بال کچھ سپید اور کچھ سیاہ تھے ۔ انھون نے کچھ کلمات تعزیت کے
نعش مبارک کے پاس فرمائے ۔ اور بہت روئے اور واپس چلے گئے ۔ بعد جانے
کے حضرت ابو بکرؓ اور علیؓ نے فرمایا کہ خضرؑ تھے ۔

حضرت صلعم کی قبر کے بارے مین لوگون کو اختلاف ہوا لیکن اکثر اصحاب نے اس
مضمون کی حدیث سنائی ۔ کہ پیغمبر کو وہین دفن ہونا چاہیے جہان اسکی روح قبض ہو
اسلیے عائشہ صدیقہ کے حجرے مین مدفون ہوئے حضرت فاطمہ کو اس حادثہ سے اسقدر
صدمہ ہوا کہ چھ مہینے تک زندہ رہین پھر نہین ۔

حلیہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قد مبارک میانہ تھا لیکن آدمیون کے مجمع مین
سب سے بالا معلوم ہوتے ۔ چہرہ مبارک کا رنگ گندمی تھا ۔ اور اسمین بڑی
ملاحت تھی ۔ آپ کا سر مبارک بڑا تھا ۔ اور سر مبارک کے بال کالے تھے زلفین
نہ بہت پیچیدہ تھین نہ سیدھی ۔ آپ کی زلفین کبھی نرمہ گوش تک رہتین ۔ اور کبھی
کندھے تک ۔ زلفون کی بیچ مین آگے کی طرف شگاف رہتا جسکو مانگ کہتے ہین ۔
آپ صلعم کے کان نہ بہت بڑے تھے نہ چھوٹے ۔ دیکھنے مین خوشنما معلوم ہوتے
تھے ۔ بھوین آپ صلعم کی کھنچی ہوئی تھین ۔ لیکن ایک باریک رگ درمیان مین
فاصل تھی کہ غصہ کے وقت ظاہر ہوتی تھی ۔ دونون آنکھین آپ صلعم کی بڑی
اور خوشرنگ تھین ۔ اور سپیدی مین سرخ ڈورے تھے ۔ آنکھون کی پتلی سیاہ
تھی پپنیان آنکھون کی کسی قدر لمبی تھین ۔ اور رخسارے مبارک نرم اور پرگوشت
تھے ۔ دانت آپکے مثل موتی کے صاف اور چمکیلے ۔ اور بات کرنے مین انکی چمک
مثل بجلی کے ہوتی ۔ آپ کے جسم مطہر مین سایہ نہ تھا کیونکہ وہ سراپا نور تھا
شمع مین کہان سایہ ہوتا ہے ۔ اور آپکے بدن سے خوشبو آتی ۔ اور آپ کا پسینہ عطر کی
جگہ پر لوگ استعمال کرتے ۔ درمیان دونون شانون کے مہر نبوت تھی ۔ کفار کی

آنکھ مین بھی مثل شون کے کبوتر کے انڈے کے برابر معلوم ہوتی تھی۔

خلق۔ آپ صلعم کے اخلاق کا یہ حال تھا کہ کبھی ایک غریب بڑھیا کا بھی کہنا رد نہ کیا امیر اور غریب سب آپ صلعم سے یکسان راضی اور خوش تھے۔ کسی کو آپ صلعم سے شکایت نہ تھی۔ ایک لاکھ سے زیادہ اصحاب تھے اور سب سے ایسا ملتے کہ انکو ماں باپ بھول گئے۔

اپنا کام بیشتر آپ ہی کرتے۔ جو خوبیان نبیون مین جدا جدا تھین آپ مین اکٹھی تھین خود اللہ تعالے نے قرآن مجید مین آپ کے خلق کی تعریف کرتا ہے۔ بشر کی کیا طاقت۔

معجزات واضح رہے کہ بعض بنی آدم مین مخصوص ہوتے ہین۔ اور مخصوص ہونا خلاف عادت ہی ترتیب کے خلاف ہے اسلیے خلاف عادت یعنی معجزہ سرزد ہونا اُنسے ممکن ہے بلکہ ضروری ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ اہل فلسفہ کا بہت صحیح ہے کہ خلاف عادت کوئی بات نہین ہوتی لیکن ہمارے ایسے عام لوگون مین نہ کہ مخصوص لوگون مین مثل انبیا اور اولیا کے۔ کہ اُنمین یہ خاص بات روحی ترقی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور روحی ترقیات آدمی مین ہونا اختیاری نہین ہے۔ اگرچہ کوشش کو ہر امر مین اللہ تعالے نے بڑا دخل دیا ہے لیکن طبیعت کی مناسبت بھی ایک چیز ہے جو خلقی ہوتی ہے۔

حضرت صلعم کے معجزات اسقدر نہین ہین کہ احاطہ تحریر مین آسکین معجزے سے کتابین بھری ہین۔ اور چونکہ اولیا کی کرامت بھی نبی کے معجزے کے تحت مین ہوتی ہین اس سبب سے معجزہ کی انتہا ہی نہین ہے۔ ایک معجزہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قرآن مجید ہے کہ آج تک کوئی ایک آیت کے مثل بھی نہ لکھ سکا۔ اور ایک بڑی بات یہ ہے کہ تیرہ سو برس ہوئے اور قرآن مجید کے ایک حرف مین بھی مثل اور کتب سماوی کے تحریف نہ ہوئی۔ ایک معجزہ چاند کا پھٹ جانا ہے۔ کہ جسکا ذکر ہنود کی کتاب مین بھی پایا جاتا ہے۔ دوسرا معجزہ حضرت علیؓ کے لیے سورج کا لوٹ آنا۔ پھر استن حنانہ کا

فراق مین مثل آدمی کے فریاد کرنا - پھر سو برس کے مردے کا زندہ ہونا - آپ کے لعاب دہن سے بیماریون کا شفا پانا - انگلیون سے پانی کا فوارہ جاری ہونا - اور چار سیر آٹے مین ایکہزار آدمیون کا آسودہ ہونا - شجر اور حجر کا کلمہ پڑھنا اور آپ کی نبوت کو برحق کہنا - حق تو یہ ہے کہ آج تک آپ صلعم کے معجزے ظاہر ہوتے ہین - آنکھ ہو تو دیکھے -

واضح رہے کہ موافق آیہ کریمہ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیان انکی امت کی مان ہین - ازواج طیبات قابل تعظیم ہین اور انکا ذکر بقید نام لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے - آپ کی گیارہ بیبیان اور پانچ سریہ تھین - پہلی بی بی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھین - کہ انکا انتقال پانچ برس پہلے ہجرت کے ہو چکا تھا - اور انسے آپ کے صاحبزادے قاسم اور طیب طاہر ہوئے کہ بچپن ہی مین انتقال فرمایا - اور چار صاحبزادیان حضرت زینب ابی العاص کی زوجہ اور رقیہ اور ام کلثوم جنکا نکاح حضرت عثمان غنی سے یکے بعد دیگرے ہوا - اور حضرت فاطمہ زہرا جنکا نکاح حضرت علی سے ہوا - اور انھین کی نسل اب آل نبی یعنی سادات ہین - دوسری بی بی حضرت صلعم کی حضرت سودہ بنت زمعہ تھین جو آپ کے سامنے ضعیفہ ہو گئین اور اپنی نوبت حضرت عائشہ کے لیے چھوڑا - اور ماہ شوال سنہ ۵۴ ہجری انتقال فرمایا - تیسری بی بی آپ صلعم کی حضرت عائشہ صدیقہ تھین بیٹی ابوبکر صدیق کی - کہ تین برس ہجرت کے پہلے انکا نکاح مکہ مین ہوا انکا انتقال سنہ ۵۸ ہجری مین ہوا - چوتھی بی بی آپ کی حفصہ بنت عمر تھین انکا انتقال سنہ ۴۵ ہجری مین ہوا - پانچوین زینب بنت خزیمہ تھین جنکا انتقال سنہ ۴ ہجری مین ہوا - اور وہ صرف آٹھ مہینے بعد نکاح کے زندہ رہین - چھٹی بی بی آپ صلعم کی ام سلمہ تھین کہ انکی مان عبد المطلب کی بیٹی تھین انکا انتقال سنہ ۵۹ مین ہوا - حضرت حسن بصری کی مان آپ کی لونڈی تھین اور حسن بصری

انکا دودھ غیر ایام رضاعت مین پیا تھا - ساتوین بی بی حضرت کی زینب بنت جحش تھین کہ یہ بھی عمہ رسول اللہ کی بیٹی تھین - انکا انتقال ۲۰ھ ہجری مین ہوا - آٹھوین بی بی آپ کی ام حبیبہ تھین جو ابی سفیان کی بیٹی تھین انکا انتقال ۴۴ھ ہجری مین ہوا - نوین بی بی آپ کی جویریہ بنت حارث تھین جنکا انتقال ۵۶ھ ہجری مین ہوا - دسوین بی بی آپ کی صفیہ بنت اخطب تھین کہ اولاد سے ہارون پیغمبر کی تھین انکا انتقال ۵۰ھ ہجری مین ہوا - گیارھوین میمونہ بنت حارث تھین کہ انکا انتقال ۵۱ھ ہجری مین ہوا اور سریتین سے پہلی ماریہ قبطیہ تھین کہ انکا انتقال ۱۶ھ ہجری مین ہوا - انسے ابراہیم ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے کہ بچپن ہی مین انتقال کیا - دوسری ریحانہ تھین کہ ۱۰ھ ہجری مین انتقال کیا - تیسری ام ایمن چوتھی سلمی - پانچوین رضوی اور مہر ازواج مطہرات کا دین مہر پانسو درم تھا - صرف صفیہ اور ام حبیبہ کا چارسو درم تھا -

باب تیسرا خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ

فصل پہلی

واضح رہے کہ بعد وفات حضرت صلعم کے جسوقت اصحاب آپ کے ملت خانہ مین جمع تھے اور غسل اور کفنانے کے سامان مین تھے - کہ اسی اثنا مین مغیرہ بن شعبہ آئے اور حضرت عمر سے کہا کہ انصار سقیفہ بنی سعد مین جمع ہو کر چاہتے ہین کہ امر ریاست کو قبضہ مین سعد بن عبادہ کے کہ انصار سے تھے سپرد کرین یہ سنکر حضرت عمرؓ اور ابوبکر معہ ابو عبیدہ بن جراح کے اس خیال سے کہ اندیشہ فتنہ مین خلل نہ واقع ہو وہان سے چلے - اور سقیفہ مین پہونچے - اور ابوبکر نے کہا کہ اے انصار محمد صلعم اللہ تعالی کے جوار رحمت مین پہونچے - اگر کسی کو امر ریاست کے لیے سردار نہ مقرر کیا جائے تو امور دین مین فتور آجانے کا احتمال ہے - اسلیے مناسب ہے کہ ہم لوگ قسا اور جنگ مین مہاجر اور انصار کے غور کرکے ایک شخص کو سردار مقرر کرلین سعد

بن عبادہ نے جواب دیا کہ جو بزرگی اللہ تعالے نے انصار کو عنایت کی وہ کسی کو نہین ہوئی کیونکہ انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے یارون کو پناہ دی۔ اور اُنکے لیے دشمنون سے لڑے اور جان و مال فدا کیا۔ کہ جس سے اسلام کے کامون مین ترقی ہوئی حضرت ابوبکر نے کہا کہ جو بزرگی انصار کی اور اُنکے احسانات ہین اُسکے مقر ہم بھی ہین لیکن قریش کی قوم کو اللہ نے تمام عرب کی قومون پر ترجیح اور بزرگی دی ہے۔ اسلیے عقلمند اُنہین سے لوگ اس امر کے قبول کرنے سے انکار نہ کرین۔ دوسری قوم مین سے کسی کا سردار ہونا مناسب نہین پس مناسب ہے کہ امارت قریش مین رہے اور وزارت انصار مین۔ عمرؓ نے کہا کہ آپ لوگون نے نہین سنا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ یعنی امارت قریش مین ہونی چاہیے۔ سعد کے بیٹے بشیرؓ نے کہا کہ یہ حدیث ہم نے نہین سنی۔ لیکن یہ امر آپ لوگون مین سے کسی کے ساتھ ہونا زیادہ مناسب ہے اور جب کہ ایسا ہے تو ہم اپنے لیے نہین چاہتے۔ اور خلافت کے لیے ان دونون مین سے یعنی عمرؓ اور ابوعبیدہؓ سے کسی کو چن لو اور مقرر کرو۔ اسپر اُن لوگون نے ابوبکرؓ سے کہا کہ اس امر کی بزرگی اور قابلیت آپ کی پیشانی سے ظاہر ہے۔ آپ کے ہوتے ہوئے دوسرا شخص خلیفہ نہین ہوسکتا۔ اور حضرت عمرؓ نے ہاتھ بڑھا کر وہین بیعت کی۔ دوسرے دن حضرت ابوبکرؓ نے خطبہ منبر پر پڑھا اور سب لوگون نے علانیہ بیعت کی۔

ایک گروہ مسلمانون کی حضرت علیؓ کی بیعت مین اختلاف کرتی ہے لیکن یہ خبر درست نہین معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اُس فرقہ کا ہونا اسی وقت سے ظاہر ہوتا۔ حالانکہ اس فرقہ کی بنیاد حضرت علیؓ کے بعد سے ظاہر ہوتی ہے۔ بلکہ عینی مین کہ بہت معتبر اور پرانی کتاب ہے۔ ایسا لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے جب سُنا کہ لوگون نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی فوراً دوڑے آئے اور بیعت کی۔ اسپر ابی سفیان نے اُنسے کہا بھی کہ تمھارے رہتے ابوبکرؓ کو خلیفہ ہونیکا کیا حق تمھارے رسا

تم کہو تو تمہارے لیے یہ میدان لشکروں سے بھردوں ۔ اسپر حضرت علی رضؓ نے کہا کہ تمہارے
دل میں ہمیشہ سے اندر ہی ۔ بعد ایمان کے بھی اسکا اثر باقی ہے ۔ اور خلفاے
راشدین کا خلافت قبول کرنا محض اللہ کے واسطے تھا ۔ جیسا انکی ما بعد کی
کارروائیوں سے ظاہر ہوا اور اسمیں نفسانیت کو ذرا بھی دخل نہ تھا ۔ غیر مذہب کے
فرقے بھی مثل نصارا اور یہود کے اس بات کے مقر ہیں ۔ کہ اگر نفسانیت کو ذرا بھی
دخل ہوتا تو اپنے بیٹوں کو یہ لوگ اپنا جانشین کر جاتے ۔ اور عمرؓ اپنے بیٹے کو درّے
سے نہ مار ڈالتے ۔ حضرت علیؓ کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی صحابہ شہید ہوتے نہایت غم
کرتے اور کہتے کہ میں آپ سے پہلے کیوں نہ شہید ہوا ۔ اور اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا عقد
کہ حضرت فاطمہؓ سے تھیں حضرت عمرؓ سے کر دیا ۔ اگر آپسمیں عداوت ہوتی تو ایسا امر کیونکر
ظہور میں آتا ۔ اور حضرت علیؓ کی شجاعت مشہور ہے ۔ کچھ ڈرپوک بھی نہ تھے ۔ کہ دبکر ایسا کام
کیا ہوگا ۔ جسوقت خلافت کی بیعت ہوئی ۳۳۰۰۰ صحابہ موجود تھے ۔ آپ کی راے
اور فہم ہماری فہم و راے سے کہیں بہتر ہوگی ۔ [illegible] سے بہتر
ہمارا زمانہ ہے اسکے بعد ہمارے صحابہ کا اور اسکے [illegible] ۔ اگر ملا
نزا صحابہ کی روایت اور راے اعتبار نہ کیجاے تو قرآن مجید بالکل باطل ٹھہر جاتا ہے
کہ انھیں سے ہم تک آیا ہے ۔ وہذا محال ۔

فصل دوسری

حضرت ابوبکرؓ نے باوجود خلیفہ ہونے کے ۔ بادشاہ اور شاہزادے کا خطاب لینے
سے انکار کیا بعض مسلمانوں نے خلیفۃ اللہ کا لقب دینا چاہا لیکن آپ رضؓ نے
انکار کیا ۔ اور فرمایا کہ میں خدا کا خلیفہ نہیں ہوں بلکہ اپنے نبی کا خلیفہ ہوں جیسا کہ ضرور
اور ارادے کے موافق کام کرنا ہمارا کام ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا کرنے میں ہم
رسومات اور جانب داری سے پرہیز کرنے کی کوشش کرینگے ۔ اللہ اور رسول کا

حکم بجالانے مین ہماری اطاعت کرو- اگر ہم ان حدود سے باہر جاوین تو تمہین ہمارا کچھ اختیار نہوگا- اگر ہم غلطی کرین تو صحیح بات بتا دو- ہم مستوجب سزا کے ہونگے- آپ رضنے خطاب خلیفہ یا جانشین کا نہین لیا- جو خطاب مابعد کے شاہان عرب اپنے نام کے ساتھ ضم رکھتے تھے- اُن لوگون نے صرف اسی خطاب پر اکتفا نہ کیا- بلکہ اکثرون نے مابعد مین لقب خلیفہ اور خلیفۃ اللہ اور ظل اللہ کا لیا-

اصل نام حضرت ابو بکر کا عبد اللہ عتیق ابن ابو قحافہ تھا- اور آپ کو صدیق بھی کہتے ہین- چونکہ آپ رضنے معراج کے سفر کی صداقت پہلے کی تھی- لیکن آپ رض زیادہ ابو بکر کے نام سے مشہور تھے- وقت جانشینی کے حضرت ابو بکر کا سن قریب ۶۲ برس کے تھا- آپ کا قد کشیدہ تھا- اور خوبصورت- رنگ گندمی اور ڈاڑھی گھنی حنا سے رنگی ہوئی تھی- آپ بڑے عادل اور صاحب یقین تھے- آپ رض بےغرض اور ایماندار اور اسلام کے بڑے خیر خواہ تھے- آپ رض دولت- نمائش- عیش- اور خواہشات نفسانی سے محض مبرا اور بےپروا تھے- آپ رض نے مشاہرہ لینے سے انکار کیا- آپ رض نے صرف وہ اخراجات جو محض ایک عام عرب کو درکار ہے مثل ایک گھوڑے یا ایک اونٹ کے اپنے اور اپنے متعلقان کے واسطے بیت المال سے لینا قبول کیا- اور جو کچھ آپ رض کے اخراجات سے بچ جاتا اسکو ہر جمعہ کو ذی فنون اور مساکین کو خیرات کرتے- اور غریبون کی مدد کرنے مین آپ ہمیشہ مستعد رہتے- آپ رض نے ایام خلافت مین حضرت عائشہ کو اپنے خانگی امورات کا حساب کتاب سپرد کیا تھا اور کہا تھا کہ خوب نگران رہنا کہ ہمین مین دولت نہ جمع کر لینا- باوجود اسکے کہ آپ بڑے دانشمند تھے- تاہم آپ کے کل کام شورے پر منحصر تھے- اکثر عرب کی قومین جو تلوار کے زور سے ایمان لائی تھین- اور انکو دین پر قائم رکھنے کے لیے عذاب سے ڈرانا اور جہاد دونون درکار تھا- بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ برحق کی اطاعت سے باہر جانا چاہا- اور زکوۃ اور عُشر نکالنے سے انکار کیا-

اکثر قوموں نے یکے بعد دیگرے بغاوت کا جھنڈا اڑانا شروع کیا۔ یہان تک کہ خلافت کے احکام صرف تین ہی شہرون مین باقی رہگئے یعنی مدینہ منورہ۔ مکہ معظمہ۔ اور طائف بلکہ ایک بڑی مضبوط قوم نے باغیون کی۔ مدینہ پر حملہ آور ہونے کی تیاری کی انکا سردار ایک قوی اور مشہور شیخ تھا۔ جسکا نام مالک ابن نویرہ تھا وہ ایک عالی خاندان شجاع عمدہ سوار اور نامی شاعر تھا یعنی سب صفتین جسکے خواہان عرب ہوتے ہین اسمین موجود تھین اور اسکی بی بی تمام عرب مین خوبصورتی کے واسطے مشہور تھی۔

اس بہادر شاعر اور اسکے لشکر کی خبر سنکر حضرت ابو بکر نے شہر کی مضبوطی کی۔ اور قریب کے پہاڑون اور غارون مین تمام آدمیون کو مردوں عورت تک اور لڑکون سے بوڑھون تک تعینات کیا۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا۔ لیکن آپ صلعم کے اسلام کی تلوار ہنوز باقی تھی۔ یعنی خالد ابن ولید آپ کے آگے آکر کھڑے ہوے۔ تاکہ وہ اسلام کی شہرت قائم رکھین ——

خالد بن ولید ساڑھے چار ہزار آدمیون کے ساتھ اور معہ گیارہ جھنڈون کے باغیون کے مقابلہ کو روانہ ہوے۔ حضرت ابو بکر باغی سردار کی چال چلن اور قابلیت کا لحاظ رکھتے تھے۔ اور اسیر نرمی سے کامیاب ہونا چاہتے تھے۔ اسلیے خالد بن ولید سے فرمادیا تھا کہ جب مالک بن نویرہ گرفتار ہو جائے۔ تو اسکی عزت کے ساتھ رکھین۔ اور قیدی پر رحم کرین اور سہل ذریعون سے انکو اسلام کے قید مین لاوین۔ چونکہ خالد بن ولید بڑے بہادر اور شجاع تھے۔ انکو اپنی شجاعت میں سہل ذریعون کی طرف کم لحاظ رہتا تھا۔

باغیون کو ایک سخت لڑائی مین خالد نے شکست فاش دیکر انکے ملکون پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے لشکر کو لوٹ کی اجازت دی۔ قیدیون کے زمرے مین مالک

ابن نویرہ اور اُسکی بی بی بھی تھی۔ خالدؓ نے مالک سے پوچھا۔ کہ تم زکوٰۃ نکالنے سے کیون انکار کرتے ہو۔ اُسنے کہاکہ ہم خدا کی عبادت سب بے خرچ کرسکتے ہین۔ اسی گفتگو مین خالدؓ نے قتل کا حکم دیا۔ اور ضرار بن الازور نے اُسے قتل کیا جب یہ خبر مدینہ مین پہونچی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خالدؓ نے ایک مسلمان کا خون کیا۔ قرآن مجید کے خلاف کیا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ بہت ٹھیک کیا۔ اور جس تلوار کو کہ اللہ نے خود میان سے باہر کی اُسکو ہم کیونکر میان مین کرین۔ اور مالک کی زوجہ سے خالد نے عقد کیا۔

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خالدؓ بن ولید مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کو بھیجے گئے۔ مسیلمہ نے حضرت صلعم کی علالت کی خبر سنکر اپنے مذہب کے قواعد جاری کرنا شروع کیا۔ اور جب آپ صلعم کے وفات کی خبر سُنی تو اور بھی خوش ہوا۔ روز بروز اُسکے اقران اور ہمسائے اُسکے گروہ مین آتے گئے یہان تک کہ صوبہ یمامہ جو درمیان بحر احمر اور بحیرہ فارس کے ہے اُسکے تصرف مین آگیا۔ درمیانی لوگ تو کچھ جو اُسکے مذہب مین در آئے۔ ملکہ شجاع زوجہ ابوالجحصلہ قوم تمیمہ کی بڑی شاعرہ بھی تھی۔ وہ مسیلمہ کو دیکھنے آئی تھی۔ جیسے بلقیس سلیمان کے جاہ و حشم کو دیکھنے گئی تھی شجاع بھی شہر سبا کی ملکہ تھی۔ لیکن وہ مسیلمہ پر فریفتہ ہو گئی اور اُسکے نکاح مین در آئی اس سبب سے اُسکے لشکر والے اُس سے بگڑ گئے۔ اور مالک بن نویرہ کو کہ سالار لشکر تھا اپنا سردار مقرر کیا۔ شجاع نے مسیلمہ کا مذہب بھی اختیار کیا۔ اور اس سے پیشین گوئی سیکھی۔ اور اسکے بدلے مین مسیلمہ کو شاعری تعلیم کی۔ اکثر اشعار مسیلمہ کے ایک مورخ نے جمع کیے ہین۔

خالدؓ بن الولید کے آنے سے مسیلمہ کے خیالات بدل گئے۔ خالدؓ کے ساتھ بھی فوج تھوڑی تھی کوئی دس ہزار آدمی تھے۔ مسیلمہ ایک لاکھ آدمیون سے مقابل ہوا

عقربہ کے قریب جو یمامہ کی دارالخلافت سے دو منزل ہے سخت لڑائی ہوئی۔ پہلے باغیوں کو کسیقدر فتح نمایان ہوئی۔ اور بارہ سو مسلمان شہید ہوئے۔ پھر خالدؓ نے اپنے لشکر سے حملہ کیا۔ اور دشمن کو ہٹا دیا۔ دشمن کے دس ہزار آدمی مارے گئے مسیلمہ نا امیدی کے ساتھ لڑا لیکن آخرش زخمی ہو کر گرا۔ اُسی وحشی نے جسنے امیر حمزہ کو شہید کیا تھا مسیلمہ کو قتل کیا۔ خالدؓ نے ایسے مشکل وقت مین اور بھی جنگی کارروائیاں کین اور دوسرے مسلمان سرداروں کو بھی مدد دی جو اطراف وجوانب مین بغاوت کے دفع کرنے مین مصروف تھے۔ اور یہ صرف خالدؓ ہی کی تیزی اور چستی کا سبب تھا کہ خلافت کے پہلے ہی سال کے ختم ہونے سے پیشتر اسلام کی سلطنت مین پھر تسلط قائم ہوا بعد ختم ہونے مسیلمہ کی لڑائی کے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو راے دی۔ کہ کلام اللہ ایک جگہ جمع ہونا چاہیے۔ کیونکہ بہت صحابہ غزوہ عقربہ مین شہید ہوئے۔ اور اُنکے ساتھ پیغمبر خدا کی بہت باتین گذر گئین۔ اسی طرح چند عرصے بعد اصحاب کے شہید ہونے سے۔ جمع ہونا قران کا دشوار ہو جائیگا آپنے اس امر کو پسند کیا لیکن اسکا انجام ما بعد کی خلافت مین ہوا۔

فصل تیسری

جب باغی قومین عرب کی پھر موافقت مین آگئین۔ اور صلح قائم ہوگئی تو حضرت ابوبکرؓ نے پھر اپنے ارادوں کو پیغمبر برحق صلعم کے حکم کی تعمیل کی طرف مذہب اسلام کو تمام دنیا مین پھیلانے کے واسطے متوجہ کیا۔ کہ تمام دنیا کی قومین خواہ ترغیب خواہ تالیف سے مسلمان ہو جاوین۔ اب وہ خوفناک لڑائیاں جو درمیان فارس اور روم کی ریاست سے تھین اگرچہ ختم ہو چکی تھین لیکن اُنکے اثر نے ان قومی حکومتوں کو ضعیف کر دیا تھا۔ اور اُنکے سرحدوں کو حملہ کے قابل چھوڑ دیا۔ اسلیئے اپنی خلافت کے دوسرے برس حضرت ابوبکرؓ نے حسب منشاء پیغمبر برحق فتح شام کی تیاریاں کین۔ اُسوقت

ملک شام میں سرزمین بیت المقدس و فلسطین کل زمین جو درمیان دریاے فرات بحر روم کے واقع ہو داخل تھی اسوقت یہ سب ملک معہ اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور بادشاہوں کے قیصر ہرقل بادشاہ قسطنطنیہ کے تحت میں تھے۔

ملک شام پہلے فراعنہ مصر کے تحت میں اُسکے بعد اشوریوں کے قبضہ میں رہا اُنسے سکندر اعظم کے وقت سے یونانیوں نے لیا۔ یونانیوں سے رومیوں نے لیا رومیوں سے مسلمانوں نے لیا۔ اور اسوقت تک کہ تیرہ سو برس ہوئے مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ اور اُن سلطنتوں کے بادشاہوں کا ذکر اس کتاب کے آخر میں ہوگا مطابق آسمانی کتابوں کے ملک شام زمانہ دراز سے عربوں کو معلوم تھا۔ اور وہ بہت دنوں سے بوجہ رسم وراہ قافلہ اور لانے غلہ کے اُسکو جانتے تھے۔ یہاں غلہ افراط سے ہوتا تھا۔ کچھ حصہ اس ملک کا زراعت و کاشتکاری میں غلوں کی اور کچھ حصہ باغوں میں عمدہ قسم کے پھل اور درختوں کی اور کچھ حصہ چراگاہوں میں مویشیوں سے منقسم تھا۔ عرب کے سرحدوں پر شہر تھے جو اندرونی تجارتوں سے معمور تھے ہرگاہ اُنکے بندرگاہ اگرچہ قدیم زمانے سے طائر اور سائدون کے مانند جاہ وجلال کے نہ تھے لیکن تاہم بڑے تجارتگاہوں کے مرکز تھے۔

سنہ ہجری میں حضرت ابوبکرؓ نے مکاتیب ذیل ریگستانی عرب اور حجاز عرب کے سرداران کے نام لکھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم منجانب عبداللہ عتیقؓ ابن ابی قحافہ بنام کل سچے مسلمانوں کے۔ الحمد للہ والشکر لرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اس خط کے ذریعہ سے تم لوگوں کو مطلع کرتے ہیں کہ ہمارا ارادہ مسلمانوں کا ایک لشکر شام کی طرف اس غرض سے روانہ کرنیکا ہے کہ وہ لوگ اس ملک کو کافروں سے نجات دیں اور ہم تمکو یاد دلاتے ہیں کہ سچے مذہب کے لیے لڑنا اللہ تعالیٰ کی طاعت کرنا ہے۔

اس سے زیادہ لکھنے کی حاجت نہ تھی - ہر عرب جسکے پاس ایک گھوڑا یا اونٹ یا بھالا تھا - آپؓ کے اسلامی جھنڈے کے نیچے حاضر تھا - روزانہ ایک شیخ اپنی جنگجو قوم کے ساتھ حاضر آتا - اور تھوڑے ہی دنون مین مدینہ کے اطراف کے میدان اقوام عرب کے خیمون سے بھر گئے - اس فوج کی سالاری یزید بن ابی سفیانؓ کو دی گئی - فوج کو روانگی اور خیمہ اکھاڑنے کی بے صبری ہوئی - انھون نے کہا - کہ ہمارے یہان سست پڑے رہنے سے کیا فائدہ جنکو آنا تھا آچکے - اب زیادہ کی مہینے نہین مدینہ کے میدانون مین ہماری اور ہمارے گھوڑون کی غذا کہان ہے - ہمکو حکم ملے اور ہم شام کے زرخیز ملک کو روانہ ہون -

حضرت ابو بکرؓ نے انکی استدعا منظور کی - ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھکر آپؓ نے فوج کو ملاحظہ کیا - آپکا دل خوشی سے جوش مین آگیا جبوقت جوق جوق قومون کو - انکے ہتھیارون کو چمکتے - انکے گھوڑون کے رسالے - انکے اونٹون کی قطارون کو دیکھا - اور یاد کیا کہ رسول اللہ صلعم کے جھنڈے کے نیچے کیسی قلیل فوج تھی - اور اب کسقدر ہین - بارہ برس بھی نہین گذرے تھے - جبکہ حضرت صلعم تنہا مکہ سے ہجرت فرماکر مدینہ آئے تھے اور کوئی ساتھ سوائے معدودہ چند کے نہ تھا - اور اب آپ صلعم کے خلیفہ کی طلب پر ہزارون آدمی جمع ہوگئے - اور دور دور کی سلطنتین اسلام کی تلوار سے کانپنے لگین - ان سب باتون کو خیال کرکے - حضرت ابو بکرؓ نے ہاتھ اٹھایا اور انکی کامیابی کی دعا کی - تب روانگی کا حکم دیا - خیمے اکھاڑے گئے - اور اونٹون پر بار رکھے گئے - اور عرصۂ قلیل مین فوج نے پہاڑون اور وادیون سے ایک عجیب سلسلے کوچ کیا -

حضرت ابو بکرؓ ایک روز کی راہ پیدل فوج کی مشایعت مین آئے یزید نے اترکر اپنا گھوڑا دینا چاہا - آپؓ نے قبول نہ فرمایا - اور کہا کہ تم سوار رہو

کہ تم اللہ کی راہ مین جاتے ہو۔ اور میری پیادہ روی پر خیال نکرو۔ کہ مین ہر قدم پر جزا پاتا ہون۔ آپ کی آخری نصیحت جو یزید سالار لشکر کو کی تھی نرمی اور گرمی سے مشترک تھی۔ آپ صلعم نے اپنے سپاہیون پر مہربانی اور لحاظ رکھنا۔ اُنکے کل معاملات مین منصف رہنا۔ اور اُنسے مشورہ اور رائے لینا۔ دلیری سے لڑنا اور دشمن کی طرف کبھی پیٹھ نہ کرنا۔ جب فتحیاب ہو بوڑھون کو ضرر نہ پہونچانا اور لڑکون اور عورتون کی حفاظت کرنا۔ کھجور اور دوسرے پھلدار درختون کو برباد نہ کرنا کھلیانون مین آگ نہ لگانا۔ اور کسی جانور کو سوا اپنے کھانیکے لیے نہ مارنا کل زاہدون کا جو معبدون مین رہتے ہین اعزاز کرنا۔ اور اُنکی عمارتون کو ضرر نہ پہونچانا۔ لیکن اگر اور [illegible]ن سے ملو۔ جو تراشیدہ ٹوپی پہنے پھرتے ہین۔ اور شیطانی ہوئے ہون اُسکے عبادتخانہ سے علاقہ رکھتے ہین۔ بیشک اُنکا سر کاٹو۔ یہانتک کہ اسلام قبول کرین اور جزیہ دین۔

یزید بن ابی سفیان ان سب نصیحتون کو سُنتے ہوئے اپنی روانگی مین مصروف رہے اور مقدس خلیفہ مدینہ کو واپس گئے۔ وہ دعائین جو آپ صلعم نے فتحیابی کے لیے کی تھین۔ قبول ہوتی نظر آئین عرصۂ قلیل مین ایک رسالہ گھوڑون خچرون اور اونٹون کا لوٹ کے اسباب سے لدا ہوا مدینہ کے دروازے مین داخل ہوا۔

شام کی سرحد پر یزید بن ابی سفیان کو ایک لشکر قیصر ہرقل کا بھیجا ہوا ملا اور اُس سے مقابلہ کی ٹھہری یزید نے اُسکو شکست دی اور اُس لشکر کا سردار معہ سو آدمیون کے مارا گیا۔ یزید بن ابی سفیان مابعد کی بھی کئی لڑائیون مین کامیاب ہوئے کل لوٹ کے اسباب جو ان لڑائیون مین ہاتھ آئے۔ خلیفہ وقت کے پاس بطور تحفہ کے پہلے پہل شام سے بھیجے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کامیابی کی خبر مکہ مین اور دوسری اطراف مین بھیجی۔ اور کل سچے مسلمانون کو اس فتحیابی کی اقتدا

کے لیے طلب فرمایا۔

ایک دوسرا لشکر فوراً ہی سعید بن خالد کے زیر حکومت روانہ کیا گیا۔ یہ تقرری حضرت عمرؓ کے خاطر خواہ نہوئے سے جنکی راے اور خواہشون پر اہل مدینہ کو نہایت وثوق تہا حضرت عائشہؓ نے اپنے والد سے کہا کہ سعید کو واپس بلا لیجیے۔ اور اونکی جگہہ عمرو ابن العاص کو مقرر کیجیے یہ وہی ہین۔ جنھون نے حضرت صلعم کی خدمت نظم کی تھی اور بعد ایمان لانیکے اسلام کے بڑے بڑے امورات انجام دیتے رہے اور بڑے لائق سردار اور دلیرون مین شمار کیے گئے۔ اوس زمانہ مین اہل اسلام مین ایسی بے نفسی او جہاد کا جوش تہا۔ کہ سعید نے اس حکم کے بجالانے مین کوئی عذر نہ کیا اور اوسی لشکر مین مثل ایک معمولی سپاہی کے رہنا قبول کیا۔

فوج کی روانگی کے وقت حضرت ابوبکرؓ نے کہ صلاح و مشورہ مین بے نظیر تھے عمرو بن العاص کو چند ضابطے انتظام سلطنت کے بتائے۔ اور اونکو نصیحت کی کہ راستبازی سے رہنا۔ گویا کہ خدا کے سامنے موجود ہو۔ اور فنا تمھارے لیے ہے۔ اور تم کل چیزون کے لیے کہ واقع ہونگی جوابدہ ہوگے۔ دوسرون کے خانگی امورات مین دست اندازی نہ کرنا۔ اور اپنے آدمیون کو مذہبی تکرار سے نسبت واقعات یا مسائل کے کہ ایام جہالت مین ہوے باز رکھنا۔ اور قرآن پڑھنے کی تاکید کرنا کہ اوسمین کل ضروری احکام جنکا جاننا لازم ہے درج ہین۔

اب چونکہ بہت سی فوجین شام مین جمع ہوگئین۔ اور اکثر سردار فراہم تھے حضرت ابوبکرؓ نے ہر ایک کے واسطے جدا جدا جنگ کے میدان تجویز کیے عمرو بن العاص کو بیت المقدس یعنی فلسطین کا علاقہ سپرد ہوا ابوعبیدہ کے لیے حمص (ایمسا) کا علاقہ تجویز ہوا۔ یزید بن ابی سفیان کے حوالے دمشق کا علاقہ کیا گیا۔ شرجیل بن حسنہ کو وہ ملک سپرد ہوا جو دریاے جارڈن کے اطراف مین بیت المقدس سے پورب ہے

سب لوگون کو ہدایت کی گئی کہ جہان تک ہوسکے صلاح سے کام کرین اور ایک دوسرے کو ضرورت کے وقت مدد دین۔ اور جب اکٹھے ہوجاوین تو سب ابوعبیدہ کے زیر حکومت رہین جنکو شام (سیریا) کی حکومت عام سپرد کی گئی تھی حضرت ابوعبیدہ کا اعزاز حضرت ابوبکر کے دلمین تھا۔ اسلیے اُنھون نے خلافت کے تجویز کے وقت بھی انکا نام لیا تھا۔ انکی عمر قریب پچاس برس کے تھی۔ اسلام کے کامون مین نہایت سرگرم لیکن لڑائی مین سہولیت فرماتے۔

ہرگاہ یہ بڑی لڑائی رومیون سے شروع کی گئی۔ ایک چھوٹی فوج عراق عرب پر حملہ کے لیے بھیجی گئی۔ یہ صوبہ جسمین **کلدیہ** یعنی بابلستان شامل ہے۔ یون محدود تھا پورب اسکے ملک ساسانیان (اہواز) اور کردستان ہے۔ اور اسیریا (عراق عجم) اور میدیہ کے پہاڑ بھی پچھم اسکے شام اور عرب کا ریگستان ہے۔ یہ ایک ملک تھا جو ایران کا خراج گذار تھا۔ اس سب سے ایک حصہ اوس ملک کا کہلاتا ہے اس علاقہ مین المثنی تھے۔ لیکن حضرت ابوبکر کو **خالد بن ولید** کی دلیری پر بہت بھروسا تھا۔ وہ اُسوقت تک ایک مختصر فوج کے ساتھ کسی باغی صوبہ مین جنوبی عربستان کے تھے جسکو اُنھون نے سر کیا تھا حضرت ابوبکر نے اس مضمون کا خط اُنکے نام سے روانہ کیا۔

اب تم عراق عرب کی جاؤ۔ علاقہ ہیرا اور کوفہ کا تمھارے سپرد کیا گیا۔ بعد کامیابی ان سب جگہون کے ایلا کی طرف رخ کرنا۔ اور اللہ تعالی کی مدد سے اُسکو بھی سر کرنا۔ ہیرا ایک چھوٹا سا ملک **بابلستان** سے پچھم شام کے ریگستان کے کنارے پر ہے۔ اُسکی بنیاد کسی قحطان کے قوم عرب نے ڈالی تھی اور چھ سو برس کے پہلے سے قائم تھا۔ یہ ایک عرصہ سے خاندان منذار کے شہزادون کے علاقہ مین تھا۔ جو کسراے فارس کے باج گذار تھے۔ اور انکی بنا

عراق عرب پر متصرف تھے۔

تیسرے عیسائی صدی مین اکثر یعقوبی نصرانی بہ سبب شدت اور بد انتظامی کے مشرقی گرجون سے نکالدیے گئے تھے۔ وہ سب درمیان عرب کی قوم کے ہیرا مین پناہ گزین ہوئے اُنکی تعداد مابعد مین دوسرے حصہ کے مفروریون سے بہت بڑھ گئی۔ یہان تک کہ حضرت صلعم پیدایش کے تھوڑے ہی زمانے پہلے ملک ہیرا کا بادشاہ اور اُسکی کل رعایا عیسائی ہو گئی۔

بہت کچھ تعریف اس ملک کے دو ر سلطنت کی جو اس ملک کے ہمنام تھا لکھی ہی یہان دو جگہ نہایت مرصع تھین اور انمین سے ایک کی خوبصورتی عمارت کے ہلاکت کی باعث ہوئی۔ کیونکہ بادشاہ نے یہ خیال کرکے کہ کوئی ایسی ہی عمارت دوسرے ملک مین بھی نہ بناوے معمار کو مینار سے گرا دیا۔ خالدؓ بن الولید نے اپنی معمولی طاقت او رکامیابی سے اس ملک پہ بھی حملہ کیا۔ دس ہزار آدمیون سے شہر ہیرا کا محاصرہ کیا۔ اُسکی شہر پناہ پر دھاوا کیا۔ اور بادشاہ کو عین لڑائی مین قتل کیا۔ ملک کو سر کیا اور ستر ہزار اشرفیون کا سالانہ خراج مقرر کرایا۔ یہ پہلا خراج ہے۔ جو مسلمانون نے غیر ملک سے لیا۔ اور اوسکو معہ بادشاہ کے بیٹے کے مدینہ روانہ کیا۔

دوسرا حملہ خالد بن الولید کا ایلا پر ہوا۔ اوسکے پارسی حاکم ہرمز کو شکست دی اور اوسکا تاج معہ پانچوین حصے اسباب لوٹ کے۔ پاس خلیفہ کے بھیجا۔ وہ ٹوپی نہایت قیمتی تھی۔ چونکہ اول درجے کے تاج سے تھی جسکو صرف ساتھ شاہنشاہ کے نامون سے پارس کے پہنتے تھے۔ درمیان لڑائی کی غنیمتون کے ایک ہاتھی بھی تھا کہ مدینہ کو روانہ کیا گیا تین اور بھی فارس کے سردارون نے کئی کوششین قوی لشکرون کے ساتھ خالد بن الولید کی کامیابی روکنے کے لیے کی لیکن سبھون نے شکست اٹھائی کل شہر یکے بعد دیگرے خالد کے قبضہ مین دیدئے کوئی چیز انکے ہتھیارون کو روکنے والی

تو تھی - اپنے کامیاب جھنڈے کو دریائے فرات پر نصب کر کے انھون نے کسرائے فارس کو لکھا - کہ اسلام قبول کرے یا جزیہ دے اور اگر دونون سے انکار کریگا تو مین ایسے لشکر سے آپڑونگا - جو زندگی سے موت کو زیادہ عزیز رکھتے ہین -

خالد بن الولید کا بار بار اسباب غنیمت کامیابی کے بعد مدینہ کو بھیجنا - اور قیمتی لونڈی اور شاہزادہ سعید کا ملاحظہ کرنا - اور پہلا جزیہ روانہ کرنا - اہل مدینہ کی نہایت گرمجوشی اور مسرت کا باعث ہوا حضرت ابوبکرؓ کو خصوصاً ان کارروائیون سے زیادہ خوشی تھی کیونکہ خالد بن الولید کے انتقام کے لیے حضرت عمرؓ نے رائے دی تھی - اور حضرت ابوبکرؓ کی رائے سے وہ بری رہے - چونکہ برابر فتوحات خالد بن الولید کے ہاتھ پر ظہور مین آئے - اور گاڑیون پر اسباب غنیمت برابر یکے بعد دیگرے مدینہ کے دروازے مین داخل ہوا کیا - آپؓ نے اپنی دور اندیشی پہ نہایت خوشی کی اور جوش مین فرمایا کہ ایسی کوئی عورت اور نہین ہو کہ دوسرا خالد پیدا کرے -

فصل چوتھی

ملک شام کی خبرون سے لوگون کے جوش مسرت مین کمی آگئی - حضرت ابوعبیدہؓ مین جبکو ملک شام کی عام حکومت سپرد تھی عیسائی حملہ آورون کی ایسی تھی کہ متعدد شکست ہونے سے انکا دل تنگ ہوجاتا - اور انکو یہ سننے سے کہ قیصر ہرقل نے ایک بہت بڑی فوج مقابلہ کے لیے فراہم کرنا شروع کی ہو نہایت اضطراب تھا انکی پراگندگی اس خط سے جو حضرت ابوبکرؓ کو لکھا ظاہر تھی - حضرت ابوبکرؓ کو جنکا دل خالد بن الولید کے فتوحات سے جوش پا رہا تھا حضرت ابوعبیدہؓ کی نہین حملہ آوری سے تنگی ہوئی - ہرگاہ خالدؓ اپنی کامیابیون مین مشہور تھے حضرت ابوعبیدہ صرف حفاظت خود اختیاری مین مصروف تھے - ایسی حالت مین حضرت ابوعبیدہ پر حضرت ابوبکرؓ نے تاسف کیا - اور خالدؓ کے پاس قاصد روانہ کیا

کہ وہ اپنے عراق عرب کی کارروائیونکو کسی اپنے ماتحت سردار کے سپرد کرین - اور خود بہت جلد شام کی حکومت عام کی طرف مدد کے لیے روانہ ہون - خالد بن ولید اپنی عراق کی فوج مثنی ابن حارث کے تحت مین چھوڑ کر خود پندرہ سو سوارون کے ساتھ شام کے مسلمانون کی فوج سے ملنے کو روانہ ہوے جسکی خبر عیسائی شہر بصریٰ کے قریب آتے ہوئی سنی -

اس کتاب کے پڑھنے والے کو یاد ہوگا - کہ یہ شہر بصریٰ شام کی حد پر بڑا تجارتگاہ تھا - جہان سالانہ عرب کے قافلے آیا کرتے تھے - اور حضرت [illegible] نبی خدا نے یہین سرجیس نصرانی (نسطور راہب) سے یہین ملاقات کی تھی - یہ ایک جگہ تھی کہ تجارت کے اسباب سے بھری ہوئی تھی - اور یہان غنیمت کے اسباب ہاتھ لگنے کی زیادہ امید کیجاتی تھی - لیکن بڑی مضبوط دیوارون سے گھرا ہوا تھا اور اسکے رہنے والے بارہ ہزار جنگی آدمی ضرورت کے وقت لا سکتے تھے - شام کی زبان مین اسکے نام ہی سے اسکی مضبوطی معلوم ہوتی ہے - جسکے معنی محفوظ یا سخت کے ہین - اس شہر کے حملہ کے لیے حضرت ابو عبیدہ نے سرجیل بن حسنہ کو دس ہزار سوارون کے ساتھ روانہ کیا - انکے پہونچنے پر رومنس شہر کا حاکم بلا لحاظ جگہ کی مضبوطی اور سپاہیون کی دلیری کے خراج گذاری قبول کرنا - کیونکہ مسلمانون کے واقعات اور دلیری سنکے اسکی ہمت ٹوٹ گئی تھی لیکن اسکے آدمیون نے جو نہایت قوی دل تھے لڑنے پر آمادہ کیا -

حضرت سرجیل نے جب شہر کے قریب پہونچے اللہ تعالیٰ سے فتحیابی کی دعا کی کہ توحید قائم ہو اور مخالفین منتشر ہون - انکی دعا دیر مین قبول ہوتی نظر آئی - کیونکہ لشکر کے بعد لشکر شہر بصریٰ کے دروازے سے نکلے اور مسلمانون پر ہر طرف سے حملہ آور ہوئے اور انکو منتشر کر ڈالا - اور بڑی خونریزی کی - بہت بڑی جماعت عیسے

گھر جانیکے باعث قریب تھا کہ سرجیلؓ واپسی کا حکم دین - کہ ایک بڑے غبار کے ظاہر ہونے سے معلوم ہوا کہ دوسرا لشکر آتا ہے -
زیقین کچھ عرصہ تک متامل رہے - لیکن اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی اور خالدؓ بن الولید کا چیل والا جھنڈا غبار مین دکھائی دیا - خالدؓ بن الولید معہ اپنے سوارون کے میدان جنگ مین غبار مین لپٹے ہوئے آموجود تھے - اپنی معمولی بہادری کے ساتھ دشمنون پر حملہ کیا اور انکو شہر کے اندر ہٹا دیا - اور اپنا جھنڈا زیر دیوار شہر نصب کیا لڑائی ختم ہونے سے سرجیلؓ نے اپنے قدیم دوست خالدؓ کے بغل گیر ہونا چاہا لیکن اُنھون نے ملامت کی - کہ تمکو کیا تخبط ہوا تھا کہ اتنے قلیل آدمیون سے ایسے مضبوط قلعہ پر دھاوا کیا تھا جو اسقدر اسباب جنگ اور فوج سے مہیا ہے سرجیلؓ نے کہا کہ مین نے یہ کام اپنی راے سے نہین کیا - بلکہ ابو عبیدہؓ کے حکم سے کیا - خالدؓ نے کہا کہ ابو عبیدہ لائق آدمی ہین لیکن لڑائی کا حال بہت کم جانتے ہین - شام کی فوج نے فرق دونون سردارون مین دریافت کرلیا - خالدؓ کی سپاہ بسبب ماندگی راہ کے اور لڑائی کے سوچے کھانا کھاکر زمین پر سو رہی - لیکن خالدؓ نہ سوئے - بلکہ نئے دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر رات بھر شہر اور خیمہ کے گرد پھرے - اس خیال سے کہ مبادا دشمن شب خون نہ مارین صبح ہوتے ہی اُنھون نے لشکر کو نماز کے واسطے اُٹھایا - بعضون نے وضو کیا اور بعض نے تیمم - خالدؓ بن الولید نے صبح کی نماز پڑھائی تب ہر شخص نے ہتھیار لیا اور گھوڑے کی طرف بڑھے - کیونکہ بصریٰ کے دروازے سے دشمن نکلتے ہوئے نظر آئے خالدؓ کی آنکھین اُنکو میدان جنگ مین کودتے دیکھکر چمکین اور اُنھون نے کہا کہ کفار ہمکو سفر زدہ اور تھکا ہوا سمجھتے ہین لیکن انشاءاللہ وہ گھبرا جاوینگے لڑائی کے واسطے آگے بڑھو - کیونکہ اللہ کی رحمت میرے ساتھ ہے -

جب فوج ایک دوسرے کے قریب پہونچ گئی۔ روہنس سوار ہوکر آگے بڑھا اور مسلمان سردار سے اکیلے لڑائی چاہی۔ خالد مقابلے کے لیے آگے بڑھے روہنس نے بجاے سیدھا کرنے اپنے نیزے کے صلح کی گفتگو شروع کی۔ اُس نے اظہار کیا کہ ہم دل سے مسلمان ہین۔ اور اپنے آدمیون کو خراج گذاری کی ترغیب دیتے ہین۔ اُسنے اسلام قبول کرنے کا وعدہ کیا۔ اور واپس جاکر شہر کو بشرط حفاظت جان و مال اور آزادی کے مطیع کر دینے کا عہد کیا۔

خالدؓ نے شرائط قبول کیے لیکن کہا کہ ہلکے زخم لگا لو۔ تاکہ اہل شہر کو آمیزش کا گمان نہو روہنس راضی ہوا اور کچھ نشان ہتھیار سے بنا لینا چاہا۔ لیکن خالد نے اپنے سخت ہاتھون سے ایسا مارا کہ اگر ضرب دھار کی جانب سے ہوتا تو دو آدھے کر دیتا۔ روہنس نے کہا آہستہ سے۔ اسی کو تم خفیف زرگری کہتے ہو۔ یا تم ہمکو مار ڈالنا چاہتے ہو۔

خالدؓ نے کہا نہین نہین لیکن زخم ایسا تو ہو کہ سچا معلوم ہو۔

روہنس گر کر چلا کر۔ اور زخمی ہوکر خوشی سے اپنی جان لیکر اپنی فوج مین واپس آیا اُسنے خالد کی طاقت کی نہایت تعریف کی اور اہل شہر کو اطاعت اور صلح کا مشورہ دیا۔ لیکن اُنھون نے اُسکی بزدلی پر ملامت کی اور سرداری سے معطل کرکے اُسکو گھر مین قید کیا۔ اور اُس سردار کو اپنا افسر بنایا جو رومی تائیدی فوج ہرقل کے ساتھ آیا تھا۔

یہ نیا حاکم اپنے لشکر کے آگے بڑھا۔ [illegible] کے واسطے آواز دی۔ عبدالرحمان خلیفہ وقت کے بیٹے جو ہونہار جوان تھے۔ خالد سے دشمن کے مقابلے کے لیے اجازت چاہی۔ اُنکی التجا قبول ہوئی۔ وہ خوب ہتھیار بند ہوکر مقابلے کے واسطے سوار ہوئے۔ لڑائی تھوڑی دیر رہی۔ رومی حاکم نے اُس جوان کی صورت

اُنکی گفتگو - اور ہتھیار بندی دیکھکر خوف کھایا - پہلے ہی زخم مین اُسکے ہوش جاتے رہے - اور گھوڑے کی باگ موڑا اور بھاگنا چاہا - مگر اسکا گھوڑا نہایت تیز تھا - وہ بھاگنے مین کامیاب ہوکر اپنے لشکر مین آپہونچا - لیکن تیز جوان (عبدالرحمن) نے اُسکا پیچھا کیا - اور دہنے بائین تلوار سے کاٹتے ہوئے گھس پڑے -

خالد انکی بہادری سے خوش ہوئے لیکن اس خطرناک حالت مین عام حملہ کا حکم دیا لڑو - لڑو بہشت ہی بہشت ہے - یہ صدا بلند ہوئی - گھوڑے پر گھوڑا آدمی پر آدمی گرا - اس سخت لڑائی کو شہر پناہ کی دیوار کی اوپر سے اہل شہر نے دیکھا اور شہر مین خوف پھیل گیا - عیسائی گرجون مین گھنٹیان بجنے لگین - عورتون اور لڑکون سے رونے اور دعا بدون کے دعا کی آواز ہر گلی مین شہر کے بلند ہوئی - مسلمان بھی لڑائی کے ساتھ دعا کرتے جاتے تھے - آخرش بُصری کا لشکر بھاگا - اور شہر کے دروازے مین شکست خوردہ اور تباہ لوگ واپس گئے - ہرگاہ وہ تھکے ہوئے اور خوف خوردہ اپنے قلعون مین داخل ہوئے - قلعہ کی دیوار پر جھنڈا اُٹھایا گیا - اور بادشاہ ہرقل قیصر روم کے پاس مدد کے واسطے قاصد بھیجے گئے -

رات ہوجانے سے لڑائی کا تماشا بند ہوگیا - زخمیون کی کراہ عورتون اور لڑکون کی رونا شہر بُصری کے ہر گلی مین سُنی جاتی تھی - اور سنتری عرب کے خیمون کے گرد پہرا دیتے تھے -

شہر پناہ کے دروازے کے محاذی مین عبدالرحمن بھی خیمہ زن تھے رات کو شہر کی دیوار کے سایہ مین گھومتے وقت اُنھون نے ایک شخص کو نکلتے ہوئے دیکھا - جو لباس فاخرہ پہنے تھا - جس سے معلوم ہوتا تھا - کہ کوئی معزز آدمی ہے -

عبدالرحمن نے اپنا نیزہ اُسکے سینہ کی طرف بڑھایا - لیکن اُسنے اظہار کیا کہ ہم

روفنس ہین اور خالدؓ بن الولید کے پاس جانا چاہتے ہین۔ خالدؓ کے خیمہ مین
داخل ہوکر اُسنے بیان کیا۔ کہ اہل شہر نے اُسکے ساتھ بدسلوکی کی۔ اور اسکا بدلا
اُنکو ملا۔ اہل شہر نے روفنس کو اُسکے گھر مین قید کیا تھا۔ لیکن وہ گھر شہر پناہ سے
ملا ہوا تھا۔ اُسنے اپنے بیٹون اور نوکرون سے شہر پناہ مین سوراخ کرایا۔ جسمین سے
ہوکر وہ نکل آیا۔ اور جسکے ذریعہ سے چند مسلمان سپاہیون کو داخل کرانا چاہا۔ کہ شہر کا
دروازہ کھول سکین۔

روفنس کی التجا قبول ہوئی۔ اور عبدالرحمن کو اس خوفناک کارروائی کا تعلق
دیا گیا۔ اُنھون نے ایک سو چنے ہوئے آدمی کو اپنے ساتھ لیے۔ اور روفنس
کے ساتھ رات ہی کو اس دیوار کے سوراخ سے روفنس کے مکان مین داخل ہوئے
یہان اُنھون نے کچھ غذا کی۔ اور اپنا لباس بدل کر قلعہ کے سپاہیون کا لباس پہنا
عبدالرحمنؓ نے پچیس پچیس آدمیون کا چار گروہ بنایا۔ تین گروہون کو متفرق
سمت مین روانہ کیا۔ کہ خموشی سے چھپے رہین۔ یہان تک کہ اللہ اکبر کی آواز سنین۔
تب اُنھون نے روفنس سے اُس حاکم کے رہنے کی جگہ دریافت کی جو اُسکے
مقابلہ سے لڑائی کے وقت بھاگا تھا تب وہ اپنے پچیس ہمراہیون کے ساتھ
روفنس کی رہنمائی سے ایک کوچہ مین داخل ہوئے۔ اکثر بدنصیب باشندے بےخبر
کے سو رہے تھے۔ لیکن کبھی کبھی زخمیون کی کراہ اور عورتون کی رونے کی آواز
سُنی جاتی تھی۔ محلسرا کے دروازے پہ پہنچ کر اُنھون نے دروازے کے
محافظ کو تعجب مین ڈالا کہ اُسنے سمجھا کہ دوست ہین اور رومی حاکم کے دروازے
تک پہنچ گئے۔ روفنس پہلے داخل ہوا اور اُسنے آواز دی کہ تمھارا دوست
آیا ہے۔ رومی حاکم نے پوچھا کہ ایسی رات مین اسوقت کون دوست آیا ہے۔ روفنس
نے خوشی سے جواب دیا کہ تمھارا دوست عبدالرحمن آیا ہے کہ تمکو جہنم واصل کرے

وہ رومی حاکم بھاگ چلا کہ عبد الرحمن نے کہا کہ دوبارہ ہم سے کہاں بھاگتا ہے
اور ایک ہاتھ میں دو ٹکڑے کر ڈالا۔ تب اُنھوں نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی
اُنکے ساتھیوں نے بھی دروازے پر یہی صدا پکاری۔ اور دوسرے لوگ جو
متفرق سمت میں تھے اُنھوں نے بھی یہی پکارا اور شہر پناہ کے دروازے
کھول دیے گئے خالد بن الولید اور شرحبیل کا لشکر گھس پڑا۔ اور تمام شہر
میں اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی۔ شہر کے باشندے نیند سے چونک پڑے اور دوڑے
کہ اس صدا کے معنی دریافت کریں۔ لیکن اپنے دروازے ہی پر قتل کیے گئے
سخت خونریزی ہوئی۔ یہانتک کہ امن کی صدا بلند ہوئی۔ تب خالد بن الولید
نے اسلام کے قاعدے کے موافق پناہ دی۔ بعد دور ہونے انتشار کے شہر کے
باشندوں نے شہر میں داخل ہونے کا حال دریافت کیا۔

خالد بن الولید نے روماس کا حال اظہار کرنے میں تامل کیا لیکن اُسنے خود ہی بیان
کیا کہ میں نے تم سے بدلا لیا ہے۔ اور میں نے تمکو اس دنیا میں اور اس جہان میں چھوڑا
میں نے اُس سے انکار کیا جو صلیب پر چڑھایا گیا۔ اور جو اُسکے پوجنے والے ہیں اُن
سے بھی۔ میں اسلام کو از روے مذہب کے پسند کرتا ہوں۔ کعبہ کو قبلہ اور مسلمانوں
کو بھائی مانتا ہوں اور محمد صلعم کو رسول۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و
اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ اسطرح سے پہلے مذہب کو چھوڑ کر اور نئے مذہب میں آکر
اُسنے بصری کو چھوڑا۔ اور خالد نے اُسکو غنیمت کا محافظ مقرر کیا۔

فصل پانچویں

بصری کے قبضہ ہو جانے سے مسلمانوں کی جرأت اور بھی بڑھ گئی اور خالد بن
الولید نے دمشق کی فتحیابی کا ارادہ کیا۔ یہ مشہور اور خوبصورت جگہ کہ مشرقی اطراف
کا نہایت مرصع اور رتبہ کا شہر تھا۔ اور قدیم زمانہ میں بھی شہرت رکھتا تھا نہایت

شاداب اور زرخیز زمین مین واقع تھا جسمین اشجار اور باغات بہت تھے اور من
مین کوہ لبنان کے پہاڑون سے گھرا ہوا تھا۔ ایک دریا جسکا نام گرائی
سوروا ہی یعنی سونے کا دریا اس میدان مین جاری ہی۔ اور نہرون اور نہا
اور چشمون کو اس شہر کے شاداب کرتا ہی۔

اس جگہ کی تجارت سے یہان کی زرخیزی ظاہر ہوتی ہی۔ اور تجارت کا کاروبار
شراب اور ریشم اور اون اور سوکھے میرا اور کشمش اور انجیر اور بے نظیر گلاب اور
خوشبو چیزون مین ہوتا تھا۔ باغات خوشبو پھولون سے بھرے ہوئے تھے اور
دمشق کا گلاب اب بھی دنیا مین مشہور ہی۔ یہ ایک ایسا شہر تھا کہ نایاب شہرون مین
شمار کیا جاتا تھا جسمین قدیم عیش کے سامان موجود تھے۔ ایک مسافر کا بیان ہی کہ
یہان کے ترنج کوسون تک شہر کے گرد ہوا کو معطر کرتے ہین۔ اور یہان انجیر کے
درخت بہت بڑے مقدار کے ہوتے ہین۔ یہان انار اور نارنگی بھی بہت کثرت سے
ہوتی ہین۔ اور پانی کے دھارے ہر طرف بہتے ہین۔ جہان جائیے وہان پانی کا چشمہ
چشمہ یا پر جوش دھارا ہی۔ اور جسطرف جائیے وہان ایک سبزہ زار سے دوسرے سبزہ زار
مین کشتی یا چھوٹے چھوٹے پل سے عبور کرنا ہوتا ہی۔

اسی شہر مین اُس ریشمی چیز کی ایجاد ہوئی جسکو دمشق کہتے ہین۔ اور وہ اسی نام
سے مشہور ہی۔ اور تلوار اور تیغ یہان کی لاثانی صفت کی وجہ سے ضرب المثل ہی۔

جب خالدؓ نے اس بڑے معرکہ کا قصد کیا تو اُنکے پاس پندرہ سو گھوڑ سوار جو
عراق سے ساتھ آئے موجود تھے علاوہ اسکے وہ لشکر بھی تھا جو شرحبیلؓ کے تحت
مین تھا۔ چونکہ اب خالد بن الولید کو شام کے لشکرون کی حکومت عام ملی تھی۔
اسلیے انھون نے ابو عبیدہؓ کو لکھا کہ اپنے سینتیس ہزار آدمیون کے ساتھ دمشق
کی طرف آئیے۔ چنانچہ وہ آئے۔

اہل عرب جو ریگستان کے عادی تھے نہایت تعجب سے دمشق کی زرخیز زمین کو
دیکھتے تھے وہ دریا کے کنارون سے درمیان باغات اور خوشبو میدانون کے گذرے
انکو ایسا معلوم ہوا کہ گویا وہ بہشت موعودہ مین پہونچ گئے - اور جسوقت اُنھون نے دمشق کے
کے میدانون اور مینارون اور برجون کو دیکھا - خوشی کی آواز بلند کی —

اسوقت قیصر ہرقل انطاکیہ مین جو شام کا دار السلطنت تھا موجود تھا جب
اسکو عربون کی دمشق پر حملہ آوری کا حال معلوم ہوا - اُسنے خالد کے لشکر کو صرف
معمولی لٹیرون کی جماعت سمجھا - اور شہر کی حفاظت کا چندان خیال نہین کیا -
کہ یہ شہر اپنی مضبوطی اور لشکر کی کثرت کے واسطے مشہور تھا - اُسنے اسلیے ایک
افسر کو جسکا نام کیلوس تھا پانچہزار آدمیون کے ساتھ شہر کی مدد کے واسطے روانہ کیا
راہ سے گذرنے مین کیلوس نے آدمیون کو قلعون اور برجون مین بھاگتے دیکھا
جب وہ بعلبک پہونچا کچھ عورتین جنکے بال پریشان تھے باتین کرتی ہوئی آگے
آئین - اُنھون نے کہا افسوس عربون نے ملک کو لے لیا - اور کوئی اُنکا مقابلہ
نہ کرسکا - عراق - سکنہ - تدمر - اور بصری اُنکے قبضہ مین ور آیا - اب دمشق
کو کون بچائیگا - کیلوس حملہ آورون کے لشکر کی تعداد دریافت کی - وہ صرف خالد
بن الولید کے لشکر کی تعداد جانتی تھے - اور کہا کہ پندرہ سو گھوڑ سوار ہین - کیلوس
نے خوش ہوکر کہا کہ بہت بہتر - ہم چند روز مین خالد کے سر کو واپس لاوینگے - وہ
قبل پہونچنے مسلمانون کے لشکر کے دمشق پہونچ گیا - اُسنے اپنی حکومت کا فخر کرکے
عزرائیل کو کہ پہلا حاکم قابل سپاہی اور ہر دل عزیز تھا نکال دیا - اسمین اختلاف
ہونے لگا - اور دمشق مین مقابلے کی تیاری ہونے کے بدلے خانہ جنگی شروع ہوگئی
اس اختلاف مین خالد بن الولید کا لشکر تعدادی چالیس ہزار آدمیون کا میدان مین
دکھائی دیا - اس خطرناک حالت مین ان لوگون نے نزاع کو دور کیا - اور دونون

فریقین کے [illegible] آمادہ ہوگئے ـ واسطے مقابلے کے روانہ ہوگئے [illegible] ساتھ لشکر کے [illegible]

لشکر صف آرا ہوئے — خالدؓ بن الولید مسلمانون کے لشکر کے آگے تھے۔ اور اُنکے بھائی ضرار بن الازور اُنکے بغل مین تھے۔ یہ عمدہ عربی گھوڑے پر سوار تھے۔ اور ہاتھ مین برچھا لیے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اچھے سپاہی ہین — خالدؓ نے اُنکے کام کو نمایان کرنا چاہا۔ اسلیے کچھ گھوڑ سوارون کے ساتھ دشمن کی قوت دریافت کرنے کو روانہ کیا۔ اور کہا اے ضرار یہ وقت مردانگی دکھانے کا ہی اور اپنے باپ اور دوسرے شجاعان اسلام کی مثال ظاہر کرنے کا حق بات مین سبقت کرنا اور اللہ تعالے تمھاری مدد کریگا۔

ضرارؓ بن الازور نے اپنا نیزہ سیدھا کیا اور اپنی تھوڑی جماعت کے ساتھ دشمنون کی بھیڑ مین گھس پڑے۔ پہلے ہی حملے مین چار سوارون کو گرایا تب پیادون پر آپڑے اور چھ آدمی کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا۔ اور بہتون کو پامال کیا۔ اور دشمنون مین بڑی انتشار ڈالی۔ عیسائیون نے بہت بڑی تعداد سے رومی قواعد کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ضرارؓ نے تعداد کی زیادتی دیکھکر قاعدہ کے ساتھ واپس آنے مین عرب کی ہوشیاری ظاہر کردی۔ مسلمانون کے لشکر مین اُنکے بخیریت واپس آنے مین بڑی خوشی پیدا ہوئی عبدالرحمنؓ بن ابی بکرؓ نے بھی بڑی بہادری ظاہر کی لیکن اُنکے رسالہ کے مقابلہ کو ایک پیادون کا لشکر آیا۔ جنکے پاس بڑے بڑے بھالے تھے اور پتھر اور ڈھیلون نے دور سے سوار اور گھوڑون کو زخمی کیا۔ وہ بھی حملہ آور خونریزی کرکے واپس آئے — خالدؓ نے بھی اپنے دوستون کی طرح بہادری دکھانا چاہی۔ اور دشمنون کے مقابلہ مین پہونچکر فوراً لڑائی کا آوازہ دیا — دونون عیسائی حکام کے درمیان حد کی کارروائی جاری تھی — عزرائیل نے کیلوس کو کہا کہ تم شہر کی حفاظت کے واسطے بھیجے گئے ہو — جاؤ اور لڑو

کیلوس کا فخر کرنا ختم ہو چکا تھا۔ اور اُسکا قصد ایسے دشمن سے لڑنے کا نہ تھا لیکن
غرور کے باعث انکار بھی نہ کر سکا۔ وہ شکستہ خاطر مقابلے کو آیا اور تھوڑے
ہی عرصہ مین اپنے لشکر کو بھاگ چلا۔ لیکن خالدؓ اُسکے لشکر اور اُسکے درمیان مین
آ گئے۔ تب وہ نا اُمیدی کے ساتھ لڑا۔ اور لڑائی سخت ہوئی۔ یہان تک کہ کیلوس
نے اپنی زرہ سے خون بہتا دیکھا۔ یہ دیکھ کر اُسکا دل چھوٹ گیا۔ اور ضعف
آ گیا۔ تب وہ صرف حملہ کو روکتا رہا۔ حضرت خالد بن الولیدؓ یہ دیکھ کر اُسکے قریب
پہونچ گئے۔ اُسکا نیزہ بائین ہاتھ مین لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے پکڑ کر زین سے
کھینچ لیا۔ اور اُسکو قید کر کے اسلام کے لشکر مین لائے۔ مسلمانون نے خوشی
کی صدا بلند کی۔

پھر دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر خالد بن الولیدؓ نے لڑائی کی تیاری کی۔ ضرارؓ
نے کہا اے دوست کھڑے رہو۔ کسی قدر آرام کر لو۔ اور اب تمھاری جگہ پر مین
جاتا ہون۔ خالدؓ نے کہا اے ضرارؓ جو آج محنت کریگا کل آرام پاویگا بہشت مین
بہت آرام ملیگا۔

جب میدان جنگ مین جاتے تھے کیلوس نے کہا کہ کچھ سن لو اور رومس تراجم ہوا
اُسنے کہا کہ عزرائیل حاکم سابق کے مطیع کرنے کی خوب کوشش کیجیے۔ جسکے مرنے سے
فتحیابی حاصل ہوگی۔

خالد بن الولیدؓ اپنے دشمن سے بھی مشورہ لیتے تھے۔ خاص کر جب وہ خود مشورہ دے
تب وہ سامنے آ گئے۔ اور عزرائیل کا نام لیکر مقابلے کے واسطے طلب کیا۔
وہ فوراً حاضر ہوا۔ خوب مرصع اور ہتھیار بند تھا۔ خالدؓ نے پوچھا کیا تمھارا
نام عزرائیل ہے۔ اُسنے کہا ہمارا نام عزرائیل ہے۔ خالدؓ نے کہا قسم اللہ کی
تمھارا ہمنام تمھاری روح قبض کرنے کو کھڑا ہے۔ تم اُنھون نے لڑائی شروع کی عزرائیل

جانب

نہایت تیز گھوڑے پر سوار تھا۔ مجبور ہو کر اُسنے عرب کے طریق پر مکر کرنا چاہا۔ اور باگ گھوڑے کی چھوڑ دی جس سے معلوم ہو کہ بھاگا جاتا ہے۔ اپنے دشمن سے دور آ کر اور گھوڑے کو تھکا کر وہ پھر پھرا اور خالدؓ پر حملہ آور ہوا۔ خالد اس مکر کو سمجھ گئے۔ اور وہ جب نزدیک آیا گھوڑے سے آہستہ اُتر پڑے اور دشمن کے گھوڑے کے پانوں میں ایسا مارا کہ وہ گر پڑا اور سوار کو قید کر لیا۔ خالدؓ بن الولید میں بوجہ سخت بہادری کے کافرون پر [illegible] انھون نے عزرائیل کی بہادری کی تعریف کی لیکن اُسکے کفر سے متنفر تھے۔ انھون نے دونون کیلوس اور عزرائیل کو مقابل کیا۔ اور اسلام قبول کرنے کو کہا۔ انکار کرنے پر دونون کا سر کاٹ لیا گیا۔ اور شہر کی دیوارون پر اہل شہر کے ڈرانے کو پھینکا گیا۔

فصل چھٹی

دونون حکام کے ضائع ہونے سے بڑی مشکل میں تھے اور گھبرا گئے تھے اور قلعہ کا لشکر روز بروز کم ہوتا گیا۔ کیونکہ بڑے بڑے دلیر اس لڑائی میں مارے گئے۔ آخرش سپاہیون نے حملہ کرنا چھوڑ دیا۔ خالدؓ بن الولید مع آدھے لشکر کے پورب طرف شہر پناہ کی دیوار کے قریب آ گئے۔ ہمگاہ دوسرے آدھے لشکر کے ساتھ ابو عبیدہ پچھم کی جانب رہے۔ باشندون نے خالدؓ کو ہزار اشرفی اور دو سو دمشق کی عبا کی لالچ دی کہ وہ اپنا محاصرہ اٹھا لیں لیکن انھون نے جواب دیا کہ اسلام لاؤ یا جزیہ دو۔ جب اہل عرب اس طرح شہر کے گرد محاصرہ کیے پڑے تھے ایک نہایت خوشی کی آواز شہر کے اندر سے سُنی گئی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ انکو خبر ملی ہے۔ کہ بہت بڑا لشکر اُنکی خلاصی کے لیے آ رہا ہے۔ فی الحقیقت محصورین نے ایک رات کو ایک شخص کو دیوار سے اُتار دیا تھا اور اپنی خطرناک حالت کی خبر قیصر ہرقل کو جو انطاکیہ میں تھا کہلا بھیجی تھی اور مدد

التجا کی تھی۔ ہرقل اس مرتبہ اصلی حالت سے مطلع ہوا۔ اور ایک لاکھ آدمی وردان کے تحت مین کہ حمص کا سردار اور نہایت تجربہ کار جنیل تھا روانہ کیا۔

خالدؓ بن الولید دشمن کے مقابلہ کے واسطے فوراً ہی روانہ ہوئے۔ کیونکہ یہ خیال ہوا کہ اتنا بڑا لشکر اکٹھا نہین آتا ہوگا۔ اور جدا جدا شکست کھا سکیگا لیکن بردبار ابو عبیدہؓ نے مشورہ دیا کہ محاصرہ جاری رہے۔ اور کوئی لائق افسر کسی قدر لشکر کے ساتھ روانہ کیا جاے۔ کہ بڑھتے ہوے لشکر کو روکے۔ اُنکا مشورہ اختیار کیا گیا۔ اور ضرارؓ اس کام کے واسطے چنے گئے۔ وہ دلیر افسر کتنے ہی مختصر لشکر کے ساتھ دشمن پر حملہ آوری کے لیے آمادہ تھے۔ لیکن خالدؓ نے اُنکو نصیحت کی کہ ہم لوگ اسلام کے واسطے لڑتے ہین نہ یہ کہ اپنے کو ہلاکت مین ڈالین۔ اُنھون نے اسلیے ایک ہزار گھوڑے سوار چُنے کہ دشمن کے بازو کو بڑھنے سے روکین۔ ضرارؓ کے جلدباز ساتھی بہت جلد وردان کے لشکر عظیم کے مقابل مین آگئے۔ جو آہستہ آہستہ آتا تھا۔ وہ فقط دشمن کے ڈرانے کے لیے بھیجے گئے تھے لیکن ضرارؓ کی بہادری نے جوش مارا۔ اور اُنھون نے قسم کھائی کہ بغیر سخت لڑائی کے ایک قدم پیچھے نہ ہٹینگے۔ اُنکی مدد مین رافع ابن عمیرہ بھی تھے جنھون نے کہا کہ تھوڑے مسلمان کافرون کے بڑے لشکر کو شکست دینے کو کافی ہین لڑائی کی آواز دی گئی۔ ضرارؓ نے چُنے ہوئے آدمیون کے دشمن کے وسط پر حملہ کیا۔ اور تلاش مین تھے کہ امیر لشکر کو گرفتار کرین جسکو محافظین سے گھرا ہوا دیکھا۔ ایک حملہ مین اُنھون نے اُس افسر کے دہنے بازو کے آدمی کو مار ڈالا۔ اور تب نشان والے کو کئی شخص ضرارؓ کے پیروان سے جھنڈا لینے کو بڑھے۔ یہ ایک صلیب تھا کہ جواہرات سے مرصع تھا۔ اُسکے لینے کو جو بڑھتا مارا جاتا۔ آخرش مسلمانون نے کامیابی کے ساتھ اُسکو لے لیا۔ لیکن ضرارؓ کو ایک زخم وردان کے بیٹے کے برچھے کا لگا۔ اسپر اُنھون نے پھر کر اپنا نیزہ اُس جوان کے بدن میں پار کیا لیکن کھینچنے میں نیزے کا

لوہا ٹوٹ گیا۔ اور وہ اسطرح سے بے ہتھیار ہوگئے کچھ عرصہ تک ضرار نے صرف نیزہ سے روکا لیکن جب بہت دشمن اُنپر لپٹ پڑے تو گرفتار ہوگئے مسلمان اُنکے خلاصی کے واسطے نہایت دلیری سے لڑے۔ لیکن بیکار تھا۔ کفار اُنکو میدان جنگ سے لے بھاگے مسلمانون کے پانون اُٹھ جانے لیکن رفیعؓ نے پکارا کہ جو بھاگیگا وہ اللہ اور اسکے رسول سے بھاگتا ہے۔ اگرچہ تمھارا سردار تم مین نرہا لیکن اللہ زندہ ہے اور تمھارے کامون کو دیکھتا ہے۔

رفیع نے دشمن پر پھر بھی حملہ کیا۔ اور اپنی جگہ پر قائم تھے۔ لیکن وہ دن اُنکے خلاف تھا۔ اُنپر دس گونہ آدمی حملہ آور تھے۔ اور شاید سب مارے جاتے۔ اگر ایسی مشکل وقت مین خالدؓ اپنے اکثر لشکر کے ساتھ نہ آپہونچتے۔ جنکے پاس ایک تیز گھوڑے سوار ضرارؓ کی گرفتاری کی خبر لیکر گیا تھا۔

اس خبر کے سُننے سے بھی خالدؓ صلح کی گفتگو مین مصروف نہوئے بلکہ دشمن کے جھنڈ مین گھس پڑے۔ جہان بہت جھنڈے دیکھے سمجھے کہ شاید ضرارؓ قید مین وہین ہون۔ لیکن جسطرف گئے اُس طرف راہ کی مگر ضرار کو نہ پایا۔ آخرش ایک قیدی نے خبر دی کہ وہ حمص بھیجے گئے۔ خالدؓ نے فوراً رفیعؓ ابن عمیرہ کو ایکسو سوارون کے ساتھ روانہ کیا۔ اُنھون نے فوراً محافظین کو پالیا۔ اُنپر حملہ کیا۔ اور اکثر کو مار ڈالا۔ اور بقیہ ضرارؓ کو چھوڑ کر بھاگے۔

اُسوقت تک کہ رفیعؓ اور ضرارؓ اسلام کے لشکر سے آملے۔ خالدؓ نے کل ورдان کے لشکر کو شکست دی۔ اس طرح ایک لاکھ آدمیون نے اپنے تیسرے حصے سے کم سے شکست اُٹھائی۔ ہزارون مغروری مارے گئے۔ اور بہت سا غنیمت اور خزانہ اور ہتھیار اور اسباب اور گھوڑے مع خیمہ جات مسلمانون کے ہاتھ آئے۔ خالدؓ مع لشکر دمشق کے محاصرہ کو پھر واپس آگئے۔

فصل ستانوین

وردان اور اسکے قوی لشکر کی شکست کی خبر سنکر قیصر ہرقل اپنے انطاکیہ کے محل مین ملک شام کے استحفاظ کی نسبت کانپ گیا۔ فوراً ہی ایک دوسرا لشکر ستر ہزار آدمی کا قائم کیا۔ اور پھر وردان کے تحت مین اجنادائن کی طرف واسطے خلاصی دمشق کے روانہ کیا۔ کہ عربون پہ حملہ آور ہون کہ انکی تعداد ان لڑائیون مین کم ہوئی ہوگی۔

خالد نے ابوعبیدہ سے مشورہ کیا کہ اس طوفان سے بچنے کے لیے کیا کرنا چاہیے یہ رائے قرار پائی کہ دمشق کا محاصرہ اٹھا لیا جائے اور دشمنون سے اجنادائن مین مقابلہ کیا جائے۔ خالد کو اپنا لشکر ناکامی معلوم ہوا۔ اسلیے اپنے ماتحت جرنیلون کے پاس خطوط لکھے کہ فوراً چلے آوین۔ خط کا مضمون درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم من جانب خالد بن الولید بنام عمرو بن العاص۔ اے برادران اسلام ہم ستر ہزار یونانی و رومی کے مقابلے کو جاتے ہین کہ وہ اجنادائن مین ہین۔ تم بھی مع اپنے لشکر کے وہین آؤ۔ اور ہمکو وہان پاؤگے۔ یہ پیغام بھیجکر انھون نے اپنا خیمہ اکھاڑا اور دمشق کا محاصرہ اٹھا کر اجنادائن کو روانہ ہوگئے۔ خالد ابوعبیدہ کو آگے روانہ کرتے لیکن انھون نے یہ کہکر کہ آپ سردار ہین۔ یہ جگہ آپ کو زیبا ہے۔ انکار کیا۔ اور لشکر کے پیچھے جہان اسباب اور عورتین تھین رہنا قبول کیا۔

جب دمشق کے قلعہ کے لشکر نے دیکھا کہ انکے دشمن واپس جاتے ہین۔ انھون نے زیر حکومت دونون بھائی اور رئیس پیٹر اور پال کے حملہ کیا۔ پیٹر کے ساتھ دس ہزار پیادہ تھے اور پال کے ساتھ چھ ہزار سوار۔ پال مسلمانون کے پچھلے لشکر پر آپڑا۔ اور درمیان مین گھس کر لشکر کو مار اور پامال کر ڈالا

ہرگاہ پطیر نے اپنے پیادون کے ساتھ خیمے اور اسباب کو لوٹا۔ اور عورتون کو قید کر لیا
اور دمشق کو واپس آیا۔ جب یہ خبر خالدؓ کو آگے ملی۔ اُنھون نے ضرارؓ
و عبد الرحمن و رافع ابن عمیرہ کو دو دو سو سوارون کے ساتھ روانہ کیا۔ اور خود
اصل لشکر کے ساتھ آئے۔ ضرارؓ اور اُنکے ساتھیون کے آنے سے لڑائی کی حالت
بدل گئی۔ پال اور اُسکے ساتھی قتل کے ساتھ شکست دیے گئے۔ ایسا کہ چھ ہزار
سوار و تیمین سے بہت کم دمشق کو واپس پہنچے اور پال گھوڑے سے گر کر بھاگنا
چاہتا تھا کہ گرفتار ہو گیا۔ لیکن کامیاب مسلمانون کی خوشی یہ سُنکر کہ انکی عورتین دشمن
کے ہاتھ مین گرفتار ہین جاتی رہی اور ضرارؓ یہ سنکر اور بھی مغموم ہوئے کہ انکی بہن
قائلہ بھی گرفتار ہو گئین ہین۔ اس عرصہ مین پطیرا اور اسکا لشکر مع اسباب غنیمت
دمشق کے واپس جانے مین درخت کے سایہ مین ٹھہر گئے۔ اور تازگی لینے لگے
قائلہ منجملہ غنیمت کے پطیر کے حصے مین پڑین۔ تقسیم ٹھہرا کر وہ لوگ اپنے اپنے خیمون مین
پہونچے اور عورتون کو اسباب کے پاس چھوڑ دیا۔

قائلہ نہایت لائق اور دلیر مثل اپنے بھائی کے تھین۔ بجاے رونے کے اُنھون نے
اپنے ساتھیون کو ملامت کی۔ اُنھون نے کہا کہ ہم شجاعان عرب [illegible] اور محمد صلعم
کی اُمت ہو کر ان جنگلی بت پرستون کی اطاعت کیون کرین ہمکو بہت جلد مرنا چاہیے
اُنکے ساتھیون مین حمصر قوم کی اور حمیاز قوم کی عورتین بھی تھین جو بچپن سے
گھوڑے پر چڑھنے اور نیزہ لگانے کی عادی ہوتی ہین۔ انکو قائلہ کے اس کلام سے
جرأت ہوئی۔ اُنھون نے کہا ہم کیا کر سکتے ہین ہمارے پاس نہ نیزہ ہے نہ تلوار۔
قائلہ نے کہا ہم لوگ خیمہ کے بانس سے ہتھیار بند ہون اور اپنی حفاظت کرین
یہان تک کہ ہلاک ہو جاوین۔ اللہ ہمکو بچاوے۔ ورنہ مر جانا بہتر ہے کہ آرام سے رہنے کے
اور کوئی دھبا ہمارے ماتھے پر نہ آویگا۔ انکی یہ باتین سنکر ایک قوی عورت نے بھی جسکا نام

عظیم الشان تھا کی۔ بس اُسکی آخرش سب عورتون نے تعمیل کی اور خیمہ کے بانس سے مسلح ہوگئین۔ اور قائلہ نے سبکو ایک دوسرے سے بغلگیر کرکے دائرے کی شکل مین قائم کیا اُنھون نے کہا مضبوطی سے کھڑی رہو اور سبکو اپنے درمیان مین مت آنے دو اسپر حملہ آور ہو کاوار، وکو اور اُنکے سر پر مارو۔ اس درمیان مین ایک یونانی سپاہی جو قریب آیا اُسکو قائلہ نے ایسا مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا۔ اور گر پڑا۔ شور ہونے سے خیمہ والے نکل پڑے اور اُنھون نے عورتون کو گھیر لیا اور اُنپر نرمی سے غالب آنا چاہا۔ لیکن جو شخص اُنکی ضرب کے اندر پہونچتا وہ پڑا اُٹھتا تھا۔ کفار بن نے بہت سمجھایا لیکن عورتون نے ایک نہ سُنا تب پیٹر نے اپنے سپاہیون کو تلوار لینے کا حکم دیا۔ اور عورتون کی جماعت فوراً قتل ہو جاتی لیکن خالدؓ اور ضرارؓ کے اپنے رسالے کی پشت پر آنے دیکھتے ہی پیٹر کے ہوش جاتے رہے۔ اُسنے عورتون پر حملہ کرنے سے سپاہیون کو باز رکھا اور کہا ہمارے بھی جورو اور عورتین ہین اور ہم تمھاری بہادری کی عزت کرتے ہین۔ تم اپنے ملک کو جاؤ۔

پیٹر نے اپنے گھوڑے کو پھیرا لیکن قائلہ نے گھوڑے کا پاؤن توڑ ڈالا۔ اور اُسکو زمین پر گرا دیا۔ اور ضرارؓ نے جون ہی وہ زمین پر گرا پہونچکر ایسا بھالا مارا کہ اُٹھ نہ سکا۔ اور اُسکا سر کاٹ کر نیزے پر بلند کیا۔ اسپر ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین دشمنون کو شکست ہوئی۔ اور اُنکا تعاقب دمشق کے دروازے تک کیا گیا۔ اور بہت غنیمت گھوڑون اور ہتھیار کا ہاتھ آیا۔

لڑائی ختم ہو جانے پر پال قیدی خالدؓ کے سامنے لایا گیا اور اسکو اُسکے بھائی کا سر دکھایا گیا اور کہا گیا کہ تم اسلام قبول کروگے یا تمھارا بھی یہی حال کیا جائے وہ بہت رویا اور کہا کہ اپنے بھائی کے مرنے کے بعد جینا ناگوار ہے

چنانچہ خالد کے حکم سے اسکا بھی سر کاٹا گیا۔
اب مسلمانوں کا لشکر اپنے قدیم خیمے میں جہاں ابوعبیدہ نے مفروریوں کو فراہم اور اپنے کو مورچہ بند کیا تھا واپس آیا۔ یہاں مسلمانوں نے کسی قدر آرام کیا۔

فصل

وردان کا یہ لشکر اگرچہ ستر ہزار آدمی ... تھے۔ وہ اجنادین میں مقیم تھے۔ اور اکثر لوگ شاہی خیمہ کے مرصع ہونے کی بڑی تعریف لکھتے ہیں۔ اور چمکیلے سپاہی اور چمکتے ہوئے ہتھیار اور تلوار اور نیزے کی بھی ہر گاہ کفار کا لشکر اس طرح مقیم تھا۔ ایک روز وردان ہر طرف سے غبار اٹھتے ہوئے دیکھکر نہایت متعجب ہوا جسمیں ہتھیاروں کی چمک اور باجے کی آواز معلوم ہوتی تھی یہ وہی لشکر تھا جسکو خالد نے خط لکھکر طلب کیا تھا اور سب کا ایک وقت معلوم پر پہنچنا کرامت سمجھا گیا۔

مسلمانوں کو پہلے دشمنوں کی تعداد دیکھکر کسی قدر خوف ہوا لیکن خالد نے انکو جرأت دی اور کہا کہ یہ آخری مرتبہ ہے کہ دشمن اسقدر جمع ہوئے ہیں اس بار اس لشکر کے شکست کھانے پر پھر کوئی لشکر نہ آویگا۔ اور کل شام کا ملک ہمارا ہو جائیگا
فریقین تمام رات ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے اور صبح ہوتے ہی لشکر صفوں میں آراستہ ہوا۔ خالد نے پوچھا کہ کون آدمی دشمن کے قریب جائیگا اور اسکی تعداد کا اصل حال لائیگا۔ ضرار آگے بڑھکر اس کام کے واسطے آمادہ ہوئے خالد نے کہا جاؤ۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ لیکن ہم تمکو نصیحت کرتے ہیں کہ بغیر اشتعال کے وار نکرنا۔ اور اپنے کو خطرے میں نہ ڈالنا۔
جب وردان نے ایک تنہا سوار کو اپنے لشکر کے پاس دیکھا۔ اسنے تیس سوار انکی گرفتاری کو بھیجا۔

ضرارؓ انکے آگے سے بھاگے یہان تک کہ وہ پیچھا کرتے کرتے مین لشکر سے بہت دور ہوگئے
تب ضرارؓ نے منھ موڑا اور یکے بعد دیگرے سب سے مقابلہ کیا۔ اور نیزہ چلایا یہان تک
تک کہ انھون نے سترہ آدمیون کو مار ڈالا اور گھوڑے سے اُتار دیا۔ اور
اسی طرح اورون کو ڈراتے بحفاظت تمام اپنے لشکر مین واپس آئے۔ خالدؓ نے
ضرارؓ کو حکم کی نافرمانی پر ملامت کی۔ ضرارؓ نے جواب دیا کہ ہم نے لڑائی نہین
چاہی تھی لیکن دشمن ہم پر آپڑے اور ہم ڈرے کہ اگر اللہ ہمکو پیٹھ پھیرے
دیکھے گا تو ناراض ہوگا۔ اللہ نے بیشک ہماری مدد کی اور اگر آپ کا حکم
ہوتا تو ہم لڑائی سے باز نہ آتے۔ دشمن کی تعداد اور جگہ کا حال ضرارؓ سے
دریافت کرکے خالدؓ نے اپنا لشکر اسکے موافق درست کیا۔ انھون نے
دہنے بازو کی حکومت معاذؓ کو دی۔ اور بائین بازو کی حکومت
سعد ابن ابی وقاص اور شرحبیل کو۔ اور وسط لشکر کو اپنے تحت مین رکھا
اور عمروؓ اور عبدالرحمنؓ اور ضرارؓ اور قیسؓ اور ربیعؓ وغیرہ مشہور لوگون کو اپنے
ساتھ لیا۔ چار ہزار آدمیون کو سارا عورتون اور اسباب کی حفاظت کے لیے یزید بن
ابی سفیان کے ساتھ تھا۔

لیکن اس لڑائی مین صرف مرد ہی آمادہ نہ تھے بلکہ عورتین بھی۔ قائلہ اور عفیرہ نے
حال کی کامیابی پر خوشدل ہوکر اسکے ہتھیار بند کیا اور لڑائی مین شریک ہونا چاہا
تعریف کی اور انکو دو گروہ مین تقسیم کیا۔ ایک کا سردار
قائلہ کو بنایا اور دوسرے کا عفیرہ کو۔ اور کہا کہ علاوہ اسکے کہ اپنی حفاظت کرو
جو تمھارے مردون مین سے منھ موڑے اور بھاگنا چاہے اسکو مار ڈالو تاکہ تنبیہ
ہے آخرش خالد گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور سب کو دیکھتے اور جرأت دیتے
اور کہتے کہ آخری وقت تک لڑو تا آنکہ گئے لڑائی کی صدا فریقین سے بلند ہوئی

عیسائیون نے کہا مسیح اور اسکا دین - اور مسلمانون نے کہا لا اِلٰہ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ -

قبل اسکے کہ لشکر کارزار مین مصروف ہو - ایک ضعیف آدمی عیسائیون مین سے آگے آیا اور خالدؓ کے پاس آکر پوچھا - کہ کیا تم ہی سردار ہو - خالدؓ نے جواب دیا کہ ہان - اُسنے کہا کہ تم بلا اشتعال عیسائیون کے ملک پر حملہ کرنے کو آئے ہو دوسرون نے تمھارے پہلے جو ایسا کیا ہے - اُنکو بجاے فتح کے اس زمین مین قبر میسر ہوئی - اس غنیم کی طرف دیکھو کہ کتنے ہین اور کس طرح آراستہ ہین تم سے بہت زیادہ ہین اور بہتر قاعدہ دان ہین کیون انسے لڑتے ہو جسمین تمھاری شکست اور خونریزی ہو - بہتر ہے صلح کے ساتھ واپس جاؤ - اگر تم ایسا کروگے تو ہمکو اختیار حاصل ہے - کہ تمھاری ہر سپاہ کو ایک جوڑا کپڑا ایک پگڑی اور ایک اشرفی دین اور تمھارے لیے سو جوڑے اور دس ریشمی عبا اور سو اشرفی اور تمھارے خلیفہ کے لیے ہزار اشرفی اور ایکسو عبا -

خالدؓ نے جواب دیا کہ ایک حصہ اُس چیز کا جسکو ہم پورا لینا چاہتے ہیں تم پیش کرتے ہو تمھارے لیے تین شرطین ہین - اسلام قبول کرو - خواہ جزیہ دو - خواہ لڑو -

اس جواب سے وہ ضعیف عیسائی اپنے لشکر مین واپس گیا -

خالدؓ بن الولید کو حملہ آوری مین کسی قدر تامل تھا - اُنھون نے کہا ہماری تعداد سے دشمن کی تعداد دونی ہے - ہم لوگ خاموش رہین یہان تک کہ رات آجاے کیونکہ یہی وقت پیغمبر برحق کی کامیابی کا تھا - دشمنون نے اپنے ارمنی تیرانداز کو آگے کیا جس سے کئی مسلمان زخمی ہوئے اور شہید ہوئے - تب بھی خالدؓ نے اپنے لشکر کو جگہ سے ہلنے نہ دیا - آخر شرحبیل ضرارؓ نے حملہ کی اجازت چاہی - اور اپنے لشکر سے نکلکر تیزی کے ساتھ تیر آتے ہوے غنیم کا نیزے لگے لیکن اُنکو بیہودہ دھوکہ دیتے تھے

اور ضرار کی مدد کو بھی لشکر آیا - فریقین کے بہت آدمی مارے گئے لیکن فتح مسلمانوں کو نمایاں ہوئی - قریب تھا کہ لڑائی عام ہو جاوے - کہ ایک آدمی سوار فوج سے آگے بڑھا - اور دریافت کیا کہ مسلمانوں کا کون سردار ہے - خالدؓ نے یہ خیال کر کے کہ مقابلہ کو آیا ہے نیزہ سیدھا کیا - وہ چلایا کہ ہم پر نیزہ نہ چلائیے ہم ایلچی ہیں اور صلح کا پیغام لائے ہیں -

خالدؓ نے آہستہ سے اپنا گھوڑا پھیرا اور اپنا نیزہ گرا دیا اور کہا کہ کہو لیکن جھوٹ مت بولو - اُسنے کہا ہم سچ کہینگے لیکن سچ کہنے میں ہماری جان کا خطرہ ہے - پہلے ہماری اور ہمارے خاندان کی حفاظت کا وعدہ کیجیے یہ وعدہ لیکر قاصد جسکا نام داؤد (ڈیوڈ) تھا آگے آیا - اور بولا کہ وردان نے ہمکو بھیجا ہے - کہ لڑائی موقوف رہے اور دلیروں کی خونریزی بند کیجاوے - اور یہ کہ تم وردان سے سویرے ملاقات کرو یہی میرا پیغام ہے لیکن ای خالدؓ اسمیں کچھ فریب ہے - دس چُنے ہوئے آدمی خوب ہتھیار بند رات کو ملاقات کی جگہ میں چھپے رہینگے - کہ تمکو مار ڈالیں یا گرفتار کرلیں - تب اُسنے پھرنے کی جگہ وغیرہ بیان کی - خالدؓ نے کہا بس کرو - وردان کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہمکو ملاقات کرنا منظور ہے -

مسلمانوں کو واپسی کا حکم سُنکر تعجب ہوا کیونکہ قریب تھا کہ انکو فتح حاصل ہو وہ جبراً میدان جنگ سے واپس آئے - اور ابو عبیدہؓ اور ضرار نے پوچھا کہ اسمیں کیا بھید تھا - خالدؓ نے کل حالات اُنسے کہے اور کہا کہ میں اکیلے کل جاؤنگا اور سب کا سر لاؤنگا - ابو عبیدہؓ نے اس خطرہ میں پڑ لینے سے انھیں روکا - اور کہا کہ دس آدمیوں کے لیے دس آدمی ساتھ لینا چاہیے - ضرار نے کہا کہ ان مکاروں کی سزا کل کیوں ہو آج ہی ہونا چاہیے - دس آدمی ہمکو دو ہم انکے مکر کو الٹ دیتے ہیں - اجازت لیکر انھوں نے دس آدمی متحمل اور دلیر چنے اور مقررہ جگہ پہ چلے

جب نزدیک پہنچے۔ ضرارؓ نے اپنے ساتھیون کو ٹھیرایا اور اپنا کپڑا اُتار ڈالا کہ
کپڑے کی کھڑکھڑاہٹ نہو۔ اور ننگی تلوار لیے اُس جگہ کو چلے۔ یہان پر
اُنھون نے آدمیون کو سوتے ہوئے دیکھا۔ کہ اپنی اپنی تلوار سرتلے رکھے
سوتے ہین ضرارؓ اپنے آدمیون کے پاس واپس آئے۔ اور ایک ایک آدمی
پر ایک ایک کو تعینات کیا۔ سب ایک ہی وار مین سب مارے گئے۔
تب اُنھون نے مُردون کو گھسیٹ کر پھنکوا دیا۔ اور خود اُنکا لباس پہن لیا۔
اور وقت معینہ کے منتظر رہے۔

صبح ہوتے ہی دونون طرف کے لشکر صفون مین آراستہ ہوئے۔ اور اپنے
افسرون کی گفتگو کے منتظر رہے۔ وردان ایک سفید خچر پر سوار ہوا اور
مرصع کپڑے پہنے تھا سونے کی زنجیر اور جواہر [illegible]۔ خالدؓ زرد ریشمی
عبا اور سبز عمامہ باندھے تھے۔ وہ وردان کی ملاقات کی جگہ مین گئے تب فرش
پر بیٹھ گئے اور صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ دونون [illegible] کا کلام مختصر اور فخر آمیز تھے۔
کیونکہ ہر شخص اپنے کو دوسرے سے [illegible] سمجھتا تھا۔ وردان نے کہا کہ مسلمان
لوٹیرے ہین اور مال کے واسطے اس زرخیز زمین پر حملہ کرتے ہین۔ اور ہم لوگ
مالدار ہین اور صلح چاہتے ہین۔ تم کہو کیا چاہتے ہو۔

خالدؓ نے جواب دیا کہ اے کافر ہم لوگون کو غریب اور بھیک منگا سمجھتا ہی اللہ تعالے
ہمکو دیتا ہی۔ تو ایک حصہ اس چیز کا ہمکو دیتا ہی جو کل [illegible] ہے اگر تم صلح چاہتے ہو
تو ہماری تین شرط ہین۔ ایمان لاؤ۔ خواہ جزیہ دو۔ خواہ لڑو۔ کیا تم اس سے
انکار کرتے ہو۔ کیون ہمکو بلایا۔ کل [illegible] معلوم ہوتی تھی۔ کیا تم [illegible] ہو یا
لڑا چاہتے ہو تو آؤ ہمارے ہتھیار اسکا فیصلہ کر دینگے۔ یہ کہکر وہ کھڑے
ہوگئے۔ وردان بھی کھڑا ہوا اور مدد کے منتظر رہکر تلوار [illegible] نکالی تھی۔

کہ خالدؓ نے اُسکا گلا پکڑ لیا۔ اسپر اُسنے اپنے آدمیون کو پکارا۔ مسلمان یونانی لباس پہنے نکل آئے۔ وردان نے کچھ عرصہ تک سمجھا۔ کہ ہم محفوظ ہین جب وہ نزدیک پہونچا تو اُسنے اپنی غلطی دریافت کی۔ اضرار کو دیکھکر ڈرا اور پکارا کہ رحم کرو رحم کرو خالدؓ نے جواب دیا کہ اُسکے لیے رحم نہین جسکو ایمان نہین۔ تمھاری زبان پر صلح اور دلمین فساد تھا۔ تمھارا قصور تمھارے سر پر ہوگا۔ جون ہی حکم دیا کہ ضرارؓ نے فوراً سر کاٹ ڈالا۔ اور نیزہ پر بلند کرکے اُن آدمیون نے جنھون نے یونانی لباس پہنا تھا دشمن کے لشکر کی طرف پھینکا۔ جنھون نے خالدؓ کا سر سمجھکر خوشی کی صدا بلند کی۔ جب انھون نے اچھی طرح دیکھا کہ وردان کا سر ہے اُنمین انتشار آگیا۔ خالدؓ نے اُنکو انتشار سے نکلنے نہ دیا۔ بلکہ عام حملہ کا حکم دیا قیصر کے لشکر کو شکست ہوئی۔ اور اُنکے سپاہی ہزیمت سے فرار ہوئے کچھ قیصریہ کی جانب کچھ دمشق کی طرف اور کچھ لوگ انطاکیہ مین پہونچے۔ بہت غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئی سونے اور چاندی کی صلیب جواہرات سے مرصع سونے کی زنجیر قیمتی گلوبند۔ زیور۔ ریشمی عبائین ہتھیار اور ہر قسم کے اوزار اور بہت جھنڈے۔ لیکن خالدؓ نے تا قبضۂ دمشق تقسیم ہونے سے باز رکھا۔

اس بڑی فتحیابی کی خبر مدینہ کو خلیفۂ وقت کے پاس اُنکے عزیز اور بہادر بیٹے عبدالرحمن کے ذریعہ سے روانہ کی گئی۔ یہ سُنکر حضرت ابوبکرؓ نے سجدہ کیا اور اللہ کا شکر بجا لائے۔ یہ خبر تمام عرب مین شائع ہوئی۔ تمام کی سپاہ جمع ہو گئی خاص کر مکی۔ چونکہ اب فتح نمایان ہوئی اور بہت غنیمت ہاتھ آئی بسبب اسلام کے کام مین جانفشانی کے واسطے حاضر ہوئے۔

حضرت ابوبکرؓ نے لوگون کی استدعا قبول کرنا چاہا لیکن حضرت عمرؓ سے مشورہ لینے پر انھون نے عذر کیا۔ آپ نے فرمایا اکثر انہین کے وہ ہین جو اب ہماری

کامیابی پر ہمسے ملنے کے خواہشمند ہین - اور سابق مین جب ہم قلیل اور ضعیف تھے -
ہمکو تباہ کرنا چاہتے تھے -
اسلام کا چندان پرواہ نہین کرتے ملک شام کے زرخیز ملک کو لوٹنا چاہتے ہین اور دمشق
کی غنیمت کا حصہ لینا چاہتے ہین - انکو لشکر مین مت بھیجو کہ فتنہ اور فساد ڈالینگے
جنھون نے کام شروع کیا ہے وہی لوگ انجام کے لیے کافی ہین - جنھون نے
کامیابی حاصل کی ہے انھین کو غنیمت سے بہرہ ور ہونا چاہیے اس مشورہ پر حضرت
ابوبکر نے سائلون کی استدعا نامنظور کی - اسپر مکہ کے باشندون نے خاص کر
اہل قریش نے ابوسفیان کو سردار کرکے خلیفہ وقت کے پاس التجا کے
لیے بھیجا - انھون نے کہا کہ میری التجا کیون نہین قبول کیجاتی ہے - یہ درست ہے
کہ ایام جہالت مین ہمنے اصحاب رسول اللہ صلعم کے ساتھ لڑائی کی - اس خیال سے
کہ ہم راستی پر نہین - اللہ تعالی اسنے ہم پر ایمان کی روشنی پھیلائی - ہمنے اپنے غلط خیال
پر آگاہی پائی - ہم ازروے اسلام کے تمھارے بھائی ہین - اور ایک خون ہین
اور اسی سبب سے تمھارے حال کے شریک ہوکر دشمن سے لڑا چاہتے ہین
ہمارے دل مین حسد اور عداوت نہین ہونی چاہیے - ان باتون سے خلیفہ وقت
کے دل مین رحم آیا - انھون نے حضرت علیؑ اور عمرؓ سے مشورہ لیا اور یہ بات
طے پائی - کہ قوم قریش کو لشکر مین شریک ہونے کی اجازت دی جاے - ابوبکرؓ
نے اسلیے خالد کو انکی کامیابی پر مبارکباد دی - اور لکھا کہ ایک بڑا امدادی
لشکر ابوسفیان کے تحت مین جاتا ہے - اس خط پر انھون نے رسول اللہ صلعم
کی مہر ثبت کی - اور اپنے بیٹے عبدالرحمن کی معرفت روانہ کیا -

فصل نوین

اجنادین کے مفروریون نے دمشق مین شاہی لشکر کی شکست کی خبر پہونچائی

اور یہ کہ آخری مدد کی امید قطع ہوئی۔ شہر کے باشندون مین بڑی گھبراہٹ ہوئی
تاہم وہ بہادری اور مایوسی کے ساتھ استحفاظ کی کارروائی مین مصروف رہے —
عیسائیون نے قلعہ کے لشکر کو کئی ہزار سے مدد دی — نیو استحکام جلدی سے
تیار کی گئی - دیوارون پہ انجن ڈھیلے اور تھر پھینکنے کے لیے قائم کیے گیے - اس
کام کو یہودیون نے جو مین ہوشیار تھے انجام دیا - اپنی تیاری کے درمیان مین انھون نے
دیکھا کہ دو سکے درختون سے رسالے کے بعد رسالے مسلمان سوارون کے چلے
آتے ہین - ہرگاہ بڑی قطار پیدل باغی سپاہیون کی نمودار ہوئی مسلمانون کے
لشکر کا انتظام تھا پیشتر محافظین نو ہزار آدمیون کے ساتھ عمرو بن العاص کے
تحت مین تھے - تب دو ہزار قریشی سوار ابو سفیان کے تحت مین آئے تب
اسی قدر آدمی شرحبیل کی تحت مین پہونچے - تب عمیر ابن ربیعہ اسیقدر آدمیون
کے ساتھ آئے - تب اصل لشکر حضرت ابو عبیدہ کے تحت مین پہونچا - اور آخر مین
خالد کا لشکر اپنے قسمتو جیل والے جھنڈے کے ساتھ آیا -
خالد بن الولید نے اپنے متفرق سردارون کو اب جمع کیا - اور انکا متفرق جگہ پر
ابو سفیان کو جنوبی دروازے کے مقابل مین قائم کیا - اور شرحبیل سنٹ ٹامس
کے دروازے کے مقابل مین رہے - عمرو بن العاص ہشتت کے دروازے
کے سامنے تھے - اور قیس ابن ہبیرہ فازان کے دروازے کے مقابل تھے
اور حضرت ابو عبیدہ جابیہ کے دروازے کے مقابل فاصلہ پہ تھے - اور
خالد نے اپنے واسطے پورب کا دروازہ تجویز کیا -
ایک دروازہ جنوب مین تھا جسکا نام سینٹ مارک تھا - یہ ایسے موقع پر تھا
جہان سے کوئی لڑائی نہین ہو سکتی تھی - اسلیے اسکا نام صلح کا دروازہ ہوا
ضرار کے نسبت یہ تجویز ہوا - کہ وہ دیوار کے گرد دو ہزار سوارون کے ساتھ

گردآوری کرین اور اسکی حفاظت کرین کہ خیمہ پر اچانک حملہ ہونے پاوے۔ اور شہر کے اندر کسی قسم کی مدد نہ جانے دین۔ خالدؓ نے کہا کہ ای ضرارؓ اگر تم پر حملہ ہو۔ ہمکو فوراً خبر دینا کہ ہم تمھاری مدد کرینگے۔ ضرارؓ نے کہا کہ ای خالدؓ تا آنے تمھارے ہم نہ لڑینگے۔ اپنی حفاظت مین رہینگے۔ خالدؓ نے کہا کہ لڑنا لیکن حفاظت کے ساتھ اور ہم ضرور آوینگے۔

اب مسلمانون کے پاس ایسے ہتھیار تھے کہ ویسے سابق مین نہ تھے۔ اور اب وہ لڑائی کے واسطے اور سب لڑائیون کی بہ نسبت زیادہ تیار تھے۔ کیونکہ غنیمت کا اسباب اُنکے ہاتھ خوب آیا۔ لیکن تاہم وہ اپنے عرب کے سادے لباس مین تھے اور مزہ دار کھانے اور فاخرہ لباس مین جسکے عادی اُنکے فریق تھے مشغول نہوئے حضرت ابو عبیدہؓ اپنے قدیم اونٹ کے چمڑے کے خیمہ مین سادگی کے ساتھ آرام کرتے تھے۔ باوجودیکہ عمدہ عمدہ خیمے عیسائی افسرون کے اُنکے ہاتھ آئے تھے پہلے حملے مین مسلمان بہادری کے ساتھ پتھر و تیر وغیرہ کے ذریعہ سے ہٹا دیے اور قلعہ کے لشکر نے نکل کر حملہ کی جرأت کی۔ لیکن بڑی خونریزی کے ساتھ ہٹا دیے گئے۔ محاصرہ بڑی تیزی کے ساتھ کیا گیا۔ یہان تک کہ کسیکو اپنی دیوار سے باہر آنے کی جرأت نہوئی۔

اکثر باشندون نے اس سبب سے کہ امیدوار تھے کہ اور بھی عمدہ شرائط ہاتھ آوے صلح قبول نہ کی۔ اسوقت دمشق مین ایک شریف یونانی جسکا نام ٹامس تھا جسکی شادی قیصر ہرقل کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ اسکا کوئی عہدہ نہ تھا۔ لیکن شہر مین بسبب لیاقت اور دلیری کے بڑی عزت تھی۔ اسنے لوگون کو یہ کہکر جرأت دی کہ حملہ اور لوگ جنکا بے قاعدہ وار ہین۔ اپنے جوش مین بہادری سے لڑتے ہین

کل باتون کو بیکار پاکر اُسنے لشکر کی سرداری خود قبول کی - اس غرض سے کہ وہ حملہ کرین اُسکا وعدہ قبول کیا گیا - اور دوسرا روز مقابلہ کے واسطے قرار پایا خالد نے رات کی تیاریون کو دریافت کرلیا - اور اپنے آدمیون سے کہا کہ ہشیار رہنا - کیونکہ مایوس دشمن کے حملہ کی امید کیجاتی ہے - ہملوگ رات کو نہ سوئین مرنے کے بعد برابر نیند ہی نیند ہے -

عیسائی قوم کے ساتھ تیاری مین رہے - یہان تک کہ صبح ہوگئی - اور پادری اُس دروازے کے پاس جہان سے حملہ ہونے والا تھا - انجیل اور صلیب لیے ہوئے آیا - جب ٹامس گذرنے لگا اُسنے انجیل پر ہاتھ رکھا - اور کہا کہ اے اللہ اے اللہ اگر ہمارا عیسائی مذہب سچا ہے ہمکو مدد دے - اور ہمکو دشمنون کے قبضے مین مت ڈال - اہل اسلام جو اپنے فریق کی حرکت کے نگران تھے دروازہ سے نکلتے ہی دشمن پر حملہ آور ہوئے -

لیکن تیر اور ڈھیلے سے جو انجن کے ذریعہ سے اُنپر پھینکے گئے وہ ہٹ آئے ٹامس اپنے لشکر کے ساتھ اُنکے مقابلے کو آیا - لیکن لڑائی سخت اور خونریز تھی ٹامس نہایت تیرانداز تھا اُسنے چن چنکر اچھے مسلمانون کو مارا - اور اچھے اچھے لوگ شہید ہوئے - اُنمین ابان ابن زید بھی تھے - جنکو زہرآلود تیر لگے تھے - اُنھون نے ہرچند اپنے زخم کو کپڑے سے باندھا - لیکن جب زہر نے اثر کیا اور گرنے لگے لوگ اُنکو خیمہ مین لے آئے - اُنھون نے حال مین ایک عورت سے جو قوم حمیار سے تھی شادی کی تھی - قوم حمیار کی عورتین بھی تیراندازی جانتی تھین -

اُس عورت نے یہ سنکر کہ اُسکا شوہر زخمی ہوا - دوڑی لیکن قبل پہونچنے اُسکے انتقال ہوچکا تھا - اُسنے شوہر کو مردہ پاکر نہ غم کیا نہ روئی - اُسنے کہا کہ اے میرے

پیارے تم اللہ کے پاس ہو اچھے ہو لیکن مین تمھارے خون کا بدلا لونگی - اور تب تمسے بہشت مین آملونگی - کیونکہ مین اب اپنے کو اللہ کے واسطے وقف کرتی ہون تب وہ اپنے شوہر کے تیر و کمان کو لیکر ٹامس کی تلاش مین میدان جنگ مین گئی اُس جگہ پہونچکر جہان وہ لڑ رہا تھا اُسنے ایک تیر مارا کہ نشان والے کے ہاتھ مین لگا - نشان گر پڑا اور مسلمانون کے ہاتھ آیا - ٹامس نے اُس نشان کا تعاقب کیا اور اپنے آدمیون سے کہا کہ چھین لو - وہ ہاتھون ہاتھ شرحبیل تک پہونچا ٹامس نے اُنپر تلوار سے حملہ کیا - اُنھون نے نشان کو اپنے لشکر مین پھینک دیا - اور خود اُس سے مقابلہ کرنے لگے - لیکن دونون برابر رہے بلکہ ٹامس کسی قدر دور رہنا چاہتا تھا کہ زوجہ ابان نے ایک تیر مارا - کہ ٹامس کی آنکھ مین لگا - وہ زخم کے باعث سے گرنے لگا کہ اُسکے آدمی نشان کا تعاقب چھوڑکر اُسکی مدد کو دوڑے اور اُسکو شہر مین لیگئے اُسکے زخم کی اصلاح فوراً کی گئی - اور وہ چاہتا تھا کہ لڑائی مین پھر شریک ہو لیکن اُسکے آدمیون نے روکا - اُسنے اپنی جگہہ شہر کے دروازے پر قرار دی جہان سے وہ جنگی کارروائی دیکھ سکے اور حکم کر سکے -

لڑائی برابر جاری رہی اور انجن کے ذریعہ سے ڈھیلے و پتھر یہودیون نے پھینکے جسکے باعث سے مسلمان دیوار سے دور رہے - اور نزدیک نہ آسکے -

رات آجانے سے لڑائی ملتوی رہی - اہل اسلام تمام دن کی لڑائی سے تھک گئے تھے اور فوراً زمین پر سو رہے - ٹامس نے دیکھا کہ قلعہ کی لشکر مین کسی قدر جرأت آگئی - اُسنے بڑے حملہ کی تیاریان کین اور شہر کے ہر دروازے سے حملہ کا حکم دیا - صبح ہوتے ہی سب دروازے کھول دیے گئے - اور ایک آواز مین سبھون نے حملہ کیا - ایسی آہستگی سے حملہ کی تیاری کی کہ مسلمان غافل رہے - باجے کی آواز سُنکر مسلمان جاگے - اور اپنے ہتھیار کو اُٹھایا - لیکن اچانک مین اُنپر تیر برسے

اور کچھ عرصہ تک لڑائی کے بدلے خونریزی رہی - خالدؓ یہ دیکھکر رو دئیے اور کہا
کہ الٰہی اپنے مسلمان بندوں کی مدد کر - اور چار ہزار سواروں سے جہاں مدد کی ضرورت
دیکھی دوڑے - اُس دروازے کے سامنے جہاں سے ٹامس نے حملہ کیا سخت لڑائی
ہوئی - یہاں شرجیل تھے اور اپنی بے نظیر دلیری سے لڑے - اُنکے ساتھ
زوجۂ ابان بھی تھی - اُسنے اپنے کل تیروں کو صرف کیا - صرف ایک تیر باقی
تھا - کہ ایک یونانی سپاہی نے اُسکو پکڑنا چاہا - لیکن اُس تیر کو بھی اُس نے
صرف کیا اور اُسکو مار ڈالا - لیکن اب بے ہتھیار ہو جانے سے گرفتار ہو گئی -
اسوقت شرجیل اور ٹامس سینہ بسینہ لڑے لیکن شرجیل کی تلوار ٹامس
کی ڈھال پر ٹوٹ گئی - اور گرفتار ہونے کے قریب تھے کہ خالدؓ
اور عبدالرحمٰن سواروں کے ساتھ آپڑے اور ٹامس کو شہر میں واپس
جانے پر مجبور کیا - اور شرجیل اور زوجۂ ابان کو چھڑا لیا -
وہ لشکر جو جابیہ کے دروازے سے نکلا سب سے زیادہ تباہ ہوا —
متحمل ابو عبیدہؓ اُس دروازے کے سامنے تھے - جسوقت غنیم نے حملہ کیا وہ
سو رہے تھے - اُنھوں نے پہلے صبح کی نماز پڑھی - اور ایک چنا ہوا مختصر
رسالہ دشمن کی روک کے واسطے روانہ کیا - تب وہ لڑائی میں مصروف تھے
اُنھوں نے آہستہ ایک رسالہ بھیجا کہ درمیان غنیم اور درمیان شہر کے
دروازے کے حائل ہو جائے - یونانی مسلمانوں کو آگے اور پیچھے دیکھکر
نہایت منتشر ہوئے - اور مایوسی کے ساتھ لڑے لیکن یہ کارروائی ایسی کامیابی
کی ہوئی - کہ کوئی آدمی جو دروازے سے نکلا تھا واپس جانے کو نہ بچا - رات
کو بھی ویسی ہی لڑائی رہی جیسی دن کو تھی - عیسائیوں کو ہر جگہ شکست ہوئی
اور اپنے شہر کے دیواروں میں پھر پناہ گزین ہوئے - اور ہزارہا [illegible]

جنگ کے میدان مین چھوڑ گئے۔ مسلمانون نے دروازے تک پیچھا کیا۔ لیکن
بیو دیون کے ٹھیلے اور پتھر دیوارون سے پھینکنے کی وجہ سے واپس آئے۔

فصل دسوین

ستر روز تک دمشق کا محاصرہ مسلمانون نے کیا اور باشندون کو حملہ کی
تاب نہ رہی۔ اور پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ ٹامس کا سمجھانا بیکار تھا
اور اسکا یہ کہنا بھی کہ قیصر کو مدد کے واسطے لکھا ہے۔

اہل شہر کو بہت خوف ہوا اور انھون نے خالد سے صلح کے لیے مہلت
چاہی۔ لیکن انھون نے کچھ نہ سُنا۔ اُنکی خواہش تھی کہ شہر کو تلوار کے زور سے
سر کرین۔ کہ مسلمانون کو غنیمت ہاتھ آوے۔

اس تنگ حالت مین شہر کے باشندے حضرت ابو عبیدہ کے پاس گئے
جنکو لوگ متحمل و بردبار جانتے تھے۔ پہلے قاصد بھیجکر اُنکا استمزاج لیا پھر
ایک رات ایک سو آدمی جنمین پادری بھی تھے۔ خانگی طور پر جابیہ کے
دروازے سے اُنکے پاس گئے۔ اُنھون نے اس افسر کو چھوٹے سے
خیمہ مین نہایت سادہ لباس مین دیکھا۔ اُنھون نے باشندون کی رائے
کو اچھی طرح سُنا۔ کیونکہ اُنکی رائے یہ تھی کہ سب ایمان لاوین اور غنیمت اور
جزیہ کا چندان خیال نہ تھا۔

ایک معاہدہ ان شرائط کے ساتھ لکھا گیا۔ کہ شہر کا قبضہ مسلمانون کو دیدیا جائے
اور مخالفت موقوف کیجاے۔ اور وہ باشندے اگر چاہین شہر کو بحفاظت تمام
چھوڑ سکتے ہین۔ اور اپنا اسباب بھی لیجا سکتے ہین۔ اور سات گرجے اُنکے واسطے
چھوڑ دیے جاوین۔ یہ طے ہوکر ابو عبیدہ نے معاہدہ پر اس خیال سے دستخط
نہین کیا۔ کہ عام سالار لشکر نہ تھے۔ لیکن یہ اقرار کیا کہ کل مسلمان اسکو مانینگے

شرائط منظور ہوئے اور ضمانت دیکر جابیہ کا دروازہ کھول دیا گیا۔ اور ابو عبیدہؓ ایک سو آدمیون سے شہر پر قبضہ کرنے کو داخل ہوئے۔

جب یہ سب جابیہ کے دروازے پر ہو رہا تھا۔ ایک دوسرا امر پورب کے دروازے پر واقع ہوا۔

خالدؓ کو عمروؓ کے بھائی کے مرنے سے نہایت صدمہ ہوا۔ اسی حالت مین ایک پادری جسکا نام یسوع تھا آیا۔ اور اپنے خاندان کی امان چاہی۔ تاکہ وہ شہر مین داخل ہونے کی راہ بتادے۔ اس شخص کے ذریعہ سے ایکسو عرب شہر پناہ کی دیوار مین داخل ہوئے۔ اور پورب کے دروازے کی گلی اور کنواڑ کھول دیئے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ خالد اپنے لشکر کے ساتھ دروازے مین داخل ہوئے۔ اور سب کو قتل کیا اور خون کا پرنالا گلی مین بہایا۔ رحم کرو رحم کرو خالدؓ نے کہا کافرون کے لیے رحم نہین۔ اور مریم کے گرجے تک خونریزی کرتے چلے گئے۔ یہان پر انھون نے متعجب ہوکر ابو عبیدہ اور انکے ساتھیون کو دیکھا کہ انکی تلوار میان مین ہے۔ اور عورتین اور لڑکے گھیرے ہوئے ہین۔ ابو عبیدہؓ نے خالدؓ کو غضبناک دیکھا اور انکو نرم کرنے کے لیے دوڑے انھون نے کہا اللہ تعالی نے یہ شہر ہمکو صلح سے دلوایا ہے بغیر خونریزی اور انکی خالدؓ نے غضب مین آکر فرمایا ایسا نہین ہے ہمنے اسکو تلوار کے زور سے حاصل کیا۔ اور ہم انکو پناہ نہین دیتے ہین۔ ابو عبیدہؓ نے کہا لیکن ہمنے باشندون کو ایک عہدنامہ اپنے ہاتھ سے لکھکر دیا ہے۔ خالدؓ نے کہا آپ کو کیا حق تھا۔ کہ بلا مرضی ہماری عہدنامہ کیا۔ کیا ہم افسر نہ تھے قسم اللہ کی یہ ثابت کرنے کو ہم ہر باشندے کو قتل کرینگے۔

ابو عبیدہؓ نادم ہوئے کہ ہمنے غلطی کی لیکن انھون نے خالدؓ کے راضی کرنے

میں بڑی کوشش کی - اور یہ کہا کہ ہمنے یہ سب بہ نظر بھلائی کے کیا تھا - اور یہ کہ جو
عہدنامہ ہمنے کیا ہے وہ قبول کیا جاوے - اور یہ سب مسلمان جو حاضر ہین انکی راے سے
کیا گیا ہے -

اکثر مسلمان افسرون نے ابوعبیدہ کی تائید کی - اور خالد کا سمجھایا کہ عہدنامہ کو
منظور کرین - جبتک خالد کو تامل تھا کہ انکی فوج کو بے صبری ہوئی اور انھون نے
قتل پھر شروع کر دیا - ابوعبیدہ یہ دیکھکر بیقرار ہوئے - اور کہا قسم اللہ کی میری
باتین کچھ وزن نہین کیجاتی ہین - اور میرا عہدنامہ جو ... کے نیچے ...
گھوڑے کو مہمیز دیکر قاتلون کے پاس پہونچے - اور انکو پیغمبر خدا صلعم کا واسطہ دیکر
کہا کہ جب تک ہمارے اور خالد کے درمیان مین کوئی امر طے نہ پاوے قتل ملتوی رکھو
رسول صلعم کے نام کا اثر ہوا اور سپاہیون نے قتل موقوف کیا - اور دونون ... دار
مریم کے گرجے مین داخل ہوئے -

یہان خالد اور ابوعبیدہ سے بحث رہی - اور خالد صلح کے خلاف رہے
جب انسے کہا گیا - کہ یہ امر مصلحت کے خلاف ہے - کیونکہ ابھی بہت شہر فتح کرنے کو
اس اطراف مین باقی ہین - اپنے ماتحت افسر کی بات نہ رکھنے سے مسلمانون کی
بے اعتباری اور شہر والون کو ہو جاویگی - اور اسی شہر دمشق کی نظیر دیکھے
اور اخیر وقت تک لڑنے کو آمادہ ہو جاوینگے - اور معاہدہ کے قریب نہ جاوینگے -
بڑی مشکل سے ابوعبیدہ نے خالد کو راضی کیا - کہ کل امر خلیفہ وقت کے پاس تصفیہ
کے لیے بھیجا جاوے - مگر شرط پر انکو اعتراض تھا - اکثر لوگون نے شہر مین رہنا قبول کیا
لیکن کچھ لوگون نے تامس کا ساتھ انطاکیہ تک دینا چاہا - تامس نے
مسلمانون کے ملک سے گذرنے کے واسطے پاسپورٹ چاہا - بڑی مشکل سے
خالد نے تین روز کی مہلت دی - کہ اتنے عرصہ تک انکا تعاقب نہین کیا جاوے

[illegible]

یہاں پہ ابو عبیدہؓ نے کہا کہ ہمنے شرط کی ہے کہ وہ اپنے اسباب کے ساتھ جاویں تب اُنھوں نے کہا کہ بے ہتھیار جاویں۔ پھر ابو عبیدہؓ نے روکا۔ اور خالدؓ آخرش راضی ہوئے۔ کہ اتنے ہتھیار لیجاویں۔ کہ اپنے کو ڈاکوؤں سے بچا سکیں جسکے پاس تیر ہو اُسکو پھالے کی ضرورت نہیں تھامس اور ہربس نے کہ اس قافلہ کے رہنما تھے۔ اپنا خیمہ پہلا اُگاوین شہر کے قریب نصب کیا۔ جہاں پر سب جلاوطن ہونے والے جمع تھے۔ سب چیزوں میں قیصر ہرقل کی ایک عبا تھی۔ کہ نہایت قیمتی تھی سب نے جمع ہو کر اپنی راہ اختیار کی۔

جن لوگوں نے بسبب غرور یا بہادری یا اختلاف مذہب کے جلاوطنی اختیار کی وہ لوگ بڑے عالیخاندان اور آسایش کے پلے ہوئے تھے۔ اور محلوں کے رہنے والے تھے۔ انھیں میں سے تھامس کی زوجہ قیصر ہرقل کی بیٹی بھی تھی۔ اُنکی طرف دیکھنے سے افسوس آتا تھا کہ بوڑھے آدمی اور روتی ہوئی عورتیں اور مایوس لڑکے یوں اپنے گھر سے نکلے جاتے ہیں اور جنگلوں اور میدان اور پہاڑ کو طے کر رہے ہیں اکثر وہ مڑ مڑ کر میناروں اور برجوں اور محلوں اور شہر کے باغوں کو دیکھا۔ کہ ایک وقت انھیں کس عزت سے اور آسایش کے ساتھ بسر کرتے تھے اور بعض روتے تھے اور سر پیٹتے تھے۔

اس طرح سے سخت محاصرہ دمشق کا جسکو ایک نامی شاعر والٹر نے بہ اعتبار مضبوطی اور چھوٹی چھوٹی لڑائی اور فراد الڑائی کے ٹرائی کے محاصرہ سے تشبیہ دی ہے ختم ہوئی۔

جب سے مسلمانوں نے پہلا خیمہ نصب کیا تھا اور تاریخ کامیابی تک ایک برس سے زیادہ گذر گیا۔

ضرار کو ناگوار تھا کہ اسقدر غنیمت ہاتھ سے نکل جائے - خالد کو بھی اسکا خیال ہوتا لیکن اُنکے دل مین یہ بات تھی کہ سب اسباب دشمن سے واپس لینگے اسلئے اُنھون نے اپنے آدمیون کو آرام اور تازگی لینے کے واسطے فرمایا - اور مستعد رہے کہ تین فرسنگ جانے پر پھر اُنکا تعاقب کرینگے -

کسی قدر اختلاف جو غلہ کی نسبت حضرت ابو عبیدہ سے ہوا - وہ کہتے تھے کہ غلہ شہر والون کا ہے - خالد کو اسکے تصفیہ مین ایک روز کا اور بھی وقفہ ہوا - اور خالد تعاقب کے قصد سے گذر چلے تھے کہ ایک شخص رہنما ہونے کو آگے آیا - اور کہنے لگا کہ ہم نہایت مختصر پہاڑون کی راہ سے لیجاینگے - اس رہنما کا عجیب قصہ ہے - وقت محاصرہ کے ضرار دو ہزار آدمیون سے گرد شہر کے گردآوری کر رہے تھے جب یہ لوگ ایک رات قریب دیوار کے گھوم رہے تھے - کہ اُنھون نے دور سے گھوڑے کا ہنہنانا سنا اور چارون طرف دیوار کے دیکھا - قاران کے دروازے سے ایک سوار کو آتے دیکھا - وہ ایک غار مین چھپ رہے - اور جب نزدیک آیا اُسکو گرفتار کر لیا - وہ نوجوان شامی تھا - اور بہت عمدہ اور فاخرہ لباس پہنے تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ معزز آدمی ہے - جون ہی اُنھون نے اُسکو گرفتار کیا - ایک دوسرا سوار اُسی دروازے سے آتے دیکھا جس نے اُس قیدی کو آہستہ یونس کے نام سے پکارا اُنھون نے یونس سے کہا - کہ اپنے ساتھی کو بلاؤ - اسیر اُسنے کچھ یونانی زبان مین کہا اور وہ سوار دروازے مین واپس گیا - عربون نے یونانی زبان نہ سمجھ کر یہ سمجھا کہ قیدی نے اُسکو آنے سے باز رکھا - عرب یونس کو وہین مار ڈالنے لگے لیکن اور خیال سے اُسکو خالد کے پاس لائے - اُس نوجوان نے کہا کہ مین دمشق کے عالی خاندانون سے ہون اور میری نسبت ایک خوبصورت عورت سے جسکا نام

یوڈوسیا ہو ہوئی تھی۔ لیکن اُسکے والدین نے کسی لالچ سے میری نسبت کو قطع کیا
اسلیے ہم لوگون نے خفیہ مشورہ کیا۔ کہ دمشق سے نکل جاوین۔ اور محافظ کو
ایک اشرفی دی کہ رات کو میرا منتظر رہے۔ وہ عورت مرد کے لباس مین اور دو
آدمیون کے ساتھ پیچھے آتی تھی۔ لیکن میرا جواب تھا کہ جڑیا پکڑ گئی۔ اسپر وہ واپس گئی
خالد نے کہا کہ تمھارے لیے یہ شرط ہے کہ ایمان لاؤ۔ اور نہین تو تمھارا سر
کاٹا جائیگا۔ اور دمشق ہمارے قبضے مین آنے سے تمھاری منسوب تمکو ملیگی۔
اُسنے فوراً اسلام قبول کیا۔ اور دمشق کے قبضے کے لیے خوب لڑا۔
جب دمشق قبضے مین آگیا۔ اُسنے یوڈوسیا کا مکان تلاش کیا اور اُسکی
محبت کا فسانہ سنایا۔ اسنے یہ سمجھکر کہ یونس عربون کے ہاتھ سے ایمان کے لیے مارا گیا
دنیا کو چھوڑکر سعید مین رہنا قبول کیا۔ بڑے جوش کے ساتھ یونس سعد کی طرف گیا
لیکن جب اُس عورت نے دیکھا کہ یونس نے اپنا مذہب بدل دیا۔ اسنے نفرت کی
اور واپس گئی۔ اور اُسکو پھر دیکھنا نہین چاہا۔ اُسنے بھی تامس اور ہربس کے
ساتھ جلاوطنی اختیار کی۔ یونس نے خالد سے کہا کہ وہ عورت دلوا دیجائے
لیکن خالد نے معاہدہ کی حالت بیان کی۔
جب یونس کو معلوم ہوا کہ خالد کا ارادہ تعاقب کا ہے لیکن زیادہ وقفہ
ہونے سے متامل ہین۔ اُسنے وعدہ کیا کہ ہم مخفی مختصر پہاڑون کی راہ سے
لیچلینگے۔ اور یقینی جلاوطنون کو پالینگے۔ اُسکا وعدہ قبول کیا گیا۔
چونکہ وہ اُس روز سے کہ جلاوطن روانہ ہوئے تھے خالد نے چار ہزار سوار ون
سے تعاقب شروع کیا۔ جو یونانیون کے لباس مین یونس کے مشورے سے
تھے۔ کچھ عرصہ تک جلاوطنون کے گھوڑے وغیرہ کے پاؤن کے نشان سے
پتہ لگاتے چلے آئے۔ آخرش کوہ لبنان کے پہاڑون کے قریب وہ نشان گم ہوگیا

مسلمان سراسیمہ ہوئے۔ لیکن یونس رض نے کہا ان پہاڑون مین وہ راہ بھولے ہونگے اور جسے اب وہ نیچ سکینگے۔ مسلمان برابر چلتے رہے صرف نماز کے وقت ٹھہر جاتے۔ اب یہ لوگ بلندی پر پہاڑون کی چوٹی تک چڑھ گئے۔ اور ناہموار چٹانون کی تکلیف اٹھانے لگے۔ گھوڑون کی نعلون سے آگ نکلنے لگی۔ اسلئے نعل نکالدیے گئے بعض گھوڑے چٹانون کی ٹھوکر سے لنگڑے ہوگئے۔ سوار اتر پڑے اور پیدل چلنے لگے۔ انکے کپڑے جھاڑیون مین پھنس کر پھٹنے لگے۔ اب شکایت ہونے لگی۔ ایسی مشکل انکو کبھی پیش نہ آئی تھی۔ ان لوگون نے آرام کرنے کے لیے اور گھوڑون کے آرام پر اصرار کیا۔ بلکہ خالد بھی یونس سے ناراض ہوئے۔ کہ کس تکلیف مین ڈالا۔

یونس رض نے کہا کہ آگے آئیے۔ تازے پانون کے نشان دکھلائیے اور گھوڑون کے سم کی علامت بھی بتلائیے۔ کئی گھنٹون کی آسایش کے بعد انھون نے پھر چلنا شروع کر دیا۔ مقام جبلہ اور لوذقیا کے سامنے سے گذرنے مین انکو ایک دہقانی سے معلوم ہوا۔ کہ قیصر ہرقل نے جلاوطنون کو انطاکیہ مین آنے سے باز رکھا ہے۔ کہ شاید وہان کے باشندون مین انتشار نہ آجاوے۔ اور کنارے کنارے ہوکر قسطنطنیہ جانے کو کہدیا۔ اس سے تعاقب کرنے والون کو اور بھی موقع ان تک پہونچنے کا ملا۔ لیکن خالد رض کو معلوم ہوا۔ کہ ایک اور لشکر انکے مقابلے کے واسطے تیار کیا جاتا ہے اور انکے درمیان مین صرف ایک پہاڑ حد فاصل ہے۔ انکو خوف ہوا کہ مبادا یہ لشکر پیچھے سے دمشق پر نہ آپڑے یا پیچھے پر نہ آجاوے۔ اور ایک پریشان خواب بھی دیکھا تھا۔ لیکن عبدالرحمن رض نے بہت عمدہ تعبیر کہی۔ اور تعاقب جاری رہا۔ ایک طوفان رات کو آیا۔ اور پانی برسا اور آدمی اور جانور پریشان ہوگئے۔ لیکن تب بھی یہ لوگ نہ ٹھہرے۔ اور آگے بڑھتے گئے۔

سفر و سے بہت قریب تھے - اور قصد ایسا تھا کہ انکو غارت کیجیے اور واپس آئیے صبح ہو گئی مطلع صاف ہوا اور آفتاب چمکا - بہرکیف وہ آگے بڑھے یہان سے ایک سبزہ زار پھولون سے معمور نظر آیا - اور اسمین چشمہ دکھائی دیا - اس چشمہ کے کنارے پر جلاوطنون کا قافلہ تھا - رات کے طوفان سے تھک کر آرام لے رہے تھے - بعض لوگ گھاس پر سوئے تھے بعض کھا رہے تھے - ہر جگہ چراگاہ پھیلی ہوئی بھیگے کپڑون سے رنگین تھی - تھکے ہوئے مسلمان پہاڑ کی تکلیف سے تنگ آ گئے تھے - ان نازنینون کو دیکھکر خوش ہوگئے - لیکن خالدؓ قافلہ کی تلاش مین تھے - اور وہ نومسلم (یونس) اپنی منسوبہ کی جستجو مین تھا - اور ان عورتون کی طرف دیکھتا تھا جو خیمہ کے کنارے پر پڑی تھین - خالدؓ نے ہوشیاری سے قافلہ کو دیکھکر اپنے لشکر کو چار حصون مین تقسیم کیا - ایک کی حکومت ضرارؓ کو دی دوسرے کی رفیع ابن عمیرہؓ کو اور تیسرے کی عبدالرحمنؓ کو اور چوتھے کے خود حاکم ہوگئے - اور انھون نے حکم دیا کہ ہر حصہ کو یکے بعد دیگرے آنا چاہیے - کہ دشمن کو تعداد کا اصل حال معلوم نہو -

نماز پڑھکر خالدؓ نے اپنے لشکر کو حکم دیا - عیسائی اپنے آرام سے چونکے جب دیکھا کہ ایک قافلہ انکی طرف پہاڑ سے آتا ہے - انکو یونانی لباس سے کچھ دھوکھا ہوا - لیکن فوراً ہی اصلیت دریافت کر لی - ٹامس نے پانچہزار آدمیون کو جمع کر لیا اور جو ہتھیار اُنکے پاس تھے - اُنسے لڑنے کو آمادہ ہوگیا - دوسرا حصہ جلد آتے ہوئے دیکھا - پھر تیسرا حصہ - تب سخت لڑائی ہوئی - ٹامس اور خالدؓ سینہ بسینہ لڑے - لیکن ٹامس گرا اور عبدالرحمنؓ بن ابی بکرؓ نے اسکا سر کاٹ لیا اور اسکو صلیب کے نیزے پر بلند کرکے عیسائیون کو دکھلایا -

رفیع بن عمیرہ عورتون کی جماعت کی طرف گئے - کہ انکو گرفتار کرین لیکن

وہ دلیری سے مقابلہ کرنے لگین۔ اور پتھر اور ڈھیلے اپنے دشمن کی طرف پھینکے۔ اُنمین ایک نہایت خوبصورت عورت۔ عمدہ کپڑا اور زیور پہنے تھی۔ یہ قیصر ہرقل کی مشہور بیٹی تھی۔ اور تامس کی زوجہ تھی۔ رفیع نے اُسکی گرفتاری مین کوشش کی لیکن اُسنے ایک پتھر پھینکا کہ گھوڑے کے سر مین لگا۔ اور وہ مر گیا عربی سوار نے تلوار نکالی اور اُسکو مارڈالتا لیکن وہ چلائی کہ رحم کرو۔ اسلیے وہ گرفتار کر لی گئی۔ اور ایک معتمد شخص کے سپرد کی گئی۔

اُس کارزار کے درمیان مین یونس رض اپنے منسوبہ کی تلاش مین دوڑا وہ پہلے یونس رض کو کافر سمجھتی تھی اب اُس سے خوف کرنے لگی کہ یہی شخص تباہی لانے والا ہے کل کوششین اُسکی کہ اُسکی خطا معاف کیجاے بیکار تھی۔ اُسنے قسم کھائی کہ قسطنطنیہ جاکر کسی معبد مین رہینگے۔ یونس رض نے التجا بیکار دیکھکر اُسکو گرفتار کر لیا۔ اُسنے زیادہ انکار نہ کیا۔ اور گھاس پر خموش بیٹھ رہی اور موقع وقت کی منتظر رہی۔ ایک تلوار نکالکر اپنے سینہ پر ماری اور مر گئی۔ ہر گاہ یہ ہو رہا تھا کہ خالد کو ہربس کی تلاش تھی۔ ایک جماعت مین وہ بھی تھا اور پیچھے سے آکر خالد کو ایک ایسی تلوار ماری کہ اُنکا خود ٹوٹ گیا۔ اور اگر پگڑی سر پر نہوتی خالد کا سر پھٹ جاتا۔ ہربس کے ہاتھ سے تلوار اُس ضرب مین گر پڑی۔ اور خالد کے پیروان نے اُسکو ٹکڑے کر ڈالا۔ عیسائیون کی لڑائی ختم ہو گئی۔

سب مارے گئے یا قید ہوئے سوا ایک شخص کے کہ اِس قتل عام کی خبر قسطنطنیہ لے گیا۔ یونس رض اپنی منسوبہ کے مرنے پر زار زار روتا تھا لیکن مسلمانون نے اُسکی تشفی کی۔ کہ اللہ تعالٰے نے مقدر مین یہی لکھا تھا۔ اور رفیع ابن عمیرہ نے اُس شاہزادی کو بدلے مین دینے کے لیے فرمایا اور خالد نے اِن شرطون پر کہ قیصر زر مخلصی دیکر اُسکو منگوا لے منظور کیا۔

اب وقت ضائع کرنے کا موقع نہ تھا۔ ڈیڑھ سو میل اس تعاقب مین دشمن کے ملک مین طے کیا تھا۔ اور خوف تھا کہ دشمن پیچھے پر آکر ٹکڑے نہ کرڈالے۔ سوار ہوا اور جلد بھی کلام تھا غنیمت خیمہ ون پر بار کیا گیا۔ اور قیدی محفوظ کیے گئے۔ اور سب دمشق کو روانہ ہوئے۔

جب یہ رستہ ہی مین تھے کہ ایک غبار دیکھکر ڈرے جسمین کچھ صلیب نظر آئے۔ انھون نے مقابلے کی تیاری کی۔ لیکن صلح کا پیغام معلوم ہوا۔ ایک بوڑھے پادری کے مصاحبون کے ساتھ خالد کے پاس قیصر کی طرف سے اسکی بیٹی کی رہائی کے لیے آیا۔ مسلمانون نے اسکو بلا زر مخلصانہ کے رہا کیا۔ اور کہا کہ اسکے بدلے ہم اسکو گرفتار کرینگے۔ ہم یہ لڑائی موقوف نہ کرینگے۔ جب تک ہم اسکا ملک نہ لے لینگے۔

اُس نومسلم یونس کو اسکے بدلے مین بہت اشرفی دیگئی۔ کہ قیدیون مین سے جس عورت کو پسند کرے خریدلے۔ لیکن اب اُس نے دنیاوی نعمتون سے منہ موڑا اور اسکا منتظر رہا۔ کہ اسکے بدلے اسکو بہشت کی نعمتین ملینگی اور اسلام کے کامون مین بڑی جانفشانی کی۔ یہان تک کہ یرموک کی لڑائی مین اسکے سینے مین تیر لگا۔ اور شہید ہوگیا۔ عیسائیون کی تواریخ مین اس نومسلم کا حال اسی قدر لکھا ہے۔ لیکن واقدی رحمہ اللہ قاضی بغداد اور بھی لکھتے ہین کہ اسکے مرنے کے بعد رفیع ابن عمیرہ نے اسکو خواب مین دیکھا۔ کہ یونسؓ ایک نہایت عمدہ کپڑا پہنے ایک چمن مین ٹہلتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے مجھے ستر حورین بہشت مین خدمت کو دی ہین جو آفتاب اور ماہتاب سے بھی زیادہ روشن ہین۔ رفیع نے اس خواب کو خالد سے کہا۔ انھون نے فرمایا کہ اسلام کی شہادت مین بھی فائدہ ہے۔ زہے نصیب اسکے جسکو یہ ہاتھ ملے

خالدؓ مع اپنے لشکر کے کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔ اور اپنے ساتھیون سے ملے۔ جنھون نے نہایت خوشی کی اور اُنکے جانے پر اندیشناک تھے۔ اُنھون نے زرِ غنیمت تقسیم کی۔ غنیمت کے چار حصے سپاہیون اور افسرون مین تقسیم ہوگئے۔ پانچوان حصہ بیت المال کے واسطے رکھا گیا اور خلیفۂ وقت کے پاس بھیجا گیا۔ اور خط بھی لکھا۔ اسمین دمشق کے قبضے مین ہوجانیکا حال درج تھا۔ اسمین جو اختلاف ابوعبیدہؓ سے ہوا اور پھر اور جلا وطنون کا تعاقب کرنا۔ اور غنیمت ہاتھ آنا۔ یہ سب لکھا تھا۔

یہ بھی مقدر تھا کہ اس کامیابی کی خبر خلیفۂ وقت اپنے کانون سے نہ سُنین — کیونکہ جس روز دمشق فتح ہوا اُسی روز حضرت ابوبکرؓ نے انتقال فرمایا۔ مورخین آپؓ کے انتقال کے سبب مین اختلاف کرتے ہین۔ ابوالفدا کا قیاس ہے کہ آپکے کھانے مین ایک یہودی نے زہر دیا۔ لیکن آپؓ کی بیٹی حضرت عائشہؓ کا قول زیادہ معتبر ہے۔ جنکا بیان ہے کہ آپؓ نے ایک سرد روز مین غسل کیا جس سے بخار ہوگیا۔ جب آپؓ بیمار ہوئے آپ نے اپنی جگہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کو کام کے لیے فرمایا۔ کہ خلافت کے امورات کو انجام دین۔

آپؓ نے یہ سمجھکر کہ موت قریب پہونچی اپنے کاتب حضرت عثمانؓ کو بلایا۔ اور چیدہ مسلمانون کے مقابل مین ذیل کا مضمون فرمایا۔

مین ابوبکر ابن ابوقحافہ مرنے کے قریب ہونے سے اور ایسے وقت مین کہ کافر ایمان لائے اور مشکک یقین پر آئے۔ اور جھوٹے سچے ہوگئے کل مسلمانون کے سامنے یہ اظہار کرتا ہون۔ بلا جبر۔ اپنے دل سے کہ مین اپنا جانشین نامزد کرتا ہون یہ کہکر آپؓ کو غش آگیا۔ اور خموش ہوگئے۔ حضرت عثمانؓ نے جو آپؓ کے ارادون سے واقف تھے عمرؓ بن الخطاب کا نام لکھا۔ جب آپؓ کو ہوش آیا اور دیکھا کہ عثمانؓ نے

کیا لکھا ہے آپؓ نے فرمایا تمھاری دور اندیشی پر آفرین ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے۔ تب آپؓ نے فرمایا کہ عمرؓ کا کہنا سُننا۔ اور اطاعت کرنا کیونکہ جہانتک میں جانتا ہوں وہ بڑے خود عقیل ہیں۔ وہ جو کرتے ہیں اُسکے سزاوار ہیں۔ وہ انصاف کے ساتھ حکومت کرینگے۔ اور اللہ جو سب جانتا ہے جزا دیگا ہم بہتری چاہتے ہیں ظاہر کو دیکھتے ہیں دل کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے پس خصلت راست بازی سے کام کرو اور اللہ کی رحمت تم پر ہو۔ آپؓ نے اس وصیت نامہ پر مہر کی اور اُسکی نقل سب حکام کے پاس بھیجنے کے لیے کہا۔

تب آپؓ نے حضرت عمرؓ کو بلوایا اور کہا کہ تم جانشین نامزد کیے گئے۔ حضرت عمرؓ شدید اور سادے آدمی تھے اور کسی عہدے یا مرتبے کے خواستگار نہ تھے۔ آپؓ نے فرمایا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلعم ہمکو اس بوجھ سے معاف رکھیے۔ ہمکو اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا لیکن خلافت کو تمھاری ضرورت ہے۔ تمھارا قبول کرنا اس عہدے کو اسوقت بنظر رفاہ عام اور اُنکی شفقت کے ہے۔ کیونکہ ہم تمکو اسکے لائق سمجھتے ہیں۔ اور آپ نے حضرت عمرؓ سے قبول کرا یا۔ اور اُنکے جانے کے بعد اُنکی کامیابی کے لیے اور اسلام کی سلطنت کے استحکام کے لیے بہت دعا کی۔ یہ سب خلافت کا انتظام فرما کر آپؓ نے حضرت عائشہؓ کی آغوش میں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

اسوقت سن شریف آپ کا ترسٹھ برس کا ہو چکا تھا۔ اور چونسٹھواں سال تھا آپؓ نے خلافت دو برس تین مہینے نو روز فرمائی۔ جسوقت آپ کا انتقال ہوا آپ کے والدین زندہ تھے۔ آپؓ کے والد کا سن ستانوے برس کا تھا۔ جب آپؓ کے والد نے انتقال کا حال سُنا اُنھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دیا اور لیا۔ لیکن اُنکا بھی انتقال کچھ زمانے میں ہوا۔

حضرت ابوبکرؓ کی چار بیبیان تھین۔ آخری بی بی حضرت جعفر طیارؓ کی منکوحہ تھین جو موتہ مین شہید ہو گئے۔ اُنسے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام محمد بن ابی بکر تھا۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے کہ عورتین بُرائی کی جڑ ہین لیکن سب سے زیادہ خرابی یہ ہی کہ اُنکی ضرورت ہی۔

حضرت ابوبکرؓ کے انتقال سے عامۂ خلائق کو نہایت افسوس اور صدمہ ہوا۔ اور واقعی آپؓ اس افسوس کے سزاوار تھے کیونکہ آپ نہایت ہی عمدہ حاکم تھے منصف مزاج متحمل۔ اور سادہ دل اور اپنے نفع سے بیغرض تھے۔ آپ کی خلافت کا زمانہ اتنا قلیل تھا کہ سلطنت اسلام کی وسعت خوب نہوسکی لیکن آپ کی لیاقت اور سرگرمی رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد باغیون کے سرکرنے سے ظاہر ہو گئی۔ آپؓ نے اپنے پیچھے ایسا نام چھوڑا کہ ضرب المثل تھا اور حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ انکے جانشین کو اُنکے قدم بقدم ہونا دشوار ہی۔

باب چوتھا

فصل پہلی

حضرت عمرؓ کے نامزد ہونے مین حضرت عائشہؓ نے تائید کی اور حضرت علیؓ بھی رضامند تھے۔ جس روز حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوا اُسی روز عمرؓ بن الخطاب منتخب کیے گئے۔ خلیفۂ جدید کی چال چلن سے اس کتاب کے پڑھنے والے کسیقدر واقف ہو چکے ہین۔ تاہم اُسکا بیان کرنا قابل قبول ہوگا۔ اسوقت اُنکا سن ترپن برس کا تھا آپ کشیدہ قد اور تاریکی مائل تھے۔ چہرہ بھاری اور سر بڑا تھا۔ آپ اس قدر لنبے تھے کہ ایک مورخ نے لکھا ہی کہ جسوقت آپ بیٹھے رہتے تھے اُسوقت بھی ان لوگون سے جو کھڑے رہتے اونچے معلوم ہوتے۔ آپ کی قوت غیر معمولی تھی اور آپؓ جیسا دہنے ہاتھ سے کرتے ویسا ہی بائین ہاتھ سے بھی۔ اگرچہ ابتدا مین

اسلام کے ایسے مخالف تھے - کہ رسول اللہ صلعم کے قتل کا قصد کیا تھا لیکن
اسلام لانیکے بعد اسلام کے بڑے حامی اور بہادرون مین تھے - آپؓ نے رسول اللہ
صلعم کا ساتھ بڑے بھاری کامون اور واقعات مین دیا - آپؓ کا نام بدر -
احد - حنین - خیبر - اور تبوک - کے سپاہیون کے افسرون مین اور
مدینہ کے حملے اور مکہ کی فتح مین دیکھا جاتا ہی - اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اکثر
اسلامی ابتدائی کارروائی کی آپؓ روح تھے - آپؓ ہمیشہ ہر وقت آمادہ
اور کامون مین مستعد تھے - آپؓ اسلام کے احکام مثل ایک سپاہی کے نافذ
فرماتے - جب کوئی منطقی گرہ پیش کیجاتی آپؓ اسکو تلوار کے زور سے کاٹ دالتے
اور جو بیہودہ بحث اور بد اعتقادی ظاہر کرتا تو اسکا سر بھی قلم کرتے -
خلافت کے امورات کے انتظام مین آپ کی دیانت داری راست بازی اور
عدالت ... خانگی امورات مین بھی آپ کی پرہیزگاری - سادگی - اور چھوٹی
نمایش سے احتراز مشہور تھا - سادہ پانی آپ کا شربت تھا - آپ کی غذا چند کھجور
یا چند ٹکڑے جو کی روٹی کے اور نمک تھی - بلکہ نفس کشی کے وقت نمک بھی غذاے لذیذ
سمجھا جاتا تھا - آپ کی سخت پرہیزگاری نفس کشی اور سادگی اور اظہار غربت کی
وقعت ابتدای اسلام مین بھی کیجاتی تھی - آپؓ کے قواعد کے اصول نہایت ...
تھے جیسے آپ کی چال چلن کا مدار تھا منجملہ اُسکے ذیل کے جملے ہین - آپ فرماتے
تھے - چار چیزین واپس نہین آتی ہین - بات بولی ہوئی - تیر پھینکا ہوا - عمر
گذری ہوئی - اور موقع ہاتھ سے نکلا ہوا -
آپؓ کی خلافت کے زمانے مین بہت سی مسجدین عبادت کے لیئے بنین اور
اُسیقدر قید خانے بھی شریرون کی سزا کے لیئے تعمیر پائے -
آپ چھوٹے اور خفیف جرمون کے لیے کوڑے مع بٹے ہوے تسمون کے

رکھتے اور ایسے جرموں ... نسبت باہمت تھی - اسی سے سزا دیتے - اور اسکا اس کثرت سے ... ل ہوا - کہ یہ بات مشہور ہوئی کہ حضرت عمرؓ کا درہ تلوار سے زیادہ قابل خوف ہے -

عہدۂ خلافت کے اختیار کرنے پر آپؓ کو لوگون نے خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ کے نام سے مبارکباد دی - آپؓ نے اسپر عذر کیا - کہ اسقدر لمبا خطاب ہر خلیفہ کے وقت مین بڑھتا جاویگا - یہانتک کہ نامحدود ہو جائیگا - اسپر یہ بات قرار پائی کہ آپؓ کو امیر المومنین کا خطاب ہونا چاہیے -

پہلا کام آپ کا شام کے لشکر کی بہ نسبت تھا - آپکا بردبار عدل خالدؓ کی چمکیلی فتحیابیون سے چکاچوندھ مین نہ آیا - اور آپؓ کو انکی عام حکومت کی قابلیت مین شک آیا - آپؓ کو خالدؓ کی بہادری اور جنگی ہنر کا اقرار تھا لیکن انکو جلد باز تند اور فضول خرچ اور زیادہ خطرے مین ڈالنے والے اور طرفدار سمجھتے تھے - اور سرداری کے قابل نہین جانتے تھے آپؓ نے اسلیے ایسے آدمی سے لشکر کی حکومت لے لینی چاہی - اور حضرت ابو عبیدہؓ کو وہ اسپر دینی چاہی - جنکی بہ نسبت آپؓ نے فرمایا کہ ابو عبیدہؓ نے اپنی پرہیزگاری اور حلم اور عدل اور ایمانداری کے سبب سے اپنے کو اسکے لائق ثابت کیا - اسلیے آپؓ نے ایک ٹکڑے چمڑے پر ایک خط حضرت ابو عبیدہؓ کے نام لکھا - اور اسمین حضرت ابوبکرؓ کے انتقال کا حال اور اپنے خلیفہ مقرر ہونے کی کیفیت اور ابو عبیدہؓ کے شام کے لشکر پر سالار ہونے کا احوال تحریر تھا -

یہ خط حضرت ابو عبیدہؓ کو اسوقت ملا کہ جب خالدؓ جلاوطنون کے قافلے کے تعاقب مین خیبر حاضر تھے - حضرت ابو عبیدہؓ کو تعجب ہوا اور خط کے مضمون سے سراسیمہ تھے - انکی بردباری اعلیٰ حکومت کی خواستگار نہ تھی - اور ایسا

یہ سمجھتے تھے کہ جب خلیفہ وقت کو خالدؓ کی کامیابیون کا حال جو بالفعل فتح دمشق کے باعث ظہور مین آیا معلوم ہوگا تو ہمکو اِس عہدے پر رہنے نہ دینگے۔ اِسلیے آپ نے خط کے مضمون کو مخفی رکھا۔ اور اسی لیے جب خالدؓ دمشق کو واپس آئے اُنھون نے خالدؓ کو سالارِ لشکر مانا اور اُنکو دوسرا خط ابوبکرؓ کے نام سے لکھنے دیا جسمین قافلہ کے تعاقب اور اُسکے لوٹ کا حال تھا۔

حضرت عمرؓ کو خلیفہ ہوئے کچھ عرصہ نہین گذرا تھا۔ کہ پہلا خط خالدؓ کا جسمین دمشق کی فتح درج تھی ملا۔ اِس کامیابی پر اہل مدینہ کو نہایت خوشی ہوئی اور خالدؓ کی بہادری کی بہت لوگون نے بڑی تعریف کی اسی خوشی مین جب اُنکو خالدؓ کی برخاستگی کا حال معلوم ہوا۔ تعریف کرنے والے شاکی ہوئے۔ کہ خالدؓ اپنی کامیابیون کی حالت مین کیون برطرف کیے گئے حضرت ابوبکرؓ کا جواب یاد کرو۔ کہ ہم سیف اللہ کو کیون میان مین ڈالین جب وہ تلوار اسلام کی وسعت کے لیے نکالی گئی ہے۔

حضرت عمرؓ نے اُنکی شکایتون کو سُن لیا۔ لیکن آپ کا قصد ویسا ہی رہا۔ آپؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوعبیدہؓ ایک نرم اور رحم دل آدمی ہین۔ تاہم دلیر ہین وہ اپنے آدمیون کو خطرے مین ڈالنے سے باز رکھینگے۔ اور بیکار لوٹ وغیرہ مین مصروف نہونے دینگے اور لڑائی کے وقت حلم کے سبب سے کم قدر بھی نہ ہونگے اسی وقت خالدؓ کا دوسرا خط حضرت ابوبکرؓ کے نام سے آیا جسمین قافلے کے تعاقب اور کامیابی کا حال درج تھا۔ اور جو اختلاف حضرت ابوعبیدہ سے ہوا اُسکا تصفیہ چاہا تھا۔ خلیفہ وقت اس خط سے متحیر ہوئے جس سے ظاہر تھا۔ کہ فوج کو ہنوز آپ کی جانشینی کا حال نہین معلوم ہوا۔ اور نہ حضرت ابوعبیدہ نے ہنوز سالاری اختیار کی۔ آپؓ نے پھر خط ابوعبیدہ کو لکھا جسمین سختی

تقرری درج تھی - اور امر متنازعہ کا فیصلہ تھا - اور آپؓ نے لکھا کہ دمشق صلح سے
فتح ہوا نہ تلوار سے اور یہ کہ معاہدہ کے شرائط کو ماننا چاہیے اور آپؓ نے قافلہ کا
تعاقب کرنا عاقبت اندیشی پر محمول کیا اور یہ کہ اگر نتیجہ خلاف ہوتا تو ہلاکت کا
باعث ہوتا - اور قیصر کی بیٹی کو بلا زر فدیہ کے چھوڑنا فضول ٹھہرایا کیونکہ اس سے
ایک زر کثیر ہاتھ آتا آپؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو کسی قدر رشید ہونے کا مشورہ
دیا - کیونکہ آپ انکے حلم سے بخوبی واقف تھے لیکن نہ ایسا کہ مسلمانون کو لوٹ کی لالچ
مین خطرے مین ڈالین - اور اس اشارہ سے خالدؓ کو ملامت کرنا تھا -

شاید کہ یہ خط بھی حضرت ابو عبیدہؓ کے حلم سے دبا دیا جاوے - آپؓ نے یہ خط ایک
ممتاز آدمی **شداد ابن عاص** کے معرفت روانہ کیا گویا کہ انکو اپنا نائب بنا کر
شام کو بھیجا - کہ مسلمانون کے سامنے یہ خط پڑھین اور دمشق مین آپؓ کی جانشینی
کا اظہار کرین -

شداد نے **خالدؓ** کو لشکر کا سالار پایا - اور آدمیون کو حضرت ابو بکرؓ کے انتقال
سے ناواقف دیکھا - اس خبر سے ہر ایک شخص کو تعجب تھا حضرت ابو بکرؓ کے انتقال
سے جنکو لوگ بجاے باپ کے سمجھتے تھے نہایت صدمہ ہوا - اور خالدؓ کی معزولی سے
متعجب ہوئے - کہ ایسے کامیابیون مین کیون معزول ہو گئے - اور بہت سے سپاہی
اور افسر اس امر سے سراسیمہ تھے -

اگرچہ خالد ابن الولید اپنی فتوحات مین سخت تھے لیکن اس موقع پر اپنے کو بہت بڑا
شخص ثابت کیا - آپؓ نے فرمایا ہم جانتے ہین حضرت عمرؓ ہمکو عزیز نہین سمجھتے ہین
لیکن چونکہ حضرت ابو بکرؓ کا انتقال ہو گیا اور عمرؓ کو جانشین مقرر کیا - ہم انکی اطاعت
کرتے ہین - اسلیے انھون نے عمرؓ کی خلافت کا اعلان کیا - اور اپنی سالاری
ابو عبیدہؓ کو سپرد کی - ابو عبیدہؓ نے جبراً قبول کیا - اور خوف تھا کہ

شاید خالدؓ کے بیدل ہوکر چلنے سے اسلام کی ترقی مین فتور نہ آجاے - خالدؓ نے
فوراً ہی ثابت کردیا کہ اسلام کے واسطے دونون حالت مین مستعد تھے - خواہ مثل
سپاہی کے ہون - یا سردار ہوکر رہین - خالدؓ کا اطاعت کرنا لوگون کے استعجاب
کا باعث ہوا - اور انکے دشمنون نے بھی تعریف کی - اور اسپر انکی قیمت اور عزت
اور ابو عبیدہؓ کا اعتبار اور بھی زیادہ بڑھا -

اسوقت ایک عیسائی قوم کے شیخ نے حضرت ابو عبیدہؓ سے رسوخیت پیدا
کرنی چاہی اور ایک میلے کا حال آکر بیان کیا - کہ اسمین غنیمت خوب ہاتھ آویگی
اور اسنے بیان کیا کہ ایک جگہ درمیان طرابلس اور حران کے ہی جو یہان سے
دور نہین ہی - وہان پر دیر ابی القدس ہی جو عیسائی پرہیزگارون سے آباد ہی
اور اسکا پادری اپنی عقلمندی - پرہیزگاری اور گوشت کے احتراز کے لیے مشہور ہی
بس ہر جوان اور بوڑھا اسکی دعا اور مشورہ لینے کو جاتا ہی اور کوئی ایسی شادی
نہین ہوتی ہی جسمین وہ شریک نہین ہوتا ہی -

اس دیر کے مقابل مین ایک میلہ ہوتا ہی جسکا نام ابیلا ہی جہان اطراف کی
دولت اور عمدہ قیمتی اسباب اور ریشمی کپڑے اور زیورات سونے چاندی کے
اور دوسری قیمتی چیزین جمع ہوتی ہین - اور چونکہ میلہ ہتھیار بند آدمی کا نہین ہی
تھوڑی کوشش مین بہت غنیمت ہاتھ آویگی - حضرت ابو عبیدہ نے یہ خبر
لشکر مین منادی انھون نے فرمایا کہ اس کام کو کون کریگا - وہ خالدؓ کی طرف
دیکھ رہے تھے - کہ شاید یہ قبول کرین لیکن آپ (خالدؓ) خاموش رہے حضرت
ابو عبیدہؓ اس لحاظ سے کہ خالدؓ ابھی سالار لشکر تھے پوچھ نسکے جسوقت
ابو عبیدہؓ کو تامل تھا - عبد اللہ بن جعفر طیار آگے آئے - اور ایک جھنڈا ابو عبیدہ نے انکے لیے
پانسو عمدہ سوار آزمودہ کار انکو دیے گئے جنھون نے بہت سی لڑائیان دیکھی تھین

یہ سب دمشق کے دروازے سے نکلے اور انکے ساتھ نشان دیئے الا ۔ ایک
عیسائی ساتھ ہوا۔ قبل پہنچنے ابیلا کے انھوں نے کچھ آرام لیا اور اس
عیسائی کو مشا [illegible] کے آگے بھیجا۔ جیسے ہی [illegible] پہنچا۔ کسنے دیکھا
یونانیوں ارمنیوں قبطیوں [illegible] اور یہودیوں کا مجمع [illegible] لگا ہوا
علاوہ اسکے وہان بڑا جلسہ امیروں اور رئیسوں اور پادریوں کا تھا۔ نہایت عمدہ
لباس پہنے تھے۔ اور پانچ ہزار سوار حفاظت کے لیے تھے۔ اسکو ایسا معلوم ہوا
کہ حاکم طرابلس کی بیٹی کی شادی تھی جو اپنے شوہر کے ساتھ اس پرہیزگار کی دعا
لینے آئی تھی۔ عیسائی جاسوس مسلمانوں کے لشکر میں واپس گیا اور انکو واپسی
کے لیے کہا عبداللہ بن جعفر طیار نے کہا ہم ایسا نہیں کر سکتے ہمکو ڈر ہے کہ
اگر ہم پیٹھ پھیرین [illegible] غضب الٰہی نہ آجائے۔ ہم ان کافروں سے لڑینگے
وہ جو ہماری مدد کریگا اللہ تعالیٰ انکو جزا دیگا۔ جن لوگوں کا دل نہیں چاہتا
وہ چلے جاوین۔ لیکن کوئی مسلمان نہ پھرا عبداللہ نے اس عیسائی سے کہا
کہ آگے بڑھو۔ اور دیکھو کہ شجاعان اسلام کیا کرتے ہیں۔ جاسوس کو تامل تھا
اور اسنے نہایت دشواری سے اس خطرناک [illegible] کی عبداللہ اپنے
ساتھیوں کو ابیلا کے [illegible] تک اسے رہے صبح
ہوتے ہی انھوں نے معمولی نماز ادا کی۔ اپنے لشکر کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا۔
ہر حصے میں سو آدمی تھے۔ اور انکو کہا گیا کہ فوراً [illegible]
پکارین اور [illegible] کے قتل شروع کر دین یہان تک کہ فتح حاصل ہو۔
تب انھوں نے اس جگہ کو ملاحظہ فرمایا اس پرہیزگار کو اپنے معبد کے سامنے
بیٹھے دیکھا اور ایک [illegible] سوار [illegible] اور ایک بڑا مینہ ہوسے
آدمیوں سے گھرا ہوا تھا اسی مکان میں شاید وہ دلھن تھی۔

عبداللہؓ بن جعفرؓ نے اپنے پیروان کو جرأت دی - کہ انھین دشمنون سے لڑو -
اور کہا یاد کرو کہ رسول اللہ صلعم کا قول ہی - کہ بہشت تلوار کے سایہ تلے ہی -
اگر ہمکو فتح ہوئی غنیمت ہمارے لیے ہو اور اگر ہم مارے گئے بہشت ہمارے
انتظار مین ہی -

لشکر کے پانچون حصون نے جسطرح کہا گیا تھا اللہ اکبر کی صدا کے ساتھ اکٹھے
حملہ کیا - عیسائی گھبرا گئے - کہ کل اسلامی لشکر ہم پر آگیا - نہایت سخت انتشار
پڑا - گروہ کے گروہ مختلف سمت مین بھاگے - عورتین اور لڑکے رونے لگے - خیمے اور
خرگاہ چھوڑ دیے گئے - اور قیمتی تجارت کے اسباب گلیون مین منتشر تھے
دشمن کے لشکر کے حملہ آورون کی تعداد کم دیکھکر دل کو ڈھارس دی - اور
اُنپر حملہ کیا - تاجرون نے بھی یہ دیکھکر ہتھیار بند ہوکر حملے کی شرکت بنفس نفیس
کیا - اور مسلمانون کی جماعت ایسے بڑے لشکر سے گھر گئی کہ عربی مورخ
سفید داغ سے جو اونٹ کے چہرے پر ہوتا ہی مثال دیتے ہین - ایک مسلمان
سپاہی نے اس خطرے کو دیکھا اور اس جماعت سے نکل کر دمشق
کی طرف مدد کی طلب مین گیا - ایسی حالت مین حضرت ابو عبیدہؓ اپنا
لحاظ بھول گئے - اور خالدؓ بن الولید کی طرف گئے - اور کہا کہ ایسے خطرناک
وقت مین آپ عاری نہ رہیے - اور فوراً جاکر اپنے بھائیون کو تباہی سے
بچائیے - خالدؓ نے کہا کہ اگر عمرؓ ایک لڑکے کو بھی حکومت دیتے تو ہم
اُسکے حکم کو بے عذر بجا لاتے اور آپ تو ایمان مین ہمارے سابقون
مین ہین -

انھون نے اپنے کو اُس زرہ سے جو مسیلمہ کذاب کی لڑائی مین ہاتھ لگی تھی
مسلح کیا - اُنھون نے سر پر خود رکھا اور اُسپر سے ایک ٹوپی بھی جسمین

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موے مبارک تھا تب گھوڑے پر سوار ہوکر
پہنچے ہوے آدمیوں کے ساتھ حسب ضرورت [illegible] شب چلے - ہر گاہ
وہ لشکر جو عبداللہ بن [illegible] کے تحت میں تھا تمام روز پایوسی کے ساتھ لڑتا رہا
مگر دشمنوں کے ڈھیر سے اُنکی قوت معلوم ہوتی تھی لیکن مسلمانوں کی
کوئی ایسا باقیوں میں نہ تھا جسکو کئی زخم نہ لگیں ہوں - قریب غروب کے ایک
غبار دکھلائی دیا یہ دشمنوں کا امدادی لشکر تھا - ایک لشکر سواروں کا تھا جو
اُنکے ہاتھ میں خالد بن الولید کے سیاہ جیل: العقاب جھنڈا تھا - اور ہوا سے اللہ اکبر
کی صدا آئی - عیسائیوں پر دونوں طرف سے حملہ ہوا بعض بھاگے اور [illegible]
کے کنارے تک گیا گیا بعض مسلمان عیسائی معبد کے گرد حملہ کر رہے تھے ضرار
سینہ بسینہ طرابلس شام کے حاکم سے لڑے - ایک نے دوسرے کو پکڑا - لپٹے
زمین پر دونوں گرے ضرار اوپر تھے - تلوار نکالکر اپنے مخالف کے سینہ میں ماری
دو ٹکڑے ہوگئے حاکم مقتول کا گھوڑا پکڑ کر اللہ اکبر کہتے ہوے دوسرے سے نیچے
مخالفین کے مقابلے کو آئے - لڑائی ختم ہوگئی میلہ لوٹا گیا - گھوڑے
خچر اور گدھے ریشمی کپڑوں سے بار کیے گئے تھے چاندی سونے کے
زیورات قیمتی جواہرات خوشبو مصالح اور دوسرے قیمتی تجارت کے اسباب تھے
لیکن نہایت قیمتی حصہ غنیمت کا وہ دلھن مع چالیس خواصوں کے تھی -

وہ معبد بھی بالکل خالی ہوگیا اور سواے اُس مقدس پادری کے کوئی نہ رہا - خالد
نے اُس ضعیف کو پکارا لیکن کچھ جواب نہ دیا - آپ نے پھر پکارا لیکن جواب کچھ نہ تھا
مگر کوسنا - خالد نے کہا - جو کچھ اللہ کا حکم ہے بجالاتے ہیں - اور اگر رسول اللہ
صلعم کا حکم تمھارے ایسے لوگوں کو چھوڑ دینے کا نہوتا - تو ہم تمکو بھی قتل کرتے
وہ ضعیف آدمی اپنے خطرے کو دریافت کرکے خموش رہا - کامیاب لوگ اپنی غنیمت

اور [illegible] غنیمت کا پانچوان حصہ بیت المال مین
رکھا گیا - اور بقیہ سپاہیون مین تقسیم ہوا - ضرارؓ کو حاکم ابیلا کا گھوڑا حصے
مین ملا - لیکن اسکو انھون نے اپنی بہن قائلہ کو دیا - ساز اور [illegible]
مرصع تھے - انکو انھون نے چھین لیا اور اپنے ساتھ کی عورتون کو تقسیم کیا - درمیان
غنیمت کے اسباب کے ایک کپڑا تھا جسپر عیسیٰؑ کی تصویر تھی - جسبب متبرک
ہونے کے وہ گونہ قیمت بڑی اصلی قیمت سے بکا -
عبداللہ بن جعفرؓ کی درخواست ابیلا کے حاکم کی بیٹی کے لیے تھی جو دلھن ہوکر
آئی تھی - اس بارہ مین خلیفہ وقت سے دریافت کیا گیا اور جب منظوری آگئی
وہ دلھن عبداللہؓ کو دی گئی - حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے اس خط مین خالدؓ
کی عظمت اور تعریف لکھی اور اسکے صلہ مین انکو مبارکباد دینے کے لیے لکھا -
کہ جس سے انکی شکستگی رفع ہوجاے - خلیفہ وقتؓ نے اگرچہ کل مدون کا جواب
حضرت ابو عبیدہؓ کو دیا - لیکن نسبت خالدؓ کے جو لکھا تھا - نہ اسکا جواب
دیا اور نہ لحاظ کیا - آپؓ کا لحاظ سیف اللہ کی طرف کم تھا -

فصل دوسری

انگریزی مورخین کی راے ہے - کہ مسلمانون کی کامیابی انکی سادگی اور پرہیزگاری
کے باعث تھی - انکو عیش و نشاط کی کچھ خبر بھی نہ تھی - اور شراب نہین پیتے تھے
انکا شربت سادہ پانی تھا - انکی اصلی غذا دودھ چاول اور میوہ جات ارضی تھی اور انکا
لباس موٹا کپڑا تھا - ایک لشکر ایسے آدمیون کا آسانی سے پرداخت ہوسکتا تھا
اور ایک جگہ سے دوسری جگہ بہت جلد جا سکتا اور لڑ سکتا تھا - شام کے
پرعیش ملک مین آرام کرنے سے مسلمانون پر بھی کچھ اثر آنے لگا - اور حضرت
ابو عبیدہؓ نے خود ملاحظہ کیا - کہ شراب جسکی ممانعت رسول اللہ صلعم نے کی تھی

مسلمان استعمال کرنے لگے۔ اسکی اطلاع خط کے ذریعہ سے حضرت عمرؓ کو دی اور آپؓ نے اسکو مسجد کے جلسۂ عام مین سنایا۔ اور فرمایا کہ یہ لوگ صرف غربت اور سخت محنت مین رہنے کے عادی ہین انکا کیا کیا جاے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شراب پیئے اسکے پانؤن مین بنتی کوڑے لگائے جاوین حضرت عمرؓ نے اسکو پسند کیا۔ اور آپؓ نے ابو عبیدہؓ کو یہی لکھا۔ اسپر آپؓ نے مجرمون کو بلایا اور انکو بار عام سزا دی اور آپؓ نے فرمایا جسنے اس جرم کو مخفی کیا ہو۔ وہ بھی آپ سے آوے۔ اقرار کرے اور باز آوے وہ سزا سے محفوظ رہیگا۔ چنانچہ اکثر نے ایسا ہی کیا۔ اور آپ نے معاف فرمایا۔

لائق سردار ابو عبیدہؓ نے اب دمشق مین پانچہزار سوار چھوڑے اور کل لشکر کے ساتھ شام کی فتح کے واسطے روانہ ہوئے۔ یہ ملک بسبب شادابی اور مناسبت آب وہوا کے شہر اور قلعون سے معمور تھا اور اس لیے فتحیابون کے واسطے میدان کارزار نہایت عمدہ تھا۔ انمین سے دو جگہ نہایت مرصع اور فخر کے قابل تھین حمص کہ دار السلطنت تھا اور بعلبک کہ مشہور شہر آفتاب کا تھا کوہ لبنان کے درمیان مین واقع ہے۔ یہی میدان حضرت ابو عبیدہؓ کے کارزار کی جگہ تھی۔ اور آپؓ نے خالدؓ کو معہ ضرارؓ اور رفیعؓ ابن عمیرہ کے آگے بھیجا۔ اور سوم حصہ لشکر کا اُس ملک کو جو حمص کے اطراف مین ہے روانہ کیا۔ اور آپ اصل لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ جاتے تھے۔ اور جب جابیتہ مین پہونچے۔ اُسکے حاکم سے مقابلہ ہوا۔ لیکن اُسنے چارسو اشرفی اور پچاس ریشمی عبا دیکر ایک برس کے واسطے صلح کرلی۔ اور یہ شرط کی کہ اگر حمص اور بعلبک مسلمانون کے قبضے مین آجائیگا۔ تو سال کے آخر مین اطاعت کرلینگے۔ جب ابو عبیدہؓ شہر حمص کے سامنے پہونچے۔ آپؓ نے خالدؓ کو کام مین نہایت چست پایا۔ اُس جگہ کا حاکم اُسی روز جب کہ مسلمان آئے

مرگیا - اور شہر مین کافی سامان روزینہ کا محاصرے کے قابل نہ تھا - اور باشندون نے
ایک برس کے واسطے دس ہزار اشرفی اور دو سو جوڑے دیکر صلح کر لی - اور یہ شرط
کی کہ اگر حلب - انطاکیہ اور کنا سرین مسلمانون کے قبضہ مین آجائیگا -
اور قیصر کے لشکر کو شکست ہو گی تو سال کے آخر مین ہم اطاعت قبول کرلینگے
خالدؓ کی رائے محاصرہ کرنے کی تھی - لیکن ابو عبیدہؓ نے یہ سمجھکر اسوقت روپیہ
ملتا ہے اس سے مسلمان اپنی حالت درست کرلینگے اور آیندہ کی کارروائی مین کام
آئیگا - صلح قبول کی -

جیسے ہی صلح ہوئی کہ حمص کے رہنے والون نے شہر کا دروازہ کھولا - اور شہر
کے زیر دیوار بازار قائم کیا - اور تجارت ہونے لگی - کیونکہ مسلمانون کے خیمے
مین لوٹ کا اسباب بھرا ہوا تھا - ہر قسم کی چیزین تھین - اور انکو انکی قیمت کی خبر نہ تھی
اسی عرصہ مین وہ لوگ کہ اطراف کے ملک صاف کرنے کے واسطے بھیجے گئے تھے -
اسباب غنیمت اور قیدیون کے ساتھ پہونچے - اسباب مین بھیڑی - مویشی - اور گھوڑے
اور اونٹ خانہ داری کے مال سے لدے ہوئے تھے - اُن آدمیون کے رونے سے
جو اپنے گھر سے بے خانمان ہوکر غلامی مین فروخت ہونے کے واسطے آئے - حضرت
ابو عبیدہؓ کو نہایت ترس آیا - آپؓ نے فرمایا جو اسلام قبول کریگا اُسکے لیے اُسکا گھر
اور اُسکا اسباب ہے - اور جو کافر رہا چاہتا ہے وہ پانچ اشرفی فی کس سالانہ جزیہ دے -
اُنکا نام آپؓ نے ایک کتاب مین درج کیا - اور تب اُنکا اسباب - اُنکے جورو لڑکے
اس شرط پر واپس دیے - کہ وہ ضرورت کے وقت رہنما اور مسلمانون کے مترجم ہون -
ابو عبیدہؓ کی اس مترحم تدبیر سے اسلام کی کامیابی مین بڑی ترقی ہوئی
بلکہ تلوار کے زور سے بھی زیادہ شام کے اکثر یونانی باشندون نے اپنا
نام جزیہ دیکر درج رجسٹر کرایا - اور دوسرے شہرون نے بھی ایک برس کی صلح کی

حمص کے قبول کی خالدؓ نے جو صلح سے راضی نہ تھے شکایت کی کہ ہم ان شہرون کو
بزور تلوار اس سے بھی کم عرصے مین قبضہ کر لیتے۔ لیکن ابو عبیدہؓ اپنی بردباری کی راہ
سے نہ گذرے اس طرح سے عرصۂ قلیل مین کل ملک حمص۔ الحضر اور کناسرن کا
خونریزی سے بچا۔ لڑنے والے مسلمان [illegible] اور رکے جانے کے باعث سے کسی قدر
مکدر تھے۔ بلکہ ایک موقع ایسا آگیا تھا کہ قریب تھا کہ صلح ٹوٹ جائے مسلمانون کا کچھ لشکر
کناسرن کی سرحد پر ایسی جگہ پہونچ گیا تھا۔ جہان قیصر ہرقل کی صورت بنا کر
سوانہ بندی کا نشان دیا تھا مسلمان جنکو بت سے نہایت احتراز اور نفرت ہوتی ہے۔
اُس سے کھیل اور مضحکہ کرنے لگے۔ یہان تک کہ اُس بت کی آنکھ نیزے کی نوک سے اتفاقاً
یا قصداً ضایع ہوئی۔ یونانیون کو اس تشدد پر نہایت مخالفت ہوئی۔ اور ابو عبیدہؓ
کے پاس ایلچی بھیجا۔ کہ یہ امر صلح کے خلاف [illegible] توہین کی گئی۔ ابو عبیدہؓ
نے نرمی سے یقین دلایا۔ کہ میری دلی [illegible] نہین۔ اور یہ کہ جو ضرر
بت کو پہونچا وہ اتفاقیہ تھا۔ اور اس سے بادشاہ کی توہین منظور نہ تھی۔ آپؓ کی رحم دلی
سے ایلچی کو جرأت ہوئی۔ اور اُس نے کہا کہ بادشاہ کی بیشک اہانت ہوئی۔ یہ خلیفۂ وقت کا
کام ہے کہ اُسکا بدلہ دے یعنی آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اسپر بعض شدید مسلمان [illegible] اُٹھے۔
کیا اس کافر کی غرض یہ ہے کہ بت کی آنکھ کے بدلے خلیفہ کی آنکھ لیجائے۔ اور اپنے غصے مین اُسکو
وہین مار ڈالتے لیکن ابو عبیدہؓ نے اُنکا غصہ ٹھنڈا کیا۔ اور کہا کہ یہ استعارتاً بولتا ہے۔
اور قاصد کو ایک طرف لیجا کر سمجھایا۔ کہ اگر تم صلح رکھنا چاہتے ہو۔ اور بدلا لینا چاہتے
ہو تو اسیقدر کافی ہے۔ کہ خلیفہ وقت کی صورت شیشے کی بنا کر اُسکی ایک آنکھ توڑ دو۔ ہرگاہ
ابو عبیدہؓ سہل ذریعون سے بلا لڑے جھگڑے ملک کو قبضے مین لا رہے تھے۔ خلیفۂ
وقت کا مکتوب آیا جس سے ظاہر تھا کہ ابو عبیدہؓ سستی کرتے ہین۔ کیونکہ اس درمیان
مین کسی لڑائی کی خبر نہین پہونچی تھی۔ سپاہیون نے جب خط کا مضمون سنا بہت رنجیدہ

اور ابو عبیدہؓ کو صلح کا افسوس ہوا - اسی جوش مین آپؓ نے ایک مشورہ کا جلسہ قائم کیا - اور یہ بات قرار پائی کہ وقت نہین ضایع کرنا چاہیے - اگرچہ صلح کی میعاد مین ایک مہینا باقی تھا - تاہم آپؓ نے خالدؓ کو ایک قوی لشکر کے ساتھ حمص مین چھوڑا - اور خود اصل لشکر کے ساتھ بعلبک روانہ ہوئے -

فصل تیسری

بعلبک کا نام مرکب ہی بعل سے جسکے معنی شامی زبان مین آفتاب کے ہین اور بک سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ جگہ آفتاب کے سکونت کی ہی - اسلیے وہان اُسکی پرستش ہوتی تھی - اور یہ شہر شام کے عمدہ سے عمدہ شہرون مین تھا - سرزمین بکہ کی تجارت گاہ کا یہ شہر مرکز تھا - جو درمیان کوہ لبنان اور قدیم لبنان کے واقع ہی یونانی سلطنت کے زمانے مین اسکو ہلی پولس کہتے تھے جسکے معنے آفتاب کے شہر کے ہین - یہ شہر آفتاب کے مندل کے واسطے مشہور ہی - جسکی تعمیر سلیمانؑ نے اپنی کسی زوجہ کے خوش کرنے کے لیے جو آفتاب پرست اور سائدون کی رہنے والی تھی کی تھی - ایسا مشہور ہی کہ بحساب پتھر وہ سب جن جو سلیمانؑ کے تابع تھے لائے تھے - اسوقت بھی وہ پتھر دیکھنے والون کو تعجب مین ڈالتے ہین - اور انجنیرون کو حیرانی ہوتی ہی - بعلبک کی راہ مین ابو عبیدہؓ نے چارسو اونٹون کا قافلہ گرفتار کیا - اور جزیہ لیکر اپنی معمولی رحم دلی سے رہا کیا - جنھون نے آپؓ کے پہونچنے کی خبر شہر والون کو دی ہر بس حاکم شہر مسلمانون کو لوٹیرا سمجھکر چھ ہزار سوار اور بیقاعدہ پیادون کے ساتھ غنیمت واپس لینے کے لیے مسلمانون پر حملہ آور ہوا لیکن مقابلہ کے وقت اُسنے اپنے کو ناقابل پایا - اور سات زخم کھا کر بڑے نقصان کے ساتھ شہر مین واپس گیا - ابو عبیدہؓ نے لشکر کو شہر کے سامنے قائم کیا - اور ایک خط باشندون کے نام لکھا کہ تم لڑائی مین مسلمانون پر غالب آؤگے اور تم خواہ اسلام

قبول کرو خواہ جزیہ دو۔ یہ خط آپؓ نے ایک دہقانی کے ہاتھ مین دیا۔ اور اُسکو بیس ۲۰ روپیہ
اُسی اُجرت مین دیے۔ اور فرمایا کہ بلا مزد کام نہین لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ
منع فرماتا ہے۔

شہر پناہ کی دیوار سے رسّی لٹکائی گئی اور اُسکو پکڑکر شہر مین قاصد داخل ہوا اور خط
دیا۔ اور اکثر باشندے اطاعت کیطرف رجوع ہوئے۔ لیکن ہرقلیس کہ ہنوز زخم مین مبتلا
تھا۔ خط کو پھاڑ ڈالا اور قاصد کو بلاجواب جانے کو کہا۔

حضرت ابو عبیدہؓ نے حملے کا حکم دیا لیکن قلعہ کے لشکر نے بہادرانہ مقابلہ کیا۔ اور
انجن وغیرہ سے دیوار کے اوپر سے اسقدر ڈھیلہ بازی کی کہ مسلمانون کو نقصان کے
ساتھ دیوار کے پاس سے ہٹنا پڑا۔ سردی تھی۔ اور ابو عبیدہؓ نے جو اپنے لوگون کے
بڑے خیرخواہ تھے۔ اپنے لشکر مین منادی کردی کہ کوئی آدمی کل صبح کو لڑائی مین نہ جائے
کل سب کی دعوت ہے۔ سب لوگ پکانے مین مصروف تھے۔ کہ شہر کا دروازہ کھلا۔ اور
یونانیون نے حملے کیے۔ اور مسلمانون مین بڑی خونریزی کی۔ لیکن یونانی وقت کے ساتھ
پسپا کیے گئے۔ تاہم کچھ قیدی اور غنیمت لے گئے۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنا خیمہ اور
ہٹا لیا۔ جہان انجن کا اثر نہ پہونچ سکے۔ اور سوارون کو اور وسعت ملے۔ آپؓ نے
چھوٹے چھوٹے لشکر مختلف سمت مین بھیجے کہ کئی جگہ دشمن کو مخاطب کرین سعد بن زیدؓ
پانسو سوار اور تین سو پیادون کے ساتھ اُس دروازے کے مقابل تھے جو دمشق
کیطرف تھا۔ اور ضرارؓ تین سو سوار اور دوسو پیادون کے ساتھ اُس دروازے کی جانب
تھے جو پہاڑ کی طرف تھا۔ ہرقلیس مسلمانون کا خیمہ ہٹا دیکھکر یہ سمجھا۔ کہ وہ حال کے نقصان
سے ڈر گئے۔ اور کہا کہ یہ عرب ننگے ریگستان کے رہنے والے بیکار لڑتے ہین۔ اور ہمارا
لڑنا اپنے جورو لڑکے اور مال اور زندگی کے واسطے ہے۔ اسلیے اُسنے اپنے لشکر کو ایک اور
حملے کا مشورہ دیا۔ اور سخت لڑائی ہوئی۔

ایک شخص مسلمان افسرون مین جنکا نام سہیل ابن صباؓ تھا وہ بسبب دہنے بازو مین زخم لگنے کے لڑ نہین سکتے تھے۔ گھوڑے سے اُتر کر شکلاً قریب کی پہاڑی پر جا بیٹھے جہان سے میدان جنگ اور شہر اور اُسکا اطراف معلوم ہوتا تھا۔ یہان سے وہ لوگ لڑائی کو دیکھتے تھے۔ اُس دروازے کے مقابل مین جہان ابو عبیدہؓ تھے حملہ ہوا۔ بلکہ کل حملہ اُسی طرف آپڑا۔ لڑائی سخت ہوئی۔ اور سہیلؓ کو ایسا معلوم ہوا کہ مسلمان اسطرف کے دبے ہوئے ہین۔ اور سالار لشکر خطرناک حالت مین ہین۔ ہرگاہ ضرارؓ اور سعدؓ دوسری جانب بیکار تھے۔

چونکہ اُس طرف سے حملہ نہین ہوا تھا پس سہیلؓ نے کچھ لکڑی فراہم کی اور آگ جلائی جس سے دھوان ظاہر ہوا۔ اور یہ ایک علامت عربون کے درمیان مین مدد کی طلب کی تھی۔ پس ضرارؓ اور سعدؓ نے اس علامت کو دیکھا۔ اور ابو عبیدہؓ کے لشکر کیطرف رجوع ہوئے۔ اُنکے آنے ہی سے لڑائی کی حالت بدل گئی۔ ہربس نے جو سمجھا تھا کہ اُسکو عنقریب مین فتح ہوگی اپنے کو ہر طرف مغلوب دیکھا۔ اور اپنے اور شہر کے درمیان مین مسلمانون کو حائل پایا یونانیون کی قاعدہ دانی نے اُنکی جانین بچائین۔ اُسکے آدمیون نے سینہ بسینہ مقابلہ کیا۔ اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے گئے۔ اور مسلمان اُنپر حملہ آور تھے۔ ابو عبیدہؓ کو ضرارؓ اور سعدؓ کے آنے کا حال معلوم ہوا۔ اور عیسائیون کے ہٹنے کو حیلہ سمجھا۔ اس سبب سے اپنے آدمیون کو واپس بلایا۔ سعدؓ جنھون نے افسر کے حکم کو نہ مانا تعاقب مین رہے یہان تک کہ اُنھون نے دشمنون کو پہاڑ کے سرے تک پہونچایا۔ اور وہ لوگ ایک معبد مین پناہ گزین ہوئے۔ جب ابو عبیدہؓ نے اس موقع پر امدادی لشکر کے آنے کا حال سنا۔ آپ نے اقرار کیا کہ دہوان ہونے سے میرا خیمہ بچا۔ لیکن آپ نے منع فرمایا کہ کوئی اسکا اظہار نہ کرے۔

اسی اثنا مین کہ ہربس نے اپنے کو مختصر لشکر سے معبد مین گھرا پایا اُسنے اپنے

لشکر سے حملہ کیا - تاکہ اپنی راہ کر کے شہر مین داخل ہو - اور ایسی دلیری سے کوئی نہین لڑا تھا
جیسا وہ لڑا تھا - لیکن کچھ اور اسلامی لشکر آنے سے وہ پھر اُسی مین محصور رہا - جوان اُنکی
ایسی سخت نگرانی کیگئی کہ جسنے روزن سے جھانکا تو اُسکی آنکھون کو مسلمانون کے تیرنے لے لیا
ابو عبیدہ رضہ نے اب شہر کا محاصرہ نہایت قریب سے کیا - اور سعد رضہ کو معبد کے محاصرے مین
چھوڑا - ہربس نے یہ سمجھا کہ اس شکستہ معبد مین روزینہ کا انتظام ہونا - اور اپنی حفاظت
دشوار ہوگی - وہ نہایت دل شکستہ ہوا اپنی ریشمی عبا اور عمدہ کپڑا اُتار کر پھٹا کپڑا پہنکر سعد رضہ
سے صلح کی گفتگو کرنے آیا - سعد رضہ نے کہا کہ ہم صرف اُنھین لوگون کی بہ نسبت صلح کی گفتگو کرسکتے
ہین جو اس معبد مین محصور ہین اور شہر والون کی بہ نسبت میرا اختیار نہین - اُسکو ابو عبیدہ رضہ
جانین - اگر یہ لوگ ایمان لائین تو میرے بھائی ہین - یا یہ شرط کرین کہ مسلمانون پر ہتھیار
نہ اُٹھائین تو آزاد ہین - اُنھون نے ہربس کو ابو عبیدہ رضہ کے پاس لیجانے کا وعدہ کیا -
اور کہا کہ اگر تصفیہ نہوا تو تمکو اور تمھارے آدمیون کو اسی معبد مین آنا پڑیگا - یہان تک
کہ اسی جگہہ ہمارا تمھارا فیصلہ تلوار کرے - ہربس اس سبب سے ابو عبیدہ رضہ کے خیمے
مین لایا گیا - اور مسلمانون کی تعداد دیکھکر وا[illegible] شہر کی جانب
سے ایکہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ اور ایک ہزار ریشمی عبا دینے کا وعدہ کیا لیکن
ابو عبیدہ رضہ نے دونی جمع کر دی اور ایکہزار تلوار اور کل ہتھیار [illegible] کر کے معبد مین بھیجے
مانگے - اور سالانہ جزیہ چاہا - اور یہ کہ نئے عیسائی گرجے نہ بنائے جاوین - اور مسلمانون سے
نہ لڑین - ان سخت شرایط کے قبول کرنے کے بعد ہربس کو شہر کے اندر جانے کی اجازت
دیگئی - اور یہ کہ یہ شرایط باشندے بھی قبول کرین - اور اُسکے کل ساتھی مسلمانون کے
خیمے مین بطور ضمانت کے کفیل رکھے گئے - باشندون نے پہلے اطاعت کرنے سے انکار کیا
وہ کہنے لگے کہ ہمارا شہر شام کے تمام شہرون سے مستحکم ہے - لیکن ہربس نے سالانہ
جزیے کی چوتھائی خود دینے کہا - تب وہ راضی ہوئے - ایک امر اُنکے حسب دلخواہ [illegible]

رفیع ابن عبد اللہ کہ ابو عبیدہؓ کے نائب تھے اپنے پانسو آدمیون کے ساتھ شہر بعلبک کے باہر خیمہ زن رہین۔ اور شہر مین نہ داخل ہون۔ اِن سب امورات کا انتظام کر کے ابو عبیدہؓ دوسری طرف مخاطب ہوئے۔ رفیع کے اسلامی لشکر نے فوراً ہی بعلبک کے باشندون کے دل مین جگہ کی۔ اور اُنھون نے اطراف کے ملک کو لوٹا۔ اور بعلبک کے باشندون نے لوٹ کے اسباب ارزان لئے۔ اور اس سبب سے اہل شہر بہت جلد مالدار ہو گئے۔ ہربس حاکم نے اس نفع مین شرکت چاہی۔ اُسنے یاد دلایا کہ ہمنے مسلمانون سے کیسے اچھے شرائط کئے۔ اور اُنکے واسطے کسقدر زر تخلصی صرف کیا۔ ایسی حالت مین دسوان حصّہ اپنے نفع کا اُسکو بھی دیوین۔ اُنھون نے جبراً قبول کیا۔ تھوڑے ہی دن بعد اُسنے چوتھائی طلب کیا۔ باشندون کو اسپر نہایت غصّہ آیا اور اُسکو مار ڈالا۔ ہنگامے کی صدا رفیع کے خیمے تک پہونچی۔ اور کچھ باشندے شہر کے آئے کہ آپ شہر مین چلیے اور حکومت قبول کیجیے۔ رفیع کو معاہدہ کے خلاف کرنے مین تامل ہوا۔ اور حضرت ابو عبیدہؓ سے اجازت لیکر شہر مین داخل ہوئے۔ اسطرح آفتاب کا مشہور شہر بعلبک یعنی قدیم ہلی پولس مسلمانون کے قبضے مین ۲۰۔ جنوری ۶۳۶ء مین آیا مطابق ۱۵ سنہ ہجری کے۔

فصل چوتھی

شہر حمص کا معاہدہ ایک سال کا ختم ہونے پر ابو عبیدہؓ اُسکے مقابل مین آگئے اور حسب ذیل خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم منجانب ابو عبیدہؓ بن الجراح سالار لشکر امیر المومنین عمرؓ بن الخطاب بنام باشندگان شہر حمص۔ تم اپنی دیوارون کی بلندی اور شہر کے استحکام اور اپنی جماعت پر شبھولو۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندون کے ہاتھ پر اس سے بھی زیادہ مستحکم شہر فتح کرا یا ہی۔ تمھاری مثال ہمارے لشکر کے آگے مثل شوربے کی دیگ کے ہوگی۔ مین تمکو اپنے متبرک اسلام کی دعوت کرتا ہون اور اُن مسائل کو کہ

محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہتا ہون - اور ہم پرہیزگارون کو تمھاری رہنمائی کیلیے بھیجین گے - اگر تم انکار کروگے تب بھی تمھارا اسباب تمھارے قبضے مین چھوڑا جائیگا - بشرطیکہ سالانہ جزیہ تم دوگے - اگر تم اِن دونون شرایط سے انکار کرتے ہو تو اپنی دیوارون سے نکل آؤ اور اللہ ہمارا تمھارا فیصلہ کردیگا -

اِس گفتگو کو باشندون نے حقارت سے سُنا - اور قلعہ کے لشکر نے دلیرانہ حملہ کیا - لوگ اپنے محاصرین سے ایسے لڑے کہ جب رات کی باعث لڑائی ختم ہوئی تو وہ خوش تھے - شام کو ایک پُرفریب عرب نے ابو عبیدہ کا خیمہ تلاش کیا - اُسنے جگہ کی مضبوطی سپاہیونکی بہادری اور غلہ کی کثرت کا حال بیان کیا - کہ جس سے معلوم ہوا کہ محاصرہ بیکار رہیگا - آپ رضؓ نے ایک قاصد شہر والون کے پاس بھیجا کہ ہم یہان سے دوسرے شہر والون سے لڑنے کو جائینگے بشرطیکہ خیمہ اُکھاڑنے مین اور پانچ روز کے روزینہ سے مدد کرین - آپ کا پیام قبول کیا گیا - اور روزینہ مہیا ہوا - پھر آپ رضؓ نے ظاہر کیا کہ چونکہ ہمکو دوچند بلکہ اِس سے زیادہ غلہ قیمتاً چاہیے اسلیے عیسائی جسقدر غلہ بیچ سکے وہ سب آپ رضؓ نے خرید لیا - اور چونکہ اور شہر والون نے حمص کا دروازہ کھلا دیکھا - اور باشندون کو کاروبار مین مصروف اسلیے مشہور ہوا کہ حمص نے اطاعت قبول کرلی -

اسلیے ابو عبیدہ وعدہ کے موافق دوسری جگہون کیطرف مخاطب ہوئے پہلی جگہ ارستا تھی کہ مضبوط اور شاداب تھی اور وہان سب سامان مہیا تھا آپ رضؓ کی استدعا پیش ہونے اور نامنظور کیے جانے پر آپ رضؓ نے اُس جگہ کے حاکم سے کہا کہ بیس صندوق اسباب سے بھرے مجھے جنکا لیجانا اِسوقت ہمکو دشوار ہی - ہم تمھارے پاس چھوڑے جاتے ہین یہ استدعا نہایت خوشی کے ساتھ منظور کیگئی - یہ بیسون صندوق تالے لگے ہوے شہر کے اندر لائے گئے لیکن ہر صندوق مین ایک مسلح بند سپاہی تھا - اِن چیدہ سپاہیون مین کہ چھپے ہوے حضرارؓ اور عبداللہؓ بن جعفر اور عبدالرحمنؓ بن ابی بکر تھے - ہرگاہ خالدؓ کچھ لشکر کے

ساتھ اُنکی مدد کے لیے کمین گاہ مین تھے۔

ابو عبیدہؓ اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہوے۔عیسائی اپنے گرجون مین اداے شکر کے واسطے گئے۔ہرگاہ عبداللہ چودہ آدمیون کے ساتھ گرجے کیطرف گئے اور اُسکا دروازہ بند کردیا۔اور ضرارؓ نے چار آدمیون کے ساتھ شہرپناہ کے دروازے کا قصد کیا۔اور اللہ اکبر کہتے ہوے۔اُسکو کھول ڈالا۔اسپر خالدؓ فوج کے ساتھ شہر مین داخل ہوے اور وہ شہر بلا خونریزی کے قبضے مین آگیا۔اسکے بعد شہر شہزار پر حملہ کیا گیا۔اور وہ بھی مناسب شرائط پر اطاعت مین در آیا۔اب ابو عبیدہؓ حمص مین پھر آئے۔شہر کے حاکم نے معاہدے کے خلاف ہونا بیان کیا۔اور کہا کہ آپؓ نے فرمایا تھا کہ ہم جاتے ہین۔اور دوسرے شہر سے لڑینگے ابو عبیدہؓ نے کہا کہ مین نے کہا تھا کہ جاتا ہون لیکن آنے سے انکار نہین کیا تھا مین دوسری جگہ سے لڑا اور ارستان اور شہزار کو قبضہ مین لایا۔ حمص کے رہنے والون نے اپنی غلطی دریافت کرلی۔اُنکے میگزین مین غلہ نہ رہا اور اُنکو محاصرہ مین رہنا دشوار تھا۔حاکم شہر نے اُنکو لڑائی کی ترغیب دی اُنھون نے لڑائی کی تیاری کی اور گرجون مین فتحیابی کی دعا کرنے لگے۔اور حاکم شہر نے گرجہ سینٹ جبرجلیس مین دعا کرائی۔لیکن اُسنے رات کو خوب کھایا پیا۔اور صبح تک شراب پی۔صبح ہوتے ہی اُسنے عمدہ لباس پہنکر پانچ ہزار سوارون کے ساتھ جو نہایت مضبوط دلیر اور ہتیار بند تھے حملہ کیا۔اُنھون نے مسلمانون پر ایسا زور ڈالا کہ قریب تھا کہ اُنکے پاؤن اُٹھ جاتے۔لیکن خالدؓ بن الولید نے اب اپنے کو آگے کیا۔اور اپنے سپاہیون کو جرأت دلائی۔ایک یونانی کے ساتھ سینہ بسینہ لڑنے مین اُنکی تلوار ٹوٹ گئی۔اور وہ بے ہتیار ہوگئے لیکن اُنھون نے دشمن سے لپٹ کر اُسکو بغل مین دباکر اُسکی پسلی توڑدی۔اور اُسکو زین سے کھینچکر زمین پر مُردہ گرا دیا۔اس خطرناک لڑائی مین مسلمانون نے بڑے جوش دکھائے۔

عین لڑائی مین عکرمہؓ خالدؓ کے چچیرے بھائی بڑے جوش مین گھس پڑے اور ہر مسلمان کو

جو لڑتا تھا بہشت کی خوشخبری سنائی - انھون نے کہا مین بہشت کی حورون کو دیکھتا ہون - ایک بھی اُن مین کی اگر دنیا مین دکھائی دیتی تو سب اُسکی محبت مین مرتے - وہ ہم پہنے ہی ہین ایک اُنمین سے سبز ریشم کا رومال ہلا رہی ہی اور ایک ہاتھ مین جواہرات کا پیالہ لیے ہی - وہ ہماری طرف اشارہ کرتی ہی - وہ پکارتی ہی کہ یہان جلد آؤ - اِسی حالت مین وہ الجنان الجنان کہتے اُس جگہ گھس پڑے جہان حاکم شہر تھا جسنے اُنکو ایسا نیزہ مارا کہ وہ شہید ہو گئے۔

رات آجانے سے لڑائی موقوف ہوئی اور مسلمانون نے آرام کیا - خالدؓ نے بھی ابو عبیدہؓ سے مشورہ کیا کہ کوئی مکر کرنا چاہیے - اور کل لڑائی شروع کیجائے - اور غنیم کو منتشر کرکے اپنی جگہ سے دور ہٹایا جاے کیونکہ جب تک وہ اکٹھے رہتے ہین ہمارے سوارون کا بہت نقصان ہوتا ہی اسلیے صبح ہوتے ہی مسلمان ہٹے - پہلے باقاعدہ طور پر اور بعد اُسکے منتشر ہو کر - کیونکہ عرب کا دستور تھا کہ پیچھے ہٹتے تھے - پھر دفعتاً اکٹھے ہو کر حملہ کر بیٹھتے تھے - عیسائیون نے یہ سمجھکر کہ مسلمان بیدل ہو کر بھاگے بعضون نے تعاقب کیا - اور بعض لوٹ کے فکر مین ہوئے۔

فوراً عربون نے منتشر یونانیون پر حملہ کیا - اور اُن پر آگرے خالدؓ اور ضرارؓ نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی اور اپنے لشکر کو جرأت دی اور نہایت خونریزی کی - عیسائی مُردون کی تعداد دسوا سو سے زیادہ تھی اور حاکم شہر اُسی زمرے مین تھا - وہ بڑی جسامت اور بھاری چہرہ اور خوشبو لگانے کے باعث سے پہچانا گیا۔

اس لڑائی کے بعد شہر حمص نے اطاعت قبول کی - لیکن مسلمان نہ قبضہ کرنے کے لیے نہ قلعہ کے لیے فوج چھوڑنے کو ٹھہر سکے - اُنکو خبر ملی کہ بہت بڑا لشکر یونانیون اور عربون کا بڑی تعداد مین آرہا ہی - کہ اُنسے مقابلہ کرے اور اُنکو دبوچ لے - اس موقع پر لوگون کی راے مختلف ہوئی - بعضون نے کہا کہ ملک عرب کو واپس چلیے جہان کے ریگستان مین غنیم کو کچھ غذا نہ ملیگی - لیکن ابو عبیدہؓ نے راے دی کہ اس قسم کی واپسی بزدلی سمجھی جائیگی - اور بعضون کی راے ہوئی کہ ہم لوگون نے یہ زرخیز ملک تلوار سے حاصل

کیا ہی۔ اب چھوڑ کر جانا مناسب نہین جو ہونا ہو یہین ہو۔ لیکن خالدؓ نے فیصلہ کر دیا۔ آپؓ نے فرمایا یہان پڑے رہنا مناسب نہین کیونکہ قیصر ہرقل کے بیٹے قسطنطین کے پاس کہ یہان سے قریب ہی چالیس ہزار آدمی ہین۔ اسلیے آپؓ نے مشورہ دیا کہ یرموک کو جا دین۔ جو بیت المقدس اور عرب کی سرحد پر ہی جہان پر خلیفہ وقت کی مدد آنے مین آسانی ہوگی اور قیصر کے لشکر پر حملہ ہو سکے گا خالد بن الولیدؓ کا مشورہ قبول کیا گیا۔

مسلمانون کی بار بار کی کامیابی سے قیصر ہرقل کو نہایت ملک شام کے ہاتھ سے نکلنے کا نہایت خوف ہوا۔ اقلیم یورپ اور ایشیا سے لشکر فراہم کیے گئے۔ اور خشکی اور تری سے جہان جہان ضرورت دیکھی گئی بھیجے گئے۔ اُنکا اصل لشکر ۲۸۰۰۰۰ دو لاکھ اسّی ہزار آدمیونکا مسلمانون کی تلاش مین مشہور افسر ماہان کے تحت مین روانہ کیا گیا۔ عرب اسکو ماہان کہتے ہین اور یونانی مینول۔ راہ مین اس لشکر کو جبلہ بن الایہم ملا جو عیسائی عرب کی قوم غسان کا بادشاہ تھا۔ اس جبلہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن ذیل کے واقعات کے باعث وہ اسلام سے پھر گیا۔ وہ خلیفہ عمرؓ کے ساتھ حج کے لیے مکہ معظمہ گیا۔ اور کعبہ کے گرد طواف کر رہا تھا۔ کہ ایک عرب قوم فزارہ سے اُسکے دامن پر چڑھ گیا اور وہ احرام گلے کے پاس سے ایسا پھٹ گیا۔ کہ گلا کھل گیا۔ وہ غضب ناک ہوکر اُس عرب کیطرف پھرا۔ اور چلایا کہ تجھ پر اللہ کا قہر نازل ہو کہ تو نے میری پیٹھ اس متبرک گھر مین کھولی۔ اُس عرب نے عاجزی کی کہ یہ ایک امر مجھسے بلا قصد اور اتفاقیہ ہوا۔ لیکن جبلہ نے اُسکو طمانچہ مارا اور خوب کچلا یہان تک کہ اُسکے چار دانت ٹوٹ گئے۔ اُس حاجی عرب نے حضرت عمرؓ کے پاس نالش کی۔ لیکن جبلہ نے کہا کہ مینے بہت ٹھیک کیا ہی۔ کیونکہ ہمکو اس سے صدمہ پہونچا ہی۔ اگر ہم حرم کے اندر نہوتے۔ اور خونریزی منع نہوتی تو ہم اسکو مار ڈالتے۔ حضرت

عمرؓ نے کہا کہ تم نے اپنے قصور کا اقرار کیا اور تاوقتیکہ تمہارا فریق معاف نکرے تمکو سزا دیجائیگی۔
آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت جبلہ نے غرور کے ساتھ جواب دیا کہ ہم بادشاہ ہین اور یہ شخص دہقانی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم دونون اللہ کی نظرون مین مسلمان ہو۔ دونو برابر ہو۔ اور اُسکے یہان کسیکی عزت نہین۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمکو سزا کل دیجائیگی۔ یہ سنکر رات ہی کو یہ شخص بھاگا۔ اور قسطنطنیہ پہونچا۔ اور اسلام ترک کرکے پھر عیسائی ہوگیا۔ اور قیصر ہرقل کی خدمت مین تھا۔ اب یہ شخص مینوئل (ماہان) کی مدد کے واسطے ساٹھ ہزار عرب لایا۔ اتنے بڑے لشکر کے پہونچنے کی خبر مسلمانون کو معلوم ہوئی۔ جسکے باعث سے مسلمانون نے حمص کو چھوڑا۔ اگرچہ وہ شہر اطاعت مین درآیا تھا۔

مسلمان لوگ اب یرموک پہونچے۔ یہ ایک جگہ ہے کہ اچھے درخت اور اچھی آب و ہوا کے واسطے مشہور ہے۔ اور ایک چشمے کے کنارے کہ وہ بھی اسی نام سے مشہور ہے خیمہ زن ہوئے اُسوقت تک یہ جگہ کچھ ایسی مشہور نہ تھی۔ لیکن بعد لڑائی اور فتح شام کے مشہور ہوئی۔

ماہان اپنے بڑے لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ آتا تھا لیکن اُسنے جبلہ کو ساٹھ ہزار عربلے کے ساتھ میدان صاف کرنے کے لئے آگے روانہ کیا۔ کہ وہ جلد مسلمان عربون سے مقابلہ کرین کہ ہیرے کو ہیرا کاٹتا ہے۔ ان متفق لشکرون سے لوگون کو بڑی تکلیف پہونچی۔ جہان گئے اُسکو ویران کرڈالا۔ اور جن عیسائیون نے مسلمانون کی اطاعت کرلی تھی اُنکو بھی لوٹا۔

ہرگاہ ماہان فاصلہ پر تھا حسب منشاے حکم قیصر ہرقل اُسنے صلح کا پیغام ابوعبیدہ کے پاس بھیجا۔ اور اُسکے پھرجانے پر ملامت کی۔ اور یہ کہ وہ اپنے ملک والون پر اسقدر ظلم و تشدد کیون کرتا ہے۔ جبلہ نے جواب دیا کہ میرا مذہب قیصر کا مذہب ہے اور ہم اُسی کے واسطے لڑینگے۔ اسپر خالدؓ آگے آئے اور کہا کہ اس کافر کو ہمارے حوالے کیجئے۔ آپ نے کہا کہ اصل لشکر سے وہ بہت آگے ہے۔ ہمکو تھوڑے سے چُننے ہو۔ تیٔ آدمی دیجئے کہ اسپر اور اُسکے عربون کے لشکر پر جا پڑین۔ قبل اسکے کہ ماہان اُسکی مدد کرسکے اُنکی راے کو اکثرون نے

ناپسند کیا۔ لیکن خالدؓ اپنے جوش مین چلائے کہ کسیطرح ان شیطانون کا لشکر اللہ کے لشکر کو نہین پہونچ سکتا۔ اللہ مدد کریگا۔ اسکا جواب کسی کے پاس نہ تھا خالدؓ کو چن لینے کی اجازت دیگئی۔ چُنے ہوون مین سب شجاع اور آزمودہ کار تھے۔ ان لوگون سے خالدؓ جبلہ پر آپڑے کہ بالکل غیر آمادہ تھا۔ اور اُسکے لشکر کو انتشار مین ڈالا۔ اور بڑی خونریزی کے ساتھ اُسکو اصل لشکر پر پلٹنے کے لئے مجبور کیا خالدؓ کی اس کامیابی پر بسبب قید ہوجانے یزیدؓ اور رفیعؓ اور ضرارؓ کے دھبا آگیا۔ عیسائی مفروریون نے واپسی کے وقت انکو گرفتار کرلیا اور ماہان کے لشکر مین لیگئے۔

اسی اثنا مین ایک خاص قاصد جسکا نام عبد اللہؓ ابن قرط تھا مدینہ مین پہونچا اور ابو عبیدہؓ کا خط حضرت عمرؓ کے نام لایا جسمین خطرناک حالت درج تھی۔ اور مدد کی استدعا تھی۔ خلیفۂ وقت ممبر پر چڑھ گئے۔ اور جہاد کا وعظ فرمایا۔ کہ اسلام کے واسطے اور اللہ ورسول کے لیے لڑنا کیسا ہے۔ تب آپؓ نے ایک خط ابو عبیدہؓ کے نام کا جو قرآن کی آیت سے بھرا تھا عبد اللہؓ کو دیا اور اُسمین لکھا تھا۔ کہ ہم دعا کرتے ہین اور امدادی لشکر بھی بھیجتے ہین۔ یہ کہکر آپ نے عبد اللہؓ کو دعا دی اور انکو رخصت کیا کہ جلد جاوین۔

عبد اللہؓ کو واپس جانے مین یاد آیا کہ ہمنے رسول اللہ صلعم کے روضہ کی زیارت نہین کی۔ یہ یاد آنے سے وہ واپس آئے۔ اور حضرت عائشہؓ کے حجرے مین جہان آپ کا مزار تھا گئے۔ اُنھون نے مزار کی بغل مین عائشہ صدیقہ کو دیکھا کہ حضرت علیؓ اور عباسؓ قرآن پڑھنا سُن رہی تھین ہرگاہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ آپ کے صاحبزادگان اور رسول اللہ صلعم کے نواسے دو زانو بیٹھے تھے۔ بعد ادائے تعظیم روضۂ اطہر کے عبد اللہؓ نے اپنا مطلب اظہار کیا۔ کہ ہم چاہتے ہین کہ قبل یرموک کی لڑائی اور دشمن کے مقابلہ کے ہم لشکر مین پہونچین۔ اسپر سب متبرک لوگون نے ہاتھ اُٹھایا۔ اور حضرت علیؓ نے جلد پہونچنے کی دعا کی۔ تب وہ روانہ ہوئے۔ اور اسقدر جلد لشکر مین پہونچے کہ اُنکا پہونچنا حضرت عمرؓ

اور حضرت علیؑ کی کرامت اور دعا کے باعث سے بجھی گئی۔ موعودہ مدد بھی فوراً ہی روانہ کیگئی۔ یہ آٹھ ہزار آدمیون کا لشکر تھا۔ اور سعیدؓ بن عمرو کے تحت مین بھیجا گیا۔ انکو خلیفۂ وقت نے ریشمی سرخ جھنڈا دیا۔ اور چلتے وقت نصیحت کی کہ پہنچنے پر اور اپنے لشکر پر جابر رہو اور خودغرضی کی باتین نرکھو۔

سعیدؓ نے بھی دینداری کی راہ سے بیان کیا۔ کہ اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ آدمی ست ہین۔ اور کل مسلمانون کو خواہ قرابت مند ہون یا غیر عزیز رکھنا چاہیے۔ اور حاضر اور غائب کی یکسان پرورش چاہیے۔ اور جو حق ہو اُسکو امر کرنا اور جو ناحق ہو اُس سے باز رکھنا خلیفۂ وقت سر کو عصا پر رکھکر اور نظر زمین پر گرائے سُنتے رہے۔ جب سعیدؓ کہہ چکے آپ نے سر اُٹھایا اور آنسو آپ کے گالون پر دوڑ رہے تھے۔ اور کہا کہ جیتے ہی کون آدمی بلا اللہ کی مشیت کے یہ سب کر سکتا ہے۔

سعیدؓ ابن عمرو ریگستان کی مختصر راہ سے چلے اور راہ بھول گئے۔ ہر گاہ ایک رات وہ آرام کر رہے تھے۔ کہ ایک چشمہ کے اطراف مین اُنکو معلوم ہوا کہ ماہان کا حاکم پانچ ہزار آدمیون سے قریب ہے۔ وہ اُسپر آپڑے اور اُسکے پیادون کو قتل عام کیا۔ وہ حاکم کچھ پیادون کے ساتھ مفرور ہوگیا۔ لیکن مسلمانون کے اُس لشکر کے پاس کہ حضرت زبیرؓ کے تحت مین میدان صاف کر رہا تھا آپہونچا۔ زبیرؓ نے اُسکو ایک نیزے مین مار گرایا۔ اور اُسکے لشکر مین سے دونون طرف کے مسلمانون کے ضرب سے ایک بھی نہ بچا۔ مسلمان اُنکا سر لیئے نیزے پر اپنے خیمہ گاہ مین لے آئے۔ اور اُنکے لشکر کو اُس سے بڑی جرأت ہوئی۔

قیصر کا لشکر اب قریب پہونچا اور ماہان نے پھر صلح کا پیغام بھیجا۔ خالدؓ نے کہا کہ ہم جاکر گفتگو کرینگے۔ لیکن آپؓ کا اصل ارادہ تھا کہ ضرارؓ اور یزیدؓ اور رفیعؓ وغیرہ کو چھوڑا لادین کہ جبلہ کی لڑائی مین گرفتار ہوگئے تھے۔

جب خالدؓ عیسائی خیمہ گاہ کے مقابل پہونچے۔ اُن سے کہا کہ اپنے ایک سو ساتھیون کو

چھوڑ دیجئے - اور تنہا ماہان کے خیمے مین جائیے لیکن آپؓ نے انکار کیا - آپؓ نے اس سے بھی انکار کیا کہ آپؓ اور آپؓ کے ساتھی بے تلوار آوین - کچھ گفتگو کے بعد آپؓ کو اپنے طور پر آنے کی اجازت ملی -

ماہان ایک قسم کے تخت پر بیٹھا تھا - جسکے گرد اُسکے ماتحت افسر تھے ہرگاہ خالدؓ اپنے ایک سو آزمودہ کار سوارون کے ساتھ سادے لباس مین داخل ہوئے - کرسیان اُنکے اور اُنکے ساتھیون کے واسطے لائی گئین - لیکن اُنھون نے ہٹا دیا - اور چارزانو فرش پر بیٹھ گئے - جب ماہان نے اسکی وجہ دریافت کی آپؓ نے قرآن کے بیسوین پارہ سے آیت پڑھی جسکے معنی یہ ہین کہ تم مٹی سے بنائے گیے ہو اور مٹی ہی مین ملوگے اور مٹی سے پھر نکالے جاؤگے - (منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخری) آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالے نے زمین کو پیدا کیا ہو - اور جسکو اللہ نے بنایا تمھارے ریشمی پردون سے زیادہ قیمتی ہو -

ماہان نے گفتگو شروع کی - اُسنے شکایت کی کہ مسلمان بے انصاف ہین - بلا اشتعال کے اپنے ہمسایے سے لڑنے آئے ہین - اور اُنکے مذہبی امور مین دخل دیتے ہین اور اُنکے جورو لڑکے کو لوٹتے ہین - اور اُنکو غلام بناتے ہین - خالدؓ نے کہا کہ یہ صرف اُنکے ہٹ کا باعث ہو کہ اللہ تعالے کو ایک نہین کہتے اور محمد صلعم کو رسول نہین مانتے - اُنکے آپس کی باتین تند ہونے لگین اور خالدؓ نے اپنے جوش مین کہا کہ ہم تمھین ایک روز حضرت عمرؓ کے سامنے گلے مین پٹا ڈالکر کھینچ لیجائینگے - اور تمھارا سر کاٹ لینگے - کہ جس سے تمام کافرون کو ڈر ہو -

ماہان نے بھی غصہ ہوکر جواب دیا کہ چونکہ آپؓ اسوقت ایلچی ہین اسلیے محفوظ ہین - لیکن آپؓ کی گستاخی کی سزا یہ ہو کہ آپؓ کے پانچون قیدی دوستون کو آپ کے سامنے قتل کراتا ہون - خالدؓ نے جواب دیا کہ اگر اس دھمکی کا ذرا بھی اجرا ہوا اور اگر بال

بھی نقصان ہوا تو ہم تمکو اللہ اور اُسکے رسول صلعم اور کعبہ کی قسم اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے۔ اور ہر شخص ان مسلمانون سے تمھارے آدمیون کو مار ڈالینگے۔ یہ کہکر آپ نے اپنی تلوار نکالی۔ اور آپؓ کے ساتھیون نے بھی ایساہی کیا۔ عیسائی سردار اس بہادری کو دیکھکر متعجب ہوا۔ اُسنے کہا کہ جو کچھ ہمنے کہا صرف دھمکی تھی۔ مسلمان ٹھنڈے کیے گیے۔ اور تلوار میان مین کیگئی۔ اور پھر گفتگو سہولیت سے ہونے لگی۔

آخرش ماہان نے پانچون قیدیون کو رہا کیا۔ اور اُسکے بدلے مین خالدؓ نے اپنا قرمضی خیمہ ماہان کو دیا جو عیسائی خیمے کے مقابل گاڑا گیا تھا۔ اور جسکی نسبت اُسنے اپنی خواہش ظاہر کی تھی۔ اسطرح یہ گفتگو طے ہوئی اور فریقین اپنے اپنے خیمہ مین سپاہانہ اعزاز کے ساتھ واپس گئے۔

فصل چھٹوین

وہ بڑی لڑائی جس سے ملک شام کا فیصلہ ہوا عنقریب ہی کہ پیش ہو کیونکہ قیصر نے اُس ملک کی قسمت کو ایک ہی بہت بڑی لڑائی پر منحصر کیا تھا حضرت ابو عبیدہؓ نے وقت کے اشکال کو دریافت کرکے اور اپنی ناقابلیت میدان کارزار مین سمجھکر لشکر کی حکومت عام خالدؓ کو سپرد کی۔ اور خود لشکر کے پیچھے عورتون اور لڑکون کی حفاظت کے لیے رہنا قبول کیا۔ کہ جو مسلمان پیچھے بھاگنے کا قصد کرے گا۔ اُسکو پھر آگے بھیجین گے۔ یہان پر آپؓ نے زرد جھنڈا جو آپؓ کو حضرت ابو بکرؓ نے دیا تھا۔ اور جسکو حضرت صلعم نے خیبر مین لیا تھا نصب کیا قبل شروع ہونے لڑائی کے خالدؓ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر کے آگے گئے۔ اور ایک مختصر تقریر کی کہ بہشت تمھارے آگے ہی اور شیطان اور جہنم تمھارے پیچھے ہی۔ بہادری سے لڑو تمکو بہشت ملیگی اور اگر بھاگے تو جہنم مین گروگے دونون لشکر قریب ہوئے لیکن عیسائیونکی کثرت اور یونانیون کے قاعدہ و داؤن نے مسلمانون کے دہنے بازو کو ہٹا دیا۔ جو لوگ بھاگے

اُنپر پیچھے کی عورتین حملہ آور ہوئین - اور سخت ملامت کرنے لگین - یہان تک کہ اُنکو لڑائی مین مرنا اس ملامت سے پسندیدہ معلوم ہوا - ابو سفیانؓ بھی بھاگے اُنکو خیمہ کے بالش کا زخم چہرہ پر لگا -

جب تین مرتبہ مسلمان پس پا ہوئے اور تین مرتبہ اُنکو عورتون نے جرات دیکر میدان جنگ مین بھیجا - آخرش رات آجانے سے لڑائی ملتوی رہی - ہر گاہ ابو عبیدہؓ زخمیون کے پاس گئے - اُنکے زخمون کو دھویا - اور مرہم لگایا اور عورتون نے خبرگیری کی - دوسری صبح کو پھر لڑائی شروع ہوئی - اور مسلمان سخت دبائے گئے عیسائی تیراندازون نے بہت تنگ کیا - بہت سے مسلمان جنکو تیراندازون سے صدمہ پہونچا - اُن مین سات سو ایسے آدمی تھے کہ جنکی ایک آنکھ یا دونون آنکھ ضائع ہوئی - اور اسی وجہ سے عربون نے اس دن کا نام یوم العمی رکھا - اور جنکی آنکھ اس لڑائی مین ضائع ہوئی مابعد مین اس نشانی کا فخر کرتے تھے - کئی فرادالڈائیان بھی قابل لحاظ کے ہوئین - اُن مین سے ایک شرحبیلؓ کا ایک مضبوط عیسائی سے لڑنا تھا - شرحبیلؓ بسبب کثرت روزے اور پرہیزگاری کے نہایت ضعیف تھے - اور قریب تھا کہ مضبوط عیسائی غالب آجاتا لیکن پیچھے سے ضرارؓ نے ایک ہاتھ مارا اور وہ مرگیا - دونون شخصون نے اُسکے اسباب کا دعوی کیا - لیکن آخرش اُسی کو ملا جسنے مارا تھا - اس دن بھی مسلمان ایک مرتبہ سے پس پا ہوئے - اور عورتون کے غیرت دلانے سے پھر بڑھے - قائلہ ضرارؓ کی بہن اس لڑائی مین خوب لڑین اور زخمی ہوکر گر پڑین لیکن عشیرہ تے اُنکے مخالف کو مار ڈالا - اور اُنکو چھوڑا یا - لڑائی اُسوقت تک رہی جب تک روشنی رہی - رات ہونے سے مسلمانونکو خوشی ہوئی - اور سمجھے کہ باوجود قلیل ہونے کے اسقدر ٹھہرنا صرف اللہ اور اُسکے رسول کی مدد سے تھا اور آخر مین بیشک کامیاب ہونگے - اس رات مین ابو عبیدہؓ نے دونون وقت کی نماز اکٹھے پڑھی - کہ آپکے سپاہی بعافیت تمام سوئین - کئی روز

گئی تھی۔ لڑائی بہت ہی سخت ہوئی مسلمانون کی ہمت بہت ... رومیون کے لشکر کو پوری شکست
ہوئی۔ اور وہ سب پریشانی کے ساتھ بھاگے۔ اکثر بہا[illegible] مارے گئے
اور اکثر دریا کے گہرے حصون مین ڈوب گئے۔ اُنھین کے آدمیون نے جنکو تکلیف پہونچی
دھوکھا دیکر ایسے موقع پر لیگئے۔ ماہان لشکر کا سردار ایک شخص نعمانؓ بن علقمہ کے
ہاتھ سے مارا گیا۔ ابو عبیدہؓ میدان کارزار مین خود گئے۔ اور ملاحظہ کیا کہ زخمیون کی حفاظت
کسطرح کیجاتی ہی۔ اور مردے گاڑے جاتے ہین۔ آپ کچھ لاشون کو بے سر پا کر متحیر ہوئے کہ
مسلمان ہی یا کافر لیکن آخر شش اُسکو مسلمانون کیطرح گاڑدیا۔ غنیمت کی تقسیم مین
ابو عبیدہؓ نے پانچوان حصہ خلیفہ وقت اور بیت المال کیواسطے نکالدیا۔ اور ہر پیدل کو
ایک حصہ اور سوار کو تین حصے دو حصے اپنے اور ایک حصہ گھوڑے کا۔ لیکن عربی گھوڑون
کیواسطے دو حصے نکالے۔ اسمین کسیقدر اختلاف بھی ہوا۔ لیکن یہ بات خلیفۂ وقت کی منظوری
سے طے ہو گئی۔ بہ سبب قیمتی ہونے عربی گھوڑون کے ایسا کیا گیا۔ یہی بڑی لڑائی یرموک
کی تھی کہ کنارے پر دریاے یرموک کے ماہ نومبر ۶۳۶ء مین مطابق ۱۵ھ ہجری کے واقع ہوئی

فصل ساتوین

حملہ آور مسلمانون نے ایک مہینے تک دمشق مین اُس محنت کے باعث سے کہ فتحیابی کے
سبب سے ہولی۔ آرام کیا۔ اِس عرصہ مین حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا
کہ اب وہ کس سمت کو رُخ کرین۔ قیصریہ یا یروشلم (بیت المقدس) کیطرف ہ حضرت علیؓ
اُسوقت حضرت عمرؓ کے قریب تھے۔ آپ نے رائے دی کہ پہلے یروشلم کا محاصرہ ہونا چاہیے
کیونکہ وہ قدیم جگہ پیغمبرون کی ہی۔ اور وہان موسیٰؑ و عیسیٰؑ و محمد صلعم کے واقعات گذرے ہین
اور پیغمبرون کے مقابر کیوجہ سے متبرک بھی ہی۔ خلیفہ وقت نے حضرت علیؓ کی رائے کو
پسند کیا۔ اور ابو عبیدہؓ کو لکھا کہ بیت المقدس کیطرف جاؤ اور یروشلم کا محاصرہ کرو۔

اس خبر کو پاکر ابو عبیدہؓ نے یزیدؓ بن ابی سفیان کو پانچ ہزار آدمیون سے آگے روانہ کیا کہ محاصرہ شروع کرین - اور اُسکے بعد پانچ روز تک برابر مدد کثیر بھیجتے رہے - یروشلم کے باشندون نے مسلمان حملہ آورون کو آتے دیکھا - جنھون نے شرق مین اسقدر حیرانی پھیلائی تھی اور اُنھون نے حملہ و صلح کی گفتگو نہین کی بلکہ انجن وغیرہ کو شہر پناہ کی دیوارون پر واسطے مقابلے کے مستحکم کیا۔

یزیدؓ شہر کے سامنے آئے - اور اُنھون نے اپنے شرایط پیش کیے - یعنی اسلام لاؤ یا جزیہ دو - لیکن اُنھون نے دونون باتین نامنظور کین - اہل اسلام حملہ کرتے لیکن حضرت ابو عبیدہؓ نے اس بارے مین کچھ ہدایت نہین کی تھی - اسلیے تا آنے آپؓ کے وہ بیٹھے رہے - آپؓ کے آنے پر یزیدؓ نے حملے کی تیاری کی - صبح کو مرغ کے بانگ دیتے ہی مسلمانون کے لشکر نے نماز پڑھی - اور سبھون نے ایک شامل قرآن کی آیت پانچوین پارے کی پڑھی جہان موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا ہی کہ ای لوگو تم اس متبرک زمین مین کہ تمھارے لیے مقرر کی گئی ہی داخل ہو۔

دس دن تک مسلمان بیکار حملے کرتے رہے - گیارھوین روز حضرت ابو عبیدہؓ اپنا کل لشکر مدد کے لیے لائے - آپؓ نے ایک تحریری پیغام باشندون کے نام بھیجا - کہ تم اللہ تعالے کی توحید مانو - اور محمد صلعم کو اُسکا رسول سمجھو - یا ہماری موافقت مین آؤ اور ہمکو جزیہ دو - اور نہین تو ہم تمھارے مقابلے کے واسطے ایسے آدمی لاوینگے جنکو موت اُس سے بھی زیادہ عزیز ہی جیسا تمکو سور کا گوشت اور شراب عزیز ہی۔

اور ہم تمکو انشاء اللہ تعالے نہ چھوڑینگے - یہان تک کہ تمھارے لڑنے والون کو ہلاک کرینگے - اور تمھارے لڑکون کو غلام بنا دینگے۔

یہ تحریر ایلیا (یروشلم) کے حاکم شہر اور باشندون کے نام تھی - یروشلم کی تعمیر قیصر ایلیاس اڈرین نے بھی کی تھی - اُسی تاریخ سے یہ شہر اُسکے نام سے ایلیا ہی مشہور ہوا

یروشلم کے عیسائی امام سفرونیس نے جواب دیا کہ یہ مقدس شہر ہو اور پاکیزہ جگہ۔ اور جو شخص اسکی مخالفت کی نظر سے آیا۔ وہ اللہ کا دشمن ہی۔ اُسکو اس پر بھروسا تھا۔ کہ چونکہ شہر پناہ اور برجون کا استحکام خوب کیا گیا ہی۔ اور اندر کا لشکر بھی یرموک کے مفروریون سے کچھ کم نہ تھا مقابلہ خوب ہوگا۔ یہ شہر بھی نہایت مستحکم جگہہ مین واقع تھا۔ چونکہ ہر طرف چشمون سے گھرا تھا۔ اور علاوہ اسکے اُسی مین پرہیزگار لوگ تھے۔ جو حضرت عیسیٰ کی قبر کے استحفاظ کے لیے جرأت دینے کو کافی تھے۔

سردی کے چار مہینے گذر گئے روزانہ ایک مختصر لڑائی ہوتی رہی۔ اگرچہ محاصرہ کرنیوالون پر حملہ ہوتا تھا اور انجن وغیرہ سے سخت صدمہ اُٹھایا۔ اور آب وہوا بھی ناموافق تھی لیکن تاہم محاصرہ نہ اُٹھایا۔ یہان تک کہ ایک عیسائی امام نے جسکا نام سپرونیس تھا۔ دیوار کے اوپر سے حضرت ابو عبیدہ سے صلح کی گفتگو شروع کی۔ اُسنے کہا کہ تم نہین جانتے کہ یہ مقدس جگہہ ہی اور جو اسکو صدمہ پہونچاتا ہی وہ قہر الٰہی مین مبتلا ہوتا ہی۔

ابو عبیدہ رضؓ نے جواب دیا کہ ہمکو معلوم ہی کہ یہ پیغمبرون کی جگہہ ہی۔ یہان وہ دفن ہین اور ہمارے نبی محمد صلعم بھی یہین سے معراج مین آسمان پر گئے۔ اور ہم جانتے ہین کہ ہم اسپر قبضہ کرنے کے مستحق تمسے زیادہ ہین۔ اور ہم اسکا محاصرہ اُٹھا دینگے جبتک اللہ تعالے یہ جگہہ اور جگہون کیطرح ہمکو نہ دیدے۔ عیسائی امام نے نا امید ہوکر کہا کہ ہم تمکو اس شرط پر قبضہ دیتے ہین کہ خود تمھارے خلیفہ آوین اور شرائط پر خود دستخط کرین۔ اور قبضہ کرین۔

جب یہ شرط خلیفۂ وقت کے پاس پیش کیگئی۔ حضرت عثمان رضؓ اسکے برخلاف ہوئے لیکن حضرت علی رضؓ نے رائے دی کہ نہین یہ جگہہ عیسائیون کی نظرون مین متبرک ہی اگر انکو مدد پہونچ گئی۔ اور اخیر وقت تک لڑے تو مشکل ہوگا۔ علاوہ اسکے خلیفۂ وقت کے جانے سے سپاہیون کو ہمت اور مسرت ہوگی۔

حضرت علی رضؓ کی باتون کا وزن خلیفۂ وقت کے دل مین ہوا۔ اور بعض مؤرخون نے

یہ بھی لکھا ہی - کہ یروشلم مین یہ بات پیشین گوئی کے طور پر لکھی تھی - کہ ایک شخص اس نام اور مذہب اور صورت کا خود آکر اس متبرک جگہ کو فتح کریگا - بہر نوع حضرت عمرؓ نے خود جاکر اس شہر کو اطاعت مین ورلانا پسند کیا آپؓ نے اپنی غیر حاضری مین حضرت علیؓ کو قائم مقام کیا اور مسجد نبوی مین نماز پڑھکر اور حضرت رسول صلعم کے روضہ کی زیارت کرکے روانہ ہوئے اس بڑے بادشاہ کی ترقی جسکے ہاتھ مین ان بڑی سلطنتون کی عنان تھی اور بیجیاب غنیمت اُسکے قبضۂ اقتدار مین تھی - اسلام کی سادگی کے قاعدہ پر منحصر معلوم ہوتی تھی - آپؓ سُرخ رنگ کے اونٹ پر سوار ہوئے - جسکے دونون جانب جھولی لٹک رہی تھی - ایک مین کھجور اور سوکھے میوے تھے اور دوسرے مین بھونی ہوئی جنس مثل گیہون جو وغیرہ کے تھے - آپؓ کے آگے کی جانب کو ایک مشکیزہ پانی کا لٹکتا تھا اور پیچھے کو ایک لکڑی کا تگاڑ تھا - آپؓ کے ساتھی بلا امتیاز درجے کے ایک ہی رکابی مین کھاتے تھے - اور آپ رات کو درخت کے نیچے چٹائی بچھاکر سوتے - یا معمولی بدوون کے خیمے مین رہتے - اور بغیر صبح کی نماز پڑھے روانہ نہین ہوتے -

جب آپؓ اس سادگی سے عرب کے درمیان جارہے تھے - آپؓ نے کئی آدمیون کی نالش سُنی - اُنکا درمان کیا - اور ٹھیک انصاف کیا - اسکی خبر پہونچی کہ ایک عرب ہی کہ دو بہنون کو نکاح مین ایک ساتھ رکھتا ہی - یہ اسلام کے مسائل کے خلاف تھا - اگرچہ کافرون مین رائج تھا - یہ شخص مسلمان تھا - آپؓ نے اُسکو اور اُسکی بی بی کو بُلایا - اور اُسکو اُسکی غلطی پر مطلع کیا اُسنے کہا کہ ہم اس قاعدے سے اسلام کے نہین واقف تھے - حضرت عمرؓ نے کہا کہ تو جھوٹا ہی ابھی ایک کو ان مین سے چھوڑدے - نہین تو تیرا سر کاٹا جائیگا - اُسنے کہا کہ کیا خراب وہ دن تھا کہ ہمنے اس مذہب کو اختیار کیا - یہ ہمارے کون کام آویگا - آپؓ نے فرمایا میرے پاس آؤ اور دو چھڑیان اُسکے سر پر مارین اور کہا کہ تو اپنا اور اپنے اللہ کا دشمن ہی - اس تادیب سے اپنا چال چلن درست کراور اس دین کی تعظیم کر جسکو اللہ نے اُتارا ہی - اور اُسکے

عمدہ بندون نے قبول کیا ہی- تب آپؓ نے اُس سے کہا کہ دو نون مین ایک کو جسے پسند کرتا ہی رکھ- اور جو آدمی اسلام لاتا ہی اور اُسکو چھوڑ دیتا ہی اُسکے واسطے موت کی سزا ہی اور اب اگر اپنی زوجہ کی بہن کو ہاتھ لگائیگا تو سنگسار کیا جائیگا-

دوسری جگہ آپؓ نے کچھ آدمیون کو دھوپ مین کھڑے دیکھا- اِس سبب سے کہ اُنھون نے مسلمانون کو جزیہ حسب وعدہ نہین دیا- دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ بالکل بے سروسامان ہین- آپؓ نے اُنکو رہائی کا حکم دیا- اور ایذا دینے والون کو ملامت کی کہ اُس سے زیادہ کسی پر شدت نہ کرو کہ تم نہ سہ سکو- کیونکہ ہمنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہی کہ جو شخص کسی اپنے ساتھی کو دنیا مین تکلیف دیتا ہی- اُسکو جہنم کی آگ سے تکلیف پہونچے گی-

جب آپ رض یروشلم سے ایک روز کے فاصلہ پر تھے- ابو عبیدہ رضؓ آپؓ کی پیشقدمی کیواسطے آئے- کہ اپنے خیمہ تک لیجاوین- آپ کچھ غور کے ساتھ جاتے تھے- اور آپؓ نے اپنے فرائض پیشوائی اور نصیحت کو فراموش نہین کیا- صبح کی نماز کے بعد آپؓ نے وعظ فرمایا جسمین آپ نے فرمایا کہ اللہ جسکو رہنمائی کرے اُسکو کوئی ڈگا نہین سکتا اور جسکو اللہ ضلالت مین ڈالے اُسکی مدد کون کر سکتا ہی- اسپر ایک عیسائی پادری بول اُٹھا کہ اللہ کا کام ضلالت مین ڈالنے کا نہین ہی- اسپر آپؓ نے فرمایا کہ اگر پھر بولے تو اسکا سر کاٹ ڈالو- وہ شخص چپ ہوا اسلام کی تلوار کے آگے کسکی مجال تھی کہ بولے- آپؓ نے اپنی راہ مین کچھ عربون کو اپنا لباس چھوڑ کر شام کا فاخرہ لباس پہنے دیکھا- اُسیوقت اُنکا کپڑا پھاڑ دیا گیا- جب یروشلم کے سامنے آئے- آپؓ نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی- اور کہا کہ اللہ تعالے نہایت قوی ہی اور اللہ ہمکو فتح آسانی سے حاصل کراتا ہی- تب خیمہ گاڑنے کا حکم دیا- اور اُسمین اُترے اور فرش پر بیٹھ گئے- عیسائیون نے اِس قوی لشکر کے بادشاہ کو کہ تمام دنیا کو فتح کیا چاہتا تھا دیکھنا چاہا- مسلمان اِس خوف سے کہ شاید قتل کا قصد کرین- روکنا چاہتے تھے

لیکن آپ رضؓ نے فرمایا - کہ جبتک اللہ کا حکم نہو ہمکو کچھ نہو گا - اُسی پر بھروسا رکھو - خلیفہؓ وقت کے آتے ہی شہر نے اطاعت قبول کرلی - جو لوگ کہ شہر کیطرف سے صلح کا پیغام لائے آپ کو اِس سادہ لباس مین دیکھکر متعجب تھے - صلح کے شرائط کو آپؓ نے خود لکھا - اور وہ مابعد کے فتوحات مین نظیر ہو گئے - شرائط یہ تھے کہ عیسائی نئے گرجے اِس ملک مین نہ بناوین اور گرجون کے دروازے برابر مسافرون کے لیے کھلے رہین - اور مسلمان اُنمین دن رات جب چاہین جاسکین گھنٹیان ہلائی جاوین اور بجائی نہ جاوین - اور گرجون پر صلیب نہ بلند کیجاوین - اور نہ گلیون مین دکھائی جاوین - عیسائی اپنے لڑکون کو قرآن نہ تعلیم کرین اور نہ اپنے مذہب کی باتین علانیہ بولین - اور نہ کسی کو شاگرد کرین - اور نہ اپنے ہمسائے کو عیسائی ہونے کی ترغیب دین - اور مسلمانون کا لباس نہ اختیار کرین - خواہ جوتا پگڑی یا ٹوپی جو کچھ ہو - اور نہ اپنے بالون کو مسلمانون کیطرح چیرین - وہ مسلمانون کی زبان تحریر مین نہ استعمال کرین اور مسلمانون کیطرح سلام بھی نہ کرین - اور نہ اُنکے نام رکھین جب کوئی مسلمان آوے تو اُنکو کھڑا ہو جانا چاہیے - یہان تک کہ اُن سبکو ہر مسلمان مسافر کی تین روز تک خاطر داشت کرنا ہوگی اُنکو شراب نہ بیچنا چاہیے اور ہتھیار بند نہ چلے - اور گھوڑے پر زین نہ رکھے - اور جو خدمتگار مسلمانون کی خدمت مین ہو اُسکو اپنے یہان جگہ نہ دے

یہ سب ذلیل شرائط یروشلم کے رہنے والون کو قبول کرنا پڑے عیسائیون کے اِن شرائط قبول کرنے پر حضرت عمرؓ نے اُنکے جان و مال کی حفاظت اپنے اوپر اختیار کی -

حضرت عمرؓ اُس سلیمان کے شہر مین پیادہ پا گئے - اور آپؓ کے ہاتھ مین عصا تھا - اور اُنکے ساتھ پادری سفرونیس تھا جس سے آپؓ نے سہولیت سے گفتگو کی - اور آپؓ نے قدیم عمارتون کا حال اُس سے پوچھا اور اُس عیسائی پادری نے مسلمانون کی ظاہری تعظیم بخوبی کی ہرگاہ عیسائی حشر کے معبد مین آپؓ تھے - کہ نماز کا وقت آیا - اور آپؓ نے نماز کے لیے جگہ تلاش کی - اُس پادری نے اُسی گرجے مین پڑھنے کے لیے کہا - لیکن آپؓ نے نا منظور

گیا۔ تب وہ گرجہ قسطنطین مین لے آیا۔ وہان بھی آپؓ نے ناپسند کیا۔ لیکن واپسی کیوقت اس گرجے کے مشرقی دروازے مین جو سیڑھی تھی اُسپر نماز ادا کی۔ نماز پڑھکر آپؓ نے اُن پادری سے فرمایا۔ کہ اگر ہم گرجے کے اندر نماز پڑھتے۔ تو میرے بعد مسلمان اُسکو توڑکر مسجد بنا لیتے پھر آپؓ نے فرمایا اس سیڑھی پر مسلمانون مین سے ایک سے زیادہ آدمی نماز نہ پڑھے۔ چنانچہ آپؓ کے بعد آدھی اُس سیڑھی کی توڑکر مسجد بنائی گئی۔ اور آپؓ نے تلاش کیا کہ سلیمان کا معبد کہان ہی۔ چنانچہ وہان آپؓ نے ایک مسجد بنائی لیکن مابعد مین وہ اسقدر بڑھائی گئی اور مرصع ہوئی کہ قرطبہ (کرڈوا) جو اسپانیہ مین ہی اُسکی مسجد کی ثانی ہوئی۔ یروشلم کا اطاعت مین آنا سنہ ۱۶ ہجری مین تھا مطابق سنہ ۶۳۷ء کے رسنہ ۶۳۸ء

فصل آٹھوین

خلیفہ عمرؓ دس روز تک شہر یروشلم مین رہے۔ اور اسلام کے کامیابیون کا بندوبست کیا شام کے فتوحات پورے کرنے کے لیے۔ آپؓ نے اُسکو دو حصّون مین تقسیم کیا۔ شمالی اور جنوبی۔ جنوبی شام جسمین بیت المقدس اور بحری اطراف داخل ہین۔ یزید بن ابی سفیان کے حوالہ کیا گیا کہ اُسکو قبضے مین در لاوین۔ ہرگاہ ابو عبیدہؓ بہت بڑے لشکر کے ساتھ شمالی شام کی فتح کے لیے تعینات ہوئے۔ اسمین وہ ملک داخل تھا جو درمیان حوران اور حلب کے ہی۔ اور عمرو بن العاص کو مصر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ہرگاہ اس اطراف مین اسلام کے فتوحات ایسی حالت مین تھے۔ سعد بن ابی وقاص دوسرے سالار لشکر حضرت عمرؓ کے اسیوقت فارس مین اپنے فتوحات کی پیروی کر رہے تھے۔

حضرت عمرؓ کے مدینہ واپس آنے سے لوگون کو خوشی ہوئی کیونکہ آپؓ کے یروشلم جانے سے اُنکو انتشار تھا۔ چونکہ وہ جانتے تھے کہ وہان کی آب و ہوا۔ نہایت مناسب ہی۔ اور زمین زرخیز ہی۔ اور بہ سبب پیغمبرون کی مزارات کے یہ جگہ مقدس تھی۔ اور موافق عقیدۂ اسلام کے حشر کی یہی جگہ ہی۔ اسلیے اُنکو خوف تھا کہ کہین آپؓ اپنی بقیہ عمر وہین بسر نہ کرین۔ اور وہین سکونت

نہ اختیار کرلین۔ اسلیے وہ لوگ خلیفۂ وقت کو پھر اپنے شہر کے دروازے مین اُسی عرب کے سادہ لباس مین داخل ہوتے دیکھکر اور اونٹ پر وہی تھیلی سوکھے میوون کی اور بھونے غلے بھرے ہوئے۔ اور مشک اور تگاڑ لٹکے ہوئے۔ ملاحظہ کرکے نہایت خوشنود ہوئے۔

ابو عبیدہؓ تھوڑے ہی عرصہ بعد روانگی خلیفۂ وقت کے یروشلم سے اپنے فتوحات کی ترقی کے لیے روانہ ہوئے۔ اور اپنی راہ مین شہر کنسرین اور الحضر سے اطاعت قبول کرائی جسکے باشندون نے پانچ ہزار اشرفی اور اسیقدر روپئے اور دو سو جوڑے ریشمی کپڑے اور اسیقدر انجیر اور مصبر دیے کہ پانسو خچر پر لادے گئے۔ تب آپ شہر حلب کیطرف روانہ ہوئے جسکے محاصرے کا حکم خلیفۂ وقت نے دیا تھا۔ اس شہر کے باشندون نے بڑی دولت تجارت سے جمع کی تھی۔ اسلیے وہ مسلمانون کو دیکھکر کانپے۔ کہ ہمارے شہر کو بھی مثل اور شہرون کے تاراج کرینگے۔ شہر حلب مضبوط شہر پناہ سے گھرا ہوا تھا۔ لیکن اُسکا پورا بھروسا قلعہ کے استحکام پر تھا۔ کہ شہر پناہ سے باہر ایک مصنوعی پہاڑی سے تین کونیہ صورت مین بنا ہوا تھا۔ اور اُسکے رُخ پر پتھر تھا۔ یہ بہت بڑا قلعہ تھا اور اطراف کے میدانون پر کوسون تک حاوی تھا۔ اور چارون طرف کے غار سے گھرا ہوا تھا جسمین چشمون کا پانی آسکتا تھا۔ اور یہ قلعہ شام تمام قلعون سے مستحکم سمجھا جاتا تھا۔ وہ حاکم جسکو قیصر ہرقل نے مقرر کیا تھا۔ اور جسکی حکومت مین حلب سے فرات تک تھا۔ عنقریب مین مرگیا تھا۔ اور اُسکے دو بیٹے تھے۔ یوقنا اور یوحنا کہ اُس قلعہ مین رہتے تھے اور اپنے باپ کی جگہ پر حکومت کرتے تھے۔ دونون کے چال چلن ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے۔ یوقنا جو بڑا تھا جنگجو تھا اور حکومت کا انتظام کرتا تھا اور یوحنا اپنی زندگی فقیری مین بسر کرتا تھا۔ یعنی مذہبی تعلیم اور عبادت مین۔

یوحنا مسلمانون کو دیکھکر ڈرا اور رائے دی کہ اُنکو جزیہ دیکر صلح کرلو۔ کہ مال دار تاجرون کو پناہ ہو۔ تب یوقنا نے جواب دیا کہ تم مجرد فقیرون کی سی گفتگو کرتے ہو تم نہین جانتے ہو کہ سپاہی کی عزت کیا ہو۔ کیا ہمارا قلعہ مضبوط اور سپاہی کثیر اور جنس وافر ہمارے پناہ کیلیے

نہین ہی۔ کہ ہم بلا لڑے صلح کرلین۔ تم اپنی کتابین دیکھو اور عبادت کرو۔ اور شہر کی حمایت میرے ذمہ چھوڑ دو۔ دوسرے روز اُسنے سپاہیون کو روپیے بانٹے۔ اور اسطرح سے اُنکو ہمت دی اور کہا کہ عربون نے اپنے لشکر کے کئی حصے کیے ہین۔ ایک حصۂ بیت المقدس کو چھوڑا اور دوسرا مصر کو روانہ کیا ہی۔ جو حصۂ ہماری طرف آتا ہی۔ صرف ایک جزو ہی کچھ بڑا لشکر نہین ہی۔ ہم چاہتے ہین کہ اُنکے یہان پہونچنے سے پہلے اُنسے راہ مین مقابلہ کرین۔ اُسکے لشکر نے خوشی سے قبول کیا۔ پس اُسنے بارہ ہزار آدمیون کو لیا اور مقابلہ کو گیا۔

جیسے ہی یہ شخص لڑنے کو گیا کہ بزدلے اہل تجارت نے تیس آدمیون کو ابو عبیدہ کے پاس صلح کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اور اُسکی غیر حاضری سے اُنکو یہ موقع ہاتھ آیا۔ یہ لوگ جب مسلمانون کے خیمہ مین داخل ہوئے۔ اُنکی سہولیت اور آرام عمدہ سردار کے باعث سے دیکھکر متحیر ہوئے۔ اُنسے ابو عبیدہؓ اخلاق سے ملے اور اُنھون نے کہا کہ ہم بلا اطلاع اپنے حاکم یوقنا کے آئے ہین۔ جو حملہ آور ہوا ہی اور اُسکا ظلم ہم پر بہت ہی بہت گفتگو کے بعد ابو عبیدہؓ نے شہر حلب کو پناہ دی۔ اس شرط پر کہ زر مقررہ ادا کرین۔ اور لشکر کو اُنکی غذا پہونچاوین۔ اور جو مسلمانون کے نفع کی بات ہو اُسکو ظاہر کرین۔ اور یوقنا کو قلعہ مین جانے سے روکین۔ اُن لوگون نے سب شرائط قبول کیے سواے قلعہ والے کے جسکا نفاذ اُنسے غیر ممکن تھا۔ ابو عبیدہؓ نے اُس شرط کو نکالدیا۔ اور بقیہ شرائط کے پورا کرنے کی قسم لی اور یہ کہ ایفاے وعدہ پر ہم تمھارے جان و مال کی حفاظت کرینگے۔ اور خلاف ہونے پر پھر پناہ نہ دینگے۔ تب آپؓ نے کچھ آدمی حفاظت کے لیے ساتھ دینا چاہے لیکن اُنھون نے انکار کیا کہ ہم جسطرح چُپ چاپ آئے ہین اُسی راہ سے چلے جاوینگے۔

اسی اثنا مین دوسرے روز مسلمانون کے آگے کے لشکر پر یوقنا نے حملہ کیا۔ اور یہ مسلمانون کا لشکر کعب بن ضمرہ کے تحت مین ایک ہزار آدمیون کا تھا۔ یہ لوگ جب اپنے گھوڑون کو پانی پلا رہے تھے۔ اور گھاس پر بلا پروا پڑے تھے۔ کہ اچانک مین وہ آپڑا

ایک سخت لڑائی مایوسی کے ساتھ ہوئی۔مسلمانون کو پہلے فتح ہوئی۔لیکن آخر شش اُنپر سحیاب
آدمی آپڑے ایک سو ستر آدمی شہید ہوئے اور اُنکے یا محمدؐ صلعم کی صدا سے اُنکی مایوسی ظاہر ہوتی
تھی۔رات نے تمام آدمیون کو ہلاکت سے بچایا۔اور یوقناؔ نے سوچا کہ صبح ہوتے ہی اُنکو
شہید کرینگے۔رات ہی کو ایک شخص خبر لایا کہ حلب کے باشندون نے یوقنا کے پیچھے مین
مسلمانون سے صلح کرلی۔

اس خبر کو سنکر اُسنے کعبؓ اور اُنکے ساتھیون کا خیال دل سے اُٹھا دیا
اور حلب کو واپس جاکر اپنی فوج کو آراستہ کیا۔اور سب چیز جلا دینے اور سب کو
قتل کرنے کی دھمکی دی۔تاوقتیکہ باشندے مسلمانون کی صلح سے درنگذرین۔اور
اُنکی مخالفت مین کوئی کارروائی نکرین۔اُنکے متامل ہونے سے اُسنے حملے کا حکم
دیا۔اور تین سو آدمیون کو تہ تیغ کیا۔آدمیون کا شور و غل یوحنا کے کان تک
اُسکے گوشۂ عافیت مین پہونچا۔وہ قتلگاہ تک آیا۔اور اُسکو نصیحت اور
دعا اور التجا کرکے ٹھنڈا کرنا چاہتا تھا۔یوقنا نے کہا کیا ہم اُن باغیون کو
چھوڑدین کہ ہمارے دشمن سے ملگئے ہین۔اور ہمکو اپنے مال کیواسطے بیچتے ہین۔یوحنا نے
جواب دیا کہ وہ چونکہ لڑاکو آدمی نہین ہین۔اسلیے اپنی حفاظت کی تدبیر کی ہے۔یوقنا نے
غصہ ہوکر کہا۔ای تبہ کار تو بھی اس فریب کا شریک ہے تنگی تلوار اُسکے ہاتھ مین تھی۔
اُسکا کام اُسکی زبان سے بھی زیادہ سخت تھا۔ایک ہی ہاتھ مین یوحنا کا سر زمین پر گر پڑا
حلب کے آدمی قریب تھے کہ اپنے ہی آدمی کے ہاتھ سے زیادہ تر صدمہ اُٹھاتے۔بنسبت
اِسکے کہ وہ مسلمانون کی ایذا سے ڈرتے تھے۔کہ اسی اثنا مین مسلمانون کا لشکر جسکے سردار خالدؓ
تھے دکھائی دیا۔ایک سخت خونریز لڑائی شہر کی دیوار کے نیچے ہوئی۔تین ہزار آدمی یوقنا کے
مارے گئے۔اور وہ بہت آدمیون کے ساتھ قلعہ مین محصور ہونے کے لیے مجبور کیا گیا جسکی
دیوارون پر اُسنے انجن قائم کیا۔اور اخیر تک لڑنے کی تیاریان کرنے لگا۔

مسلمانون کے لشکر مین شور ہوا حضرت ابو عبیدہؓ کی راے ہوئی کہ محاصرہ کیا جاے یہانتک کہ شہر والے بھوکون مرکر صلح کرین ۔ لیکن خالدؓ کی راے ہوئی کہ حملہ کیا جاے قبل اسکے کہ قیصر اُنکو مدد پہونچا سکے ۔ خالدؓ کی راے قائم رکھی گئی ۔ قلعہ پر حملہ ہوا اور حملہ آورون کے سرگروہ آپ ہی ہوئے ۔ لڑائی نہایت سخت تھی ۔ بہت لوگ پتھرون سے زخمی ہوئے ۔ اور مارے گئے ۔ آخرش خالدؓ اس قصد سے درگذرے ۔

اُسی رات کو کہ لوگ سو رہے تھے ۔ یوقنا نے شب خون مارا ۔ ساٹھ آدمیون کو قتل کیا ۔ اور پچاس کو گرفتار کرکے لیگیا ۔ خالدؓ نے سخت تر مقابلہ کیا اور اُسکے سو آدمیون کو مار ڈالا ۔ قبل اسکے کہ اپنے قلعہ مین پناہ گزین ہون دوسرے روز یوقنا نے ان پچاس قیدیون کو قتل کیا ۔ اور اُنکے سر محاصرین کے بیچ مین پھینکے ۔ یہ سنکر کہ مسلمانون کا کچھ لشکر اطراف کے میدان کو صاف کر رہا ہے ۔ اُسنے رات کو کچھ لشکر بھیجا ۔ کہ جنھون نے ستر آدمیون کو قتل کیا ۔ اور پہاڑ کے درون مین اُنکے گھوڑے اور خچر لیکر چھپ رہے ۔ اور منتظر رہے ۔ کہ رات آوے تو شہر کو واپس جاوین بعض مفرورون نے اس خبر کو مسلمانون کے خیمہ گاہ مین پہونچایا ۔ اور خالدؓ اور ضرارؓ کچھ سوارون کے ساتھ اُس جگہ کے تماشے کو پہونچے ۔ اُنھون نے اُس جگہ کے آدمی اور جانورون کی لاشون سے پہچانا ۔ اور دہقانیون سے معلوم ہوا کہ مخالفین کدھر گئے ۔ اور کس درے سے واپس جائینگے ۔ خالدؓ اور ضرارؓ نے اپنے لشکرون کو اُس درے کی کمین گاہ مین چھپایا ۔ اور رات کے وقت اُنھون نے غنیم کو آتے دیکھا ۔ اُنھون نے اُنکو پوری طرح درے مین آنے دیا ۔ اور تب اُنسے نزدیک ہوکر اور ہر طرف سے گھیر کر اکثرون کو قتل کیا ۔ اور تین سو آدمیون کو گرفتار کر لیا ۔ یہ لوگ کامیابی کے ساتھ قیدیون کے اپنے خیمون مین آئے ۔ اور قیدیون کے بدلے اُنکو بہت کچھ زر مخلصانہ ملتا لیکن اُنھون نے قلعہ کے سامنے تنبیہاً سب کو قتل کیا ۔

پانچ مہینے تک اِس شہر کا محاصرہ ہوتا رہا۔ سب مسلمانون نے حیلے بیکار کیے۔ اور اُنکا کوئی مکر نہ تھا۔ سب حیلے غنیم پر ظاہر ہوگئے۔ اور اُنکا جواب ملتا گیا۔ کیونکہ یوقنا کا جاسوسی اُنکے عین لشکر مین تھا۔ ابو عبیدہؓ نے مایوس ہوکر حضرت عمرؓ کو لکھا۔ کہ اسکا محاصرہ ہم اُٹھا لیتے ہین۔ اور انطاکیہ کا قصد کرتے ہین۔ لیکن حضرت عمرؓ نے راے دی کہ مخالفین کو اِس سے دلیری ہوجائیگی۔ مناسب ہے کہ اور بھی زیادہ مستعدی سے محاصرہ کیا جاے۔ اور اللہ تعالے پر بھروسا رکھنا چاہیے۔ اور آپؓ نے کچھ لشکر سوار اور پیادون کا مدد کے واسطے بھیجا جسمین بیس اونٹ بھی تھے۔ اس مدد کے بعد بھی پھر محاصرہ سینتالیس روز رہا۔

جب ابو عبیدہؓ اسوقت اور پریشانی مین تھے۔ کہ اس نئے آئے ہوئے لشکر مین سے ایک شخص نے کہا کہ اگر ہمکو تیس آدمی ملین۔ تو ہم اس قلعہ پر بشرطیکہ قبضہ کرتے ہین۔ اس شخص کا نام دامس ابی الحول تھا۔ اسکی صورت نہایت مہیب اور بڑا قوی ہیکل اور غیر معمولی طاقت کا آدمی تھا۔ لیکن بوجہ غلامی کے ناخواندہ تھا۔ اُسکی عرب کی کارگذاریون کو سُنکر خالدؓ نے اُسکی استدعا مین تائید کی۔ ابو عبیدہؓ ایسے گھبرا گئے تھے کہ اُنکو کسیکی استدعا قبول کرنے مین کہ کسیطرح قبضہ اُس قلعہ پر کرسکے باک نہ تھا۔ اور آپؓ نے تیس آدمی نہایت قوی اور تجربہ کار چُنکر اُسکو دیے۔ اور کہا کہ اگرچہ یہ شخص توم اسفل سے ہے اسکی اطاعت سے مُنہ نہ موڑنا۔ اُسی وقت اُسکی ہدایت کے موافق ابو عبیدہؓ نے اپنے لشکر کو تین میل کے فاصلہ پر ہٹایا۔ کہ معلوم ہوکہ محاصرہ اُٹھا لیا گیا۔ اب رات ہوگئی اور دامس تیسون آدمیون کو لیکر نہایت آہستہ آہستہ قلعہ کے نزدیک پہونچا۔ اور اُنکو ایک جگہ چھپایا۔ اور منع کیا کہ نہ کھنکھارین اور نہ کسی قسم کا شور کرین۔ وہ اکیلے نکلا اور چھ آدمیون کو قید کر لایا۔ اور عربی مین اُنسے پوچھا۔ لیکن وہ نہ سمجھے۔ اور اپنی زبان مین جواب دیا۔ یہ کہکر اللہ کا قہر ان عیسائی کتون پر

اور اُنکی زبان پر جسکو کوئی نہیں سمجھتا - اُسنے چھوٹن کو مار ڈالا۔۔

پھر وہ آگے گیا - اور دیکھا کہ آدمی دیوار سے اُتر آتا ہے - جون ہی وہ زمین پہ آیا کہ
دامس نے اُسکو پکڑ لیا - وہ ایک عیسائی عرب تھا - اور یوقنا کے ظلم سے بھاگا
جاتا تھا - یوقنا کا حال اُس سے معلوم ہوا - اُسنے دو آدمیون کو ابو عبیدہؓ کے پاس
بھیجے - کہ صبح ہوتے ہی - کچھ سوار بھیجدین - اُسنے بکری کا چمڑہ نکالا - اور اُسکو اوڑھکر
اور سوکھی روٹی ہاتھ مین لیکر چارون ہاتھ پاؤن سے چلنے لگا - اور اُسکے ساتھی بھی اسیطرح
آہستہ آہستہ پیچھے پیچھے چلنے لگے - جب وہ کوئی آواز سنتا کتون کیطرح بھونکنے لگتا - اور اُسکے
ساتھی بھی ہوجاتے - اسیطرح وہ قلعہ کی دیوار تک آگیا - جہان عبور کرنا آسان تھا - تب
وہ زمین پر بیٹھ گیا - اور اپنے کندھون پہ دوسرے کو چڑھاکر - اُسکے کندھے پر تیسرا شخص
سوار ہوا - اسیطرح سات آدمی ایک دوسرے کے کندھے پر سوار ہوئے - پہلے سب سے
اوپر والا کھڑا ہوا تب دوسرا تب تیسرا - یہانتک کہ دامس جو سب سے نیچے تھا کھڑا ہوا -
اب اوپر والا آدمی دیوار کے سرے پر چڑھگیا - اور سنتری کو نشہ مین پاکر گرادیا - جسکو نیچے کے
لوگون نے مار ڈالا - تب اُسنے اپنی پگڑی لٹکائی - جسکو پکڑکر دوسرا چڑھ آیا - تب تیسرا
اسیطرح دامس بھی چڑھ آیا - دامس نے اُنکو چُپ رکھا - اور اُنکو چھوڑکر اُسنے دو اور
سنتریون کو کہ سوتے تھے قتل کیا - اور تب وہ ایک مکان کیطرف گیا - جسکے روزن سے
اُسنے دیکھا کہ یوقنا ایک نفیس کمرے مین نہایت عمدہ قیمتی کپڑے پہنے ریشمی فرش پہ بیٹھا
ہے اور بڑی جماعت کے ساتھ شرابخواری اور عیش کر رہا ہے - اُس روزن سے تیر مارنا
چاہتا تھا - لیکن یہ سوچکر کہ تنہا ہے کافی نہوگا - اپنے ساتھیون کے پاس گیا - اور اُنسے
قلعہ کا حال کہا - دفعتہً قلعہ کے پھاٹک پر آکر اُنھون نے محافظین کو قتل کر ڈالا - اور
دروازہ کھولدیا - اور کاٹھ کا پل لگایا - کہ اُس سے اُنکے ساتھی جو باہر تھے - آگئے - اتنے
مین ہنگامہ ہوا اور قلعہ کا لشکر آگیا - مسلمانون نے اپنے کو پل اور دروازے پر سنبھالا یہانتک

کہ صبح ہوگئی - اور خالدؓ اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے سوارون کے ساتھ داخل ہوئے - عیسائیون نے ہتھیار رکھدیا اور رحم چاہی - خالدؓ نے اُنسے کہا کہ قتل ہونا قبول کرو یا اسلام لاؤ - یوقنا آنمین پہلا شخص تھا کہ ایمان لایا - اُسکی اقتدا اکثرون نے کی - آنکو آنکے اسباب اور لڑکے ملے - اور بقیون کا اسباب لوٹا گیا - اور پانچوان حصّہ خلیفہ کے لیے نکالکر غنیمت تقسیم ہوئی دامس اور اُنکے ساتھیون کی کہ اکثر اُنمین کے مارے گئے - آسمان تک تعریف کی گئی - اور ابو عبیدہؓ اپنے لشکر سے نہ ہٹے جبتک بقیہ لوگ اپنے زخم کے خطرے سے چنگے نہوئے -

فصل نوین

انگریزی مورخ لکھتے ہین کہ حضرت صلعم اور اُنکے اصحاب دونون کی تواریخ مین یہ امر نہایت تعجب خیز ہو کہ اسلام کے بہت بڑے مخالف نے بھی جہان ایک مرتبہ تبدیل مذہب کیا - اور اسلام مین در آیا - اگرچہ اُسکا ایمان بزور تلوار کیون نہو لیکن اسلام کے لاتے ہی اُسکے بڑے حامی ہوگئے - یہ سبب حقیت دین اسلام کا ہی - یوقنا کا بھی یہی حال ہوا کہ اسلام بزور تلوار لاتے ہی - اسلام کے بڑے حامیون مین ہوا - اس لیے شل حامیون کے ثابت کرنا چاہا - اپنے قدیم مذہب کی حمایت مین اُسنے حقیقی بھائی یوحنا کو قتل کیا - اب اُسنے اس نئے مذہب کی تائید مین اپنے چچیرے بھائی کو پکڑوانا چاہا - یہ شخص جسکا نام تھیوڈرس تھا ایک مستحکم شہر اور قلعہ کا جسکا نام اعزاز تھا حاکم تھا - اور یہ جگہ حلب سے کچھ دور نہ تھی مسلمانون کو ضرور تھا کہ اسکو قبضہ کرکے دوسرے اطراف مین جاوین - یہ قلعہ بڑی مضبوطی کے ساتھ تھا - اور اُسمین قلعہ کا لشکر بھی بہت تھا - لیکن یوقنا نے ابو عبیدہؓ کو اُسکا قبضہ حیلے سے کرانا چاہا - اس لیے راے دی کہ ایک سو آدمی عیسائی ہمارے ہمراہیون کا لباس پہن لین - اور ہمارے ساتھ چلین - اور کچھ لشکر عرب کی لباس مین ہمارا تعاقب کرے - اور جب ہم اعزاز کے سامنے جاوین تو پیچھا کرنے والے واپس آ دین

اور اُسکے اطراف مین چھپ رہین۔ یوقنا کو اُسکا چچیرا بھائی جو اُسکی مسلمانی سے ناواقف ہے جگہہ دیگا۔ تب ان کو ساتھ کا لشکر جو عیسائیون کے لباس مین ہونگے۔ قلعہ کے لشکر پر اچانک مین حملہ آور ہونگے۔ اور دروازہ کھولدینگے۔ اور باہر والے چھپے ہوئے آدمی گھس پڑینگے۔ اور اسیطرح سے شہر بلا تردد قبضے مین آجاے گا۔ ابو عبیدہؓ نے خالدؓ سے مشورہ کیا جنھون نے اس حیلہ کو پسند کیا۔ اس شرط پر کہ یوقنا اپنی صداقت اور اعتماد ثابت کرے اُسنے کسیطرح یقین دلایا اور ایک سو آدمی دس قومون مین سے دس دس کر چنے گئے۔ جب وہ روانہ ہوے تو ایک ہزار آدمی مالک الاشتر کی تحت مین جنکو پورے اس حیلے سے خبر دیگئی تھی۔ اُنکے تعاقب مین بھیجے گئے۔

جیسے ہی اس حیلہ کا ارادہ کیا گیا۔ کہ اسکی خبر اعزاز کے حاکم کو معلوم ہوگئی کیونکہ اُسکا ایک جاسوسی مسلمانون کے لشکر مین تھا۔ اور وہ قوم غصان سے تھا۔ اُسنے ایک خط کبوتر کے پیر مین باندھا جسمین یوقنا کا فریب درج تھا۔ لیکن اُسکو مالک الاشتر کے آدمیون کا حال معلوم نہ تھا۔ تھیوڈرس نے اس خبر کو پاکر اپنے قلعہ کا استحکام کیا۔ اور اطراف کے عیسائی عربون کو طلب کیا جو ہتھیار بند ہوسکتے تھے اور ایک قاصد جسکا نام طارق الغصانی تھا لوقاس حاکم اراوندان کے پاس لشکر کی تائید کی طلب مین روانہ کیا۔

قبل پہونچنے لوقاس کی تائید کے یوقنا اپنے آدمیون کے ساتھ اعزاز کے دروازے کے مقابل مین پہونچا۔ اور ظاہر کیا کہ مسلمانون نے ہمارا قلعہ لے لیا اور ہمارے لشکر کا تعاقب کرتے یہان تک آئے۔ اور ہم اس مختصر آدمی کے ساتھ گویا کہ اپنے بھائی کے آدمی کی پناہ لینے کو آئے ہین۔ اُسنے یوقنا کو تعظیم کے ساتھ اوتارا اور بوسہ دیا۔ لیکن فوراً ہی زین کو کاٹ ڈالا اور اُسکو گھوڑے سے کھینچ لیا۔ اور اسیطرح جتنے اُسکے ایک سو ساتھی تھے اُتارے گئے۔ اور قید کئے گئے۔ تھیوڈرس نے اُسکو غبار آلودہ کیا۔ اور سخت ملامت کی اور کہا کہ ہم تمکو قیصر ہرقل کے پاس اُسکا جوابدہ ہونے کو روانہ کرینگے۔ اور تمھارے

سب ساتھیون کو قتل کرینگے۔

اس درمیان مین طارق الغسانی اپنا پیغام پہونچا کر واپس آتا تھا۔کہ مالک کے قبضے مین پڑگیا۔جو کمین گاہ مین چھپے تھے۔طارق سے معلوم ہوا کہ یوقنا کا حیلہ ظاہر ہوگیا اور وہ خود لوقاس حاکم اراوندان کے پاس مدد کا پیغام لایا تھا۔جو پانسو سوارون کے ساتھ آتا ہی۔یہ خبر پاکر مالکؓ نے اپنے لشکر کو اسطرح قائم کیا۔کہ جسوقت لوقاس اپنے آدمیون کے ساتھ گرفتار ہوگیا۔تب اُنھون نے حاکم اعزاز کے ساتھ دوسرا حیلہ کرنا چاہا تب اُسنے اسلام قبول کیا۔تب اُنھون نے کہا کہ اپنے ایقان کا ثبوت دکھاؤ۔اور تھیوڈرس حاکم اعزاز سے کہو۔کہ حاکم اراوندان پانسو آدمیون کے ساتھ مدد کیواسطے آتا ہی تب سب روانہ ہوئے۔اور اُسکے ساتھ ایک معتمد مسلمان روانہ کیا گیا۔کہ اگر یہ شخص کچھ خلاف کرے تو اسکا سر کاٹ لو۔

جیسے ہی طارق اور اُسکے ساتھی اعزاز کے قریب پہونچے۔انھون نے خوشی اور باجے کی آواز سُنی۔اور یہ بسبب ایک انقلاب کے تھا۔تھیوڈرس نے یوقنا اور اُسکے آدمیون کو اپنے بیٹے لیون کے سپرد کیا تھا۔ایسا اتفاق ہوا کہ یہ نوجوان اپنے ہمسایہ کی ملاقات کو اکثر حلب جایا کرتا تھا۔اور یوقنا کی بیٹی پہ فریفتہ ہوگیا تھا۔لیکن لوگ اُسکے مخالف تھے۔جب اُسکے باپ اور یوقنا سے اِس موقع پہ خلاف ہوا۔اُسکو قبول کرانے کا موقع ملا۔اُس نوجوان نے کہا کہ اگر اپنی بیٹی میرے نکاح مین دو۔تو مین اسلام قبول کرونگا۔اور تمکو اور تمھارے ساتھیون کو رہا کرونگا۔اُسکی استدعا قبول کیگئی ٹھیک رات کے وقت جب قیدی ہتھیار بند اور رہا کئے گئے۔وہ قلعہ کی فوج پر آپڑے لیکن پُرشور لڑائی ہوئی جسمین تھیوڈرس اپنے بیٹے کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اسی حالت مین طارق اور اُسکے ساتھی پہونچے۔اور یہ خبر سُنکر مالک الاشتر کے پاس لوٹ گئے۔مالکؓ بہت جلد اپنے لشکر کے ساتھ آپہونچا۔اور شہر پر قبضہ کرلیا۔

مالکؓ نے یوقنا کی بڑی تعریف کی لیکن اُسنے اُس نوجوان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اللہ تعالے کی اور اِس جوان کی شکر گذاری کرو۔ اور سب قصہ کہہ سنایا۔ مالکؓ نے آسمان کیطرف نظر اُٹھائی۔ اور کہا کہ جب اللہ کی مرضی ہوتی ہے۔ تو وہ سامان بھی پیدا کرتا ہے۔

سعدؓ ابن عمرو اور یوقنا کے آدمیون کے حوالہ کر کے مالک الاشتر معہ اسباب غنیمت اور قیدیون کے واپس آئے یوقنا نے ساتھ جانے سے انکار کیا۔ یوقنا کو اُسکے ارادون مین کامیابی نہونے سے دلتنگی تھی۔ کیونکہ یہ قلعہ اور ذریعون سے ہاتھ آیا تھا۔ اسلیے اُسکو یہ فکر تھی۔ کہ کوئی ایسی کارروائی اسلام کی بہتری کی کرین۔ کہ اُسکا ایقان ظاہر ہو۔ اسیوقت مسلمانون کا ایک لشکر ہزار آدمیون کا جو اعزاز کے اطراف کو صاف کر رہا تھا۔ اعزاز مین پہونچا۔ اُنمین دوسو نومسلم حلب کے تھے۔ جنکے لڑکے بالے حلب کے قلعہ مین تھے۔ وہ اُسکے کام کے آدمی تھے۔ اور یوقنا اُنکو ساتھ لیکر انطاکیہ کیطرف حیلہ کی نظر سے روانہ ہوا۔

فصل دسوین

انطاکیہ کا شہر اُسوقت رومی شام کا دار السلطنت تھا۔ اور رومیون کی حکومت کی جگہ تھی۔ اُسکی بڑی وسعت تھی۔ اور پتھر کی دیوارون سے گھرا تھا۔ اور اُسکے اطراف و جوانب مین بہت قلعہ تھے۔ اور کنون اور چشمون سے نہایت شاداب تھا۔ یہان قیصر ہرقل دربار کرتا تھا اور یونانیون اور رومیون نے یہین کی آسایش مین اپنی جنگی قواعد اور بہادری کو بھلا دیا۔

دوسو آدمیون کے ساتھ یوقنا اِس شہر کیطرف چلا۔ لیکن ایک رات قریب آکر اُسنے ساتھیون کو چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ پہاڑون پر قافلہ کے نگران رہو۔ اور جب شہر مین جاؤ تو اپنے کو حلب کے معزورون مین ظاہر کرو۔ اور خود اپنے دو نزدیکی رشتہ دارون کو لیکر دوسرے راستے سے چلا۔ اور قیصر ہرقل کے پولیس والون کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ لیکن یہ ظاہر کرنے پر کہ وہ یوقنا تھا کہ حال مین حلب کا حاکم تھا۔ وہ محافظین کے ساتھ انطاکیہ

[illegible]

دیکھکر رو دیا۔ اور آہستہ سے فریب کے باعث سے ملامت کی۔ لیکن اُسنے کہا کہ جو کچھ ہمنے
کیا۔ اپنی جان بچانے کو کیا۔ اور کسطرح حلب کے محاصرے کا مقابلہ کیا۔ اور اُسکا
انطاکیہ مین خود آنا۔ اُسکا اعتماد ظاہر کرتا ہی۔ قیصر ہرقل اس فقرے مین آگیا۔ کیونکہ
اُسکو اپنے بہادر افسرون مین شمار کرتا تھا۔ اور قیصر کا تھوڑا ہی طالب ہونا اُسکے جلیسون کی
آمیزش کا باعث ہوا۔ جیسے ہی اُسکے دو سو مغرور ساتھی انطاکیہ مین آئے۔
وہ تشفی کیوا سطے اُنکا سردار بنا یا گیا۔ اب اُسکے ساتھ دو سو ساتھی ہموطن ملگئے۔
جنکے ذریعہ سے وہ کوئی کارروائی پوشیدہ کر سکتا تھا۔ علاوہ اسکے قیصر ہرقل نے
دو ہزار آدمیون کے ساتھ اپنی چھوٹی بیٹی کو لانے کے لیے جو کسی قریب جگہ مین تھی بھیجا
اور اُسکو اُسنے دیانتداری سے انجام دیا جب وہ اپنے ساتھیون کے ساتھ واپس
آرہا تھا۔ اُسکو گھوڑون کے ہنہنانے سے معلوم ہوا۔ کہ ایک ہزار عیسائی عرب جبلہ
بن جبلہ بن الایام کے تحت مین ہین۔ جنھون نے دو سو مسلمانون کو مع ضرار بن
الازور کے گرفتار کیا ہے۔ سب ایک ساتھ انطاکیہ کو گئے۔ جہان قیصر ہرقل اپنی
بیٹی سے نہایت مسرت کے ساتھ ملا۔ اور یوقنا کو اپنا مشیر بنایا۔

ضرارؓ اور اُنکے ساتھی قیصر ہرقل کے پاس لائے گیے۔ اور
اُنکو سجدہ کے لیے حکم دیا۔ لیکن وہ سیدھے کھڑے رہے۔ اور حکم نہین
بجالائے۔ ضرارؓ نے کہا کہ ہم مخلوق کو سجدہ نہین کرتے رسول اللہ صلعم کا حکم
ہی کہ صرف اللہ کی بندگی کرو۔ اس جواب سے متعجب ہو کر کچھ سوال بہ نسبت حضرت
محمد صلعم اور اُنکے احکام کے کیا۔ لیکن ضرار کی جنگی تقریر مین اُسقدر قوت
نہ تھی جتنی دل مین تھی قیس ابن عامر کیطرف جواب کے لیے اشارہ کیا۔
ایک بڑی گفتگو رہی جسکے جواب مین آن حضرت صلعم کے تواریخی حالات عرض کیے

اور مختلف طریقے وحی کے نزول کے بیان کیے کبھی شکل صدا کے کبھی جبرئیل کے واسطے سے بصورت آدمی کے اور کبھی خواب مین - اور کبھی صبح کی شکل مین اور یہ کہ جب وحی آتی پسینہ آپ صلعم کی پیشانی سے چلتا - اور بدن کو لرزہ ہوتا - اُنھون نے آپ صلعم کے معجزے بیان کیے - اور آپ صلعم کا معراج مین جانا اور اللہ سے باتین کرنا - قیصر نے ان باتون کو تعظیم سے سُنا لیکن ایک پادری کو غصہ آیا - اور حضرت صلعم کو مکار کہہ بیٹھا - ضرارؓ کو اُسی وقت جرأت آگئی - اور اُس پادری کو علانیہ جھوٹھا کہا - اور اُسپر حملے کے آثار ظاہر کیے - عیسائیون کی تلوار فوراً ہی کھنچ گئی - اور ہر طرف سے قریب تھا کہ ٹوٹ پڑے - مسلمانون کا بیان ہو کہ اُس جگہہ کرامت سے بچگئے - لیکن عیسائیون کا بیان ہو کہ آپس کے حملے کے ہنگامے سے محفوظ رہے اور بہ سبب سفارش یوقنا کے ہلاک نہوے - اِس جگہہ قیصر نے چاہا - کہ اُنکو قتل کرادین - لیکن پھر یوقنا نے سمجھا کر باز رکھا - اِسی درمیان مین کہ ابو عبیدہؓ کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتے تھے - اور کل شام اُنکے قبضہ اقتدار مین آرہا تھا قیصر نے اپنا پورا اعتماد یوقنا پر رکھکر اُسکو تمام شہر اور اپنے لشکر کی حکومت دیدی - وہ ضرارؓ اور اُنکے ساتھیون کو مروا ڈالتا - لیکن یوقنا نے راے دی کہ اُنکو عیسائیون سے مبادلہ کے لیے رہنے دیجیے - تب اُنکو عیسائی گرجون مین لیگئے اور اُنسے کہا گیا کہ عیسائی مذہب قبول کرو لیکن اُنھون نے انکار کیا -

پادری نے سوال کیا کہ تمکو عیسائی ہونے سے کیا چیز روکتی ہو -

جواب - میرے اسلام کی حقیت -

سوال - قیصر نے حضرت عمرؓ کے موٹے لباس کا حال سُنا تھا - پوچھا کہ کیون نہین شکل اور بادشاہون کے پہنتے ہین -

جواب۔ انکو اس دنیا کا مطلق خیال نہین ہے۔ بلکہ انکو عقبی کا خیال ہے۔
سوال۔ کس قسم کے محل مین وہ رہتے ہین۔
جواب۔ کچے مکان مین۔
سوال۔ انکے مصاحبین کون ہین۔
جواب۔ محتاج اور غریب۔
سوال۔ وہ کیسے فرش پر بیٹھتے ہین۔
جواب۔ انصاف اور عدل کے فرش پر۔
سوال۔ انکا تخت کیا ہے۔
جواب۔ پرہیزگاری اور ایقان۔
سوال۔ انکا خزانہ کیا ہے۔
جواب۔ اللہ پر توکل۔
سوال۔ انکے محافظین کون ہین۔
جواب۔ بڑے شجاع موحدین۔

سب مسلمانون قیدیون مین سے ایک شخص نے تبدیل مذہب کرنا چاہا۔ اور یہ شخص نوجوان تھا۔ اور ایک یونانی لڑکی پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ اسکے عیسائی ہونے کی بڑی خوشی ہوئی۔ اور اسکی بڑی عزت کی گئی۔ اور قیصر نے اسکو ایک گھوڑا اور خوبصورت عورت اسکے نکاح مین دی۔ اور اسکا نام عیسائی عربون کے لشکر مین درج کیا گیا جسکا سردار جبلہ تھا۔ لیکن اس جوان کے باپ نے اسکو بہت ملامت کی۔ جو قیدیون مین تھا۔ اور اسلام کے واسطے جان دینے کو حاضر تھا قیصر نے اب اپنا لشکر جو دیوار کے باہر قائم کیا گیا تھا ملاحظہ کیا۔

لشکر کے ہر حصہ کے ساتھ لکڑی کا ایک صلیب تھا۔ ہر گاہ ایک قیمتی مرصع صلیب کرگرجے کے باہر رہتا تھا یوقنا کے آگے جاتا تھا۔

ہرقل کو انطاکیہ کی حفاظت کے لیے بھروسا آہنی پل پر بہت تھا۔ اس پل کا اس نام سے پکارا جاتا بہ سبب مضبوطی کے تھا۔ یہ ایک پل دریاے اورنٹس پر تھا۔ کہ پتھر سے بنایا گیا تھا۔ اور اُسکے دونون طرف دو مستحکم محفوظ بُرج بنے ہوے تھے۔ اور اُسمین بہت بڑا لشکر تھا جسکے تین سو فقط افسر تھے اسی کی بدقسمتی سے یونانی قاعدہ دانی کا ادبار اور اُنکی نشہ بازی کی حالت معلوم ہوتی ہے۔ جس سے مسلمانون کی کامیابی کا موقع اور بھی ملا۔ ایک افسر کو انتظام دیا گیا تھا کہ روزانہ ان قلعون کا ملاحظہ کرے۔ ایک موقع پر اُسنے قلعہ کے لشکر کو شراب پیتے دیکھا۔ اسپر اُنکو پچاس کوڑا مارا۔ اُنھون نے اس ذلت کو دل مین رکھا۔ اور جب مسلمانون کے لشکر نے اس بڑے قلعہ کے محاصرے کا قصد کیا۔ اور قیصر کو امید قوی تھی کہ اسکا محاصرہ دیرپا ہوگا۔ وہ اس خبر کو سنکر نہایت متعجب ہوا۔ کہ وہ پل بلامزاحمت مسلمانون کے قبضے مین آگیا۔

ہرقل کا دل چھوٹ گیا۔ اور بجاے فراہم کرنے سردارون کے مشورہ کے لیے اُسنے پادریون اور شہر کے مالدارون کو جمع کیا۔ اور شام کے امورات پر سویا یہ مشورہ کا وقت تھا۔ جبلہ نے خلیفہ عمرؓ کے قتل کا مشورہ دیا۔ کہ جس سے اسلام کے احکام برہم ہوجاوینگے۔ اور قیصر نے اسکو قبول کیا اور واثق ابن مسافر ایک شجاع نوجوان عرب قوم جبلہ کا اس کام کے واسطے تعینات کیا گیا۔ اور مدینہ روانہ کیا گیا۔ جب وہ مدینہ پہونچا۔ اُسنے اپنے کو ایک درخت پر چھپایا۔ جہان خلیفۂ وقت کے ٹہلنے کا معمول تھا۔ کچھ عرصے بعد خلیفہ عمرؓ وہان آئے۔ اور درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ اس نوجوان نے تلوار نکالی اور اُترنا چاہا

کہ ایک شیر کو آپ کے گرد گھومتے دیکھا - اور آپ کا تلوا چاٹتے ہوے - اور
جبتک آپ سوئے رہے حفاظت کرتا رہا جب آپ اُٹھے شیر چلا گیا - اسپر
واثق کو یقین ہو گیا کہ حضرت عمرؓ اللہ کی پناہ مین ہین - درخت سے اُتر آیا
آپکے ہاتھ کو بوسہ دیا - اور اپنا فریب ظاہر کیا - اور مسلمان ہو گیا - لوہے کے
پُل پر قبضہ ہونے سے انطاکیہ مین ابو عبیدہؓ کا داخل ہونا آسان ہو گیا
اور اُسکے شہر پناہ کے قریب آپہونچے - جہان عیسائیون کا لشکر صفون مین قائم
تھا - ایک عیسائی حاکم جسکا نام نسطوریس تھا اپنے لشکر کے آگے بڑھا - اور
مسلمانون کو فرادامقابلہ کے واسطے طلب کیا - اسکے مقابلے کو دامس گیا -
جسنے حلب کا قلعہ فتح کیا تھا - لیکن اُسکے گھوڑے نے ٹھوکر لیا اور وہ گر پڑا - اور
قید ہو گیا - اور اُسکے خیمہ مین روانہ کیا گیا - جہان اُسکے ہاتھ اور پانون باندھے گئے
اُسکی جگہ دوسرے مسلمان نے جسکا نام ضحاک تھا لی - اور ایک بڑی لڑائی
درمیان اُسکے اور نسطوریس کے ہوئی - بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی اور
دونون تھک گئے - تب دونون آپس کی رضامندی سے جدا ہو گئے - جسوقت
یہ لڑائی ہو رہی تھی فریقین کے پیادے اور سوار اسکو دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے
تھے - اور اسی ہنگامے کے باعث سے نسطوریس کا خیمہ گر گیا - تین شخص
اس خیمے کی حفاظت مین تھے - اپنے مالک کے خوف سے اُسکو فوراً اُٹھانے لگے
اور دامس کی رسّی کھولدی کہ اُنکی مدد کرے - دامس نے دو آدمیون کا سر
دونون ہاتھ سے پکڑا اور تیسرے سے ٹکرادیا - اور تینون کو مار ڈالا - اُسنے صندوق
کھولکر نسطوریس کا کپڑا نکالکر پہنا - اور تلوار لیکر ایک گھوڑے پر سوار ہوا جو سازو
دیا تیار تھا - اور اپنی راہ عیسائی قوم حیلہ مین ہو کر مسلمانون کی طرف لیے -
جب یہ سب واقعات شہر پناہ کے باہر گذر رہے تھے - شہر کے اندر حیلے ہو رہے تھے

یوقنا نے ضرار اور اُنکے ساتھیوں کو رہا کر دیا۔ اُنکو ہتھیار دیا۔ اور اپنے مسلمانوں کو بھی اُنکے ساتھ کیا۔ اس فریب کی خبر اور اپنے لشکر کے خوف بغاوت نے ہرقل کا دل توڑ دیا۔ اور اُسنے خواب بھی دیکھا تھا۔ کہ وہ تخت سے گر گیا۔ اور اُسکی ٹوپی گر پڑی۔ اِسکی تعبیر آگے آئی۔ اُسنے چند گھر کے آدمیوں کو فراہم کیا۔ اور لب سمندر پہونچا۔ اور وہان سے قسطنطنیہ روانہ ہوا ہرقل کے سالار فوج جو اس سے زیادہ دلیر تھے شہر کے زیر دیوار سخت لڑائی لڑے۔ لیکن یوقنا کے مکر اور ضرار کی بہادری نے جو اُنپر اچانک مین پیچھے سے آپہونچے اُنکے دیرانہ مقابلہ کو بیکار کر دیا۔ انطاکیہ کے باشندون نے اپنے کو لڑائی مین مغلوب پاکر اطاعت کر لی۔ اور تین لاکھ اشرفی دینا قبول کیا۔ اور ابو عبیدہؓ کا سپاہ کے ساتھ شام کی دارالسلطنت مین داخل ہوے۔ یہ واقعہ ۲۱۔ اگست ۶۳۶ء مین ہوا

فصل گیارھوین

ابو عبیدہؓ اس خوف سے کہ انکا لشکر انطاکیہ کی آسائشون مین اور عورتون کے حسن مین مبتلا نہو جاے۔ تین روز رہکر روانہ ہوے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ وقت کو خط لکھا۔ جسمین اس بھاری کامیابی کا مال اور قیصر ہرقل کے بھاگنے کی کیفیت درج تھی۔ اور اُسمین یہ بھی لکھا تھا کہ یہ بات لشکر مین عام جاری ہوگئی کہ یونانی عورتون سے نکاح کیا چاہتے ہین۔ اور مینے اُنکو اس سے باز رکھا ہے۔ یہ خط حضرت عمرؓ کے ہاتھ مین اُسوقت پہونچا۔ کہ مکہ کو حج کے واسطے مع ازواج رسول اللہ صلعم کے روانہ ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُسکو پڑھکر شکر کیا۔ اور نماز ادا کی۔ اور ابو عبیدہؓ کے سپاہیون کو نکاح سے روکنے پر بہت روئے۔ زمین پر بیٹھ گئے۔ اور اُسکا جواب فوراً دیا۔ جسمین کا سپاہیون پر خوشی کا اظہار تھا۔ لیکن اُسمین اجازت تھی کہ لشکر پر اسقدر

سخت نہو جیے۔ جنھون نے اسلام کے لیے اسقدر تکلیف اٹھائی ہو انکو آرام
و راحت لینے۔ اور جو حاصل کیا ہو اس سے منتفع ہونے دیجیے۔
آپ نے یہ بھی لکھا کہ جنکی بیبیان نہین ہین وہ وہان نکاح کر سکتے ہین اور جنکی
خواہش لونڈیون کی ہو وہ جسقدر چاہین خرید کرلین۔ ہرگاہ اصل لشکر چند لینے
انطاکیہ کے آرام مین تھا خالدؓ نے تھوڑے لشکر کے ساتھ دریاے فرات کے
کنارے تک صاف کیا منبج (قدیم ہیراپولس) اور بیراہ اور بلیس کو اور
بھی دوسری جگھون کو لیلیا۔ اور یہ سب معاہدے کی رو سے دخل مین دراے
اور ایک لاکھ اشرفی سالانہ خراج مقرر کیا۔
ابو عبیدہؓ نے شام کے پہاڑون کے فتح کرنے کا قصد کیا۔ اور اپنے لشکرون کے
افسرون سے شورہ لیا۔ لیکن کسی نے جرأت نہین کی۔ یہ پہاڑ رکھڑے اور
اکثر برف سے ڈھکے رہتے تھے۔ اور لشکر پر سرد آب و ہوا اور شام کے عیش کا
اثر ہونے لگا۔ آخرش ایک امیدوار اس کام کے لیے جسکا نام میسرہؓ ابن
مسروق تھا۔ حاضر آیا۔ بہت چیدہ آدمی انکو دیے گئے۔ اور ایک سیاہ جھنڈا
جسپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا حوالہ کیا گیا۔ دامس بھی ایک ہزار حبشی
غلامون کے ساتھ اسی کے ساتھ چلا۔ ان لشکرون کو پہاڑ کی سرد آب و ہوا سے
جسکے وہ عادی نہ تھے نہایت ایذا پہونچی۔ اور پہاڑی باشندے بھی تھوڑے
ہونے کے باعث مسلمانون کی جماعت دیکھکر بھاگے ایک انمین سے قید ہو گیا
جسنے خبر دی کہ بہت بڑا قیصر کا لشکر فلان درے مین تین میل کے فاصلہ پر
تمھارا منتظر ہو۔ ایک جاسوسی بھیجنے سے اسکی تصدیق ہوئی امیر انھون نے
اپنے کو مورچہ بند کیا۔ اور ایک تیز قاصد ابو عبیدہؓ کے پاس واسطے اطلاع
اپنی خطرناک حالت کے روانہ کیا۔

قاصد ایسا تیز آیا کہ پہونچتے ہی بیہوش ہوگیا۔ خالد جو ابھی اپنے لب فرات کے فتوحات سے پھر آنے تھے۔ فوراً ہی میسرہ کی مدد کو تین ہزار آدمیون سے دوڑے۔ عیاض ابن غنم بھی اُنکے پیچھے روانہ ہوے۔

خالد نے میسرہ کو مایوسی کے ساتھ مقابلہ کرتے دیکھا کیونکہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ مسلمانون کا امدادی لشکر خالد کے تحت مین دیکھکر یونانی اپنے خیمہ گاہ کو واپس گئے اور وہان سے خیمہ چھوڑکر رات ہی کو فرار ہوئے اور عبد اللہ بن حذیفہ کو کہ نزدیکی قرابت مندون سے حضرت صلعم کے تھے یعنی ابن عم تھے اور حضرت عمرؓ کے بڑے دوست تھے۔ قید کرکے لیگئے۔ اور فوراً قیصر ہرقل کے پاس قسطنطنیہ روانہ کیا۔ مسلمان دشمن کا تعاقب ان پہاڑون مین نہ کرسکے۔ اور اُنکا خیمہ لوٹکر اپنے خیمہ گاہ مین واپس آئے۔

جب خلیفہ عمرؓ کو عبد اللہ کی گرفتاری کا حال معلوم ہوا۔ نہایت صدمہ ہوا۔ اور فوراً ایک قاصد قیصر ہرقل کے پاس قسطنطنیہ روانہ کیا۔ اور اس مضمون کا خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم سب تعریف اللہ کو ہی جو اس جہان کا مالک ہوا اور اُس جہان کا کہ آویگا جسکا نہ بیٹا ہو نہ جورو اور درود ہو محمد پر کہ پیغمبر ہین۔ منجانب عبد اللہ عمرؓ بن الخطاب بنام ہرقل قیصر یونانیان جیسے ہی یہ خط پاؤ مسلمان قیدی عبد اللہ ابن حذیفہ کو میرے پاس بھیجنے مین باز نہ آؤ۔ اگر تم ایسا کروگے ہم دعا کرتے ہین اللہ تمکو راہ راست پر رکھے۔ اگر اسکی تعمیل نہ کروگے۔ ہم تمھارے پاس آدمی بھیجینگے کہ شل تاجرون کے ہین اور اللہ کے ڈر سے پیٹھ نہین پھیرتے۔ جو لوگ راہ راست پر چلین اُنکو عافیت ہو۔

اِسی اثنا مین قیصر نے اِس قیدی کی بڑی تعظیم کی تھی اور چونکہ عبد اللہ آپ صلعم کے چچا کے بیٹے تھے۔ اسلیے قسطنطنیہ کے لوگون کو نہایت تعجب ہوا۔ قیصر کی بڑی ہتد عا تھی

کہ وہ صلیب کی طرف کچھ پرستش کرین - اگر مذہب عیسائی قبول کرین تو انکو بہت انعام دیا جائیگا - لیکن اُنھون نے دونون سے انکار کیا - ہرقل نے تب ایسا سلوک کرنا ترک کیا - اور تین روز تک ایک مکان مین جسمین سُور کا گوشت اور شراب تھا بند کیا - اور کچھ کھانے کو ندیا - لیکن چوتھے روز وہ سب چیز اسی طرح پایا - اس سے زیادہ عبد اللہ کی آزمایش نہ کی گئی - چونکہ خلیفۂ وقت کا خط پہونچا اور اُسکا اثر بھی ہوا عبد اللہ بن حذیفہؓ بہت انعام کے ساتھ رہا کیے گئے - اور قیصر نے ایک بڑے مقدار کا ہیرا حضرت عمرؓ کو تحفہ بھیجا جسکی قیمت مدینہ کے جوہری نہ لگا سکے متقی عمرؓ نے اسکے استعمال سے انکار کیا - اگرچہ اور ون کو اجازت دی - وہ بیت المال مین رہا اور کچھ دن بعد بہت دام سے بکا - ایک قصہ مسلمانون کی تواریخ مین درج ہی لیکن کسی عیسائی تواریخ مین اسکا نشان نہین ہی - ایسا کہا جاتا ہی کہ قیصر ہرقل اگرچہ اسلام نہین لایا لیکن اُسکو اسلام سے عقیدہ تھا - کیونکہ اُسکو درد سر رہتا تھا - اور کسی دوا سے اچھا نہوا - لیکن خلیفۂ عمرؓ نے اُسکے پاس ایک ٹوپی بھیجی جسکے پہننے سے اُسکو درد نہین ہوتا تھا - اور جب اُسنے اُس ٹوپی کو اُدھڑوایا - تو اُسمین ایک کاغذ پایا جسپر لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم وہ ٹوپی عیسائیون مین برابر رہی - لیکن ۲۲۳ھ مین جبکہ خلیفہ معتصم نے کسی عیسائی قلعہ کا محاصرہ کیا تو اُس ٹوپی دینے کی شرط پر محاصرہ اُٹھا لیا گیا - اور اُسمین وہ اثر ہنوز باقی تھا -

فصل بارھوین

اس تواریخ کی مخاطبت اب دوسری طرف پھرتی ہی - اور عمرو بن العاص کی کامیابیون کا خیال درج کیا جاتا ہی - جنکے علاقہ بعد قبضۂ یروشلم کے خلیفۂ عمرؓ نے ملک مصر کی فتوحات سپرد کی تھی - عمرو عاص فوراً ہی روانہ نہوے - بلکہ بیت المقدس کی بعض جگہون کے قبضہ مین مصروف رہے - جو ابھی تک قیصر ہرقل کا

علاقہ شمار کیا جاتا تھا - ذاتی مذہبی سادگی پر مسلمانون کے کسی قدر شام کی آسایشون کا
ضرر پہونچا - بعض مسلمان افسرون نے بوجہ سردی ہوجانے کے کچے انگور کھانے سے
ایک پرفریب عیسائی کے مشورے سے علانیہ شراب پی - اُسنے دوا کے بہانے سے
پلایا - یہانتک کہ وہ نشہ مین ہنگامہ کرتے ہوے عمرو بن العاص کے پاس پہونچے -
جو سزا حضرت علیؓ نے شراب کے لیے تجویز کی تھی اور حضرت عمرؓ نے جاری کی سبکو
دیگئی - اِس سے شراب خواری موقوف ہوئی - لیکن مسلمان اُس عیسائی سے اسقدر
ناخوش ہوے کہ اُسکو مار ڈالتے - اگر وہ معاہدے کی رو سے مسلمانون کی پناہ مین نہوتا
عمرو بن العاص اب شہر قیساریہ کی طرف بڑھے - جہان قسطنطین قیصر کا
بیٹا بڑے لشکر کے ساتھ تھا - مسلمانون کے خیمون مین عیسائی حکام نے جاسوسی
بھیجے - یہ عیسائی عرب تھے جنھین کوئی تمیز نہین کرسکتا تھا - انہین سے ایک شخص
آگ کے پاس بیٹھا تھا - جب اُٹھنے لگا تو اُسکا دامن پیر کے نیچے پڑ گیا - اور وہ گر گیا
جب گرنے لگا تب اُسنے کہا کہ قسم مسیح کی - قریب والے نے یہ سنکر سمجھا کہ یہ عیسائی
جاسوسی ہی - اور اُسکو مار ڈالا - جب امیر عمرو بن العاص کو یہ خبر معلوم ہوئی -
اُنھون نے ملامت کی کہ کیون مارا اُس سے دشمن کے لشکر کا حال معلوم ہوتا -
اور سمجھایا کہ آیندہ جو ایسا شخص پکڑا جاے میرے پاس لاؤ - قسطنطین کا خوف
مسلمانون کے لشکر کے قریب آنے سے بڑھتا گیا - اور اب اُسنے ایک عیسائی پادری
عمرو بن العاص کے پاس بھیجا کہ کوئی شخص مسلمانون سے آکر ہمسے گفتگو کرے -
ایک حبشی نے جنکا نام بلال ابن رباح تھا ایلچی ہونا چاہا - یہ ایک شخص قوی ہیکل
اور بھاری آواز کے آدمی تھے - اور آنحضرت صلعم نے انکو موذن مقرر کیا تھا - چونکہ
آپ صلعم کے ساتھ زندگی مین یہ کام کیا تھا بعد وفات آپ صلعم کے اس کام کو ترک
کیا صرف ایک مرتبہ جب عمرؓ یروشلم مین تھے تو اُنھون نے نماز کے واسطے اذان کہی تھی

جسکو سنکر بہت متعجب ہوے عمرو بن العاص نے انکار کرنا چاہا تھا لیکن بلال رض
کے اقتدار رسول کا واسطہ دینے سے اُنھون نے جبراً منظور کیا۔ جب بلال رض
اُس پادری کے ساتھ چلے اُسنے نفرت سے دیکھا اور کہا کہ قسطنطین نے گفتگو
کے لیے کسی افسر کو طلب کیا ہو نہ کہ غلام حبشی کو۔ لیکن بلال رض نے اصرار کیا۔ اور جب
قسطنطین نے اپنے دربار مین انکو داخل ہونے نہ دیا۔ اسلیے مایوس ہوکر پھرے
عمرو عاص کا قصد ہوا کہ خود جاوین۔ عیسائی خیمہ گاہ کی طرف جانے سے اُنکو
قسطنطین کی بارگاہ مین لیگئے عمرو نے اُسکو تخت پر بیٹھا پایا۔ اُنکے واسطے کرسی منگوائی
گئی۔ لیکن اُسکو کنارے کرکے فرش پر چار زانو بیٹھ گئے۔ اور تلوار کو زانو پر اور
نیزے کو گھٹنے کے نیچے رکھا۔ جو گفتگو ہوئی اُسکو امام اور قاضی بغداد الواقدی نے
اپنی تواریخ فتوح الشام مین مفصل لکھا ہو۔ قسطنطین نے عربون کی حملہ آوری پر
ملامت کی۔ اور عمرو عاص سے کہا کہ رومی یونانی اور اہل عرب بھائی ہین
کہ سب نوح کی اولاد سے ہین۔ اگرچہ یہ صحیح ہو کہ عرب بیچے ہین کہ اسمعیل ع بن
ہاجرہ کی اولاد سے ہین کہ لونڈی تھین۔ تاہم بھائی ہین۔ اور آپسمین لڑنا بڑا
گناہ ہو۔ عمرو عاص نے جواب دیا کہ جو کچھ قسطنطین نے کہا سچ ہو۔ اور عرب
اسمعیل ع کے اولاد ہونے کا خوشی سے اقرار کرتے ہین۔ اور یونانیون کے مورث علی
یسوع سے عداوت نہین کرتے جسنے اپنے حق اولاد کو حلوا کے بدلے بیچا۔ اور یہ بھی
ہو کہ اُنسے تفرقہ مذہب کا ہو جسکے باعث سے اپنے بھائی مین لڑائی ہوسکتی ہو۔
عمرو عاص نے کہا کہ نوح نے بعد طوفان کے ملک کو اپنے تین بیٹون سے
درمیان تقسیم کیا۔ شام وحام و یافث اور ملک شام سام کو دیا۔ کہ اُنکی اولاد مین
قحطان تک پہونچا اور اُنسے جو ویانک آیا اور اُنسے ملک جو اُنکی عرب کے مورث
تھے۔ لیکن عربون کو اُنکے موروثی ترکے سے شام کے باہر کرکے ریگستان مین عرب گے

نکالدیا۔ عمرو نے کہا کہ اب ہم سابق موروثی دعوے کی رو سے آئے ہین۔ اب تم عرب کا ریگستان کانٹا اور سنگستان لو اور ہمکو شام کا زرخیز ملک دو۔ اسپر قسطنطین نے کہا کہ تقسیم تو طے ہو چکی۔ اور عرصہ گزرنے سے اور قبضہ رہنے سے اُسکا استحکام ہو گیا۔ اور یہان کے باشندون نے کتنے درخت اور شہر آباد کیے۔ پس جسکے حصہ مین جو پڑ گیا۔ اُسپر شاکر [illegible] اص نے کہا کہ دو شرطین ہین جس سے حال کی حالت قائم رہ سکتی ہے۔ ایمان لاؤ یا جزیہ دو۔ جیسا سب کافرون سے مشروط ہو۔ قسطنطین نے کہا ایسا نہو گا۔ عمرو عاص اُسپر کھڑے ہو گئے۔ اور کہا کہ ایک شرط اور ہے۔ چونکہ تم ہمارے شرائط سے انکار کرتے ہو۔ جیسا تمھارے مورث یسوع نے اپنی مان سے انکار کیا تو اللہ تعالی اور تلوار کو ہمارا فیصلہ کرنے دو۔ اور جیسے ہی وہ واپس چلنے لگے۔ آنھون نے یہ بھی کہا۔ کہ جب تک تم کافر ہو تمکو ہم ہمسایہ نہین سمجھتے۔ تم یسوع کی اولاد ہو اور ہم اسمٰعیل کی جنکی صلب مین مورث اعلی آدم سے پیغمبری برابر چلی آئی۔ یہانتک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی اسمٰعیل اپنے باپ کی اولاد مین سب سے بہتر تھے آنسے قوم کنانہ ہوے جو عرب کی قومون مین سب سے بہتر ہین۔ اور خاندان قریش قوم کنانہ مین سب سے بہتر ہے۔ اور بنی ہاشم خاندان قریش مین سب سے بہتر ہین اور عبد المطلب ہاشم کی اولاد مین سب سے برگزیدہ ہین اور اُنکے تیرہ بیٹون مین خواجہ عبد اللہ سب سے منتخب تھے۔ جنکے اکلوتے بیٹے محمد صلعم تھے۔ اور جنکو پیغمبری جبرئیل نے پہونچائی۔

یہ گفتگو اسطرح ختم ہوئی۔ اور عمرو عاص اپنے لشکر مین آئے۔ فریقین کے لشکر مقابل ہوے۔ لیکن کسی نے جنگ شروع نہین کی۔ ایک روز ایک افسر نہایت عمدہ لباس پہنے عیسائی لشکر سے آگے آیا۔ اور فرادا لڑائی چاہی۔ اکثرون نے مقابلہ کرنا چاہا۔ لیکن عمرو عاص نے کہا کہ جسکو غنیمت کا لالچ ہے۔ وہ تعرض نکرے بلکہ صدق دل سے

لڑے جو شخص اللہ کی محبت مین مارا جائیگا اُسکے لیے بہشت ہے لیکن جو اور کسی ارادے سے لڑیگا وہ مارا جائیگا - اور وہ چیز بھی اُسکو نہ ملیگی - ایک شخص یمین کا آگے بڑھا - جسنے کہا کہ ہم یہ لڑائی شام کی دولت یا آسایش دنیا کے واسطے نہین کرتے بلکہ اللہ اور رسول صلعم کے واسطے کرتے ہین اُسکی مان اور بہن نے اُسکو اِس خطرناک ارادہ سے گھر ہی پر روکا تھا لیکن اُسنے کہا کہ اگر ہم اللہ کی راہ مین مارے جائینگے تو شہید ہونگے - اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شہید ہمیشہ کے واسطے زندہ ہین لیکن سمجھانا بیکار سمجھکر اُسکی مان اور بہن میدان جنگ تک ساتھ آئی تھین - جب وہ عیسائی افسر کے مقابلے کو چلا تب بھی وہ روکتی تھین - لیکن وہ رخصت ہوکر مقابل ہوا -

وہ دشمن مین گھس پڑا لیکن فوراً ہی شہید ہو گیا - اُسکے پیچھے کے آدمی آئے اور شہید ہوتے گئے - تب شرجبیل بن حسنہ بڑھے - سابق کی طرح انکا جسم بہ سبب کثرت روزے اور تقوی کے لاغر ہو گیا تھا - اور ضعیف تھے - تھوڑی لڑائی کے بعد وہ عیسائی اُنپر غالب آیا - اور جیسے ہی اُنکا سینہ چاک کرنا چاہتا تھا - کہ اُسکا ہاتھ کٹ گیا شرجبیل کو اپنے رہا کرنے والے پر نہایت تعجب ہوا - کیونکہ وہ یونانی لباس مین تھا - اور یونانیون کے زمرے سے آیا تھا - اُسنے اپنے کو طلیعہ ابن خوالد بتایا - جو سابق مین کاذب دعویدار تھا اور مسیلمہ کا بڑا دوست تھا - اُسکے مرنے کے بعد جھوٹے دعوی کا اُسکو افسوس ہوا - اور دل سے مسلمان ہو گیا - اور اسلام مین کارنمایان کرنا چاہا -

شرجبیل نے کہا اے بھائی اللہ کی رحمت نہایت وسیع ہے - اور ندامت تمام گناہون کو دھودیتی ہے شرجبیل نے اُسکو مسلمانون مین لیجانا چاہا - لیکن طلیعہ کو تامل ہوا - اور آخرش اقرار کیا - کہ اُسکے پہلے ہی لشکر اسلام مین جا ملتا لیکن

خالدؓ سے ڈرتا تھا۔ جنھون نے مسیلمہ کو مارا کہ اسکو بھی کہین نہ مار ڈالین شرحبیلؓ نے کہا کہ خالد یہان نہین ہین۔ اور اسکو عمرو کے پاس لیگئے۔ جنھون نے اسکے ساتھ محبت کی۔ اور ایک خط خلیفۂ وقت کے نام سے دیا جسمین اسکی کارگذاریون کا بیان تھا۔ وہ اسکے بعد مسلمانون کے لشکر مین فارس والون کے مقابلے کو بھیجا گیا۔ ہواسرداور پرشور رہونے سے اور عیسائیون کو برابر شکست ہونے سے اُنکے دل چھوٹ گئے۔ اور روزانہ لشکر سے بھاگنا شروع کیا قسطنطین کو اپنے ایسے دلشکستہ لشکر کے ساتھ جسکی تعداد روزانہ گھٹتی گئی۔ ایسے دشمن سے مقابلہ کرنا جسکی تعداد روزانہ بڑھتی جاوے نہایت دشوار ہوا۔ اسیلئے اسنے ایک طوفان کی شب مین اپنے خیمے کو چھوڑ کر جسکو مسلمانون نے لوٹا۔ اپنے لشکر کے ساتھ قیساریہ مین بھاگا۔ اور شہر کے اندر اپنے کو مقید کیا عمروؓ عاص نے تعاقب کیا اور قیساریہ کا محاصرہ قریب سے شروع کیا۔ لیکن شہر پناہ نہایت مستحکم اور قلعہ کا لشکر بہت تھا۔ اور قسطنطین کو امید تھی کہ وقت پر امدادی لشکر بھی آجائیگا۔ لیکن مابعد کے شکست کی خبرون نے اسکا دل توڑ دیا۔ اور یہ شکست بھی یوقنا کے مکر کے باعث سے ظہور مین آئی۔ بعد قبضۂ انطاکیہ کے یوقنا اپنے دوسو نومسلمون کے ساتھ طرابلس شام کے بندرگاہ مین آیا جو بحر روم (میڈیٹرنین) کے کنارے پر ہے۔ لیکن عیسائی لباس مین تھا۔ عیسائیون نے اپنا بہی خواہ سمجھکر جگہ دی۔ اسنے شہر پر دھوکھے مین قبضہ کرلیا۔ اور عیسائی جھنڈا اُتار دیا اور ابو عبیدہ کو خفیہ خبر دی۔ اُسوقت ایک بیڑہ جہازون کا حربۂ جنگ سے لدا ہوا جزیرۂ قبرس اور کریٹ سے قسطنطین کے لیے آیا تھا۔ قبل اسکے کہ انکو اس حال سے خبر ہو۔ یوقنا نے انپر قبضہ کرلیا۔ اور مسلمانون کے لشکر کے حوالہ کیا۔

یوقنا اب جہاز پر سوار ہوکر نوسو آدمیون کے ساتھ طائر کی بندرگاہ مین پہونچا۔

اور عیسائی جھنڈا دکھا کر ظاہر کیا کہ ہمکو قسطنطین کی مدد کے واسطے بھیجا ہی
وہان کے حاکم نے اُنکو عزت کے ساتھ اُتارا۔ اور یوقنا چاہتا تھا کہ رات کو قلعے کی
لشکر پر شبخون مارے۔ لیکن اسی کے ایک شخص نے اس مکر کو ظاہر کردیا۔ اور یوقنا
اور اُسکے ساتھی گرفتار ہوگئے۔

اسی درمیان مین یزید بن ابی سفیان جو دو ہزار آدمیون سے قیساریہ کی طرف
گئے تھے۔ لیکن عمرو عاص کو قبضہ مین لانے کے واسطے چھوڑا تھا طائر کے اطراف
مین بہ امید قبضہ یوقنا کے آئے حاکم طائر نے اُنکی مختصر جماعت دیکھکر قلعہ کے لشکر سے
حملہ کیا۔ شہر والے تماشا دیکھنے کو شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔

یوقنا نے قسمتون سے عیسائی افسر کو جو اسلام کی طرف رجوع تھا اور اُسکی
حفاظت کے لیے تعینات تھا لا لیا۔ اُسکا نام باصل تھا۔ اور اس خبر کو کسی جاسوس
کے ذریعہ سے یزید بن ابی سفیان کو کہلا بھیجا۔ ہرگاہ مقابلہ والا لشکر ابھی
نہین لڑا تھا۔

ہنوز لڑائی شروع نہین ہوئی تھی۔ کہ یوقنا اور اُسکے ساتھیون کو باصل نو مسلم نے
رہا کردیا۔ اور سلح خانہ کی طرف لیگیا۔ جہان سبکے سب ہتھیار بند ہوگئے۔ اور
متفرق سمت مین چلے گئے۔ بعضون نے گلی کو روکا اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر
کی صدا بلند کی۔ اور دوسرون نے اُس راستے پر دیوار کے جگہ کی جہان سے
اکیلے لوگ اُترتے تھے اور کچھ لوگ بندرگاہ کی طرف گئے۔ جہان لوگ جہاز سے
اُتر کر اُنکے ساتھ چلے۔ اور دوسرون نے دروازہ کھولدیا۔ اور یزید بن ابی سفیان
کے لشکر کو شہر مین داخل ہونے دیا۔ یہ سب کام دفعتہً ہوئے۔ اور بہت جگھو مین
پیش آئے۔ اور ایسے موقع سے کیے گئے کہ فوراً تمام شہر مسلمانون کے قبضے مین
آگیا۔ اکثر شہر والون نے اسلام قبول کیا۔ اور بقیہ تہ تیغ ہوئے اور غلامی مین دیے

طرابلس شام اور طائر کے ضائع ہونے کی خبر سے اور جبار کے قبضے مین آجانے سے
شہزادہ قسطنطین کا دل ٹوٹ گیا۔ اور ڈر سے کانپنے لگا۔ اُسکو ایسا معلوم ہوا
کہ گویا عمرو عاص اور اُنکا لشکر شہر مین داخل ہو گیا۔ اور اپنے باپ کی اقتدا کی
یعنی قیصریہ (قیساریہ) سے مع عیال و اطفال اور خزانہ کے قسطنطنیہ (روم جدید) کو
روانہ ہوا۔ قیساریہ کے آدمیون نے ایک صبح یہ دریافت کرکے کہ اُنکا شہزادہ
رات کو فرار ہو گیا۔ مسلمانون کی اطاعت کر لی۔ اور قیصر کا کُل خزانہ حوالہ کر دیا
اور دو لاکھ روپیہ سالانہ اپنی جایداد کی حفاظت کے لیے دینا قبول کیا۔ اُنکے شرائط
کو عمرو عاص نے بہ سبب مصر کی روانگی کے قبول کر لیا۔ قیساریہ کی اطاعت
سے اور شہرون نے بھی اطاعت کر لی۔ اور اسطرح چھ برس کی لڑائی کے بعد
مسلمانون نے شام کے فتوحات کو پورا کیا یعنی حضرت عمرؓ کی خلافت کے ششم مین
اور قیصر ہرقل کے ۲۹ جلوس مین اور ۱۸ ہجری مین اور ۶۳۹ء مین۔

اس فتحیابی کی تکمیل کے بعد دیار شام مین طاعون یعنی وبا آئی اور شام کے بہت
لوگ ہلاک ہوئے۔ اور اُنکے ساتھ پچیس ہزار مسلمان عرب اُنکے فاتح بھی ہلاک
ہوئے۔ جنمین ابو عبیدہؓ سالار لشکر اپنی عمر کے اٹھاون برس مین اور یزید بن
ابی سفیان اور شرجبیل و ضرار اور یوقنا اور دامس ابو الحول بھی تھے اس سبب سے
یہ سن سنۃ الفوت کہلایا۔

یزید بن ابی سفیان اس زمانے مین حاکم دمشق تھے۔ اور اُنکے ساتھ اُنکے
بھائی امیر معاویہ بن ابی سفیان بھی تھے۔ یزید بن ابی سفیان کے انتقال سے
امیر معاویہ حاکم دمشق ہوئے۔ اور اُسکے بعد تمام شام کے حاکم تھے۔ شام کے
فتوحات کے ختم کرنے مین اُسکے سبب سے اعلیٰ فاتح خالد بن الولید کا خاتمہ
بھی قابل تحریر ہے۔ وہ حضرت عمرؓ کے کبھی عزیز نہو سکے۔ بلکہ آپ ہمیشہ فضول خرچ

غیور غنیمت کے شائق۔ اور سالاری کے ناقابل سمجھا گیے۔ خالد بن الولید کا عراق اور شام مین ایسے چمکیلے فتوحات حاصل کرنا۔ اور اس بزرگی سے حضرت ابو عبیدہؓ کی اطاعت کرنا۔ اور اُسکے بعد بھی خلوص اور جوش کے ساتھ لڑنا اور جہاد کرنا حضرت عُمرؓ کو نرم کرنے کا ذریعہ نہوا۔

حمص کی فتح کے بعد ہر طرف سے حضرت خالدؓ بن الولید کو مثل فاتح کے مبارکباد پہونچنے لگی۔ کیونکہ وہ شہر فقط آپؓ ہی کی کوشش سے فتح ہوا۔

ایک عربی شاعر (اسکوس) نے اُنکی شان مین قصیدہ لکھا اور شام کے کل فتوحات کا بانی آپؓ کو ٹھہرایا۔ خالد بن الولید نے اس صلہ مین اُسکو تیس ہزار روپے انعام دیے۔ جب حضرت عُمرؓ کو اس بات کی خبر ملی۔ آپؓ بہت ناخوش ہوئے۔ اور شک کیا کہ خالد نے مال غنیمت کو خفیہ تصرف کیا۔ اور اگر تصرف بھی نہ کیا ہو اور واقعی اُنکا خاص حصہ ہو تاہم اسقدر خرچ بیوجہ کرنا اصراف ہوا۔ جسکی ممانعت قرآن مین ہے اور یہ کام اللہ کے حکم کے خلاف ہوا۔

حضرت عمرؓ نے ایک مجمع اسکی تحقیقات کے واسطے متعین کیا۔ اور اُنکو لشکر سے بالکل معطل کیا۔ بعد تحقیقات کا مال کے تصرف کرنا بالکل بے بنیاد ٹھہرا۔

اور اس سے اہل لشکر کو نہایت صدمہ ہوا لیکن خلیفہ عمرؓ نے لکھا کہ ہمنے خالد کی سزا بہ سبب فریب اور جھوٹ کے نہین کی ہے۔ بلکہ فضول خرچی کے باعث سے کی کہ اُنھون نے شاعر کے صلے مین کی۔ نیک و بد اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ خالدؓ کے کیے نہین ہوتا۔ اس بیعزتی سے خالد کا دل بالکل شکستہ ہو گیا۔ اور حال کی لڑائی کی مصیبتون اور زخم سے کمزور ہو گئے تھے۔ اور آپؓ نے رفتہ رفتہ اسی مین انتقال کیا۔ لیکن انتقال کے وقت نہایت افسوس کرتے تھے۔ کہ میدان جنگ مین کیون نہ مرے۔ لیکن اُنھون نے ایسا نیک نام چھوڑا کہ ہمسایہ مین ہر دلعزیز تھا آ

اور سپاہیون مین اُسکی ایسی عظمت تھی کہ جیسے دیوتاؤن کی ہوتی ہے۔ اُنکی قبر پر اُنکی قوم کی عورتون نے بال ترشوائے جس سے اُنکا غم ظاہر ہوتا ہے جب حضرت عمرؓ کو خالدؓ کے انتقال کے بعد معلوم ہوا کہ اُنھون نے سوائے ایک گھوڑے اور حربۂ جنگ اور ایک غلام کے کچھ نہ چھوڑا۔ آپؓ نے اپنی غلطی پر تاسف کیا۔ اور خالدؓ کی قبر پر بہت روئے جب خالدؓ یمن کی طرف لڑائی مین گئے تھے۔ کفار نے زہر کی بوتل بھیجی کہ شہد ہے اور آپ نے شہد کہکر نوش فرمایا۔ اور واقعی شہد ہو گیا۔ لانے والا یہ تصرف دیکھکر مسلمان ہو گیا

فصل تیرھوین

مسلمانون کے مذہبی جوش اور تقدیر پر بھروسا کرنے کی دلیل یہ بھی ہے۔ کہ اُنھون نے فرعون کے کیسے وسیع ملک یعنی مصر پر پہلے پہل صرف پانچہزار آدمیون سے حملہ کیا خلیفۂ وقت جنھون نے اس حملہ کی تجویز کی تھی۔ خود ہی اپنی غلطی پر متفعل تھے یا یہ حضرت عثمانؓ کا مشورہ ہو۔ لیکن آپ نے امیر عمرو عاصؓ کو خط لکھا کہ اگر تم ملک مصر مین نہ داخل ہوئے ہو تو پھر آؤ اور اگر داخل ہو گئے۔ تو اقدیر پر بھروسا رکھو ہم مدد روانہ کرتے ہین۔

جب اس خط کا لیجانے والا اُنکے لشکر مین پہونچا تو ملک شام ہی کی حد مین تھے لیکن کسی طرح اس خبر کے معلوم ہونے سے یہ جنگجو سالار نہ ٹھہرے۔ بلکہ روانہ ہوکر ملک مصر کے موضع ارشیں مین پہونچے۔ اور دریافت کیا کہ یہ کس حد مین ہے اور جواب ملنے سے کہ ملک مصر مین ہے آپ وہان ٹھہر گئے اور خلیفۂ وقت کے اُس خط کو پڑھا آپ نے کہا اب خلیفۂ وقت کے حکم کی تعمیل کرینگے۔ پہلی جگہ جسکو آپ نے محاصرہ کیا فراوق (پلیوزیم) تھی جو بحر روم کے کنارے پر اُس گردن زمین مین واقع ہے جو بحر روم کو خلیج عرب سے جدا کرتا ہے اور مصر کو عرب اور شام سے ملاتا ہے۔ اسلیے وہ جگہ مصر کی کلید سمجھی جاتی تھی

ایک مہینے کے محاصرے کے بعد امیر عمرو عاص شہر قابض ہو گئے۔ آپ نے اطراف ملک کو پیش بینی کے ساتھ دیکھا۔ اور ایک نہر درمیان بحر روم (میڈیٹیرنین) اور بحر احمر (رڈسی) کے بنانے کی تجویز کی تھی جہان اب نہر سویز ہے۔ لیکن خلیفہ عمرؓ نے اس وجہ سے ناپسند کیا کہ شاید عیسائی تو مین بحری حملے ملک عرب پر اسکے ذریعہ سے نہ کرین۔

عمرو عاص اب مصر کی طرف جسکو قدیم ممفس کہتے تھے اور قدیم مصر کے بادشاہون کی جگہ تھی۔ روانہ ہوئے۔ یہ شہر اُسوقت سوا اسکندریہ کے سب سے مستحکم قلعہ تھا۔ اور اپنی قدیم خوبصورتی پر ہنوز حاوی تھا۔ یہ شہر دریاے نیل کے مغربی جانب کو ایک مثلثی جزیرے پر مینارہ سے کسی قدر پورب کو واقع تھا۔ اسکا قلعہ نہایت قوی تھا اور اُسمین بڑا لشکر رہتا تھا۔ اور اُسی کے چارون طرف کھائی تھی جسمین کانٹے۔ اونچین کی حملہ آورون کو روکنے کے لیے پھینکی گئی تھین۔ عرب کے لشکرون مین انجن وغیرہ جو مستحکم جگہون پر حملہ کرنے کے واسطے درکار ہو نہ تھا اسلیے وہ صرف گھیر لیتے تھے اور جنس کی آمد و رفت موقوف کر دیتے اور قلعہ کا لشکر جب گھیر لیتا اُسکو تباہ کر دیتے۔ اور اسطرح سے قلعہ کے لشکر کی تعداد گھٹاتے۔ اور بھوکے مارتے۔ یہانتک کہ وہ اطاعت مین در آتے۔ اور یہی وجہ ہو کہ اُنکو محاصرہ کرنے مین عرصہ گذر جاتا۔ اس مصر کا محاصرہ سات مہینے تک رہا جسمین درمیان مین عمرو کا لشکر چھوٹی چھوٹی لڑائیون مین بہت گھٹ گیا۔ اِس محاصرہ کی انتہا مین اُنکے پاس لکھنے پر چار ہزار آدمیون کی مدد خلیفہ وقت کے پاس سے آئی تاہم اُنکا لشکر قبضہ کرنے کے واسطے ناکافی تھا۔ اگر مقوقس حاکم شہر مسلمانون سے نہ ملجاتا۔

یہ شخص جو اصل مین قبطی خاندان سے تھا عیسائی منافق تھا۔ اور قبطیون کی طرح وہ یعقوبی نصرانی تھا۔ جو حضرت عیسیٰ کی الوہیت کے قائل نہین ہین۔ اُسنے قیصر ہرقل کا اعتماد پیدا کرنے کے لیے اپنے مذہب سے علٰحدگی اختیار کی سا اور اسی

یعقوبی

باعث سے وہان کا حاکم ہوا۔ وہان کے اکثر باشندے یعقوبی عیسائی تھے۔ اور اپنی یونانی ہمسایہ سے کہ کیتھولک تھے بڑی مخالفت رکھتے تھے۔ مقوقس نے اپنی حکومت کے زمانے مین ٹکس اور جزیہ کے ذریعے سے بہت خزانے فراہم کیے۔ اور اب قیصر کا اختیار زنزول مین دیکھکر اُسکو تصرف کا موقع ملا۔ اُسنے مسلمانون کے سردار سے خفیہ خط وکتابت کی اور عہد لیا کہ ہمارا خزانہ ہمکو ملے تو ہم اِس ملک کو تمھارے اختیار مین دیدیتے ہین۔ اسلیے وہ اپنا بہت خزانہ شہر سے دریاے نیل کے ایک جزیرہ مین لیگیا عمرو نے لشکر کے ساتھ اس قلعہ پر حملہ کیا۔ اور قبضہ کرلیا کیونکہ قبطیون نے مدد نہ کی۔ عیسائی مسلمانون کا جھنڈا قلعہ کی دیوار پر دیکھکر گھبرائے۔ اور سمجھے کہ سب ہاتھ سے نکلگیا اور جہازون پر فرار ہوئے۔ اسپر حاکم نے شرط کرکے اطاعت کرلی۔ سالانہ جزیہ فی کس دو روپیہ کل باشندون پر مقرر ہوا۔ اور بڈھے اور سولہ برس کے اندر کے لڑکے اور عورتین مستثنیٰ کی گئین۔ اور یہ بھی مشروط ہوا کہ مسلمانون کی رسد کا بندوبست بقیمت رہے۔ اور یہ کہ اسکندریہ کی راہ پر تمام پل بناوین۔ اور یہ بھی مشروط کیا گیا۔ کہ کوئی مسلمان مسافر جو آوے اُسکی تواضع تین روز تک بلا مزد رہے۔

مقوقس کو اُسکا خزانہ دیا گیا۔ اُسنے التجا کی کہ قبطیون کو ساتھ رکھا جاے اور یونانیون سے نفرت اور اُنپر تشدد کیا جاے۔ اُسنے مرنے کے وقت بھی وصیت کی کہ اُسکی قبر پیغمبر یحییٰ کے گرجے مین اسکندریہ مین بنائی جاوے۔

عمرو عاص نے کہ مصلحت بین اور شجاع دونون تھے۔ یعقوبی عیسائیون کی عداوت یہودیون کی طرف سے دیکھکر یعقوبی پر مہربانی کی کہ اُنسے اِس ملک کی فتح مین کام لیوین۔ یہانتک کہ اُنھون نے اُنکے پیشوا بنجامین سے ریگستان طے کرکے ملاقات کی۔ اور کہا کہ عیسائیون مین ہمنے ایسا متبرک اور وجیہ آدمی نہین دیکھا۔ اِسکا بہت بڑا اثر ہوا۔ جتنے قبطی تھے سبھون نے خلیفۂ وقت کی موافقت ظاہر کی

اب عمرو نے اسکندریہ کی طیاری کی کہ سوا سو میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور موافق عہدنامے کے شرکا ورپل درست کیا تھا۔ کہ مسلمانون کے جانے مین آسانی ہوئی۔ یونانی جو مختلف اطراف سے جمع ہوئے تھے دریاے نیل کے ایک مثلثی جزیرے مین فراہم ہوے۔ کہ مسلمانون کی ترقی کو روکین۔ لیکن بیکار تھا۔ ایک بڑی رکاوٹ کرام الشوارق مین کی گئی۔ جہان حال کے یونانی مغروری جمع تھے۔ تین روز تک وہ مسلمانون کو روکے رہے۔ لیکن آخرش انتظام کے ساتھ پیچھے ہٹتے ہوے اسکندریہ پہونچے باوجودیکہ راہ مین اسقدر آسانی کی گئی۔ تاہم بائیس روز مین مسلمان اس بڑے شہر تک پہونچے۔ اب اسکندریہ انکے سامنے تھا۔ یہ زرخیز مصر کا مرکز اور مشرق کا تجارتگاہ تھا۔ نہایت مضبوط جگہ تھی۔ اسباب حرب کا ذخیرہ تھا۔ جہان سمندر کے ذریعہ سے ہر قسم کے سامان اور مدد پہونچ سکتی تھی اور جسکے قلعہ مین یونانی مغروری ہر طرف سے فراہم تھے۔ جنکو اس آخری جنگ کے ملک مصر کی آرزو تھی۔ اس قوی شہر پر عمرو عاص کا حملہ آور ہونا صرف مذہبی جوش تھا۔ ظاہری عقل کے خلاف تھا مسلمانون کے سالار عمرو عاص نے اپنا جھنڈا دیوار کے سامنے نصب کرکے معمولی شرائط پر اطاعت چاہی جسکے انکار کرنے سے انھون نے محاصرہ شروع کیا جنھون نے مسلمانون کو زیادہ ایذا دی وہ مصر کے مغروری یونانیون کا لشکر تھا۔ امیر عمرو عاص نے یہ دیکھکر کہ اصل پناہ انکا مینار ہے اسپر دلیرانہ حملہ کیا۔ اور اسکو تلوار کے زور سے لے لیا ہر طرف کے یونانی اسپہ دوڑے ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اور کچھ مسلمان نکل گئے۔ عمرو عاص مع اپنے غلام وردان اور ایک سردار مسلمہ ابن المقلد کے گرفتار ہوگئے۔ لیکن ان قیدیون کی قدر کوئی نہیں جانتا تھا۔ اور وہ انکو حاکم شہر کے پاس لیگئے۔ اسنے اسقدر حملہ آوری کی وجہ دریافت کی۔ عمرو عاص نے جواب دیا کہ اسلام پھیلاتے ہین۔ اور قبل لڑائی کے مصریون سے کہا گیا ہو کہ اسلام لاؤ یا جزیہ دو۔

اُنکے دلیرانہ جواب اور چہرے کی عظمت سے حاکم کو شک ہوا۔کہ کوئی افسر ہی۔اور حکم دیا
کہ انکا سر کاٹ لو۔اسپر وردان غلام نے جو یونانی زبان سمجھتا تھا۔اپنے آقا کا
گلا پکڑا اور گلے پر طمانچے مارے اور ناپاک کتا کہا۔اور کہا کہ اپنے افسر کو بولنے دے
اسپر مسلمہ نے اُسکے ارادون کو سمجھ لیا۔اور دخل درمعقول کرکے چرب زبانی سے
بولنا شروع کیا۔کہ عمرو عاص کا ارادہ محاصرہ اُٹھا لینے کا ہی۔چونکہ خلیفہ وقت کے
پاس سے اِس مضمون کا خط آیا ہی۔اور اگر ہماری مخلصی ہو تو ہم بھی اس بارہ مین
کوشش کرین۔

اسپر حاکم نے اُنکو رہا کر دیا۔اور جب وہ شہر کے باہر اپنے لشکر مین جا ملے بڑی خوشی
کی آواز بلند ہوئی۔جس سے شہر والے سمجھے کہ کوئی افسر تھا لیکن اس محاصرے کا
احوال مفصل کسی تواریخ مین درج نہین ہی۔تاہم یہ محاصرہ بہت عرصہ تک رہا
اسمین چوْدہ مہینے گذر گئے اور کئی مرتبہ مسلمانون کا امدادی لشکر آیا۔اور تئیس ہزار
آدمی اسمین مسلمانون کے ضائع ہوے۔یہانتک کہ کامیاب ہوئے۔اور یونانی
باشندے مختلف سمت مین بھاگے۔اور مصر کا دارالسلطنت مسلمانون کے قبضے مین
آگیا۔بعض ملک کے اندر بھاگے اور قلعہ بند ہو گئے۔اور بعضون نے جہازون پر سوار
ہو کر سمندر کی راہ لی۔

عمرو عاص نے اُسکو قبضہ کرتے وقت قریب القریب ویران پایا۔اور اپنے لشکر کو
لوٹ سے باز رکھا۔اور کسی قدر لشکر بطور قلعہ کے لشکر کے چھوڑ کر فوراً ہی مفروریون کے
تعاقب مین روانہ ہوے۔جب یہ خبر اُن مفروریون کو کہ جہاز پر روانہ ہوے تھے
معلوم ہوئی کہ سالار لشکر نے اِس شہر کو بلا لشکر کے چھوڑا ہی۔وہ پھرے اور ایک
رات کو شہر اسکندریہ مین داخل ہوئے۔اور اُسپر قبضہ کیا۔اور اکثر مسلمانون کو مار ڈالا
امیر عمرو عاص کو جبکہ پورے تعاقب مین یونانیون کے تھے۔یہ خبر معلوم ہوئی

اپنی غلطی پر نہایت تاسف کرنے لگے اور وہان سے جلد پھرے۔ اور اسیر پھر حملے کا قصد کیا۔ اسوقت تک یونانیون نے اپنے کو مستحکم کر لیا تھا۔ اور مقابلہ کیا اسلیے آپ نے پھر محاصرہ کیا۔ لیکن محاصرہ بہت تھوڑے عرصہ تک رہا۔ قلعہ حملے کے ساتھ لے لیا گیا۔ اکثر یونانی تہ تیغ ہوئے۔ اور بقیہ پھر جہاز پر سوار ہو کر مفرور ہوئے۔ یہ ۲۱ھ ہجری مین واقع ہوا مطابق ۶۴۱ء دوبارہ اس شہر پر قبضہ ہونے سے لشکر نے ۶۴۲ء و ۶۴۳ء غارتگری چاہی۔ عمرو عاص نے پھر باز رکھا اور کہا کہ اس بارہ مین خلیفۂ وقت کے پاس لکھا گیا ہی۔ جیسا حکم ہوگا کیا جائیگا۔ ایسی کامل حکومت آپکی اپنے لشکر پر تھی کہ کسی نے ادنی چیز بھی۔ نہ چھوئی۔ اس شہر مین کسقدر دولت۔ آبادی اور کیسی آسائش تھی۔ عمرو عاص کے خط سے کہ خلیفۂ وقت کو لکھا ظاہر ہوتی ہی۔ اسمین درج تھا۔ کہ چار ہزار محل پانچہزار حمام چار سو تماشا گاہ۔ اور کھیل کی جگہ۔ بارہ ہزار باغ او چالیس ہزار میوہ ہین۔ اسکے مال و دولت کا حساب کرنا غیر ممکن تھا۔ چونکہ لشکر نے بزور تلوار اسکو فتح کیا ہی۔ اسلیے لوٹ کی استدعا کرتا ہی۔ ہمنے ابھی تک انکو روکا ہی۔ حضرت عمرؓ نے انکے فتوحات کی کمال تعریف کی۔ لیکن غارتگری کے مضمون پر ملامت کی کہ اس ذکر کو کرنا بھی مناسب نہ تھا۔ اسلیے آپؓ نے لکھا کہ چیزون کی نہایت خبر گیری رکھنا اور کسی کو ضائع نہونے دینا۔ آپؓ نے جزیہ کے فراہمی کا حکم بھی دیا۔ کہ جس سے مسلمانون کے لشکر کا سامان درست کیا جاے۔ ملک مصر کے دارالسلطنت کے قبضے مین آجانے سے اور دوسرے شہر بھی قبضے مین آگئے۔ اور بارہ۱۲ کرور روپیہ کا سالانہ جزیہ اس ملک سے فراہم ہوا۔ آگے دریافت مین یہ بات آچکی ہی کہ عمرو عاص شاعر بھی تھے۔ اور یہ نسبت اور حملہ آور مسلمانون کے انھون نے اپنے فتوحات مین نرمی دکھائی۔ وہ اپنی فرصت کے وقت ذی علم لوگون سے ملاقات کرتے۔ اور وہ باتین سیکھتے کہ جنکا علم انکو نہ تھا منجملہ ایسے شخصون کے ایک شخص تھا کہ جسکا نام یحیی اجاتا

لیکن بہ سبب فلسفہ دانی کے فیلسوف (فیلو پونس) کہلاتا تھا۔ یہ یعقوبی عیسائی تھا اور اُسی کی تصانیف سے فلسفۂ ارسطو اور موسیقی ہو۔ اِس شخص سے اور عمرو عاص سے بڑی موافقت تھی۔ اِسنے اسکندریہ کے کتب خانہ کی بابت عمرو عاص سے کہا۔ اور اُسکی استدعا ہوئی کہ یہ کتابین ہمکو دیدیجائین۔ لیکن اُنھون نے کہا کہ بلا اجازت خلیفۂ وقت کے ہم نہین دیسکتے۔ اِسلیے آپؓ نے اِس بارے مین حضرت عمرؓ کو لکھا لیکن آپ کا جواب یہ تھا کہ اگر وہ کتابین قرآن کے موافق ہین۔ تب بھی اُنکا رہنا ضرور نہین کیونکہ قرآن ہمارے لیے کافی ہو۔ اور اگر قرآن کے خلاف ہین۔ تب بھی اُنکا رہنا ضرور نہین۔ اُنکو ضائع کردینا چاہیے۔ کتابین مثل ردی کے ضائع کی گئین۔ یہانتک کہ چھ مہینے اُنکے ضائع ہونے مین صرف ہوئے۔ اِس واقعہ سے مورخ گبن نے انکار کیا ہو۔ اُسنے لکھا ہو کہ دو قدیم مورخون نے الماکن اور پادری اتی چیس نے کہ اسکندریہ کا پیشوا تھا اور محاصرہ کا حال لکھا ہو کہین اِس امر کا ذکر نہین کیا۔ اور عمرو عاص سے جنکو علمی ذائقہ بہ سبب شاعری کے تھا ایسا واقعہ ہونا اور تعجب خیز معلوم ہوتا ہو اگرچہ کہا جاسکتا ہو کہ اُنھون نے اپنے حاکم اعلیٰ کے حکم کی بجاآوری مین ایسا کام جبراً کیا ہو۔

اسکندریہ کی فتح سے کل ملک مصر قبضۂ اسلام مین دستیاب اور قیصر ہرقل کی بدنصیبی ظاہر ہوگئی۔ اُسکو استسقا ہوگیا۔ اور ملک شام اور اب ملک مصر کے ضائع ہونے سے اُسکو اسقدر رنج ہوا کہ آخرش وہ سات ہفتے بعد فتح اسکندریہ کے مرگیا۔ اور اُسکی جگہ پر قسطنطین اُسکا بیٹا جانشین ہوا۔ ہرگاہ عمرو عاص ملک مصر کو فتح کررہے تھے تمام عربستان مین سخت قحط آیا یہانتک کہ خلیفہ عمرؓ نے عمرو عاص کو غلے کے ارسال کے واسطے لکھا۔ اِسپر عمرو عاص نے اسقدر غلہ روانہ کیا کہ لکھا ہو کہ اونٹون کے قطار کا اگلا اونٹ جب مدینۂ طیبہ پہونچا تو اسکا پچھلا اونٹ سرزمین مصر مین تھا۔ لیکن

بھیجنے کا یہ طریق نہایت پر مصیبت معلوم ہونے سے عمرو عاص نے ایک نہر اسّی میل کی لمبی دریاے نیل سے بحر احمر تک کھدوائی جسکے ذریعہ سے غلہ آسانی سے جاسکے۔اس نہر کو قیصر رومی تریجان نے آغاز کیا تھا اور اسی کو اب فرانسیسیون کے تجار نے وسعت دیکر خدیو مصر (اسمعیل پاشا) کی اجازت سے سلطان عبدالعزیز (پادشاہ روم) کے عہد مین جاری کیا۔کہ نہر سویز کہلاتی ہو کہ جہازات بخوبی جاتے ہین۔ الغرض لائق عمرو عاص نے اس حزم و ہوشیاری سے خلیفہ وقت کے احکام کو انجام دیا۔اور اس عدل و انصاف سے ملک پر حکومت کی۔کہ اسلام کے عمدہ سرداروں مین شمار کیے گئے۔

فصل چودھوین

بنظر صفائی کے وہ واقعات جو ملک فارس مین اُسی وقت پیش آرہے تھے جبکہ تک شام اور مصر مین فتوحات ہو رہی تھین۔وہان درج کتاب ہذا نہین کیے گئے۔ اب کئی برس آگے کے واقعات اُس وقت سے جبکہ خالد نے ۱۲ہجری مین موافق حکم حضرت ابوبکر کے اپنے کامیاب لشکر کو دریاے فرات کے کنارے چھوڑا لکھے جاتے ہین۔خالد بن الولید کی کامیابی بوجہ نااتفاقی فارسیون کے اور بھی تھی۔ خسرو پرویز ۶۲۸ء مین شکست قیصر ہرقل سے اُٹھا کر اپنے اراکین سے جنکا سرگروہ اُسکا بیٹا شیرویہ تھا تخت سے اُتار اگیا۔اور اُسکے بیٹے شیرویہ نے اپنے محل کے زیر دیوار اُسکو مارڈالا جہان اُسنے خزانہ فراہم کیا تھا۔اپنا قبضہ مسلم رکھنے کے لیے شیرویہ نے اپنے سترہ بھائیون کو قتل کیا۔یہ فعل اُسنے صرف بادشاہی کی طمع سے نہین کیا بلکہ بسبب عاشق ہوجانیکے اپنی سوتیلی مان پر جسکا نام شیرین تھا کیا۔وہ بہت ڈری اور جب نہایت مجبور ہوگئی۔تو اپنے کو ہلاک کرڈالا۔اس افسردگی کے باعث اور بسبب ملامت کرنے اُسکی بہن کے باعث قتل کرڈالنے اپنے باپ اور بھائی کے اور بدنیتی کرنے اپنی مان پر اُسکو

خفقان ہوگیا۔ اور آٹھ مہینے کے اندر مر گیا۔ اُسکا بیٹا آردشیر ۶۳۱ء کے آخر مین تخت پر بٹھایا گیا۔ لیکن وہ بھی مارا گیا۔ اور ایک فارسی رئیس نے تخت چھین لیا۔ اور وہ بھی عرصۂ قلیل مین مارا گیا توران دخت خسرو پرویز کی بیٹی اب تخت پر بٹھائی گئی۔ اور اٹھارہ مہینے سلطنت کی۔ کہ اُسکو بھی اُسکے چچیرے بھائی شاہ سنائی وہ نے برطرف کیا۔ لیکن یہ بھی کچھ عرصہ کے بعد تخت سے اُتارا گیا۔ اور دوسری بیٹی خسرو پرویز کی جسکا نام ارزمی دخت یا ارزمیہ تھا ۶۳۲ء مین تخت پر بٹھائی گئی۔ اسوقت فارس کا دارالسلطنت مدائن تھا کہ دریاے دجلہ کے کنارے پر واقع تھا۔

ارزمیہ اپنی قوت جسمانی اور حسن کے واسطے مشہور تھی۔ اُسکے باپ خسرو نے اُسکی تعلیم عمدہ طور سے کرائی تھی اور اس چار برس کی بدنظمی مین اُسکو تجربہ بھی خوب ہاتھ آیا تھا۔ جنھون نے اُسکو تخت نشین کیا تھا اُسنے اُنکا مشورہ بھی نہین کیا۔ اور اچھے اچھے رئیسون کو سزا دی۔ اُسکو فوراً ہی اپنی بہادری مسلمانون کے حملے مین دکھلانی پڑی اس کتاب کے پڑھنے والے کو یاد ہوگا۔ کہ خالد بن الولید نے اپنے کامیاب لشکر کو مثنیٰ ابن حارث کے تحت مین دریاے فرات کے کنارے چھوڑا تھا۔ جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے آپؓ نے مثنیٰ بن حارث کو سواد کا حاکم مقرر کیا۔ یہ وہی ملک ہے جسکو خالدؓ بن الولید نے حال مین فتح کیا تھا۔ اور فرات اور دجلہ کے پچھلے حصّون کے درمیان مین واقع تھا۔ اور اسکو اہل فارس عراق عربی کہتے تھے۔ یہ صرف حضرت ابوبکرؓ کے حکم کی تعمیل تھی کہ حضرت عمرؓ نے اُنکو حاکم مقرر کیا۔ ورنہ آپ کا کچھ ایسا اعتماد اُنپر نہ تھا۔ چونکہ سبب جانے خالدؓ کے کوئی فتوح اُنکے ہاتھ پر نمایان نہوئی۔ اسلیے حضرت عمرؓ نے ابوعبیدہ ثقفی کو ایکہزار آدمی سے مثنیٰ کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ اور اُنکو سردار لشکر قرار دیا۔ اور اُنکے ساتھ ثابت ابن قیس کہ اہل بدر سے تھے وہ بھی آئے۔ ملکۂ فارس نے مسلمانون کی اسطرح سے مدد پائی ہوئی فوج کے بڑھنے کی خبر سنکر ایک لائق سردار رستم بن فرخ زاد کو

تیس ہزار آدمیون سے بڑھ گیا۔ رستم عراق کی سرحد پر ٹھہر گیا۔ اور ایک سردار جسکا
نام جابان تھا اور فارسی شہزادہ نرسی کے ساتھ کچھ لشکر آگے روانہ کیا۔ ان لوگون کو
مسلمانون سے ایسی شکست ہوئی۔ کہ رستم کو اصل لشکر کے ساتھ مدد کے لیے آنا پڑا لیکن
وہ دیر مین آیا۔ انکو پوری شکست ہوچکی تھی۔ اور بھاگے۔ اور کل ملک سواد مسلمانون کے
قبضے مین آگیا۔ ملکہ ازرمیہ نے اور بھی ڈر کر ایک امدادی لشکر بہمن شہدیو کے تحت مین
جسکو برقع پوش بھی کہتے تھے اس سبب سے کہ اُسکی بھون بہت بڑی تھی۔ کہ آنکھون کو
چھپائے تھی۔ روانہ کیا انمین تین ہزار آدمی اور تیس ہاتھی تھے۔ یہ بڑے جانور لڑائی
کے مصرف کے نہین ہوتے۔ یہ صرف اس نظر سے لائے گئے تھے۔ کہ وہ لوگ جنھون نے
کبھی نہ دیکھا ہو ڈرین۔ یعنی اہل عرب کہ وہان ہاتھی نہین ہوتا۔ انمین ایک سفید ہاتھی
بھی تھا جسکا نام محمود تھا۔ کہ اُسکو حبشی بادشاہ ابرہہ نے کعبہ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا تھا۔
وہ فتح کا فال خیر سمجھا جاتا تھا۔ چونکہ وہ جس لڑائی مین بھیجا گیا وہ فتح ہوتی تھی۔
بہمن کے ساتھ کاوآہنگر کا جھنڈا بھی آیا تھا۔ کہ نہایت متبرک سمجھا جاتا تھا۔ وہ اصل مین
کاوآہنگر کی بھاتی چمڑے کی تھی جسکو اُسنے جھنڈا بنایا تھا۔ جبکہ ضحاک کے خلاف مین
لوگ باغی ہوئے۔ وہ وقتاً فوقتاً بڑھتا گیا۔ اور اُسمین قیمتی ریشمی کپڑے اور بھاٹی
چڑھائی گئی یہانتک کہ وہ ۲۳ فٹ لنبا اور پندرہ فٹ چوڑا تھا۔ اور جواہرات سے
مرصع کیا گیا تھا اسی جھنڈے کے ساتھ اس ملک کی قسمت سمجھی جاتی تھی۔
مسلمانون کا لشکر ابو عبیدہ ثقفی کا امدادی لشکر ملاکر اسوقت نو ہزار سے زیادہ نہ تھا
اہل فارس جو بابلستان کے قریب فراہم ہوئے تعداد مین بہت زیادہ تھے۔ مثنی
اور شابت کی یہ راے ہوئی۔ کہ ہم لوگ ریگستان مین واپس آوین جہان خلیفہ وقت
کی مدد آنے مین آسانی ہوگی ابو عبیدہ کی راے بالکل اسکے خلاف تھی اُنھون نے
فارسیون کی قوت کو کم سمجھا۔ انھون نے مثنیٰ کو بدنام اور خالد کو نیکنام بہ سبب

حملہ آوری کے سمجھا - انکا قصد ہوا - کہ غنیم پر حملہ کرین - بدریائے فرات پر پل باندھین
اور اسپر عبور کرکے دشمنون کے عین خیمہ گاہ پر حملہ کرین - مثنیٰ اور شابت کا سمجھانا
بیکار تھا انھون نے کشتیون کا پل دریائے فرات پر باندھا - اور اسکو عبور کیا لیکن
لشکر نے بیدلی سے انکی اقتدا کی کیونکہ انکو اسکا حال معلوم تھا ہر گاہ یہ لوگ پل سے
عبور کر رہے تھے کہ غنیم کے تیراندازون سے روکے گئے - جو پل کے دوسرے سرے پر
تھے - لڑائی سخت ہوئی - اسلام کا جھنڈا سات مختلف ہاتھون مین منتقل ہوا گیا
جیسے جیسے لوگ شہید ہوتے گئے اہل فارس بس پا لیے گئے لیکن انکا اصل لشکر مع تیس
ہاتھیون کے آپہونچا ابو عبیدہ نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا انھون نے اپنے آدمیون سے
کہا کہ ہاتھی سے نہ ڈرو بلکہ انکی سونڈ مین مارو - انھون نے خود ایک ضرب مین اُس سفید ہاتھی کا سونڈ کاٹ ڈالا
لیکن وار کرنے مین پانون پھسل گیا اور گر پڑے - اسپر اُس ہاتھی نے غصہ مین پانون سے دبادیا اور وہ مر گئے
مسلمانون نے اپنے سردار کو مُردہ پاکر اور غنیم کو تعداد مین بہت زیادہ دیکھکر پل پر واپس
جانا چاہا - غنیم نے پل کی کشتیون پر آگ لگانے والی چیز پھینکی - اور انمین آگ لگ گئی
کچھ لشکر پانی مین جا پڑا اور ہلاک ہوا - اور اصل لشکر دریا کے کنارے کنارے چلا -
اور مثنیٰ پیچھے سے اُنکی حفاظت کرتے رہے - جنھون نے اسوقت لشکر کے لائق سرداری کی
ہنرمندی ظاہر کی - اور دشمنون کو دور رکھے رہے - یہانتک کہ ایک دوسرا مختصر پل
تیار کیا گیا - اور مسلمان اُسپر سے عبور کر گئے - انھون نے خود سب سے پیچھے عبور کیا -
اور پل کو توڑ ڈالا مسلمانون کے چار ہزار آدمی اس واقعہ مین کام آئے - اور ڈوب گئے
دو ہزار آدمی مدینہ کو واپس گئے - اور تین ہزار مورچہ بند رہے - اور ایک تیز مخبر خلیفہ کے
پاس مدد کے لیے بھیجا - لیکن فارسی سردارون مین خود اختلاف پڑا - اور انھون نے
تعاقب نہیں کیا - بلکہ مدائن چلے گئے کہ وہی دارالسلطنت تھا - یہی ایک شکست
مسلمانون کو ہوئی کہ قابل یاد ہو - اور ایسی شکست ابتدا سے کبھی نہ ہوئی تھی یہ لڑائی

سلسلہ ہجری مین مطابق ۶۳۴ء کے ہوئی۔ اسکا نام عربی مین غزوۃ الجسر ہو

فصل پندرھوین

کچھ تھوڑے سے امدادی لشکر کے آنے سے مثنی نے عربون کے طریق پر حملہ آوری پھر شروع کر دی۔ اور بابلستان (کلدانیہ) کی سرحد پر دریاے فرات کے کنارے میدان صاف کرتے اور غارتگری کرنے لگے۔ یہ انقلاب زمانہ اور اہل دنیا کی بے ثباتی کے باعث تھا کہ ایسی مشہور جگہ کہ ایک وقت مین تمام دنیا کا دار السلطنت ہو اور اسوقت تھوڑے سے عربون کے ہاتھ سے لوٹا جاوے۔

انکو روکنے کے واسطے ملکہ ارزمیہ نے ایک افسر کو جسکا نام ماہران تھا بارہ ہزار سوار انکے ساتھ روانہ کیا مثنی نے اس خبر کو سنکر ان لشکرون کو جو غارتگری مین مصروف تھے طلب کیا۔ اور مقابلے کی تیاری کی۔ فریقین حیرا کی سرحد پر مقابل ہوئے۔ مثنی جو غزوۃ الجسر مین پچھلے واپس آنے والون مین تھے اب اگلے حملہ آورون مین ہوئے عین لڑائی کے ہنگامے مین اُنھون نے تنہا دشمن کے لشکر مین راہ کی۔ اور بڑی مشکل سے اپنے لشکر مین واپس آئے۔ مسلمانون کے بعض طرف کے لشکر پس پا ہونے لگے مثنی نے انکو فراہم کیا۔ انکے آگے ہونے لگے۔ انکو ملامت کی انکو ڈرایا۔ اپنی ڈاڑھی کو غصہ مین دو آدھی کی۔ اور وہ پھر انکو مقابل لانے مین کامیاب ہوئے۔ اسی مین صبح سے شام ہوگئی اور نتیجہ پھر بھی مشتبہ تھا۔ شام کے وقت مثنیٰ ماہران سے سینہ بسینہ لڑے۔ اور اپنے محافظین کے درمیان مین سے ماہران نے ایک ضرب ایسی ماری۔ کہ شاید مثنی کا کام تمام ہوجاتا۔ لیکن صرف زرہ نقصان ہوگئی۔ اُنھون نے اُسکے عوض مین ماہران کو مار ڈالا۔ اور وہ زمین پر گر گیا۔ فارسیون نے اپنے سردار کو مردہ دیکھکر فرار کی راہ اختیار کی اور نہ ٹھہرے جبتک مدائن نہ پہونچے۔ مسلمانون نے دوسرا حملہ بغداد پر کیا جو اُسوقت صرف ایک دیہات تھا۔ لیکن میلے کے واسطے مشہور تھا عربون کے لشکر کے ایک حصہ نے

اُسکو لوٹا اور خوب غنیمت اور قیدی لائے - ماہران کی شکست کی اور بغداد کے
میلہ کی غارتگری کی خبر سے فارسیون کی دارالسلطنت مین تہلکا پڑا - رئیس اور پادری
جو ابتک ملکہ ارزمیہ سے خوف کرتے تھے کہنے لگے - کہ غوری کے شاہ کا یہی نتیجہ ہو - بلکہ
ارزمیہ پر ایک آفت پہونچی فرخ زاد ایک قوی رئیس اور حاکم خراسان کا اُسپر
عاشق ہو گیا پہلے ارزمیہ نے اُسکے ساتھ مخاطبت کی پھر عدم التفاتی کی اسپر وہ ایک رات
رات کو اُسکے محل مین گھسنا چاہا تھا اور گرفتار کرنا لیکن آمین ناکامیاب ہوا اور محافظین نے
اُسکو مار ڈالا - اُسکا بیٹا رستم جسکو اُسنے خراسان کی حکومت پر چھوڑا تھا اپنے باپ کے
مرنے کا حال سُنکر بدلا لینے کو لشکر کے ساتھ آیا - وہ ایسے وقت آیا کہ جبوقت عامۂ خلائق
اُس سے ناراض تھی اسلیے بلا مزاحمت محل مین داخل ہو گیا - اور ملکہ ارزمیہ کو قید کر کے
مار ڈالا ایک باقی اولاد خسرو پرویز کی اور تخت پر بٹھائی گئی لیکن چالیس روز کے
عرصے مین اُسکو بھی زہر دیا گیا خواہ غلام نے دیا ہو یا ارکین نے اب ارکین نے ایک نوجوان کو
جو پندرہ برس کا تھا تخت پر بٹھلایا - یہ خسرو پرویز کا پوتا تھا اور اس فتنہ و فساد مین
شہر اسنکار (اصطخر) مین جسکو یونانی پرسپولس کہتے ہین اور جو قدیم دارالسلطنت تھا
چھپا ہوا تھا اُسکو یزدجرد سوم کہتے ہین - اگرچہ بعض مورخ اُسکو ہرمس داس چہارم
بھی کہتے ہین - کہ اُسکا خاندانی لقب تھا - اُسکا مزاج خوب تھا - لیکن کسی قدر ضعیف دل تھا
اور اپنے ارکین کے ہاتھ مین جنھون نے تخت پر بٹھایا تھا آ گیا - پہلا کام اس سلطنت کا یہ
ہوا کہ ایک بہت بڑا لشکر فراہم کیا گیا - اور رستم ابن فرخ زاد کے تحت مین کہ حاکم
خراسان کا تھا جسنے ملکہ ارزمیہ سے بدلا لیا تھا روانہ کیا - اور یہ قصد کیا کہ کل عرب کو
سرحد سے نکالدیا جاسے حضرت عمرؓ نے تبدل اور لڑائی کی تیاریان ایران کے دارالسلطنت
مین سُنکر لشکر تیار کیا - اور خود ایران کی لڑائی مین جانے والے تھے - لیکن حضرت
عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے بمشکل آپؐ کو باز رکھا - اور رائے دی کہ سعد بن

ابی وقاص رض بھیجے جاوین - یہ سابق ایمان والون مین تھے - اور مسلمانون مین انھون نے پہلے کافر کو مارا اور جب رسول اللہ صلعم جہاد مین جانے لگے تو آپ رض کو اپنا قائم مقام گھر مین خبرگیری کے واسطے بنا گئے تھے اور فرمایا تھا کہ ای سعد تم بجاے ہمارے مان اور باپ کے ہو اسلیے مین تمکو اپنا گھر سپرد کرتا ہون -

سعد بن ابی وقاص کو ایران کے لشکر کی حکومت عام سپرد کی گئی اور مثنیٰ رض کو اگرچہ اُنکا اعزاز اُنکی کامیابیون کے باعث سے بہت تھا - ماتحتی مین رہنے کا حکم دیا - اس لشکر مین ایکہزار ایسے آدمی تھے کہ نہایت آزمودہ کار تھے - اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ لڑائیون مین رہے تھے - اور ایک سو اہل بدر سے بھی تھے اُنکے ساتھ اور بھی اسلام کے مشہور سالار تھے - اور بھی آدمی اطراف سے آکر اس لشکر مین ملے جب یہ لشکر مثنیٰ کے لشکر سے ملا تو سبکا تعداد تیس ہزار آدمیون کا تھا مثنیٰ نے سعد کے آنے کے تین روز بعد انتقال کیا - اُنکے انتقال کی وجہ کہین مذکور نہین ہو - اُنکا نام اُنکے بعد روشن رہا - اور اُنکی بی بی نہایت جمیلہ تھین سعدؓ نے اُنسے نکاح کیا -

فارسیون کا لشکر رستم کی تحت مین سؔواد (عراق عرب) کی سرحد پر قدسیہ مین مقیم تھا - اور مسلمانون کی تعداد سے بہت زیادہ تھی - سعدؓ نے اور مدد خفیہ طلب کی - اُسکا وعدہ آیا - لیکن یہ بھی لکھا کہ دل مین شک نہ رکھو - اور بلالحاظ دشمن کی تعداد کے یہ سمجھو کہ ہم خلیفہ وقت کے سامنے یہ کام کرتے ہین - اور یہ بھی کہا گیا - کہ قبل لڑائی شروع کرنے کے یزدجرد سے ایمان کے واسطے کہلا بھیجو -

اس پیغام کو لیکر سعدؓ نے کئی پرانے تجربہ کار آدمیون کو روانہ کیا وہ لوگ مدائن کے مرصع شہر مین داخل ہوے - اور کسریٰ کے ایوان شاہی مین گذر کیا - جہان لباس فاخرہ اور عمدہ پہنے ہوے ارکین موجود تھے - اور بادشاہ کو نوجوان پایا اور مرصع تخت پر بیٹھا دیکھا مسلمان ایلچیون کو عرب کے سادے لباس مین دیکھکر اپنے مرصع لباس و

ارکین کے درمیان مین نوجوان بادشاہ کو کہ ناز و نعمت مین پرورده ہوا تھا اُنکی قدر نہ معلوم ہوئی - اسمین شک نہین کہ اُسکے ارکین نے بھی ایسا ہی مشورہ دیا ہوگا - بذریعہ متراجم کے اس پیغام کا حال دریافت کیا گیا - اسپر ایک شخص نے جسکا نام نعمان بن ابن مسکری تھا کہا کہ اللہ کی وحی اُسکے رسول اللہ صلعم پر آئی - اور اُنکی وصیت ہی کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا جاوے - اور وہ ہی شرط سے صلح ہوتی ہی - خواہ اسلام لاوے یا جزیہ دے - اور اُنھون نے بادشاہ سے کہا کہ خواہ تم ایمان لاؤ یا جزیہ دو - اور اگر دونون سے انکار ہی تو لڑنے کے لیے تیاری کرو - یزدجرد نے اپنے غصہ کو تحمل کیا - اور جواب دیا کہ تم عرب لوگ ریگستان کے رہنیوالے تمھاری غذا چوہا چھپکلی اور سانپ ہی - تم کھارا پانی پیتے ہو - اور میلا کچیلا لومڑی کے چمڑے کا پہنتے ہو - تمھارے ملک کے بعضون نے ہمارے ملک مین سفر کیا - شیرین پانی پیا لذیذ غذا کھائی - اور نرم نفیس لباس پہنا - اور اپنے ساتھیون سے جاکر کہا - اسپر تم اکٹھے ہوکر آتے ہو کہ ہمارا ملک و مال لوٹو اور ہمکو ملک سے نکالدو - تمھاری نقل اُس بھوکی لومڑی کی ایسی ہوگی کہ جسکو باغبان نے انگور کھلایا - اور جب وہ کھاکر توانا ہوئی - تو بہت سے ساتھیون کو بُلا لائی - اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ باغبان کے ہاتھ سے وہ لومڑی ماری گئی سو تمکو درکار ہو ہمسے کہو - تمھارے اونٹونپر غلہ چھوہارے لادے جاوین - اور صلح کے ساتھ اپنے ملک کو چلے جاو - لیکن اگر تم ہمارے فارس مین ٹھہرنا چاہوگے - تو یاد رکھو کہ جو باغبان نے لومڑی کا حال کیا - وہی تمھارا بھی حال ہوگا - ایک نہایت ضعیف ایلچی نے جسکا نام شیخ مغیرہ ابن ضرارہ تھا بڑے تحمل سے اور بے رعب ہوکر جواب دیا کہ اے بادشاہ جو کچھ آپ نے عربون کی یہ نسبت فرمایا نہایت صحیح ہی - ریگستان کی سبز چھپکلی کسی وقت اُنکی غذا تھی اور کنوے کا کھارا پانی وہ پیتے تھے - اُنکا لباس چمڑہ تھا اور لڑکیون کو وہ زندہ

گاڑ دیتے تھے - یہ سب ایام جہالت مین تھا - انکو اچھے برے کی تمیز نہ تھی - وہ مجرم تھے - اسکی جزا پائی - لیکن اللہ تعالے نے انپر رحم کیا اور اپنے رسول صلعم اور قرآن مجید کو انکے درمیان مین بھیجا - اور انکو عقلمند اور شجاع بنایا - اُسنے انکو حکم دیا کہ سب کافرون سے لڑو - یہانتک کہ سب ہمارے مذہب کو قبول کرین - اُسکے حکم کے موافق ہم یہان آئے ہین - اور ہم فقط تمسے اتنا چاہتے ہین - کہ تم کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اپنے خزانے سے معمولی زکوۃ دیا کرو - جو سب مسلمانون پر فرض ہے - کہ غریبون کو دین یہ کرو اور کوئی مسلمان بلا اجازت تمھارے ملک مین نہ داخل ہوگا - لیکن اگر تم اس سے اور جزیہ سے انکار کرتے ہو تو لڑنے کے واسطے تیار رہو -

یہ سنکر یزدجرد کو تحمل نرہا - اور کہا کہ اگر ایلچی کا مارنا برے بادشاہون کو نا سزا نہوتا تو ہم تمھین اس گستاخی کے بدلے تہ تیغ کرتے - اے دوسرے کے ملک کو لوٹنے والے چلے جاؤ - اور فارس کی مٹی جسکو تم چاہتے ہو لو - یہ کہکر اُسنے مٹی کا بورا کندھے پر رکھوا دیا - کہ اپنے افسر کو دینا - اور اس سے مراد یہ لیا کہ تمھارے لیے قبر اس جگہ ہوگی جب وہ شہر سے باہر ہوئے - انھون نے مٹی کے بورون کو کندھون پر رکھا اور سعد بن ابی وقاص کے پاس واپس آئے - اور کہا اے سعد مٹی علامت ملک کی ہے جسطرح ہم یہ مٹی تمکو دیتے ہین اللہ تعالی ملک فارس مسلمانون کے قبضے مین دیگا -

فصل سولھوین

فریقین کا لشکر ایک دوسرے کے مقابل مین قدسیہ کے میدان مین اس نہر کے قریب جو فرات سے نکلا ہے - حاضر ہوا - انگریزی مورخ کی راے ہے کہ کفار سونکی جسقدر تعداد تھی اگر وہ رومی یا یونانی قاعدے سے واقف ہوتے تو مسلمانون کے

مختصر لشکر پر غالب آجاتے لیکن اُنمین بڑا ہنگامہ بد انتظامی اور نشو و نما تھی - برخلاف
اِسکے عرب کم مشق جفاکش سادے اور مختصر سوار تھے اور گھس کر واپس جاتے
اور پھر حملہ آور ہوتے کئی فرادا لڑائیان ہوئین - اگر عرب کامیاب ہوئے تو اُنکو بہت
قیمتی غنیمت ہاتھ آئی - اور اگر فارسی غالب رہے تو اُنکو سواے پُرانے کپڑون کے
کچھ نہ ملا - پہلے روز سعد رضؓ مشکل اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے کیونکہ اُنکی ران
مین پھوڑے تھے - تاہم آپؓ لشکر مین حاضر رہے اور اللہ اکبر کی صداسے مدد دی
فارسیون کا لشکر بڑے زور کے ساتھ ہاتھیون سے حملہ آور ہوا - مسلمانون کے
گھوڑے اُنکو دیکھ کر بھڑکے - اکثر سوار اُتر پڑے اور ہاتھیون کو تلوار سے مارنا
شروع کیا - اور اُنکو لشکر کی طرف ہٹا دیا - تب بھی وہ دن مسلمانون پر دشوار تھا
کیونکہ لشکر مختصر تھا اور سالار لشکر زخم سے مجبور تھا - ملک شام سے نیا امدادی لشکر
آجانے سے اُنکی جرأت بڑھ گئی - اور وہ برابر لڑے یہان تک کہ رات آگئی -
اور اپنے اپنے خیمہ گاہ کو واپس آئے - اہل فارس اُس پہلے روز کی لڑائی کو جنگ
ارماض کہتے ہین لیکن مسلمان اسکو یوم النصر کہتے ہین -

دوسرے روز بھی لشکر صف آرا ہوئے - لیکن لڑائی نہ ہوئی - سعد رضؓ زخم کے
باعث گھوڑے پر سوار نہ ہو سکے - اور نہ لشکر مین جا سکے - اور فارسی ڈرے کہ
مدد آگئی ہو - تمام دن فرادا لڑائی مین گذر گیا - اور دونون طرف کے کچھ آدمی
نقصان ہوئے - سعد رضؓ اپنے خیمہ سے میدان جنگ کی طرف دیکھ رہے تھے -
اور اپنی نئی منکوحہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے - کہ اُس عورت کے خیال مین گذرا
کہ کس طرح اسوقت مسلمان شہید ہوتے ہین - اور اپنے سابق شوہر مثنیٰ کا خیال کیا
اور بیساختہ پکار اُٹھی کہ افسوس اے مثنیٰ ابن حارثؓ تم کہان ہو سعد رضؓ کو یہ سنکر
ملال ہوا کہ اِسنے ہمکو نامرد سمجھا - اور فرمایا کہ کل ہم گھوڑے پر سوار ہونگے - کچھ حصہ

لشکر کا آپؓ نے دمشق کی طرف رات ہی کو خفیہ روانہ کیا۔ کہ وہ لوگ وہان چھپے رہین۔ اور جب لڑائی شروع ہو تو آ پہونچین کہ معلوم ہو کہ تائیدی لشکر آتا ہے۔ صبح ہوئی پھر بھی سعدرضؓ گھوڑے پر سوار نہو سکے۔ تب آپؓ نے اپنے لشکر کی حکومت کسی افسر ماتحت کو دیکر روانہ کیا۔ یہ سخت لڑائی کا دن تھا۔ اور دشمنون کے سخت ہنگامے سے اسکا نام بھی اہل عرب نے یوم الحکت رکھا۔

امدادی لشکر کے آنے سے مسلمانون کا جوش اور بھی بڑھا۔ رستم نے ہاتھیون سے حملہ کرایا۔ لیکن اہل عرب اسکے عادی ہو چکے تھے۔ اور اُن پر اس شدت سے حملہ کیا کہ وہ بھاگے۔ اور اپنے لشکر کو پامال کیا۔

لڑائی برابر جاری رہی تمام دن اور رات ہونے پر بھی موقوف نہ ہوئی۔ رات نہایت تاریک اور خطرناک تھی۔ اکثرون نے ایک دوسرے کی داڑھی پکڑی۔ رات بھر لڑائی رہی۔ اور صبح کو بھی موقوف نہ ہوئی۔ دن کو سخت آندھی چلی کہ ایک کو دوسرے سے چھپا لیا لیکن یہ آندھی مسلمانون کی تائید مین تھی۔ اور فارسیون کے خلاف مین۔ اس ٹھہراو مین رستم نے دھوپ سے اپنے خیمے مین کہ پانی کے کنارے پر تھا آرام لیا۔ اور اُس کے چارون طرف اونٹ تھے کہ خزانے اور اسباب عیش سے لدے ہوے تھے۔ آندھی نے خیمے کو گرا دیا تب اُسنے اپنے کو ایک اونٹ کے سایے مین پہونچایا۔ لیکن ایک جماعت عربون کی اُسپر اچانک مین آپڑی۔ ایک نے اُن مین سے جسکا نام ہلال ابن علقمہ تھا اونٹ کی رسی کاٹ ڈالی اور ایک بوجھا چاندی کا اُسپر گر پڑا۔ اور اُسکی ریڑھ کو توڑ ڈالا۔ اسی ایذا مین وہ لڑھکتا ہوا پانی مین جا رہا لیکن لوگون نے اُسکا پاؤن پکڑ کر نکالا اور ہلالؓ نے اُسکا سر کاٹ کر اپنے نیزے پر بلند کیا۔ فارسیون نے اپنے سردار کا سر خون آلودہ دیکھ کر فرار اختیار کی۔ اور اپنا خیمہ اور اسباب اور خزانہ اپنی کامیابیون کے واسطے چھوڑا۔ بحساب غنیمت ہاتھ آئی۔ فارسیون کا بڑا

جھنڈا بھی غنیمت کے زمرے مین تھا۔ جس سپاہی نے اِسکو قبضہ کیا تیس ہزار اشرفی اُسکو سعدرضؓ کے کہنے سے دیگئی۔ اور وہ جواہرات جس سے وہ مرصع تھا اسباب غنیمت مین تقسیم کے واسطے رکھا گیا۔ ہلال جو رستم کا سر لائے اُنکو اُسکے جسم کے اُدھیڑنے کی اجازت دیگئی۔ عربون کو ایسی غنیمت اُسکے پہلے کبھی ہاتھ نہ آئی تھی۔ رستم کی پوشاک نہایت مرصع تھی۔ اور اُن مین جواہرات ٹکے تھے۔ اور وہ دو کمربند باندھے تھا ایک کی قیمت ایک ہزار اشرفی تھی اور دوسرے کی ستر ہزار درم۔

اس لڑائی مین تیس ہزار فارسی مارے گئے۔ اور سات ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ فارسیون کو اپنے متبرک جھنڈے کے ضائع ہونے کا نہایت صدمہ تھا جسکے ساتھ اُنکے ملک کی قسمت وابستہ سمجھی جاتی تھی۔ یہ لڑائی ۱۵ھ ہجری مین مطابق ۶۳۶ء کے ہوئی۔ یہ لڑائی قدسیہ کی عربون مین ویسا ہی مشہور ہے جیسا اربیلا کی لڑائی یونانیون مین کہ سکندر اور دارا سے ہوئی۔ اسکی شکایت ہونے پر کہ سعدرضؓ اس جنگ مین کیون شریک نہ ہوئے۔ آپ رضؓ نے اکثرون کو اپنا جسم کھول کر زخم دکھایا۔ جسکے باعث گھوڑے پر چڑھنے سے مجبور تھے اسپر لوگ رضامند ہوئے۔

فصل سترھوین

قدسیہ کی پوری کامیابی کے بعد سعدرضؓ ابن ابی وقاص خلیفۂ وقت کے حکم سے کئی مہینے تک اُسکے اطراف مین رہے۔ اور ملک مفتوحہ کی کامیابی کو پورا کیا۔ جزیہ فراہم کیا اور مسجدین تعمیر کین۔ کہ جس سے ہر طرف اسلام پھیلے۔

اِسی وقت حضرت عمرؓ نے عراق عرب کے پچھلے حصے مین جہان فرات اور دجلہ ملتا ہے۔ شہر بصرہ بسانے کا حکم دیا۔ اس شہر کی بنیاد سے مقصود یہ تھا کہ جو تجارت درمیان فارس اور ہند کے ہے اُسکو منقطع کرے اور ملک اہواز پر نگران رہے۔ جسکے شہزادے ہرمزان نے قدسیہ کی لڑائی مین فارسیون کا ساتھ دیا۔ شہر بصرہ کی بنیاد ۱۷ھ ہجری مین

عروہ بن عتبہ نے ڈالی - اُسنے فوراً ہی اطراف کے بہت آدمیون کو فراہم کرلیا -
اور بہت جلد شہرت پکڑی - اور ہندوستان کی تجارت کا مرکز ہوگیا -

قدسیہ کے اطراف کے ملکون کو قبضہ مین لاکر سعدؓ خلیفہ وقت کے حکم سے فتح فارس کے واسطے روانہ ہوئے - مسلمانون کی حال کی کامیابی سے اور اپنے متبرک جھنڈے کے ضائع ہونے سے اہل فارس نہایت خوف زدہ تھے - اُنھون نے سمجھا کہ اب اُنکے ملک اور مذہب کے زوال کا وقت آگیا - اور اسلیے کچھ عرصہ تک اُنھون نے مقابلہ نہین کیا - اکثر شہر اور قلعے بلامزاحمت مسلمانون کے قبضے مین آگئے - بابلستان کا بھی یہی حال رہا - بابلستان اگرچہ کسی زمانے مین فخر کے قابل تھا - لیکن اسوقت کچھ نہ تھا - سعدؓ نے دجلہ کو عبور کیا - اور مدائن کی طرف کہ فارس کا دارالسلطنت تھا بڑھے - آپکا لشکر جسوقت قدسیہ سے چلا تو بیس ہزار سے زیادہ نہ تھا - کیونکہ بہت لوگ لڑائی مین اور بیماری سے مرگئے تھے لیکن بہت لوگ ملک مقبوضہ کے اُنکے ساتھ ہوئے جس سے اب اُنکی تعداد ساٹھ ہزار تک پہونچی یہان تک کہ شہر مدائن مین داخل ہوئے -

مدائن مین ہنوز شکست یافتہ لشکر کے آدمی بہت تھے - اور مقابلہ کرسکتے تھے لیکن کوئی شخص حکومت کے قابل نہ ٹھہرا - سب پر خوف غالب تھا - بادشاہ نے مشیرون کو طلب کیا - لیکن سب کا مشورہ بھاگنے کا ہوا - اِنھون نے کہا خراسان اور کرمان ہنوز ہمارا ہے - ہم یہان قیدی ہونے کے واسطے کیون رہین - یزدجرد کو اس طرح بھاگنے مین تامل تھا - اور ٹھہرا رہا یہان تک کہ جب حملہ آورون کو ایک روز کی راہ رہی - اُسنے اپنی قیمتی چیزون کو لدوایا - اور اپنے مصاحبین اور اہل خانہ کے ساتھ حلوان کو روانہ ہوا جو میدیہ کے پہاڑون کے دامن مین ہے - اُسکی اقتدا تمام اہل شہر نے کی جسکے پاس اونٹ یا گھوڑا تھا نہایت خوش نصیب سمجھا گیا - کہ اپنے اسباب کو لادلیا - اور

جنکے پاس بار برداری نہ تھی اُنھون نے اپنے کندھون پر جو بے سکے لیا۔ لیکن کہانتک اسباب لے جا سکتے تھے۔ بہت اسباب شہر مین چھوٹ گیا۔ اس طرح یہ شہر مدائن جسکو روی ٹسیفون کہتے ہین اور جسنے رومیون کے محاصرے کو توڑا جنکے ساتھ اسباب محاصرہ مثلاً انجن وغیرہ کے رہتا تھا بلا لڑے جھگڑے مسلمانون کے قبضے کے واسطے چھوڑا گیا۔

سعدؓ اس خالی شہر مین داخل ہوئے اور اُسکی عمارات اور باغات اپنے تصرف مین دیکھکر متعجب ہوئے۔ اور اپنے جوش مین قرآن کی اُس آیت کو پڑھا جسمین فرعون کا اور اُسکے لشکر کا اپنے مکانون کو چھوڑنا اور بنی اسرائیل کا تعاقب کرنا مذکور ہے۔

آیت کا مضمون یہ ہے۔ کتنے باغات اور چشمے اور غلّے کے کھلیان اور عمدہ مکانات اُنھون نے اپنے پیچھے چھوڑے۔ اسطرح سے ہمنے اُنکو بے قبضہ کیا۔ اور اُسکا وارث دوسرون کو بنایا۔ نہ تو آسمان نہ زمین اُنکے واسطے روئے۔ اور نہ اُنپر کسی نے تاسف کیا۔ اس شہر کو لشکر نے لوٹا۔ شہر کے گھومنے مین اُنھون نے کسریٰ کے مشہور محل مین گذر کیا جسکی تعمیر قباد ابن فیروز نے شروع کی تھی۔ اور اُسکے بیٹے نوشیروان نے پورا کیا۔ یہ سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا۔ اسلیے سفید محل کہلاتا تھا۔ جب اُنھون نے اُسکی طرف دیکھا آنحضرت صلعم کی پیشینگوئی کو یاد کیا۔ جبکہ آپ نے کسراے فارس کا حال سُنا کہ اُسنے آپ کا نامہ چاک کر ڈالا۔ آپ صلعم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اُسکی سلطنت کو پارہ پارہ کر یگا۔ مسلمانون نے کہا کہ سفید محل دیکھو رسول اللہ صلعم کی پیشینگوئی پوری ہوئی۔

سعدؓ سفید محل کے بلند دروازے مین شکر الٰہی بجالاتے ہوئے داخل ہوئے۔ آپ کا پہلا کام یہ تھا کہ آپ نے اُسمین شکرانہ کی نماز پڑھی۔ اور سرکرے مین کلمہ پڑھا۔ تب آپؓ نے اُسکی باریکیون کو ملاحظہ کیا۔ اور سپاہیون کو غارتگری سے باز رکھا۔ اور اُسکو اپنا صدر (ہیڈکوارٹر) بنایا۔ وہ مشرقی مینا کاریون سے مرصع تھا۔ اُسکا توشہ خانہ نفیس کپڑون سے معمور تھا۔ سلح خانے مین اسباب حرب جڑاؤ بھرے تھے۔ ایک زرہ

اور تلوار ایوان شاہی مین تھی جسپر بے بہا جواہرات ٹکے تھے۔ ایک چاندی کا سوار سونے کے گھوڑے پر تھا اور ایک سونے کا سوار چاندی کے اونٹ پر اور انپر بھی جواہرات جڑے تھے۔

گنبدون مین چاندی اور سونے اور جواہرات کے خزانے بیحساب تھے۔ بعض کمرون مین سونے چاندی کے برتن عطریات سے بھرے ہوئے تھے۔ میگزین مین مصالح اور خوشبو مصالح اور ہر قسم کے ادویات فراہم تھے۔ اور کافور بھی تھا جسکو بعض عربون نے غلطی سے نمک سمجھا۔ ایک کمرے مین ایک بڑا نقشی قالین تھا جسکو جاڑے کے دنون مین بادشاہ مصرف مین لاتے تھے۔ اسمین سڑکین نہرین سنہری اور روپہلے دونون کا صرف معلوم ہوتا تھا سو وہ باغ کی شبیہ مین بنایا گیا تھا۔ پیڑون کے تنے پتیون کی جگہ زمرد تھا۔ اور اپنے اپنے رنگ کے موافق موتی اور جواہرات سے بنائے گئے تھے اور پانی کے چشمے ہیرے اور نیلم کے بنائے گئے تھے۔ کہ جس سے پانی کی چمک ظاہر ہو۔ اسکی قیمت کا اندازہ قیاس سے باہر تھا۔ اور عدالت دیوانی کی جگہ اور سب کمرون سے بہت زیادہ مرصع تھی۔ مؤرخ ڈی ہربولوٹ کا بیان ہے۔ کہ اسکی چھت برجون کے مانند تھی جسمین سونے کے کرٹے گھومتے تھے۔ ٹھیک اسی طرح جسطرح ستارے اور منطق البروج کی نشانیاں ہون۔ تخت نہایت مرصع چاندی کے پائے پر تھا اور اسپر خسرو نوشیروان کا تاج سونے کی زنجیر مین لٹکا ہوا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جب اسپر بیٹھتے تھے تو پہنتے تھے۔

ایک خچر پر ایک شخص پکڑا گیا کہ وہ کچھ جواہرات یزدجرد کے تاج کے معہ کمربند اور تلوار اور گلوبند کے لیے جاتا تھا۔ سعدؓ نے عمر بن مسکری کو غنیمت کا ذمہ وار کیا۔ کہ باضابطہ طور پر تقسیم کیا جائیگا۔ اور لوگ شہر کی گلیون مین پکارنے کے واسطے بھیجے گئے۔ کہ غنیمت کو عمر بن مسکری کے پاس لاوین۔ اسقدر غنیمت تھی کہ بعد

سبب پانچوین حصہ غنیمت پاس خلیفہ وقت کے ساتھ ہزار آدمیون مین ہر ایک
بارہ سو درہم چاندی حصہ پڑا۔
پانچوان حصہ غنیمت کا خلیفہ وقت کے پاس لیجانے مین نوسو ۹۰۰ اونٹ انبار کیے گئے
انھین مین وہ قالین اور تاج شاہی بھی تھا۔ اہل مدینہ اسقدر خزانہ دیکھکر متعجب ہوئے
حضرت عمرؓ نے کہا اس غنیمت سے ایک مسجد بنا کرنی چاہیے۔ اسکا مشورہ ہوا کہ قالین خلیفہ وقت
کے مصرف مین عدالت کے وقت بچھایا جاے۔ یا بیت المال مین رکھا جاے۔ یا غنیمت
کے ساتھ تقسیم کیا جاے۔ حضرت عمرؓ نے اُس قالین کی تقسیم کا قصد اپنے سردارون مین
کیا۔ آپؓ نے اُسکا ٹھیک برابر حصہ کیا بلا لحاظ اُسکی ایکجائی قیمت و حُسن کے۔ یہ ایسی
قیمتی چیز تھی کہ حضرت علیؓ نے اپنا حصہ آٹھ ہزار درہم چاندی مین فروخت کیا۔
اس شہر کا پورا قبضہ ماہ صفر سنہ ۱۶ ہجری مین ہوا۔ مطابق سنہ ۶۳۷ء کے اُسی سال
جس سال یروشلم (بیت المقدس) فتح ہوا۔ اس غنیمت کی خبر سُنکر معزز لوگ یمن اور
مصر کی ان قیمتی چیزون کی خریداری کے واسطے آئے۔

فصل اٹھارۂوین

سعدؓ یزدجرد کا تعاقب حلوان تک مدینہ کے پہاڑون مین کرتے۔ جہان وہ
پناہ گزین ہوا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اُنکو باز رکھا۔ جو کہ مدینہ ہی سے اپنے سردارون پر
نگران رہتے تھے۔ اس خوف سے کہ اپنی کامیابی کی حالت مین ہمارے احاطہ تائید
سے باہر نہ ہو جاوین اصل لشکر کے ساتھ وہ خود مدائن مین رہے۔ اور اپنے بھائی
ہاشم کو بارہ ہزار آدمیون سے مغرورون کے تعاقب مین روانہ کیا۔ ہاشم نے ایک
بڑا لشکر فارسی مغرورون کا جیلولہ مین پایا کہ حلوان سے بہت دور نہین ہی۔ اور
وہ لوگ مقابلہ کو تیار ہو گئے۔ اُنھون نے اُسکا محاصرہ کیا۔ لیکن وہ نہایت مستحکم
جگہ تھی۔ اور چھ مہینے تک محاصرہ کیے رہے۔ اس درمیان مین اسّی ۸۰ حملے ہوئے۔

آخر مین قلعہ کا لشکر گھٹ جانے سے اور سردارون کے مارے جانے کے باعث یہ جگہ بھی مسلمانون کے قبضے مین آگئی۔

یزدجرد نے جیلولہ کا حال سنکر حلوان کو چھوڑا۔ اور کچھ لشکر بھی اپنے سردار حبش کے تحت مین مسلمانون کے روکنے کے واسطے اُس جگہ چھوڑا۔ اب جس جگہ یزدجرد نے پناہ لی وہ سے ئے تھی۔ جسکو ایرانی رگھیس اور یونانی رگھیا کہتے ہین۔ یہ نہایت قدیم شہر ہے مقابل ہین نینوا اور اکبٹانا کے جسکا ذکر مورخ ثابت نے لکھا ہے۔ کہ ہم نینوا سے رگھیا کو گئے یہ جگہ قدیم زمانے مین فارس کے بادشاہون کو مرغوب تھی۔ اس سفر مین یزدجرد پالکی پر جاتا تھا جسکو خچر لیے جاتے تھے۔ حبش کو یہان شکست ہوئی۔ اور وہ پیچھے ہٹا۔

سعدؓ نے خلیفہ وقت کو پھر لکھا کہ اُنکو فارسی بادشاہ کے تعاقب کی اجازت ملے۔ قبل اسکے کہ وہ لشکر پہاڑون مین فراہم کر سکے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے پھر باز رکھا۔ اور منع کیا کہ تم نے اس سال سواد اور عراق کی فتوحات پوری کی کیونکہ حلوان عراق کے کنارے پر ہے۔ تمھارے واسطے اسقدر کافی ہے۔ مسلمانون کی خیریت چاہیے کہ زیادہ قیمتی ہے۔ اسطرح سنہ ۱۶ھ ختم ہوئی۔

مدائن کی آب وہوا خلاف مزاج سعدؓ اور اُنکے لشکر کے ہونے سے حضرت عمرؓ نے اجازت دی۔ کہ کوئی ایسی مناسب جگہ ہو جہان کی آب ہوا بہتر ہو۔ اور وہ دریاے فرات کے پچھم ہو۔ اور جسمین اونٹون کے لیے خوب گھاس دستیاب ہو اُسکو اپنا صدر مقرر کرو۔

سعدؓ نے اس قسم کی جگہ کوفہ کو تجویز کیا۔ جہان سے موافق بیان مورخین کے حضرت نوحؑ اپنی کشتی پر سوار ہوئے۔ اور اہل عرب یہ بھی کہتے ہین کہ سانپ بعد وسوسہ دینے حوا کے یہین اُتارا گیا تھا۔ اس لیے وہ کہتے ہین کہ کوفیون مین دغابازی اسی کے

شہر سے زیادہ جو شہر ... میں ایسا مشہور ہوا کہ دریاے فرات اسی نام سے نہر کوفہ ... لگی
خط کوفی عربون مین یہین سے جاری ہوا-کوفہ کے تعمیر کرنے مین پتھر اور سنگ مرمر اور
لکڑیان اچھی عمارتون کے واسطے مدائن کے شکستہ مکانون سے لائی گئی تھین-
کیونکہ یا ملبستان کے اطراف مین اِن چیزون کی ایسی گرانی ہی-کہ وہان عمارتین کچی اینٹونکی
بنائی جاتی ہین سعدؓ نے کہ جنکو کچھ ذائقہ فارس کے آرائشون کا تھا ایک محل گرمی کے واسطے
بنوایا-اور اُسمین بہت بڑا پھاٹک مدائن کے خسرو فارس کے محل کا لگایا-جب اُس محل کی
خبر حضرت عمرؓ کو معلوم ہوئی-آپؓ بہت ناخوش ہوئے-کیونکہ آپؓ ڈرتے تھے کہ آپؓ کے
سرداران کہین عرب کی سادگی چھوڑکر غیر ملکون کی آرائشون مین مبتلا نہو جاوین-

حضرت عمرؓ نے اسلیے ایک معتمد ایلچی جنکا نام محمد بن مسلمہ تھا بھیجا-کہ سعدؓ کو سخت ملامت
کرین-کوفہ پہونچکر محمد بن مسلمہ نے اُس محل کے دروازے کے پاس بہت لکڑیان فراہم
کین-اور اُسمین آگ لگادی-جب حضرت سعدؓ نکلے اور اس حرکت پر شکایت کی محمد بن مسلمہ
نے خلیفہ وقت کا اس مضمون کا خط دکھلایا-

ہمکو معلوم ہوا ہی کہ تمنے بہت بلند محلسرا تعمیر کیا ہی-جیسا کسراے فارس کا تھا اور اُسمین
بہت بڑا پھاٹک اُسکے محل کا لگاکر مرصع کیا ہی-اس نظر سے کہ اُسپر محافظ تعنات کروگے-
کہ جو تمھارے پاس انصاف اور مدد کے واسطے آنا چاہے وہ تمھارے پاس نہ جاسکے-
جیسا کہ تمنے کسراے فارس کی اقتدا کی یاد رکھو کہ کسراے فارس مرکر قبر مین گئے-ہرگاہ
رسول اللہ صلعم اپنے متبذل مٹی کے مکان سے اعلےٰ سے اعلےٰ آسمان پر گئے-ہمنے
محمد بن مسلمہ کو تمھارا محل جلانے کو بھیجا ہی-اس دُنیا مین دو مکان تمھارے لیے بس ہین-ایک
رہنے کو اور دوسرا بیت المال کے واسطے-

حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کے حکم مین کچھ عذر نہ کیا-اور محل کو جلتے ہوئے دیکھتے رہے-
بلکہ اُنھون نے محمد بن مسلمہ کے سامنے کچھ تحفے پیش کیے-لیکن اُنھون نے انکار کیا اور مدینہ

کو واپس آئے۔ سعدؓ نے رہنے کے واسطے اور بیت المال کے لئے دو مکان بنائے۔ کہ وہ دوسری سمت مین کوفہ کے تھے۔

جس سال کوفہ کی بنیاد پڑی اُسی سال حضرت عمرؓ نے ام کلثوم بنت حضرت علیؓ و فاطمہ رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا کہ نواسی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہوئین۔ اس رشتہ داری سے آپ کی محبت اور اعتماد حضرت علیؓ کے ساتھ اور بھی زیادہ ہوا۔ کہ آپ کے مشیر تھے اور دوسرے مشیر آپؓ کے حضرت عثمانؓ تھے۔ اور یہ دونون بزرگ خلیفۂ وقت کو انتظام مملکت مین بڑی مدد دیتے تھے۔ اگرچہ حضرت عمرؓ کے احکام کیسے ہی سخت معلوم ہوتے ہون لیکن اسمین شک نہین کہ بے جانب دار اور بڑا انصاف تھے۔ اور ایک موقع پر جب آپؓ کے بیٹے پر نشہ خواری ثابت ہوئی تو اپنے ضابطے کے موافق انپر بھی پچیس درے لگائے۔

فصل انیسوین ۱۹

بصرہ کی بنا سے ساسانیون کے حاکم (اہواز) کو جسکا نام ہرمزان تھا نہایت تکلیف ہوئی۔ اُسکا علاقہ درمیان فارستان اور بابلستان کے تھا۔ اُسنے سمجھا کہ اس شہر کی ترقی سے ہماری روکاوٹ ہی۔ یہ صوبہ فارس کے زرخیز صوبون مین تھا جہان روئی۔ چاول۔ چینی اور گیہون ہوتے تھے۔ اسقدر شہرون سے معمور تھا کہ مورخ طبری نے ستارون کے غنچہ سے تشبیہ دی ہی اسکے وسط مین سوسا بڑی تجارت کی جگہ تھی۔ بادشاہ فارس کے سیر و سیاحت کی جگہ تھی۔ اور ایسا کہا جاتا ہی کہ پیغمبر دانیال کی قبر یہین ہی۔ یہ شہر ایک وقت محل اور ایوان شاہی سے معمور تھا۔ اگرچہ اب بالکل جنگل اور شیر کے رہنے کی جگہ ہی۔

یہان ہرمزان نے بادشاہی دولت فراہم کیا اور ایوان بنایا۔ وہ خاندان عالی سے تھا۔ اور اُسکے مورث اعلا نے ایک وقت تخت فارس پر جلوس کیا تھا۔

اسلیے اُسکے خاندان کے لوگ شاہی تاج پہنتے تھے۔ چونکہ خاندان شاہی سے تھے اور اُنکے خاندان کی عزت اہل فارس بادشاہون کیطرح کرتے تھے۔

اس دلیر شخص نے جسنے مسلمانون کی قوت جنگ قدسیہ مین دیکھی تھی بصرہ کی ترقی بخش قوت پر حملہ کرنا چاہا۔ اُسکے بانیون نے مدینہ مین خلیفۂ وقت کے پاس حفاظت کیواسطے التجا کی اور خلیفہ نے کچھ لشکر مدد کیواسطے مدینہ سے اور سعدؓ نے کوفہ سے روانہ کیا۔ ہرمزان کو اس لڑائی کے برپا کرنے سے تاسف ہوا۔ اُسکو برابر شکست ہوتی گئی۔ اور آخرش اپنا نصف ملک دیکر اُسنے صلح کی۔ اور اُسمین صرف چار شہر رہگئے۔ اُسکو اسپر بھی آرام کرنے کا موقع نہ ملا۔ یزدجرد نے رے سے ہرمزان اور اُسکے ہمسایہ کے حاکم فارستان کو ملامت لکھی کہ کیون نہین اکٹھے ہوکر مسلمانون سے مقابلہ کیا۔ اُسکے حکم سے ہرمزان نے بدعہدی کی۔ ہرمزان کا اپنے مفروری بادشاہ کا اطاعت کرنا اُسکے زوال کا باعث ہوا۔ خلیفۂ وقت نے مختلف اطراف سے فوج کی فراہمی کا حکم دیا۔ اور اہواز کے فتوحات کو پورا کرنے کے لیے چھ مہینے تک اُسکا محاصرہ رہا جس درمیان مین بہت حملے ہوئے سلو سخت لڑائی فریقین سے ہوئی۔ آخرش باراابنؓ مالک کو اس مسلمانون کے لشکر کی سرداری ملی۔ یہ رسول اللہ صلعم کے مرغوب تھے۔ اور اُنکے بہ نسبت لوگون کو حسن ظن تھا۔ اُنکو ہر وقت موت و حیات یکسان معلوم ہوتی تھی۔ خطرناک جگھون مین وہ سبکے آگے ہوتے تھے۔ اور جس لڑائی مین وہ گئے فتح ہوئی۔ اُنکے سردار لشکر ہونے پر لشکر نے خوشی سے اُنکو گھیر لیا۔ اور کہا کہ ای باراؓ قسم کیجیے کہ ان کافرون کو شکست ہو۔ باراؓ نے قسم کیا کہ جگہ قبضہ مین آجائیگی اور دشمن بھاگین گے لیکن ہم شہید ہونگے۔

دوسرے ہی حملہ مین وہ ہرمزان کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ لشکر نے اُنکی شہادت کو فال خیر سمجھا۔ اُنھون نے کہا کہ آدھی قسم اُنکی پوری ہوئی لیکن آدھی باقی ہے۔ وہ بھی پوری ہوجائیگی۔

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایک پارسی باغی۔ ابوشبرا کے پاس کہ بارہؓ اکی جگہہ پر سردار ہوئے تھے آیا۔ اور اُنپر قلعہ کی ایک راہ ظاہر کی جسکے ذریعہ سے پانی اُس قلعہ مین جاتا تھا۔ ایک سو مسلمان اس راہ سے چلے۔ اور پھاٹک کھولدیا۔ کہ مسلمانون کا لشکر قلعہ کے اندر چلا آیا۔ ہرمزان ایک مضبوط برج مین تھا۔ اُسکی دیوار سے اُسنے صلح کی گفتگو شروع کی۔ میرے ساتھ ایک ہزار تیرانداز ہین اور تمھاری جان لینے کو کافی ہین لیکن بہرکیف اس بیکار خونریزی کا کیا فائدہ۔ ہمکو عزت کے ساتھ جانے دو۔ اور ہمکو حفاظت کے ساتھ خلیفۂ وقت کے پاس لے چلو۔ اگر وہ ہمکو تخت سے اُتارین گے تو ہم راضی ہین۔

اسپر لوگ راضی ہوئے۔ ہرمزان جب قلعہ سے نکلا تو اُسکی لوگون نے تعظیم کی۔ اور محافظین کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا۔ وہ اسطرح جاتا تھا کہ جسطرح سردار محافظین کے ساتھ جاتے ہین قیدیون کیطرح نہین۔ جیسے ہی وہ اُس شہر مین پہونچا۔ اُسنے کچھ آرام کیا اور کپڑا نہایت مرصع پہنا اور تاج شاہی سر پر رکھا اور مدینہ کے دروازے مین داخل ہوا۔ مدینہ کے باشندے اس پرتکلف لباس مین اُسکو دیکھکر متعجب ہوئے۔

حضرت عمرؓ اپنے مکان مین نہ تھے۔ مسجد مین تھے۔ اسلیے ہرمزان کو مسجد کیطرف لیگئے۔ جب مسجد کے قریب پہونچے۔ تو دیکھا کہ خلیفۂ وقت کا لبادہ الٹکا ہی۔ ہرگاہ آپ پیوند لگا ہوا کپڑا پہنے ہین۔ اور اپنا عصا سر کے نیچے رکھکر سوتے ہین۔ ساتھ کے آدمی تعظیم کے ساتھ کچھ فاصلہ پر بیٹھ گئے۔ اور آپؓ کے جاگنے کے منتظر رہے۔ اُنھون نے ہرمزان سے آہستہ کہا کہ مسلمانون کے بادشاہ یہی ہین۔ اور یہ اسیطرح بلا محافظین کے سوتے ہین؟۔ جواب ملا ہان۔ آپؓ اکیلے آتے جاتے ہین اور جہان خوش آیا سو رہتے ہین۔ اور آپؓ کیا عدل و انصاف کی کارروائی بلا افسر اور ایلچی اور ارکین کے کرتے ہین جواب ملا کہ ایسا ہی کرتے ہین۔ آخرش ہرمزان نے کہا کہ یہ حالت پیغمبرون کی ہے بادشاہی کی نہین

نہین ہی۔ جواب ملا کہ یہ پیغمبر نہین ہین بجاے پیغمبر صلعم کے ہین۔ جب خلیفہ وقت رض اُٹھے آپ رض نے
ساتھیون کو پہچانا۔ اور فرمایا کہ تم خبر لائے ہو۔ لیکن یہ شخص جو فضولی کے ساتھ آراستہ لباس
پہنے ہی کون ہی۔ لوگون نے جواب دیا کہ یہ ہرمزان اہواز کا بادشاہ ہی۔ آپ رض نے اپنا منھ
پھیر کر فرمایا کہ اس کافر کو یہان سے لیجاؤ۔ اور اسکا مرصع کپڑا اُتار کر اسلام کے سادے
لباس مین لاؤ۔

حسب الحکم آپ رض کے ہرمزان کو لیگئے۔ اور یمن کا سادہ لباس پہناکر تھوڑے ہی
عرصے مین اُسکو لے آئے۔ ہرمزان نے اپنی جان بچانے کے واسطے اُس خون کے
بدلے مین کہ اُسنے بارؓا ابن مالک کو مارا تھا۔ بہت طرح کے حیلے کئے اُسنے اپنی پیاس
بجھانے کیواسطے پانی مانگا۔ اور ایک طرف پانی کا پیالہ لایا گیا۔ اُسنے قبل پینے کے خلیفہ وقت
سے اجازت چاہی۔ کہ جب تک مین پانی نہ پی لون محفوظ رہون ۔ خلیفہ وقت نے اسکو
منظور کیا جب پانی آیا اُسنے اُسکو زمین پر پھینکا۔ اور کہا کہ جب تک ہم پانی نہ پیلیں۔ آپ رض کے
قول کے موافق محفوظ رہین گے۔

حضرت عمر رض اس فقرے مین کب آنے والے تھے۔ آپ رض نے فرمایا کوئی چیز تمکو نہ بچا یگی
لیکن اسلام قبول کرنا۔ اُسنے اطاعت کی اور اسلام قبول کیا۔ اور سچے مسلمانون مین
شمار ہونے لگا۔

وہ اسکے بعد مامانیہ مین رہنے لگا۔ اور خلیفہ وقت نے اُسکو تحفے دئے۔ اور مابعد
مین بڑی کام کی خبرین فارس کے بہ نسبت اُسنے حضرت عمر رض کو دین۔ اہواز کے فتوحات
سنہ ۱۹ ہجری مین پورے ہوئے۔

فصل بیسوین

حضرت عمر رض اپنے دور کے ماتحت افسرون پر بھی نہایت تیز نظر رکھتے تھے کہ مبادا غیر
ملک کی آرائشون مین جسکے وہ فاتح تھے مبتلا نہو جاوین۔ اور اپنے عرب کی سادگی کو کہ

کامیابی کا ذریعہ ہی بھول نہ جائین - باوجود اس بات کے کہ آپؓ نے سعدؓ کا کوفہ کا محل جلوا دیا - اور اُنکو سخت تنبیہ کی - لیکن تاہم اُنکی شکایت متواتر پہونچی کہ آپؓ آرایش پسند ہین اور یہ کہ انصاف نہین کرتے اور ظلم کرتے ہین - اور غنیمت کی تقسیم مین عدل نہین کرتے اور لڑائی کے کامون مین سست ہین - اکثر الزامون مین سے بے بنیاد ٹھہرے لیکن تا تحقیقات کامل آپؓ معطل کئے گئے -

جب یہ خبر رے مین یزدجرد کو پہونچی کہ مسلمانون کے سردار جنھون نے قادسیہ مین فتح حاصل کی - رستم کو مار ڈالا - اور مدائن پر قبضہ کر لیا - اور اُسکو پہاڑون مین نکالا - حکومت سے معزول کئے گئے - اُسکی امید تازہ ہوئی اور خطوط اُن صوبون کے نام لکھے کہ اتبک فتح نہوئے تھے اور بڑی کوشش واسطے حصول اپنی سلطنت کے کی - اس فراہمی کیواسطے نہاوند تجویز ہوا - یہ بہت قدیم جگہ تھی - بعضون کا بیان ہی کہ اسکے بانی حضرت نوحؑ تھے - اور انھین کے نام سے یہ جگہ اسلیے مشہور ہوئی - اور ہمدان سے یہ مقام تیس کوس کے فاصلہ پر تھا جسکو قدیم یونانی اکٹانا کہتے تھے - یہان پر ڈیڑھ لاکھ آدمی جمع ہوئے - حضرت عمرؓ نے اپنے مشیرون کو مدینہ کی مسجد مین جمع کیا - اور اس خبر کو کہ اُسی وقت ملی تھی سُنایا - آپؓ نے فرمایا کہ شاید یہ آخری بڑی کوشش فارسیون کی ہی - اگر ہم لوگ اس دفعہ اُنکو شکست دینگے - تو پھر وہ اسقدر فراہم کبھی نہو سکینگے - اسلیے آپؓ نے اپنی راے ظاہر کی کہ ہم خود اس دفعہ کے لشکر کی سالاری مین جایا چاہتے ہین - اسپر بڑے قوی عذر ہوئے اور عثمانؓ نے کہا کہ اطراف سے لشکر فراہم کیجئے - لیکن آپؓ خود خواہ کوفہ خواہ حلوان مین رہئے - اور وہان سے مدد بھیجا کیجئے - کہ اگر مسلمانون کو شکست بھی ہو - تو پھر فراہم کر کے اُنسے پھر حملہ کرائے - اور دوسرون نے مختلف مشورے دئے - آخرش یہ امر حضرت عباسؓ ابن عبد المطلب کے پاس کہ اُسوقت کے بڑے دانشمندون مین قوم قریش کے شمار کئے جاتے تھے - پیش کیا گیا - اُنکی راے ہوئی کہ خلیفہ وقت کو مدینہ مین رہنا چاہئے - اور لشکر کی سالاری

نعمانؓ ابن مکری کو کہ اسوقت اہواز مین اُسوقت سے تھے جبسے سعدؓ نے اُنکو وہان عراق سے متعینات کیا تھا۔ حضرت عباسؓ کا انتقال ۳۲ھ ہجری مین ہوا۔ انگریزی مورخ کا بیان ہی کہ ایسی ایسی بڑی سلطنتون کے مثل جیسے شام خالدیہ یا بلستان اور میدیہ (کردستان) کے امورات کا تجویز ہونا تھوڑے سے ریش سفید عربون سے کہ چند برس اسکے بیشتر بے خانمان مفروری تھے تعجب خیز معلوم ہوتا ہی نعمانؓ کے پاس نہاوند جانے کا حکم بھیجا گیا۔ اور اُنکو مدینہ۔ بصرہ اور کوفہ سے مدد آپہونچی۔ اُنکا لشکر اس مدد کے پہونچنے پر بھی تھوڑا تھا۔ لیکن سب تجربہ کار معتمد اور فتوحات حاصل کئے ہوئے تھا۔ اُنکے پاس دس ہزار آدمی اور بھی سواد۔ حلوان اور دوسری جگہون سے آپہونچا۔ فارسیون کا لشکر جو نہاوند مین جمع ہوا فیروزان کی تحت مین تھا۔ یہ شخص ضعیف اور کمزور تھا لیکن پر دلیر اور آزمودہ کار تھا۔ اور صرف یہی ایک سردار باقی رہگیا تھا کہ اس کام کے لائق تجویز پایا۔ اور سب پہلی لڑائیون مین ہلاک ہوچکے تھے۔ یہ پرانا شخص عربون کے میدان کے بہادرانہ حملہ سے پوری طرح واقف تھا اسلیے اسنے ایک مستحکم جگہہ مین مورچہ بندی کی۔ اور اُسکے گرداگرد کھائی کھدائی۔ اور اُسکو پانی سے بھرا۔ یہان اُسکا قصد ہوا کہ پہلے مسلمانون پر حملہ نکرے بلکہ ٹھہرا رہے۔ یہان تک کہ اُنکو بےصبری ہو اور تب اُنپر دفعتہً آپڑے۔

نعمانؓ فارسی لشکر کے آگے آئے۔ اور اُنپر بارہا آوازہ لڑائی کا دیا لیکن وہ پرانا آدمی مورچہ سے نہ نکلا۔ دو مہینے بیکار گذر گئے اور مسلمانون مین فیروزان کی تجویز کے موافق ناراضی اور شکایت افسر کی ہونے لگی۔ نعمانؓ نے ایک حیلے کی تجویز کی کہ غنیم کو مورچہ سے نکالین۔ اُنھون نے جلد جلد خیمہ اُکھاڑا اور پیچھے ہٹے۔ اور کم قیمت چیزون کو پیچھے چھوڑ دیا۔ یہ چال لگ گئی۔ فارسیون نے حملہ کیا۔ اگرچہ بہت ہوشیاری سے تعاقب کرتے تھے۔ نعمانؓ دوسرے دن بھی پیچھے ہٹے۔ اور اُنکا مخالف پیچھا کرتا رہا۔ جب اپنے مورچہ سے اہل فارس دور پڑگئے۔ تب اُنھون نے ایک جگہہ رات کو قیام کیا۔ اور اُنھون نے اپنے لشکر سے کہا کہ

...ن صبح سے لڑائی ہوتے یاد رہے۔ ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ اکثر لڑائیون مین رہے
ہین۔ آپ کا معمول تھا کہ جمعہ کی نماز کے بعد لڑائی شروع کرتے تھے۔ دوسرے روز جب
لشکر جنگ کی صفون مین قائم کیا گیا۔ نعمانؓ نے اُنکے سامنے نماز پڑھی۔ اور دعا کی کہ
اے اللہ اسلام کی مدد کر۔ ہمکو کافرون پر فتح دے۔ تب ماتحت کے افسرون کیطرف مخاطب
ہوئے۔ اور کہا کہ اگر ہم شہید ہون تو فلان کس میری جگہ پر سالار ہو۔

آپؓ نے ایک نشانی لڑائی کے شروع کرنے کی بتائی۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہم تکبیر پکارینگے
اور اپنا جھنڈا ہلاوینگے۔ تیسری دفعہ جسطرح ہم حملہ آور ہون اُسیطرح سب ہون۔ آپؓ نے
تکبیر اللہ اکبر کہکر پکاری۔ تیسری مرتبہ جھنڈا ہلا کر تکبیر پکاری اور تمام ہوا تکبیر سے گونج گئی۔
دونون لشکر کی حرکت مہیب تھی۔ وہ سب فوراً ہی ایسے گرد سے لپٹ گئے جسمین صرف
تلوار کی ایسی آواز معلوم ہوتی تھی۔ کہ کیا ہوتا ہے۔ ہر گاہ اللہ اکبر کی صدا اور فارسیون کا
گوسنا اور زخمیون کی چلاہٹ سُنی جاتی تھی۔ ایک ہی گھنٹے مین فارسیون کو پوری شکست
ہوئی۔ اور نعمانؓ نے کہا اے اللہ میری دعا بنسبت فتحیابی کے قبول ہوئی۔ اب میری شہادت
کی بھی دعا قبول ہو۔ آپؓ اپنے جھنڈے کے ساتھ ایک دشمن کے تعاقب مین ہوئے۔
لیکن اسیوقت ایک مغروری فارسی کا تیر آپ کو لگا۔ اور انتقال کیا۔ اُنکی لاش خون
اور گرد آلودہ اُنکے بھائی کے پاس لائی گئی۔ اور اُنکا جھنڈا حذیفہؓ کو جنکو اپنا قائمقام
نامزد کیا تھا۔ دیا گیا۔

فارسیون کا تعاقب بڑی خونریزی کے ساتھ کیا گیا۔ فیروزان ہمدان کیطرف
بھاگا۔ لیکن رات کے وقت جب پہاڑ پر چڑھتا تھا پکڑا گیا۔ اور اُسکے ساتھ بہت خچر اور
اونٹ آسایش کے اسباب سے لدے ہوئے تھے۔ یہان وہ معہ کئی ہزار آدمیون کے
مارا گیا۔ بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ چالیس خچرون پر شہد تھے۔ اور اسی سے اہل عرب ہنسی سے
کہتے ہین کہ فیروزان اپنے شہد مین پھنس گیا۔ کل فارسی جو اِس جنگ مین مارے گئے

ایک لاکھ آدمی تھے۔ یہ واقعہ ۲۱ھ ہجری مین موافق ۶۴۲ء کے پیش آیا اور اہل اسلام اسکو فتح الفتح کہتے ہین۔

لڑائی کے دوسرے روز ایک شخص گدھے پر حذیفہؓ کے سامنے خیمہ گاہ مین آیا یہ وہی شخص تھا جسنے آتش پرستون کے آتشکدہ مین خدمت کیا تھا۔ اور ڈرتا تھا کہ کہین مسلمان اُسے نہ مار ڈالین۔ اُسنے کہا کہ ہماری اور ہمارے ساتھی کی جان بخشی ہا وے تو ہم آپ کو خزانہ بتا دیتے ہین۔ جسکو یزدجرد نے رے جاتے وقت میرے سپرد کیا ہی۔ اُسکے شرائط منظور ہونے پر اُسنے ایک مہر کیا ہوا صندوق دیا۔ اور اُسکو کھولنے پر حذیفہؓ نے دیکھا کہ وہ لعل اور قیمتی جواہرات سے بھرا ہوا تھا۔ آپؓ نے اُسکو بیشمار دولت تصور کیا اور کہا کہ یہ جواہرات نہ لڑائی مین ہاتھ آئے۔ نہ تلوار کے زور سے۔ اسلئے اِنکے تقسیم کا حق ہمکو نہین ہی۔ اپنے ماتحت افسرون کی راے سے اُنھون نے اِس صندوق کو خلیفۂ وقت کے پاس مع خمس حصۂ غنیمت کے روانہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے اِن بادشاہی جواہرات کو حقارت سے دیکھا۔ اور لینے سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ ہم بھی اِسکے مستحق نہین۔ جنھون نے اِسکے ملک کو حاصل کیا ہی وہی لوگ اِسکے تقسیم کے سزاوار ہین۔ اسلئے جو آدمی لیگیا تھا اُسی کے معرفت فوراً ہی واپس دیا۔ حذیفہؓ نے اِن جواہرات اور زیورات کو فروخت کیا اور جب اُنکی قیمت لشکر مین تقسیم کیگئی۔ ہر سوار کو چار ہزار اشرفی ملی۔ جب حضرت عمرؓ نے فتح نہاوند کی خبر سُنی آپؓ نے پہلے اپنے ساتھی نعمانؓ کی خیریت پوچھی۔ جواب سُنکر آپ نے فرمایا کہ اللہ اُنپر رحمت کرے وہ شہید ہوئے۔ اور خوب روئے۔ اور آپ نے پوچھا کہ اور کون شہید ہوا۔ جنسے آپؓ واقف تھے اُنکے نام لئے گئے اور جنسے واقف نہ تھے اُنکی نسبت آپؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اُنکو جانتا ہی اور اسی مضمون کی آیت پڑھی۔

	شوہر ۱۲ھ علی بن ابی الحسن ...	

فارسی لشکر کہ فیروزان کی تحت مین شکست اُٹھا چکا تھا۔ ہمدان کے قریب جمع ہوا

لیکن حذیفہؓ نے کچھ لشکر بھیجکر اُسکو بھی شکست دی - اور اپنا صدر نہاوند مین مقرر کیا - تب شکست یافتون نے ہمدان مین پناہ لی - اور ایک مضبوط قلعہ مین اپنے کو مستحکم کیا -

ہمدان ملک فارس مین دویم شہر تصور کیا جاتا تھا - اسکے باشندون مین یہودی بہ نسبت اور شہر کے زیادہ تھے - یہ ایک بلندی پر واقع تھا جسکے بغل سے ہوکر دھارے کوہ الوند سے جاری تھے - اس جگہہ کی حکومت اُسی حبش کو ملی تھی جو حلوان مین شکست اُٹھا چکا تھا - حبش نے نہاوند مین آکر حذیفہؓ سے ملاقات کی - اور صلح کر لی - لیکن صلح سازشی تھی - اور واپس جاکر ہمدان کو مستحکم کیا - اور اس درمیان مین آذربایجان سے اُسکے پاس امدادی لشکر بھی آگیا - خلیفہ عمرؓ نے حاکم ہمدان کی اس بدعہدی کا حال سُنکر ایک قوی لشکر ایک لایق افسر کے ساتھ جسکا نام نعیم ابن مکرم تھا روانہ کیا - حبش شجاع اور ہوشیار آدمی تھا - اپنے لشکر کی بڑی تعداد پر بھروسا کرکے وہ اپنے قلعہ سے نکل آیا اور مسلمانون سے میدان مین آلڑا - لڑائی تین روز تک رہی - اور نہاوند سے بھی سخت تر تھی - لیکن آخر مین مسلمان کامیاب ہوئے - اور اُس شہر پر قابض ہو گئے -

نعیمؓ اب رے کیطرف چلے - یہان یزدجرد نے پناہ لی تھی - اُسنے اس شہر کو اس خطرہ کی حالت مین چھوڑا - اور اُسکو ایک رئیس کے سپرد کیا جسکا نام سیاوش بن بہرام تھا - یہان فارسی صوبون نے کہ ابھی تک مفتوح نہوئے تھے امدادی لشکر بھیجے - کیونکہ سیاوش نے اخیر تک لڑنے کا عہد کیا تھا - اُسکی حمایت بیکار تھی - دغا بازی اور فریب فارسیون مین رائج تھا - زین نے کہ ایک قوی رئیس شہر رے کا تھا - اور سیاوش کا دشمن تھا مسلمانون سے سازش کی - اور جب سیاوش ایک دروازے سے حملہ آور ہوا تو زین نے مسلمانون کے دو ہزار آدمیون کو دوسرے دروازے سے شہر مین داخل کیا - شہر کی گلیون مین سخت خونریزی ہوئی - اور دونون لشکر خوب لڑے - سیاوش اپنے بہت لشکر کے ساتھ مارا گیا - اور وہ شہر قبضہ مین آگیا - اور لوٹا گیا - اور اُسکا قلعہ توڑ دیا گیا

اورزین اپنے خیرخواہی کے صلہ مین وہان کا حاکم مقرر ہوا۔

نعیمؓ نے اب اپنا لشکر متفرق سمت مین روانہ کیا۔یعنی قومس اور دامغان اور جرجان (قدیم ہرکانیہ) اور طبرستان کیطرف۔یہان خفیف مزاحمت ہوئی۔لیکن قومی جرأت زائل ہوگئی تھی۔بلکہ مذہبی جوش بھی جاتا رہا تھا۔فرخام ایک جنگجو عاقل تھا جب اس سے لوگون نے مشورہ لیا کہا کہ فارسیون کا مذہب کہنہ ہوگیا۔نئے مذہب نے سب کو برطرف کیا میری راے ہی کہ صلح کرلین اور جزیہ دین۔اُنکی راے قبول کیگئی۔کل طبرستان نے جزیہ دینا قبول کیا۔پانچ لاکھ درہم دینا منظور کیا۔اور شرط کی کہ مسلمان اس اطراف مین لشکر نہ رکھین۔پھر آذربایجان پر حملہ ہوا۔یہین سے ہمدان کو مدد گئی تھی۔یہ صوبہ بحیرے اور ہمدان سے اُتر ہی۔اور کوہ قاف کے سلسلے تک پہونچا ہوا ہی۔یہ آتش پرستون کا قلعہ تھا جہان اُنکا آتشکدہ تھا۔اور برابر آگ جلا کرتی تھی۔اسی سے اسکا نام آذربایجان تھا۔آذر کے معنی آگ کے ہین۔اُسکے حکام نے مقابلہ کیا۔لیکن شکست اُٹھائی۔آتشکدے توڑے گئے۔اور آذربایجان قبضہ مین درآیا۔اسلام کے فتوحات اب کوہ قاف کے سلسلے تک پہونچ گئے۔لیکن یہ پہاڑ اطاعت مین درآنے کو ہنوز باقی تھے۔کوہ قاف کے سلسلے پورب کیطرف آذربایجان کو ہازرز اور کنارہ بحر اخضر (کیسپین) سے جدا کرتے ہین۔اور شمال کی جانب آذربایجان کو وسیع ملک سے سرماشیہ کے (یعنے جواب روس کہلاتا ہی اور سابق مین تاتاریون کے قبضے مین بادشاہ استراخان وتعازان اور کاسک کے تھا) جدا کرتا ہی۔اس پہاڑ کے درون کی حفاظت قدیم زمانے مین بذریعہ قلعے اور دیوار اور لوہون کے دروازون کے واسطے روکنے جنگلی آدمیون کے حملے سے کہ برسایہ زمین سے یاجوج اور ماجوج کے (گوگ ومیگوگ) کہ قدیم زمانے کے خوفناک تھے کیجاتی تھی۔کیونکہ انھین راہون سے شمالی جنگلی اشخاص آئے تھے۔کہ نہایت توی گھوڑے سوار تھے اور خیمون مین رہتے تھے اور اپنی ننگی تلوارون کی پرستش کرتے تھے

اور اپنے دشمنون کے سرون کے چمڑے سے جسکو لڑائی مین مارتے تھے۔ اپنے گھوڑونکو آراستہ کرتے تھے۔

مسلمانون کے لشکرون نے متفرق سردارون کے تحت مین اِن درون مین پہاڑون کے گذر کیا۔ اور دربند پر قبضہ کرلیا۔

انہین سے ایک شہر یا قلعہ تھا جسکے لئے بڑی سخت لڑائی مسلمانون کو کرنی پڑی اسکو اہل فارس دربند کہتے ہین۔ اور ترک ضمیر کاپی جسکے معنی لوہے کے دروازے کے ہین۔ پکارتے ہین۔ اور اہل عرب اسکو باب الابواب کہتے ہین۔ یہ اُس درے کی حفاظت کرتا ہی۔ کہ درمیان کوہ قاف کی بلندی کے اور بحر اخضر کے ہی۔ اسمین تین دروازے تھے۔ ایک انہین سے تہ زمین ہوگیا۔ اور اب صرف دو باقی ہی انکے بہ نسبت لوگون کا عقیدہ ہی۔ کہ جب یہ بھی تہ زمین ہوجائینگے تو قیامت آجائیگی۔

عبد الرحمن بن ربیعہ ایک اُن افسرون سے تھے جنھون نے کوہ قاف پر قبضہ کیا تھا انکو حضرت عمرؓ نے دربند کی حکومت سپرد کی تھی اور فرمایا کہ اپنر خوب نگران رہو۔ کیونکہ آپؓ کو مسلمانون کی حفاظت کا ان دور کی فتوحات مین بڑا خیال تھا۔ اور اسکا خدشہ تھا کہ شمالی حملون مین کہین مسلمانون کا لشکر تباہ ہوجاوے۔ عبد الرحمن نے حضرت عمرؓ کی طرف سے ایک سردار سے اُس ملک کے جسکا نام شہرزاد تھا اقرارنامہ کیا۔ کہ اُس سے اس

واضح رہی کہ ملک فارس کے اُتر ایک نہایت بلند پہاڑ ہی جو ایشیا کو یورپ (فرنگستان) سے جُدا کرتا ہی اور اُسکے دونون طرف دو بڑے سمندر بحر اخضر اور بحر اسود ہین۔ اسکو کوہ قاف کہتے تھے قدیم زمانہ مین جب علم جغرافیہ کم تھا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ اس پہاڑ کے بعد دنیا نہین ہی۔ اور ایسی جگہ ہی کہ دیوؤن سے آباد ہی۔ حالانکہ وہ لوگ جنگلی آدمی بھی تھے۔ کہ آدمیون کو مار ڈالنا اور اُنکو کھا جانا اُنکے نزدیک کوئی بات نہ تھی۔ یہ لوگ آتے اور اہل فارس کو بہت تباہ کرتے۔ اسلیے سکندر ذو القرنین نے ایسے آدمیون کی حفاظت کے لیے

شرط پر جزیہ نہ لیا جائے گا۔ کہ وہ دربند کی حفاظت بمقابلے جنگلی شمالی آدمیون کے کرے عبد الرحمٰن سے اور شہرزاد سے اِن پہاڑون کے بہ نسبت گفتگو رہی۔ کہ فارسی حکایت اور قصص کی جڑ معلوم ہوتے ہین۔ جب عبد الرحمٰن نے شہرزاد سے بہ نسبت قوم علانی اور روس کے کہ اِن درون سے پرے تھے اور نسبت دیوار یاجوج ماجوج کے کہ اُنکے روکنے کیواسطے بنائی گئی تھی سُنا۔ اُنکے خیالات روشن ہوگئے۔

ایک قصہ کہ شہرزاد نے کہا اُس سے الف لیلیٰ کے سندھ باد جہازی کے قصہ کی اصلیت معلوم ہوتی ہے۔ طبری مورخ نے یون لکھا ہو کہ ایک روز عبد الرحمٰن شہرزاد کے پاس بیٹھے تھے۔ اور اُس سے گفتگو کر رہے تھے۔ کہ اُسکے ہاتھ مین انگوٹھی دیکھی جسمین لعل جڑا ہوا تھا۔ جو دن کے وقت مثل آگ کے روشن تھا۔ اور رات کو اور بھی زیادہ چمکتا تھا۔ شہرزاد نے کہا کہ یہ لعل یاجوج اور ماجوج کی دیوار سے آیا ہو۔ ایک بادشاہ نے جسکے ملک مین یہ دیوار واقع ہو بھیجا ہو ہمنے اُسکے پاس تحفے بھیجے تھے۔ اور اُس سے صرف ایک لعل چاہا تھا۔ اسپر عبد الرحمٰن کو تعجب ہوا کر اُسنے اُس آدمی کو بلایا کہ انگوٹھی لایا تھا اور اُس سے اُس قصہ کو کہنے کے لیے حکم دیا۔ اُس آدمی نے کہا کہ جب ہمنے تحفہ اور خط شہرزاد کا اُس بادشاہ کو دیا۔ اُسنے اپنے شکاری سردار کو بلایا اور اُس جواہر کے مہیا کرنے کا حکم دیا۔ اِس شکاری نے ایک چیل کو تین روز تک بھوکھا رکھا اور کچھ کھانے کو ندیا۔ تب وہ اُس چیل کو پہاڑون مین اُس دیوار کے پاس لیگیا۔ اور ہم بھی اُسکے ساتھ ہوئے۔ اِن پہاڑون کی بلندی سے ہم لوگون نے ایک غار تیرہ و تار کیطرف نیچے کو دیکھا

اِن پہاڑون کے درون مین دیوار بنانی چاہی۔ اور وہ دیوار پتھر اور لوہے اور سیسے سے بنائی گئی اور بعض جگہ اِن درون مین مستحکم لوہے کے دروازے لگائے گئے۔ انکی کنجی اہل غارس کے ہاتھ مین رہی۔ انھین جنگلی قومون کو قوم یاجوج اور قوم ماجوج کہتے تھے کہ انھین ترکون اور تاتاریون کے مورث تھے۔ اِس دیوار کا ذکر قرآن مجید مین آیا ہو۔ جسکا

اُسپر جھپٹا اور زمین پر گرتے ہی اُسکو جنگل مین اُٹھالایا۔ اور میرشکار کے ہاتھ پر پھر آکر بیٹھ گیا۔ اور یہ لعل جو چمکتا ہی اُسی گوشت مین سٹا ہوا پایا گیا۔

عبد الرحمن رضؓ نے اِس دیوار کا حال پوچھا۔ اُسنے جواب دیا کہ وہ لوہے اور پتھر اور پیتل سے بنی ہوئی ہی۔ اور ایک پہاڑ کی بلندی سے۔ دوسرے پہاڑ تک ہی۔

عبد الرحمن رضؓ نے کہا یہ شاید وہی دیوار ہی جسکا ذکر قرآن مین اللہ تعالے نے فرمایا ہی آپ رضؓ نے شہرزادسے اُس لعل کی قیمت پوچھی۔ اُسنے کہا کہ یہ بے بہا ہی اسکی قیمت نہین اور اُسنے انگوٹھی ہاتھ سے نکالکر دینا چاہا۔ لیکن آپ رضؓ نے انکار کیا۔ کہ اِس قیمتی جواہرات کے ہم سزاوار نہین۔ شہرزاد نے کہا کہ اگر فارس کے بادشاہ اسکو دیکھتے تو زبردستی لیتے لیکن تمھارے ایسے چال چلن کے لوگ تمام دنیا کو فتح کرینگے۔

اِن قصون کا اسقدر اثر ہوا کہ عبد الرحمن رضؓ نے دربند کے پار جاکر ان پراسرار ملکون پر حملہ کرنا چاہا۔ لیکن پوری طرح حملہ نہین کیا کیونکہ حضرت عمرؓ کی اِس بارے مین سخت ممانعت ہی۔ آپ نے فرمایا اگر ہمکو خلیفۂ وقت کی ناخوشی کا ڈر نہوتا۔ تو ہم یاجوج اور ماجوج تک جاتے اور اِن کافرون کو مسلمان کرتے۔ عبد الرحمن رضؓ اُس میدان مین پہونچے۔ جو درمیان بحر اخضر اور بحر اسود کے ہی کہ حال کے ترکون کے وحشی مورث اعلے سے آباد تھا۔ ایک شخص نے کہ اِس معرکہ مین عبد الرحمن رضؓ کے ساتھ تھا۔ ذیل کے واقعات حضرت عمر رضؓ سے کہا۔ اُسنے کہا کہ اُنھون نے ہم لوگون کو اپنے قدیم دشمن فارسیون سے مختلف پاکر پوچھا کہ تم فرشتہ ہو یا بنی آدم جسکے جواب مین ہمنے کہا کہ ہم لوگ بنی آدم ہین لیکن آسمان کے فرشتے ہمارے ساتھ ہین۔ اُن لوگون نے ہمپر حملہ کرنے مین تامل کیا۔ کہ فرشتے اُنکے محافظ ہین لیکن ایک

مضمون یہ ہی۔ اور اُنھون نے کہا اے ذوالقرنین یاجوج و ماجوج ملک کو تباہ کرتے ہین۔ اُنھون نے فرمایا مین ایک دیوار تمھارے اور اُنکے درمیان مین حائل کرونگا۔ لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے لاؤ کہ

شخص کہ کسیقدر زیادہ ہوشیار تھا۔ اُسنے ایک درخت کی آڑ سے ایک مسلمان کو تیر مارے اور وہ مر گیا۔ تب یہ عقیدہ اُنکا زائل ہوگیا۔ اور سمجھے کہ یہ بھی اہل موت سے ہین یعنی فانی ہین۔ اور اُسوقت سے سخت لڑائی ہونے لگی عبد الرحمن رض نے ایک جگہ کا کہ جسکا نام بلند شہر تھا محاصرہ کیا۔ اور یہ شہر بلغاریون کا تھا کہ ترکون کے ہمسایہ تھے۔ جو ترکون کیطرح اتبک دُنیا مین غیر مشہور تھے۔ ترک اپنے ہمسایہ کی مدد کو آئے۔ ایک سخت لڑائی مسلمانون سے ہوئی جسمین مسلمانون کو شکست ہوئی اور عبد الرحمن رض شہید ہوئے۔ تاہم ترک اپنے نئے حملہ آور کے ساتھ حسن ظن رکھتے تھے کیونکہ اُنکی لاش کو گاڑ دیا۔ اور اُسپر ایک یادگار بنایا۔ اور قحط سالی اور خشکی مین وہان جا کر دعا کرتے۔

عبد الرحمن کا لشکر دربند کے اندر واپس آیا۔ اور اُنکے بھائی مسلمان رض ابن ربیعہ کو اُنکا جانشین حاکم کوہ قاف کے درون کا بنایا۔ اور اسطرح سے یاجوج اور ماجوج کے ملک کی حملہ آوری ختم ہوئی۔

فصل بائیسوین

حضرت عمر رض کی خلافت کہ بڑے بڑے اور مشہور واقعات کے باعث سے ممتاز تھی آخر ش دفعتہ ختم ہوئی۔ فارسی قیدیون کے درمیان مین ایک شخص تھا جسکا نام فیروز تھا۔ کہ مدینہ مین تھا۔ اور آتش پرست کا مذہب رکھتا تھا۔ اُسکا آقا دو درہیہ روز بوجہ غلامی کے اُسکی کمائی سے لیا کرتا تھا۔ اسکی نالش اُسنے خلیفہ عمر رض کے پاس کی۔ کہ ہمپر جبر ہے۔ آپ رض نے اُسکے حالات دریافت کیے۔

اس امر کے معلوم ہونے سے کہ وہ بڑھئی کا کام اور پن چکی بنانے مین ہوشیار رہو۔

اُن پہاڑون کے درون کو بند کر سکین۔ اور اُنھون نے معارون سے کہا کہ دھونکنی سے دھونک کر لوہے کو سُرخ کرو اور پگھلا ہوا تانبا اور سیسا لاؤ کہ ہم اُسپر بہا دیوین۔ اسلیے جب یہ دیوار تیار ہوئی تو یاجوج اور ماجوج آنے سے عاجز رہے نہ اُسکو کھود سکے اور نہ

آپؓ نے فرمایا کہ تجھکو دو درہم روزانہ دینا آسان ہی۔ فیروز نے کہا کہ ہم آپؓ کے واسطے پن چکّی بنا دینگے کہ آپؓ کو قیامت تک پیسیگی۔ اُسکے اِس کہنے پر آپؓ کو تعجب آیا۔ اور حلم کے ساتھ فرمایا کہ یہ غلام مجھے دھمکی دیتا ہی اگر مجرد شک پر کسی کو سزا دیجانے کی اجازت ہوتی تو ہم اسکو قتل کرتے۔ اور اُسکو جانے دیا۔ اِسکے تین روز بعد جب آپؓ مسجد مین نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ فیروز نے اچانک مین تین چھُرا مارا۔ اُنکے ساتھی قاتل پر دوڑے اُسنے سخت مقابلہ کیا۔ کئی کو مار ڈالا اور زخمی کیا۔ ایک نے اُسپر اپنی چادر ڈالدی۔ اور اسکو پکڑ لیا۔ اسپر اُسنے خودکشی کی اور جہنم واصل ہوا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جسکے ہاتھ سے میرا قتل ہوا۔ اللہ کا شکر ہی کہ وہ مسلمان نہ تھا۔ آپؓ نے اپنے کو سنبھالکر نماز تمام کی جسمین آپؓ مشغول تھے۔ اور فرمایا کہ جو شخص قصداً نماز ترک کرتا ہی۔ وہ اسلام مین نہین ہی۔

آپؓ تین روز تک مکان مین زندہ رہے لیکن کوئی شخص آپؓ کو جانشین نامزد کرنے پر مجبور نہ کرسکا۔ آپؓ نے فرمایا کہ مین وہ نہین کرسکتا جو رسول اللہ صلعم نے نہ کیا۔ بعضون نے کہا اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمر کو نامزد فرمائیے آپؓ نے فرمایا کہ عمرؓ کے خاندان مین صرف عمرؓ ہی اس کام کے لیے بس ہی۔

آپؓ نے چھ آدمیون کا مجمع قرار دیا۔ جنکی بہ نسبت آپؓ نے فرمایا کہ یہ سب خلافت کے سزاوار ہین۔ لیکن انہین سے شاید حضرت علیؓ عثمانؓ چُنے جاوین۔ شاید کہ خلافت کے واسطے آپؓ کے بعد تجویز کیے جاوین اسلیے آپؓ نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ کہ اگر تم خلیفہ ہو تو اپنے خاندان کی پالایش نہ کرنا اور بنی ہاشم کو سبکی گردن پر سوار نہ کرنا۔ اور یہی باتین آپؓ نے حضرت عثمانؓ سے بہ نسبت بنی امیہ کے کہین قلم دوات طلب کرکے ایک خط جانشین کے نام لکھا۔ کہ جو شخص جانشین ہو۔ اُسکو لازم ہی۔ کہ انجام مین اموراتکے راستباز رہے

۱۔ اُسپر حبشہ سکے۔ کلام الٰہی کا مضمون حرف اِسقدر ہی پیٹر اعظم نے اپنے فتوحات کے حالات مین ان دیوارون کے نشانات کا حال لکھا ہی۔ اور ابھی تک کچھ نشانات باقی ہین گو مٹی سے اکثر اُنکے نشانات چھپ گئے ہین۔

اور اسلام کی ترقی مین کوشان ہو۔
آپؓ نے اپنے بیٹے عبد اللہ ابن عمرؓ سے کہ بڑے عالم۔ فقیہ صحابہ اور پرہیزگار شخص تھے اور ہر طرح لائق تھے کہا۔ کہ اسلام کے کامون سے یہ نہایت ضروری کام ہے۔ کہ اٹھارہ ہزار درہم جو ہمنے بیت المال سے قرض لیا ہے اُسکو ادا کرو۔ سبھون نے اس بارہ مین التجا کی۔ کہ اسکی ضرورت نہین کیونکہ آپؓ نے اس مال کو کار خیر مین صرف کیا ہے۔ لیکن آپؓ نے فرمایا کہ یہ میری آخری مرضی ہے۔ تب آپؓ نے حضرت عائشہؓ کے پاس آدمی بھیجا۔ کہ اجازت دیجیے کہ ہم آپؓ کے باپ ابو بکرؓ کے بغل مین دفن کیے جاوین۔ ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ نے آپؓ کی بڑی تشفی کی۔ کہ آپؓ نے اللہ کی عنایت سے اسلام کے انتظام کو اس حسن سے انجام دیا ہے کہ کوئی شخص آپ کے بعد بے انصافی کا الزام نہین دیسکتا۔ آپؓ نے فرمایا۔ کہ اسکی گواہی آپؓ قیامت مین دیجیے گا۔ اُنھون نے اپنا ہاتھ دیا۔ اور وعدہ کیا۔ لیکن آپؓ نے نوشتہ طلب کیا۔ کہ قبر مین ساتھ رکھا جاوے۔ کل امورات کا بندوبست کرنے کے اور اپنی قبر کے بہ نسبت تجویز فرماکر آپؓ نے ساتوین روز قتل کے دن سے اپنی عمر کے ترسٹھوین برس مین بعد دس برس چھ مہینے کامیابی کے ساتھ خلافت کرنے کے انتقال فرمایا۔
آپؓ کے قتل کا بدلہ بمشورہ محمد بن ابی بکرؓ کے عبد اللہ ابن عمرؓ نے بیطرح لیا۔ اُنسے کہا گیا کہ یہ قتل حضرت عمرؓ کا بہ صلاح چند شخصون کے ہوا۔ اور اس صلاح مین اسکی بیٹی لولو اور ایک عیسائی جسکا نام صوفین تھا۔ اور ہرمزان حاکم ساسانیان شامل تھا۔ اپنے غصہ کی حالت مین عبد اللہ ابن عمرؓ نے تینون کو قتل کیا۔
انگریزی مورخ کی راے ہے کہ حضرت عمرؓ کے تمام تواریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہے

کہ آپ رضؓ بڑے قوی دماغ اور سلجھی ہوئی عقل اور سخت انصاف کے آدمی تھے
آپ رضؓ ہی اصل اسلام کی سلطنت کے بانی تھے۔ اور آپ کے بعد آپ رضؓ کے ایسا
کوئی نہین ہوا۔ آپ رضؓ نے حضرت صلعم کی وحیون کا انجام دیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ کی مختصر
خلافت مین مشورے سے مدد دی۔ اور دانشمندی کے قواعد واسطے انتظام
سلطنت اسلام کے جو بہت جلد پھیل گئی، قائم کیے۔

وہ سخت دسترس جو آپ نے اپنے دور کے بالشکر سردارون پر اُنکی کامیابیون
کے درمیان مین رکھا آپ رضؓ کی غیر معمولی حکومت کی لیاقت کو ظاہر کرتی ہے۔ آپ رضؓ
نے اپنی سادگی کے قائم رکھنے مین اور نشو و نما اور آرائش سے پرہیز کرنے مین
اپنے پیغمبر برحق صلعم اور حضرت ابوبکر رضؓ کی پوری اقتدا کی۔ آپ رضؓ نے اس بات کو
اپنے خطوط مین جو اپنے سالار لشکر کے نام لکھے اکثر ظاہر کیا ہے۔

فارسی آرائشون سے غذا اور پوشاک مین بہت لحاظ رکھنا۔ اپنے ملک کی سادگی
کی وضع رکھو اور اللہ تعالی تمکو کامیاب کریگا۔ اور اقبال دیگا۔ آپ کا اس سادگی
اس قدر یقین تھا کہ آپ رضؓ نے آرائشون اور فضولی کے واسطے اپنے ماتحت
کے افسرون کی سزا کی۔

آپ کے بعض قاعدون سے آپ کے دل و دماغ کی قوت معلوم ہوتی ہے۔ آپ رضؓ
نے اُن لونڈیون کے بیع و شرا کی ممانعت کی جو ذی اولاد ہون۔ آپ ہر ہفتہ مین
اپنے خزانہ سے بہت خیرات کرتے۔ اور موافق حاجت کے دیتے نہ موافق اُسکی
طلب کے۔ آپ رضؓ فرماتے کہ اللہ تعالے نے زائد کو دوسرون کی رفع حاجت کے
واسطے دیا ہے۔ اور اُسکے اوصاف کا بدلہ اللہ تعالے آخرت مین دیگا۔

آپ رضؓ نے اپنی ابتداے خلافت سے اکثر صحابہ کو پنشن دیا۔ جنھون نے اسلام کی
ترقی مین کوشش کی تھی۔ حضرت عباس رضؓ عم رسول اللہ صلعم کا سالانہ دو لاکھ درہم تھا۔

اور آپؓ کے دوسرے قرابت دارون کا بھی اُنکے درجہ کے موافق تھا۔ جو لوگ جنگ بدر مین لڑے تھے۔ اُنکا سالانہ پانچہزار درہم تھا۔ اور اسی طرح جنھون نے جنگ شام اور فارس اور مصر مین کارگزاری کی تھی اُنکی پنشن کچھ کم تھی حضرت صلعم کے ہر ازواج کا سالانہ دس ہزار درہم تھا۔ لیکن حضرت عائشہؓ کا بارہ ہزار تھا حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام ابن علی و نواسۂ رسول اللہ صلعم کا سالانہ پانچ پانچہزار درہم تھا۔ آپؓ ہی پہلے شخص ہین جنھون نے حساب وکتاب خزانہ کا قائم کیا۔ آپؓ ہی نے پہلے سنہ ہجری جاری کیا۔ اور آپؓ ہی پہلے شخص ہین جنھون نے سکۂ جاری کیا۔ جسپر لکھا رہتا تھا لا الٰہ الا اللہ اور اُس خلیفہ کا نام جسکا زمانہ ہوتا تھا۔

آپ کی خلافت مین چھتیس ہزار شہر اور قلع فتح ہوے۔ اکثر نئے شہر آباد کیے بہت سے تجارتگاہ قائم کیے۔ بیحساب مسجدین بناکین۔ اور جتنے ملک فتح ہوئے اُنکی ایک بہت بڑی سلطنت قائم کردی۔ آپؓ کے زمانۂ خلافت مین تین بڑی سلطنتین فتح ہوئین۔ شام و فارس و مصر جو مسلمانون کی تواریخ مین یادگار رہی۔ یہ بڑی قوت سلطنت اسلام کی صرف دس برس کے عرصہ مین حاصل ہوئی۔

یہ بات اور بھی قابل یاد ہی کہ یہ بڑے فاتح یہ بڑے بانی قانون اور یہ بادشاہ اعظم صرف ایک نیم تعلیم یافتہ مکہ کے عرب تھے۔ اُسی عیسائی مؤرخ کا قول ہی۔ ان ابتدائی حامیان اسلام کے بارے مین ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ آدمی نہ تھے دیو تھے۔ آپؓ کے نکاح مین چھ بیبیان آئین تھین۔ زینب[۱] بنت مظعون۔ ملیکہ بنت جرول۔ و ام حلیم[۲] بنت حرث۔ و جمیلہ[۳] بنت عاصم۔ و ام کلثوم[۴] بنت علیؓ

[۱] والدہ عبداللہ و عبدالرحمن و حفصہ ۱۲ [۲] والدہ عبیداللہ کہ شہید در صفین شد ۱۲ [۳] والدہ فاطمہ ۱۲

[۴] والدہ عاصم کہ جد عمر عبدالعزیز بود ۱۲ [۵] والدہ زید و رقیہ ۱۲

و عاتکہ بنت زید۔ اور عبد الرحمن اوسط اور عبد الرحمن اصغر بھی آپؓ کے
بیٹے تھے۔ لیکن لونڈی سے تھے۔ اور آپؓ کے عمال۔ عبد اللہ خزاعی مکہ مین
اور۔ نافع بن عبد اللہ طائف مین اور ابو موسیٰ اشعری بصرہ مین۔ اور مغیرہؓ
بن شعبہ کوفہ مین۔ اور عمروؓ بن العاص مصر مین۔ اور عمرو بن سعد حمص مین
اور معاویہ بن ابی سفیان دمشق مین۔ اور عمرو بن عتبہ اردن مین اور علی
بن اُمیہ یمن مین اور عثمان ابی العاص بحرین مین تھے اور عثمان عفان قاضی تھے
اور زید اور ربیعہ کاتب تھے۔

بعد وفات حضرت عمرؓ کے یہ چھ آدمی جانشین تجویز کرنے کے لیے جمع ہوئے
وہ لوگ یہ تھے۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ طلحہؓ۔ و زبیرؓ۔ و عبد الرحمنؓ و
سعدؓ ابی وقاص۔ یہ لوگ عشرہ مبشرہ سے تھے۔ اور حضرت صلعم کے نزدیکی
قرابتمندون سے ہین۔

بعد بڑی گفتگو کے خلافت حضرت علیؓ کے پاس پیش کی گئی۔ اور آپؓ سے
کہا گیا کہ بشرطیکہ آپؓ موافق قرآن اور حدیث اور اقوال شیخین کے عمل ہون۔
آپؓ نے فرمایا کہ ہم مطابق قرآن اور حدیث کے کرینگے۔ اور شیخین کی متابعت
اپنے پر لازم نہ پکڑینگے بلکہ جو ہمارے انصاف مین آئیگا کرینگے۔ چونکہ یہ جواب
حضرت علیؓ کا مجمع کی راے کے خلاف تھا۔ اسلیے لوگون نے حضرت عثمانؓ سے
یہی بات کہی۔ اور اُنھون نے قبول فرمایا۔ اور تین روز بعد وفات حضرت عمرؓ
کے جانشین ہوئے۔ آپ کشیدہ قد تھے۔ رنگ سانولا تھا۔ اور آپؓ کی
داڑھی حنا سے رنگین رہتی تھی۔ آپؓ اپنے مذہبی امورات مین سخت تھے
روزہ اور مراقبہ اور قرآن بہت تلاوت کرتے تھے۔ اور آپؓ ولیا سادگی کو

لہ والدہ عیاض ۱۲

[illegible] حضرت [illegible] خرچ کرتے تھے۔

آپؓ سخاوت کے باعث سب دل عزیز تھے۔ ایک سال قحط سالی میں آپؓ نے مدینہ کے تمام محتاجون کو غلہ دیا تھا۔ آپؓ نے خرچ کثیر کے ساتھ کچھ زمین مسجد نبوی کی بغل مین حضرت صلعم کے ازواج طیبات کے لیے خرید کی۔ آپؓ نے تبوک کی لڑائی کے واسطے ساڑھے چھ سو اونٹ اور پچاس گھوڑے دیے تھے۔

اصحاب آپ کی بڑی منزلت کرتے تھے۔ اس باعث سے کہ حضرت صلعم کی دو بیٹیان آپ کے نکاح مین آئین تھین۔ اور آپ دونون ہجرتون مین شریک تھے حبش اور مدینہ کی ہجرت حضرت صلعم فرماتے تھے کہ رفیقی فی الجنۃ عثمان۔

جیسے ہی آپؓ خلیفہ وقت ہوئے۔ کہ عبداللہ ابن عمرؓ کے قتل کرنے کا مقدمہ پیش ہوا۔ کہ صرف شبہہ پر قتل کیا۔ آپ کو تامل ہوا کہ اس معاملہ مین کیا کیا جاوے لیکن آپؓ نے غور کر کے فرمایا کہ یہ واقعہ نہ میری خلافت مین ہوا۔ اور نہ عمرؓ کی۔ اسلیئے دونون کی خلافت اسکی تجویز کے الزام سے پاک ہے۔ اور اسلیے عبداللہ ابن عمر پر قصاص کا حکم نہ آیا۔

باب پانچوان

فصل پہلی

کسرائے فارس کی سلطنت حضرت عمرؓ کی خلافت مین تباہ ہو چکی تھی۔ لیکن اب بھی جو کچھ رہی سہی تھی وہ بھی آپؓ کے زمانۂ خلافت مین طے ہوگئی مسلمانون کے لشکر نے اپنے لائق افسرون کی ماتحتی مین متفرق سمت مین رُخ کیا بعض پچھم کو چلے۔ اور قدیم اسیریہ (عراق عجم) مین گذر کیا۔ موصل کے پل کو جو

دریاے دجلہ پر بہہ عبور کرکے شہر نینوہ مین بلامزاحمت مثل یا بلستان کے داخل ہوئے۔ اور الجزیرہ (مسوپٹومیہ) کے فتوحات کو پورا کرکے اپنے شام کے ساتھیون سے جا ملے۔ اور بعضون نے پورب اور دکھن کی راہ لی اور یزدجرد کا تعاقب کیا۔ ایک فرمان خلیفہ وقت کا جاری تھا کہ اس مفروری کا تعاقب کرو۔ یہان تک کہ وہ صفحۂ زمین پر باقی نہ رہے۔

یزدجرد بعد ترک کرنے رے کے ایک شہر سے دوسرے شہر مین اور ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ مین مارا پھرا۔ کبھی اسکا قیام شہر اصفہان مین سنا گیا۔ پھر فارستان کے پہاڑون مین۔ کچھ زمانے وہ استکار یعنے اصطخر (پرسپولس) مین بھی تھا۔ جہان وہ بچپن مین پرورش پایا تھا۔ فارستان سے وہ کرمان مین بھاگا۔ اور وہان سے خراسان مین آیا۔ جسکے شمالی حصون مین شہر مرو ہے۔ وہان کچھ آرام لیا۔ یہ شہر بلخ کی سرحد مین فاصلہ پر واقع ہے۔ تمام سفر مین وہ مدائن کے باشندون کو جو مفرور ہوئے ساتھ لیے پھرا اور اُنکے پاس کھانے تک کو نہ رہا۔ مرو مین بھی اُسکے ساتھ چار ہزار آدمی تھے۔ اس اثنا مین اُسنے ایک آتشکدہ بنایا۔ اور جو شہر اب تک فتح ہونے کو باقی تھے اُنکو لکھا کہ جہان تک ہوسکے مسلمانون سے خوب لڑو۔

شہر اصفہان جو اُسکے ملک کے عمدہ شہرون مین تھا۔ اور جہان نہاوند کے شکست یافتہ لشکر جمع ہوئے تھے۔ وہ شاید کچھ عرصہ تک ٹھہرے۔ حاکم شہر کی نادانی سے ایک ہی لڑائی مین یہ شہر طے ہوگیا۔ اور اطاعت مین در آیا۔ اُسوقت سے اس شہر نے پھر سر نہ اُٹھایا۔

(اصطخر) استکار مین اطراف کے بہت لوگ فراہم ہوئے۔ چونکہ یہ قدیم دارالسلطنت تھا۔ اور فارسیون کا مذہبی تعلق رکھتا تھا۔ یہان کے حاکم شاہرگ نے

ایک لاکھ بیس ہزار آدمی فراہم کیے تھے۔ لیکن سب بیکار تھا۔ فارسیون کو پھر شکست ہوئی اور اُنکا حاکم شاہ رگ مارا گیا۔ اور استکار قدیم (پرسیپولس) جو ایک وقت مین ممالک مشرقی کا دار السلطنت تھا جزیہ دینے پر مجبور کیا گیا۔

اب مسلمانون کی کامیابی خراسان کی طرف رجوع ہوتی ہے۔ ایک حصے کے بعد دوسرا حصہ فتح کرتے ہوئے اُس جگہ پہونچے جہان یزدجرد تھا یعنے مرو۔ یزدجرد اب اپنی حد سے گذر کر دریاے جیحون کو عبور کر کے ریگستان مین جا پڑا اور درمیان توران (ترکستان) کے وحشیون کے پناہ گزین ہوا۔ اُسکا سفر چین تک تھا جہان کے خاقان سے مدد لینے مین وہ کامیاب ہوا۔ اور ایسا لکھا ہے کہ وہ جیحون عبور کر کے مع لشکر بلخ مین پہونچا۔ جہان کے لشکر نے اُسکی مدد کی۔ ان لشکرون سے اُسنے مسلمانون کا مقابلہ کرنا چاہا۔ لیکن اپنے ہی لوگون مین دغا پھیل گئی خاقان تاتاری اپنے لشکر کے ساتھ واپس گیا۔ یزدجرد کے ساتھیون نے اس پریشانی مین تنگ آکر اُسکو مسلمانون مین پکڑوا دینا چاہا۔ اُسوقت یہ مرو مین تھا کہ دریاے جیحون کے کنارے پر واقع ہے۔ اسلیے اسکو مرو الرود بھی کہتے ہین۔ اور یہ اُس مرو سے ممتاز کرنے کے واسطے ہے کہ خراسان مین واقع ہے۔ جب اُسکو اس دغا کا حال معلوم ہوا اُسنے ایک رات اپنے غلام کو حکم دیا کہ بذریعۂ کھڑکی کے اُسکو اُتار دے۔ اور وہ پیادہ پا اکیلا رات کو چلا۔ جب صبح ہوئی تو اُسنے ایک پن چکی والے کے پاس اپنے کو پایا۔ جو دریا کے کنارے تھا۔ اور پن چکی والے کو انگوٹھی اور گلو بند دیے۔ کہ دریا کے پار اُتار دے۔ اُس پن چکی والے نے کہ اُن زیورات کی قدر نہ جانتا تھا چار درہم مانگے۔ ہرگاہ یہ لوگ اس بحث مین تھے کہ ایک گروہ سوارون کا یزدجرد کی تلاش مین آپڑا اور اُسکو اپنی تلوار سے ہلاک کیا۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ وہ

اپنی پوشاک کے بوجھ سے تھک گیا تھا۔ اور اُسنے پناہ پن چکی والے کے گھر مین لی۔ جسنے اُسکے واسطے چٹائی بچھادی۔ اور اُسپر سورہا۔ اُسکے سونے کے کمربند جسپر جواہرات جڑے تھے۔ اُسکی انگوٹھی اور گلوبند کے لالچ سے پن چکی والے نے سوتے مین مارڈالا۔ اور اُسکے بدن کو ننگا کرکے پانی مین ڈالدیا۔

صبح کے وقت جب سوار تعاقب مین پہونچے۔ اُسکے کمربند وغیرہ سے پہچانا۔ کہ پن چکی والے نے مارڈالا۔ اُنھون نے اُس پن چکی والے کو قتل کیا۔

یہ عجیب پُردرد واقعہ ۲۳۔ اگست ۶۵۱ء مین واقع ہوا مطابق ۳۱ ہجری کے یزدجرد اپنی چونتیس برس کی عمر مین تھا اور نو برس قبل جنگ نہاوند کے سلطنت کرچکا تھا۔ اور دس برس تک مفرور ہی رہا۔ بعد مرنے یزدجرد کے کل سلطنت مسلمانون کی ہوگئی۔ حضرت عبدالرحمن رضؓ بن عوف کہ اصحاب عشرہ مبشرہ سے تھے بچاسی برس کی عمر مین انتقال فرمایا ۳۲ ہجری مین۔ اور بہت مال چھوڑا اور بہت اولاد تھی۔

فصل دوسری

بعض فریق حضرت عثمانؓ پر اس امر کا الزام دیتے ہین کہ آپ رضؓ مقرر کرنے مین اپنے ماتحتون کے منصف نہ تھے۔ اور اپنے قرابتدارون کے جانب دار تھے بمقابلہ عامہ خلائق کے۔ اسی وجہ سے ایک بہت بڑی غلطی یہ ہوئی کہ آپ رضؓ نے عمرو عاص کو حکومت مصر سے برطرف کرکے اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد کو انکی جگہ پر مقرر کیا۔ یہ وہی عبداللہ بن سعد ہین کہ حضرت صلعم کے کاتب وحی تھے اور عکس وحی پڑھنے سے یہ سمجھے کہ جو ہم کہتے ہین وہی محمد صلعم بھی مانتے ہین۔ شاید جی سے بنا کر کہتے ہین۔ اس سبب سے مرتد ہوگئے۔ اور مابعد مین حضرت عثمانؓ کی سفارش سے اُنکا قصور معاف ہوا۔ اور پھر مسلمان ہوئے۔ اور

اسکے بعد اسلام کے امورات کو دلی خواہش کے ساتھ بجالائے۔
یہ نہایت شجاع اور عمدہ سواروں مین عرب کے تھے لیکن ملک کی حکومت کا کام اچھی طرح سنہین جانتے تھے۔ اور موافق حالات موجودہ کے وہ ناتجربہ کار تھے۔ بمقابلہ عمرو عاص کے کہ جنگجو اور آئین دان دونون تھے۔ اور اہل مصر کے دلون مین اُنکا اعزاز تھا۔ عمرو عاص کی برخاستگی کا غم سب اہل مصر کو تھا۔ اور اسی سبب سے نئے حاکم سے گویا باغی ہوگئے۔ قیصر قسطنطین نے کہ اپنے باپ ہرقل کی جگہہ پر جانشین ہوا تھا اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیا۔ جہاز مع لشکر ایک افسر کے تحت مین جسکا نام ملینو یل تھا اسکندریہ کو روانہ کیا۔ شہر کے یونانی باشندے خفیہ جا ملے اور یہ شہر کچھ فریب سے اور کچھ تلوار کے زور سے تھوڑی خونریزی کے بعد اُنکے قبضے مین آگیا۔
حضرت عثمانؓ اپنی غلطی سے آگاہ ہوئے۔ اور عمرو عاص کو پھر اُس حکومت پر مقرر کیا۔ یہ لائق سردار فوراً ہی مصر کو روانہ ہوئے۔ اور لشکر کے زمرے مین بہت قبطی تھے اور مقوقس خود بھی تھا۔ اور اُسی کے باعث سے اہل شہر مین دسترس پایا اور رسد کا سامان خوب مہیا ہوا۔
یونانیون نے دلیرانہ مقابلہ کیا۔ عمرو عاص کا چونکہ اس شہر پر تیسرا محاصرہ تھا اُنھون نے قسم کھایا کہ اس تیسری مرتبہ اگر اُسپر کامیاب ہوئے تو اُسکو ایسا کرینگے کہ اُسمین آنا جانا آسان ہوجائے۔
آپ رضؓ نے اپنی بات قائم رکھی۔ جب آپ کے قبضے مین آگیا آپ نے اُسکا شہر پناہ اور قلعہ گروا دیا۔ آپ اہل شہر پر مترحم رہے اور لشکر کو خونریزی سے باز رکھا۔ اور اُسی جگہہ جہان خونریزی موقوف کرائی ایک مسجد بنائی۔ اور اُسکا نام مسجد رحمت رکھا۔

مینویل یونانی افسر اپنے لقبیہ لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ کو روانہ ہوا۔ جیسے ہی عمرو عاص نے کل بغاوت کو رفع کیا۔ اور اسلام کی مصر کی حکومت مین استحکام کیا۔ کہ حضرت عثمانؓ نے پھر آپ کو برطرف کیا۔ اور پھر عبداللہ بن سعد کو انکی جگہ دوبارہ مقرر کیا۔

عبداللہ کو اسکندریہ کے نکل جانے کا نہایت صدمہ ہوا کیونکہ اُنکی نالیاقتی پر محمول کیا جاتا تھا۔ اُنکو عمرو عاص کی شہرت اور ہر دلعزیز ہونے کی خواستگاری تھی۔ اور اسلیے چاہتے تھے کہ کوئی ویساہی کارنمایان کرین۔ شمالی افریقیہ اس کام کے لیے ٹھہرائی گئی۔ یعنے وہ ملک مغرب جو لیبیا کے ریگستان یا بارقہ سے راس نن تک پھیلا ہوا ہی کہ طوالت مین سمندر کے کنارے کنارے دو ہزار میل سے زیادہ ہی۔ جسمین سابق کے ممالک مماریکا۔ وسرنیشیا و کارتھیج ونومیڈیہ وموریٹانیہ شامل تھے۔ اور حال کے جغرافیہ کے موافق انھین ملکون کو بارقہ وطرابلس (ٹریپولی) وتیونس والجیریس وموراکو کہتے ہین۔ یہان پر اُن ملکون کا حال جو سابق مین گذرا ذکر کرنا بے موقع نہوگا۔ اصلی باشندے ان ملکون کے اقلیم ایشیا سے آئے تھے اور ایسا کہا جاتا ہی کہ اہل عرب کے گروہ نے اُنکو سمندر کے کنارے سے پہاڑون مین اور اندرونی ریگستانون مین نکالا۔ اور خود بحر روم کے کنارے گھوما کرتے تھے۔ نوسو برس قبل پیدائش حضرت عیسیٰ کے شہر طائر کی قوم فونیشین نے (ایک قدیم قوم ہی کہ بیت المقدس کے لب سمندر آباد تھی) انکے کنارون پر نوآبادیان بسائین جنمین ملک کارتھیج (تونس) ممتاز تھا۔ رفتہ رفتہ اس کارتھیج نے اپنے اقتدار کو افریقیہ کے کنارے پر اور اپنے مقابل کے کنارے پر ملک اسپانیہ مین جسکا ایک حصہ اندلس کہلاتا ہی پھیلایا۔ یہان تک کہ وہ رومۃ الکبریٰ کا (کہ ملک اطالیہ کا دارالسلطنت ہی)

رشک افزا ہوا۔ اسی شہر روم سے رومیون کی جمہوری سلطنت اول ہوئی۔
اور قریب زمانہ پیدائش حضرت عیسیٰ کے وہان سلطنت قیصریہ شخصی قائم ہوئی
اور مابعد مین دو حصون مین تقسیم پاکر رومۃ مغرب و رومۃ مشرق کہلانے لگی
اور رومۃ مشرق کا دار السلطنت قسطنطنیہ قرار پایا۔

جو لڑائیان درمیان کارتھیج اور روم کی جمہوری سلطنتون کے ہوئین
انکا لکھنا یہان کچھ ضرور نہین۔ رومیون کا سپہ سالار سیپیو تھا اور کارتھیج کا
ہینبل تھا۔ آخرش بربادی سے کارتھیج کی وہ جمہوری سلطنت ختم ہوئی۔
اور رومۃ کبریٰ شمالی افریقیہ پر حاوی ہوگیا۔ رومیون کی سلطنت ان ملکون مین
چار سو برس رہی۔ یہان تک کہ ایک رومی سردار نے جسکا نام بونیفیس تھا
اسپانیہ کی قوم ونڈال سے خانہ جنگی مین مدد لی۔ اور اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ قوم
ونڈال اس ملک پر قابض ہوگئی جنسرک قوم ونڈال کے ایک سردار نے
کارتھیج کو لوٹا۔ اور تمامی شمالی افریقیہ پر قابض ہوکر جہازی تیاری کی اور ملک
اطالیہ پر حملہ کرکے روم کو لوٹا۔ اس قوم کا یہ زور شور پچاس برس تک رہا۔
۵۳۳ء و ۵۳۴ء مین بلیساریس شمالی افریقیہ کو تحت مین سلطنت روم کے
پھر در لایا۔ اور قوم ونڈال کو نکالدیا۔ اسکے بعد شمالی افریقیہ کے باشندون نے
جنکو مُور کہتے تھے اکثر بغاوت کی لیکن رومیون نے اُسکو دفع کی اور رومی
سلطنت پھر قائم ہوگئی۔

ان سب انقلاب کا اثر شمالی افریقیہ پر بہت سخت ہوا۔ قوم ونڈال
بالکل نابود ہوگئی۔ اور خاندان مُور ختم ہوگئی۔ اور مالدارون نے جلاوطن
ہوکر جزیرۂ صقالیہ (سسلی) جسکو صقلاب بھی کہتے ہین اور قسطنطنیہ مین جگہ کی
اور برسون تک یہ ایسا ویران رہا کہ اگر کوئی سیاح جاتا تو کسی شخص سے ملاقات نہوتی

اگرچہ کسی زمانے مین شہرون اور قصبون اور آدمیون سے معمور تھا۔ ایک سو برس تک ان ملکون سے کسی کو تعلق نہ رہا۔ یہان تک کہ اہل اسلام کا حملہ وہان ہوا۔

فوراً ہی بعد تقرر عبداللہ ابن سعد کے حکومت مصر پر وہ چالیس ہزار آدمیون سے اس ملک پر حملہ آور ہوئے۔ بعد طے کرنے مغربی سرحد مصر کے عبداللہ نے لیبیا کے ریگستان کو قطع کیا۔ اگرچہ اُنکے لشکر مین اونٹ وغیرہ جو ریگستان کے لیے درکار ہے مہیا تھے۔ تاہم بڑی محنت کے بعد طرابلس کی دیوار کے نیچے آپہونچے کہ بربرہ (مغرب) کے ملکون سے ایک مستحکم ملک اُسوقت بھی تھا۔ یہ بڑی مستحکم جگہ تھی اور خوب مقابلہ رہا۔ ایک یونانی لشکر مدد کے واسطے آیا اور تعجب کے ساتھ سمندر کے کنارے پر انتشار مین ڈالا گیا۔ اور بڑی خونریزی ہوئی۔

ایک رومی افسر جسکا نام گریگوریس (جرجیس) تھا ایک لاکھ بیس ہزار آدمی سے جسمین اکثر بیقاعدہ وان تھے۔ مقابلہ کو اس ملک مین آیا۔ اُسکی بیٹی توم امیزون کی کہ نہایت جمیلہ تھی اُسکے ساتھ تھی۔ اور فن سپہگری بھی خوب جانتی تھی۔ اور ہمیشہ اپنے باپ کے بغلگیر رہتی تھی۔

اس لشکر کے قریب آنے کی خبر سنکر عبداللہ نے محاصرہ ملتوی رکھا۔ اور اُسکے مقابلہ کو گئے۔ کسی قدر صلح کی گفتگو درمیان مین فریقین کے سردارون کے پیش ہوئی۔ عبداللہ نے دونون شرط پیش کیے ایمان لانا یا جزیہ دینا۔

دونون سے انکار کیا گیا۔ شہر طرابلس کے زیر دیوار لڑائی شروع ہوئی۔ عبداللہ نے بسبب اسکے کہ اُنکی نیکنامی اور بدنامی کا مدار اسی لڑائی کے فیصلہ پر تھا۔ اپنے قول اور فعل کی تمثیل سے لشکر کو ہمت دلائی۔ جس طرف وہ مخاطب ہوئے کامیابی اُدھر رجوع ہوئی۔ اور علی ہذا گریگوریس بھی مایوسی کے ساتھ لڑا۔

کہ اُسکے ملک کی قسمت کا مدار اسی پر تھا۔ اور جہان جہان وہ گیا اُسکی بیٹی ساتھ رہی۔ اور اُسنے بڑی بہادری دکھائی۔ لڑائی طویل اور بےنتیجہ تھی۔ اور صبح سے دوپہر تک کئی مہینے متواتر رہی۔ بسبب دوپہر کی دھوپ کے لوگ اپنے اپنے خیمہ کو واپس آتے گئے سردار گریگوریس اپنے لشکر کی تعداد سے بہت کم تعداد پر کامیاب نہونے سے سخت حیرت مین اور پریشان تھا۔ چونکہ سمجھا تھا کہ مسلمانون کی چھوٹی تعداد کو ربوچ لین گے۔ اُسنے دریافت کرکے کہ عبد اللہ اس لشکر کی روح تھی اشتہار دیا۔ کہ جو شخص اُنکا سر لاوے اُسکو ایک ہزار اشرفی انعام دینگے۔ اور اپنی جمیلہ لڑکی سے اُسکی شادی کر دینگے۔ اس اشتہار کی خبر سُنکر عبد اللہ کے ماتحت افسرون کو تردد ہوا۔ اور اُنسے کہا کہ وقت جنگ کے میدان جنگ مین نہ جائیے۔ لیکن اُنکی غیر حاضری کا اثر لشکر پر پڑا اور لشکر کی ویسی ہمت نرہی۔

انھین لڑائیون کے درمیان مین ایک عرب قوم قریش کے جنکا نام حضرت زبیرؓ تھا کسی قدر امدادی لشکر کے ساتھ عین لڑائی کے وقت پہونچے۔ اُنھون نے دیکھا کہ لشکر بیدلی سے لڑتا ہی اور سالار لشکر کو جب تلاش کیا نہ پایا۔ یہ سُنکر کہ عبد اللہ اپنے خیمہ گاہ مین ہین۔ حضرت زبیرؓ اُنکی طرف دوڑے اور اُنکو سخت ملامت کی۔ عبد اللہ شرمندہ ہوئے اور اپنی غیر حاضری کی وجہ بیان کی۔ زبیرؓ نے کہا کہ تم بھی اشتہار دو کہ جو شخص گریگوریس کا سر لاوے اُسکو ایک ہزار اشرفی انعام اور اُسکی بیٹی اُسکے نکاح مین دیجائیگی۔ یہ مشورہ قبول کیا گیا۔ اور اسکے ساتھ ایک چال بھی کی گئی۔

دوسری صبح کو عبد اللہ نے کچھ آدمی صرف دشمن کا حملہ اُٹھانے کو اور روکنے کو بھیجا۔ لیکن جب دوپہر ہوگئی۔ اور فریقین اپنے اپنے خیمہ کو واپس آئے۔ عبد اللہ اور حضرت زبیرؓ بقیہ لشکر کے ساتھ عین دوپہر مین دشمن پر سخت حملہ آور ہوئے

حضرت زبیرؓ نے سردار گریگوریس کو تنہا لڑائی مین مخاطب کیا۔ اور بعد سخت لڑائی کے اُسکو مارڈالا۔ اُسکی بیٹی بدلا لینے کو دوڑی۔ لیکن گرفتار ہوگئی یونانیون کے لشکر کو پوری شکست ہوئی۔ اور صیفتولہ کے قصبہ مین بھاگ گئے جسکو مابعد مین مسلمانون نے قبضہ کرلیا۔ اور غارت کرڈالا۔

لڑائی ختم ہوئی اور گریگوریس مردہ پایا گیا۔ لیکن کوئی شخص انعام کا دعویدار کھڑا نہ ہوا۔ اُسکی بیٹی زبیرؓ کو دیکھکر پھوٹ کر رو دی۔ اسپر جب لوگون نے سبب دریافت کیا تو اُسنے کہا کہ اسی شخص نے میرے باپ کو مارا حضرت زبیرؓ نے اُس لڑکی کو اور اشرفی کے لینے سے انکار کیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہم نے اللہ اور اسلام کے واسطے یہ لڑائی کی۔ دنیاوی انعام کے واسطے نہین کی۔ اور اسکی جزا ہمکو بہشت مین ملیگی۔ اس کامیابی کے صلہ مین آپؓ مثل ایلچی کے اس کامیابی کی خبر لیکر خلیفۂ وقت کے پاس بھیجے گئے۔ لیکن جب آپ نے اس کامیابی کی خبر مدینہ کی مسجد مین سُنائی آپؓ نے اپنی کارگزاری کا احوال کسی سے ذکر نہین کیا اس اخفا کے باعث جب لوگون کو آپؓ کی کارگزاری کا احوال معلوم ہوا۔ لوگون کے دلون مین آپ کے اعزاز نے گھر کیا۔ اور آپؓ کا نام خالد بن الولیدؓ و عمرو عاص کے بعد حامی اسلام مین شمار کیا گیا عبداللہ نے بسبب اپنے لشکر کی تعداد گھٹ جانے کے اُس ملک پر قابض رہنا نامناسب سمجھا۔ اور پندرہ مہینے کی بیکار لڑائی کے بعد ملک مصر مین اسباب غنیمت کے ساتھ مع قیدیون کے واپس آئے۔

انھون نے مابعد مین کچھ لشکر ناسوا (واپر ایجپٹ) مین خلیفہ وقت کے حکم سے فراہم کی اور کئی کامیاب حملے سودان پر کیے جسکے ذریعہ سے بہت حبشی غلام مصر مین بھیجے۔

فصل تیسری

اسلام کے ممتاز حاکمون مین جنکی حکومت مدینہ سے فاصلہ پر تھی امیر معاویہ بن ابی سفیان تھے جیسا کہ اُنکے نام سے ظاہر ہے۔ وہ ابی سفیان کے بیٹے تھے جو ابتدا مین حضرت صلعم کے جانی دشمن تھے اور آخر مین اصحاب مین شمار کیے گئے۔ اپنے باپ کے مرنے پر وہ بنی اُمیہ کے سردار مقرر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے چار برس قبل اپنی وفات کے اُنکو شام کا امیر مقرر کیا تھا اور وہ اسی عہدے پر حضرت عثمانؓ کی خلافت مین برابر بحال رہے۔ آپ اُس وقت تیس اور چالیس برس کی عمر کے درمیان مین تھے۔ آپ دلیر اور تیز فہم اور عالی خیال اور بلند حوصلہ تھے۔ قدیم بندرگاہ اور سمندر کا کنارہ انکے علاقہ مین ہونے سے انکا حوصلہ ہوا۔ کہ بری اور بحری ذریعون سے ملک کو وسعت دین حضرت عمرؓ کے وقت مین بھی انھون نے استدعا کی تھی کہ بحری ذریعہ سے حملہ آوری کی اجازت ملے لیکن حضرت عمرؓ نے انکار کیا تھا کہ ملک کی وسعت بہت بڑھ گئی تھی۔ اور بلا استحکام اسکے آگے بڑھنا پرخطر تھا حضرت عثمانؓ کی خلافت مین اپنی استدعا مین کامیاب ہوئے۔ اور ۲۸ہجری مین جہازی تیاریان ہوئین اور بحر تارشش (بحر فونشین) سے بیڑہ جہازون کا روانہ ہوا۔ اسی نام سے یہ مشرقی حصہ بحر روم کا (مڈیٹرینین) اُسوقت پکارا جاتا تھا۔

انکا پہلا حملہ جزیرۂ قبرس پر ہوا جو قیصر قسطنطنیہ کی موافقت مین تھا۔ عیسائی قلعہ کی فوج ضعیف تھی۔ اسلیے جزیرے کے باشندون نے فوراً ہی اطاعت قبول کر لی۔ اور جزیہ دینا قبول کیا۔ انکا دوسرا حملہ جزیرۂ ارادوس پر ہوا۔ یہان اُنکا لشکر اُترا اور قلعہ کا محاصرہ شروع کیا۔ اور انجن وغیرہ قلعہ شکن چیز استعمال مین لائی گئی۔ شہر کے باشندون نے سخت مقابلہ کیا۔ اور

حملہ آورون کو جزیرہ سے نکال دیا جب دوبارہ زیادہ لشکر کے ساتھ حملہ ہوا۔ وہ سب مطیع ہوئے۔ اکثر باشندے نکالدیے گئے۔ اور اُنکا قلعہ توڑ دیا گیا۔

انکی بڑی کامیابی اُس بیڑہ جہازات کے ساتھ تھی جسپر قیصر خود بحر فونشین کے کنارے پھر رہا تھا۔ اس لڑائی کو اہل عرب مستول کی لڑائی کہتے ہین۔ عیسائی صلیب لیے بھجن گاتے تھے۔ اور مسلمان اسلام کے جھنڈون کے ساتھ اللہ اکبر پکارتے تھے۔ لڑائی سخت تھی اور قیصر کے جہازات کے بیڑے کو منتشر کر دیا۔ اور قیصر ملاحی ہنر مندی سے محفوظ رہا۔

امیر معاویہ اب کامیابی کے ساتھ جزیرہ کنڈیہ (خندقہ) او مالطہ مین اُترے۔ جزیرہ رودس پر قبضہ کیا۔ اور اُسکی مشہور تانبے کی مورت کو توڑ ڈالا اور اُسکے ٹکڑے اسکندریہ کو بھیجے گئے۔ جہان وہ سب ایک یہودی تاجر کے ہاتھ کہ ادسّہ کا رہنے والا تھا بکے۔ ایک دوسری لڑائی عیسائی جہازات کے بیڑے سے خلیج فنک مین کیسٹیل رولو سے ہوئی۔ جسمین فریقین کو کامیابی کا دعویٰ تھا۔ یہ اپنی بحری کامیابی کو ایشیاے کوچک کے کنارے کنارے بلکہ خاص بندر قسطنطینیہ تک لے گئے۔ اس نئی قسم کی کامیابیون سے کہ اہل عرب مین نئی تھی امیر معاویہ کی شہرت بہت ہوئی۔ اور اہل شام کے لوگون مین وہ ایسے عزیز ہوئے کہ اُنکے آئندہ کے بڑے اقتدار کا باعث ہوا۔

انگریزی مؤرخ کی راے ہے کہ یہ کیسی تعجب کی بات ہے کہ ایک جاہل قوم جسکا ذکر کسی تواریخ مین اب تک نہ تھا کتنا جلد دُنیا کے تواریخی اور شاعرانہ قدیم ملکون پر قبضہ کر لیا۔ اور قدیم مذہبی بندرگاہون سے طائر اور سائدون کے جہاز پر سوار ہوکر جزیرون کو فتح کر کے اپنے کو مشہور اور اہل یورپ کا فسانہ بنایا۔

ان فتوحات کے درمیان مین حضرت عثمانؓ کے ساتھ نیا واقعہ پیش آیا۔

اُنکے ہاتھ سے مہر نبوت ایک چشمہ مین گرگئی جسمین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا اور جو بعد وفات حضرت صلعم کے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو اپنے اپنے زمانۂ خلافت مین پہونچی تھی - اسلیے وہ حکومت کی مہر سمجھی جاتی تھی - یہ چشمہ بہت تلاش کیا گیا لیکن وہ انگوٹھی نہ ملی -

اسی درمیان مین حضرت عثمانؓ نے مختلف اصحاب اور سردارون کو فراہم کیا - اور حکم دیا کہ جو قرآن حضرت حفصہؓ کے قرآن سے نہ ملے اُسکو شکست کردیا جاے - چنانچہ سات جلدین قرآن کی نقل کی گئین اور چھ جلدین مکہ - یمن - کوفہ - شام - بحرین - بصرہ کو روانہ کی گئین - اور ایک جلد مدینہ مین رکھی گئی اور سب جلدین جو مخالف تھین آگ لگادی گئین - اسی باعث سے آپؓ کو جامع القرآن کہتے ہین - اُسوقت سے آجتک قرآن مین فرق نہ آیا - علاوہ اس متبرک کام کے حضرت عثمانؓ نے کعبہ کے گرد دیوار بنائی جسکو حطیم کہتے ہین - اور مدینہ کی مسجد کو وسعت دی -

بلالحاظ ان سب امورات کے خلیفۂ وقت کے خلاف مین سازشین ہونے لگین - آپ صاف دل - دلیر اور نیک طینت تھے - لیکن اہل قرابت کے طرفدار تھے - اور اپنے سبوق کے مثل تیز فہم نہ تھے - اور دھوکھے مین جلد آجاتے تھے -

اب آپ کی شکایت ہونے لگی - اور روزانہ بڑھتی گئی - اور آپؓ کے چال چلن پر عام خلائق سخت نگران ہوئی - اور جو خفیف الزام تھے اُنکو بھاری جرم کی صورت مین ظاہر کیا -

لوگون نے اسکو بھی جرم ٹھہرایا کہ جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے آپؓ نے منبر کے اعلےٰ زینہ پر جسپر رسول اللہ صلعم کھڑے ہوتے تھے - چھوڑ دیا - اور دوسرے زینہ پر کھڑے ہونے لگے - اور حضرت عمرؓ نے تیسرے زینہ کو اختیار کیا - لیکن جب عثمانؓ خلیفہ ہوئے - آپؓ نے اعلے زینہ پر جسپر رسول اللہ صلعم کھڑے ہوتے تھے

قدم رکھا۔ اسکو عوام عرب نے بے ادبی ٹھہرائی۔ اس سے بھی زیادہ یہ الزام دیا گیا
کہ آپ رضؓ نے سرداروں کو مثل عمرو عاص کے بیوجہ معزول کیا۔ اور اُنکی جگہ پر عبد اللہ
بن سعد کو کہ آپ رضؓ کے بھائی تھے مقرر کیا۔ جنکو حضرت صلعم نے ایک وقت مردود کیا
تھا۔ اور تیسرا الزام یہ تھا کہ آپ رضؓ نے بہت روپیہ بیت المال کا بیکار صرف کیا۔
ایک لاکھ روپیہ ایک رکابیہ مذہب کو دیا۔ اور چار لاکھ دوسرے کو اور اپنے کاتب
مروان بن الحکم کو پانچ لاکھ روپیہ سے زیادہ دیا۔ اور یہ شخص بہ سبب ذہن و ذکاوت
فراست ظاہری کے اُسوقت اسلام کی حکومت پر سخت حاوی تھا۔ اور حضرت
عثمان رضؓ اسکو بہت مانتے تھے۔ حضرت عثمان رضؓ کو اس الزام پر کہ آپ رضؓ کی سخاوت کو
لوگون نے اسراف پر محمول کیا سخت غصہ آیا۔ آپ رضؓ نے منبر پر چڑھکر فرمایا کہ بیت المال کا
روپیہ اللہ کا ہے۔ اور خلیفہ وقت اُسکو خرچ کرنے کا مستحق ہے۔ اور جو شخص جھوٹ بُہتان
کرے اُسپر اللہ کا قہر ہو۔

اسپر حضرت عمار یاسر کہ اسلام کے پہلے ایمان لانے والون مین سے تھے۔ اور
حضرت صلعم نے اُنکے بارے مین فرمایا تھا۔ کہ یہ شخص سر سے پاؤن تک ایمان سے معمور
ہے۔ اور ہمیشہ حق کا جانب دار ہوگا۔ اُٹھے اور حضرت عثمان رضؓ کی باتون پر اعتراض کیا
اسپر حضرت عثمان رضؓ کے اقران نے اُنکو اسقدر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئے۔

اس بے اعتنائی کی خبر سے کہ حضرت صلعم کے ایسے معزز صحابہ کے ساتھ ایسا واقعہ
ہوا۔ دن بدن ناراضی بڑھتی گئی۔ یہان تک کہ بغاوت کی صورت ہوگئی۔ اس بغاوت
کا سرگروہ ایک منافق یہودی تھا جسکا نام ابن کعبہ تھا۔ اس شخص نے ایک سفر یمین سے
حضرموت تک اور وہان سے بصرہ و کوفہ و شام و مصر تک کیا۔ اور خلیفۂ وقت
اور اُنکے امیرون کی نعیناقی کی شکایت کی۔ اور بیان کیا کہ خلافت اصل مین حضرت
علی رضؓ کی تھی اُسکو حضرت عثمان رضؓ نے غصب کیا۔ اور سازشی خطوط بھی لکھے۔ کہ

آپس مین نااتفاقی پھیلے - اور حاجیون کا احرام بہنکر حج کے لیے مکہ مین آیا - اس سازش مین وہ یہود کامیاب ہوا - اور ڈیڑھ سو آدمی بصرہ سے اور دوسو آدمی کوفہ سے مالک اشتر کے ساتھ اور چھ سو آدمی مصر سے محمد بن ابوبکر کے ساتھ علاوہ بہت سے خارجیون کے گروہ گروہ ہوکر آئے - یہ لوگ مثل لشکر کے مدینہ سے کئی کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے - اور خلیفہ وقت کے پاس التجا ایلچی کے ذریعہ سے پیش کی - کہ انکی التجا قبول کرین - یا خلافت سے باز آوین -

حضرت عثمان رض نے حضرت علی رض کی درمیانگی چاہی - آپ رض نے راے دی کہ ہم اس شرط پر درمیانگی قبول کرتے ہین کہ آپ رض منبر پر کھڑے ہوکر اپنی غلطیون کی اصلاح کرین - چنانچہ آپ رض منبر پر کھڑے ہوئے اور رو کر فرمایا کہ اے اللہ مین تیری عفو چاہتا ہون - اور تیری طرف رجوع لاتا ہون - تمام جماعت پر اسکا اثر ہوا - اور خلیفہ وقت کے ساتھ رو دیے - اور دھیمے ہوگئے -

اس درمیان مین پُر فریب اور دغاباز مروان بن الحکم غیر حاضر تھا - جب آیا خلیفہ وقت نے اس فعل پر سخت ملامت کی - اور انکو بزدل کہا - اور انکی اجازت سے اُسنے جماعت کو ایسی باتین سنائین کہ وہ دوگونہ برانگیختہ ہوگئی - اسپر حضرت علی کو ملال ہوا اور آپ رض نے زیادہ دست اندازی سے انکار کیا - آپ رض کی بی بی نائلہ نے کہ مروان کی باتین سن رہی تھین حضرت عثمان رض کو بہت سمجھایا - کہ مروان کی باتون سے درگذر کر حضرت علی رض کی درمیانگی اختیار کیجیے - اسپر حضرت علی رض باغیون کے درمیان مین گئے - اور انکو سمجھایا - کسی کو کچھ دیکر اور کسی کو از روے تحریر کے راضی کیا - یہان تک آپ سب راضی ہوگئے سواے اہل مصر کے جنھون نے خلیفہ وقت کے بھائی عبد اللہ کی شکایت کی - کہ انھون نے ہم پر بہت ظلم کیا ہے - اور ہمارے خون کو افریقہ کی لڑائی مین بیکار ضائع کیا ہے - صرف اپنی نام آوری کے واسطے ایسا کیا تھا اور

اُسپر قبضہ نہ رکھا۔ اس الزام کے رفع کرنے کے واسطے حضرت عثمانؓ نے اُنکو معطل کیا۔ اور باغیون کو حاکم نامزد کرنے کا اختیار دیا۔ اُنھون نے محمد بن ابی بکر کو نامزد کیا۔ باغیون نے اپنا خیمہ اُٹھایا۔ اور محمد بن ابی بکر اپنے عہدے پر چلے۔ اور حضرت عثمانؓ نے بھی سمجھا کہ بغاوت رفع ہو گئی۔

تین روز کی راہ محمد بن ابی بکر نے اپنے ساتھیون کے ساتھ طے کی۔ کہ ایک غلام حبشی اُنکو ملا۔ اُنھون نے پوچھا کہ تم اسقدر تیز کہان جاتے ہو۔ اُسنے کہا کہ ہم مروان کے غلام ہین۔ اور خلیفہ وقت کا خط حاکم مصر کے نام لیے جاتے ہین۔ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ ہم امیر مصر ہین۔ اُسنے کہا کہ ہماری مراد امیر عبداللہ سے ہے۔ اُس سے خط طلب کیا گیا۔ اُسنے چھپایا۔ آخرش اُسکی تلاشی لی گئی۔ اور وہ خط پیالہ مین ملا۔ اُس مین لکھا تھا کہ محمد بن ابی بکر کو حکومت نہ دینا اور اُنکو سازش کرکے مروا ڈالنا۔ یا قید کر لینا۔ اور اُنکی سند ضائع کر دینا۔ اور یہ خط خلیفہ وقت کی طرف سے لکھا ہوا تھا۔ محمد بن ابی بکر غضبناک مدینہ کو واپس آئے اور اُس پُرفریب خط کو حضرت علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ کو دکھلایا۔ اور وہ خلیفہؓ وقت کے پاس آئے آپؓ نے اُس خط کے علم سے انکار کیا۔ تب اُنھون نے کہا کہ مروان کا یہ فریب ہوگا اُسکو طلب کیجیے۔ اسپر آپؓ نے فرمایا کہ یہ مروان کا فعل ہرگز نہین۔ ہمارے کسی دشمن نے یہ جعل کیا ہے۔ تمام مدینہ مین ہنگامہ ہوا۔ اور سبھون نے کہا کہ اگر یہ بدعہدی خلیفہ وقت کی جانب سے ہے۔ اُنکو خلافت سے کنارہ کشی چاہیے۔ اور اگر مروان کی جانب سے ہے تو اُسکی سزا ہونی چاہیے۔ لیکن اسکا کچھ اثر نہ ہوا۔

باغی محمد بن ابی بکر کے ساتھ پھر آ گئے تھے اور خلیفہؓ وقت کا گھر محاصرہ کیا گیا۔ اور دو شرطین پیش کی گئین۔ خواہ خلع خلافت کیجیے۔ یا مروان کو دیجیے۔ آپؓ نے دونون سے انکار کیا۔ آپؓ نے اپنے کو خانہ نشین کیا

آپؓ پر پانی بند کیا گیا۔ اگر آپ برآمدہ میں آتے تو آپ پر پتھر پھینکے جاتے۔ حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ نے باغیون کو نرم کرنا چاہا لیکن اُنھون نے نہ سُنا۔ سعد بن العاص نے خلیفۂ وقت کو مشورہ دیا کہ آپ حج کے لیے مکہ جائیے۔ کہ احرام کی تقدیس کے باعث باغی قریب نہ آوینگے۔ آپ نے فرمایا کہ جب وہ میری زندگی کے خواہان ہین۔ احرام کا اعزاز نہ کرینگے۔

حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ نے اس خطرناک حالت کو دیکھ کر اپنے بیٹون امام حسنؑ اور عبداللہؓ ابن زبیر اور محمدؓ بن طلحہ کو گھر کی حفاظت کے واسطے بھیجا وہ دروازے پر رہے اور باغیون کو ہٹاتے تھے۔ لیکن اُنکے غصّے کی انتہا نہ تھی اُنھون نے مکان پر سنگ باری کی یہان تک کہ حضرت امام حسنؑ زخمی ہوئے۔ اور باغی گھس پڑے۔ محمد بن ابی بکرؓ اور عمار یاسرؓ سب کے آگے تھے۔ اُنھون نے دیکھا کہ آپ مسند پر بیٹھے تھے۔ اور آپؓ کی داڑھی آپ کے سینہ مبارک پر ہل رہی تھی۔ اور قرآن کھلا ہوا آپؓ کے سامنے تھا۔ اور آپکی بی بی نائلہ آپ کے پاس تین باغیون مین سے ایک نے آپ کے سر مبارک مین مارا اور دوسرے نے کئی تلوارین بدن پہ مارین۔ بعض کا بیان ہی کہ محمد بن ابی بکر نے بعد وفات کے آپؓ کے بدن پر نیزہ مارا۔ یہ بالکل غلط ہی صرف اسقدر صحیح ہی کہ ریش مبارک پکڑا تھا اور بے ادبی کیا چاہتے تھے کہ حضرت ابی بکرؓ کی صورت مثالی دیکھی کہ منع کرتے ہین اور پس پا ہوئے۔ آپ کی بی بی نائلہ آپ کی حفاظت مین زخمی ہوئین اور اُنکی جان صرف نمک حلالی سے ایک غلام کے بچی۔

جیسے ہی حضرت عائشہؓ نے یہ سُنا آپؓ نے انتقام کی صدا بلندکی۔ اور اس امر مین خاندان بنی اُمیہ کا ساتھ آپؓ نے دیا۔

حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے امام حسنؑ کو اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے بیٹون کو ملامت کی

کہ خلیفہ وقت کی حفاظت مین اپنی جان کیون نہ فدا کی۔ اسپر حضرت طلحہؓ نے کہا کہ اے ابو الحسنؓ اگر حضرت عثمانؓ مروان کو حوالہ کر دیتے تو یہ نوبت نہ آتی۔

اسمین شک نہین کہ خط لکھا ہوا مروان کا بلا علم حضرت عثمانؓ کے تھا۔ اور ایسا کہا جاتا ہی کہ اُسنے یہ سمجھکر لکھا تھا کہ اُس سے وہ نتیجہ پیدا ہوگا جو ہوا۔ مروان اس لغایت مین آخر مین باغیون کے ساتھ ہوگیا۔

حضرت عثمانؓ کی لاش تین روز تک کھلی پڑی رہی۔ تیسرے روز اُنھین کپڑون مین مثل شہدا کے دفن کیے گئے۔ آپؓ اپنی عمر کے بیاسئی برس مین شہید ہوئے۔ اور یہ واقعہ ۳۵ہ ہجری مین مطابق ۶۵۵ء کے ہوا۔ بلا لحاظ اُس خرچ زر کثیر کے کہ آپؓ نے اپنے قرابت مند کے ساتھ کیا۔ بہت مال آپؓ کے گھر مین ملا۔

حضرت عثمانؓ نے ۳۰ھ ہجری مین کچھ لوگون کو اپنے خرچ سے جہاز کے ذریعہ ہندوستان کی طرف بہ سرداری مغیرہ بن شعبہ روانہ کیا۔ اور وہ مالابار مین پہونچے یہ جگہ صوبہ دکن کے پورب طرف ہی۔ یہان کے شہرون مین سے ایک شہر کالیکٹ ہی جہان اُس زمانہ مین راجہ تھا جسکو زمورن کہتے تھے۔ اُسنے مسلمانون سے حضرت صلعم کے واقعات سُنے اور شق قمر کا بھی حال سُنا۔ اسپر اُنسے وقت اور تاریخ دریافت کی۔ کیونکہ اس واقعہ کو خود اُسنے اور اہل شہر نے دیکھا تھا۔ اور ٹھیک پایا۔ اہل شہر اور خود زمورن مسلمان ہوگیا۔

آپ کے نکاح مین آٹھ بیبیان در آئین۔ رقیہؓ۔ و ام کلثومؓ بنات رسول اللہ صلعم انسے کوئی اولاد نہ رہی۔ ناجیہؓ بنت مروان ام عمرو بنت جندب و فاطمہؓ بنت ولید و ام البنینؓ بنت عتبہ و رملہ بنت سعید و نائلہ بنت عبد العزیٰ۔ آپ کے گیارہ بیٹے تھے۔ عمرؓ و عبد اللہ اکبر و عبد اللہ اصغر و ابانؓ و خالدؓ و سعیدؓ و عتبہ و ولیدؓ و شعبہؓ و مغیرہؓ و عبد الملک۔ ۱۱ اور چھ لڑکیان تھین ۱۰ اور عمال آپکے

عبداللہ حضرمی مکہ مین اور قاسم بن ربیعہ طائف مین - اور معلی ابن اُمیہ مین یمن اور عبداللہ عامر بصرہ مین اور ابوموسیٰ اشعری کوفہ مین - اور امیر معاویہ بن ابی سفیان دمشق مین - اور عبدالرحمن بن خالد بن الولید حمص مین اور علقمہ بن الحکم فلسطین مین - اور اشعب بن قیس آذربائیجان مین اور صائب بن اقرع اصفہان مین اور بشیر بن اُمیہ ہمدان مین اور سعد بن قیس رے مین اور احنف خراسان مین اور مدینہ کے قاضی زیدؓ بن ثابت اور مکہ کے قاضی حضرت ابوہریرہؓ تھے - اور شام کے قاضی حضرت ابوذرؓ تھے - اور مروان کاتب تھا -

چھٹوان باب

فصل پہلی

جو وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت مین تردد ہو رہی تھی آئی تھی - وہی پھر پیش ہوئی - سب سے زیادہ سزاوار خلافت کے حضرت علیؓ تھے آپ اہل قریش کی عمدہ شاخ سے تھے - اور آپ مین تینون صفتین جنکی قدر اہل عرب کرتے ہین - موجود تھین - سخاوت - فصاحت - اور شجاعت - آپؓ اپنی دلیری کے باعث سے اسداللہ کہلاتے تھے - یہ لقب حضرت صلعم نے دیا تھا - آپ کی فصاحت آپ کے آثار اور اشعار سے کہ عربون مین ضرب المثل ہین ظاہر ہے - اور آپ کی سخاوت ہر جمعہ کو ظاہر ہوتی تھی - آپؓ مین ہر طرح کی بزرگی موجود تھی - آپ کا نفرت کرنا جھوٹ اور جھوٹی باتون سے - اور خودغرضی کی باتون سے ہمیشہ دور رہنا -

آپ کی خلافت کے بارے مین اہل کوفہ - اہل مصر اور اکثر اہل عرب کہ خاندان نبی کے خواستگار تھے - متفق ہوئے - لیکن حضرت عائشہ کو اختلاف تھا دوسرے شخص سزاوار خلافت حضرت زبیرؓ بن العوام سمجھے جاتے تھے -

یہ وہی ہین جنھون نے شمالی افریقیہ مین کامیابی حاصل کی تھی۔ اور اپنا نام ظاہر نہین کیا۔ اور نہ عورت قبول کی نہ روپیہ لیا۔ آپ رضؓ کی خلافت کے واسطے اہل بصرہ نے استدعا کی۔

تیسرے شخص خلافت کے لائق حضرت طلحہؓ تھے کہ حضرت عثمانؓ کے جنبے مین شریک تھے اور عشرہ مبشرہ سے تھے اور حضرت عائشہؓ اُنکی جانبدار تھین۔ چوتھے اُمیدوار امیر معاویہ تھے کہ ملک شام کے حاکم تھے۔ اور بہ سبب اپنی بحری اور بری کامیابی کے وہان ہر دلعزیز تھے۔ علاوہ اسکے اُنکے پاس بڑی دولت بھی تھی۔ اور قوی قوم بنی اُمیہ کے سردار تھے۔ لیکن بہ سبب فاصلہ پر ہونے کے اُنکے جانبداروں نے ہنگامہ کرنا شروع کیا۔ کہ جانشینی مین توقف ہو۔ یہان تک کہ وہ ملک شام سے آجاوین۔ آدمیون نے نا اتفاقی کے خیال سے خلیفہ نامزد کرنے کی جلدی کی۔ وہ لوگ کہ حضرت عثمانؓ کی شکایت لیکر آئے تھے۔ بیصبر ہوئے۔ بالبستان۔ الجزیرہ۔ تمام حصۂ فارس۔ مصر۔ اور تینون حصون عرب کے رہنے والے جمع تھے۔ اور حضرت علیؓ۔ طلحہؓ۔ اور زبیرؓ کو ڈرایا کہ اگر ۲۴ گھنٹے کے اندر کوئی خلیفہ نامزد نہوا تو آپ لوگون کو ہلاک کرینگے۔

اس خلفشار مین چند سرگرم مسلمان حضرت کے پاس گئے اور خلافت قبول کرنے کے واسطے عرض کیا۔ آپ راضی ہوئے۔ لیکن آپ رضؓ نے اُسوقت ہاتھ پکڑکر بیعت لینے سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ یہ فعل مسجد مین جلسۂ عام مین ہونا چاہیے۔ کہ کسی کو اعتراض کی جگہ نہ ہے۔ آپ رضؓ نے فرمایا کہ اگر ہمکو خلیفہ مقرر کیا چاہتے ہو تو ہم اپنے اجتہاد کے موافق کام کرینگے۔ اور انصاف سے کرینگے۔ اگر تم کسی اور خلیفہ کو نامزد کرتے ہو۔ ہم اُسکی اطاعت کرنے کو حاضر ہین۔ سبھون نے منظور کیا۔ اور اسلام کے واسطے خلافت قبول کرنے کے لیے پھر عرض کی۔ دوسری صبح کو بہت لوگ مسجد

نبوی مین جمع ہوئے - اور حضرت علیؓ وروازے پر آئے اور آپؓ عرب کے سادہ لباس مین تھے - اور ایک موٹا عمامہ باندھے تھے - اور کمان کو بجاے چھڑی کے لیے تھے - مسجد کی عظمت کے باعث سے آپؓ نے جوتا اُتار دیا - اور اپنے بائین ہاتھ مین لیے آئے -

آپؓ نے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کو نہین دیکھ کر اُنکو بلا بھیجا - وہ لوگ آئے اور اُنھون نے اپنا ہاتھ بیعت کے واسطے بڑھایا - حضرت علیؓ کو تامل تھا - اور آپؓ نے فرمایا کہ اگر آپؓ لوگون کو میری تقرری منظور نہ ہو تو مین آپ لوگون مین سے کسی کو ہاتھ دینے کو راضی ہون - لیکن اُن لوگون نے اپنی پوری تشفی ظاہر کی اور ہاتھ بڑھایا - حضرت طلحہؓ کا دہنا ہاتھ جنگ اُحد مین زخمی ہو گیا تھا جسکے باعث لُولا ہو گیا اُنھون نے اُسکو مشکل سے آگے بڑھایا - اس سبب سے اہل عرب نے بد فالی لی کہ چونکہ لولے ہاتھ سے بیعت شروع ہوئی - خلافت بھی لُولی ہو گی - جیسا کہ پیش آیا امیر معاویہ جو تھے اُمیدوار اپنی شام کی حکومت مین اُسوقت غیر حاضر تھے - اسلیے کل خاندان بنی اُمیہ اس جلسہ مین شریک نہ ہوئے اس سبب سے آئندہ کے مشکلات اور بھی زیادہ بڑھے -

بعد استقرار خلافت کے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے حضرت عثمانؓ کے قاتل کی تحقیقات اور تدارک کے لیے راے دی حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ یہ وقت اُسکی تحقیقات کا نہین ہی - اگر آپؓ کی راے مین اُنکا کوئی قاتل ٹھہرے تو ہم اُسکو تدارک کرنے کے لیے حاضر ہین - حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کی اب استدعا ہوئی کہ ہمکو امارت دیجاے - طلحہؓ نے کوفہ کی امارت اور زبیرؓ نے بصرہ کی چاہی - حضرت علیؓ نے اس سے بھی انکار کیا - اور فرمایا کہ آپ لوگون کا ہمارے پاس رہنا زیادہ ضروری ہی -

کچھ عرصہ بعد اُن لوگون نے مکہ جانے کی اجازت حج کے لیے چاہی۔ اور روانہ ہوئے۔ حضرت عائشہ پہلے سے جا چکی تھین۔

حضرت علیؓ نے دیکھا کہ آپؓ کے مسبوق کی خلافت مین بہت سی بُرائیان ہو گئی تھین اور اکثر صوبجات ایسے امیرون کے تصرف مین تھے جنکا اعتبار نہ تھا۔ اس لیے آپ نے اکبار گی انقلاب چاہا۔ کہ جتنے امیر حضرت عثمانؓ کے مقرر کیے ہوئے ہین کنارے کیے جاوین۔ آپؓ کی اس راے کو اکثر مشیرون نے ناپسند کیا۔ اُن لوگون نے کہا کہ ابھی آپ کے اختیارات مستقر نہین ہوئے ہین۔ اور آپؓ کے اس فعل سے وہ لوگ بھی آپ کے مخالف ہو جاوینگے کہ اطاعت کرنیکو آمادہ ہین۔ حضرت علیؓ نے اس بات کو نہ مانا۔ آپؓ نے فرمایا کہ بغاوت مثل آگ کے ہے ابتدا مین جلد فرو ہو جاتی ہے۔ لیکن زیادہ عرصہ تک رہنے سے وہ زیادہ قوت کے ساتھ جلاتی ہے۔ لوگون نے یہ بھی مشورہ دیا کہ آپ اپنے بڑے فریق امیر معاویہ کو ضرور اُنکی شام کی حکومت مین رہنے دیجیے۔ چونکہ اُنکے پاس بڑی دولت اور اختیار ہے اور ایک قوی لشکر اُنکے ساتھ ہے کل شام کو آپؓ کی طرف سے باغی کر دینگے۔ اور ایسی حالت مین حضرت طلحہ و زبیرؓ بھی کہ آپؓ سے افسردہ ہین۔ اُنکے ساتھ ہو جائین گے۔ امیر معاویہ نے فی الحال اپنا اختیار اہل شام کے دلون پر یہ دکھلایا۔ جبکہ خون آلودہ کپڑا حضرت عثمانؓ کا وہان لایا گیا۔ اُنھون نے منبر پر چڑھکر مسجد مین دکھلایا۔ مسجد غم کی آواز اور انتقام کی صدا سے گونج گئی کیونکہ اہل شام مین حضرت عثمانؓ سخاوت کے باعث نہایت ہر دلعزیز تھے۔ اکثر دمشق کے شریف باشندون نے قسم کھائی کہ اپنی بی بی سے الگ رہینگے اور تکیہ سر تلے نہ رکھین گے جبتک حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلا نہ لینگے۔ سوزش حضرت عثمانؓ کا کپڑہ بجاے نشان کے ملبند کیا گیا۔ اور شام کے لشکر مین انتقام کا شور تھا۔

حضرت علیؓ کے مشیرون نے ان سب باتون کو پیش کیا۔ اور کہا کہ امیر معاویہ کو امیر شام رہنے دیجیے۔ یہان تک کہ آپؓ کی خلافت کو مان لیین۔ اور تب وہ اپنے عہدے سے معزول کیے جاوین۔ اور ہم حلف کرتے ہین کہ ہاتھ اور پانؤن اُنکا باندھکر آپؓ کے سامنے لاوینگے۔

آپؓ نے ان مشورون سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ ہم فریب نہین چاہتے۔ ہم امیر معاویہ کو صرف تلوار سے سیدھا کرینگے۔ آپؓ نے انتظام شروع کیا۔ اور نئے نئے امیر نامزو کیے۔ کہ آپؓ کی محبت مین سرگرم تھے۔

عبداللہ ابن عباس حجاز کے حاکم مقرر ہوئے۔ اور عمار ابن سہیل کوفہ کے اور عثمانؓ ابن حنیف بصرہ کے۔ اور سہیلؓ ابن حنیف شام کے اور سعدؓ ابن قیس مصر کے۔ یہ لوگ فوراً ہی اپنی حکومت کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن جو نتیجہ پیش آیا اُس سے ثابت ہوا کہ آپؓ جلدباز تھے۔

حبعلی حاکم حجاز نے اپنا علاقہ جلدی سے حضرت عبداللہ ابن عباس کے حوالہ کیا۔ لیکن کل خزانہ لیکر مکہ کو آیا۔ اور حضرت عائشہ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو برانگیختہ کیا۔ اور بغاوت کی تیاریان ہونے لگین۔

عثمانؓ بن حنیف جب بصرہ آئے۔ سبکو ناراض اور باغی پایا۔ اسلیے اپنی حفاظت اسی مین سمجھی کہ خلیفہ وقت کے پاس واپس آوین۔

جب عمار بن سہیل کوفہ کی سرحد پر پہونچے۔ اُنھون نے لوگون کو ابو موسٰیؓ اشعری کی محبت مین کہ وہان کے حاکم تھے سرگرم پایا۔ اور اُنکو آمادہ دیکھا کہ جس طرح ہو دغا۔ فریب۔ سیا جبر سے اُنکی مدد کرین۔ عمار نے جبر دینا ناپسند کیا۔ کیونکہ اہل کوفہ کی بیوفائی کا حال جانتے تھے۔ اسلیے اُنھون نے گھوڑا پھیرا۔ اور حضرت علیؓ کے پاس واپس آئے۔

سعد بن قیس جب مصر پہونچے۔ انھون نے لوگون کو قتل عثمانؓ کا شاکی پایا اور حضرت علیؓ کی خلافت سے اسوقت تک کہ قتل کا انتقام نہ لیا جاے انکار کیا۔ اسلیے وہ بھی مدینہ کو واپس آئے۔

سہیل ابن حنیف بھی شام سے ایسے ہی ناکام رہے۔ جب وہ تبوک مین پہونچے۔ انھون نے کچھ سوارون کو دیکھا جنھون نے پوچھا کہ تمھارا نام اور کام کیا ہے۔ انھون نے کہا میرا نام سہیل ابن حنیف ہے اور مین امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی جانب سے اس صوبہ کا حاکم ہوکر آیا ہون انھون نے کہا کہ اس صوبہ مین ایک لائق افسر موجود ہین دوسرے کی حاجت نہین۔ یہ کہکر انھون نے تلوار نکالی اسلیے یہ بھی واپس آئے۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے پانچ امیرون مین سے صرف ابن عباسؓ کامیاب ہوئے۔ اور باقی ناکام واپس آئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ملک شام کی ناراضی کی خبر معلوم ہوئی۔ آپؓ نے ایک خط امیر معاویہ کے نام لکھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ انکو خلیفۂ وقت کی اطاعت کرنا چاہیے۔ اور اس خط کو ایک خاص ایلچی کی معرفت روانہ کیا آپ کا قاصد کئی روز تک ٹھہرایا گیا۔ اور اُسکے بعد واپس کیا گیا۔ اور اُسکے ساتھ ایک اپنا ایلچی بھیجا اور اُسکو ایک خط دیا جسپر لکھا تھا منجانب معاویہ بن ابی سفیان بنام علیؓ اور اُسپر مہر کیا ہوا تھا۔ دونون قاصد شام کے وقت مدینہ مین پہونچے اور اُس خط کو ایک چھڑی مین آویزان کیے مجمع سے آدمیون کے گذرے اس نظر سے کہ سب اُسکو دیکھین۔ تمام آدمی حضرت علیؓ کے پاس خط کا مضمون سُننے کو حاضر آئے۔ جب خط کھولا گیا بالکل سادہ کاغذ تھا اُسپر کچھ لکھا نہ تھا۔ جس سے اشارہ آپ کی حقارت کی طرف تھا۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو اپنے قاصد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف

سادہ کاغذ ہی نہین بھیجا گیا ہی بلکہ ساٹھ ہزار آدمیون کا لشکر شام مین موجود ہی۔ اور یہ خون آلودہ کپڑہ حضرت عثمانؓ کا بجاے علم کے قائم کیا گیا ہی۔ آپؓ نے فرمایا اللہ اور رسول اسکو خوب جانتا ہی کہ ہم حضرت عثمان کے قاتل نہین ہین۔ لیکن آپؓ نے اس بغاوت کے فرو کرنے کے واسطے تیاریان شروع کین۔ سب صوبون مین قاصد بھیجے اور مسلمانون کی مدد طلب کی۔

اب حجاز مین مسلمانون کے دو گروہ ہو گئے کچھ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے جانبدار ہوئے۔ اور کچھ لوگ حضرت عائشہؓ کے طرفدار ہوئے۔ جنکے ساتھ طلحہؓ اور زبیرؓ تھے اور مکہ اُنکا صدر ہوا۔ اور وہان کے بنی اُمیہ کل ساتھ ہو لیے۔ اور حضرت عثمانؓ کا خون آلودہ کپڑہ انتقام کے واسطے بلند کیا گیا۔ اور امیر معزول جعلی کا خزانہ جنگ کے ہتھیار اور سامان مین کام آیا۔ کل باغیون کا مشورہ ہوا کہ شام کے باغیون سے جا ملین۔ لیکن پھر کہا گیا کہ شام مین خود امیر معاویہ بغاوت کیواسطے کافی ہین۔ پھر یہ کہا گیا کہ خاص مدینہ پر کہ دار السلطنت ہی حملہ آور ہون لیکن پھر یہ خیال کیا گیا کہ اہل مدینہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا ساتھ دینگے لیکن بصرہ مین بہت اپنی موافقت کے ہین وہین چلنا چاہیے۔ اور اس مضمون کا اشتہار مکہ مین منادی کیا گیا۔ کہ حضرت عائشہؓ ام المومنین مع طلحہؓ اور زبیرؓ کے بصرہ کو جاتی ہین جنکو انتقام عثمانؓ کی خواہش ہو وہ آپ کا ساتھ دین۔

باغی لوگ حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو لیکر مکہ کے ایک دروازہ سے سوار ہوئے۔ اور حضرت عائشہؓ ایک اونٹ پر جسکا العسکر نام تھا محمل مین سوار تھین۔ طلحہؓ اور زبیرؓ دونون جانب تھے۔ اور چھ سو مشاہیر لوگون سے اونٹ پر سوار تھے اور چھ ہزار پیادہ تھے۔

جب یہ لوگ ایک موضع کے قریب پہونچے۔ اس موضع کے سب کتّے فراہم ہو کر

حضرت [illegible] کے اونٹ پر بھونکنے لگے۔ اس سے کسی قدر آپ رضؓ کو تردد ہوا۔ اور موضع کا نام دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسکو حوّاب کہتے ہین یہ سُنکر آپ رضؓ بہت گھبرائین اور فرمایا کہ حضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ میری ایک بی بی پر حوّاب کے کتّے بھونکین گے جبکہ وہ بر سر ناحق ہو گی۔ اسلیے اب آگے نہ جاؤنگی۔ اس پر باغیون نے تشفی کی اور چند آدمیون کو فراہم کر کے کہلایا کہ یہ موضع حوّاب نہین ہی دوسرا موضع ہے۔ اور چند سوار بھی دور سے دکھلائے گئے۔ اور کہا گیا کہ حضرت علی رضؓ کرم اللہ وجہہ مع لشکر آپہونچے۔ اس سبب سے حضرت عائشہ کو باغی بجبر بصرہ تک لے گئے اور طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ انکی متابعت مین تھے۔ جب بصرہ پہونچے تو اُسکا دروازہ بند دیکھا عثمان ابن حنیف کہ حضرت علی رضؓ کرم اللہ وجہہ کی طرف سے امیر مقرر ہوئے تھے اور اُنکو اہل کوفہ نے قبول نہین کیا تھا۔ اب یہان کے امیر تھے اور باشندون نے برضامندی خود چاہا تھا۔ باغیون نے حضرت عائشہ کی طرف سے امیر بصرہ کے پاس پیغام بھیجا کہ شہر کا دروازہ کھولدے۔ اور باغیون کے ساتھ ہو۔ لیکن امیر نے انکار کیا اور اپنے سالار لشکر عمار کو مقابلہ کا حکم دیا۔ عمار نے اہل شہر مین منادی کر دی کہ سب لوگ مسجد مین جمع ہون اور جب فراہم ہو گئے۔ اُنسے حالت کہی۔ اور ہتھیار اُٹھانے کا حکم دیا۔ لیکن وہان بھی دو فریق ہو گئے۔ کچھ لوگون نے حضرت علی رضؓ کرم اللہ وجہہ کی اطاعت چاہی۔ اور کچھ لوگون نے باغیون کا ساتھ دینا چاہا۔ اس پر آپس مین نزاع ہونے لگی۔ اور ایک فریق نے دوسرے کے مُنھ پر خاک ڈالی اس درمیان مین باغی لوگ حضرت عائشہ رضؓ کو زیر دیوار لے آئے۔ اور اہل شہر سے اکثر لوگ آپ رضؓ کی زیارت کو گئے۔ وہان بھی دو فریق ہو گئے۔ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ اور نزاع کی یہان تک کہ ایک نے دوسرے پر خاک ڈالی۔ آخرش تلوار کھنچ گئی۔ اور لڑائی ہونے لگی۔ یہان تک کہ نماز کا وقت

آگیا۔ اور لوگ لڑائی سے الگ ہوئے۔ باغی لوگ شہر کے باہر کئی روز پڑے رہے اور خفیف لڑائی اور صلح کے پیغام ہوتے رہے۔ یہان تک کہ چند روز کے واسطے صلح ہوئی کہ ایلچی مدینہ مین جاکر دریافت کرے کہ حضرت علیؓ کی خلافت کو طلحہؓ و زبیرؓ نے برضا و رغبت قبول کی یا بجبر

اسی درمیان مین باغیون کو ایک موقع ملا۔ ایک اندھیری رات مین سخت طوفان آیا۔ اسی طوفان مین یہ لوگ شہر کا دروازہ کھلا پاکر اُسمین داخل ہوگئے اور امیر شہر کو گرفتار کرلیا اور چالیس محافظین کو مار ڈالا۔ اور امیر عثمان کی سزا اور بھی کی یعنے اُنکی داڑھی کے اور بھون کے بال ایک ایک کرکے چُن ڈالے۔

باغی لوگ حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو لیکر بصرہ مین داخل ہوئے۔ اور اہل شہر پر رحم کیا۔ اور اُنکی تالیف کرنے لگے۔ اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی مخالفت مین کوشش کی۔ اور آپکو غاصب کہا۔

فصل دوسری

جب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اہل مکہ کی بغاوت کا حال اور بصرہ پر لشکر کشی کی خبر سُنی۔ آپؓ نے جلسہ عام مسجد نبوی مین مدینہ کے کیا۔ اور لوگون سے کہا کہ ہتھیار بند ہون۔ اور ہمارا ساتھ باغیون کے تعاقب مین دین۔ ہر چند آپؓ بڑے فصیح اور ہر دلعزیز مدینہ مین تھے۔ لیکن جماعت مین سرد مہری پائی گئی۔ بعضون نے خانہ جنگی کا خوف کیا۔ اور بعض ڈرے کہ جنپر فوجکشی کی جاتی ہی وہ حضرت عائشہؓ محبوبۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین ہین۔ اور بعضون نے یہ اندیشہ کیا کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ بھی کہین خون عثمانؓ مین نہ لپیٹے جادین۔ آخرش ایک معزز مسلمان جنکا نام زیاد بن حنظلہ تھا اُٹھے اور سرگرمی سے حضرتؓ کی طرف بڑھے۔ اور کہا جسکا جی چاہے وہ پیچھے رہے ہم آگے بڑھتے ہین۔

اُسوقت دو انصار کہ نہایت معزز تھے بڑی فصاحت سے بولے کہ امام عثمانؓ کے قاتل امام علیؓ کرم اللہ وجہہ نہین ہین زیاد کی تمثیل اور انصار کی تقریر سے اہل عرب مین جوش پیدا ہوا- ابو قتادہؓ ایک معزز انصار نے تلوار نکالی اور کہا کہ اللہ کے رسول نے ہمین یہ تلوار دی تھی- بہت عرصہ سے یہ میان مین تھی- اب ہم اسکو منافقین کی زیادتی مین کام مین لاتے ہین-

ایک عورت نے کہا اے امیر المومنین اگر عورت کے جانے کی آئین اسلام مین اجازت ہوتی تو ہم خود آپؓ کے ساتھ جاتے لیکن میرا چچیرا بھائی کہ میری جان سے زیادہ عزیز ہی آپؓ کے ساتھ جاویگا- حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے نوسَو آدمی جلدی سے فراہم کیے اور مدینہ سے روانہ ہوئے- اور آپؓ چاہتے تھے کہ قبل اسکے کہ باغی لوگ بصرہ پہونچین اُنکو جا لیوین- لیکن جب راہ مین یہ خبر معلوم ہوئی کہ باغی بصرہ پر قابض ہو گئے- آپؓ نے ایک جگہ جسکا نام اعراب ودہ تھا قیام کیا- اور اسکے منتظر رہے کہ کچھ امدادی لشکر آجاے تو روانہ ہون- اور آپؓ نے خطوط بنام ابوموسی اشعریؓ حاکم کوفہ اور دوسرے سرداروں کے لکھا کہ مدد جلد بھیجین- آپؓ کے ساتھ آپؓ کے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسنؑ بھی آملے اور آپؓ سے فرمایا کہ ہم نے آپ سے جب حضرت عثمانؓ کا محاصرہ ہوا تھا کہا تھا کہ آپؓ شہر کے باہر جائیے کیونکہ اُنکے قاتلون مین آپؓ بھی نہ لپیٹے جاوین ہم نے آپؓ سے کہا تھا کہ خلافت نہ قبول کیجیے جب تک تمام قومون کے آدمی نہ فراہم ہون- اور جب حضرت عائشہؓ اور اُنکے آدمیون نے میدان جنگ اختیار کیا- ہم نے کہا تھا کہ آپؓ مکان پر رہیے یہان تک کہ وہ نرم ہو جائین آپؓ نے میری بات نہ سُنی- اور اُسکا یہ نتیجہ ہی کہ اب آپ قتل کیے جاوینگے اور کوئی آدمی آپؓ پر تاسف نہ کریگا-

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا کہ اگر مین شہر کے باہر حضرت عثمانؓ کے قتل کے وقت چلا جاتا تب بھی لوگ ہمکو گھیرتے۔ اگر مین وقت خلافت کے سب قومون کا انتظار کرتا تو انصار جو میرے طرفدار تھے ناراض ہو جاتے۔ اگر مین بعد دشمن کے آجانے کے میدان جنگ مین گھر مین مثل جانورون کے چھپا رہتا۔ تو مثل جانورون کے اپنے گھر مین دشمنون کا شکار ہوتا۔ اگر مین اپنے کام کو نہ دیکھون تو کون میری حفاظت کریگا۔ انھین وجہون سے جو مین نے کیا کیا۔ اب اے میرے بیٹے تم خاموش رہو

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو ابوموسیؓ اشعری کے امدادی لشکر کی بڑی امید تھی لیکن وہ ضعیف دل تھے۔ اور حضرت علیؓ سے بہ سبب اسکے کہ اُنکی جگہ پر عثمان ابن حنیف کو امیر مقرر کیا تھا کبیدہ تھے۔ اسلیے آپ کے خطوط کو سرد مہری سے دیکھا اور جواب مین حیلہ و حوالہ لکھدیا۔ اس جواب سے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو غصہ آیا۔ اور عثمانؓ ابن حنیف کے آنے سے جنکی داڑھی چُن لی گئی تھی اور بصرہ سے نکالدیے گئے تھے اور بھی زیادہ رنج ہوا۔ اُنھون نے کہا کہ اے امیرالمومنین جب آپؓ نے مجھے بصرہ روانہ کیا تھا مجھکو داڑھی تھی۔ افسوس ہے کہ ایک بال میرے چہرہ پر نہین رہا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اُنکی تشفی کی کہ یہ نشانی تمھاری کارگزاری کی ہے۔ اور تب آپؓ نے اپنا حال کہا کہ میرے سابقین خلفا نے بلا مزاحمت خلافت کی لیکن میری خلافت مین جنھون نے ہمین پہلے چُنا اور نامزد کیا وہی ہم سے پہلے باغی ہوگئے طلحہؓ اور زبیرؓ نے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کی اطاعت کی۔ ہم سے کیون باغی ہوئے۔ قسم اللہ کی ہم ثابت کردینگے کہ ہم اپنے سابقین سے کسی طرح کم نہین ہین۔

اب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے ابوموسیؓ کے پاس اور بھی تاکیدی خطوط لکھے اور اپنے بیٹے امام حسنؓ اور عمار یاسرؓ کے معرفت روانہ کیا عمار یاسرؓ حضرت علیؓ

کرم اللہ وجہہ کے سوارون کے سردار تھے۔ اور اسوقت انکا سن نوّے برس کا تھا
اُنکے ساتھ الشتر رضی بھی آئے تھے کہ سابق مین بھی آئے تھے اور ابو موسیٰ رض کے حیلہ حوالہ
سے بہت پیچ مین تھے۔

حضرت امام حسن رض اور عمار رض کی تعظیم ابو موسیٰ رض نے کی اور انکا پیغام حسب معمول
مسجد مین سُنایا گیا۔ اور الشتر محافظین سکے ساتھ کہ ہمراہ آئے تھے باہر رہے۔
دونون صاحبون نے خلیفۂ وقت کی مدد کے واسطے تاکید کی۔ ابو موسیٰ رض نے
حیلہ وحوالہ کا جواب دیا۔ اور اس کارروائی مین شک کیا۔ اور مشورہ دیا کہ لشکر کو مدینہ
واپس جانا چاہیے۔ اور کل امورات کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ اور حق خلافت
پھر سے تجویز کیا جائے۔ اور اُنھون نے کہا کہ یہ خراب کام ہی جو شخص اس مین شریک
ہوتا ہی وہ قصوروار ہی۔ کیونکہ حضرت صلعم برائی کے بارے مین فرماتے ہین۔ کہ وہ
جو سوتا ہی بہتر ہی اُس سے جو جاگتا ہی۔ اور وہ جو لیٹا ہی بہتر ہی بیٹھے سے۔ اور جو بیٹھا ہی
وہ بہتر ہی کھڑے سے اور وہ جو کھڑا ہی بہتر ہی پھرنے والے سے اور جو پھرتا ہی بہتر ہی
سوار سے۔ اسلیے اپنی تلوار میان کے اندر کرو۔ اور اپنے تیرون کی سنان نکالدو
اور اپنی کمان کے تار توڑ ڈالو۔ اور جسکو ضرر پہونچا ہی اپنے گھر مین رہو یہان تک
کہ کل امر طے اور تصفیہ ہو جائے۔

پرانے عمار یاسر نے اُنکو کلمۂ شکن جوابدیا کہ تمنے حضرت صلعم کی حدیث کے معنے
اُلٹا بیان کیا۔ کہ آپ صلعم نے تمھارے ایسے آدمیون کو ملامت کی ہی کہ جنکا بیٹھنا کھڑے
ہونے سے بہتر ہی اور سونا جاگنے سے۔

ابو موسیٰ رض نہین جانے کی تائید مین اور بھی کچھ کہتے لیکن اس درمیان مین اُنکی
سپاہ آپڑی جنھون نے مار کی شکایت کی۔ کہ ہمکو الشتر رض نے بیرحمی سے مارا ہی ہر گاہ
ابو موسیٰ رض مسجد مین بحث کر رہے تھے کہ الشتر نے کہ تند سردار تھے اور محافظین کے

ساتھ باہر تھے قلعہ کوفہ کے لشکر کو گرفتار کیا۔ اور سزا دی اور اُن کو مسجد مین بھیجا کہ بحث ختم کرادین۔ اس کارروائی سے الشتر کی ابوموسیٰؓ کی سردھری پر بڑا افتخار ہوا اور ایسا ہوا کہ سب لوگ خلاف ہو گئے۔ حضرت امام حسن بن علیؓ نے اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور جماعت کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ہمارے باپ نے حضرت عثمانؓ کا خون نہین کیا۔ ہمارے باپ نے اگر قصور کیا یا صدمہ اُٹھایا اسکی جزا اللہ اُنکو دیگا۔ اللہ اسکو خوب جانتا ہے طلحہؓ اور زبیرؓ جنھون نے اُنکی خلافت مین سبقت کی۔ اُنسے پہلے خلاف ہو گئے۔ میرے باپ نے کیا کیا ہے کہ اس طرح لوگ اُن سے باغی ہین۔ کیا خودغرضی یا نفسانیت اُنھون نے دکھلائی۔ مین اپنے باپ کے پاس واپس جاتا ہون جسکو مدد دینا ہے ساتھ ہو۔

آپؓ کی فصاحت کا اثر سب پر پڑا اور اہل کوفہ سے نو ہزار آدمی ساتھ ہوئے اس درمیان مین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو اور اطراف سے بھی مدد پہونچی۔ اور اب آپ کا لشکر جسمین آزمودہ کار لوگ تھے۔ تیس ہزار کی تعداد تک پہونچا۔ جب آپؓ اپنے لشکر کے ساتھ بصرہ کے سامنے پہونچے۔ باغیون نے رضامندی کا پیغام شروع کیا۔ اور حضرت علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ سے بالمشافہ گفتگو ہونے لگی۔ اس سے لوگون کو اُمید بندھی کہ صلح ہو جائیگی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بڑی فصاحت سے تقریر کی جسکا اثر مخالفین پر ظاہر ہوا۔ آپؓ نے زبیرؓ سے کہا تمکو یاد نہین کہ کس طرح تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پوچھا تھا کہ کیا تم میرے فرزند علیؓ کو عزیز نہین رکھتے۔ اور جب تم نے جواب دیا کہ ہان عزیز رکھتا ہون۔ اسپر حضرت صلعم نے فرمایا کہ بہرکیف ایک دن آویگا کہ تم علیؓ اور کل مسلمانون پر تباہی لاؤ گے۔ زبیرؓ نے کہا مجھے خوب یاد دلایا اگر مجھے یہ پہلے یاد آتا تو مین کبھی آپؓ کے خلاف نہ ہوتا۔ زبیرؓ اپنے خیمہ مین واپس آئے۔ اور عہد کیا کہ کبھی مخالفت نہ کرینگے۔

چنانچہ طلحہؓ اور زبیرؓ نے باغیون کو بہت سمجھایا۔ لیکن وہ نہ سمجھے ساور لڑائی شروع کردی اور حضرت عائشہؓ کا اونٹ جسپر آپ خود سوار تھین عین جنگ کے میدان مین لایا گیا کہ لڑنے والون کو جرات ہو۔ اور اسی سبب سے یہ لڑائی جنگ جمل کہلاتی ہے۔ اور جنگ فریبہ بھی اسکو کہتے ہین۔ عین لڑائی مین مروان بن الحکم نے کہ حضرت علیؓ کے لشکر مین تھا ایک تیر طلحہؓ کو ماری جب آپؓ میدان جنگ سے جدا ہو رہے تھے اور آپؓ کے گھوڑے نے بھی علف لیا۔ اور آپؓ گرے۔ آپ نے اپنا جوتا خون سے بھرا دیکھا۔ آپؓ نے کہا کہ ہمکو بصرہ لے چلو۔ اور وہان پہونچکر حضرت علیؓ کے جانب دارون سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور آپ کی نیابتہ تجدید بیعت کی۔ اور وفات فرمایا۔ جسوقت حضرت زبیرؓ ہنوز میدان جنگ مین تھے۔ کہ آپ نے عمارؓ یاسر کو دیکھا اور آپؓ کو حضرت صلعم کی حدیث یاد آئی۔ کہ آپ نے فرمایا تھا کہ عمار یاسر سر سے پانون تک ایمان ہین۔ اور ہمیشہ حق کی جانب ہونگے۔ اس خیال سے آپؓ نے اور بھی کنارہ کشی کی اور مکہ کی راہ لی۔ جب ایک چشمہ کے قریب پہونچے تو حنیف ابن قیس کو کچھ لشکر کے ساتھ خیمہ زن دیکھا کہ لڑائی کے نتیجہ کا منتظر ہے اُسنے آپؓ کو دیکھکر کہا کہ کوئی زبیرؓ کی خبر لاسکتا ہے۔ اسپر ایک شخص جسکا نام عمرو بن یرموز تھا سمجھ گیا۔ اور حضرت زبیرؓ کی طرف چلا۔ آپ نے اُس سے کہا کہ علحدہ رہ۔ لیکن کچھ گفتگو کے بعد دونون ساتھ چلے۔ یہان تک کہ نماز کا وقت آیا۔ اور دونون نماز مین مصروف ہوئے۔ جب زبیرؓ سجدہ مین گئے۔ عمرو ابن یرموز نے تلوار نکالکر آپ کا سر کاٹ ڈالا۔ اور اسکو لیے ہوئے حضرت علیؓ کے پاس بڑی مسرت سے آیا کہ انعام پاونگے آپؓ زبیرؓ کے سر کو دیکھکر روئے۔ اور تب قاتل کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ اے منافق اسکی خبر بن سفیہ کے پاس جہنم مین لیجا اس جواب سے وہ قاتل کہ بجاے ملامت کے انعام کا امیدوار تھا۔ ایسا افسردہ

اور پر غضب ہوا کہ حضرت علیؓ کو سخت و درشت کہہ کر اپنی تلوار اپنے سینہ مین ماری اور جہنم واصل ہوا۔

حضرت عائشہؓ کو برابر باغی لوگ میدان جنگ مین ساتھ لیے رہے۔ طبری کا بیان ہی کہ ستر آدمی جو یکے بعد دیگرے آپ کے اونٹ کا مہار تھامے تھے مارے گئے۔ اور یہ کہ وہ محمل تیرون سے چھا گیا۔ یہان تک کہ وہ اونٹ زخمی ہو کر گرا اور حضرت عائشہؓ اُسمین اخیر لڑائی تک رہین۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اپنی کامیابی پر حضرت عائشہؓ کی توقیر کی آپس مین کچھ باتین ملامت آمیز ہوئین۔ لیکن آخرش صفائی ہو گئی۔ اور حضرت عائشہؓ کیساتھ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے چالیس عورتین اور ساتھ کر دین۔ اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو ایک روز کی راہ ساتھ جانے دیا۔ اور وہ مدینہ روانہ ہوئین۔ اور اُس تاریخ سے آپ نے اُمورات سلطنت مین دست اندازی نہ کی۔ حضرت علیؓ نے غنیمت کو اُن سپاہیون کے وارثون پر تقسیم کی کہ شہید ہوئے۔ اور ابن عباسؓ کو بصرہ کا امیر مقرر کیا۔

ان سب کامون کو انجام کر کے آپؓ کوفہ کو اہل کوفہ کے ساتھ جنھون نے آپ کی بڑی مدد کی روانہ ہوئے۔ اور اپنی خلافت کا دار السلطنت بھی اُسکو مقرر کیا۔ یہ واقعات ۳۶ھ ہجری مین پیش آئے۔

فصل تیسری

جنگ جمل کی کامیابی سے حضرت علیؓ کی خلافت مصر عرب اور فارس مین مسلم ہو گئی۔ تاہم آپؓ کے بڑے مخالف امیر معاویہ بن ابی سفیان ہنوز اطاعت مین نہ آتے۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان کا پورا اختیار زرخیز اور مالدار ملک پر شام کے تھا۔ اُنکے پاس بہت خزانہ اور بڑا لشکر تھا۔ انھون نے

اہل شام کو تعلیم کی تھی،- کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو حضرت عثمانؓ کے قتل مین شریک کرین- اور اسطرح اُنکو حق خلافت سے دور رکھین- اور خلیفہ وقت نہ مانین- اسلیے انھون نے عمرو بن العاص سے کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے حکم سے حکومت مصر سے برطرف ہوئے موافقت کی- وہ اسوقت ناراض ہوکر بیت المقدس مین تھے- امیر معاویہ نے اُنسے عہد کیا- کہ اگر علیؓ کرم اللہ وجہہ خلافت سے معزول ہوئے- اور ہم مقرر ہوئے تو مصر کی حکومت تمکو واپس دینگے- اسلیے عمرو بن العاص کچھ لشکر کے ساتھ انکی مدد کے لیے دمشق پہونچے- اور اُنکے ہاتھ پر بیعت لشکر کی جماعت مین کی اور اُنکو خلیفہ قرار دیا-

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی کوشش امیر معاویہ بن ابی سفیان کی مخالفت رفع کرنے مین بیکار گئی- آپؓ نے جب عمرو بن العاص کی موافقت کی خبر سُنی- نوے ہزار آدمیون سے ملک شام پر فوج کشی کی- آپؓ نے راہ مین ایک جگہ قیام کیا- جہان پانی کی قلت ہوئی- آپؓ نے ایک عیسائی پرہیزگار کو بُلایا- اور اُس سے کہا کہ کنوان بتاؤ- اُسنے کہا کہ یہان ایک حوض ہے کہ جسمین تین مشک سے زیادہ پانی نہین اُمتا ہے- حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ قدیم زمانہ مین کوئی پیغمبر بانی اسرائیل سے یہان رہتا تھا- اور اُسنے یہان کنوان کھُدوایا تھا- اُسنے جواب دیا کہ ایک کنوان تھا لیکن بہت عرصہ سے وہ مفقود ہے- اور اُسکا کوئی نشان نہین- اور وہ ایک پیشینگوئی کے موافق بولا- کہ ایک شخص سے ظاہر ہوگا- اور اسپر اُس نے ایک پرچہ نکالا- جسکو شمعون بن صفا نے کہ حضرت عیسٰیؑ کے حوارین سے تھا لکھا تھا اور اسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی پیشینگوئی تھی- اور یہ کہ وہ کنوان آپ صلعم کے خلیفہ برحق سے ظاہر ہوگا-

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اِس پیشینگوئی کو سُنا- جب ایک جگہ آپؓ گئے

اور اپنے ساتھیون سے کہا کہ یہان کھودو سو ہان پر کھودا گیا۔ کچھ عرصے بعد ایک بڑا پتھر دکھائی دیا۔ اور جب وہ اُٹھایا گیا تو کنوان ظاہر ہوگیا۔ جس سے لشکر کے حسب خواہ پانی مہیا ہو سکا۔ اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے استحقاق خلافت کا ثبوت بھی ہوا۔ وہ پرہیزگار حضرت علیؓ کا معتقد ہوگیا۔ آپؓ کے پانون پر گرا۔ اور آپؓ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ ۳۷ھ ہجری کا پہلا روز تھا یعنے ۱۸۔ جون ۶۵۷ء کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا لشکر امیر معاویہ بن ابی سفیان کے لشکر کے مقابل مین صفین کے میدان مین دریاے فرات کے کنارے آیا۔ یعنی ملک شام اور بابلستان کی سرحد پر۔

امیر معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ عمرو بن العاص بھی تھے۔ کہ جنگ کے شریک تھے اور اُنکے مشورے سے کام ہوتا تھا۔ امیر معاویہ کے ساتھ اسّی ہزار آدمی تھے۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا لشکر تعداد مین زیادہ تھا۔ اور اُسمین اکثر صحابہ تھے۔ کہ حضرت صلعم کے ساتھ بدر مین لڑے تھے۔ سب سے ممتاز اُن مین عمار یاسر تھے۔ کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے سوارون کے سردار تھے۔ کہ حضرت صلعم کے ساتھ برابر لڑائیون مین رہتے۔ وہ اسوقت بانوے برس کے تھے۔ تاہم بڑے شجاع اور تیز تھے اور مسلمان سپاہی مثل دیوتاؤن کے اُنکی عظمت کرتے تھے۔

دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ لیکن ماہ حرام کے باعث سے لڑائی نہ ہوی صلح کی گفتگو مین مہینون گذر گئے۔ کیونکہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ خواہان تھے کہ صلح ہوجائے۔ اور ہمسایہ کا خون نہ بہے۔ آپؓ کی کوشش بیکار تھی۔ اور دوسرے مہینے سے مخالفت شروع ہوئی۔ تاہم حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اپنی تلوار بجبر نکالی۔ آپؓ نے اپنے لشکر سے کہا کہ پہلے تم وار نکرو۔ اور جو لوگ بھاگین اُنکو مت زدو۔ اور عورتون اور لڑکون پر تشدد نہ کرو۔ امیر معاویہ اور عمرو بن العاص اس لڑائی کے عنوان سے خوب واقف تھے۔ اسلیے وہ بھی عام حملہ سے ڈرے۔ اور صرف چھوٹی چھوٹی

لڑائیون مین کئی مہینے گذر گئے - آخرش رفتہ رفتہ سخت خونریزی ہوئی اور چار مہینے کے عرصہ مین امیر معاویہ کے پینتالیس ہزار آدمی مارے گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اسکے نصف سے کچھ زیادہ - حضرت اویس قرنی بھی اسی معرکہ مین شہید ہوئے انکے واسطے حضرت رسول اللہ صلعم نے ایک خرقہ حضرت عمر اور علی رضی اللہ عنہما کو عنایت کیا تھا کہ اسکو اویس قرنی کو پہونچانا - اور فرمایا کہ اگرچہ اُسنے میری دیدار نہین دیکھی لیکن وہ برگزیدہ ہے میری اُمت کے واسطے اُس سے دعا طلب کرنا - چنانچہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین حضرت عمرؓ اور علیؓ رضی اللہ عنہما گئے اور وہ خرقہ حضرت صلعم کا اُنکو پہنایا - حضرت اویس کو روحی تعلیم حضرت صلعم سے تھی لیکن ظاہری بیعت حضرت عمر اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تھی یہ بڑے مقبول خدا ہوئے اور عاشق رسول صلعم تھے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی جانب کے مقتولین مین پچیس صحابہ اہل بدر سے تھے اُنکی موت کا افسوس دشمن کو بھی ہوا - اور سب سے زیادہ افسوس عمار یاسرؓ کا ہوا کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے سوارون کے سالار تھے - معاویہ اور عمرو عاص نے اُنکو دیکھا معاویہ نے کہا دیکھو کیسی جانین ہماری نزاع مین ضائع ہوتی ہین - عمرو عاص نے کہا اے اللہ کاش ہم بیس برس اسکے پیشتر مرے ہوتے -

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اپنے بڑا نے سالار عمار یاسرؓ کا حال دیکھکر بے اختیار ہو گئے اور بارہ ہزار سوارون کے ساتھ سخت حملہ دشمنون پر کیا - دشمنون کی صفین ٹوٹ گئین لیکن حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا دل اس خونریزی سے بھر آیا - اور معاویہ کو پکار کر کہا کہ کب تک مسلمانون کا خون ہماری نزاع مین ضائع ہوگا تم خود مقابلہ مین آجاؤ اور ہمارا تمہارا فیصلہ اللہ تعالے کردیگا - جو کامیاب ہوگا وہی حاکم رہیگا - عمرو بن العاص اس آوازہ سے متعجب ہوئے - اور امیر معاویہ سے کہا کہ مقابلہ کو جاؤ - لیکن وہ ایسے شخص کے مقابلہ سے ڈرے جنکا لقب اسد اللہ تھا - اور جن سے فرادا

لڑائی ہیں وہ بارہا مغلوب ہو چکے تھے۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ مقابلہ نہ کرنا خفت ہو گی۔ لیکن معاویہ نے ہنسکر ٹالدیا۔ کہ شاید تم خود امیر شام ہونے کی خواہش رکھتے ہو آخرش ایک سخت مایوسی کے ساتھ لڑائی رہی۔ کہ رات کو بھی قائم رہی۔ بہت سے آدمی فریقین سے مارے گئے۔ لیکن اہل شام کے بہت زیادہ مارے گئے۔ اس لڑائی کے بانی الاشترؓ تھے۔ وہ ابلق گھوڑے پر سوار تھے۔ اور اُنکے ہاتھ مین ذوالفقار تھی۔ اُسکے ہر وار مین ایک آدمی مارا گیا۔ اور اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ اُنکی آواز اللہ اکبر کی چار سو مرتبہ سُنی گئی۔

اہل شام پر بدقسمتی کی صبح نمود ہوئی۔ الاشتر دشمنون کو اپنے خیمہ تک دبالے گئے اور امیر معاویہ مایوس ہوئے اسپر عمرو بن العاص نے ایک مکر تجویز کیا۔ اور اُسکے موافق سب اہل شام نے اپنے نیزون پر قرآن بلند کیا جس سے معلوم ہو کہ صلح چاہتے ہین۔ اور اُنھون نے کہا کہ یہی ہمارا فیصلہ کر دیگا۔ اسپر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر نے تیغ میان مین کی۔ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے کہا بھی کہ یہ اُنکا مکر ہے۔ اُنھون نے کہا کیا آپؓ قرآن کا فیصلہ پسند نہین کرتے۔ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے سمجھا کہ اس امر کے انکار کرنے سے اہل لشکر ناراض ہو جائینگے۔ آپؓ نے جبراً واپسی کا حکم دیا۔ لیکن الاشتر بڑے تقاضے سے واپس آئے۔ اور انھون نے کہا کہ عین فتح مین ہم واپس بلائے گئے۔ اسلیے قرآن کے موافق ثالث مقرر کیے گئے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے اپنی جانب سے عبد اللہ ابن عباس کو ثالث مقرر کیا لیکن فریق ثانی سے عذر ہوا۔ کہ وہ اہل قرابت سے ہین۔ تب آپؓ نے الاشترؓ کا نام لیا۔ اسپر بھی عذر ہوا۔ تب ابوموسیٰ نے کہا کہ ہم آپؓ کی جانب سے ثالث ہوتے ہین۔ آپؓ نے جبراً قبول کیا۔ اور معاویہ نے اپنی طرف سے عمرو بن العاص کو ثالث نامزد کیا کہ اسوقت تمام عرب مین چالاک سمجھے جاتے تھے۔ اور ابوموسیٰ سادے سیدھے

آدمی تھے۔ اور کج و پیچ سے لوگون کے بے بہرہ تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ دونون صاحب یعنے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ اپنے اپنے شہر کوفہ اور دمشق کو واپس جاوین۔

کئی مہینے بعد جمعۃ الجودل مین دونون لشکر کے مقابل مین ثالث حاضر ہوئے۔ عمرو بن العاص نے ابو موسیٰؓ کی بڑی تعظیم کی۔ اور اس طرح اپنا اعتماد اُنکے جی مین کیا۔ جب اُنکو دیکھا کہ میری باتون پر اعتبار کرتے ہین۔ اُنسے کہا۔ کہ ہم لوگ دونون کو یعنے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ کو خلافت سے برطرف کرین کہ سیکڑون مسلمانون کا ناحق خون کیا۔ اور ایک شخص ثالث کو خلیفہ مقرر کرین۔ ابو موسیٰ اس فقرے مین آگئے۔ اور دونون آدمی اپنی راے ظاہر کرنے کے لیے آئے۔ اور عمرو بن العاص نے ابو موسیٰؓ سے تعظیم کے ساتھ کہا کہ آپ بڑے ہین پہلے آپ اپنا فیصلہ سُنائیے۔ وہ اس فقرے کو بھی نہ سمجھے اور عمرو بن العاص پر اعتماد کرکے منبر پر چڑھکر فیصلہ سُنایا کہ ہمنے دونون کو یعنے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ کو خلافت سے برطرف کیا۔ جس طرح اس انگوٹھی کو مین نے ہاتھ سے نکالا۔ اسکے بعد عمرو عاص منبر پر چڑھے اور اُنھون نے کہا کہ تم سُن چکے کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے ثالث نے اُنکو خلافت سے برطرف کیا مین نے بھی اُنکو برطرف کیا۔ اور امیر معاویہ کو خلافت پر قائم رکھتا ہون۔ اسپر ابو موسیٰ نے عمرو بن العاص کو فریبیہ اور مکار کہا کہ اُنھون نے ہمسے دھوکا کیا۔ لیکن اہل شام کے لشکر مین بڑی خوشی ہوئی کہ امیر معاویہ خلیفۂ برحق ہوئے اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے لشکر کے لوگ ابو موسیٰ کی سادگی پر شکایت کرنے لگے۔ اور قریب تھا کہ پھر لڑائی ہو کہ اہل شام نے مہلت لی۔ اور ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ ایک قسم کا مذہبی تعصب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے ساتھیون مین اور امیر معاویہ کے لوگون مین

پیدا ہو گیا۔ کہ ایک دوسرے کو بُرا کہنے لگے۔ اِس فیصلہ سے خود حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے لشکر کے بعض لوگ خلاف ہو گئے۔ اور آپؓ کو بُرا کہنے لگے۔ کہ آپؓ نے ابو موسیٰ کو ثالث مقرر کرنے مین غلطی کی۔ اور یہ کہ جب آپ کے اور اللہ کے دشمنون کو ہلاک کر رہے تھے۔ آپؓ نے کیون باز رکھا۔ اسلیے اُنھون سے نے عبد اللہ ابن وہاب کو اپنا سردار مقرر کر کے اپنی جگہ نہروان مین بغداد کے قریب قائم کی۔ اور اُنکی تعداد پچیس ہزار آدمیون کی ہو گئی۔ یہی خارجی کہلاتے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اپنے لشکر کے ساتھ مقابلہ کو گئے آپؓ نے ایک نیزہ گڑوا دیا۔ اور منادی کر دی کہ جو اِسکے گرد آئے گا اور عفو چاہیگا ہم اُسکو معاف کرینگے۔ چنانچہ اکثر لوگ اُس نیزے کے گرد آئے۔ اور عفو قصور چاہی۔ اب عبد اللہ کے ساتھ صرف چار ہزار آدمی رہے۔ اِن لوگون نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے مقابلہ کیا اور ایسا لڑے کہ صرف نو آدمی اُنمین سے بچے۔ جنھون نے آئندہ کے لئے اس فرقہ کی بنیاد ڈالی۔

ہر گاہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ خارجیون کے دفع کرنے مین معروف تھے۔ کہ آمیر معاویہؓ نے دوسرا فریب کیا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے بعد جنگ جمل کے سعد بن قیس کو مصر کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور سعد اسکے لائق بھی تھے۔ امیر معاویہ نے ایک جعلی خط اُنکی طرف سے بنام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نگاہ مین گذرانا کہ جسسے اُنکی طرف سے آپؓ کو [illegible] کا شک آجائے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ یعنے آپؓ نے سعد بن قیس کو اپنے پاس طلب کر لیا۔ اور اُنکی جگہ محمد بن ابی بکر کو مقرر کیا محمد بن ابی بکرؓ نے اہل مصر پر سختی کی۔ اور قاتل عثمانؓ کے رہنماؤن کو تنبیہ کرنے لگے۔ اس سے مصر مین بغاوت پھیلی۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اُسکا انسداد کرنا چاہا اور مالک اشتر کو محمد بن ابی بکرؓ کی جگہ روانہ کیا ہنوز وہ نہ پہونچے [illegible] ایک جگہ ٹھہر گئے تھے کہ

امیر معاویہ کے لوگون نے اُنکو زہر دیا۔ تب امیر معاویہ نے اِس موقع کو ہاتھ سے نہ دیا اور چھ ہزار آدمی عمرو عاص کے تحت مین روانہ کیا۔ اُنھون نے باغیون کو اپنا جانب دار کرلیا۔ اور محمد بن ابی بکرؓ کو یہ الزام دیکر کہ قاتل عثمانؓ ہین زندہ بوریے مین لپیٹکر جلا دیا اور مصر پر قابض ہوگئے۔ اور اپنے کو امیر مصر اور امیر معاویہ کا نائب قرار دیا۔ مؤرخ کی راے ہی کہ اگرچہ عمرو بن العاص اسلام کے بڑے حامیون مین شمار کیے گئے لیکن حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی طرف سے جو بغاوت کی اور ثالثی مین انصاف کے دھوکھے کو راہ دیا۔ اس کا الزام اور دھبا اُنکی کارروائی پر ہمیشہ کے لیے رہا اور اللہ تعالی کے نزدیک اُنکا اور امیر معاویہ کا کیا معاملہ ہوگا اسکو اللہ ہی جانتا ہی۔ حضرت عائشہ نے جب اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کا حال سُنا۔ بہت رنج ہوا اور امیر معاویہ اور عمرو بن العاص کو بہت کوسا۔ اور بد دعا کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر بھی محمد بن ابی بکر کے قتل کا بڑا اثر ہوا۔ اور آپؓ نے فرمایا کہ قاتلان محمد اسکا جواب اللہ کے نزدیک کیا دینگے۔ جو خونریزی امیر معاویہ کی بغاوت سے اہل اسلام کی ہوئی۔ اسکا تصفیہ اللہ پر چھوڑنا چاہیے۔ اور انکی شان مین بُرا بھلا کہنا اہل سُنت و الجماعت کا عقیدہ نہین۔ لیکن اُنکی بغاوت مین شک نہین۔ اور بہ سبب لحاظ صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بی ادبی نہین چاہیے۔

فصل چوتھی

حضرت معاویہ نے صرف مصر ہی پر قبضہ نہین کیا بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زندگی ہی مین حجاز کو اپنے تصرف مین لے آئے اس سے آپؓ کو نہایت صدمہ ہوا۔ اور جب آپ نے سُنا کہ عقیل بن ابی طالب آپؓ کے اپنے بھائی امیر معاویہ کے پاس گئے۔ اور انھون نے آپؓ کی شکایت کے ساتھ روزینہ چاہا۔ آپؓ کو اور بھی رنج ہوا۔ تاہم آپؓ نے مقابلہ کی پھر تیاری شروع کی۔ اور ساٹھ ہزار

آدمیون کا لشکر آپؓ نے فراہم کیا۔ جنھون نے بیعت رضوان کی کہ آپ کا ساتھ کسی حال میں نہ چھوڑینگے۔ اسی تیاری مین تھے کہ روانہ ہون کہ ایسا اتفاق ہوا کہ تین خارجیون نے کہ حج کے لیے مکہ آئے تھے۔ مشورہ کیا۔ کہ اسلام کی کامیابی مین یہ مزاحمت صرف تین شخصون کے باعث سے ہے۔ کہ آپس مین لڑتے ہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ امیر معاویہ اور عمرو بن العاص ان تینون کو قتل کر ڈالین تو سلطنت اسلام پھر بدستور ہو جائیگی۔ اور یہ کہ تینون شخص ایک ہی روز جمعہ کے دن ۱۷۔ رمضان کو قتل کیے جاوین۔

ان خارجیون کا نام بارک ابن عبد اللہ و عمرو ابن عاصی اور عبدالرحمن بن ملجم تھا بارک ابن عبداللہ دمشق کو اور عمرو بن العاصی مصر کی جانب اور عبدالرحمن کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ بارک ابن عبداللہ دمشق پہونچا۔ اور امیر معاویہ کے مصاحبین مین داخل ہوا۔ اور جب امیر معاویہ دمشق کی مسجد مین امامت کرتے تھے۔ بارک نے ایک تلوار ماری اور سمجھا کہ اُنکا کام تمام کیا۔ اُنکو اس زخم سے مایوسی تھی۔ لیکن بڑے علاج سے وہ زخم چنگا ہو گیا۔ قاتل گرفتار ہوا اور اُسکے ہاتھ پانون باندھے گئے۔ اور اُسکو طرح طرح کی ایذا دیگئی۔ اور کئی برس بعد وہ قتل کیا گیا۔

عمرو ابن العاصی اُسی روز مصر کی مسجد مین داخل ہوا۔ اور امام قارجاہ کو عمرو بن العاص سمجھکر مار ڈالا۔ کیونکہ عمرو عاص اُس روز بیمار تھے اور مسجد مین نہ آئے جب قاتل کو عمرو بن العاص کے سامنے لائے۔ اُسنے کہا میرا ارادہ عمرو عاص کے قتل کا تھا لیکن اللہ نے قارجاہ کا قتل چاہا۔

عبدالرحمن ابن ملجم جب کوفہ پہونچا۔ ایک خارجی کی عورت کے مکان مین ٹھہرا کہ اُسکا شوہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے نہروان مین مارا گیا تھا۔ وہ اُس عورت پر فریفتہ ہو گیا۔ لیکن اُس عورت نے کہا کہ ہم اُس شخص سے نکاح کرینگے جو تین ہزار درہم اور ایک غلام اور ایک لونڈی دیوے اور حضرت علیؓ کا سر لا دے

اُسنے شرائط منظور کی - اور وردان اور شبیب خارجیون کو ساتھ لیا- اُنھون نے مسجد مین خلیفۂ وقت کے آنے کا انتظار دیکھا-

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے ایسی باتین فرمائین جس سے مایوسی ظاہر ہوتی تھی آپؓ نے فرمایا افسوس اے دل بیصبری کیون ہے- موت کا علاج نہین- جب آپؓ مکان سے چلے گھر کے مرغون نے ہنگامہ کرتے ہوئے آپ کو گھیر لیا- اسکو بھی پیچھے لوگون نے فال بد سمجھا- جب آپؓ مسجد مین داخل ہوئے- قاتلون نے ایک دوسرے پر سازشی وار کیا- وردان نے ایک وار خلیفۂ وقت پر کیا- لیکن وہ مسجد کے دروازے پر لگا- لیکن عبدالرحمن نے جو وار کیا وہ کاری تھا- اور آپؓ کے سر مبارک پر زخم لگا- تب قاتلان وہان سے الگ ہوئے اور بھاگے- اور شبیب اپنے تعاقب کرنے والون سے بہت دور رہا اور بچ گیا- وردان کا تعاقب کیا گیا اور وہ اپنے گھر کے سامنے مارا گیا- عبدالرحمن بن ملجم جستجو کے بعد مسجد کے گوشہ مین پکڑا گیا- اور اُسکے ہاتھ مین ہنوز تلوار موجود تھی- اُسکو خلیفہ وقت کے سامنے لائے- آپؓ نے اُسکو اپنے بیٹے حضرت امام حسنؓ کے حوالہ کیا- اور فرمایا کہ اُسکو کچھ نہ کھو اگر ہم ہلاک ہو جاوین تو اسکو اذیت نہ دینا- اسکو بھی ایک ہی ضرب مین ہلاک کرنا- چنانچہ اُسکے ساتھ ایسا ہی کیا گیا-

حضرت علیؓ کا انتقال آپ کے زخمی ہونے سے تین روز کے اندر واقع ہوا- یہ واقعہ سنہ ۴۰ھ ہجری مین پیش آیا- مطابق سنہ ۶۶۱ء کے آپ کا سن شریف ترسٹھ برس کا تھا اور آپؓ نے ہنوز پانچ برس پورے خلافت نہ کی تھی- آپ کی لاش مبارک کوفہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر دفن کی گئی- مابعد کے زمانہ مین اُسپر روضہ اور مکانات بنائے گئے- اور اہل فارس کے بادشاہون نے اُسکو مرصع کیا- بعضون نے لکھا ہی کہ کچھ عرصہ بعد آپؓ کے مزار کا نشان نہ رہا- لیکن

ہارون الرشید کی خلافت مین جب وہ شکار کے واسطے اُسجگہ پہونچا۔ جہان آپ کا مزار تھا شکار نے وہان پناہ لی اور شکاری جانور اُس تک نہ پہونچ سکے۔ اُسکو بہت تعجب آیا پر اسنے لوگون سے دریافت کیا تو پتہ لگا کہ یہین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا مزار ہے۔ چنانچہ اُسنے وہان روضہ بنوایا۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے تمام واقعات سے ظاہر ہوتا ہی کہ آپ بڑے لائق سابق الایمان والون مین سے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بچپن سے تعلیم پائی۔ اور اخیر وقت تک عرب کی سادگی اختیار کیے رہے۔ آپ خلفا مین پہلے شخص سمجھے جاتے ہین۔ جنھون نے خوشنولیسی کی طرف التفات کیا۔ آپ کے خیال شاعرانہ بھی تھے اور آپ کے اشعار اور اصول کی باتین اہل عرب مین ضرب المثل ہین۔ جنکا ترجمہ اکثر زبانون مین ہوا ہی۔ آپ کی مُہر مین کندہ تھا کہ ملک اللہ کا ہی۔ آپؓ کے مقولے سے ظاہر ہی کہ آپ کو اس دنیا کی نعمتون کی خوشی تھی۔ آپ فرماتے تھے زندگانی ابر کا سایہ ہی۔ یا سونے والے کی نیند۔

آپ کی اپنی پہلی بی بی حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم سے دو صاحبزادے تھے۔ حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ۔ اور تین بیٹیان تھین زینبؓ زوجہ عبد اللہ جعفر طیار و ام کلثومؓ زوجہ عمر بن الخطاب و رقیہؓ۔ علاوہ اِنکے آپ کے تیرہ بیٹے اور تھے اور پندرہ بیٹیان کہ دوسری بیبیون سے تھین۔ لیکن جن سے آپ کی نسل اجرا پائی۔ وہ حسنؑ و حسینؑ و محمدؓ بن حنفیہ و عباسؓ و عمرؓ ہین۔ آپ اپنے زمانہ مین علم عرفان یعنے فیوضات صرف باطنی کے لیے مشہور تھے۔ اور آپ کے فیضیابون مین آپ کے صاحبزادگان اور حسنؓ بصری بھی ہین۔

خلافت و امامت امام حسن رضی اللہ عنہ

باب ساتوان

انتقال کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ نے جانشین نامزد کرنے سے انکار کیا۔ لیکن بعد وفات آپ کے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بن علی کرم اللہ وجہہ بلا مزاحمت جانشین ہوئے۔ اُسوقت آپ کا سن شریف ۳۷ برس کا تھا۔ آپؑ کو اسوجہ سے لوگون نے اور بھی زیادہ پسند کیا تھا کہ آپؑ اپنے نانا کے ہمشبیہ تھے۔ اور حسلم و اخلاق مین بھی اُنکے مثل تھے۔ آپؑ مین وہ بات جو خانہ جنگی کے دفع کرنے کے لیے اور غالب آجانے کے واسطے ضرور ہی نہ تھی۔ آپؑ کو مسلمانون کے خون ناحق کا بڑا خیال تھا۔ آپؑ نے اپنے والد کے انتقال کے بارے مین فرمایا۔ کہ جس رات کو قرآن نازل ہوا جس رات کو حضرت عیسیٰؑ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اور جس رات یوشوع قتل کیے گئے اُسی رات کو میرے والد بھی قتل کیے گئے۔ قسم اللہ کی کوئی سابق کے خلیفہ ایسے نہ تھے اور نہ اُنکے جانشین مین ایسے ہونگے۔ قیس رضی اللہ عنہ نے کہ خاندان علی رضی اللہ عنہ کے بہی خواہ تھے جانشینی کے رسوم شروع کر دیے۔ اور کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ اور عہد کیجیے کہ موافق کتاب اللہ اور حدیث کے کیجیے گا اور کُل مخالفین سے جنگ فرمائیے گا۔ حضرت امام حسنؑ نے عہد کیا۔ اور خلیفہ وقت شمار کیے گئے۔ اور لوگ طلب کیے گئے کہ آپؑ کی موافقت کا اقرار کرین۔ اور جو مخالف ہون اُنسے لڑنے کے واسطے آمادہ رہین۔ اسپر بعض بالکستان کے ضعیف دلون نے کن بھسکی لی کہ اب ہم لڑنے والا خلیفہ نہین چاہتے۔

اگر امام حسنؑ کے دل سے کوئی پوچھتا تو آپ پہلے ہی خلافت سے درگذر تے اور معاویہ کو کہ اُسکے بڑے آرزومند تھے حوالہ کر دیتے۔ لیکن آپؑ کے ساتھ بڑے بہادر سردار لوگ تھے۔ اور آپؑ کے بھائی حضرت امام حسینؑ تھے

جنمین اپنے والد کی بہادری موجود تھی۔ ان لوگون نے آپؑ کو گھیرا۔ علاوہ اسکے آپؑ کے ساتھ ساٹھ ہزار لڑنے والے سپاہ میدان جنگ کے واسطے شام کی طرف جانے کو آمادہ تھے۔ بلکہ وہ ہونے سے کچھ آپس مین اختلاف ہوا اور امام حسنؑ اُسکے رفع کرنے مین زخمی ہوئے۔

قیس بن سعد بن عبادہ

حضرت امام حسنؑ نے اسلیے جبراً سالار لشکر ہوکر جانا قبول کیا۔ یہ خبر سُنکر کہ امیر معاویہ میدان جنگ مین آگئے۔ حضرت امام حسنؑ نے بارہ ہزار آدمیون سے قیسؓ بن سعد بن عبادہ کو روانہ کیا۔ کہ روکین اور خود اصل لشکر کے ساتھ چلے۔ قیسؓ نے پہونچکر خفیف لڑائی کی اور دشمن کو روکا۔ اور ایسی جگہ قیام کیا جہان سے خلیفہ وقت کی مدد کے منتظر رہے۔ جب آپؑ امیر معاویہ کے لشکر کے مقابل مین پہونچے۔ تصفیہ کا پیغام کیا گیا۔ آپؑ نے امیر معاویہ سے کہا کہ تین شرط پر ہم خلع خلافت کرتے ہین۔ ایک تو یہ کہ کوفہ کی آمدنی میرے صرف کے واسطے رہے۔ دوسرے یہ کہ آپ اپنے بعد کسی کو جانشین نامزد نہ کیجیے۔ جسکو عامہ خلائق پسند کرین وہی ہو۔ تیسرے یہ کہ حضرت علیؑ کی شان مین تبرا نہ کہلایے امیر معاویہ نے سابق کے دونون شروط کو قبول کیا۔ اور تیسرے سے انکار کیا کہ اختیار سے باہر ہے ہم کس کس کو روکینگے۔ اسپر لوگون نے حضرت امام حسنؑ کو سمجھایا کہ پس پشت کسی کے کہنے کا کیا خیال ہے۔ چنانچہ انھین شرطون پر تصفیہ ہوا۔ لیکن حضرت امام حسینؑ کے خلاف تھا۔ اور آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے باپ اور بنی ہاشم کی اس سے بے عزتی ہوئی۔ لیکن امام حسنؑ نے نہ سُنا اور اپنے بھائی کو لیے ہوئے مدینہ آئے۔ حضرت علیؑ کے نام سے ہر جمعہ کو دمشق مین تبرا ہوتا تھا کہ اسکو عمرو ابن عبد العزیز نے اپنے عہد مین ترک کرایا حضرت امام حسنؑ عزلت پسند تھے۔ اسلیے عزلت اختیار کی۔

امیر معاویہ سے ایک مرتبہ خاندان بنی ہاشم کی ایک بوڑھی عورت نے کہا کہ تم نے اپنے چچیرے بھائی بنی ہاشم کا حق غصب کرکے اپنے خاندان کو قائم کیا ہے۔ جیسا فرعون نے بنی اسرائیل کے ساتھ کیا۔ انھون نے جواب دیا اللہ اسکو معاف کریگا۔ اور تم کہو تو کہ تمکو کچھ چاہیے۔ اُسنے کہا کہ دو ہزار اشرفی میرے اہل قرابت کے واسطے اور دو ہزار میرے لڑکون کی شادی کے لیے چاہیے اُسکو وہ دیے گئے اور پھر اُس تاریخ سے اُسکی زبان سے شکایت نہ سُنی گئی۔

حضرت امام حسنؑ کے بہت اولاد ہوئی لیکن جن سے نسل کا اجرا ہوا۔ وہ حسنؑ مثنی اور زیدؑ ہین۔ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کہ اپنے عہد مین امام زمانہ تھے آپ ہی کی اولاد مین تھے۔

محققین کا قول ہے کہ خلافت دو قسم کی ہے ظاہری و باطنی۔ حضرت امام حسنؑ تک دونون مجتمع تھی۔ لیکن یہین سے جدا ہوئی۔ اسلیے خلافت باطنیہ کا نام امامت ہوا اور خلافت ظاہری کا نام حکومت ہے۔ یہین سے اہل شیعہ کے بارہ امام ہوئے۔ حضرت حسن بصریؒ اور حسن مثنیؑ آپ کے صاحبزادے فیض باطنی سے آپ کے مستفید ہوئے تھے۔

باب آٹھوان

خلافت بنی اُمیہ

فصل پہلی

حکومت امیر معاویہ بن ابی سفیان ۴۱ھ

حضرت امیر معاویہ سنہ ۴۱ھ مین بے خرخشہ اسلام کی سلطنت کے حاکم ہوئے اگرچہ یہ بھی اور مابعد کے بادشاہ بھی آخری بادشاہ تک عباسیون کے سب خلفا

کہلاتے رہے۔ لیکن خلافت راشدہ ختم ہوچکی۔ اب صرف سلطنت ہی سلطنت رہی خارجیون نے امیر معاویہ کی حکومت کو ناپسند کیا۔ اور ملک شام مین بغاوت پھیلائی لیکن اُنھون نے اُنکی سخت تدارک کی۔ اور جب دیکھا کہ اہل شام اُنسے مقابلہ نہین کرسکتے تو اہل بابل سے کہ زیادہ قوی تھے مدد لی اور اُنکی بنیاد اکھاڑ دی امیر معاویہ ہی سے مشہور خاندان بنی اُمیہ کا شروع ہوا۔ یہ خاندان کئی کرسی تک رہا۔ اور عربون کی تواریخ اسی کے بعض واقعات سے یورپ مین (فرنگستان مین) مشہور ہوئی۔ امیر معاویہ نے علم کی قدردانی کی۔ اکثر اہل علم وہنر انکو گھیرے تھے۔ اور یونانی علوم بھی عربون مین اُن جزیرون سے لائے گئے جن کو انھون نے فتح کیے تھے۔

حضرت امیر معاویہ نے ایک اور امر قابل الزام اپنی سلطنت کے استحکام کے واسطے کیا۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت اختیار کی۔ امیر معاویہ کے باپ ابوسفیان نے آپ کا تعاقب کیا۔ لیکن جب نہ پاسکے طائف مین ٹھہر گئے۔ یہان اُسنے شراب پی اور ایک یونانی لونڈی سے اُسی حالت مین مباشرت کی جسکا نام صومعہ تھا۔ لیکن وہ حاملہ ہوگئی اور اُسکو بیٹا پیدا ہوا۔ ولدالزنا ہونے کے باعث سے ابوسفیان نے اُسکو اپنا بیٹا قرار نہ دیا۔ اسلیے اُسکا نام زیاد ابن ابیہ (یعنی زیاد اپنے باپ کا بیٹا) پڑا۔

یہ لڑکا نہایت ذہین اور فتین نکلا۔ ہنوز پورا جوان بھی نہین ہوا تھا کہ ایک موقع پر امیر عمرو بن العاص اُسکی فصاحت اور دلیری سے متحیر ہوکے عمرو عاص خود بھی صحیح النسب نہ تھے۔ وہ کہنے لگے کہ اگر یہ لڑکا قریش کے خاندان صحیح سے ہوتا تو عرب کی تمام قومون کو اپنی لاٹھی سے نکال دیتا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت مین یہ زیاد قاضی مقرر ہوا۔ وہ اپنے فیصلہ کے واسطے مشہور تھا۔ ایک موقع پر

کچھ لوگون نے مغیرہ ابن سعید کو جھوٹی تہمت ایک امر کی دی اور چند لوگون نے جھوٹی گواہی دی۔ اسپر زیاد نے مغیرہ کو رہا کیا اور انکا اعزاز کیا اور گواہون پر تہمت کے لیے دُرّے لگائے۔ یہ بات مغیرہؓ کو یاد رہی جب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا زمانہ آیا۔ اور مغیرہؓ آپؓ کے مشیر ہوئے مغیرہؓ نے زیاد کو فارس کا حاکم مقرر کرانے مین سفارش کی۔ اور آپؓ نے امیر فارس اسکو مقرر کیا۔ اور اسکو لائق شخص پایا۔

بعد وفات حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے اور خلع خلافت حضرت امام حسنؑ کے زیاد نے امیر معاویہ کی اطاعت نہ کرنا چاہا۔ اسلیے وہ ڈرے کہ مبادا بنی ہاشم کے ساتھ ہوکر کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو خلیفۂ وقت بنایا چاہتے تھے انکو خلیفہ مان لے اور ہم سے لڑے۔

اسلیے مغیرہؓ کو کہ زیاد کے محسن تھے امیر معاویہ نے بُلا بھیجا۔ انکی خاطر کی اور انکو خط دیا۔ جسمین اپنی مہربانیون کا اظہار تھا۔ اور مغیرہ سے کہا کہ زیاد کو اپنے ساتھ کوفہ مین لاؤ۔ جہان ملاقات ہم سے ہوگی۔ جب وہ دونون آدمی کوفہ مین پہونچے۔ امیر معاویہ زیاد کو بھائی کہکر بغلگیر ہوئے۔ کہ ہم تم اپنے بھائی ہین۔ ایک باپ کے بیٹے۔ یعنی ابی سفیان کے۔ اور اُس روز مجمع عام مین بھائی چارہ قائم ہوگیا۔

بنی امیہ نے شکایت بھی کی۔ کہ ولد الحرام کو خاندان قریش مین کیون داخل کیا لیکن امیر معاویہ نے کچھ اسکا خیال نہ کیا۔ اور زیاد کی تالیف مین برابر رہے۔ امیر معاویہ نے اپنے بھائی زیاد کے خدمات کو نہایت عالی پایا۔ بصرہ خراب حاکمون کے باعث سے چور۔ اور ٹھگیت کا مرکز ہوگیا تھا۔ زیاد کو یہان کے خدمات سپرد کیے گئے۔ وہ اس جگہ پر قبضہ کرنے کو چلا۔ اور جب بصرہ پہونچا

تو اُسکو قاتلون کا مسکن پایا۔ کوئی ایسی رات نہین گذری کہ خون نہ ہوا۔ اسیلیے رات کو گلیون مین پھرنا پُرخطر تھا۔ زیاد ایک فصیح البیان شخص تھا۔ اور بار عام لوگون کو وہان کا اُسنے اشتہار دیا۔ کہ ہم تلوار سے حکومت کرینگے۔ اور جو مجرم ہوگا اُسکو سخت سزا دینگے۔ جو ایسے لوگ ہین اُنکو مناسب ہے کہ شہر چھوڑ دین۔ اُسنے یہ بھی اشتہار دیا کہ جو آدمی شام کے بعد گلیون مین دکھائی دیگا۔ قتل کیا جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ پہلی شب کو دو سو آدمی مارے گئے۔ اور اُسکے بعد پھر کبھی خون نہ ہوا۔

امیر معاویہ نے اسکے بعد زیاد کو خراسان پر تعینات کیا۔ وہان بھی اُسنے ویسا ہی کیا۔ جسقدر اُس سے کام لیا گیا۔ اُسی قدر اُسکی لیاقت ظاہر ہوتی گئی۔ یہان تک کہ اُسکے نام سے فساد فرو ہوتا۔ باوجود اسکے وہ ظالم نہ تھا لیکن اپنے کام اور انصاف مین سخت تھا۔ جہان زیاد نے حکومت کی وہان اُسکا حکم تھا کہ رعایا اپنا دروازہ رات کو کھلا رہنے دین۔ اور اس سے غرض یہ تھی کہ چوری کی چیز کوئی چھپا نہ سکے اور اُسکی پولس ایسی نگران تھی کہ غارتگری اور لوٹ اُسکے علاقہ مین کبھی نہ ہوئی۔

ہرگاہ زیاد ان حکومتون مین مصروف تھا۔ اُسنے امیر معاویہ کو خط لکھا کہ ہرگاہ میرا دہنا ہاتھ بابلستان وغیرہ کی حکومت مین مصروف ہے۔ میرا بایان ہاتھ بیکار ہے۔ اسیلیے مناسب ہے کہ عربستان کی حکومت بھی ہمکو ملے۔ چنانچہ امیر معاویہ نے قبول کیا۔ جب وہ اپنی نئی حکومت پر جانے کو تھا کہ اُسکو بیماری لاحق ہوئی۔ بہت علاج کیا گیا لیکن اچھا نہ ہوا۔ وہ ۵۳ھ مین اور اپنی عمر کے بھی ۵۳ سال مین فوت ہوا۔ لیکن جنپر اُسنے حکومت کی تھی وہ اُسکے مرنے سے خوش ہوئے۔ کہ ہم سختیون سے رہا ہوتے۔ اُسکا بیٹا عبید اللہ ابن زیاد اگرچہ پچیس برس کی عمر کا تھا لیکن امیر معاویہ نے اُسکو خراسان کا امیر مقرر کیا۔ اور اُسنے بھی اپنے مین اپنے باپ کی دلیری

ثابت کی۔ اُسنے اپنے خراسان کی راہ مین ترکون کے بڑے لشکر کو شکست دی اور ترک اس طرح بھاگے کہ اُنکے شاہزادے کا جوتا چھُوٹ گیا۔ کہ دو ہزار اشرفی کو فروخت ہوا۔

زیادہ کا ایک اور بیٹا جسکا نام سلیم تھا کئی برس بعد خراسان کا حاکم ہوا۔ اور اُسنے ملک پر اس شایستگی سے حکومت کی کہ بنیس ہزار لڑکون کے نام اُسکے نام پر رکھے گئے۔

زیاد کا ایک تیسرا لڑکا بھی تھا جسکا نام کمیل تھا کہ حجاز کا حاکم مقرر ہوا اور اُسکی کئی پشت مین یہ حکومت رہی۔ اور وہ آل زیاد کے نام سے پکارے گئے۔

اب امیر معاویہ کی تمام سلطنت مین پورا تسلط آگیا۔ انھون نے عمرو عاص کو مصر کی حکومت پر مقرر کیا۔ اور اُسکی آمدنی تصرف کرنے پر مجاز کیا۔ یہ اُس عوض مین تھا کہ انھون نے وقت نزاع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے امیر معاویہ کو خلیفہ وقت مانا اور یہ شرط کی کہ لشکر قائم رکھین۔ یہ بڑا نے افسر اس ملک کی حکومت پر زیادہ نرہے انھون نے ۴۳ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔ موافق ۶۶۴ء کے۔ یہ اسلام کے مشہور اور عقلمند فاتحون سے تھے۔ ایک موقع پر حضرت عمرؓ نے انسے پوچھا کہ ہمکو وہ تلوار دکھاؤ جس سے تمنے اتنی لڑائیاں فتح کین اور اس قدر کفار کو قتل کیا۔ خلیفہ وقت نے جب اوس تلوار کو معمولی تلوار پایا سخت متعجب ہوئے۔ اسپر عمرو عاص نے کہا کہ تلوار بغیر قوت بازو کے فرزدق شاعر کی تلوار سے زیادہ تیز اور بھاری نہین ہو سکتی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ عمرو عاص کے تیس برس پیشتر وفات فرما چکے تھے فرماتے تھے کہ کوئی مسلمان عمرو سے زیادہ سچا اپنے کو ثابت نہ کریگا اور نہ انسے زیادہ اسلام مین مستحکم رہیگا۔ اگرچہ عمرو عاص کے اکثر اوقات لڑائی مین صرف ہوئے۔ لیکن انھون نے تسلط کے قوانین بنائے۔ وہ فصیح البیان اور شاعر

بھی تھے۔ اُنھون نے ایام جہالت مین حضرت صلعم کی ہجو لکھی تھی۔ اُسکا بہت افسوس کرتے تھے۔ اُنکی تلاش اہل علم کے لیے رہتی تھی۔ اور فلسفہ کی گفتگو سے خوش ہوتے تھے۔ انکی چند ضرب المثل مشہور ہین۔ جنسے اُنکی عقلمندی ظاہر ہوتی ہی اور اُنکی وصیت کہ انتقال کے وقت اپنے لڑکون کو کی وہ بھی مشہور ہی۔

فصل دوسری

امیر معاویہ اپنے کو اب اپنی حکومت مین مستحکم سمجھکر بیرونی کامیابی کے خواستگار ہوئے۔ جس سے خانہ جنگی کا الزام اُنکے سر سے رفع ہو۔ اور اُنکی یہ بھی خواہش تھی کہ اُنکا بیٹا یزید نام آوری حاصل کرے۔ اور لوگ اُسکو عزیز سمجھین۔ کیونکہ اُنکی دلی آرزو تھی کہ اُنکے بعد اُنکا بیٹا جانشین ہو۔ اسلیے اُنکا قصد ہوا کہ یزید بن معاویہ کو بڑے لشکر کے ساتھ واسطے فتح قسطنطنیہ دار السلطنت رومیون کے روانہ کرین یہ ایک طرح کا جہاد تھا کیونکہ اس شہر کے بارے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی بھی تھی۔

اس لشکر کی سالاری ایک پُرانے سردار کو جنکا نام سفیانؓ (امیر معاویہ کے بڑے بھائی) تھا دی گئی۔ اور اُنکے ساتھ اسلام کے پُرانے لوگون مین سے تھے کہ بدر اور اُحد مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑے تھے اور اپنی ضعیفی مین بھی جوانونکی بہادری دکھاتے تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام بھی کہ جن مین اپنے باپ کی شجاعت تھی اس لشکر مین شریک تھے اور خوب کارنمایان کیے۔ اور بھی اسلام کے عمدہ عمدہ سوارون مین سے تھے۔ بری اور بحری دونون تیاریان ہوئین۔ مسلمانون کا لشکر بہت بھاری تھا۔ اور سب آزمودہ کار اور مصیبت اُٹھائے ہوئے تھے۔ علاوہ اسکے بہشت کی آرزو بھی تھی۔ بخلاف اسکے رومی اور یونانی حالت زوال مین تھے۔ اور اُنکا قیصر قسطنطین کہ ہرقل کا پوتا تھا۔ نالائقی کے باعث سے بدنام تھا۔

افسوس کی بات ہے کہ اس محاربہ کا حال تواریخون مین بہت کم درج ہے۔ غالباً واقعات بہت ہوئے کیونکہ محاربہ عرصہ تک رہا۔ لیکن کسی کتاب مین مفصل پایا نہین جاتا۔ اسی قدر لکھا ہے کہ مسلمانون کے جہازات آبنائے ڈارڈ نلس (بحر فرنگ) مین بلا مزاحمت داخل ہوگئے۔ اور قسطنطنیہ سے سات میل کے فاصلہ پر فرود ہوئے۔ کئی روز تک مسلمانون نے زور و شور سے محاصرہ کیا۔ لیکن شہر مین تمام مقدور سپاہ جمع تھی۔ اور آزمودہ کار بھی تھے۔ اور شہرپناہ کی دیوار بلند اور مستحکم تھی۔ علاوہ اسکے یونانیون نے قلعہ کی دیوار سے آگ برسانا شروع کیا یہ ایک قسم کی تیزاب کہ نو ایجاد تھی بارود کا کام دیتی ہے۔ اور ابتک بارود کا وجود نہوا تھا۔ اس آگ سے مسلمان بہت ضائع ہوئے۔ مسلمانون نے اپنی کوششون کو بیکار دیکھکر قسطنطنیہ کے یورپ اور ایشیائی اطراف کو غارت کیا۔ اور جب زمانہ سرما کا پہونچا تو جزیرہ سائیزکس مین جسکو صدر مقرر کیا تھا اور قسطنطنیہ سے اسی میل کے فاصلہ پر تھا واپس آئے۔ کیونکہ وہان سردی شدت سے پڑتی ہے جسکے وہ عادی نہ تھے۔

اس محاربہ مین چھ برس گذر گئے اور زر کثیر خرچ کیا۔ ہزارون جانین بیماری سے اور طوفان سے سمندر مین تلف ہوئین۔ اور ہزارون آدمی قسطنطنیہ کے زیر لوا شہید ہوئے۔ ان مین سب سے مشہور آدمی حضرت ابوایوب انصاری تھے جنکے گھر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت ٹھہرے تھے۔ لیکن آپ نے مرنے کے بعد بھی عزت کی قبر پائی۔ اگرچہ زمانہ دراز تک انکی قبر کا نشان نہ رہا تاہم آٹھ سو برس بعد جب محمد ثانی ترک سلطان روم نے ۱۴۵۳ء مین قسطنطنیہ کو فتح کیا اور اپنا دار الخلافت مقرر کیا۔ اسکو خواب مین بشارت ہوئی اور اسجگہ اس نے مقبرہ اور مسجد بنوائی۔ اور اب تک ترکون مین رواج ہے کہ

جب تخت پہ نیا بادشاہ بیٹھتا ہی۔ اُسکی کمر بندی وہین ہوتی ہی۔

مسلمانون کی واپسی سے یونانیون کی ہمت بڑھگئی۔ اور اُنھون نے اب مسلمانون پر حملہ کیا۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے کو خطرناک حالت مین پایا اور غور سے دیکھا کہ اپنے مین اب وہ قوت نہین رہی۔ ہر طرح کے دشمن گھیرے آتے ہین۔ اور عمر بھی بہت ہوئی۔ آخرش اُنھون نے قیصر روم سے تیس برس کی صلح کرلی اور تین ہزار اشرفی اور پچاس غلام اور پچاس عربی گھوڑے سالانہ دینا قبول کیا۔

مورخین افسوس کرتے ہین کہ امیر معاویہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی اطاعت کرنے مین خانہ جنگی کی۔ اور قیصر روم کی کہ کافر تھا اُسکی اطاعت قبول کی۔

قسطنطنیہ کے معرکہ مین بھی یزید ابن معاویہ نے کچھ کارگزاری نہ کی اور نہ شہرت حاصل کی۔ بلکہ اُسنے نفسانیت کی۔ اُسنے حضرت امام حسن علیہ السلام کے قتل کی ترغیب دی۔ جنھون نے امیر معاویہ کو خلافت سپرد کی تھی۔ ایسا کہا جاتا ہی کہ یزید بن معاویہ نے آپؑ کی بیبیون مین سے ایک کو لالچ دی۔ کہ ہم تم سے نکاح کرینگے اگر امام حسن علیہ السلام کو زہر دو۔ آپ کی شہادت ۴۹؁ ہجری مین واقع ہوئی۔ مطابق ۶۶۹؁ء کے۔ اُسوقت سن شریف آپؑ کا ۴۷ برس کا تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے آپؑ کو تکلیف کی شدت مین دیکھکر پوچھا کہ آپ کا شبہہ کس پر ہی جسپر ہو ہم اُس سے انتقام لین۔ آپؑ نے نام بتانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ یہ دُنیا مثل ایک شب دراز کے ہی۔ اُسکو چھوڑ دو یہان تک کہ ہم اور وہ اللہ کے سامنے ہون۔

یزید بن معاویہ نے اپنے وعدہ کو ایفا نہ کیا۔ اُسنے کہا کہ ایسی عورت پر

کون تکیہ کرسکتا ہے جو اپنے شوہر کو مار ڈالے - لیکن اُسنے کچھ زہر زردالو مین ڈال دیا - امیر معاویہ بن ابی سفیان پر بھی لوگون نے تہمت دی ہے کہ وہ اِس خبر کو سُنکر خوش ہوئے - اور سجدۂ شکر کیا - کیونکہ وہ سمجھے کہ یزید کی جانشینی مین اب کسی قسم کا روک نہ ہوگا - واللہ اعلم - حضرت امام حسن علیہ السلام کی بہت سی بیبیان تھین - اور اُنکے بعد دیگرے اکثر کو طلاق دیا اور دوسرے سے نکاح کیا - اس سے مطلب شاید کثرت اولاد و سادات ہو - آپ نے انتقال کے وقت وصیت کی تھی کہ اگر حضرت عائشہ رضی اجازت دین تو حضرت صلعم کے روضہ مین دفن کرنا - لیکن چونکہ آپ راضی نہوئین اسلیے جنت البقیع مین دفن کیے گئے - اور حضرت عائشہ رضی کا راضی نہ ہونا اِس سبب سے ہوسکتا ہے کہ روضہ مبارک مین جگہ نہ تھی - صرف ایک قبر کی جگہ ہے جسکی بہ نسبت پیشینگوئی حضرت عیسیٰ کی قبر کی ہے - اور حضرت عائشہ نے اپنا گڑنا بھی اُسمین نہ پسند کیا -

حضرت عائشہ رضی کا بھی انتقال کچھ عرصہ بعد ۵۸ھ مین ہوا - اور حضرت صلعم کے بعد ۴۷ برس زندہ رہین - جسقدر آپ رضی کی عزت حضرت صلعم کی بیبیون مین تھی اُتنی کسی دوسری بی بی کی نہ تھی - جتنی بیبیان آپ کی تھین سبھون نے رانڈاپن مین عمر گذرانی -

حضرت سعید بن زید کہ اصحاب عشرۂ مبشرہ سے تھے اور ابن عم عمر فاروق کے اور اُنکے بہنوئی تھے - ۵۱ھ مین انتقال فرمایا - اور ایمان لانا اُنکا بیس برس کی عمر مین تھا - اور اسّی برس کی عمر ہوئی -

سعد ابن ابی وقاص نے کہ ابن عم سے رسول اللہ صلعم کے اور عشرہ مبشرہ سے تھے ۵۵ ہجری مین انتقال فرمایا - اُنیس برس کی عمر مین ایمان لائے - اور نوّے برس کی عمر مین انتقال کیا -

---

فصل تیسری

شمالی افریقہ کے فتوحات جنکو عبداللہ بن سعد نے شروع کیا تھا عرصہ دراز سے دوسرے کامون کے باعث سے خصوصاً قسطنطنیہ کے محاصرہ سے ملتوی تھے کہ وہان مسلمانون کا بڑا لشکر فراہم تھا۔ اسی عرصہ مین سارین (طرابلس) سے بغاوت اُٹھی۔ اور اسکا خدشہ ہوا کہ جو فتوحات اہل اسلام کے اس ملک مین تھے ہاتھ سے نکل جاوے۔

فتوحات عقبہؓ

امیر معاویہ کو تلاش ہوئی کہ ایک لایق افسر ہو تا تو شمالی افریقہ کی فتوحات پھر شروع کی جاتی۔ ایسا آدمی اُنھون نے عقبہ بن نافعۃ الفہری کو پایا۔ جنکو امیر معاویہ نے دس ہزار آدمیون کے ساتھ دمشق سے روانہ کیا۔ اُنکی تعداد راہ مین بڑھتی گئی۔ وہ طرابلس کے کنارے کنارے چلے۔ اور شہر سارین کا محاصرہ کیا اور اُسپر قبضہ کرلیا۔ اگرچہ اُسکا شہر پناہ نہایت مستحکم تھا۔ محاصرے کے درمیان مین اُنھون نے قدیم عمارتون کو مسمار کیا۔ عقبہؓ اپنی کامیابی کی راہ مین مغرب کی طرف بڑھتے رہے۔ اور جنگل اور ریگستان کو طی کیا۔ یہان تک کہ وہ قدیم ملک مین کار تھیج کے جسکو اب طونس کہتے ہین پہونچے۔ یہان پر اُنھون نے ایک شہر کی بنا ڈالنی چاہی۔ کہ ملک مفتوحہ کے بیچ مین قلعہ اور پناہ کی جگہ ہو۔ جو جگہ اسکے واسطے تجویز ہوئی وہ جنگل تھا۔ اور شیر اور چیتے اور سانپ سے بسا ہوا تھا۔ اہل عرب اس شہر کی بنیاد ڈالنے مین تعجب خیز واقعہ بیان کرتے ہین۔ اُنکا بیان ہے کہ عقبہؓ جنگل مین گئے۔ اور جنگلی جانورون کی طرف مخاطب ہوکر کہا۔ اے درندے اور سانپ یہان سے جاؤ۔ اب اسکو چھوڑ دو۔ اسی مضمون کو تین روز متواتر جاکر اُنھون نے کہا۔ اور چوتھے روز جانور اُسمین نہ تھے۔

دوسرے مورخین کا بیان ہے کہ عقبہؓ نے اُسکو صاف کیا اور وہ درندون کی

جگہ نہ تھی۔ بلکہ ڈاکوؤن کی پناہ کی جگہ اور جنگل تھا۔ اور اُس جنگل کی لکڑی شہر کی تعمیر مین صرف کی۔ اور جب شہر پناہ تیار ہوگیا۔ اُنھون نے جڑ مین نیزے نصب کیے اور کہا کہ یہ تمھارا قیروان ہی۔ اُس تاریخ سے اُس شہر کا نام قیروان ہوا۔ یہی شہر قیروان کی اصل ہی کہ ۳۳ میل پورب اور دکھن کے گوشہ پر شہر کارتھیج سے اور بارہ میل سمندر کے کنارے سے لب ریگستان واقع ہی۔ یہان عقبہؓ نے اپنی حکومت کی جگہ قائم کی۔ اور مسجدین اور دوسری تعمیرات عامہ کی بنیا دڈالی۔ اور اطراف کے ملکون کو قبضہ مین ورلائے۔

ہرگاہ عقبہؓ نے یہ فتوحات حاصل کیے۔ امیر معاویہ نے کہ ان ملکون کی وسعت سے واقف نہ تھے ان ملکون کو مصر کی حکومت مین داخل کیا۔ اور ایک انصار کو جنکا نام مہاجر بن ام دینار تھا امیر مقرر کیا۔ مہاجر کسی قدر متعصب آدمی تھے۔ جیسے ہی وہ اپنی حکومت پر مستقر ہوئے۔ انھون نے عقبہؓ کا نام سُنا اور اُنسے رشک کرنے لگے۔ اور اُنکی جھوٹی شکایت امیر معاویہ کو لکھی۔ یہان تک کہ امیر معاویہ نے عقبہؓ کو معزول کیا۔ اور اپنے پاس طلب کیا۔

مہاجر نے اُس حکمنامہ کو اپنے ایک افسر کی معرفت جنکا نام مسلمہ بن مقلد تھا بھیجا۔ اور اپنی طرف سے ایک خط دیا۔ اور اُسمین لکھا کہ اگر عقبہؓ کو خلیفہ کے اس حکم کی تعمیل مین عذر ہو۔ تو مسلمہ اور دوسرے افسران لشکر کو اختیار ہوگا کہ اُنکو گرفتار کرین۔

عقبہؓ اسوقت شہر سارین مین تھے اور اُنکو اُسکی تعمیل مین کچھ عذر نہ ہوا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ کسی کی کارستانی ہی۔ اُنھون نے کہا کہ اے اللہ میری زندگی برقرار رکھ۔ یہان تک کہ ہم اپنے کو مہاجر کے فریب سے نکالین۔ وہ فوراً ہی بغیر اپنے گھر گئے ہوئے روانہ ہوئے۔ اور جتنا جلد ہو سکا دمشق مین پہونچے۔

اور امیر معاویہ کے سامنے اُنکے دربار عام مین جس وقت سب افسر دربار نیچے تھے حاضر ہوئے۔ امیر معاویہ کی طرف مخاطب ہوکر اُنھون نے کہا۔ کہ ہمنے ریگستان کو طی کیا۔ جنگلیون سے مقابلہ کیا۔ ہمنے ملک اور شہر فتح کیے۔ اُنکے کافر باشندون کو اللہ کے حکم سے مطلع کیا۔ ہمنے مسجد اور محلسرا بنوائی۔ اور اپنے ملک کی استحکام کی۔ اُسکے صلہ مین ہم عہدے سے معزول کیے گئے۔ ہم آپ سے انصاف چاہتے ہین کہ ہم اسی کے سزاوار تھے۔ امیر معاویہ اپنے فعل پر نادم ہوئے اور کہا کہ ہمکو اصلی حال معلوم ہوا کہ مہاجر کون اور عقبہؓ کون ہے۔ اپنے لشکر مین واپس جاؤ اور اپنے فتوحات پر حاوی رہو۔

اگرچہ عقبہؓ اپنی حکومت پر مابعد کی خلافت مین پہونچے۔ لیکن اُنکے واقعات مسلسل وبرنج نہین کیے جاتے ہین۔ کہ اسکے سمجھنے مین آسانی ہو۔ اپنی راہ مین اُنھون نے مصر پہونچکر مسلمہ کو حکومت سے برطرف کیا۔ اور مہاجر کو قید بند کیا۔ افریقیہ پہونچکر اُنکو صدمہ ہوا کہ مہاجر نے اُنکی کل عمارتون کو اور تعمیرات کو گروادیا۔ قیروان کی آبادی پھر سے قائم کی گئی۔ تب عقبہؓ نے ظہیر ابن قیس کو اس شہر کی حکومت پر چھوڑکر مغرب کے فتوحات کی راہ لی۔ اور مہاجر کو اپنے ساتھ پابزنجیر لیے پھرے۔ اُنھون نے ملک نیومیڈیا کو جسکو اب الجیرس کہتے ہین طی کیا۔ اُسکے بعد وسیع ملک کو موریٹانیہ کے جسکو مورا کو کہتے ہین اطاعت مین لاکر افریقیہ کے مغربی کنارے تک پہونچے۔ اُنھون نے اپنے ساتھیون کو بحر اطلانٹک مین جانے کا حکم دیا۔ اور جب تا بزانو پانی مین گئے۔ کہا کہ اے اللہ اگر یہ پانی ہم کو آگے بڑھنے سے نہ روکتا تو ہم تیرے پاک حکم اور مقدس نام کو آگے بھی پھیلاتے۔

ہرگاہ عقبہؓ ان کامیابیون کے ساتھ مغربی حد تک پہونچے۔ اُنکو خبر ملی کہ یونانی اور جنگلیون نے اُنکے پیچھے مین بغاوت کی۔ اور یہ کہ شہر قیروان بڑی

خطرناک حالت مین ہی۔ یعنے اُنھون سنے اپنے تئین اُسی خطرہ مین ڈالا جس سے حضرت عمر فاروقؓ ڈرتے تھے عقبہؓ وہان سے بھرے اور نہایت تیزی سے واپس آنے لگے۔ جب وہ زاب کے ملک سے گذرے یعنے نیومیڈیا (الجیریا) سے ہو کر گذرے۔ قوم بربرہ (مورم) نے بہ سرداری ابن کاہنہ کہ پہاڑ سے اُتر آئے تھے پس پشت حملہ کیا۔ لیکن مقابلہ کی لڑائی مین وہ نہ ٹھہرے۔ جب اہل اسلام نیومیڈیا سے نکل آئے۔ تو تعاقب کرنے والے نہ بڑھے۔

عقبہؓ نے قیروان ہو کر کل خیرون کو محفوظ پایا۔ چونکہ بغاوت کو ظہیر بن قیس نے عمرو ابن علیؓ کی مدد سے کہ اہل قریش سے تھے فرو کر لیا تھا۔ اسلیے عقبہؓ نے ایک حصہ اپنے لشکر کا اطراف مین تقسیم کیا۔ اور بقیون کو سوارون کے رسالے کی شکل مین قائم کر کے اور ظہیر اور عمرو ابن علی کو حکومت پر چھوڑ کر زاب کے ملک کی طرف جنھون نے وقت واپسی کے گستاخی کی تھی چلے۔ کہ اُنسے بدلا لین۔

وہ بلا مزاحمت ایک جگہ تک جسکو تہودا کہتے تھے پہونچے۔ کہ کسی درے مین پہاڑ کے اُنھون نے اپنے کو یونانیون اور قوم بربرہ سے گھرا ہوا پایا۔ جسکا سردار ابن کاہنہ تھا۔ فی الواقع قوم عیسائی اور بربرہ آپس مین جانی دشمن تھے تاہم اس اجنبی کے نکالنے کو متفق ہوگئے۔

عقبہؓ نے اپنی تعداد اور دشمنون کی تعداد کو وزن کیا۔ اور دیکھا کہ واپسی کی راہ نہین ہی۔ اور تباہی کا قرینہ زیادہ ہی۔ اُنھون نے بڑی بردباری سے اپنے مختصر رسالے کو آراستہ کیا۔ اور معمولی دعا کی اور اپنے آدمیون کو بہادری سے لڑنے کی ترغیب دی۔ انھون سنے مہاجر کو سامنے طلب کیا۔ اور کہا کہ آج تمھاری رہائی ہی اور شہادت کا روز ہی۔ ہم تمکو اس بڑی نعمت اور بہشت سے محروم نہ رکھین گے۔ مہاجر نے اس احسان کا شکریہ ادا کیا۔ اور اپنا قصد اسلام کے لیے لڑنے کا ظاہر کیا۔

عقبہؓ نے اُنکے لیے ہتھیار اور گھوڑا مہیا کیا۔ اور دونون نے تلوار سے میان کو نکالکر توڑ ڈالا۔ اس نظر سے کہ ہم اُسوقت تک لڑینگے کہ فتح ہو یا شہادت ہو۔ لڑائی سخت تھی اور نہایت خونریزی ہوئی۔ جتنے مسلمان تھے اخیر وقت تک لڑے اور پناہ نہ چاہی۔ عقبہؓ اپنی جماعت کا آخری شخص تھا۔ اور اُنکی لاش تلوار ہاتھ مین لیے دشمنون کے ڈھیر پر پائی گئی۔ اس لشکر کی بربادی کی خبر سنکر مروان بن الحکم نے اپنے بیٹے عبد الملک کو قیروان مین مدد کے لیے بھیجا۔

فصل چوتھی

امیر معاویہ کی عمر اب بہت ہوئی۔ اور اپنی زندگی سے مایوس ہونے لگے۔ اسلیے انھون نے وہ کام کرنا چاہا۔ کہ حکومت اُنکے خاندان مین موروثی ہو جاوے انھون نے کھلکر اسلیے اپنے بیٹے یزید بن معاویہ کو اپنا جانشین کیا۔ اور صوبجات مین لکھا کہ وہان سے اسکی بیعت کے لیئے نائب آوین۔ جانشین نامزد کرنے سے خود آنحضرت صلعم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ نے انکار کیا تھا۔ اور اس سے معاویہ کی یہ غرض تھی کہ اولاد علیؓ کو خلافت سے محروم کرین۔ یزید سے لوگ متنفر تھے لیکن تاہم معاویہ نے لوگون پر یہ زور ڈالا کہ ہر حصہ سے ملک کے لوگ آئے اور یزید سے بیعت کی۔

بنی امیہ کی سلطنت اس طرح پر قائم ہوئی کہ ایک سو برس تک رہی۔ اس خاندان مین چودہ بادشاہ ہوئے۔ کہ بنی امیہ کے فرعون کہلائے۔ سوا عمر ابن عبد العزیزؒ کے۔ جو جوہا کہ امیر معاویہ نے ظاہر کیا۔ وہ اُنکے خاندان مین نرہا۔ بلکہ مروان کے خاندان مین عرصہ تک رہا۔ یعنے قریب سنہ چار سو ہجری کے۔ اس خاندان کے بادشاہ کی ملک اسپانیہ مین ڈھائی سو برس سلطنت بعد غلبۂ عباسیون کے بھی رہی۔ انھین بادشاہون مین سے ایک نے کہا کہ آج ہمکو بادشاہ ہونے دو۔ کل مار ڈالنا۔ خلافت کی سادگی امیر معاویہ کی حکومت مین نرہی۔ دمشق کی

زرخیزی نے اثر دکھایا۔ نمایش ظاہری کا رواج ہوگیا۔ شام کی آسایشون مین عرب کی سادگی ہوا ہوگئی۔ امیر معاویہ نے مکہ اور مدینہ کی بزرگی دمشق مین دینی چاہی۔ اسلیے انھون نے چاہا کہ حضرت صلعم کا عصا اور منبر نبوی مدینہ سے اُٹھالاوین۔ اُنھون نے یہ ظاہر کیا کہ یہ چیزین قاتلان عثمانؓ کے درمیان مین نہ رہنی چاہییے۔

بڑی تلاش کے بعد عصا ملا۔ لیکن جب منبر کو ہٹانے لگے۔ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ یعنی سورج گرہن لگا۔ تمام تاریک ہوگیا۔ اور روشن ستارے نمایان ہوئے۔ اس سے لوگون نے منبر کا لیجانا خلاف مشیت الٰہی سمجھا۔ اور چھوڑ دیا گیا۔

جب امیر معاویہ کا انتقال ہونے لگا۔ اُنھون نے یزید کو طلب کیا۔ اور اُسکو عقل اور تجربہ کی نصیحت کی۔ اہل عرب پر کہ تمھاری قوت کی بنیاد ہی بھروسا رکھو۔ شامیون کی قدر کرو کہ وہ نمک حلال ہین۔ اگرچہ اپنے کو اپنے ملک سے باہر ہوکر ذلیل کرتے ہین۔ اہل عراق جسکے خواستگار ہون وہ کر گذرنا کیونکہ وہ بےچین اور تکلیف دہ قوم ہے۔ اور تھوڑے سے اشتعال مین لاکھون تلوارین فراہم کرلیتے ہین۔

اُنھون نے کہا ای میرے بیٹے تیرے چار مخالف ہین۔ اول حسینؓ ابن علیؓ اُنکا اختیار اہل عراق پر بہت ہے۔ لیکن راستباز اور حق شناس ہین۔ اور تمھارے چچیرے بھائی ہین۔ اسلیے اگر وہ تمھارے قبضے مین آجاوین تو اُنکے ساتھ سلوک کرنا۔ دوسرے مخالف عبد اللہ ابن عمرؓ لیکن وہ عابد اور عالم ہین اور آخرش تمھاری موافقت مین درآوینگے۔ تیسرے شخص عبد الرحمن بن ابی بکر ہین لیکن اُنمین قوت دماغی نہین اور دوسرے کے کہنے سے بولتے ہین۔ لیکن

وہ بھی قابل خوف نہین ہین۔ چوتھے شخص عبد اللہ ابن زبیر ہین انمین لومڑی کے مکر اور شیر کی شجاعت ہے۔ اگر وہ تمھارے خلاف ہون اُنسے بہادری سے لڑو۔ اگر وہ صلح چاہین قبول کرلو۔ اور ہمسایہ کے خون سے بچو۔ اگر تمھارے قبضے مین آجاوین اُنکو ہلاک کرو۔ امیر معاویہ نے پھر اسّی برس کی عمر مین انتقال کیا۔ سنہ ۶۰ ہجری مین موافق ۶۷۹ء۔ اُنھون نے بیس برس سلطنت کی۔ وہ دمشق مین گاڑے گئے جسکو اُنھون نے اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اور بنی امیہ کے خاندان مین دارالسلطنت وہی رہا۔ انگریزی مؤرخ کی راے ہے کہ اگرچہ امیر معاویہ کی حکومت مین بعض امورات پر فریب اور دغابازی کے تھے۔ لیکن تاہم اُنکا نام اسلام کی فتوحات مین بلند ہے۔ اُنکی دلیری مین شک نہین لیکن اسکے ساتھ رحمدل بھی تھے۔ کیونکہ اگرچہ لڑائیون مین تند تھے لیکن فتوحات کے وقت نرم تھے۔ اُنکو خاندان قریش مین ہونے کا نہایت غرور تھا۔ تاہم مردم آمیز تھے اور آدمیون کے دلون مین جگہ کی تھی۔ اُنکا حوصلہ انصاف سے دب جاتا تھا۔ اسمین شک نہین کہ اُنھون نے سلطنت تلوار کے زور سے حاصل کی۔ لوگون نے اُنکو بدل مقرر نہین کیا لیکن آخرش امام حسن علیہ السلام نے بھی سلطنت اُنکے حوالہ کیا۔ اور اُنھون نے اپنے خدمات سے آپ کو راضی رکھا۔ ایک مرتبہ اُنھون نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو چالیس ہزار اشرفی بھیجی تھی۔ امیر معاویہ کی دہش بہت تھی چنانچہ اُنھون نے ایک موقع پر حضرت عائشہؓ کو ایک پہونچی بھیجی تھی جسکی قیمت ایک لاکھ اشرفی تھی۔

امیر معاویہ کو شاعری کا بھی ذائقہ تھا۔ جیسا کہ ذیل کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک ڈاکو پر قاضی نے قصاص کا حکم دیا۔ اُسنے امیر معاویہ کے پاس دو شعرون مین اپیل کی اور اسمین اپنی فلاکت اور افلاس کا ذکر تھا۔ امیر معاویہ پر اُن اشعار کا اثر پڑا۔ کہ امیر معاویہ نے حکم کو بدل دیا۔ اور اُس شاعر کو ایک تھیلی

اشرفی کی دی - کہ پھر ایسا کام نکرے -

دوسرا واقعہ ایسا بیان کرتے ہین کہ ایک نوجوان عرب نے ایک خوبصورت کے عشق مین اپنی کل دولت برباد کی - کوفہ کے حاکم نے جب اُس عورت کو دیکھا - تو اُس سے چھین لیا - اُسنے اپنے حالات اور محبت کو نظم کرکے امیر معاویہ کے پاس پیش کیا - امیر معاویہ پر اس نظم کا بھی اثر ہوا - اور حاکم کوفہ کو حکم بھیجا کہ اُسکی عورت واپس دیجاے - حاکم کوفہ نے جواب دیا کہ ہم ایک برس بعد اُسکو واپس دینگے - اسپر امیر معاویہ نے حکم بھیجا کہ اُس عورت کو میرے پاس بھیجدو - جب وہ امیر معاویہ کے پاس آئی - امیر معاویہ بھی اُسکے حسن سے متعجب ہوئے - اور اُس سے پوچھا کہ تو کسکو پسند کرتی ہے - اس غریب کو یا حاکم کوفہ کو اُسنے اپنے غریب شوہر کے ساتھ رہنا پسند کیا - اسپر امیر معاویہ بہت خوش ہوئے - اور اُسکو اپنی سخاوت سے مالدار کردیا -

باب نوان
فصل پہلی

یزید ابن معاویہ اپنے باپ کا جانشین ہوا - اُسکی تخت نشینی ماہ رجب سنہ ۶۰ھ مین ہوئی - موافق ۷ - اپریل سنہ ۶۸۰ء کے - وہ چونتیس برس کا تھا - اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ لنبا اور دُبلا تھا - اور اُسکے چہرے پر وحشت تھی اور چیچک کا داغ تھا - آنکھین سیاہ اور بال گھونگر والے - اور ڈاڑھی سیدھی تھی - اُسمین سمجھ کی قوت تھی اور شاعر بھی تھا - بسبب پرورش پانے درمیان اہل شام کے - اُسکو ریشمی کپڑے اور باجے کا شوق تھا - لیکن اُسکی بہ نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ پست حوصلہ - کمینہ - نشہ خوار اور بدمزاج تھا -

باوجود ان باتون کے اُسکو اکثر اسلام کے ملکون سنے خلیفۂ وقت مانا - سوائے مکہ اور مدینہ اور بعض شہر بابلستان کے - اُسکی پہلی خواہش ہوئی کہ سلطنت بے خدشہ کرین - وہ لوگ جنکا اُسکو خدشہ تھا حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ تھے - دونون آدمی شہر مدینہ مین تھے - اسلیے اُسنے ولید بن عتبہ حاکم شہر کے پاس حکم بھیجا کہ اُنسے بیعت طلب کرے - ولید نے مروان بن الحکم سے جسنے خلیفہ وقت حضرت عثمانؓ کی طرف سے جعلی خط لکھا تھا کہ اُنکی شہادت کا باعث ہوا - مشورہ لیا - مروان بڑا چالاک اور قابل آدمی شمار کیا جاتا تھا - اُسنے حاکم شہر کو مشورہ دیا کہ قبل اسکے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ ابن زبیرؓ کو معاویہ کے انتقال کا حال معلوم ہو - اُنکو اپنے پاس طلب کر لو - اور جب وہ آوین تو یزید کے لیے بیعت اُنسے طلب کرو - اگر انکار کرین قتل کر ڈالو -

حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ ابن زبیرؓ کو اسکی خبر ملی - اور وہ لوگ فوراً ہی معہ اہل و عیال مکہ کو آئے - اور صاف طور سے یزید کی مخالفت ظاہر کی - اسی عرصہ مین حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس کوفہ سے آدمی آئے کہ وہان آوین - اور اپنے والد کی خلافت پر جانشین ہون - اُنھون سنے بیان کیا کہ وہان جانے ہی سے تمام اہل بابل آپکا ساتھ دینگے -

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے چچیرے بھائی مسلم ابن عقیلؓ کو اسکی صداقت دریافت کرنے کو بھیجا - اور یہ کہ اگر اہل کوفہ واقعی ہمارے جانب دار ہین - تو اُنکی تعداد کو بڑھاوین - مسلمؓ بڑے شکل سے عراق کے ریگستان کو طے کرکے پہونچے - وہان پہونچکر اُنھون سنے دیکھا کہ جانب داران حسینؑ سنے اُنکی بڑی خاطرداری کی - اُنھون سنے اطمینان دی کہ اٹھارہ ہزار آدمی آپ پر جان و مال

نثار کرنے کو آمادہ ہین۔ آنکی تعداد روزانہ بڑھیگی۔ یہان تک کہ ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی تک تعداد پہونچی۔ ان سب باتون کی متواتر خبر مسلم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیجی۔ اور یہ لکھا کہ آپ چلے آیئے۔ اور یہ امر اس پوشیدگی کے ساتھ کیا گیا کہ نعمان ابن بشیر حاکم کوفہ کو اسکا شک بھی نہین ہے۔ اگرچہ اسکی خبر نعمان کو نہ تھی۔ لیکن یہ سب یزید ابن معاویہ کو معلوم ہو گیا۔ اور اُسنے عبد اللہ ابن زیاد حاکم بصرہ کو لکھا۔ کہ کوفہ کے غافل حاکم سے علاقہ لے لو۔ اور اُسکی حکومت اپنے تصرف مین رکھو۔ عبد اللہ زیاد کا بیٹا تھا اور اُسمین اپنے باپ کی چالاکی تھی۔ اُسنے اس نازک حالت کو دریافت کیا اور صرف بیس سوارون کے ساتھ روانہ ہوا۔ اہل کوفہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے انتظار مین تھے۔ اور اُنکے آنے کے روزانہ منتظر رہتے تھے۔ کہ عبد اللہ ابن زیاد شب ماہ مین اپنے لشکر کے ساتھ آیا۔ لوگون نے اُسکو نواسۂ رسول اللہ صلعم سمجھکر گھیر لیا۔ سوارون نے کہا کہ دور رہو یہ امیر عبد اللہ ہین۔ مجمع افسردہ ہو گیا۔ پیچھے ہٹا۔ اور عبد اللہ ابن زیاد قلعہ مین داخل ہوا۔ جب یہ معلوم ہوا کہ وہ حاکم ہو کر آیا ہے۔ عام ناخوشی پھیل گئی۔ کیونکہ وہ ہوشیاری اور فیصلہ مین زیاد ثانی کہلاتا تھا۔ اُسنے جانبداران حسینؑ کو دریافت کر لیا۔ اُنکی جماعت کو پراگندہ کیا۔ اور مسلم کو قید کر لیا۔ وہ قید ہو جانے پر بہت روئے۔ لیکن کچھ اپنے حال پر نہ روئے بلکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے حال پر روئے۔ کہ ہمارے خطوط کے باعث وہ بھی کوفہ مین آوینگے۔ اور تباہی مین پڑینگے۔ مسلم کا سر کاٹا گیا۔ اور یزید بن معاویہ کے پاس بھیجا گیا۔

ان خطوط کا اثر حضرت امام حسین علیہ السلام پر واقعی سبب پڑا۔ انکو پاکر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اہل کوفہ کی طلب کی تعمیل کی تیاریان شروع کیں۔

آپؑ کے دوستون نے اگرچہ اہل کوفہ کے ضرب المثل بیوفائی کو بیان کیا اسکا کچھ اثر نہوا۔ لوگون نے یہ بھی سمجھایا کہ آپ منتظر رہیے۔ یہانتک کہ اہل کوفہ آپؑ کے جانب دار ہوکر یزید کے علانیہ خلاف ہون۔ حضرت عبد اللہؓ ابن عباسؓ نے یہ کہا کہ اگر آپ جاتے ہی ہین تو عیال و اطفال کو مکہ چھوڑے جائیے۔ شاید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایسا حال نہو۔

آپؑ نے فرمایا ہم اللہ پر بھروسا رکھتے ہین۔ اور آپ وہان سے مع چند رشتہ دارون کے روانہ ہوئے۔ جب کوفہ کی سرحد پر پہونچے۔ آپؑ کو ایکہزار سوار کا رسالہ ملا۔ جسکا سردار حُر تھا اور وہ قوم تمیمہ سے تھا۔ آپؑ نے سمجھا میرے جانب دار لوگ ہین میرے لینے کو آئے ہین۔ لیکن حُر نے مطلع کیا کہ ہم امیر عبد اللہ کے بھیجے ہوئے ہین۔ اور آپؑ کو کوفہ لیجانے کو آئے ہین۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے عبد اللہ کے حکم کی تعمیل سے انکار کیا۔ اور آپؑ نے فرمایا کہ ہم صلح کے ساتھ آئے ہین۔ چونکہ ہمکو اہل کوفہ نے خلیفۂ وقت مقرر کیا ہے۔ اور آپؑ نے اپنے استحقاق کی کیفیت بیان کی اور کوشش کی کہ آپؑ کو اپنی طرف لے لیوین۔ لیکن اگرچہ حُر آپؑ کے خلاف مین نہ تھے۔ ایسا ظاہر کرنے سے پرہیز کیا اور کہا کہ آپ میرے ساتھ کوفہ چلیے۔

ہرگاہ آپؑ بات کر رہے تھے۔ چار سوار چلے اور اُنکے ساتھ ایک ہمراہ تھا انمین سے ایک شخص شمرہ تھا جسکو حضرت امام حسین علیہ السلام جانتے تھے اُسنے حُر سے اجازت لیکر علیحدہ بات کی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُس سے کوفہ کا حال دریافت کیا۔ اُسنے جواب دیا اب شرفائے شہر آپؑ کے خلاف ہین۔ کچھ عوام ابھی تک آپؑ کے جانب دار ہین۔ لیکن کل صبح تک کوئی آپ کا ساتھ ندیگا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے قیسؓ بن سعد عبادہ کا حال پوچھا

جنکو پیش خیمہ کرکے روانہ کیا تھا۔ کہ آپؑ کے جانب دارون کو مطلع کرین ۔ اُسنے کہا کہ شبہہ پر عبد اللہ نے اُنکو گرفتار کیا۔ اور آپؑ پر اور آپؑ کے والد علیؑ پر لعنت کرنے کے لیے کہا جب اُنھون نے انکار کیا۔ اُنکو ایک برج سے گرادیا۔

آپؑ نے اپنے قاصد کا حال سُنکر گریہ کیا۔ اور آپؑ نے قرآن کی آیت پڑھی ۔جسکا مضمون یہ ہو بعض ایسے لوگ ہین کہ مر چکے ہین ۔ اور بعض جو زندہ ہین موت کے امیدوار ہین ۔ اے اللہ اُنکا مکان باغ جنان مین ہو اور ہمکو بھی اُنھین کے ساتھ اپنی رحمت مین بلا۔

ثمرہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہ بھی کہا کہ یہ آپ کا مختصر لشکر کوفہ کے لشکر کے مقابل مین کام نہ آئیگا ۔ اور کہا کہ آپؑ کو غری کے پہاڑون مین کہ صوبہ نجف مین ہو لیے چلتے ہین ۔ جہان دسؔ ہزار قوم طی کی آپ کی پناہ کیواسطے آمادہ ہوجائیگی ۔ آپؑ نے اُسکا مشورہ نہ قبول کیا۔ اور قدسیہ کی طرف جہان مسلمانون نے فتح پائی تھی چلے ۔ حُر اور اُسکے ساتھی آپ کی حرکت کے نگران رہے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیال مین پیشین گوئی کا گذر ہوا۔ جب آپؑ چپے تو راہ بھول گئے ۔ جب آپؑ نیند سے اُٹھے آپؑ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم اللہ کے واسطے ہین اور اُسی کی طرف جاوینگے) آپؑ نے دیکھا کہ ایک سوار کہتا ہو کہ آدھی رات کو چلتے ہین لیکن یہ نہین جانتے کہ اُنکے ساتھ اُنکی موت بھی ملنے کو جاتی ہو۔ آپؑ نے اسکو قاصد اجل سمجھا۔

اسی پریشانی کی حالت مین آپؑ نے ایک جگہ لب فرات قیام کیا۔ اور یہ قیام بسبب آجانے دشمن کے چار ہزار سوارون کے تھا۔ جنکا افسر عمرو ابن سعد تھا۔ یہ بھیجے ہوئے عبد اللہ ابن زیاد کے تھے۔ جسکو گمان تھا کہ کہین عائشہ خلائق حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نہو جائین ۔ باربار مخالفون

آنے سے اور اہل کوفہ کی مدد نہ پہونچنے سے آپؑ پر اہل کوفہ کی بیوفائی ثابت ہوئی۔ آپؑ نے عمرو بن سعد سے گفتگو کی جو جبراً اہلبیت کے خلاف مین آیا تھا۔ اور فرمایا کہ ہم اہل کوفہ کے فریب مین پڑکر یہان آئے۔ اور اب مکہ جایا چاہتے ہین عمرو بن سعد نے اس پیغام کو تیز قاصد کی معرفت ابن زیاد کے پاس روانہ کیا۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ سختی نہ کیجاے۔ اسکے جواب مین ابن زیاد نے کہا کہ درمیان دریاے فرات اور آپؑ کے خیمہ کے پانی بند کردو۔ جیسا اُنھون نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا۔ یہان تک کہ وہ یزید کی متابعت ظاہر کرین۔

عمرو سعد نے اس حکم کی بجاآوری جبراً کی۔ اور اُنکے خیمہ مین پیاس کی شدت ہوئی۔ تاہم آپ نے یزید کی بیعت نہ کی۔ آپؑ نے تین شرطین کین ایک یہ کہ یزید کے پاس ہمکو جانے دو۔ کہ اُس سے دوبدو باتین طے کرلیجائین۔ یا ہمکو عرب مین واپس جانے دو۔ یا خراسان جانے دو کہ کافرکون سے لڑین۔ عمرو سعد نے ان شرائط کو عبد اللہ ابن زیاد کے پاس بھیجا۔ ابن زیاد دیر ہونے سے گھبرایا۔ کہ ان باتون مین آپؑ کو مہلت ملجائیگی۔ اور عامۂ خلائق کو اپنی طرف رجوع کرلینگے۔ اسلیے اُسنے ایک مختصر جواب لکھا۔ اگر امام حسین بن علی علیہما السلام اور اُنکے آدمی یزید کی متابعت کرلین اُنپر مہربانی کرو۔ اگر انکار کرین قتل کرو۔ اُنکی لاشون کو گھوڑے کے پاؤن سے پامال کرو۔ اس خط کو شمر لایا۔ کہ سخت اور تند آدمی تھا اور اُسکو خانگی طور پر ہدایت کی گئی تھی۔ اگر عمرو سعد میرے حکم کے موافق نہ کرے تو اُسکا سر کاٹ لو۔ اور تم لشکر کی حکومت اختیار کرو۔ اُسکو ایک حکم واسطے پناہ حضرت علی کے چار دن بیٹون کے دیا گیا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے۔

عمر و سعد نے یہ خط ابن زیاد کا پاکر پھر حضرت امام حسین علیہ السلام سے گفتگو کی۔ اُسنے آپ کو اپنے خیمہ کے سامنے اپنے بھائی عباسؓ ابن علی سے گفتگو کرتے دیکھا۔ اور آپؑ کو ابن زیاد کا پیغام سنایا۔ اُسنے اُس خط کو اُنکے بھائیون کے پناہ کا تھا دکھایا۔ لیکن اُنھون نے انکار کیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے صبح تک کی مہلت لی کہ سمجھکر جواب دوینگے۔ لیکن آپ آمادہ ہوچکے تھے آپ نے دیکھا کہ کل عزت کے شرائط مفقود تھے۔ اور آپ شہادت کے واسطے تیار ہوئے۔

بعد جانے عمر و سعد کے آپ اپنے خیمہ کے دروازے کے سامنے تنہا بیٹھے رہے۔ اور تلوار عصا کی جگہ ہاتھ مین لیے رہے۔ ایکبار پھر آپ کے سامنے وہی سوال کی صورت نمودار ہوئی جسنے کہا تھا کہ آدمی رات کو پھرتے ہین اور اُنکے ساتھ اُنکی موت پھرتی ہے۔ اسکے بعد آپؑ کو کچھ غنودگی سی آگئی۔

آپؑ کی بہن زینبؑ کے آنے سے آپ کی آنکھین کھل گئین۔ آپؑ نے اپنے غم کا اظہار کیا۔ اور فرمایا ہمنے ابھی خواب مین اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ کہتے ہین کہ تم میرے ساتھ بہت جلد بہشت مین ہوگے۔ زینبؑ نے اسکی تعبیر سمجھی اور چھاتی پیٹ کر کہا کہ ہمپر اور ہمارے خاندان پر افسوس ہے۔ ہماری مان چکین ہمارے باپ علیؓ کرم اللہ وجہہ اور بھائی حسنؓ علیہ السلام بھی گذر گئے۔

ہماری گذشتہ بربادی در پیش آنے والی پر افسوس ہے۔ یہ کہکر وہ گر پڑین۔ اور غش آگیا۔ حضرت امام حسینؓ علیہ السلام نے آپ کو اُٹھا لیا۔ آپ کے چہرہ پر پانی چھڑکا اور ہوش مین لائے۔

آپؑ نے اُنکو سمجھایا کہ اللہ پر بھروسا رکھنا چاہیے۔ اور کل چیزین جو پیدا ہوئین ایک روز ہلاک ہونگی۔ سوا اللہ کے جسنے سبکو پیدا کیا۔ اور سب اُسکی ذات مین فنا ہونگے۔ آپؑ نے فرمایا میرے باپ میرے بھائی میری مان ہمسے اچھے تھے

تاہم وہ فنا ہوئے۔ اور ہر مسلمان فنا کی راہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کریگا۔
آپؑ اُنکا ہاتھ پکڑ کر خیمہ کے اندر لے گئے۔ اور فرمایا کاش میری موت آوے تو حد سے
زیادہ غم نکرنا۔ اُنکے بعد آپؑ اپنے دوست اور پیروان کیطرف مخاطب ہوئے۔
آپؑ نے فرمایا یہ لشکر جس سے ہم گھرے ہوئے ہین۔ سواے ہمارے کسیکی زندگی
کے خواہان نہین۔ اور یہ ہماری موت سے رضامند ہوجائینگے۔ میرے ساتھ مت
ٹھہرو کہ تمپر تباہی آوے۔ اور مجھکو میری قسمت کا لکھا بھگتنے دو۔
آپ کے بھائی عباس بن علی نے جواب دیا اللہ وہ دن نہ دکھاوے
کہ ہم آپؑ کے بعد جیتے رہین۔ اور اُنکی باتون کی سبھون نے تائید کی۔
حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ دیکھکر سب ہمارے ساتھ مرنے کو
تیار ہین۔ لڑائی کی تیاریان کی۔ آپؑ کے حکم سے سب خیمے قطار سے نصب کیے گئے
اور اُنکی رسیان دور تک پھیلائی گئین۔ کہ مخالفین کے واسطے روک ہون۔ ہرگاہ
پیچھے کی طرف گہری کھائی کھودی گئی۔ اور اُسمین لکڑی بھردیگئی۔ کہ اگر پیچھے سے
حملہ ہو تو اُسمین آگ لگا دیجاوے۔ تاکہ حملہ صرف آگے ہی سے ہوسکے۔ یہ سمجھکر کہ
روز آئندہ اُنکے لیے آخری روز ہے۔ رات بھر آپؑ نے اور آپؑ کے ساتھیون
نے نماز اور دعا مین گذرانی۔ ہرگاہ دشمن کا لشکر خیمہ کے گرد پہرا دیتا رہا۔ کہین
مفرور نہو جائین۔
جب صبح ہوئی حضرت امام حسین علیہ السلام نے لڑائی کی تیاریان کی۔
آپ کا کل لشکر چالیس پیادے اور بتیس سوارون کا تھا۔ لیکن سب کو شہادت
کی آرزو تھی۔ آپ کے اکثر ساتھیون نے غسل کیا اور خوشبو لگائی۔ آپ کی
لڑکیان اور بہنون کی آہ و بکا سے آپ کا استقلال ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور خیال
آیا ہمارے بعد انپر کیسی تباہی آویگی۔ اُسوقت آپ کو افسوس آیا۔ کہ ہمنے

عبداللہ ابن عباس کا مشورہ کیون نہ قبول کیا۔ اور عیال و اطفال کو مکہ کیون نہ چھوڑ آئے۔ اور فرمایا کہ ای اللہ عبداللہ ابن عباس کو جزاے خیر دے۔

تیس آدمیون کا رسالہ بہ سرداری حر آپ کی طرف مخاطب ہوا۔ لیکن وہ ساتھ دینے کو آئے۔ مخالف نہ تھے۔ حر کو نہایت افسوس ہوا کہ ہمنے پہلے آپؑ کو کیون روکا۔ اور اُسکے بدلے مین اب آپؑ کے ساتھ شہید ہونے کو آئے۔ جب عمر وسعد اور اُسکا لشکر قریب آیا۔ حر نے کہا کہ ای اہل کوفہ تم پر حیف ہی۔ تمنے خاندان نبوی کو اپنے شہر مین طلب کیا۔ اور اب تم اُنسے لڑنے کو آئے ہو۔ تمنے اُنپر فرات کا پانی بند کیا۔ کہ عام خلائق کے واسطے بلکہ کافرون اور جانورون پر مباح ہی۔ تمنے درندون کی طرح اُنکو قید بند کیا ہی۔ عمر وسعد نے معذرت کرنی شروع کی۔ کہ ابن زیاد کا حکم ہی۔ لیکن تند شمر لعین نے نرمی کے وسیلون کو موقوف کرکے ایک تیر آپ کے خیمہ کیطرف پھینکا۔ اور لڑائی شروع کردی۔ اور اپنی تمثیل پیش کی کہ ہم حملہ کرنے والون مین اول ہین۔ خفیف لڑائی ہوئی۔ لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کے آدمی خیمہ کے قریب رہے۔ کہ جہان صرف تیر پہونچ سکتا تھا۔ اسکے بعد وقتاً فوقتاً فرادا لڑائی رہی۔ جیسا کہ آگے زمانے مین رواج تھا۔ اسمین زیادہ نقصان فریق ثانی کا ہوا۔ کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھی بڑی بہادری سے لڑے۔

عمر وسعد نے اب حملہ عام کیا۔ لیکن چونکہ حملہ صرف آگے سے تھا۔ لوگون نے کامیابی کے ساتھ روکا۔ شمر لعین اور اُسکے ساتھیون نے خیمہ گرادینا چاہا۔ لیکن سخت مقابلہ ہوا۔ شمر لعین نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیمہ پر نیزہ مارا اور آگ مانگی کہ آگ لگادین۔ عورتین روتی ہوئی نکل پڑین۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ تمھارے حصہ مین جہنم کی آگ ہو۔ تم ہمارے خاندان کو برباد کرنا چاہتے ہو۔ اور شمر لعین بھی عورتون کی آواز سے نرم ہوا۔ اور کچھ نقصان کے

ساتھ پسپا ہوا - فریقین ظہر کی نماز کے وقت علیحدہ ہوگئے - اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے صلوٰۃ الخوف پڑھی - جب نماز ہوچکی - دشمن نے تیر چلایا - لیکن جو رہی سے حضرت امام حسینؑ کے ایماندار ساتھی ایک ایک کرکے چن لیے گئے - یہانتک کہ آپ تنہا رہے - لیکن تاہم کسیکی جرأت نہوئی کہ آپ کے پاس آوے - ایک تیر آپ کے چھوٹے لڑکے کو (علی اصغر) لگا - جنکو آپؑ گود مین لیے تھے - آپؑ نے انکا خون چلو مین لیا اور آسمان کی طرف پھینکا - اور فرمایا اے اللہ اگر تو میری مدد نہین کرتا ہے تو ظالمون سے اس بیجرم معصوم کے خون کا بدلا لے - آپؑ کے بھتیجے قاسم کو بھی بازو مین زخم آیا - آپؑ نے فرمایا اے لڑکے اللہ تعالیٰ تمکو بلاتا ہے اور تم بہت جلد اپنے مورث اعلیٰ کے ساتھ بہشت مین ہوگے - ایک مرتبہ آپ نے غصہ ہوکر انگلی سے اشارہ ایک صف کی طرف کیا انکے سر اتر گئے - لیکن فوراً ہی آپ کو الہام ہوا کہ آپ کی قسمت مین شہادت عظمیٰ ہے - صبر کیجیے - اسلیے آپ نے صبر فرمایا -

اسوقت زینب گھس پڑین اور کہا کہ خاندان نبوی کے قاتلون پر قہر الٰہی نازل ہو لیکن شمر لعین نے گرجکر انکی آواز سننے نہ دیا - اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے قریب آگیا - آپؑ بڑی بہادری سے لڑے اور اکثرون کو اپنے گرد مُردہ کیا - یہانتک کہ آپؑ تھک گئے - اور آپ کو لوگون نے قتل کیا - آپؑ کے جسم مبارک پر تینتیس زخم گنے گئے - اور چونتیس خراش تھے - آپ کا سر مبارک بدن سے جدا کیا گیا - کہ ابن زیاد کے پاس بھیجا جاے - اور شمر لعین اپنے لشکر کے ساتھ آپ کی لاش مبارک پر آگے اور پیچھے گیا - اور اسکو روندا گیا - اور اسکو حکم تھا کہ ایسا پامال کردے کہ خاک مین ملجاے - حضرت امام حسین علیہ السلام کے بہتر دن ساتھی اس معرکہ مین شہید ہوئے - جنمین سترہ آدمی بنی فاطمہؓ تھے - اٹھاسی ۸۸ آدمی فریق ثانی کے مارے گئے - اور بہت لوگ زخمی ہوئے -

ہرچند عمر و سعد نے منع بھی کیا لیکن آپ کا کل اسباب مال غنیمت کی طرح لوٹا گیا۔ شمر لعین نے آپ کا سر مبارک ابن زیاد کے پاس بھیجا۔ وہ سوار ہو کر کوفہ کو چلا۔ لیکن قلعہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ اسلیے اُسنے رات بھر سر مبارک کو گھر رکھا۔ اور صبح کو لایا۔ اُسنے رات کو جب سر مبارک گھر رکھا تھا۔ اپنی جورو کو کامیابی کی نشانی دکھائی لیکن وہ بہت ڈری کہ خاندان نبوی پر تونے یہ ظلم کیا۔ اور اُسوقت سے وہ عورت اپنے شوہر سے نہ ملی۔ جب سر مبارک ابن زیاد کے سامنے لایا گیا۔ اُسنے سر مبارک پر لکڑی ماری۔ لیکن ایک بوڑھے عرب سے نہ رہا گیا اور بول اُٹھا قسم اللہ کی ہمنے ان اونٹھون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اونٹھ سے سٹا دیکھا تھا۔ جب ابن زیاد اپنے محل سے نکلا اُسنے چند عورتین میلے کپڑے پہنے زمین پر شکستہ دل بیٹھے دیکھا۔ اُسنے تین مرتبہ پوچھا کہ یہ لوگ کون ہین جواب ملا کہ حضرت زینب حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی بہن ہین۔ وہ نہایت خوش ہو کر بولا کہ کسی نے اس مغرور عورت کو شرمندہ کیا۔ اور اُسکے خاندان کو برباد کیا۔ حضرت زینب نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جسنے اپنے مقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے خاندان کو مفتخر کیا۔ یہ نسبت ہمارے ہمسایہ کے جنپر موت کا حکم ہوا وہ اپنی آرام کی جگہ گئے۔ لیکن اللہ تعالے اُنکو اور تمکو اکٹھا کریگا۔ اور تمہارے درمیان مین منصف ہوگا۔

ابن زیاد اس جواب سے غضبناک ہوا۔ اور اُسکے دوست ڈرے کہ اس غصہ مین کچھ اور حکم نہ دیوے۔ لیکن اُن لوگون نے سمجھایا کہ یہ عورتین ہین انکی باتین قابل لحاظ نہین۔ اُسنے کہا کہ اُسکو طعن کرنے دو۔ یہ کافی ہے کہ اللہ نے ہمکو خوشنود کیا۔ اور اُنکے خاندان باغی کو تباہ کیا۔ حضرت زینب نے کہا کہ یہ سچ ہے کہ تمنے جڑ اور شاخ ہماری کاٹی ہے۔ اور اگر اسمین تمہاری خوشی ہے تو خوش رہو۔

ابن زیاد نے متعجب ہو کر دیکھا۔ اور کہا کہ تم حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی

لایق اور شجاع بٹی ہو کہ شاعر تھے - حضرت زینب نے کہا کہ ...
ضرور نہیں - لیکن جب میرا دل جلتا ہو میری زبان پر بات آتی ہو - ابن زیاد نے
علی ابن حسین (یعنے امام زین العابدین) کی طرف دیکھا - کہ قریب شباب کے تھے
اور قتل کا حکم دیا - زینب کا دل اختیار سے جاتا رہا - وہ رو دین اور اپنے بھتیجے کو
ڈھانپ لیا - اور ابن زیاد سے کہا کہ تمنے ابھی میرے خاندان کا خون کافی نہین
کیا ہو سکا اس لڑکے کے خون کا خواہان ہو - اسکے ساتھ میری بھی جان لیلے -
اُسنے تعجب سے دیکھا اور کچھ عرصہ تک خموش رہا - لیکن اُس لڑکے کے خون
کا خواہان تھا - آخرش زینب کی باتون سے نرم ہوا - اور علی ابن حسین
علیہما السلام کی جان بچی -

حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک شمر کے معرفت دمشق روانہ کیا گیا - اور
اُسکے ساتھ زینب اور علیؑ ابن حسینؑ اور اُنکے ساتھی روانہ ہوئے - علی ابن حسینؑ
کی گردن مین زنجیر ڈالی گئی - لیکن آپ اُسکو پہنے رہے اور کبھی شاکی نہ ہوئے -
جب شمر لعین نے ابن زیاد کے مبارکباد کے ساتھ حضرت امام
حسین علیہ السلام کا سر مبارک یزید کے آگے پیش کیا - وہ رو دیا - اور بولا کہ ای
حسین اگر تم میرے ہاتھ پڑتے تو تمھارا یہ حال نہوتا - تب اُسنے کہا کہ قتمہ الٰہی
ابن توسیہ یعنی ابن زیاد پر کہ توسیہ لونڈی کا جنا ولد الحرام تھا -
یزید بن معاویہ کے حواشی سے ایک نے کہا کہ علی ابن حسین علیہما السلام
کو قتل کرڈالیے کہ خاندان حسین علیہ السلام مٹ جاوے - لیکن مترحم لوگون نے منع کیا -
جب آپؑ کے عیال و اطفال کثیف لباس پہنے شرفاے شام کے مقابل مین
لائے گئے یزید کا دل ہل گیا - اور اُسنے ابن زیاد پر لعنت کی - آپ کے والد
حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بھائی حسینؑ علیہ السلام کا نام یزید نے بیقدری سے لیا -

لیکن حضرت زینب سے نرہا گیا - اور آپ نے اُسکو روکا - یہانتک کہ وہ خموش ہوگیا - اب یزید نے حضرت زینب اور اُنکے ساتھیون کی عزت کی - اور اُنکے واسطے حمام مہیا کیا - اور اپنی محلسرا مین جانے کی اجازت دی - یزید کی ماں میسون معاویہ کی بی بی نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم مین اُنکا ساتھ دیا - یزید نے اب علی ابن حسینؑ اور عمرو ابن حسینؑ کی قدر کی - اور اُنکو اپنے ساتھ سیر سیاحت مین لیجاتا - عمرو ابن حسینؑ ہنوز بہت لڑکے تھے کہ یزید نے ہنسی سے اُنسے کہا کہ تم میرے بیٹے خالد سے لڑوگے - اسکے جواب مین اُنھون نے کہا کہ ایک چھری اُسکو دو اور ایک چھری ہمکو دو - یزید کے ایک حواشی نے کہ خاندان علی کرم اللہ وجہہ کا دشمن تھا کہا - کہ اِس لڑکے سے ہوشیار رہو - اور اس بات کو باور کرو کہ سانپ ہی سے سانپ کا پوا ہوتا ہے -

کچھ عرصہ بعد جب خاندان حسین علیہ السلام نے مدینہ آنا چاہا - یزید نے ہر طرح اُنکا سامان سفر مہیا کیا - جب سفر تمام ہوچکا - زینب اور فاطمہ بنت حسینؑ نے اپنا زیور رہنما کو اُسکے صلہ مین دینا چاہا - لیکن اُس لایق شامی نے انکار کیا - اور کہا کہ اگر ہم لالچ سے یہ کام کرتے تو اِس سے کم ہی میرے لیے کافی ہوتا - لیکن جو کچھ ہمنے کیا اللہ کی محبت مین کیا - اور اس سبب سے کہ آپ حضرت صلعم کی ذریات طیبات ہین -

اہل اسلام حضرت امام حسین علیہ السلام کی یادگاری بڑی قدر سے کرتے ہین اور آپ کو شہید کہتے ہین - آپؑ اور آپ کی نو اولاد پشت در پشت دوازدہ امام مین شمار کی جاتی ہین - کہ اہل شیعہ کے مذہب کے مدار ہین - یہ لوگ اہل باطن سے تھے اور ایک دوسرے کے سجادہ نشین ہوئے - کہ اب بھی درویشون مین یہ رواج جاری ہے - حضرت امامؑ کے شہادت کے دن کو روز حسین کہتے ہین - اور اسکی بڑی

تقدیس کیجاتی ہے۔ آپؑ کے شہادت کے عرصہ کے بعد وہان جہان آپ شہید ہوئے روضہ بنایا گیا اور اُسکو مشہد حسین کہتے ہین۔ اہل شیعہ کہتے ہین کہ جس روز آپؑ شہید ہوئے۔ آفتاب سیاہ ہو گیا۔ اور ستارے دوپہر دن کو روشن ہو گئے اور ابر سے خون برسا اور ایک غیر معمولی روشنی آپ کے سر مبارک سے نکلی اور اُسکو سفید چڑیون نے گھیر لیا۔ آپ کی اولاد مین صرف امام زین العابدین سے جنکو علی ابن حسینؑ کہتے ہین اجراے نسل ہوا۔ اور اُنکے دو بیٹیان بھی تھین۔ فاطمہ اور سکینہ۔

فصل دوسری

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے یزید کے ایک مخالف برطرف ہو گئے لیکن دوسرے مخالف کے حق مین تقویت ہو گئی کہ جو حضرت امام حسین علیہ السلام سے کم ہر دلعزیز نہ تھے۔ ایسے شخص حضرت عبدؓ اللہ ابن زبیر تھے جنکی منزلت بسبب عبادت اور پرہیزگاری کے اہل اسلام مین بہت تھی۔ اور اس علم و اخلاق کے آدمی تھے کہ بنی ہاشم نے فوراً ہی اُنکو خلیفہ وقت مان لیا۔ اور اکثرون نے اہل مکّہ اور مدینہ سے ایسا ہی کیا۔ اُنھون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی وفات کو شہادت کہا۔ اور اسی سبب سے اور بھی اُنکے تخت نشینی کے بعد اُنکی طرف لوگ رجوع ہوئے۔ آپؑ نے نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کو یاد کیا اُنکی پرہیزگاری اور نمازگزاری اور اہل کوفہ کا فریب اور بیوفائی۔ اُنکی عالی شجاعت اور وہ ظلم جو آپؑ کے ساتھ شہادت کے وقت اہل دغا نے کیا۔ بیان کیا۔ عام کے خیالات اس گفتگو سے جوش کر آئے۔ اور حسینؑ ابن علی علیہما السلام کی یادگار تازہ ہو گئی۔

ایک منجم نے کہ دانیالؑ کی کتابین پڑھا ہوا تھا اظہار کیا۔ کہ ابن زبیرؓ

بادشاہت کرینگے۔ اور بادشاہی حالت مین انتقال کرینگے۔ اسکا ظہور ہوا۔ اور عربون کی تعداد اُنکی جانب داری مین بہت جلد بڑھتی گئی۔ اُنکا سن شریف وقت وفات حضرت صلعم کے دس برس کا تھا۔ اسلیے صحابہ مین شمار کیے گئے اور بعد ہجرت کے وہ اول مولود اہل اسلام کے تھے اور اُنکے منھ مین اپنا چابا ہوا خرمہ بعد ولادت کے حضرت صلعم نے دیا تھا۔ اور اہل حدیث سے ہین۔ اکثر حدیث کے راوی ہین۔

یزید نے اس نئے خلیفہ وقت کی خبر سنکر بہت خوف کیا۔ اُسنے آپ کی طرف حقارت سے دیکھا۔ اور ایک چاندی کا حلقہ مروان بن الحکم کے پاس کہ مدینہ کا حاکم تھا بھیجا کہ خلیفۂ وقت کے گلے مین دیکر اور آپؓ کو پابزنجیر کرکے بھیجدے۔ مروان نے کہ ایک چالاک آدمی تھا اور ابن زبیرؓ کی شجاعت اور اُنکی ترقی پذیر اعزاز سے واقف تھا۔ حکم کی بجا آوری سے احتیاط کی۔

یزید کی کوشش حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ کے اختیارات کے فرو کرنے مین مکہ مین بھی کچھ نہ چلی۔ اُسنے اکثر مکہ کے حکّام کو بدلا۔ لیکن عبد اللہ ابن زبیر کی علو عقلمندی کے آگے کچھ نہ بن پڑی۔ اور خلایق کی ناراضی سے یزید ڈرا۔

اکثر شرائط ان ناراض شہرون کے ساتھ یزید نے پیش کیے۔ اور یہان سے بھی قاصد گئے۔ لیکن اس سے یزید اور بھی خوف زدہ ہوا۔ اور قاصدون نے اُسکی بدچلنی بیان کی۔ نماز سے غافل۔ عیاش۔ شراب خوار۔ رقص باز۔ گانے بجانے مین اوقات صرف کرنے والا۔ اور کتّے اور ہیجڑون کا مصاحب تھا۔ اہل شہر کو کہ نفرت یزید کی جانب سے ہوئی اُسکی ترقی عبد اللہ ابن زبیر کے لوگون نے دی۔ یہانتک کہ کل خاندان بنی امیہ بھی اُس سے باغی ہوگئے۔ اور علانیہ اُسکی جانب سے خلاف اہل عرب ہوئے۔ مدینہ کی مسجد مین کہ اجماع لوگون کا تھا۔ ایک شخص نے پگڑی اُتار دی اور کہا کہ مین یزید کو اسی طرح تخت سے اُتارتا ہون۔ دوسرے نے بھی

اسی طرح اُسکی تائید کی اور جوتا نکال ڈالا - پگڑی اور جوتون کا انبار ہوگیا - جس سے ثابت ہوا کہ لوگ خلاف مین ہین - دوسری حرکت یہ ہوئی کہ اشتہار ہوا کہ خاندان بنی امیہ اور اُنکے ساتھی جلاوطن کیے جاوین - انمین سے قریب ایکہزار آدمی کے مفرور ہوکر مروان بن الحکم کے قلعہ مین پناہ لی - اور وہ وہان کا حاکم تھا - یہان اُن لوگون کا محاصرہ ہوا - اور کچھ لوگ یزید کے پاس مدد کے لیے بھیجے گئے یزید کو بڑی دقت ہوئی کہ اُسنے اپنے افسر لشکر کو ایسی جگہ جانے پر راضی کیا -

مسلم ابن عقبہ ایک سخت دل اور پرانے آدمی نے اس کارروائی کو نفرت کے ساتھ اختیار کیا - اور کہا کہ ایکہزار آدمی ہوکر اور مرغیون کی طرح بالڑے جھگڑے بھاگ گئے - ہرگز قابل مدد کے نہین -

جب لشکر قریب روانگی کے تھا - یزید نے اپنی تلوار ہاتھ مین لی - اور کمان کندھے پر رکھکر لشکر کے سامنے گیا - اور اُسنے کہا کہ نمک حلالی کرنا اور دلیری دکھانا - اُسنے یہ بھی ہدایت کی کہ تین روز متواتر اہل شہر سے اطاعت چاہنا - قبل اسکے کہ اُنپر حملہ ہو - اور جب اہل شہر انکار کرین تو لڑکر اطاعت مین لاکر تین روز تک لوٹنا - اور اُسنے کہا کہ لڑکے علی ابن حسین علیہما السلام سے ہشیار رہنا - اور اُنکو کچھ نہ کہنا - کہ انھون نے اس بغاوت مین کنارہ کشی کی ہے -

مسلم شہر کے اندر ہاتھ مین تلوار لیے داخل ہوا - اور علی ابن حسین یعنی حضرت امام زین العابدین کو بلابھیجا - اور اُنکو اپنے اونٹ پر بٹھاکر اور اُن ہزار آدمیون کو کہ محاصرہ مین تھے رہا کرکے شہر کے باہر گیا - اور تین روز تک شہر مدینہ کو غارت کرایا - اُسنے اسقدر زیادتی کی کہ اہل اسلام نے اُسکا لقب مسرف (زیادتی کرنے والا) رکھا - یہ واقعہ ۶۳ ہجری مین مطابق ۶۸۲ء کے پیش آیا -

اس ظالم نے مکہ کا بھی حال وہی کرنا چاہا - اور روانہ ہوا - لیکن راہ ہی مین

جہنم واصل ہوا - اور اُسکی جگہ شام کے ایک افسر نے جسکا نام حزین بن نمر تھا - اسنے اپنا لشکر مکہ کے شہر پناہ تک پہونچایا - جہان ابن زبیرؓ خود سالار لشکر تھے - چالیس روز تک اُسنے شہر کا محاصرہ کیا اور انجن وغیرہ سے کہ شام سے لایا تھا گرانا چاہا - محاصرے کے درمیان مین کسی قدر کعبہ کی دیوار گر گئی - اور اسمین آگ بھی لگی - بعض کہتے ہین کہ انجن کے اثر سے ایسا ہوا اور بعض کہتے ہین کہ ابن زبیرؓ آواز شکر مشعل کے ساتھ آئے جس سے پردے مین آگ لگی - اور تمام مکان جلگیا -

شہر مکہ نہایت تنگ آگیا - اور خوف ہوا کہ مدینہ کا حال یہان بھی نہو - کہ دفعۃً ایک تیز قاصد نے عبد اللہ ابن زبیرؓ کو خبر دی کہ یزید مرگیا - ابن زبیرؓ دیوار پر چڑھ گئے - اور کہنے لگے - کہ تم محاصرہ کیون کیے ہو - تمھارا آقا یزید مرگیا - اُنھون نے اسکو باور نکیا - لیکن تھوڑی دیر بعد جب یہ خبر شایع ہوئی - تو محاصرین کے دل چھوٹ گئے -

حزین نے عبد اللہ ابن زبیرؓ سے صلح کی گفتگو کی - اور اپنی موافقت ظاہر کی جسمین کئی سردار اہل شام سے بھی تھے - اور کہا کہ آیندہ سے خونریزی موقوف رہے - ابن زبیرؓ نہایت ہوشیار آدمی تھے - اُسکی باتون کو یقین نہ کیا لیکن کعبہ کے گرد طواف کے بغیر ہتھیار اجازت دی - اسکے بعد حزین شام کو واپس گیا - اور بنی امیہ کے محصورین بھی اُسکے ساتھ گئے - یزید جوارین مین ۶۴ھ مین مطابق ۶۸۳ع کے - اپنی عمر کے انچالیسوین برس مین بعد تین برس چھ مہینے کے سلطنت کے مرگیا - اہل اسلام کہتے ہین کہ یزید کا مرنا عین شباب مین اُسکی بے ادبی کے باعث سے تھا کہ اُسنے مدینہ کے ساتھ کی - کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مدینہ کو ضرر دیگا - وہ ایسا گھلجائیگا جیسے پانی مین نمک -

باب دُوُاُن

فصل پہلی

یزید کے مرنے کے بعد اُسکا بیٹا معاویہ ثانی دمشق مین جانشین کیا گیا۔ وہ اپنی عمر کے اکیسوین [۲۱] برس مین تھا۔ وہ ضعیف دماغ اور ضعیف جسم تھا۔ اور اُسکے امورات مین اُسکے اُستاد عمر المخصوص جو قدری مذہب کے تھے معین تھے۔ معاویہ ثانی نے حکومت جبرًا اختیار کی۔ کیونکہ اپنے کو اسکے قابل نہین سمجھتا تھا۔ اور دن کی روشنی اُسکو برداشت نہ تھی۔ رات کو کام کرتا تھا اور اسلیے اہل عرب اُسکو ابواللیل کہتے ہین۔ چھ مہینے حکومت کرکے اُسنے تخت سے کنارہ کشی کی۔ اور اپنی ناقابلیت بیان کی۔ بنی امیہ اسبات سے نہایت ناراض اور مضطرب ہوئے۔ اور عمر المخصوص پر گمان کرکے کہ اُنھین کی رائے سے ایسا ہوا۔ اُنکو زندہ گاڑدیا۔ معاویہ ثانی نے اپنا جانشین نامزد کرنے سے انکار کیا۔ اُسنے کہا کہ ہمارے دادا معاویہ بن ابی سفیان نے اس سلطنت کو اپنے سے بہتر آدمی کے ہاتھ سے لیا اور ہمارے باپ یزید بن معاویہ اسکے لایق نہ تھے۔ اور ہم بھی اسکے ناقابل ہین اور ہم جانشین نامزد نہین کرینگے۔ اسلیے اُسنے یہ بات قوم کے سردارون پر چھوڑی جیسے ہی اُسنے تخت کو ترک کیا۔ کہ اپنے کو ایک مکان مین بند کیا۔ اور اُس سے نہ نکلا جبتک نہ مرا۔ اور اُسکی موت بھی بہت جلد آئی۔ بعض کہتے ہین وبا سے اور بعض کہتے ہین زہر سے۔ دمشق کے لوگون نے وہان کے تخت کے لیے مروان بن الحکم کو تجویز کیا۔ اب اُسکا سن زیادہ تھا۔ لنبا اور دُبلا آدمی تھا۔ اور چہرہ زرد اور ڈاڑھی رنگین تھی۔ جنھون نے اُسکو تخت پر بٹھایا۔ اُس سے شرط کی کہ اپنی اولاد کو جانشین نامزد نکرے۔ بلکہ اُسکی جگہ خالد بن یزید جانشین کیا جائیگا۔ جوکہ نابالغ تھا مروان نے

بلا لحاظ کسی بات کے فوراً حلف کیا - اور کسقدر وہ اپنے حلف کا پابند رہا معلوم ہوگا - جبکہ مروان دمشق کا حاکم ہوا - ابن زبیر مکہ اور مدینہ اور تمام عربستان اور خراسان اور بابلستان اور مصر مین خلیفۂ وقت مانے گئے - ایک دوسرا شخص بھی خلافت کا دعویدار ہوا - ابن زیاد جسنے حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کو شہید کرایا - اُسنے اہل بصرہ سے بیان کیا کہ ابھی اہل عرب اور اہل شام مین لڑائی ہو - کہ کون خلیفۂ وقت ہو - اسلیے ہم اپنے ملک کو آزاد رکھتے ہین یہانتک کہ کوئی آدمی بلا نزاع خلیفۂ وقت مقرر ہو - اُسنے بظاہر انکار کیا - لیکن لوگون نے اُسکا ہاتھ تھاما اور اُسکو خلیفہ کیا - لیکن خلافت تھوڑی دیر کے لیے تھی - کوفیون نے ظلم دیکھکر اُسکی خلافت سے انکار کیا - اور جب بصریون نے یہ سُنا - اُنھون نے بھی اُس سے انکار کیا - اور بغاوت کی - یہانتک کہ ابن زیاد عورت کے لباس مین ہوکر اپنے ایک ہمجلیس کے مکان تک پہونچا - اُسنے اپنی حکومت کے زمانہ مین بہت خزانہ جمع کیا تھا - اُس خزانے سے قریب دو لاکھ اشرفی کے اُسنے تقسیم کیا - اور کچھ لوگون کو اپنا جانبدار کیا - لیکن تاہم وہ بھاگنے پر مجبور ہوا - اور اُسکا اسباب باغیون نے لوٹا - وہ رات کو ایک سو آدمی کے ساتھ بھاگا - کچھ عرصہ کے بعد بعض وجہ سے اُسنے اونٹ چھوڑ کر گدھے پر سواری کی - اسطرح ابن زیاد کہ کل بابلستان اور بصرہ کا بادشاہ تھا اور وہان کا خلیفہ مانا گیا تھا بھاگا - اُسکے ساتھیون مین سے ایک نے سمجھا کہ قتل حسین علیہ السلام کے باعث کچھ زیر لب افسوس کرتا ہے - اور اُسکی تشفی کرنے لگا - لیکن اُسنے جواب دیا کہ یہ سبب نہین ہے - ہمنے اپنے کو آپ مصیبت مین ڈالا ہے - جیسی اہل بصرہ نے بغاوت کی تھی ہمکو مناسب تھا کہ ہم اُنکی خوب خونریزی کرتے - ابن زیاد آخرش دمشق مین اُسوقت پہونچا - کہ مروان کی تخت نشینی ہوتی تھی - اس عرصہ مین اہل بصرہ نے اپنی موافقت ابن زبیرؓ سے کرلی -

مروان صرف شام مین بادشاہ مانا گیا۔ لیکن ملک شام کی اسقدر وسعت اور آمدنی تھی کہ برائے خاص وہ بادشاہت تھی۔ اور مروان بھی ابن زبیرؓ کی اطاعت مین آنا چاہتا تھا لیکن ابن زیاد مانع ہوا۔ کچھ آدمی بزیر سالاری ضحاک ابن قیس کے کہ ایک وقت حاکم کوفہ تھے ابن زبیر کی طرف سے دمشق مین داعی تھے۔ وہ لوگ ہتھیار بند ہوکر دمشق کے میدان مین آئے۔ مروان اُنکے مقابلہ کو خود گیا۔ ایک سخت لڑائی ہوئی۔ ضحاک اور اسّی آدمی شرفاے دمشق سے ہلاک ہوئے۔ اور اُنکے علاوہ اُنکے ساتھی بھی۔ فتح مروان کی ہوئی۔ اُسنے سپاہیون کو واپس بلایا اور کہا کہ مفروری تمھارے بھائی ہین تعاقب نکرو۔ ضحاک کا سر جب اُسکے سامنے لایا گیا۔ وہ غمگین ہوا۔ اور کہا کہ افسوس ہے کہ ایک بڈھے کے ہاتھ سے جوان مارا جاے۔

اُسکے لشکر نے اُسکو خلیفۂ وقت قرار دیا۔ اور اُسکو دمشق لے گئے۔ اُسنے اپنی جگہ یزید اور معاویہ اول کی مجلسرا مین کی۔ لیکن اُسکے واسطے ایک مشکل پیش آئی۔ یعنی اُس سے شرط کی گئی۔ کہ خالد بن یزید اُسکا جانشین ہو۔ اور اُسکی ماں یعنی یزید کی جورو سے مروان کا نکاح ہو۔

مروان نے اس شرط سے گریز چاہی۔ لیکن اُسپر جبر کیا گیا۔ جیسے ہی مروان کا نکاح ہوا۔ کہ اُسنے شہر کو ترک کیا۔ اور لشکر کے ساتھ مصر کو روانہ ہوا۔ کیونکہ وہان ابن زبیرؓ کے جانبدار فراہم تھے اور اُنکو خلیفہ وقت مانا تھا اسلیے مروان نے اپنے بھتیجے عمرو بن سعد کو آگے روانہ کیا تھا۔ ہنوز مروان شام ہی کی راہ مین تھا۔ کہ اُسکو خبر ملی کہ ابن زبیرؓ کے نائب کو عمرو بن سعد نے شکست دی۔ اور مصر اُسکے تحت تصرف مین در آیا۔ اسلیے مروان دمشق کو واپس آیا۔ اُسکو پھر خبر ملی کہ ابن زبیرؓ کا لشکر بزیر سالاری اُنکے بھائی حضرت مصعب کے مصر کی طرف آتا ہے۔

وہ پھر روانہ ہوا - لیکن پھر معلوم ہوا کہ عمرو بن سعد نے حضرت مصعب کو پوری شکست دی - اور اُسکی حکومت مصر پر قائم ہوگئی - مروان نے اپنے بیٹے عبد العزیز کو مصر کا حاکم مقرر کیا - اور دمشق کو مع عمرو واپس آیا -

فصل دوسری

اہل خراسان کی موجودہ حالت مین کہ برائے خاص خود بادشاہت تھی وہان کے لوگون نے دونون کو خلیفۂ وقت ماننے سے انکار کیا - اُن لوگون نے سلیم بن زیاد کو اپنا حاکم مقرر کیا - اور جبتک ایک آدمی خلیفہ وقت نہوا اُنھون نے اسی حال سے رہنا پسند کیا - وہ برابر کئی برس تک بادشاہ رہا - اور ملک کو انصاف اور عدل سے بھر دیا - اسوقت بالبستان مین شیعان علی مین انتقام حسینؑ کا جوش ہوا - اور اہل کوفہ نے افسوس کیا - کہ اصل مین قتل حسینؑ کے باعث ہملوگ ہین کہ آنکو بلایا اور وقت پر اُنکا ساتھ ندیا - اب اُنکے خون کا انتقام لینا چاہیے کہ شاید ذریعہ نجات ہو - جنھون نے آپؑ کی شہادت کے وقت مدد نہین کی تھی - انتقام لینے مین مدد دینا چاہا - ایکسو سے زیادہ سردار فراہم ہوئے - اُنھون نے اپنا نام منتقم رکھا - اور اپنا سردار ایک بڈھے صحابہ کو جنکا نام سلیمانؓ بن سرادؓ تھا مقرر کیا - گرمجوشی دور دور تک پھیل گئی - تھوڑے ہی عرصہ مین ساٹھ ہزار آدمی فراہم ہوگئے اور سب ہتھیار باندھنے پر تیار ہوگئے - اور سلیمانؓ نے ان لوگون سے کہا - کہ سب لوگ نقیلہ مین وقت معینہ پر جمع ہون لیکن قبل وقت معینہ کے آنکے اہل کوفہ کی گرمجوشی جاتی رہی - اور انتقام حسینؑ کی وہ صدا نرہی - اور اکثر لوگ سلیمانؓ کے عہد سے حسد کرنے والے پیدا ہوگئے - اور جب سلیمانؓ وہان پہونچے اُنھون نے بہت کم لوگون کو وقت معینہ پر آمادہ پایا -

سلیمانؓ نے دو سوار کوفہ کو بھیجے کہ مغرب کی نماز کے وقت وہان پہونچے - گلی گلی

انتقام حسینؑ پکارتے ہوئے کوفہ کی مسجد مین داخل ہوئے - اس صدا سے پھر لوگون کے دلون مین جوش پیدا ہوا - اور اُس قاصد کے پاس جمع ہوگئے - ایک شخص اپنی جورو کے بستر سے اُٹھ آیا - اور ہتھیار باندھنے لگا - اُسکی بی بی نے کہا کیا تم پاگل ہوگئے ہو - اُسنے کہا - نہین - ہم انتقام حسینؑ کی صدا سنتے ہین اور ہم اُنکا انتقام لینے جاتے ہین - اُسنے کہا ہمکو کسکی حفاظت مین چھوڑے جاتے ہو - اُسنے کہا اللہ کی حفاظت مین - یہ کہکر راہی ہوا - دوسرے شخص نے نیزہ اور گھوڑا طلب کیا - اور کہا کہ ہم اپنے گناہون کی معافی چاہتے ہین - اور فوراً سلیمانؓ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا -

تاہم جب دوسرے روز یہ لشکر منتقمون کا روانہ ہوا - اُسمین چار ہزار آدمیون سے زیادہ نہ تھے - سلیمانؓ سے کہا کہ امدادی لشکرین جنکا وعدہ ہے راہ مین ملجائینگے - سلیمانؓ نے اپنے مختصر لشکر کو شاباشی دی - اور ہمت دلائی - اور قتلگاہ حسینؑ مین گئے - ایک دن اور ایک رات وہان گذرانا - اور نماز پڑھی اور غم کیا - تب وہان سے چلے - اُنکا قصد تھا - کہ دونون ابن زبیرؓ اور مروان کو خلافت سے برطرف کرین - اور بنی فاطمہ مین خلافت قائم کرین - لیکن اُنکا پہلا قصد یہ ہوا کہ ابن زیاد سے انتقام لین - جسکو وہ قاتل حسینؑ سمجھتے تھے - سن رسیدہ سلیمانؓ اپنے لشکر کو شام کی طرف لیچلے - امدادی فوج سے مایوس ہوئے اور تائید آسمانی کے منتظر رہے - یہانتک کہ ابن زیاد نے بیس ہزار آدمیون سے آکر مقابلہ کیا - اور سب کو ہلاک کرڈالا -

ان خانہ جنگیون کے درمیان مین شمالی افریقہ کی شکست کا حال سنکر مسلمانون مین بیرونی فتوحات کا جوش عرصہ کے بعد پھر پیدا ہوا - ہم اگلے صفحون مین عقبہؓ کی دلیرانہ تباہی کا حال لکھ چکے ہین - یعنی البحیرس کے میدان مین جہان اُنکا مختصر لشکر ابن کاہنہ کے ہاتھ سے تباہ ہوا -

ابن کاہنہ نے اپنی فتوحات کے حالات مین ظہیر ابن قیس سے شہر

قیروان کے زیر دیوار شکست اٹھائی - اور مسلمانون مین پھر جوش پیدا ہوا خصوصاً جب مصر سے عبدالعزیز نے امدادی لشکر روانہ کیا - لیکن اسی حالت مین مسلمانون کو پھر شکست ہوئی - کیونکہ بڑا لشکر قیصر کا جسمین پرانے اور آزمودہ کار سپاہی تھے قسطنطنیہ سے آیا - کیونکہ اُنکو معلوم تھا کہ مسلمانون مین نااتفاقی پھیلی ہے - اور وہ قیصری لشکر اہل بربر سے ملکر ظہیر سے کھلے میدان مین مقابل ہوا - وہ خوب لڑے لیکن مصر کے امدادی لشکر کے جی چھوڑ دینے سے اور غنیم کی بڑی تعداد کے آجانے سے وہ پسپا ہونے پر مجبور ہوئے - اور بارقہ مین واپس آئے - ہرگاہ قیصر کا کامیاب لشکر شہر قیروان کی طرف بڑھا - اور اُسکو قبضہ کر لیا - اور اطراف کے ملک پر حاوی ہو گئے - اس تباہی کا حال سنکر مسلمان اپنی خانہ جنگی بھول گئے - اور بیرونی فتوحات کا جوش دل مین پیدا ہوا عبدالملک مروان کا بڑا بیٹا - کہ افریقہ مین لڑ چکا تھا - کچھ لشکر کے ساتھ ظہیر ابن قیس کی مدد کو روانہ ہوا - اور اُنسے بارقہ مین جہان وہ فوج فراہم کر رہے تھے ملاقی ہوا - دونون نے اکٹھے ہو کر پھر مغرب کی راہ لی - اور پھر اسلام کا جھنڈا قیروان کے زیر دیوار نصب کیا - اس ذلت کو رفع کر کے ظہیر کو ملک کی حکومت عبدالملک نے سپرد کی - اور خود اپنے بڈھے باپ کی مدد کے واسطے دمشق روانہ ہوا -

مروان کا آخری وقت پہونچ گیا تھا - وہ اپنی جوانی مین پُر فریب تھا اور بڑھاپے مین بھی ویسا ہی رہا - اُسنے تخت نشینی کے وقت خالد بن یزید کو جانشین نامزد کرنے کا وعدہ کیا تھا - اب اُسنے اپنے بیٹے عبدالملک کو جانشین نامزد کیا - اور وقت فتح مصر کے اپنے بھتیجے عمرو بن سعد سے جانشینی کا عہد کیا تھا - خالد بن یزید نے یہ دیکھکر مروان کو بے ایمان کہا - اسلیے جواب مین اُسنے اُس لڑکے کو کچھ بُرا کہا جس سے اُسکی مان کو یعنے یزید کی بی بی کو کہ اب مروان کے نکاح مین تھی

برا معلوم ہوا۔ اور اُسنے اُسکو زہر دیا۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ مروان کو سویا دیکھکر اُسکے گلے پر تکیہ رکھکر بیٹھی رہی۔ یہانتک کہ وہ مرگیا۔ وہ ۶۵ھ ہجری مین مرا مطابق ۶۸۴ع کے اور وہ تخت پر پورا ایک برس بھی نرہا۔

فصل تیسری

مروان کے مرنے پر اُسکا بیٹا عبد الملک دمشق مین تخت نشین ہوا۔ اور شام اور مصر اور افریقہ کے ملک مفتوحہ مین خلیفہ وقت مانا گیا۔ اُسکا سن اُسوقت چالیس برس کا تھا۔ اُسکے افریقہ کی فتوحات سے اُسکی کوشش اور چالاکی اور بہادری معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ عقلمندی اور علم کے واسطے مشہور تھا۔ اپنے باپ کی تخت نشینی کے وقت سے اُسکو امید اپنی جانشینی کی تھی۔ اور اسی امید کے باعث اُسکو جنگی کارروائی کا ذائقہ آیا۔ جب اُسکو اپنے باپ کے مرنے کی خبر ملی وہ چارزانو قرآن کو لیے پڑھتا تھا۔ اُسنے قرآن کو بند کیا۔ اور کہا کہ رخصت اب ہم دوسرے امورات کی طرف مخاطب ہوتے ہین۔

بادشاہ ہونے سے عبد الملک کے چال چلن مین فرق آگیا تھا۔ وہ علامتون اور فال اور خواب کی تعبیر کا بہت پابند تھا۔ اور اسلیے اُسکو اہل عرب رشح الحجر کہتے ہین۔

عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہنوز مسلمانون کے بڑے حصۂ مملکت مین خلیفۂ وقت شمار کیے جاتے تھے۔ اور اپنا دار السلطنت اُنھون نے مکہ کو قرار دیا تھا اور اسی وجہ سے چونکہ اہل اسلام حج کے واسطے مکہ آیا کرتے تھے اُنپر ابن زبیر کا اختیار بہت تھا۔ اسکا رشک عبد الملک کو ہوا۔ اسلیے اُسنے اپنے ملک مین بھی ایسی جگہ بنانا چاہی۔ جس سے اہل اسلام کا اجماع سالانہ وہان بھی کرین۔ اور اس قسم کی جگہ اُسنے یروشلم یعنے بیت المقدس کو تجویز کی۔ جسکو اہل اسلام بسبب تعلقات موسیٰ و عیسیٰ و محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس سمجھتے تھے۔ علاوہ اسکے

وہ مقدس مقام پیغمبرون کا قبرستان تھا۔ عبد الملک نے اس متبرک جگہ کو وسعت دی۔ اور سیڈ ھیان جنپر حضرت عمرؓ نے نماز پڑھی تھی۔ اُنکو بھی داخل عمارت کرکے وہان مسجد بنائی۔ اور وہ پتھر جو سنگ یعقوب کہلاتا تھا۔ جسپر یعقوبؑ کو خواب ہوا تھا بجاے حجر اسود کے قائم کیا گیا۔ کہ لوگ اُسکو بوسہ دین۔

اُسوقت ایک شجاع اور خونخوار افسر اور بھی تھا۔ جسنے اپنے کو اسلام کی سلطنت کے دشوار حالتون مین آزاد رکھا۔ وہ ابو عبیدہ کا بیٹا تھا جسکو الثقفی کہتے ہین۔ وہ طائف کا رہنے والا تھا لیکن اُسکا مشہور لقب المختار تھا۔ اُسکا پہلا ذکر حضرت امام حسنؑ بن علی کرم اللہ وجہہ کی مختصر خلافت مین پایا گیا۔ کہ وہ اس خاندان کی بہی خواہی مین سرگرم تھا۔ اور اُسکا دوسرا ذکر کوفہ مین اُسوقت پایا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسلم بن عقیل کو اسی نے اپنے گھر مین جگہ دی۔ اور حضرت امام حسینؑ کے واسطے آدمیون کو فراہم کرنے مین کوشان رہا۔

جب ابن زیاد کوفہ مین آیا۔ اُس سے لوگون نے المختار کی سازشون کا حال کہا۔ اور ابن زیاد نے اُسکو جواب دہ کیا۔ سخت جواب پانے پر ابن زیاد نے اُسکو ایسا مارا۔ کہ ایک آنکھ اُسکی ضایع ہوئی۔ تب اُسکو قیدخانہ مین بھیجا۔ جہان وہ تا شہادت حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کے گرفتار رہا۔ اُسکی رہائی کی بہ نسبت لوگون نے یزید بن معاویہ سے کوشش کی۔ جسنے اُسکی رہائی کا حکم دیا۔ ابن زیاد نے اُسکو رہا کیا۔ اور ایک نوٹس دی کہ اگر وہ تین روز کے اندر اُسکی حکومت سے خارج نہو جائیگا۔ تو وہ ہلاک کیا جائیگا۔ المختار دھمکی دیتا ہوا روانہ ہوا۔ اور جب اُسکے کسی ایک ساتھی نے پوچھا۔ کہ تمھاری آنکھ کیونکر ضایع ہوئی۔ اُسنے کہا کہ اُسی فاحشہ کے بیٹے کی حرکت ہے یعنی ابن زیاد کی۔ ہمپر اللہ کی لعنت ہو اگر ہم اُسکے بدلے اُسکو ہلاک کر ڈالین۔ اب انتقام حسینؑ کا اُسکو پورا خیال ہوا۔ اور کہنے لگا کہ

اللہ ہمکو ذلیل کرے اگر ہم اُسقدر آدمی اس انتقام میں نہ ہلاک کریں جتنے لوگ یحیی ابن زکریا کے خون کے بدلے ہلاک کیے گئے۔

اب المختار ابن زبیرؓ کے سامنے حاضر ہوا۔ جو ابھی تخت نشین ہوئے تھے لیکن اُسنے بیعت کرنے سے اُسوقت تک انکار کیا۔ کہ ابن زبیرؓ انتقام حسینؑ کا قصد نکرین اُسنے یہ بھی کہا کہ ابن زبیرؓ کے امورات اُسوقت تک فروغ پر نہونگے۔ جبتک ہم اُنکے لشکر کے سردار نہون اور انتقام حسینؑ نہ لیا جاے۔ المختار اس مقدس شہر یعنی مکہ کے محاصرہ مین دلیری سے لڑا۔ لیکن جب بہ سبب مرنے یزید کے محاصرہ اُٹھا لیا گیا۔ اُسنے خلیفۂ وقت کو اپنی طرف سے سرد مہر پایا۔ اسلیے اُسنے انکو چھوڑا۔ اور کوفہ کی راہ لی۔ اور جسقدر مسجدین راہ مین ملین سب مین انتقام حسینؑ کا جوش ڈالا۔ اور اپنے کو منتقم ظاہر کیا۔

کوفہ پہونچکر اُسنے دیکھا کہ میرا عہدہ منتقمی کا دوسرے نے لے لیا۔ یعنی سلیمانؓ نے کہ اپنے مختصر لشکر کے ساتھ روانگی کے قریب تھے۔ شیعان علیؑ کو طلب کرکے اُسنے محمدؐ بن علیؑ (محمد حنفیہ) کی طرف سے جعلی خطوط دکھائے۔ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے سوتیلے بھائی تھے۔ اور اُس ذریعہ سے المختار نے اعتبار حاصل کیا۔ اور تب سلیمانؑ کی شکایت کی اسی وجہ سے اُنکے لشکر کا تعداد کم ہو گیا۔ جسوقت المختار اس کام مین مصروف تھا کہ اُسپر بغاوت کا جرم قائم کیا گیا۔ اور پھر اُسی قیدخانہ مین قید بند ہوا جسمین ابن زیاد نے قید کیا تھا۔ اپنے قید کے زمانہ مین اُسنے شیعان علیؑ سے مراسلات رکھا۔ مروان کے مرنے پر وہ قید سے رہا ہوا۔ اور اپنے کو قوی شیعان علیؑ کا سردار پایا جنہون نے اُس سے بیعت بھی کی۔ اور اُسکو خلیفۂ وقت قرار دیا۔ اور عہد لیا کہ موافق قرآن اور حدیث کے حکومت کریگا۔ اور دشمنان خاندان حسینؑ سے بدلا لیگا یہین سے فرقہ شیعہ کی بنیاد پڑی۔

المختار نے انتقام کے کام کو بخوشی قبول کیا۔ اور اپنا لقب منتقم رکھا۔ پہلا شخص جس سے اُسنے بدلا لیا شمر تھا۔ جسنے بوجہ قتل حسینؑ کے اپنے کو ممتاز کیا تھا۔ اسپر المختار کامیاب ہوا اور اُسکو مارڈالا۔ دوسرا شخص خولی تھا جسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک جدا کیا تھا۔ اسکو المختار نے اُسکے گھر مین گرفتار کیا اور اُسکو جلا ڈالا۔ اُسکا تیسرا مغلوب عمرو بن سعد تھا کہ اُس لشکر کا سردار تھا جسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کا محاصرہ کیا تھا۔ اُسکو اور اُسکے دونون بیٹون کو المختار نے مارڈالا۔ اور اُسکا سر محمدؐ بن علیؓ برادر امام حسینؑ کے پاس بھیجا۔ تب اُسنے عادی ابن حاطم سے بدلا لیا جسنے حضرتؑ کی لاش مبارک سے بے ادبی کی تھی۔ اسکو اُسنے شیعان علیؓ کے حوالہ کیا جنھون نے اُسکو باندھا اور اسقدر تیر اُسپر مارے کہ اُسکا بدن مثل سایل کے ہوگیا۔ اسطرح المختار نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر قاتلان حسینؑ کو قتل کیا۔

شیعان علی کی مدد سے اُسنے کوفہ پر حکومت کی بلکہ تمام بابلستان پر سلطنت قائم کردی لیکن اُسکو معلوم تھا۔ کہ یہ عہدہ اُسکا عارضی تھا کیونکہ ایک طرف سے شام کا لشکر جسکو عبد الملک نے روانہ کیا اُسکے خلاف مین چلا۔ اور دوسری طرف سے حضرت مصعب خلیفہ ابن زبیرؓ کے بھائی بصرہ سے روانہ ہوئے۔ تب اُسنے مکر کیا۔ کہ اُسکا اختیار باقی رہے۔ اور انتقام لیا کرے۔ اُسنے ابن زبیر سے صلح کا پیغام کیا۔ کہ ہم اپنے لشکر کے ساتھ تمسے آملتے ہین۔ خلیفۂ وقت نے اسکی صداقت پر شک کیا۔ اور اسکا ثبوت طلب کیا۔ اور لکھا کہ ایک لشکر عبد الملک کے مقابلہ کو بھیجو۔ المختار نے فوراً ہی تین ہزار آدمی کا لشکر بزیر سرداری شرجیل مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ ابن زبیرؓ کہ ہنوز مشتبہ تھے ایک چالاک اور ہوشیار سردار کو جسکا نام عباس ابن سہیل تھا کچھ لشکر کے ساتھ اُس سے ملنے کو روانہ کیا۔ اور اُنسے کہا کہ اگر غریب ظاہر ہو تو اُسکے موافق کار بند ہونا۔ انھون نے یہ دیکھکر کہ شرجیل کے لشکر مین سد کا قحط ہے۔

بہت سی بھیڑین ذبح کی - اور بھوکھون مین تقسیم کیا - اسکے باعث سے اُس لشکر مین انتشار آگیا - کوئی پکانے لگا - اور کوئی جلاون کی فکر مین رہا - اور کوئی کھانے لگا - اُس غیر محفوظ وقت مین عباس اپنے لشکر سے اُنپر آپڑے اور تتر جبیل اور اُسکے چارسو آدمیون کو مارڈالا - لیکن بقیہ کو پناہ دی - اور اپنے لشکر مین بھرتی کیا -

المختار نے دیکھا کہ ہماری کارروائی پر ابن زبیرؓ نے شک کیا اسلیے ایک خط خانگی طور پر محمد بن علیؓ کو جنکو ابن زبیرؓ نے مکہ مین رہنے کی اجازت دی تھی - اور جو گوشہ نشین تھے لکھا کہ اگر آپ ہتھیار بند ہو جیے - تو ہم قوی لشکر کے ساتھ آپ کی مدد کو آدین - محمد بن علیؓ نے زبانی کہلا بھیجا - کہ ہم تمھاری خیر خواہی کے شکر گزار ہوئے - لیکن ہمکو ہتھیار اُٹھانا منظور نہین - ہمنے اپنے معاملہ کو اللہ پر چھوڑا - جب قاصد چلنے لگا تو اُس سے کہا کہ المختار سے کہنا کہ اللہ سے ڈرے اور خونریزی سے احتیاط کرے -

اس رسل و رسائل کی خبر ابن زبیرؓ کو ملی اور وہ محمد بن علیؓ سے بدگمان ہوئے - شیعان علیؓ کہ انتقام حسینؑ کے خواستگار تھے دونون ابن زبیرؓ اور عبد الملک سے کسیکو خلیفہ وقت نہین مانتے تھے اور کعبہ کا حج کرنے کے مجاز تھے - اور جب مکہ آتے تھے تو محمد بن علیؓ کی اور اُنکے خاندان کی تعظیم کیا کرتے تھے - اس سبب سے المختار کے پیغامات آپ کے پاس آتے تھے - ابن زبیرؓ نے بغاوت سے مشتبہ ہو کر محمد حنفیہؓ اور اُنکے متعلقان کو مع سترہ سردار صاحبان کوفہ کے نظر بند زمزم کے قریب کیا - اور سرداران کوفہ کو ڈرایا کہ اگر بیعت نکروگے تو قتل ہوگے -

اُس قیدخانے سے اُن لوگون نے المختار کے پاس خطوط بھیجے - اور اپنی خطرناک حالت سے اطلاع دی - اُسنے شیعون کو کوفہ مین فراہم کیا - اور خط پڑھا - اُسنے کہا کہ یہ خط محمد بن علیؓ کے پاس سے آیا ہے خود وہ بھی اور بھی اچھے اچھے لوگ خاندان نبوی سے مثل بھیڑ کے قید بند کیے گئے اور قتل کے واسطے تم اُنکو بھی چھوڑ دوگے جیسا

تھے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کیا اور انکو شہید ہونے دیا۔
المختار کی استدعا پوری ہوئی۔ اور شیعے مکہ جانے کو تیار ہو گئے۔ المختار نے ساڑھے سات سو آدمی دلیر اور عمدہ سوار۔ سخت لڑنے والے۔ خوب ہتھیار بند تیز رو چن لیے۔ اور انکو چھوٹے چھوٹے صفون مین آراستہ کیا۔ کہ ایک دوسرے کے بعد چلین۔ اور دیر دیر مین مثل سمندر کے حلقون کے پہونچین۔ پہلی صف مین ڈیڑھ سو آدمی تھے اور انکا سردار ابو عبد اللہ الجدولی تھا۔ وہ پہلے چلا۔ اسکے پیچھے دوسرا اپنے فاصلہ پر کہ نظر سے نہ معلوم ہو۔ لیکن سبھون نے گھوڑون کو مہمیز دی۔ کیونکہ وقت تنگ تھا۔ اور ابو عبد اللہ مکہ مین پہلے داخل ہوا۔ اسکے مختصر لشکر سے کچھ ڈر نہوا۔ وہ چاہ زمزم تک پہونچا۔ اور انتقام حسینؑ کہتے ہوئے محافظین کو پسپا کیا۔ اور قیدخانے کو کھولدیا۔ اور محمد بن علیؓ اور انکے ساتھیون کو رہا کیا۔ ہنگامہ ہونے سے خلیفہ وقت اور محافظین آئے۔ ابو عبد اللہ انسے لڑتا لیکن محمد بن علیؓ نے دست اندازی کی۔ اور کہا کہ حرم کے اندر لڑنا ممتنع ہے۔ خلیفۂ وقت نے دیکھا کہ یکے بعد دیگرے لشکر آتا گیا۔ اور جو آیا اسنے اللہ اکبر پکارا اور انتقام حسینؑ چلایا۔ اس واقعہ سے خلیفۂ وقت کے ہوش اڑ گئے۔ انکو محمد بن علیؓ کے ہر دلعزیز ہونے کا حال معلوم تھا۔ اور بغاوت کا خوف ہوا۔ المختار نے اسی وقت خلیفۂ وقت کو قتل کرنا چاہا۔ لیکن محمد بن علیؓ نے ہاتھ پکڑ لیا۔ اور معاملہ صلح کے ساتھ طے ہو گیا۔ ابن زبیرؓ پر کچھ صدمہ نہ پہونچا۔ محمد بن علیؓ نے زر کثیر کہ مختار نے بھیجا تھا۔ اپنے دوستون اور ساتھیون مین تقسیم کیا۔ اور تب بحفاظت تمام مکہ سے روانہ ہوئے۔

المختار کو اب اپنے حفاظت کی فکر ہوئی۔ اسکا پرانا دشمن ابن زیاد اسیر کوفہ کے لشکر کے ساتھ عبد الملک کی طرف سے اسپر قبضہ کرنے کو آرہا تھا۔ اور اپنے لشکر سے تین روز کے لوٹ کا وعدہ کیا تھا۔ المختار نے اہل شہر کو طلب کیا۔ اور

اپنے قدیم حاکم ظالم اور قاتل حسینؓ سے بدلا لینے کے لیے کیا - ایک لشکر بسرداری ابراہیم بن الاشتر حملہ آور ہوا - اس محاربہ مین ایک تابوت چادر سے ڈھکا ہوا خچر پر رکھکر ساتھ کیا گیا سکو اہل لشکر کو اُسے دیکھکر جرأت ہوتی تھی اور لڑائی مین اُس تابوت کے ساتھ یہ دعا کی جاتی تھی - اے اللہ ہمکو اپنی اطاعت مین رکھ اور ضرورت کے وقت مدد کر - اسپر سب آمین کہتے تھے - ابراہیم کے لشکر نے ابن زیاد کے لشکر سے کچھ فاصلہ پر شہر کوفہ سے مقابلہ کیا - وہ گھس پڑے اور مذہبی جوش کے ساتھ انتقام حسینؓ کہتے ہے - جس سے ابن زیاد کے دل پر چوٹ آئی - لڑائی تند اور خونریز تھی - شامی لشکر کو اگرچہ تعداد مین بہت زیادہ تھا پوری شکست ہوئی -

ابن زیاد بہادری سے لڑکر مارا گیا - اور اُسکا بقیہ لشکر بھاگا اور مارا گیا - یہ کامیابی تابوت کے باعث سے کہی جاتی ہے - جسکو مابعد مین بت پرستی سمجھا گیا - اور تعزیہ داری کی اصل بھی یہین سے معلوم ہوتی ہے -

ابراہیم نے ابن زیاد کی لاش جلوادی اور اُسکا سر المختار کے پاس بھیجا - المختار اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوا - اور اپنی اذیت یاد کرکے اُسکو پھر کاٹا -

مؤرخ ابو الفدا کا قول ہے کہ اللہ نے شہادت حسینؓ کا بدلا ابن زیاد سے لیا - المختار کی کامیابی عرصۂ قلیل کے واسطے تھی - اُسنے تلوّن طبع آدمیون پر حکومت کی - اور سختی کی - اُسنے جسکو امام حسین کا طرفدار نہ دیکھا - مار ڈالا - اور اُسپر یہ بھی الزام ہے کہ غلامون کو سردارون سے باغی کرایا - اُسکے برخلاف مین ایک اجماع ہوا اور حضرت مصعب کو کہ خلیفہ ابن زبیرؓ کے بھائی تھے اور اُنکی جانب سے بصرہ مین حاکم تھے بلایا - یہ خبر شبیب کی معرفت بصرہ بھیجی گئی - اور وہ یا خدا یا خدا مدد کر کہتا ہوا شہر مین داخل ہوا - اُسنے اُمراے کوفہ کی طرف سے خط دیا - حضرت مصعب نے مہلب کو کہ حاکم فارس تھا لکھا کہ لشکر کے ساتھ آوے - اور اُسکے آنے پر

دونون لشکر کے ساتھ المختار پر حملہ آور ہون۔ المختار نے محاصرہ مین آنا پسند نہ کیا۔ اسنے میدان جنگ اختیار کیا۔ اور اپنے شہر کوفہ کی زیر دیوار مقابلہ کیا۔ سخت خونریز لڑائی ہوئی۔ اور تابوت کا اثر کوفیون پر ہوا۔ لیکن المختار سے اُسکے ظلم کے باعث پہلے لوگ بھی متنفر تھے۔ اُسکے لشکر کو شکست ہوئی۔ تب وہ کوفہ کے قلعہ مین قلعہ بند ہوا۔ اور دلیری اور ہنرمندی سے اُسکو سجھاتا رہا۔ یہانتک کہ اُسکو زخم لگا۔ اور مرگیا۔ قلعہ کے لشکر نے اپنے سالار لشکر کو مُردہ دیکھکر اطاعت کرلی۔ لیکن کل قریب سات ہزار آدمی کے مارے گئے۔

اسطرح المختار ابن ابو عبیدہ ثقفی اپنی ترسٹھ برس کی عمر مین مارا گیا۔ اور تین خلیفون کے لشکر کو شکست دی۔ اور صرف اپنے تلوار کی قوت سے بابلستان کا حاکم ہوا۔ اُسنے اپنے دشمن کو کبھی معاف نہ کیا۔ اور انتقام حسینؑ مین پچاس ہزار آدمیون کو مار ڈالا۔ الحق کہ وہ منتقم کے لقب کا سزاوار تھا۔

فصل چوتھی

المختار کے شکست سے تمام بابلستان مع اپنی دارالسلطنت کوفہ کے حضرت مصعب ابن زبیر کے قبضہ مین آگیا۔ یہ حضرت سکینہ بنت امام حسینؑ کے شوہر تھے۔ حضرت مصعب کو خلق کے راضی رکھنے کا خوب ڈھنگ تھا۔ انکی عمر شباب پر تھی چھتیس ۳۶ برس کی عمر تھی۔ خوبصورت۔ صاحب اخلاق پسندیدہ تھے۔ مترحم اور نہایت شجاع تھے۔ اگرچہ لڑائیون مین کمتر رہے تھے۔ قبل عبدالملک کے بادشاہ ہونے کے وہ اُسکے بڑے دوست تھے۔ لیکن ابن زبیر خلیفہ وقت کے بھائی ہونے سے اب عبدالملک کو سخت عداوت ہوئی۔ اور انکو بڑا دشمن جانی سمجھنے لگا۔ جب ابن زیاد کی شکست کا حال معلوم ہوا۔ دوسرا بہت بڑا لشکر فتح بابلستان کے لیے آمادہ کیا۔

خود لشکر کے ساتھ چلا اور دمشق کی حکومت اپنے چچیرے بھائی عمرو بن سعید کو
دی - اسنے بہ سبب اسکی جنگی ہنرمندی کے ایسا کیا تھا - اگرچہ دونون مین کچھ لی عداوت
تھی - اور اسکی وجہ یہ تھی - کہ بچپن مین جب کھانے کو دیا جاتا تو جیسا لڑکے کمی بیشی
کے واسطے لڑتے ہین یہ بھی آپسمین لڑتے - اور اس لڑائی کا اثر شباب تک رہا - اور
جوانی مین ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوگئے - لیکن عبد الملک کی جانشینی سے
عمرو سعد کا دل ٹوٹ گیا - چونکہ اسکے چچا مروان نے بہ سبب اسکی فتحیابی مصر کے
اسکو جانشین کرنے کا عہد کیا تھا - اسلیے جیسے ہی عبد الملک نے اسکو شہر دمشق کی
حکومت پر چھوڑا کہ تمام ملک شام کی بادشاہت کا فخر مثل وارث مستحق کے کرنے لگا -

عبد الملک کو اس غضب کا حال راہ مین معلوم ہوا - اور وہ فوراً ہی واپس
آیا - ایک سخت خونریز لڑائی چچیرے بھائیون مین دمشق کی گلی مین واقع ہوئی -
عورتین درمیان مین ہوئین اور خونریزی سے باز رکھا - یہانتک کہ دونون مین
صلح کا اقرارنامہ ہوا - اور دونون شخص نے دستخط کیا - لیکن عبد الملک نے
بدعہدی کی - اور فریب کرکے اسکا سر کاٹ ڈالا - اور جنھون نے اسکی مدد کی
تھی - سب کو ہلاک کیا - اور اسکے خاندان کو جلاوطن کر ڈالا -

جب عمرو سعد کی زوجہ جلاوطن ہونے لگی - اس سے عبد الملک نے وہ عہدنامہ
جسپر دستخط تھا واپس مانگا - اسنے جواب دیا کہ ہمنے اسکو اپنے کفن مین لپیٹ رکھا ہے
کہ یوم حساب کے دن پیش کرینگے -

عبد الملک نے بابلستان کی راہ پھر اختیار کی - اسنے آدمی بھیجے تھے -
کہ کوفہ کے سردارون کو طمع دیجائے - انھین سے ابراہیم بن الاشتر بھی تھے جنکو
عبد الملک نے لکھا تھا کہ اگر تم میرا ساتھ دوگے - تو ہم تمکو حاکم بابلستان بنا دینگے
انھون نے اس خط کو حضرت مصعب رح کو دکھایا - کہ ایسے خطوط اور لوگون کے پاس بھی

آئے ہونگے - اسیے مناسب ہو کہ جہان شک بغاوت کا ہو - تلوار سے فوراً انسداد کیجیے - لیکن حضرت مصعب رح منصف اور مترحم مزاج تھے اسلیے اُنھون نے کہا - کہ ہم مجرد شک پر خونریزی نہ کرینگے - واقعات آیندہ سے معلوم ہوگا - کہ ابراہیم بن الشتر اہل کوفہ کی تلوّن مزاجی سے واقف تھے -

ایک لڑائی ریگستان کے کنارے پر پلما ئرا کے نزدیک ہوئی - ابراہیم نے اپنے سوارون سے حملہ کیا - اور شام کے صفوف کو توڑ ڈالے - عبد الملک امدادی لشکر سے آپہونچا - اور شکستہ صفون کو درست کر کے حملہ آور ہوا - دوسرے حملے مین ابراہیم مارا گیا - اور کوفیون کا فریب ظاہر ہوگیا - حضرت مصعب رح کے سالار رسالہ نے حملہ کیا - اور عبد الملک کے خیمہ کی طناب کاٹ ڈالی - لیکن دوسرے کوفی افسرون نے انکار کیا - حضرت مصعب رح نے ابراہیم کو پکارا لیکن اُنکو مُردہ پاکر بولے کہ افسوس ابراہیم نرہا - حضرت مصعب رح نے اپنے بیٹے عیسیٰ کی طرف پھر کر اگرچہ وہ ہنوز نابالغ تھا - لیکن اپنے باپ کے ہمراہ بڑی شجاعت سے لڑا تھا کہ اے میرے بیٹے اپنے چچا عبد اللہ ابن زبیر رض کے پاس جا اور میرا حال اور اہل عراق کی دغابازی کا واقعہ بیان کر - عیسیٰ نے جنمین ہمیشہ شجاعت اپنے خاندان زبیر رض کی تھی - اپنے باپ کو تنہا چھوڑ کر جانا پسند نہ کیا - اُسنے کہا کہ ہملوگ بصرہ کو واپس جاوین جہان ہمارے دوست اب بھی ہونگے - اور تب وہان سے چلین حضرت مصعب رح نے کہا کہ نہین اے میرے بیٹے ہم کیونکر اہل قریش کو مغلوب سردار کہلاکر مکہ مین مُنھ دکھاوینگے - لڑائی کچھ عرصہ کے واسطے ملتوی رہکر عبد الملک نے حضرت مصعب کے پاس اُنکی پناہ کا پیغام بھیجا - لیکن اُنھون نے کہا کہ ہم فتح کرینگے یا ہلاک ہونگے - لڑائی اب ختم ہوئی جتنا لشکر حضرت مصعب رح کا تھا سب مارا گیا - اُنکا بیٹا عیسیٰ بھی قتل ہوا - خود اُنپر متواتر زخم لگے - یہانتک کہ اُنکا سر کاٹا گیا - عمر قسر

ابن علیؓ بھی اسی لڑائی مین شہید ہوئے۔ عبد الملک کامیابی کے ساتھ کوفہ مین داخل ہوا۔ اہل کوفہ نے اُسکے گرد خوشی سے اجماع کیا۔ اور اُسکی بعیت کی۔ اور اُسنے اپنے کو بابلستان اور عراق عجم پر قابض پایا۔ اُسنے بہت روپیہ تالیف کے واسطے تقسیم کیا۔ اور بڑی دعوت قلعہ مین کی۔

جب اہل دعوت مصروف کھانے مین تھے عبد الملک کے ذہن مین آیا۔ کہ انسانی نمایش عارضی ہوتی ہے۔ اُسنے کہا افسوس ہے۔ کتنے ہی نمایش کے ساتھ ہم رہین۔ لیکن ہمارا رہنا مثل سایہ کے ہے۔ جب دعوت کا مجمع برخاست ہوگیا تب بھی اُسکے دلپر اسی کا اثر رہا۔ اور ایک بوڈھے آدمی سے جسکا بال سفید تھا بہ نسبت قدامت کے پوچھتا رہا۔ اور جواب پاتا رہا۔

عبد الملک نے کہا افسوس ہے جدید چیز فوراً کہنہ ہوجاتی ہے۔ اور جو شخص ہے۔ اُسکے بہ نسبت کہا جائیگا کہ وہ تھا۔ یہ ایک شاعر کا نظم تھا کہ اُسنے پڑھا۔ جبوقت اس گفتگو مین تھا کہ حضرت مصعبؒ کا سر اُسکے سامنے لایا گیا۔ جو شخص لایا اُسکو ایکہزار دینار اشرفی ملی۔ لیکن اُسنے انعام لینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ ہمنے بہ سبب ذاتی خصوصیت کے ایسا کیا ہے۔

اُس غریب نے متعجب واقعات جانشینی کے بیان کیے۔ اُسنے کہا کہ میرن ستر برس کا ہوا۔ اور مین نے کئی خاندان دیکھے۔ اسی قلعہ مین امام حسینؑ کا سر ابن زیاد کے سامنے لایا گیا۔ تب ابن زیاد کا سر المختار کے سامنے پیش ہوا۔ تب المختار کا سر حضرت مصعبؒ کے پاس آیا۔ اب مصعب کا سر تمہارے سامنے لایا گیا۔ وہ اس فسانہ سے بدگمان ہوا۔ اور ڈرا کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ اسی قلعہ مین میرا سر دوسرے کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ اسلیے اُسنے اُس قلعہ کو گروادیا۔

عبدالملک نے اپنے بھائی بشیر ابن مروان کو بابلستان کی حکومت پر نصب کیا۔ جو بہت کم سن تھا۔ اسلیے ایک پُرانے شخص کو جسکا نام موسیٰ ابن نصیر تھا۔ مشیر اور اُسکا وزیر مقرر کیا۔ اور وہ خاندان مروانیہ کا عرصہ سے بڑا معتمد علیہ اور خیر خواہ تھا۔ جب اُسکا باپ معتمد رہا تھا۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ نصیر عبدالعزیز ابن مروان کا آزاد غلام تھا۔ اور اُسنے عہدہ عالیہ پر اُسکو نصب کیا۔ اسقدر عبدالملک کا اعتبار موسیٰ پر تھا کہ اُسنے کل جنگی اختیارات موسیٰ کو دیے۔ اور کہا کہ اسکی جوابدہی تمھارے سر ہے۔ بشیر جب حکومت پر بیٹھا۔ اُسنے اپنی مُہر موسیٰ کے حوالہ کی۔ اور کل انتظام مملکت اُسکے سپرد کیا۔ یہ موسیٰ آخرش بڑا نیکنام ہوا۔ عبدالملک نے خالد بن عبداللہ بن زیاد کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا۔ اور خود دمشق کو واپس آیا۔ صوبہ بابلستان مین آخرش امن نہ رہا۔ اُسوقت ایک قوی قوم مسلمانون کی فارس مین تھی۔ جنکو معتزلہ ارزقی کہتے ہین۔ یہ قوم اپنے بانی کے نام سے نامزد ہوئی۔ اسکو ابن ارزق کہتے تھے۔ وہ حکومت کے منکر تھے اور بغاوت کے شائق مصعب رح کے زمانۂ حکومت مین انھون نے بغاوت سے بڑی تکلیف پہونچائی تھی۔ اور طرح طرح کے تشدد کیے تھے۔ اُنکی نگرانی مہلب کے علاقے کہ مصعب رح کے نائب تھے کی گئی تھی۔ یہ شخص لائق سردارون مین اس زمانے کے تھا۔ اور اُنکو بغاوت کی فرصت نہ دیتا تھا۔ جسوقت مصعب رح اور عبدالملک سے لڑائی ہوئی۔ مہلب فاصلے پر تھا۔ جیسے ہی اُسکو مصعب رح کے شکست کا حال معلوم ہوا۔ وہ اپنی حکومت عراق سے بصرہ مین عبدالملک کی اطاعت کے واسطے آیا۔ خالد بن عبداللہ امیر بصرہ نے اُسکی خدمت قبول کی۔ لیکن اُسکو بصرہ کی حکومت سے برطرف کرکے مالگزاری کا تحصیلدار بنایا۔ اور اُس ملک کی حکومت اپنے بھائی عبدالعزیز کے سپرد کی۔ اس تبدیلی کا نتیجہ برا ہوا۔ قوم ارزقی نے پھر بغاوت کی۔ اور جب اُنھون نے سُنا کہ

مہلب حکومت سے برطرف ہوا- تو وہ بڑے زور شور سے عراق مین آپہونچے- عبدالعزیز سے مقابلہ کیا- لیکن چونکہ وہ نکارہنے والا تھا دشمنون کا حال نہین جانتا تھا- اُسکو پوری شکست ہوئی- اور اُسکی جورو گرفتار ہوگئی- قید کرنے والون نے سمجھا کہ اُسکا زرمخلصانہ بہت ہوگا- لیکن ایک نے یہ خیال کرکے کہ اُسکے حسن سے آپسمین اختلاف نہ پڑجاے اُسکو مارڈالا-

عبدالملک کو جب یہ حال معلوم ہوا- اُسنے خالد امیر بصرہ کو ملامت کی- کہ تمنے مہلب کو کہ تجربہ کار اور بہادر شخص تھا- کیون برخاست کرکے ایک معمولی عرب کو حاکم مقرر کیا- مناسب ہو کہ مہلب کو پھر حکومت پر نصب کرو- اور بشیر کو لکھا کہ پھر مدد دو- ایک مرتبہ پھر مہلب نے اپنی قابلیت دکھائی- اور قوم ازرقی کو شکست اہواز کے قریب ایک سخت لڑائی مین دی اُسنے اُنکو دم نہ لینے دیا اور اُنکا تعاقب پہاڑ تک کیا- اور کامیابی کے ساتھ پھر آیا-

اِن سب خانہ جنگیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون کا رعب بیرونی ملکون مین کم ہوگیا اور قیصر روم نے کئی مرتبہ شام پر حملہ کیا- لیکن عبدالملک نے اپنے کو اندرونی دشمنون سے گھرا ہوا پاکر صلح خریدکی اور پچاس ہزار روپیہ سالانہ اوا اضافہ کیا-

فصل پانچوین

سلطان عبدالملک اپنے حال کی کامیابیون سے مشرقی اسلام کے ممالک کا بادشاہ ہوگیا- اور اپنی حفاظت کے واسطے عیسائی قیصر سے ذلت کے ساتھ صلح کرلی- اب اُسکا قصد ہوا- کہ ابن زبیرؓ کو حجاز مین بھی نہ رہنے دین- اور اُنپر مکہ مین حملہ آور ہون- اور تمام ممالک سلامیہ کے تنہا بادشاہ ہوجادین-

اِس معرکہ کا علاقہ حجاج بن یوسف کو دیا گیا- یہ لائق افسرون مین او زبہت فصیح البیان تھا- اسنے خواب دیکھا تھا کہ ابن زبیرؓ اسکے ہاتھ سے مارے گئے-

یہ دو ہزار آدمیوں سے دمشق سے روانہ ہوا۔ اور پانچ ہزار آدمی اور بھی طارق ابن عماد کے تحت مین اُسکے ساتھ ہوئے۔ سلطان عبد الملک نے یہ بھی اشتہار دیا کہ ابن زبیرؓ کے ساتھیوں سے اور اہل شہر سے جو میری اطاعت مین در آوینگے اُنکو حجاج پناہ دیگا۔ اور اپنے لشکر مین بھرتی کریگا۔

حضرت ابن زبیرؓ نے کچھ سوار دشمن کے روکنے کے واسطے روانہ کیا۔ لیکن وہ پسپا کیے گئے۔ اور حجاج آسانی کے ساتھ مکہ کے سامنے آپہونچا۔ اُسنے پہلا خط تیر کے ذریعہ سے شہر کے اندر پھینکا۔ جسمین شہر کے باشندون کو ہدایت تھی کہ ہم ابن زبیرؓ کے ظلم سے تمکو رہا کرنے آئے ہین۔ اور اگر تم عبد اللہ ابن زبیرؓ کو چھوڑکر ہمسے آملوگے۔ تو ہم تمکو پناہ دیوینگے۔ اور وہ اپنے خلیفہ کے لقب کے ساتھ مکہ مین عنقریب دفن ہونگے۔

اب شہر مکہ پر حملہ ہوا۔ انجن وغیرہ کے ذریعہ سے دیوار مین سوراخ کیا گیا۔ اور شعلے پھینکے گئے۔ جس سے آگ لگ گئی۔ سخت بجلی کی کڑک سے حملہ آور ٹھہر گئے۔ انہون نے کہا کہ اس شہر مقدس پر حملہ کرنے سے قہر الٰہی معلوم ہوتا ہے۔ الحجاج نے انکو اس شک سے باہر کیا۔ اور خود پتھر پھینک کر اہل شہر کو تمثیل دی۔

دوسرے روز اس سے بھی زیادہ بجلی چمکی۔ جس سے اہل قلعہ کو بھی نقصان پہونچا۔ اسپر الحجاج نے کہا۔ دیکھو جیسا بجلی کا اثر تمپر ہے ویسا ہی تمہارے دشمن پر بھی ہے۔ محصورین نے دلیری سے مقابلہ کیا۔ اور ہر حملہ کو پسپا کیا۔ ابن زبیرؓ اگرچہ ضعیف اور بوڈھے تھے۔ لیکن آنہون نے اپنے کو لائق بیٹا زبیرؓ کا ثابت کیا۔ ابتدائی محاصرہ مین وہ اکثر خانہ کعبہ مین رہتے تھے۔ اسلیے یہ متبرک جگہ بھی حملہ کا نشانہ ہوا۔ کچھ حصہ اُسکا گرا دیا گیا۔ اور شعلہ پھینک کر دشمنون نے اسمین آگ لگا دی۔ اسلیے آپؓ نے خانہ کعبہ کا رہنا ترک کیا۔ اور اپنے گھر مین رہنے لگے۔ اُسوقت بھی آپؓ کی والدہ

مشیر تھین - جنمین مردون کی سی شجاعت اور عقل تھی اگرچہ اُنکا سن شریف نوّے برس کا تھا - آپؓ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی تھین - اور اپنے کو اُس خاندان کے لائق ثابت کیا - آپؓ عبد اللہ ابن زبیرؓ کے ساتھ قلعہ کی دیوار تک گئین - اور لڑنے والون کو شاباشی دی - اور ضرورت کے وقت مشورہ دیتین - اور جا بجا خطرہ مین حاضر رہتین -
محاصرہ سختی کے ساتھ ہونے لگا - حضرت ابن زبیرؓ کے لوگ جانی دوست شہید ہوئے اور لوگ بیدل ہوگئے - قریب دس ہزار آدمیون کے دشمن سے جا ملے - بلکہ خود عبد اللہ ابن زبیرؓ کے بیٹے حمزہ اور خبیب نے باپ کو چھوڑ کر دشمن سے پناہ لی - آپؓ نے اپنی والدہ سے مشورہ لیا - اس شکستہ حالت مین کہ اُنکے اسباب حرب ختم ہوگئے - اور اُنکے اپنے لوگ اُنکو چھوڑ رہے تھے - اُنکے ماتحت کے افسر نے پناہ اُنکے واسطے لی - انھون نے جواب دیا کہ ای میرے بیٹے تم اپنے جی سے انصاف کرو - اگر تمکو معلوم ہوتا ہو کہ تم حق بجانب ہو - تو قائم رہو - تمھارے باپ زبیرؓ نے اسی مین انتقال کیا - اور تمھارے دوستون نے بھی - تم اپنا سر بنی امیہ کے مقابل مین نیچا نکرو - عزت کے ساتھ مرنا اچھا ہو محقر بیغیرتی کے جینے سے -

خلیفۂ وقت نے اپنی والدہ کی پیشانی کو بوسہ دیا - اور کہا کہ میرا خیال بھی ایسا ہی ہو - اور ابتک جو مین نے کیا صرف اللہ کے واسطے کیا - اسوقت سے تم اپنے بیٹے کو مُردہ سمجھو - اور میرا بیجد غم کرنے سے احتیاط کرنا - انھون نے جواب دیا - کہ میرا بھروسا اللہ پر ہو - اور ہمکو تمھاری طرف سے اطمینان ہو - ای میرے بیٹے ہم خواہ تمھارے آگے آوین یا پیچھے -

جب رخصت کے وقت حضرت عبد اللہؓ سے اُنکی والدہ بغلگیر ہوئین تو انھون نے آپ کے بدن مین زرہ دیکھا اور فرمایا کہ اسکو بھی اُتار دو - کہ تم شہادت کے واسطے آمادہ ہو - ابن زبیرؓ نے جواب دیا کہ یہ زرہ پہنے آپ کی حفاظت کے واسطے پہنی تھی -

اُسپنے سیے نہین ہے۔ اور یہ کہ مرنے کے بعد بیعزتی سے بچین۔

آپ نے جواب دیا کہ بھیڑی جب ذبح ہو چکی تو اُسکو کھال اُدھیڑنے کی اذیت نہین۔ اِن باتون کے ساتھ آپ نے اپنے بیٹے ابن زبیرؓ کو ایک شیشی دی جسمین خوشبو مشک تھا کہ جس سے انکو ہمت ہو۔ اور ابن زبیرؓ شہادت کے شوق مین روانہ ہوئے۔ اس آخری حملہ سے خلیفہ وقت کے دشمنون مین خوف اور تعجب پڑا۔ ایک مختصر حملہ کے ساتھ آپؓ نے دیوار کے روزن سے دشمن کو پسپا کیا۔ انکو گڑھے مین بٹھایا اور اپنے ہاتھ سے بیحساب آدمی قتل کیے۔ بہت لوگ اپنی جگہ مین جمع رہے اور برابر لڑتے رہے یہانتک کہ آپؓ کے ساتھی سب قتل ہوئے۔ اور تیر ختم ہو گئے سواے تلوار اور نیزے کے کچھ نہ رہا۔ آپؓ اب قدم قدم اپنا رُخ دشمن کی طرف کیے پیچھے ہٹے۔ اور ہر قدم پر دشمن سے لڑتے گئے۔ یہانتک کہ وہ ایک نشیب مین آپڑے۔ جہان سے صرف اُنکے آگے کی جانب سے حملہ ہوسکتا تھا۔ یہان اپنی آخری استقامت آپؓ نے کی۔ آپؓ کے مخالف کی جرأت نہ پڑی کہ آپ کے ہتھیار کی پہونچ تک آسکین۔ دور ہی سے انھون نے تیر پھینکے۔ اور جب یہ بھی ختم ہوا اینٹا کھپڑا اور پتھر پھینکنا شروع کیا۔ ایک پتھر سر مین لگنے سے خون داڑھی اور چہرے پر آگیا۔ اور آپ کو غشی طاری ہوئی۔ آپؓ پر حملہ آورون نے خوشی کی صدا بلند کی۔ تب آپؓ کو ہوش آیا۔ اور ایک شاعر کا شعر پڑھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ہمارے زخم کا خون آگے کی طرف گرتا ہے پس پشت نہین۔ اسکے مطلب یہ تھے کہ ہم مقابلہ کرنے مین شہید ہوئے ہین۔ نہ بھاگنے مین زخمی ہوئے۔ یہانتک کہ آپ کو کثرت زخم سے ضعف آتا گیا۔ اور دشمن نزدیک ہوتے گئے۔ اور آپ کا سر مبارک کاٹ ڈالا۔ اسطرح حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ ۷۳ہجری مین اپنی بہتر برس کی عمر مین بعد نو برس کی پُرآشوب خلافت کے شہید ہوئے۔ طارق ابن عمار نے ابن زبیرؓ کی

مستقل بہادری کو دیکھ کر کہا۔ کسی عورت نے انسے زیادہ شجاع آدمی نہین پیدا کیا ہوگا۔ حجاج نے کہا تم کیونکر ایسے شخص کے بہ نسبت کہ امیر المومنین کا دشمن ہو۔ اسقدر تعریف کرتے ہو۔ لیکن سلطان عبد الملک تک جب یہ گفتگو پہونچی۔ وہ بھی طارق کا متفق الراے ہوا۔ اور کہا کہ جو طارق نے کہا نہایت صحیح ہے۔ جب حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ کی شہادت کی خبر آپ کی والدہ حضرت اسماؓ کو پہونچی۔ اُنکو جوش آیا اور جریان خون ہوا۔ جس سے آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ کے بہ نسبت امیر معاویہ صاحب نے فرمایا تھا کہ اُنمین شیر کی شجاعت اور لومڑی کی ہوشیاری تھی۔ آپؓ مین کسی قسم کی بُرائی نہ تھی۔ لیکن خرچ آپ کا بڑے انتظام سے تھا۔ آپؓ نے ایک پوشاک کئی برس تک پہنی۔ بعض عرب کہتے تھے کہ یہ اول شخص ہین جنمین شیر کی بہادری اور لومڑی کی ہوشیاری کا اجماع تھا۔ لیکن بیرونی فتوحات سے کل اہل عرب کی بہادری کے چلن مین فرق آگیا تھا۔ آپؓ کی شہرت پرہیزگاری کے باعث سے بھی تھی۔ اور نماز مین ایسے بیحس ہو جاتے تھے اور دیر پا رہتے تھے کہ ایک مرتبہ کبوتروں نے مورت سمجھکر آپؓ کے سر مبارک پر آشیانہ بنایا۔

حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ کی شہادت کے بعد کل اسلام کے ممالک ایک بادشاہ کے تصرف مین آگئے۔ اور کل عرب سرداروں نے عبد الملک کے تحت مین رہنا قبول کیا۔ اور اُس سے جا ملے۔

باب گیارہوان

فصل پہلی

جیسے ہی سلطان عبد الملک کے فتوحات چمکیلے تھے۔ اُسی قدر اُسکا ظلم اہل مکہ اور مدینہ کے ساتھ تھا۔ وہ خفیف جرم کے واسطے سخت سزا دیتا۔ اور بھی

صرف شبہ پر قتل ہوتا - اور اکثرون کے گلے پر ذلیل کرنے کے لیے پیسہ سے چھاپتا -
اُسکا مشہور کام خانۂ کعبہ کا پھر سے مرمت کرنا تھا - کچھ عرصہ تک اہل مکہ اور مدینہ
عبدالملک کا ظلم اُٹھایا کیے - اور حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کی مترحم حکومت کو یاد
کرکے افسوس کرتے - لیکن احوال ذیل کی طرف اُسکے مخاطب ہونے سے اور اہل ملک
سے دور پڑجانے کے باعث لوگ بہت خوش ہوئے -

اگرچہ عبدالملک ابن زبیرؓ کے بعد تمام ممالک اسلام پر حاوی ہوگیا لیکن
عبداللہ ابن ہیزم کو کہ امیر خراسان تھا اُسکی موافقت مین درآنے مین تامل
تھا - عبدالملک نے اسلیے متابعت مین درلانے کے واسطے قاصد بھیجا - اور لکھا
کہ اس صلہ مین سات برس تک ہم تمکو حاکم خراسان رہنے دینگے - اسکے ساتھ
اُسنے حضرت ابن زبیرؓ کا سر بھی بھیجا - کہ اگر خلاف ہوگے - تو تمہارا سر بھی اسی طرح
قتل کیا جائیگا - امیر خراسان بعوض موافقت اور ڈر عبدالملک کے اسکی
حرکت سے ناراض ہوا - اور سر مبارک کی بڑی تعظیم کی - اور اُسکو غسل دیا - کفنایا
معطر کیا - اور اُسپر نماز جنازہ پڑھی - اور اُنکے خاندان مین دفن کے واسطے مدینہ
طیبہ روانہ کیا - تب قاصد کو طلب کرکے عبدالملک کا خط چھپاڈالا - اور قاصد سے
کہا کہ تمہاری جان صرف قاصد ہونے کی وجہ سے بچی -

اسی معرکہ کے واسطے حجاج بن یوسف حجاز سے طلب کیا گیا - اور خراسان
کی طرف بڑے لشکر کے ساتھ روانہ کیا گیا -

وہ خراسان مین داخل ہوا - اور متواتر لڑائیون مین امیر خراسان کو
شکست دی - اور اُسکو مار ڈالا - اور تمام صوبون کو اطاعت مین درلایا - اِن
کارگزاریون کے باعث حجاج بلتستان اور عراق کا حاکم بوجہ انتقال بشیر کے
مقرر ہوا - کہ ان صوبجات کو پوری طرح اطاعت مین درلائے -

صوبہ بابلستان اگرچہ سابق مین ملک فارس کا اک جزو تھا لیکن جُز اِل بِین مین اُسکا پیرو کار نہ تھا۔ یہ صوبہ بادشاہ کے نائبون سے حکومت کیا جاتا تھا۔ اور درمیان فارس اور عرب کے واقع ہے۔ اس سبب سے دونون جگہون کے باشندے آباد ہین۔ لیکن دونون جگہون مین سے کیسکی صفت اُسمین نہین ہے۔ نہ اُنمین سادگی اور ایمانداری اہل عرب کی ہے۔ نہ صفائی اور اخلاق اہل فارس کے ہین۔ اُنکے دل مین ہمیشہ اپنے حکام کی طرف سے بغاوت رہتی تھی۔ بڑے شور پشت تھے اور نیا مذہب قبول کرنے مین بڑے مستعد۔

قبل تسلط اہل اسلام کے۔ جب عراق اور شام کہ ہمسرحد ہین فارس کا محکوم تھا۔ اُنمین ایک قسم کی مخالفت تھی۔ اب جو اہل اسلام کا دونون مطیع ہوا اسوقت بھی وہی اختلاف دونون مین پھر پیدا ہوا۔

ہرگاہ شام نبی امیہ کا طرفدار رہا عراق خاندان علی کرم اللہ وجہہ کا جانبدار رہا۔ بعد اُنکے ہوجانے سلطنت اسلام سے عراق مین بیچینی رہی۔ اور ہنوز دل مین بغاوت کی آگ شعلہ زن رہی۔ آگے معلوم ہوگا کہ حجاج نے اس پُرآشوب صوبہ کے ساتھ کیا کیا۔

فصل دوسری

حجاج کو معلوم ہوا کہ ہمکو کیسے آدمیون پر حکومت کرنی ہے۔ وہ گھوڑے پر سوار چار ہزار سوارون کے ساتھ کوفہ کی مسجد مین داخل ہوا۔ اور منبر پر چڑھکر وعظ کہا۔ جس سے ظاہر ہو کہ وہ کس سختی سے حکومت کریگا۔ وہ اُنکی طرف کہ قتل عثمانؓ مین لپٹے سگئے تھے نہایت سخت تھا۔ اور ایک شخص اور جسکے ساتھ اُسنے سختی کی پُرانے موسی ابن نصیر تھے۔ جو بشیر متوفی کے وزیر تھے۔ اُسنے اُنکی شکایت کی کہ بیت المال کا روپیہ تلف کیا۔ اور تصرف کیا ہے۔ اور اس شکایت کو عبد الملک نے سُن لیا۔

اتفاقاً دمشق سے اُسکے ایک دوست نے اس حال کو لکھا۔ اور خطرے سے مطلع کیا۔ تمھاری برطرفی کا حکم ہو چکا۔ حجاج کے پاس حکم گیا ہے کہ تمکو گرفتار کرے اور تمکو سخت سزا پہونچا وے۔ پس بھاگو۔ بھاگو۔ تمھاری سلامتی تمھارے گھوڑے کی تیزی مین ہے۔ اگر تم اپنے کو عبد العزیز بن مروان کی پناہ مین ڈالوگے تو محفوظ رہوگے۔

موسیٰ گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور دمشق مین عبد العزیز کے پاس پہونچا جو مصر کا خزانہ لیکر آیا تھا۔ عبد العزیز نے اُسکو پناہ دی اور اپنے ساتھ لیکر عبد الملک کے پاس آیا۔ عبد الملک نے کہا کسطرح تو اپنی داڑھی دکھاتا ہے۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ ہم اسکو کیون چھپا دین۔ ہمنے اے امیر المومنین کون جرم کیا ہے۔ جواب۔ تونے میری حکم عدولی کی اور کل خزانہ ضایع کیا۔ موسیٰ نے کہا ہمنے ایسا نہین کیا۔ مثل ایماندار رعایا کے کام کیا ہے۔ میرا کام ہمیشہ سچا اور میرا قصد ہمیشہ پاک ہے۔ عبد الملک نے کہا تمکو اپنے خیانت کا پچاس گونہ دینا چاہیے۔ اسپر موسیٰ کچھ سخت جواب دینے کو تھا لیکن عبد العزیز نے اشارہ کیا۔ تب اُسنے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کی مرضی کی تعمیل ہوگی۔ اُسپر پچاس ہزار دینار سرخ جرمانہ ہوا جسکو عبد العزیز نے دیا اور اُسکو اپنے ساتھ مصر لیگیا۔

اب یہان حجاج نے عراق مین کیا بنایا لکھا جاتا ہے۔ جب وہ اپنی سخت حکومت کوفہ پر قائم کر چکا۔ تب وہ بصرہ کی طرف گیا۔ اور وہان بھی چرب زبانی اور سختی سے کام کیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بغاوت پھیلی۔ جو وہ چاہتا تھا ہوا۔ اُسنے میدان جنگ اختیار کیا باغیون کو شکست دی اور اٹھارہ سردارون کا سر عبد الملک کے پاس روانہ کیا۔ تب اُسنے بصرہ کا انتظام شروع کیا۔ اُسنے ما بعد مین اپنے دو نائبون کو ازرقی معتزلون کی انسداد کے واسطے بھیجا۔ اور شکست دی۔ اور

اُس صوبہ سے اُنکو نکالدیا - ۷۶ ؁ھ ہجری مین دو خارجیون شبیب ابن زید اور صالح
ابن مریم سنے عبدالملک کی ہلاکت کے واسطے مشورہ کیا - اُنکی بغاوت ظاہر ہوگئی
لیکن وہ بھاگگے اور قصبہ دارس مین صوبہ مسوپٹومیہ کے پناہ گزین ہوئے - یہان
اُنھون سنے ایکسو بیس اپنے ساتھی پیدا کیے - صالح نہایت فصیح البیان تھا - اور اُسکی
تقریر نہایت شستہ تھی - اُسکے ساتھیون اور شبیب نے اُسکی بڑی تعظیم کی - یہانتک
کہ اُسکو امیرالمومنین قرار دیا - اُسکے ساتھی سب ہتھیار بند تھے - لیکن بلا گھوڑے کے
پیادہ پا تھے - اسلیے وہ اُنکو اطراف کے مواضعات مین لیگیا - جہان بہت سے گھوڑے
اُنکے ہاتھ آئے - محمد برادر عبدالملک نے کہ صوبہ مسوپٹومیہ کا حاکم تھا - جب
اُنکی خبر سُنی بہت ہنسا اور عادی کو پانسو آدمیون سے اُنکی انسداد کے واسطے روانہ
کیا - عادی کو تامل تھا - اُسنے کہا کہ ایک پاگل آدمی پانچ سپاہیون سے بھی زیادہ
خطرناک ہی - تب امیر نے کہا کہ اچھا ایک ہزار سوار اپنے ساتھ لیلو - عادی سنے اُنکو
میدان مین پایا - اور اُنکی تعداد روزانہ ایک دو آدمیون سے بڑھتی گئی - عادی کے
پہونچنے پر انھون سنے جنگ کی تیاریان کی - اور یہ یقین تھا کہ فرشتے مدد کرینگے - عادی
نے اُنسے گفتگو کی اور اُنکو سمجھایا - لیکن صالح نے اپنی خلافت کا اظہار کرکے اُنکو اپنی
طرف مدعو کیا - کہ اطاعت مین درآوین گفتگو صبح کو طی ہوچکی - عادی کو تامل تھا کہ
اتنے تھوڑے آدمیون پر کہ زاد بھولے ہوئے ہین کیا حملہ کرین - ظہر کے وقت یہ سب نماز
مین مصروف تھے - اُسوقت صالح اور اُسکے مختصر لشکر اللہ اکبر کہتے ہوئے اُنپر آپڑے -
اور عادی مارا گیا - اور اُسکا جسم پامال کیا گیا - اور اُسکا لشکر قتل کیا گیا - اور منتشر
ہوا - اُنکا اسباب اور ہتھیار ان لوگون کے ہاتھ آیا -

اسکے بعد اُنکی تعداد بہت بڑھگئی - حجاج نے پانچہزار آدمی اُنکی انسداد کے واسطے
بزیر حکومت حارث الہدنی کے روانہ کیا - یہ اچانک مین صالح اور شبیب پر

کہ صرف نوسے آدمیون سے تھا ایک بہات مین کہ موصل سے قریب ہے آپڑے - ان لوگون سنے حملہ کیا لیکن صالح مارا گیا - اور اُسکے بیس ساتھی بھی - اور شبیب مع بقیہ آدمیون کے قلعہ باعی مین کہ پُرانا اور شکستہ تھا پناہ گزین ہوا - کامیابون سنے اُس قلعہ کے دروازے پر بڑی آگ روشن کی - اور اِسکے منتظر رہے کہ ڈ لوگ قلعہ مین جل مرینگے -

جب رات ہوئی شبیب سنے کہ بھاگنے کی تاک مین تھا - آگ کی روشنی مین دیکھا کہ اکثر محاصرین تھک کر سو رہے - تب اُسنے اپنے آدمیون سے بیعت لی - اور اپنا اپنا کپڑہ پانی مین بھیگا کر جلتے ہوئے دروازے سے نکلے - اور تلوار لیے دشمن پر آپڑے - اور چونکہ سب سو رہے تھے - سمجھے کہ بہت بڑا لشکر آپڑا - انتشار مین بھاگے اور راہ مین نہ ٹھہرے تھے جبتک موصل نہ پہونچے - اور دوسرے پناہ کے شہرون مین پناہ نہ لی - غنیم کا بہت بڑا سامان اور اسباب ہاتھ آیا - اب اُسنے اپنے کو امیرالمومنین ظاہر کیا - اور اُسکے ساتھی اُسکے نشان کے نیچے مجتمع تھے - اکثرون کے ہم ہو جانے سے وہ کوفہ کی طرف چلا - اور حجاج کی غیر حاضری سے کہ بصرہ مین تھا اپنے کو مالک اُس جگہ کا بنایا - یہان اُسکی جورو غزالہ بھی آپہونچی - اور اسمین شک نہین کہ اہل کوفہ اُس سے زیادہ راضی بہ نسبت حجاج کے تھے - کہ ظالم تھا - اسکی بھی حکومت کوفہ پر عارضی تھی حجاج نے شام کی لشکر کی مدد کے ساتھ کوفہ پر حملہ کیا - اس شہر کے قریب کے میدان مین شبیب چار ہزار آدمیون سے مقابل ہوا - لیکن انکو شکست ہوئی - اور غزالہ شبیب کی جورو کہ میدان جنگ مین شریک تھی - ماری گئی - شبیب اپنے بقیہ لشکر کے ساتھ فرار ہوا - اور دجلہ کو عبور کیا - اور فارس سے مدد فراہم کرکے پھر عراق کو واپس آیا - اُسنے ذوجبل الاہواز کے پُل پر مقابلہ کیا - لیکن اُسکے گھوڑے نے علف لی - اور وہ پانی مین گرا - دو مرتبہ وہ پانی کی

سطح پر نمایان ہوا — اور ایک مرتبہ بولا کہ اللہ کا حکم بہت ٹھیک ہی — اور دوسری مرتبہ بولا کہ اللہ کی مشیت پوری ہونی چاہیے — اسکے ساتھیون نے غم کی صدا بلند کی — اور بھاگے — جب دریا مین جال ڈالا گیا — اسکی لاش نکلی — اسکا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیجا گیا — اور وہان سے عبدالملک کے پاس پہونچا — اسکا کلیجہ بھی نکالا گیا — پتھر سے زیادہ سخت تھا — اسکی بہادری مین کچھ شک نہین — عربی مؤرخ لکھتے ہین کہ اسکی موت کا حال پیشین گوئی سے معلوم تھا — اسکی مان ایک خوبصورت عیسائی لونڈی تھی — جسکو یزید ابن نعیم نے اپنے حرم کے لیے خریدا تھا — قبل اسکے کہ وہ حرم مین داخل ہو — وہ لڑکا جنی یعنی شبیب — قبل جننے اس لڑکے کے اسنے خواب دیکھا — کہ ایک انگورا سینہ سے نکلا اور ہر جون کو روشن کرتا ہوا سمندر مین گرا اور بجھ گیا — اسکا اسقدر اسکو اعتبار تھا — کہ جب اسکی مان سے لوگون نے کہا کہ شبیب لڑائی مین مارا گیا — تو اسنے یقین نہین کیا — اور کہا کہ میرا بیٹا صرف ڈوب کر مریگا — شبیب کے مرنے کے وقت اسکا سن بچاپس کا تھا — حجاج کو ان صوبون مین ایک مرحلہ اور پیش آیا — وہیان اسکے اور اسکے ماتحت افسر کے کہ عبدالرحمن بن محمد نام تھا نزاع تھی — اسکی ہلاکت کے لیے یا ایسے دشمن کو نظر سے دور رکھنے کے لیے حجاج نے اسکو ترکستان کی سرحد پہاڑکون سے لڑنے کے لیے روانہ کیا — عبدالرحمن میدان جنگ کی طرف چلا — اور جب فاصلہ پر پہونچا — اور اپنے زیر حکومت قومی لشکر کو دیکھا — ایک حیلہ سوچا — خواہ انتقام کی نظر سے ہو — یا بلند حوصلگی کے باعث — اپنے لشکر سے مخاطب ہو کر اسنے کہا — کہ ہماری تعداد دشمن کے مقابل مین بہت کم ہے — اس سے حجاج کا مطلب ہے کہ ہم لوگ ہلاک ہون —

اس گفتگو سے اسکے مطلب کے موافق بات پیدا ہوئی — لشکر نے عبدالرحمن کے ساتھ دینے کا عہد کیا — اور حجاج سے انتقام لینا چاہا — بغیر اسکے کہ انکو ٹھنڈھا ہونے دے

فوراً اُنکو واپس لے گیا۔ حجاج نے اس فریب کی خبر سنی اور میدان جنگ مین مقابلہ کے واسطے آیا۔ لیکن شکست اُٹھائی۔ عبدالرحمن تب بصرہ مین داخل ہوا۔ لوگون نے اُسکو اپنا حامی سمجھکر مبارکباد دی۔ بلکہ اُن لوگون نے اُسکو خلیفۂ وقت قرار دیا اس خطاب کو لیکر وہ کوفہ کی جانب بڑھا۔ اور راہ مین حجاج کو پھر شکست دی۔ اور کوفہ مین داخل ہوا۔ اور کوفیون نے خوش ہوکر ساتھ دیا کہ ظالم سے خلاص پایا۔

عبدالرحمن اب تمام ملک مین کہ لب فرات اور دجلہ تھا خلیفۂ وقت مانا گیا۔ اور اُسکے ساتھ اب اسقدر آدمی ہوئے۔ کہ اُسکے لشکر کی تعداد ایک لاکھ تک پہونچی۔ متواتر شکست سے حجاج کو تجربہ ہوتا گیا۔ پھر اُسنے عراق مین لشکر فراہم کیا۔ کہ ہنوز عبدالملک کی اطاعت مین تھا اور کچھ لشکر شام سے مدد کے لیے آیا۔ دونون کے لشکر مقابل مین رہے اور خفیف لڑائی ہوا کی۔ لیکن پوری لڑائی کی جرأت کسی نے نہین کی۔

حجاج کا مطلب تھا کہ اپنی عمدہ جنگی ہنرمندی دکھلاوے اور اسمین وہ کامیاب ہوا۔ کسی طرح سے حجاج نے عبدالرحمن کو مع پانچہزار آدمیون کے اصل لشکر سے جدا کیا اور اُسکو پسپا کیا۔ اور قلعہ بند ہونے پر مجبور کیا۔ جہان وہ ایسا محصور ہوا کہ اُسکو امید نکلنے کی نہ رہی۔ اور بلندی سے کودکر مرنا قبول کیا۔ بہ نسبت اسکے کہ حجاج کے ہاتھ مین گرفتار ہو۔

اسطرح دوسرے خلیفہ کی بھی بغاوت ختم ہوئی۔ عراق کی حفاظت کے واسطے حجاج نے ایک شہر دجلہ پر آباد کیا۔ جسکا نام الواسط رکھا۔ اسلیے کہ وہ کوفہ و بصرہ و بغداد و اہواز سے برابر پچاس کوس کے فاصلہ پر تھا۔

حجاج جسکے ذکر کا اب آگے موقع نہ آئیگا۔ برابر امیر عراق رہا۔ یہانتک کہ ۹۵ھ مین اپنی عمر کے چوّن برس مین مرگیا۔ اُسکے بہ نسبت کہا جاتا ہے کہ اُسنے ایک لاکھ بیس ہزار کا۔

خون کیا - علاوہ اُن لوگون کے جو اُسکی لڑائی مین مارے گئے لموریلپنے مرنے کے وقت
پچاس ہزار قیدی جیل مین چھوڑ گیا - کچھ تعجب نہین کہ وہ ظالم تھا -
حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کبار اولیاء اللہ سے تھے اور بہترین تابعین سے
تھے اور ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ کے شاگرد رشید تھے اور صحرا مین رہا کرتے تھے اور
شیر شل کتون کے اُنکی دربانی کرتا تھا - اسی حجاج کے ہاتھ سے بیوجہ بسبب شہرت خیر
کے شہید ہوئے - اُسوقت سے حجاج کے حواس مین فتور آیا - سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم
کی شہادت سنہ ۹۳ ہجری مین ہوئی -
اپنے موت کی تکلیف مین حجاج نے منجم کو بلوایا - اور پوچھا کہ آجکل کوئی بڑا
سردار مریگا یا نہین - اُسنے کہا کہ ایک سردار جسکا نام کلب ہے مرنے کے قریب ہے -
حجاج نے کہا یہ میرا ہی نام ہے کیونکہ لڑکپن مین میری مان اسی نام سے ہمکو پکارا کرتی تھی -
حجاج نے کہا کہ تمکو اس پیشین گوئی کا یقین ہے - اور جب اُسنے کہا کہ ہمکو یقین ہے -
تب حجاج نے کہا کہ ہم تمکو اپنے ساتھ لیتے جائینگے - یہ کہکر اُسنے اُس منجم کے قتل
کا حکم دیا - یہ شخص تماشے کا بہت شایق تھا - اور انھین باتون مین اُسکا بہت خرچ تھا -
ایک موقع پر ایک عرب نے کہ اُسکو نہین پہچانتا تھا کہا کہ حجاج بڑا ظالم ہے -
حجاج نے کہا تم ہمکو جانتے ہو اُس عرب نے کہا کہ نہین - حجاج نے کہا کہ ہم ہی حجاج
ہین - اُس عرب نے کہا کہ شاید آپ ہی ہون لیکن آپ جانتے ہین کہ مین اُسی بیوقوف
خاندان سے زبیرؓ کے ہون - حجاج اسپر ہنسا اور انعام دیا -
اسکے بعد پھر عراق مین بغاوت ہوئی - کوفہ کے بھی تلوّن مزاج لوگ مطیع
ہوگئے - ابوالفرج نے لکھا ہے کہ حجاج مرنے کے قریب کیچڑ کھاتا تھا -

فصل تیسری

سنہ ۷۵ ہجری مین اسلام کے ممالک مین خانہ جنگی نہ رہی - اور بغاوت فرو ہوگئی

سب ملک ایک بادشاہ کے تصرف مین آگیا۔ عبد الملک سلطان وقت کی خواہش ہوئی۔ کہ بیرونی فتوحات اسلام کی کہ عرصہ دراز سے موقوف تھی۔ پھر بڑھائی جاوے۔ اُسکی پہلی کوشش یہ ہوئی۔ کہ اپنے کو خراج گزاری سے قیصر روم کے خلاص کرے۔

امیر معاویہ بن ابی سفیان کے وقت مین خراجگزاری اصل مین تین ہزار دینار سرخ کی تھی۔ اور اب خراج تین لاکھ پچپن ہزار تک پہونچا تھا۔ اسکے ساتھ تین سو پینسٹھ لونڈیان اور تین سو پینسٹھ عمدہ عربی گھوڑے دیے جاتے تھے۔ خراجگزاری سے گذر کر عبد الملک نے آلد کو کہ اُسکا سالار لشکر تھا۔ قیصر کے ملک مین غارتگری کے واسطے روانہ کیا۔ اور یہ بسبب ایک بغاوت کے تھا کہ خلاف مین قیصر لیونٹس کے ہوئی۔ آلد لوٹ کا اسباب لیکر کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔ اسی طرح شہر لزد کا اور بار سیحیم مسلمانون کے قبضے عیسائی سالار جرجیس کے فریب سے آگیا۔

عبد الملک کی خواہش ہوئی کہ مسلمانون کی فتوحات شمالی افریقہ مین بھی ہو۔ وہان بھی قیصر کے لوگون کو مسلمانون کی خانہ جنگی سے موقع ملا۔ اور سمندر کے کنارے کے ملکون مین اپنے کو مستحکم کیا۔ ظہیر بن قیس جنکو عبد الملک نے بارقہ کی حکومت سپرد کی تھی۔ ایک بغاوت مین مبتلا ہوکر مارے گئے۔ اور اُنکے بہت ساتھی ہلاک ہوئے۔ اور اسوقت مسلمانون کی جگہ صرف اندرونی اطراف مین رہگئی تھی۔ اسلیے ۷۶ھ ہجری مین عبد الملک نے حسین ابن النعمان کو چالیس ہزار آدمیون سے فتح افریقہ کے واسطے روانہ کیا۔ یہ سردار ایک دم سے شہر کارتھیج کی طرف بڑھے۔ اگرچہ وہ سابق کی طرح پُرمایہ اور زرخیز نہ تھا لیکن تاہم اب بھی مستحکم بندرگاہ تھا۔ اور بلند دیوارون سے گھرا تھا۔ اور اسمین

بہت سے یونانی اور دوسرے عیسائی قلعہ کے لشکر تھے۔ حسین موافق قدیم عرب کے طریقے کے چلے۔ اسکا محاصرہ کیا۔ اور طویل محاصرہ سے اُسکو کمزور کیا۔ اور اُسپر حملہ آور ہوئے۔ دیوارون پر سیڑھی لگا کر چڑھگئے اور اپنے کو اسکا مالک بنا لیا۔ اکثر باشندے مارے گئے اور اکثر صقالیہ اور اسپانیہ مین جا بسے۔ دیوار گرادی گئی۔ شہر لوٹا گیا۔ ادنی سپاہی بھی غنیمت سے مالا مال ہوگیا۔ فتوحات کی غنیمتون مین قیدی عورتون کا ذکر کہ حسن مین بینظیر تھین خاصکر مذکور ہی۔

مسلمانون کی فتوحات اس اطراف مین آگے نہ بڑھی۔ ہرگاہ یہ لوگ کارتھیج کی ویرانگی مین بدمست تھے۔ ایک جہازون کا بیڑہ بندر مین نمودار ہوا۔ اُس بڑی زنجیر کو کہ بندر کی روک تھی کاٹ ڈالا۔ اور بندر مین گھس آیا۔ یہ مرکب لشکر قسطنطینیہ اور جزیرۂ صقالیہ کا تھا۔ مع اسپانیہ کی قوم گاتھ کے اور کل لشکر سردار جان کے تحت مین تھا۔ کہ بڑا بہادر اور تجربہ کار تھا۔ حسین نے اپنے کو مقابلہ کے قابل نہ دیکھکر باقاعدہ واپسی اختیار کی۔ اور اپنے لشکر کو مع اسباب غنیمت طرابلس اور قیروان مین لایا۔ اور وہان استحکام کے ساتھ رہکر سلطان وقت کی مدد کا امیدوار رہا۔ جب کچھ عرصہ مین مدد سمندر اور خشکی کے ذریعہ سے آگئی۔ حسین نے پھر میدان اختیار کیا۔ اور سردار جان سے قریب یوتیکا کے مقابلہ کیا۔ اور اُسکو پوری شکست دی۔ اور نکال دیا۔ کہ مع بقیہ لشکر کے قسطنطینیہ روانہ ہوا۔

کارتھیج پر کامیابون نے پھر حملہ کیا اور اب اُسکی تباہی پوری ہوئی۔ کیونکہ مسلمانون نے انتقام کی نظر سے اُسمین آگ لگادی۔ اب ویرانگی کے ڈھیر تھے۔ یہی شہر تھا کہ ایک وقت رومۂ کبری سے کہ دُنیا کی جان تھی مقابلہ کا دعوی رکھتا تھا۔ قیصری لشکر اب شمالی افریقیہ مین نہ رہا۔ تاہم مسلمانون کے فتوحات کو

تکمیل نہوئی - ملک کے باشندون مین بڑی دشمن ایک دلیر ملکہ تھی جسکی تعظیم اہل ملک مثل پیغمبر کے کرتے تھے - اُسکا اصل نام دھبیّہ تھا لیکن اسلام کے مورخون نے اُسکا لقب کاہنہ رکھا ہے -

اس کاہنہ کے جھنڈے کے نیچے موزیٹانیا (مراکو) کی قوم مُور اور پہاڑون کی قوم بربرہ اور ریگستان کے سرحد کی قومین فراہم ہوئین - آزاد قومین کہ پہلے آپس مین لڑا کرتی تھین - اب مذہبی تعظیم کے ساتھ ایک کی مطیع ہوئین - اس بہادر عورت کے تحت مین آئین قاعدہ دانی بھی آگئی تھی - اور قومی حمایت کا جوش آگیا تھا - اور اب بہ نسبت پہلے کے لڑنے کے واسطے زیادہ آمادہ تھے -

بعد متواتر لڑائی کے امیر حسین مصر کی طرف واپس جانے مین مجبور ہوا ملکۂ کاہنہ اس جزوی فتح سے خوش نہ ہوئی - اُسنے سردارون کا ایک عام جلسہ کیا اور کہا کہ اس دشمن کا غائب ہونا چند روزہ ہے - وہ پھر بڑی جماعت سے آوینگے - ان عرب کے لٹیرون کو کیا چیز ہمارے ملک کی طرف مخاطب کرتی ہے - ہمارے شہرون کی غنیمت - چاندی - سونے کہ کھان سے نکالے جاتے ہین - ہمارے باغ اور نارکستان کے پھل اور ہمارے کھلیانون کی پیداوار - ہملوگ اپنے شہرون کو مسمار کرڈالین - خزانون کو تہ زمین کرین - اپنے پھلدار درختون کو گرادین - اپنے کھلیانون کو ویران کرڈالین - اور اسطرح سے اپنے اور لڑنے والون کے درمیان مین دیوار حائل کرین -

اس ملکہ کی باتون کو جنگلی لشکرون نے قبول کیا - کیونکہ اکثر وہ پہاڑون سے فراہم ہوئے تھے اور جائدادون مین وہ بہت کم شریک تھے - شہر پناہ کی دیوارین گرا دی گئین عالیشان عمارتین مسمار کی گئین - درخت کاٹے گئے - اور کل ملک شہر طنجیر سے کہ افریقہ کے مغربی ساحل پر ہے طرابلس تک کہ زرخیز اور آباد ملک تھا ویران کیا گیا -

ایک عرصۂ قلیل مین وہ جگہ ویران کی گئی کہ سیکڑون برس مین آباد ہوئی تھی - یہ چال ملکۂ کاہنہ کی اگرچہ کتنے ہی حمایت کی نیت سے ہوا آخرش اُسکی خرابی کی باعث ہوئی -

شہر کے باشندون نے جب اپنی جائداد کو اسطرح برباد ہوتے دیکھا - انھون نے مسلمانون کی واپسی کو مبارک سمجھا - کہ وہ گویا اُنکے ملک کے حامی ہین - جیساکہ ملکۂ کاہنہ نے پیشین گوئی کی تھی - مسلمان زیادہ لشکر کے ساتھ ٹھہرے اور جب ملکۂ کاہنہ نے مقابلہ کرنا چاہا - اُسکے لشکر کی تعداد کم ہوتی گئی - اور پہلا جوش بھی نہ رہا - ان لوگون نے بعد سخت خونریز لڑائی کے شکست اُٹھائی - اور ملکۂ کاہنہ مسلمانون کے لشکر مین گرفتار آئی - جنھون نے گرفتار کیا اُسکو ملکہ اور کاہنہ سمجھکر نہ مارا - جب وہ امیر حسین بن نعمان کے پاس لائی گئی اُسکے دو شرطے کیے گئے - ایمان لائے - یا جزیہ دے - اُسنے دونون سے انکار کیا - اسپر امیر حسین نے اُسکو قتل کرایا -

حسین ابن نعمان اب دمشق کو اپنی فتوحات کی خبر سنانے کے واسطے سلطان عبدالملک کے پاس گئے - اور اپنے ساتھ بہت غنیمت اور فتوحات کی نشانیان لیتے آئے - منجملہ اُسکے ملکۂ کاہنہ کا سر بھی تھا - اُنکی بڑی تعظیم اور اعزاز ہوا - اور بارقہ کی حکومت اُنکے ساتھ اضافہ کی گئی -

یہ آخری عہدہ اُنکے نزول کا باعث ہوا - عبدالعزیز بن مروان سلطان وقت کا بھائی مصر کا امیر تھا - اور صوبۂ بارقہ کو اپنی حکومت مین داخل سمجھتا تھا - اسلیے اُسنے اپنی طرف سے اپنا نائب مقرر کیا تھا - اس سبب سے جب اُسکو خبر ملی - کہ امیر حسین نے صوبۂ بارقہ کی حکومت کا حکم حاصل کیا ہے - اُسکو نہایت رنج ہوا - جب مصر سے ہوکر امیر حسین اپنی حکومت پر جارہے تھے - عبدالعزیز بن مروان نے اُسکی صحت دریافت کی - جب حسین نے اقرار کیا - اسپر بھی عبدالعزیز نے شک کیا - اسپر انھون نے فرمان سلطانی دکھلایا - عبدالعزیز نے جب دیکھا کہ صحیح ہے حسین سے مستعفی ہونے کی

استدعا کی۔ حسین نے کہا کہ یہ عہدہ ہمسے چھین لینا زبردستی ہی۔ اسپر عبدالعزیز نے کہا کہ تب ہم تمکو دونون عہدون سے برطرف کرتے ہین۔ اور اُس فرمان کو پھاڑ ڈالا۔ عبدالعزیز نے صرف یہی نہین کیا۔ بلکہ حسین کی جائداد بھی ضبط کی۔ اور اسطرح کا تشدد کیا کہ فاتح کارتھیج و فاتح ملکہ کاہنہ عین اپنی کامیابیون مین دل شکستہ ہوکر قریب مین مرگیا۔

فصل چوتھی

دوسرا دار جسکو عبدالعزیز نے شمالی افریقیہ کی حکومت پر متعین کیا۔ موسیٰ ابن نصیر تھا۔ وہی شخص جو بشیر ابن مروان کا وزیر عراق مین مقرر ہوا تھا اور حجاج کے ظلم سے بسبب مقدمہ تصرف کے بھاگا تھا۔ اور عبدالعزیز نے پچاس ہزار دینار جو عبدالملک نے جرمانہ کیا تھا ادا کرایا تھا۔ اور موسیٰ کو اپنے ساتھ مصر لایا تھا یہ ہوسکتا ہی کہ عبدالعزیز کو اس شخص کا مقرر کرنا اپنی غرض سے ہو۔ وقت تقرری اس عہدے کے موسیٰ کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ وہ اسوقت تیز اور ہوشیار آدمی تھا۔ اور اُسکی صورت سے شرافت معلوم ہوتی تھی۔ اور داڑھی حنا سے مختار رکھتا تھا۔ اُسکے تین دلیر بیٹے تھے۔ جنھون نے لڑائیون مین اُسکو مدد دی۔ اور اُنکا وہ بہت فخر کرتا تھا۔ بڑے بیٹے کا نام اُسنے عبدالعزیز رکھا تھا۔ یہ بڑا بہادر اور نیک شخص اپنی جوانی ہی مین اپنے باپ کا دہنا بازو تھا۔ دوسرے بیٹے کا نام مروان تھا اور تیسرے کا عبدالعلا نام تھا۔

موسیٰ اپنے افریقیہ کے لشکر سے خیمہ گاہ مین جاملا۔ اور کہا کہ مین ایک سادہ سپاہی مثل تمھارے ہون۔ جب ہم اچھا کرتے رہین تو اللہ کا شکر کرتے رہین جسنے ہمکو راہ راست دکھلائی۔ جب ہمسے کوئی بُرائی ہو۔ ہمکو ملامت کرو۔ کہ ہم اُسکا ترمیم کرلین۔ کیونکہ ہم سب لوگ گنہگار رہین۔ اور ہم مین خطا کا مادہ ہی۔ ہمکو امیر عبدالعزیز کا

حکم ہی - کہ تمھارے باقی مشاہرہ کا سہ گونہ ٹکڑہ دیا ہے - اسکو لو اور اپنے کام مین لاؤ - اس مخاطبت سے اہل لشکر کو کسقدر مسرت ہوئی - اسکا بیان نہین ہوسکتا -

جسوقت موسیٰ یہ تقریر کر رہے تھے - ایک گوریہ اُنکے سینہ سے آکر لگی - اسکو فال خیر سمجھکر موسیٰ نے چھری مانگی - اور اُس چڑیا کا سر کاٹ ڈالا - اور اُسکے خون سے اپنا لپٹرا رنگا - اور اُسکے پرون کو ہوا مین اپنے سر کے گرد اُڑا دیا اور کہا کہ فتح فتح قسم ہی اللہ کی فتح ہماری ہی -

اس سے ظاہر ہی کہ موسیٰ اپنے لشکر کی چال چلن کو سمجھ گیا تھا - اور اُنکو اپنی سخاوت سے راضی کر لیا تھا - اور اُنکی طرف شفقت سے دیکھتا تھا اور اُنکا بشرہ نرچھا کرتا تھا - اور مزاج دریافت کر لیتا - اور اُن افسرون کی غلطی سے بچتا جو اپنے عہدے کے اعزاز کے باعث سے اپنے ماتحت سے مخالطت نہین کرتے اُسنے کہا کہ گویا اُنکے لبون مین گرہ رہتی ہی - جس سے وہ بول نہین سکتے -

وہ اکثر کہتا کہ سردار مشورہ لینے والا اور تجربہ کار چاہیے - لیکن جب وہ کوئی رائے قائم کرلے تو اُسمین مستقل ہونا چاہیے - اُسکو دلیر اور ساعی - اور کبھی جلدباز - اپنی قسمت پر شاکر اور جتنی امید کرے اُس سے زیادہ کوشان ہونا چاہیے - اُسکو فتح کے وقت دونا ہوشیار اور دونا شجاع ہونا چاہیے -

موسیٰ نے شرقی افریقہ کو جسمین طولس اور الجیرس ہی پورا باغی پایا - ایک سردار نے قوم بربرہ کے جسکا نام ورکتاف تھا دن رات زغوان اور قیروان کے درمیان مین غارتگری کی تھی - اس سے قوم بربرہ کو ایک موقع تھا - کہ جب وہ میدان مین شکست اُٹھاتے پہاڑون مین چلے جاتے - جو متوازی لب ساحل کے برابر چلا گیا ہی - اور ایک حصّہ جبل اطلس کے سلسلہ کا ہی - ان پہاڑون کے استحکام مین پناہ لیتے - اور اگر تعاقب کیا جاتا تو ریگستان مین چلے جاتے - جہان تعاقب غیر ممکن تھا -

موسی کی ہوشیاری آنکی دشواریون سے بڑھتی گئی - وہ اپنے لشکریے اکثر کہتے - ہمت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے - اور دشمنون کے مقابلے کے قابل بناویگا - اگرچہ آنکی پناہ کتنی ہی مستحکم ہو - قسم اللہ کی ہم اپنی لڑائی ان پہاڑون کے اوپر لیجا وینگے اور نہ پھرینگے جبتک آنکے درون کو اپنے تصرف مین نہ لا دینگے - اور آنکی بلندیون پر قابض ہوجا وینگے - موسی کی باتین خالی نہوتی تھین - اُسنے قوم بربرہ پر میدان مین فتحیابی حاصل کرکے اپنے بیٹون عبدالعزیز اور مروان کو اُنکے تعاقب مین پہاڑون کے درون مین بھیجا - اور دشمنون پر اُنکے پہاڑون کے استحکام مین حملہ آور ہوئے - اور جنوبی ریگستان کے پرے اُنکو ہٹا دیا - ورکتاف اپنے اکثر ساتھیون کے ساتھ مارا گیا - اور موسی نے دیکھا کہ اسکے بیٹے ہزارون قیدی اور اسباب غنیمت کے ساتھ واپس آئے - نہایت خوشنود ہوا - ایسا لکھا ہے کہ دونون قسم کے قیدی یعنی مرد اور عورت تین لاکھ تھے - اسمین سے پانچوان حصہ سلطان وقت کے پاس بھیجا گیا - موسی نے یہ سب حالات عبدالعزیز بن مروان کو لکھا اور چونکہ آسکے لالچ سے واقف تھا اسلیے بہت غنیمت اور چنے ہوئے گھوڑے اور خوبصورت لونڈیان بھی آسکے پاس بھیجین -

یہ خط اور غنیمت کا اسباب بہت موقع پر پہونچا - عبدالعزیز نے سلطان عبدالملک کا خط پایا جسمین اُسنے ملامت کی تھی کہ تمنے ایک شجاع اور تجربہ کار اور مشہور امیر حسین بن نعمان افسر کو معزول کیا - اور موسی کو امیر مقرر کیا ہے - جسنے بیت المال کا روپیہ عراق مین تصرف کیا - اسکے جواب مین عبدالعزیز نے افریقیہ کے فتوحات کا ذکر لکھا - اور لکھا کہ ہم موسی کا خط اسمین منسلک کرتے ہین - کہ اسکو پڑھیے - اور اللہ کا شکر کیجیے - اور دوسری چیزین بھی مع غنیمت کے اسباب کے پہونچین - سلطان عبدالملک کی راے موسی کی جانب سے بدل گئی - اُسنے مزید بران

دو لاکھ کا وظیفہ اُسکے واسطے مقرر کیا - اور ایک ایک لاکھ اُسکے تینون بیٹون کے واسطے بھی - اور ہدایت کی کہ اپنے لشکر مین سے پانچہزار آدمی جنھون نے اپنے کو لڑائی مین ممتاز کیا ہی اور زخم کھائے ہوئے ہین - اُنکو بتیس بتیس اشرفی سالانہ روزینہ مقرر کرو - آخرش پچاس ہزار دینار کہ عبد الملک نے جرمانہ کیا تھا اُسکو معاف کیا - اور حکم دیا کہ ہمارے حصہ کی غنیمت سے مجرا کرلو - اسکے واپس لینے سے موسی نے انکار کیا - بلکہ اسکو اسلام کی ترقی مین صرف کیا - جہان قیدیون کی بکری ہوئی - وہ جنکو جوان اور ہوشیار اور تیز اور عالی خاندان کو خرید کرتا - اور اسلام کی تعلیم کرتا - اگر تعلیم پانے پر لائق معلوم ہوئے - تو اُنکو آزاد کرتا - ورنہ پھر قیدیون کے زمرے مین عام طور پر فروخت ہوتے -

موسی کے فتوحات کی شہرت سے شام اور مصر اور دوسرے ملکون کے لوگ آکر اُسکے لشکر مین داخل ہوئے - موسی کے لشکر مین اب خلفاے راشدین کے زمانہ کی طرح صرف مسلمان ہی نہ تھے - بلکہ متفرق قوم اور متفرق مذہب کے لوگ اسلام کے کامیاب جھنڈے کے نیچے فراہم تھے -

اس لشکر مین قوم عرب اور شامی اور فارسی اور مصری اور قبطی اور افریقی ہر قسم کے لوگ اپنے اپنے ہتھیار کے ساتھ تھے - موسی نے اکثر اُس ملک لینے والون مین سے اپنے لشکر مین بھرتی کیا - اُنمین بعض عیسائی تھے اور اکثر بُت پرست - لیکن سب سے زیادہ یہود تھے - یہ اہل عرب سے فتح اور الجزائر مین بہت جلد ملگئے ان لوگون نے اپنی بنیاد کا نشان بھی ایشیا سے ملایا - اُنکے قول کے موافق پانچ نوآبادیان شہر سبا سے کہ یمن مین ہی نکلی - یعنی یہ قومین اپنے سردار افریق کے ساتھ وہان سے نکالی گئین - اور اسی سے پانچ قوی قومین بربرہ و ترنھا جین و موزا موداس و زنٹس و گومرس و ہورس کی ہوئین -

اسکو موسی نے برضا و خوشدلی پسند کیا - اور قوم بربرہ وغیرہ کو اولاد عرب کہا

اور خون کی رشتہ داری قائم کردی۔ اسکا یہ اثر ہوا کہ ہزارون نے بلا جبر اسلام قبول کیا۔ اور ہزارون لشکر اسلام مین داخل ہوگئے۔

بعض قومین جنھین زنلش کہتے تھے کہ زیادہ سخت تھی موافقت مین نہ درآئی انہین سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ ریگستانون مین پھرا کرتے تھے اور کچھ لوگ ایسے تھے کہ جبل اطلس کے کھوہ مین پناہ گزین تھے۔ اور اسی طرح قوم گومر بھی تھی کہ زیادہ دلیر اور جنگجو قوم تھی۔ اور کوہ اطلس پر سوریٹانیا مین (مراکو) آباد تھی۔ ہر گاہ قوم موزا موداس اور بھی مغرب کی طرف لب ساحل پر بحر اطلانتک کے آباد تھی۔ سنہ ۸۳ ہجری مین موسیٰ نے بربرہ کی متحدہ قومون سے کہ اپنے سردارون کے جھنڈے کے نیچے فراہم تھے سخت مقابلہ کیا۔ ان لوگون نے اپنے کو جبل اطلس کے استحکامات قائم کیا تھا جنہین پھیر کھا کر کے درون سے پہونچ سکتے تھے۔ یہ سب استحکام کے ساتھ مقابل ہوئے۔ لیکن یکے بعد دگرے کئی روز کی سخت لڑائی کے بعد لے لیے گئے۔ یہانتک کہ اصل لشکر کے مقابل مین پہونچ گئے۔ وہان بڑی لڑائی رہی۔ جب فریقین کے لشکر مقابل ہوئے۔ ایک قوم بربرہ کا سردار صف سے آگے بڑھا۔ اور فرادا لڑائی کے واسطے اسلام کے سردار کو آوازہ دیا۔ جواب دینے مین کسی قدر توقف ہوا اسپر موسیٰ نے اپنے بیٹے مروان کی طرف اشارہ کیا۔ جسکے ہاتھ مین جھنڈا تھا۔ اُسنے اپنا جھنڈا اپنے بھائی عبدالعزیز کے حوالہ کیا۔ اور بربرہ کے سردار کے مقابلہ کو بڑھا۔ بربرہ کے سردار نے کہ سن رسیدہ اور تجربہ کار تھا۔ ایک نوجوان لڑکے سے مقابلہ کرنے مین تامل کیا۔ اور حقارت سے دیکھا۔ اُسنے کہا اپنے خیمہ گاہ کو واپس جاؤ ہم تمھارے بڈھے باپ کو ایسے حسین بیٹے سے محروم نہین کیا چاہتے۔ مروان نے اسکا جواب حملہ آوری سے دیا۔ اور ایسا دبایا کہ وہ پسپا ہوکر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر بڑھا۔ اُسنے اپنا گھوڑا مروان کی طرف بڑھایا۔ اور اسپر نیزہ چلایا۔

مروان نے ایک ہاتھ سے اُسکو پکڑ لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے اپنا نیزہ مارا۔ کہ بربرہ کے سردار کی بغل مین لگا۔ اور گھوڑے کی پیٹھ پر بھی۔ اسطرح کہ گھوڑا اور سردار بھی مرکر گرے۔

اب فریقین مین عام لڑائی ہونے لگی۔ یہ سخت لڑائی خونریز تھی اور مایوسی سے کے ساتھ ہوئی۔ لیکن آخرش فتح مسلمانون کی ہوئی۔ کسلیاد اُنکا بادشاہ مارا گیا۔ اور بہت سے قیدی گرفتار ہوئے۔ انکے درمیان مین نہایت خوبصورت عورتین بادشاہون اور افسرون کی بیٹیان بھی تھین۔ غنیمت کی تقسیم کے وقت موسیٰ نے ان عورتون کو اپنے سامنے کھڑا کیا۔ اور اپنے بیٹے مروان کو اجازت دی۔ کہ انمین سے جسکو چاہے پسند کرے۔ اُسنے اسمین سے ایک کو چنا کہ بادشاہ کسلیاد کی بیٹی تھی۔ اُس سے اُسکے دو بیٹے ہوئے۔ موسیٰ اور **عبدالملک**۔

فصل پانچوین

موسیٰ کا حوصلہ بری فتوحات پر منحصر نہ رہا۔ اب اُنکی خواہش ہوئی۔ کہ بحری فتوحات بھی حاصل کرنا چاہیے۔ اُنکے علاقجات مین بندرگاہ تھے۔ جہان سے اہل فونیشیا اور اہل کارتھیج نے اپنے اختیارات کے زمانہ مین بحری لشکر روانہ کیا تھا کامیاب عرب کے حملہ آورون کے دل بحری کارروائی مین بدل گئے تھے۔ جب عمرو بن العاص فاتح مصر اسکندریہ مین تھے۔ آپنے حضرت عمرؓ نے بحر روم (میڈیٹرینین) کا احوال دریافت کیا۔ عمرو عاص نے جواب دیا تھا کہ وہ بڑا تالاب ہے جسمین سخت اور بیوقوف لوگ کھوتے رہین۔ جیسے چونٹی سپلے پر ہو۔ اُنکا جواب حضرت عمرؓ کے واسطے کافی تھا۔ آپؓ کو ہمیشہ ڈر رہتی تھی۔ کہ مسلمان اپنے کو دور کے محاربہ مین ہلاکت مین نہ ڈالین۔ آپؓ نے بالکل بحری حملہ آوری سے ممانعت کی۔ آپؓ کو خوف تھا کہ اہل فرنگ اور رومی کر زیادہ واقف بحری کامون سے تھے۔ ناتجربکار

اہل عرب پر غالب نہ آجا دین - اب مسلمانون کے پاس بندرگاہون مین شام اور مصر کے جنگی جہازات کے بیڑے تھے - اور عیسائیون سے برّی اور بحری دونون مقابلہ کیا - سلطان عبد الملک نے موسیٰ کے مسبوق حسین ابن النعمان کو طونس مین گودی بنانے کا حکم دیا تھا - موسیٰ نے اس حکم کی تعمیل اپنے اوپر لیلی - اور جہازات بنانے کی بھی تیاری کی -

اکثر لوگون نے موسیٰ کو گھیرا اور مشتبہ کرکے اس ارادے سے باز رکھنا چاہا - اور اس خیال کو بیوقوفی ٹھہرائی - لیکن ایک پرانے ضعیف اہل بربر نے کہ مسلمان ہوگیا تھا کچھا ادرہی سنایا - اُسنے کہا کہ میرا سن ایک سو بیس برس کا ہے - اور مجھکو خوب یاد ہے کہ میرا باپ کہتا تھا - کہ جب کارتھیج کے مالک نے اس شہر کی بنیاد ڈالنا چاہی - تو سب لوگون نے اسی طرح اُسکو باز رکھنا چاہا - لیکن ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا کہ ای بادشاہ اپنا ہاتھ لگائیے اور انجام ہوجائیگا - کیونکہ آپ کے مسبوق بادشاہون نے جو چاہا کیا - اور مین آپ سے کہتا ہون ای امیر آپ اس کام مین ہاتھ لگائیے اور اللہ تعالےٰ انجام کردیگا - موسیٰ نے اس کام مین ہاتھ لگایا - اور ایسا اچھی طرح انجام پایا - کہ سنہ ۸۴ ہجری مین مطابق سنہ ۷۰۳ء کے سب تیار ہوگیا - اور سب بحری سامان مہیا ہوگئے - اور طونس کے بندر مین جہازات کے بیڑے داخل ہوئے -

اسی زمانہ مین ایک بیڑہ جہازات کا امیر مصر عبد العزیز کا بھیجا ہوا - واسطے غارتگری جزیرہ سردابہ (سارڈینیہ) سے بندر سوسا مین کہ درمیان شہر قیروان اور طونس کے ہے لنگر انداز ہوا - موسیٰ نے اس جہاز کے واسطے سامان مہیا کیا - اور عطا ابن رفیع افسر جہاز کو لکھا کہ موسم دریائی سفر کا نہین رہا - مناسب ہے کہ تا آنے دوسرے موسم کے اسی بندر مین مقیم رہو -

عطا نے اُنکے مشورے کو قبول نہ کیا - سمجھا کہ یہ خشکی کا حال جانین یا سمندر کا

اور جہازات کو سمندر مین لیگیا - اور ایک جزیرے مین جسکو اہل عرب سلسلہ کہتے ہین
اور اہل فرنگ اسکولینو سا لیتے ہین فرود ہوا - اور سونا اور چاندی اور جواہرات غنیمت
بہت کچھ ہاتھ آیا - ایک طوفان اٹھا اور اسکے جہازات افریقیہ کے کنارے کنارے
پہاڑون سے ٹکرائے - اور تباہ ہو گئے -

موسی کو جب اسکی خبر لی - اسنے اپنے بیٹے عبد العزیز کو سوارون کے ساتھ
روانہ کیا - کہ جہانتک ہو سکے مدد دینا - اور جو ملاح یا جہاز بچ گئے ہون انکو بندرگاہ
طونس مین لے آنا - یہ سب تعمیل کی گئی - اور تباہی کی جگہ عبد العزیز کو ایک صندوق
ملا - جب وہ کھولا گیا - تو اسمین ایک سپاہی کا اسباب تھا - بقیہ جہازات
کی مرمت ہوئی اور ان جہازات مین کہ طونس مین نئے بنے تھے ملا لیے گئے -
اور ۸۵ھ ہجری مین جب موسم مناسب آیا - موسی نے اظہار کیا - کہ ہم خود بحری
محاربہ مین جاوینگے -

اس خبر سے ہر شخص ساتھ جانے کو آمادہ ہوا - اور بہت آدمی اس کام کے واسطے
جمع ہو گئے - موسی نے انمین سے ایکہزار آدمی شریف اور جنگجو چنے - اور اس سبب سے
یہ محاربہ محاربۃ الامرا کہلایا - اس معرکہ مین موسی خود نہ گئے - انھونے اسکی سرداری
اپنے بیٹے عبد العلاء کے علاقہ کی - جنکی شہرت انکو منظور تھی - یہ جہازات روانہ ہوئے
اور اسکے لشکر جزیرۂ صقالیہ مین فرود ہوئے - اور اسکو لوٹا - اور اسقدر غنیمت ہاتھ
آئی - کہ فی کس سو دینار سرخ حصہ ملا - اسکے بعد ہی عبد الملک کے مرنے کی
بھی خبر سنی - اس خبر کے سنتے ہی - موسی نے ایک قاصد دمشق کو روانہ کیا - اور
اسکے ساتھ اسباب غنیمت بھی بھیجا - اور اپنی اطاعت نئے سلطان کی طرف ظاہر کی لیکن
اس سے غرض یہ تھی کہ امارت افریقیہ بحال و برقرار رہے -

جب بیماری سے عبد الملک مرا استسقا تھا - اسکو اخیر مین پیاس کی نہایت

شدت تھی۔ اُسی شدت مین اُسنے پانی مانگا۔ ولید ابن عبد الملک اور فاطمہ بنت عبد الملک موجود تھے۔ فاطمہ نے پانی دینا چاہا۔ ولید نے روکا۔ اسپر عبد الملک نے عاق کرنے کی دھمکی دی۔ فاطمہ نے پانی دیا اور اُسکے پیتے ہی اُسکی جان نکل گئی۔ وہ مرنے کے وقت ساٹھ برس کا تھا۔ اور قریب بیئس برس کے سلطنت کر چکا تھا۔ ابو الفدا مورخ اُسکی چال چلن کے بہ نسبت لکھتا ہے کہ صاحب علم اور دلیر اور دور اندیش تھا اُسنے اسلام کی متفرق قوتون کو اکٹھا کرنے مین اپنا انتظام دکھایا۔ اور اپنے خاندان کے بہ نسبت اُسکی دور اندیشی ہوئی۔ کہ اُسکے چار بیٹون نے سلطنت کی۔

عبد الملک کو خاندان علیؑ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے سخت عداوت تھی یہانتک کہ فرزدق شاعر نے جو اولاد علی کی تعریف لکھی تو اُس سے بھی ناراض ہوا

باب بارھوان

تسلط ولید بن عبد الملک سنہ ۸۶

فصل پہلی

بعد وفات اپنے والد کے ولید بن عبد الملک شہر دمشق مین فوراً ہی سنہ ۸۶ ہجری مین مطابق سنہ ۷۰۵ع کے تخت نشین ہوا۔ اُسوقت اُسکا سن اٹھتیس ۳۸ برس کا تھا۔ وہ لمبا جسیم اور سیہ فام تھا۔ اُسکے منھ مین چیچک کا داغ بہت تھا۔ لیکن اُسکا بشرہ اچھا تھا۔ اور چال چلن مین سست اور یار باش تھا۔

ولید کی سلطنت مین علم و ہنر اہل اسلام مین آنے لگا۔ بیرونی فتوحات سے اہل عرب یونانی اور فارسی سے خلت ملت ہوئے۔ اُنکے شہرون کی وضع اور رہنے کے طریقے کا اثر پڑا۔ اور اب اُنکو بھی ذائقہ علم و ہنر کا آنے لگا۔

جب سے امیر معاویہ نے پایہ تخت دمشق کو مقرر کیا۔ اہل اسلام کے عدالتی طریقے مین فرق آگیا جسطرح حضرت عمرؓ مع اپنے چند دیرینہ ضعیف ساتھیون کے

چٹائی پر مسجدون مین بیٹھتے اور مشورہ لیا جاتا اب وہ بات دمشق مین نہ رہی۔ بلکہ فارس کے بادشاہون کی طرح ایوان خانہ اور نشو و نما ہونے لگا۔

اہل اسلام مین پہلے غنیمت کا حساب تھا۔ جو آیا اُسی وقت تقسیم ہو گیا۔ لیکن امیر معاویہ پہلے شخص تھے جنھون نے اسکا حساب کتاب مقرر کیا۔ اور یہ کہ ہر ملک مین اُسی زبان مین حساب رہے۔ کہ اُس ملک مین جاری ہو۔ لیکن عبد الملک نے حکم دیا کہ عربی زبان مین ہو۔ اس سبب سے حساب کتاب مین بڑی بدنظمی رہی۔ اور ہر عرب کہ اپنے ریگستان مین خوش تھا۔ اب زرخیز ملک اور عمدہ سکونت کا خواہان ہوا۔

ولید چونکہ عیش و نشاط مین پرورش پایا تھا۔ اُسمین یونان اور فارس کا اثر بہ نسبت عرب کے پورا تھا۔ اور اصل مسلمانون کے طریقے سے یعنی حضرت عمرؓ کی سادگی کے بالکل خلاف تھا۔ تخت نشین ہونے پر ولید نے اپنے باپ کے مقرر کردہ امیر اور سردارون کو بحال رکھا۔ اور ملک کی حکومت اور انتظام اُنکے سپرد کیا۔ اور خود اپنے حرم کے عیش و نشاط مین مصروف رہے۔

اُسکی تریسٹھ بیبیان تھین۔ اور اُنیس لڑکے تھے۔ وہ اپنا اکثر وقت ہنرمندی مین صرف کرتا۔ خاصکر فن تعمیر مین۔ بعض عمارتین اُسکے وقت کی اجتک یادگار ہین۔ اُسنے قاہرہ کی مسجد کو گروا دیا۔ اور اُس سے زیادہ شوکت کی مسجد تعمیر کرائی۔ اور اُسکے پائے مرصع کیے۔ اُسنے اُس مسجد کو کہ جو سلیمان کے مقابل تعمیر ہوئی وسعت دی۔ اور بہت خواہان رہا۔ کہ بیت المقدس مین سالانہ اجماع ہوا کرے۔ جسکی بنیاد اُسکے باپ عبد الملک نے ڈالی تھی۔ اُسنے حکم دیا کہ مسجد نبوی کو وسعت دیجاے اسطرح پر کہ روضۂ مبارک حضرت صلعم کا اور آپ کی نو بیبیون کا مکان اُسکے اندر آجاے۔ یہ کام عمر بن عبد العزیز نے شہ ہجری مین انجام پایا۔ اُسنے حکم دیا کہ کعبہ کا حطیم گرا دیا جاوے۔ اور مربع صورت مین جیسا کہ اسوقت تک موجود ہے بنایا جاوے۔ اسلیے اُسنے شام کے کاریگرون کو

دمشق سے روانہ کیا۔
اکثر دینہ مسلمان اس تبدیلی کو دیکھکر افسردہ ہوئے۔ کہ کعبہ کی پہلی سادگی جسکو حضرت صلعم نے قائم کیا تھا۔ شان و شوکت کی عمارت سے ضایع کی جاتی ہے۔ خاصکر یہ دیکھکر اور بھی رنج ہوئے کہ اکثرون کے مکان گرائے گئے۔ اور مربع کی بنیاد ڈالی گئی۔ جسکے اندر کعبہ اور چاہ زمزم اور دوسری چیزین داخل ہوئین۔
یہ سب تعمیرات امیرون کے ذریعہ سے ہوئے۔ لیکن ایک بڑی مسجد دمشق مین ولید نے خود بنوایا۔ اس عمارت کی تعمیر کے واسطے اُسنے ایا یحیی (سنٹ جان) کے گرجے کی طرف نظر کی۔ جسکو رومی قیصرون نے نہایت مرصع کیا تھا۔ اور جسمین سیکڑون عیسائی ولیون کی قبر تھی۔ عیسائیون کو اسکے بدلے ولید نے چالیس ہزار دینار سرخ دینا چاہا۔ لیکن اُن لوگون نے انکار کیا۔
اسلیے ولید نے زبردستی کی اور جسقدر اُسمین سے توڑنا چاہا توڑا۔ اور بدلا کچھ ندیا۔ اُسنے بارہ ہزار آدمی اس تعمیر مین لگائے۔ لیکن اُسکو بڑا افسوس رہا۔ کہ یہ تعمیر اُسکے سامنے ختم نہ ہوئی۔ اس عمارت کی ساخت یونانی اور فارسی سے ملکر بنی۔ کہ مسلمانون مین رائج ہوئی۔ اسلیے اس ساخت کا بانی ولید کو کہنا چاہیے۔
جبکہ سلطان ولید بن عبد الملک اپنی سستی اور یار باشی مین مصروف تھا۔ اُسکے ماتحت کے افسرون نے اُسکی حکومت کی وسعت متفرق سمت مین پھیلائی مسلمہ بن عبد الملک نے کہ منجملہ چودہ [۱۴] بیٹون عبد الملک کے تھا۔ اور عبد الملک نے اُسکو فتح ملک روم اور شہر قسطنطنیہ کے لیے اپنی زندگی مین مجاہدین کے ساتھ روانہ کیا تھا اور کہا تھا کہ ہمنے مسلمہ کو اللہ کی راہ مین نذر کیا۔ ایشیاے کوچک پر فوج کشی کی اور صوبہ کپی ڈوشیہ پر حملہ کیا۔ اور طیانہ کا محاصرہ کیا۔ کہ قیصری لشکر سے معمور اور نہایت مستحکم شہر تھا۔ اسکا ایسا محاصرہ ہوا۔ کہ اسمین رسد نہ پہونچ سکی۔ لیکن محاصرین کے

پاس بھی رسد نہ رہی - لڑائی فریقین ہے سے سخت ہوئی - کیونکہ فریقین بھوکھے تھے -

محاصرہ کی امتداد سے قیصر کا امدادی لشکر پہونچ گیا - لیکن وہ بیقاعدہ تھا - اُسکو شکست ہوئی - اور اُسکا اسباب اور مال مسلمانون کے ہاتھ لگا - اسکی شکست سے محصورین نا اُمید ہوئے - اور رسد نہ رہنے سے اور بھی جلدی اطاعت کرلی - لیکن اُنکو معلوم نہ تھا - کہ محاصرین بھی بھوکھے ہین - مسلمہ پر الزام ہے کہ معاہدہ کے شرائط کے خلاف کیا - کہ اکثرون کو قتل کیا اور اکثرون کو قید - اور بعضون کو ریگستان مین نکالا - مابعد کے سال مین مسلمہ نے کامیابی کے ساتھ پونٹس اور رارمینہ مین حملہ کیا - اور اُسکو مطیع کرلیا - اور شہر امیشیا پر سخت محاصرہ کے بعد قبضہ کرلیا - اُسنے اسکے بعد گلیشیا پر حملہ کیا - اور کامیابی کے ساتھ اُسکو تاراج کیا - اور اسمین قیدی اور غنیمت بہت ہاتھ آئی - بلکہ قسطنطنیہ کا بھی محاصرہ کیا - اور اُسکے اطراف مین شہر قہر آباد کیا - اور مسجد تعمیر کی - اور سات برس کے محاصرہ کے بعد صلح کرکے واپس آئے -

جسوقت مسلمہ ایشیاے کوچک پر اسطرح قبضہ کر رہا تھا - اُسکا بیٹا قتیبہ کہ نہایت دلیر نوجوان تھا - مشرق مین اسلام کے ملک کی وسعت دینے مین اُس سے کم کامیاب تھا خراسان کا حاکم مقرر ہونے پر اُسنے صرف اسی صوبہ پر قناعت نہ کی - بلکہ دریاے جیحون کو عبور کرکے ترکستان کے صوبون پر حملہ آور ہوا - ترکون اور تاتاریون کے لشکر کو جس سے وہ محصور ہوگیا تھا شکست دی - اور نہایت تنگ کیا - اور دارالسلطنت بخارا کو مع اور شہرون کے لے لیا - اُسنے مغرک خان خان خوارزم (خیوا) کو شکست دی - اور اُسکو نکال دیا یہانتک کہ وہ شہر سمرقند مین پناہ گزین ہوا - یہ شہر جسکو قدیم لوگ مارکنڈا کہتے تھے وسط ایشیا کی تجارت کا مرکز تھا - یہان اسباب تجارت چین اور ٹنگٹ سے چینی کے برتن اور تبت کے پہاڑون سے اور ہندوستان سے بحر خضر (کیسپین) مین جانے والی چیزین آتی تھین - اسلیے وہ جگہ ہر طرف کے کاروانون کے

مقام کرنے کی تھی۔ اسکے اطراف کے ملک زرخیزی کے واسطے مشہور تھے۔ اور یہ ایشیا کے باغ اور جنت مین شمار کیے جاتے تھے۔

اس شہر کا محاصرہ قتیبہ نے کیا۔ لیکن باشندون نے اور بھی محاصرہ کرنے دیا کہ اسکی دیوار کی مضبوطی سے خوب واقف تھے۔ اور جانتے تھے کہ اہل عرب کے پاس انجن وغیرہ قلعہ شکن چیزین نہین ہین۔ ممتد محاصرے سے قلعہ کے لشکر ضعیف ہوگئے اور جب دیکھا کہ محاصرین اب دھاوے کے ساتھ لینا چاہتے ہین۔ اطاعت قبول کرلی۔ اور ایکہزار دینار سرخ سالانہ خراج اور تین ہزار غلام دینا قبول کیا۔ قتیبہ نے اس شہر مین بڑی مسجد بنائی۔ اور اسلام کے احکام پھیلانے مین کوشان ہوا۔ جسکے آگے مذہب آتش پرست مین بہت جلد زوال آیا۔

اسی طرح اکثر فتوحات ہندوستان مین بھی ولید کے عہد مین محمد بن قاسم بن محمد بن ابی بکر کہ طائف مین رہتے تھے اور حجاج کے ماتحت افسر تھے عامل کی وہ واسطے بدلا لینے جہازات کے کہ اہل سندھ نے ضایع کیا عراق سے بذریعہ جہاز کے روانہ ہوئے۔ اور سندھ کو فتح کیا۔ اُسکے ہندو بادشاہ کو لڑائی مین مارڈالا۔ اور سرکاٹ کر ولید کے پاس روانہ کیا۔ انھون نے صرف اسی صوبہ پر قناعت نہ کی۔ بلکہ وسط ہندوستان پر بھی حملہ آور ہوئے اور سب سے پہلے اسلام کا جھنڈا دریاے گنگا پر انھون نے نصب کیا۔

یہ واقعہ ۹۳ ھ ہجری مین پیش آیا۔ اسی سال حضرت انس بن مالک رضؓ نے کہ آخر صحابہ سے تھے اور ایک سو سے زیادہ اولاد رکھتے تھے اور ایک سو سے زیادہ عمر بھی ہوئی تھی انتقال فرمایا۔ یہ حضرت صلعم کے خادم تھے۔ انکی عمر اور اولاد حضرت صلعم کی دعا سے تھی۔

فصل دوسری

یہان افریقہ کے واقعات درج کیے جاتے ہین - ولید کی سلطنت کے پہلے سال مین - دہ جہازی بیڑے جسکو موسیٰ نے مشرقی افریقہ کے بندرگاہون سے روانہ کیا - بحر روم (مڈیٹرینین) مین غلغلہ ڈالتے رہے - اور اُسکے جزائر مین ہیبت ڈالا کیے - ایک انمین سے جزیرۂ صقالیہ (سسلی) ۸۶ھ ہجری کے کنارے جالگا اور شہر سراکیوز پر کہ دارالخلافت صقالیہ کا ہے حملہ آور ہوا - لیکن نیت صرف غنیمت کی تھی - قبضہ کرنے کی نہین - دوسرے نے جزیرۂ سردانیہ (سارڈینیہ) پر حملہ کیا - اُسکے شہرون کو غارت کیا - اور بہت سے قیدی اور غنیمت لائے - قیدیون مین عیسائی خوبصورت عورتین بھی تھین سکے حرم مین داخل ہوئین - بحری حکومت آخرش موسیٰ نے اپنے بیٹے عبد العلا کے سپرد کی - جسنے جزیرۂ میلارقہ مین فرود ہوکر شہرت حاصل کی - ہرگاہ عبد العلا اپنے باپ کا دل بحری فتوحات سے خوش کررہا تھا - اُسکے دوسرے بیٹے عبد العزیز نے اُسکو بری کامیابیون سے کم خوش نہین کیا - اپنے عزیز بیٹے عبد العزیز کی مدد سے موسیٰ نے مسلمانون کی تلوار کی ہیبت جبل اطلس کے انتہاے مغرب تک پہونچائی اور فز اور ذو قلعہ اور مراکو اور سُس کو مطیع کرلیا - دلیر قوم نے زنش کی آخرش صلح کرلی - اور موسیٰ نے دوسری قومون سے بھی خراج لیا - اور رفتہ رفتہ اسلام کی حکومت تمام المغرب مین راس نن تک کہ لب ساحل اطلانتک کے ہے قائم ہوگئی - موسیٰ خونخوار حملہ آور نہ تھا - جن ملکون کو اُسنے بزور تلوار فتح کیا - آخرش مثل باپ کے اُسکا حامی ہوگیا - اُسنے انتظام اور قانون جاری کیا - باشندون کو اسلام تعلیم کیا - اور کاشتکارون کو اور سکناے شہر کو ڈاکوون سے پناہ مین رکھا - اور اسکے صلہ مین انھون نے میوجات اور مویشی سے لشکر کی مدد کی - اور عمدہ عمدہ گھوڑے مہیا کیے - ایک ٹکڑا ملک کا اور باقی رہگیا تھا - کہ افریقہ کی فتوحات

تکمیل پاوے - یعنے ٹنگس (ٹنگٹانیا) کہ انتہاء بین المغرب کے ہی - یہین افریقہ یورپ سے (فرنگستان) سے قریب ہوگیا ہی - اور تنگ ابناے درمیان مین ہی جسکو ابناے ہرقیولیس کہتے ہین - اور بحر روم کا پھاٹک ہی - دو بھاری شہر قیوطہ اور طنجرس اطراف کے سمندر پر یہان حاوی تھے - اور اس دروازے کی کلید کہلاتے تھے - پہلے یہ قوم بربرہ کے قبضے مین تھے - جنکے بادشاہ کا تختگاہ طنجیرس تھا - مابعد مین وہ قوم وندال کے قبضے مین آیا - اور اُسکے بعد قوم غات (گاتھ) کے جو مقابل کے اسپانیہ کے کنارے پر قابض تھے - اور کئی پُشت تک اسپر قابض رہے - معلوم ہوتا ہی کہ موسیٰ نے انکو اپنی آخری فتوحات کے واسطے چھوڑا تھا - اُسنے اپنے بیٹے مروان کو ایک مستحکم جگہ سرحد پر دس ہزار آدمیون سے چھوڑا -

ہرگاہ طارق ابن زیاد نے کہ پُرانا جنگ آزمودہ سردار تھا - اُس ملک کو صاف کیا - کہ سرچشمہ سے دریاے مولیا کے الداران کے پہاڑ تک ہی اس صوبہ کی قوم غات کے ایک شریف نے جسکا نام کونٹ جولین تھا استحفاظ کیا تھا - لیکن وہ رفتہ رفتہ شہر قیوطہ مین قلعہ بند ہونے پر مجبور کیا گیا - اسی عرصہ مین شہر طنجیرس بعد سخت لڑائی کے مسلمانون کا مطیع ہوگیا - اور عربی اور مصری لشکر کے زیر فرمان طارق کے اُسکو مستحکم کیا - اس امر کی کوشش کی گئی - کہ یہان کے باشندے مسلمان کیے جاوین - چنانچہ قوم بربرہ آسانی سے مسلمان ہوگئی - لیکن غات کی قوم نے اپنا مذہب ترک کرنے سے ملک کا ترک کرنا قبول کیا - اور سمندر پار ہوکر اور مال و اسباب چھوڑکر اندلس مین کہ ایک حصہ ملک اسپانیہ کا ہی جا بسے -

موسیٰ اب قیوطہ پر بڑھے - جہان کونٹ جولین نے کل اپنا لشکر فراہم کیا تھا - اُسنے دھاوا کرکے اُسکو لے لینا چاہا - لیکن بڑے نقصان کے ساتھ پسپا ہونے پر مجبور ہوا - متواتر حملے ہوئے لیکن بیکار رہے - یہ شہر ایک پہاڑ کی بلندی پر واقع تھا

اور نہایت مستحکم تھا۔ موسی نے اطراف کے ملک کو ویران کرڈالا۔ کہ وہان رسد کی مدد نہ پہونچ سکے۔ لیکن اسپین (اسپانیہ) کے قریب ہونے سے سمندر کے ذریعہ سے رسد پہونچا کی۔

مہینون اس محاصرے مین بیکار گذر گئے۔ اور بعض کے اقوال ہین کہ موسی اپنی صدر حکومت پر قیروان مین واپس آیا۔ اور طارق اور مروان کو اس جگہ چھوڑا اب ایک فریب وقوع مین آیا۔ کونٹ جولین نے جسنے اس عمدگی سے مسلمانون کے مقابل مین اپنے ملک کی حفاظت کی۔ مخفی رسل و رسائل صرف قیوطہ ہی دیدینے کو نہین کیا بلکہ ملک اندلس بھی اُسنے بیان کیا۔ کہ یہ ملک بادشاہ رُودرک کے خلاف مین کہ قوم غات سے ہے اور جسکو غاصب کہنے ہین بغاوت کے واسطے آمادہ ہے۔ اور وعدہ کیا کہ ہم ساتھ چلنے ہین۔ اور مسلمانون کو اس ملک کے کنارے پر اُترنے سے مدد دینگے۔ جہان اُسکے اکثر دوست اُنکے جھنڈے کے نیچے فراہم ہونگے۔

خانگی عداوتون سے کہ کونٹ جولین کو بادشاہ سے پہونچی۔ اسقدر اشتعال ہوا کہ اُسنے ایسا فریب کیا۔ موسی کو ان باتون سے تعجب ہوا۔ اُنھون نے عرصہ سے اپنی نظر اندلس کے پہاڑون کی طرف رکھی تھی۔ لیکن اُسکو افریقہ ہی سے فرصت نہ تھی اب بھی اُسکے کہنے پر اُنکو چندان وثوق نہوا۔ کیونکہ اسی بات سے اُسکی بددیانتی معلوم ہوئی اسلیے اُنھون نے طارق بن زیاد کو کونٹ جولین کے ساتھ بھیجا۔ کہ کنارے پر جاکر اُسکے بیان کی صداقت دریافت کرے طارق اسلیے کئی سو آدمی سے۔ چار تاجرون کے جہاز پر سوار ہوئے اور کونٹ جولین کی رہنمائی کے موافق آبنائے کو عبور کیا۔ اور کنارے پر فرود ہوئے۔ جہان سے کونٹ جولین نے اپنے ساتھی اور دوستون کو طلب کیا۔ اور سب جزیرۃ الخضرا مین کہ اب الجزیرہ کہلاتا ہے فراہم ہوئے۔ یہان بمقابلۂ طارق کے جو کچھ کونٹ جولین نے کہا تھا اُسکی تصدیق ہوئی۔ اور ملک کی بغاوت کا

حال اور اپنی مستعدی ظاہر کی۔
طارق سنے اندلس کے کنارے پر غارتگری کرکے وہان کی دولت کا حال دریافت کیا۔ اور افریقہ کے کنارے بہت غنیمت اور قیدیون کے ساتھ واپس آیا۔
موسی کے آگے اسطرح نیا میدان جنگ پیش آیا۔ اُسکے مسبوق عقبہ نے گھوڑون کو بحر اطلانتک کے پانی مین ڈالکر ٹھنڈی سانس لی تھی کہ افسوس اب آگے کوئی ملک فتح کے لیے باقی نہ رہا۔ لیکن یہان ایک دوسرا حصّہ روے زمین کا تھا کہ اہل اسلام کو فتحیابی کے واسطے طلب کرتا تھا۔ اسلیے موسی سنے سلطان ولید کو اُسکا حال لکھا۔ کہ ایک ملک ہی جسمین بہت مالدار شہر ہین۔ اپنی زمین کی زرخیزی اور آب و ہوا کی خوبی مین شام کا مثل ہی۔ اپنے اعتدال مین یمن ہی۔ اپنے پھولون اور مصالحہ مین ہند ہی۔ اپنے میوجات اور پیداوار مین حجاز ہی۔ اور اپنی قیمتی کھانون کے لیے کارتھیج ہی۔ اور اپنے عمدہ بندرگاہ کے باعث عدن ہی۔ اُنھون نے لکھا کہ ہمنے اللہ کی عنایت سے اقوام زنٹس اور دوسری بربرہ کی قومون کو مثل زاب و ضرار و زارادس و مزامو دس و سس کے مطیع کرلیا۔ اسلام کا جھنڈا شہر طنجیرس کی دیوار پر نصب ہی۔ وہان سے اندلس صرف بارہ میل کے فاصلہ پر ہی۔ صرف امیر المومنین کے حکم کی دیر ہی۔ اور فاتحان افریقہ اُس ملک مین عبور کرینگے۔ اور سچّے اللہ کا علم اور قرآن کا حکم وہان بھی پھیلا دینگے۔
سلطان ولید بن عبد الملک کی جراٴت اس سنئے قابل فتح ملک کی خبر سے بڑھگئی۔ اُسنے ایک حدیث پڑھی کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی۔ کہ ہمارے دین کا اجرا انتہاے مغرب تک ہوگا۔ اور اب اُسنے موسی کو پورا اختیار دیا۔ کہ اس متبرک معرکہ کی طرف بڑھین اور اسلام کی تلوار جاہل ملک مین اندلس کے لیجاوین ۹۲ھ ہجری مین مطابق ۷۱۱ء کے موسی سنے طارق کو تیس ہزار آدمی کا لشکر دیا جو اندلس کی فتح کے واسطے

جہازون مین روانہ ہوئے۔ اور وہ کامیابی کے ساتھ لب ساحل فرود ہوئے۔ اس خبر کو پاکر شاہ رودرک (رادق) بہت بڑے لشکر کے ساتھ مقابلہ کو بڑھا لیکن طارق نے قبل مقابلہ کرنے کے۔ جس جہاز پر آیا تھا اُسین آگ لگادی۔ تاکہ لشکر کو امید واپسی کی نہ رہے۔ اور انکو بڑی ہمت دلائی۔ یہانتک کہ دشمن سے مقام زرزمین مقابلہ ہوا۔ اور کئی روز کی سخت لڑائی کے بعد آپ ہر کامیاب ہوئے۔ اور پورا اندلس کہ اسپین یا اسپانیہ (ہسپانیول) کا حصہ ہے مسلمانون کے قبضہ مین درآیا۔ اسکے بعد طارق تالیدو پر کہ دارالامارت تھا بڑھا اور اُسکو بھی قبضہ مین درلایا۔ بلکہ صوبجات قسطلان (کیسٹیل) اور لبنان بھی تصرف مین درآئے۔ دوسرے برس موسیٰ خود بھی اس جزیرہ نما مین آیا۔ اور جو قلعہ اور شہر فتح کرنے کو باقی تھے مفتوح کیے۔ اُس ملک کے لوگون نے مابعد مین طریقہ اور وضع اہل عرب کی اختیار کی۔

ملک پرتکال بھی جسکو اہل عرب الغرب کہتے تھے رفتہ رفتہ قبضہ مین آگیا اور یہ ملک بھی اُسی جزیرہ نما مین ہے اور ملک اسپانیہ سے مغرب ہے۔ ۹۵ھ ہجری مین مطابق ۷۱۴ء کے ولید بن عبدالملک مرگیا۔

اسی سال حضرت امام زین العابدین بن حسین بن علی کرم اللہ وجہہ نے بھی وفات فرمایا

فصل تیسری

پیدایش امام زین العابدین علیہ السلام کی ۳۸ھ ہجری مین ۹۔ شعبان کو ہوئی۔ آپ کو علی اوسط بن حسین بن علی کرم اللہ وجہہ بھی کہتے ہین۔ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی خلافت کے زمانے مین حریث بن جابر حنفی کو خراسان کے بعض شہرون کا حاکم مقرر کیا تھا۔ حریث کو یزدجرد کی تین لڑکیان مہربانو و ماہ بانو و شہربانو غنیمت مین ملین۔ اُسنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین روانہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بادشاہ کی لڑکیان ہین معزز شخصون کی خدمت مین انکو دینا چاہیے چنانچہ

مہربانو کو محمد بن ابی بکر کی زوجیت مین دیا۔ اور ماہ بانو کو عبداللہ ابن عمرؓ کی زوجیت مین دیا۔ اور شہربانو کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زوجیت مین دیا۔ اور انھین سے امام زین العابدینؑ پیدا ہوئے۔ اور مہربانو سے قاسم بن محمد بن ابی بکر خیر التابعین ہوئے امام زین العابدین کی پیشانی مین کثرت سجدہ سے گھٹّا تھا۔ آپ بھی تابعین مین ہین۔

آپ جب دمشق سے مدینہ مین آئے۔ محمدؐ بن علی کرم اللہ وجہہ جنکو محمد حنفیہ بھی کہتے ہین وہین تھے۔ امامت کے بارے مین اُنسے تکرار کی صورت ظاہر ہوئی۔ دونون صاحب مکّہ مین آئے اور حجر اسود کو حکم بنایا۔ محمد حنفیہ نے حجر اسود کے سامنے ہاتھ اُٹھا کر اپنا مدعا کہا کچھ جواب نہ ملا۔ جب امام زین العابدین علیہ السلام نے ایسا کیا۔ حجر اسود سے آواز آئی کہ وصایت اور امامت بعد امام حسین علیہ السلام کے علی بن حسین کو پہونچی۔ محمد حنفیہ اس واقعہ کو دیکھکر آپ کی امامت کے قائل ہوئے۔ اور آپ کو زین العابدین بہ سبب کثرت عبادت کے کہتے تھے۔ اور آپ کے مقامات لاتعد و تحصی تھے

ایکمرتبہ عبدالملک حج کے زمانے مین مکّہ مین تھا۔ داخلے کے لیے کئی مرتبہ کوشش کی اور باوجود خدم وحشم کے باریاب نہ ہوا۔ وہ ایک بلندی پر جا بیٹھا۔ پھر دیکھا کہ ایک شخص سادے لباس مین سبز عمامہ باندھے اور ایک نوکر آگے سطر قوا ابن رسول اللہ کہتا چلا جاتا ہے۔ اور لوگ اُنکے لیے راہ کرتے ہین یہانتک کہ اُنکے دخلے ہوئے۔ مصاحبین عبدالملک کو نہایت تعجب ہوا۔ کہ ہمکو باوجود خدم وحشم کے یہ بات نصیب نہ ہوئی اور یہ کون شخص ہے۔ کہ لوگون نے اسقدر تعظیم کے ساتھ جگہ دی۔ اپنے ایک مصاحبین سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔ اُسکے مصاحبین مین فرزدق شاعر بھی تھے۔ اُنکو حب اہلبیت کا جوش ہوا اور کہا کہ یہ وہ شخص ہین جنکو خانہ کعبہ پہچانتا ہے۔ یہ وہ ہے جسکو زمزم جانتا ہے اور اسی قسم سے آپ کی بہت مدح نظم مین لکھی۔ اور یہ قصیدہ زبان عربی مین مشہور ہے۔ اس بات سے عبدالملک نہایت ناخوش ہوا۔ بلکہ فرزدق کو

قید کیا۔لیکن فرزدق نے اس قصیدہ کو غلامی کے بعد آپ کی خدمت مین پیش کیا۔اور صلہ مین اُسکے آپؑ نے اپنی چادر اور ستر ہزار دینار دیا۔لیکن دینار لینے سے اُسنے انکار کیا۔اور چادر کو بطور تبرک کے اپنے کفن مین لے گیا۔لیکن آپ نے دینار پھر بھیجدیا کہ اہلبیت کی بخشش نہین پھرتی۔

آپ کے وفات کی تاریخ روز شنبہ عشرۂ محرم ہے۔آپ کے بیٹے محمد و زید و عمر والاشرف و عبد الرحمن و سلیمان و عبد اللہ و علی و حسن اصغر تھے۔

باب تیرھوان

فصل پہلی

ولید بن عبد الملک کے پاس اُسکا بھائی سلیمان بن عبد الملک دمشق مین جانشین ہوا۔اسوقت قتیبہ حاکم خراسان تھا۔اور وہ سلیمان کی جانشینی کے خلاف تھا۔اسلیے بغاوت کرنی چاہی۔خراسان کے امرا سلیمان کے موافق تھے۔اسلیے انھون نے وکیع کو اپنا حاکم کیا اور قتیبہ کو مع اُسکے خاندان کے مارڈالا اسکا افسوس سلیمان کو ہوا۔

۹۷ سنہ ہجری مین سلیمان نے دمشق سے کوچ کرکے وابق مین کہ متعلقات قنسرین سے تھا۔نزول کیا۔اور مسلمہ بن عبد الملک اپنے بھائی کو سپہ سالار افواج جرار کا مقرر کرکے قسطنطنیہ روانہ کیا۔اور بالیون نامے ایک شخص کہ آذربایجان سے آیا تھا اور اُسنے فتح قسطنطنیہ کا بیڑا اُٹھایا تھا مسلمہ کے ہمراہ گیا مسلمہ نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا۔اور لشکر کے واسطے بہت سا غلہ جمع کیا۔اور لوگون کو حکم دیا کہ شہر کے باہر زراعت کرین۔محاصرہ طول ہوا اور اہل شہر نے صلح چاہی۔لیکن مسلمہ نے نامنظور کیا۔شہر کے باشندون نے تب بالیون کو خبر اکہ اگر تم ہمارے

بادشاہ ہو تو ہمکو قبول ہے۔ کوئی ایسا کام کرو کہ اہل اسلام یہان سے چلے جاوین۔ اس سبب سے بالیون نے مسلمہ کو مشورہ دیا کہ تمھارے یہان زراعت کرنے سے لوگ سمجھتے ہین کہ انمین حملہ آورون کی بہادری نہین ہے۔ صرف محاصرے کو ممتد کرتے ہین۔ بہتر ہے کہ غلہ مین آگ لگا دو اور حملہ کرو۔ مسلمہ اس فقرے مین آگئے اور غلون مین آگ لگا دی۔ پیچھے اس بھید کو سمجھے تو بہت پچھتائے۔ اب رسد کی تکلیف ہونے لگی۔ اور رومیون نے آتش افگنی کہ نوایجاد تھی شروع کی جس سے مسلمانون کا بہت نقصان ہوا۔ اسی اثنا مین سلیمان کے مرنے کا حال معلوم ہوا۔ اور عمر بن عبد العزیز کا خط طلبی کا پہونچا اس سبب سے واپس آئے۔

قتیبہ کے بعد خراسان کا حاکم یزید بن مہلب مقرر ہوا۔ اسنے حاکم طبرستان سے کہ باغی ہوگیا تھا صلح کی۔ اور حاکم جرجان اور وہان کے بہت آدمیون کو قتل کیا۔ اور بہت غنیمت حاصل کی۔ پھر یہ خبر سلیمان کو متواتر پہونچی کہ وہ بغاوت پر آمادہ ہے۔ اُسکی معزولی کی فکر مین تھے کہ قضا کی اور اپنا جانشین عمر بن عبد العزیز کو مقرر کیا اس شرط پر کہ وہ اپنے بعد یزید بن عبد الملک کو جانشین کرین۔ سلیمان کا انتقال ۹۸ھ ہجری مین مطابق ۷۱۶ء کے ہوا۔

فصل دوسری

عمر بن عبد العزیز بن مروان اپنے چچیرے بھائی کی جگہ جانشین ہوئے۔ یہ نہایت پرہیزگار اور عابد اور عادل تھے۔ یہ حضرت عمرؓ فاروق کے بیٹے عاصم کے ناتی تھے۔ ام عاصم انکی مان کا نام تھا۔ عاصم کا عقد حضرت عمرؓ نے ایک گوالن کی لڑکی سے کر دیا تھا۔ اور اُسکا سبب یہ ہوا کہ اُس زمانے مین بھی لوگ دودھ مین پانی ملایا کرتے تھے اور اسبارہ مین حضرت عمرؓ کی امتناع تھی۔ گوالن نے حسب دستور پانی ملانا چاہا۔ اُسکی لڑکی نے منع کیا کہ خلیفہ کا حکم نہین ہے۔ گوالن نے کہا کہ خلیفہ کیا کھڑے دیکھتے ہین۔

لڑکی نے کہا کہ خدا تو دیکھتا ہی - اور حضرت عمرؓ اُسکے زیر دیوار خود کھڑے تھے اور سُنتے تھے - اُس لڑکی کی فہم کی تعریف کی اور اپنے بیٹے عاصم سے عقد کا پیغام کیا - اور کر دیا -

عمر بن عبد العزیز عبد الملک کے داماد بھی تھے - اُسکی بیٹی فاطمہ بیاہی تھین - آپ کی خلافت کو خلافت راشدہ کا شعبہ بتاتے ہین - یہ جب خلیفہ ہوئے اپنا کل مال اور اپنی بی بی کا مال بیت المال مین داخل کیا - اور نہایت عسرت سے گذرانے لگے - اور عیش و عشرت سے نفرت رکھتے تھے - انھون نے باغ فدک جسکو نبی امیہ نے غصب کیا تھا پھر اہل بیت کے حوالہ کیا - اور حضرت حسن مثنے کی اولاد اُسپر قابض رہی - بعد تخت نشینی کے اپنے ہی جھوپڑے مین رہے - لیکن جب خاندان سلیمان نے بخوشی ایوان شاہی کو خالی کیا - تب اُسمین گئے - ہمیشہ دیوان تحقیقات مظالم مین بغیر فرش کے زمین پر بیٹھتے تھے - ہرچند لوگون نے کہا کہ فرش بچھوایئے - والا ہیبت اور شوکت خلافت کی باقی نہ رہیگی - آپ نے قبول نہ کیا - کہتے ہین کہ خلافت سے پیشتر وہ نہایت عظم و شان کے ساتھ رہتے تھے - بعد خلافت کے اہل و عیال سے کہا کہ اگر فقر اور درویشی سے بسر کرنا ہو تو میرے ساتھ رہو - والا سب رخصت ہو - جہان چاہو جاؤ - سبھون نے رونا شروع کیا - اور کہا ہمکو مفارقت آپ کی منظور نہین - اُنکی زوجہ کہتی تھین کہ وہ اپنے گھر کے خرچ کے واسطے بیت المال سے صرف دو درہم روز لیا کرتے تھے -

انھون نے یزید بن مہلب حاکم خراسان کو کہ جرجانیون پر ظلم کیا تھا اور قصد بغاوت کا رکھتا تھا - دمشق مین طلب کیا اور محاسبہ غنیمت اُس سے طلب کیا - اور نہین دینے پر اسکو قید کیا - اور اُسکی جگہ جراح ابن عبد اللہ کو حاکم مقرر کیا - اور مسلمہ کو قسطنطینیہ سے طلب کیا -

انھین کے زمانۂ سلطنت مین اہل اسلام ملک اسپین سے عبور کر کے فرنگستان مین یعنی فرانس مین پہونچے ۔ اُسپر حملہ کیا ۔ اور قریب ثلث ملک کے لے لیا ۔ اور انھین اہل فرانس نے طریقہ اور وضع عرب کی اختیار کی ۔ یہ واقعہ ۹۹ ہجری مین مطابق ۷۱۸ء کے پیش آیا ۔

عمر بن عبد العزیز نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بدگوئی کو کہ ہر خطبہ مین جمعہ کے امیر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے سے برابر پڑھی جاتی تھی موقوف کرائی ۔ یہ نہایت منصف مزاج اور رحمدل عزیز تھے لیکن انکی خلافت کا زمانہ صرف دو برس چھ مہینے تھا ۔ انکا انتقال ۱۰۱ ہجری مین مطابق ۷۱۹ء کے ہوا ۔ بنی امیہ نے انکو ایک لونڈی کی معرفت زہر دیا ۔

فصل تیسری

۱۰۱ ہجری مین یزید بن عبد الملک دمشق مین تخت پر بیٹھا ۔ اسکے وقت مین یزید بن مہلب جسکو عمر بن عبد العزیز نے قید کیا تھا ۔ قیدخانہ سے بھاگا اور بصرہ پہونچا جہان اُسکے سب قران جمع تھے ۔ قوت پاکر عدی بن ارطب حاکم بصرہ کو قید کرلیا ۔ اس خبر کو سنکر یزید نے اپنے بھائی مسلمہ کو انسداد کے واسطے تعینات کیا ۔ ابن مہلب کچھ لشکر کے ساتھ مقابلہ کو آیا اور ہلاک ہوا ۔ اُسکے خاندان کے بہت لوگ بھی تباہ ہوئے ۔ یزید بن عبد الملک یزید بن معاویہ کا ناتی تھا ۔ کیونکہ عبد الملک یزید بن معاویہ کا داماد تھا ۔ اس شخص کی سلطنت صرف چار برس رہی ۔ ۱۰۵ ہجری مین مطابق ۷۲۳ء کے یزید نے انتقال کیا ۔ اور اپنی جگہ ہشام بن عبد الملک اپنے بھائی کو نامزد کیا ۔

فصل چوتھی

بعد مرنے اپنے بھائی یزید کے ہشام ابن عبد الملک دمشق مین تخت نشین ہوا

چونکہ جراح ابن عبد اللہ کہ حاکم خراسان تھا حاکم ترکستان مقرر ہوا تھا۔ اُسکی جگہ عمرو ابن ہبیرہ کو ملی تھی۔ لیکن ہشام نے عمرو ابن ہبیرہ کو خراسان کی حکومت سے معزول کرکے۔ خالد بن عبد اللہ کو خراسان اور عراق کا حاکم مقرر کیا۔ جسنے اپنے بھائی اسد کو اپنا نائب خراسان مین متعین کیا۔ اُسنے غور کو فتح کیا۔ اور خود خالد نے گرجستان اور چراکسہ کو فتح کیا۔ ہشام کے وقت مین رومیون نے قیساریہ کو دفعۃً لے لیا۔

اُنکے مقابلہ کو مسلمہ بھیجے گئے۔ انھون نے رومیون کو شکست دی اور قیساریہ پر قبضہ کرلیا۔ سنہ ۱۱۲ ہجری مین مطابق سنہ ۷۳۰ع خاقان چین نے تین لاکھ آدمیون سے اپنے بیٹے کو ملک حزر کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ جسنے ترکستان پر حملہ کیا۔ اس ملک کی حکومت اُسوقت جرّاح بن عبد اللہ کے ہاتھ مین تھی۔ اہل چین کے ساتھ اُسنے کئی لڑائیان لڑی۔ آخرش کئی ہزار آدمیون کے ساتھ مارا گیا۔ جب اِس واقعہ کی خبر ہشام بن عبد الملک کو پہونچی۔ بہت متردّد ہوا۔ اور سعید ابن عمرو کو قوی لشکر کے ساتھ دشمن کے روکنے کے لیے روانہ کیا۔ سعید جب بیلقان کے قریب پہونچا۔ اُسکو معلوم ہوا کہ دشمن نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا ہے۔ اُسنے اپنے پہونچنے کی خبر وہان بھیجدی۔ یہ سُنکر دشمن اردبیل کی طرف پسپا ہوئے۔ اور قلعہ کے دو ہزار مسلمان سعید سے آملے۔ دوسری خبر پاکر کہ دشمن کے کئی ہزار آدمیون نے پانچہزار مسلمانون کو کسی جگہ گرفتار کیا ہے۔ سعید نے اُس جگہ شبخون مارا۔ اور قیدیون کو رہا کرکے اپنے لشکر مین داخل کرلیا۔ اور اُسنے دشمن کے بہت آدمی تہ تیغ کیے۔ اور اُنپر فتح پائی۔ اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ دوسری لڑائی مین سعید نے دشمن کے آٹھ ہزار آدمی کو شکست دی۔ تیسری لڑائی مین خاقان چین کا بیٹا چالیس ہزار آدمیون سے مقابل ہوا۔ اور آخرش اُسنے بھی شکست اُٹھائی۔ اور اسقدر غنیمت ہاتھ آئی کہ جب ہشام نے اپنے بقیہ چالیس ہزار

لشکریون مین اُسکو تقسیم کیا۔ تو فی کس سات سو دینار حصّہ ملا۔ اسی عرصہ مین مسلمانون نے ملک فرانس مین فتوحات کو بڑھایا۔ بلکہ عبد الرحمٰن سالار لشکر نے وسط فرانس پر حملہ کیا اور خاص دار الامارت پر قبضہ کر لیا۔ لیکن نواب فرنگ جسکا نام چارلس تھا اور مابعد مین اُسکا لقب ہتھوڑا ہوا ۱۱۴ھ ہجری مین ملک جرمنیہ پر اقتدار پا کر عبد الرحمٰن سے ۷۳۲ء مین مقابل ہوا۔ اور عین لڑائی مین عبد الرحمٰن کو مع افواج کثیرہ کے شہید کیا۔ اُس تاریخ سے ملک مفتوحہ فرانس مسلمانون کے قبضے سے نکل گیا۔ اور اُسطرف اسلامی لشکر کے بڑھنے کی نوبت پھر نہ آئی۔

اب ہشام نے اپنے بھائی مسلمہ کو شیروان اور آذر باجان کا امیر مقرر کیا۔ انھون نے دربند کو عبور کر کے جسکو حضرت عمرؓ کی خلافت مین عبد الرحمٰن ربیعہ نے عبور کیا تھا۔ دشت قبچاق مین پہونچے۔ اور اُنپر فتح حاصل کر کے واپس آئے۔ ہشام نے عبد اللہ ابن حجاب کو حاکم افریقیہ مقرر کیا۔ جسنے سودان کے کئی شہر فتح کیے۔ معاویہ اور سلیمان ہشام کے بیٹون نے بھی رومیون پر کامیابی حاصل کی۔ اور اسد حاکم خراسان نے ترکون پر پوری فتح حاصل کی۔

۱۱۹ھ ہجری مین مطابق ۷۳۷ء کے نصر سیار خراسان کا حاکم مقرر ہوا۔ اسی سال زید بن امام زین العابدین سے چالیس ہزار کوفیون نے بیعت کی کہ شیعان علی کہلاتے تھے۔ اور جب آپ نے خروج کیا تو صرف پانسو آدمی رہگئے۔ جنھون نے چھوڑا اُنسے آپ نے فرمایا یا قوم رفضتمونی یعنے ای قوم تمنے ہمکو چھوڑا۔ اُس تاریخ سے چھوڑنے والے رافضی کہلائے۔

الغرض آپ صرف پانسو آدمی سے لڑے اور شہید ہوئے۔ انکے بیٹے یحیی خراسان کی طرف چلے گئے۔ ۱۲۴ھ ہجری مین قریب بیس برس سلطنت کرکے ہشام نے انتقال کیا۔

بھی اسی کے عہد مین حضرت امام محمد باقر اور حضرت حسن بصری اور حضرت
بن محمد اور حبیب عجمیؒ نے انتقال کیا - انکا ذکر علحدہ فصل مین بنی امیہ کی خلافت
کے خاتمہ مین لکھا جائیگا -

[illegible]

[illegible]

ہوا - اسکی سلطنت کے زمانہ مین یحیی ابن زید قوم جزعی افغانی کے ساتھ لڑکر شہید ہوئے - یہ ولید ثانی نہایت عیاش اور یارباش تھا - اسلیے اہل دمشق نے اسکو نالایق سمجھکر تخت سے اتار دیا - اور یزید بن ولید تخت نشین ہوا - اور ولید کو مار ڈالا -

یزید بن ولید ۱۲۶ھ ہجری مین مطابق ۷۴۳ء کے تخت پر بیٹھا اور چھ مہینا سلطنت کرکے مرگیا - اپنا جانشین اپنے بھائی ابراہیم بن ولید کو مقرر کیا -

ابراہیم دمشق مین تخت نشین ہوا - لیکن اسکے چچا مروان بن محمد بن مروان نے کہ حاکم ارمینہ تھا ولید کی برطرفی سے ناخوش ہوکر فوج کشی کی - اور میدان جنگ مین اسکو شکست دی اور مار ڈالا - اور خود دمشق کا بادشاہ ہوگیا -

فصل چھٹوین

اسی مروان کو مروان حمار بھی کہتے ہین - اسکی تخت نشینی بھی ۱۲۷ھ ہجری مین ہوئی اسکے سلطنت کے زمانے مین کوفیون نے اپنے حاکم عبداللہ ابن عمرو سے ناخوش ہوکر عبداللہ ابن مروان بن عمرو بن عبداللہ بن جعفر طیار کو اپنا حاکم مقرر کیا - لیکن جب عبداللہ بن عمرو نے اُنسے مقابلہ کیا - تو اُنکو شکست ہوئی - اور کوفیون کے مشورہ سے وہ مدائن گئے اور وہان سے حلوان پہونچے اور اُسپر قابض ہوگئے - اور ہمدان اور اصفہان بھی اُنکے تصرف مین درآیا -

۱۲۷ھ ہجری مین مطابق ۷۴۶ء کے امام ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ

بن عباس سے نے کہ حضرت صلعم کے بنی عم تھے اور جنھون نے عمر بن عبد العزیز کے زمانہ خلافت سے بیعت لینی شروع کی تھی۔ ایک خط ایک شخص کو جسکا نام ابو مسلم مروی تھا لکھا کہ تم اپنے کو امیر خراسان و خوارزم ظاہر کرو۔ اور اُن ملکون کو اپنے حکم کی بجا آوری مین مخاطب کرو۔

سنہ ۱۲۸ ہجری مین مطابق ۷۴۶ء کے ایک خط نصر سیار کو ابو مسلم مروی نے لکھا کہ ہمکو امیر خراسان سمجھو اسکے جواب مین نصر سیار حاکم خراسان نے اپنے غلام یزید کو ابو مسلم مروی کی تنبیہ کے لیے کچھ لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ ابو مسلم نے اپنے ساتھیون سے اُسکا مقابلہ کیا اُسکو شکست دی۔ زخمی کیا۔ اور قید کر لیا۔ ابو مسلم نے اُسکے زخم کو چنگا کر کے واپس جانے کی اجازت دی۔ اسی درمیان مین عبد اللہ بن مروان نے جنکے قبضہ مین ہمدان اور اصفہان تھا شکست اُٹھائی۔ اور اپنے بھائی حسن اور یزید کے ساتھ ہرات پہونچے۔ وہان کے حاکم نے بترغیب ابو مسلم اُنکو مار ڈالا۔

سنہ ۱۲۹ ہجری مین مطابق ۷۴۷ء کے علی خدیع حاکم عراق اور نصر سیار سے نزاع ہوئی۔ اسپر خدیع نے مرو کو لے لیا۔ اس خبر کو سُنکر ابو مسلم ماخان سے حملہ آور ہوا۔ اور مرو کو اُس سے چھین لیا۔ جب نصر نے یہ خبر سُنی وہ طوس بھاگا۔ جہان بیمار ہو کر مر گیا۔

ابو مسلم نے اپنی حکومت کی جگہ مرو کو قائم کی۔ اور وہین رہا۔ اور قحطبہ کو اپنا سالار لشکر کیا۔ اور ملک کی فتوحات کے لیے روانہ کیا۔ قحطبہ نے پہلے طوس پر قبضہ کیا۔ تب جرجان پہونچا۔ جہان دس ہزار جرجانیون اور شامیون کو قتل کیا۔ تب اُسنے اپنے بیٹے کو رے کی طرف روانہ کیا۔ اور خود عراق عجم کی طرف چلا۔ داؤد اور عامر سالار مروان حمار مقابلہ کو آئے اور اصفہان کے اطراف مین سخت لڑائی

ہوئی - اور دونون کو شکست ہوئی - عامر مارا گیا - داؤد بھاگا - مروان کے دوسرے سالار یزید نے حلوان مین فوج فراہم کی - دریاے فرات کے عبور کرنے مین قحطبہ کی جان گئی - لیکن اُسکے لشکر نے فتح حاصل کی - اُسکے بیٹے حسن کو سالار لشکر کیا - اور ۱۳۲ھ مین مطابق ۷۵۰ء کے حسن کوفہ مین داخل ہوا - اور ابو سلمہ سے کہ حامی عباسیون کا تھا ملاقی ہوا -

مروان حمار کو جب امام ابراہیم کے خط کا حال کہ بنام ابو مسلم لکھا تھا معلوم ہوا اُنکو قصبۂ حمیمہ مین گرفتار کیا - اور قتل کیا - اُنکے تینون بھائی ابو العباس و ابو جعفر منصور و عبد اللہ فرار ہوکر کوفہ پہونچے - اور ابو سلمہ کے گھر مین پناہ گزین تھے - ابو سلمہ نے پہلے خاندان علیؑ سے تخت نشین کرنا چاہا - اور حضرت امام جعفر صادق اور عبد اللہ ابن علی ابن حسین اور محمد بن عمر و بن علی بن حسین کو لکھا لیکن انھون نے نامنظور کیا - تب ابو العباس کو تخت نشین کیا - انھون نے اپنے چچا داؤد کو حاکم کوفہ مقرر کیا - اور دوسرے چچا صالح کو ابو عون کے ساتھ مروان کے مقابلہ کو بھیجا - اور اُسکو شکست ہوئی - مروان مصر کی طرف بھاگا - اور مارا گیا - خلافت بنی امیہ ختم ہوئی - لیکن اس خاندان کا نشان ۴۲۲ھ ہجری تک اسپانیہ مین رہا - اسلیے اُسکو بھی سلسلہ کی نظر سے پہلے ہی ذکر کر دیتے ہین - تب خلفاے عباسیون کا حال لکھا جائیگا -

فصل ساتوین

حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہ السلام بروز جمعہ غرہ رجب کو ۵۷ھ ہجری مین پیدا ہوئے - آپ کی والدہ کا نام ام عبد اللہ بنت امام حسنؑ تھا - آپ کے کمالات اور مناقب بہت ہین - حضرت جابر بن عبد اللہ صحابی نقل کرتے ہین کہ ایک روز مین حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھا - فرمایا اے جابرؓ

شاید تو ایک کو میرے فرزندون مین سے کہ اُسکا نام محمد بن علی بن حسینؑ ہوگا اور اللہ تعالےٰ اُسکو نور اور حکمت دیگا۔ دیکھے۔ میرا سلام اسکو پہونچا۔ مین نے سلام آپ کا انکو پہونچایا۔ اور اُنھون نے فرمایا و علیہ السلام۔ اور ابو البصیر سے روایت ہو کہ ایک روز مینے حضرت امام سے پوچھا کہ آپ ذریت رسول اللہ صلعم سے ہین۔ اُنکے علم کا میراث پایا ہو۔ آپ نے فرمایا ہان۔ مین نے کہا کہ آپ کی دعا سے مردہ زندہ اور اندھا آنکھہ والا اور کوڑھی شفا پا سکتا ہو۔ آپ نے فرمایا ہان۔ اور ایک ہاتھ میری آنکھہ پر کہ نابینا تھی ملا۔ میری آنکھین روشن ہو گئین اور مین نے آسمان و زمین دیکھے۔ پھر آپ نے آنکھون پر ہاتھ پھیرا اور بدستور نابینا ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہتا ہو کہ بہشت مین بیحساب داخل ہو قسمت پر قانع رہ۔ مین نے اسی کو منظور کیا۔ آپ کی وفات ۵۷ برس کی عمر مین ہوئی ششم ذی الحجہ سنہ ۱۱۴ ہجری مین۔ اور جنت البقیع مین قریب قبر امام حسن علیہ السلام کے دفن ہین۔ آپ کے چھہ بیٹے تھے۔ جعفر۔ عبد اللہ۔ ابراہیم۔ رضا و علی و زید۔ اور دو بیٹیان زینب اور ام سلمہ تھین۔

فصل آٹھوین

حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ اُنکی تعلیم فقہ مین حضرت عائشہ صدیقہ سے تھی۔ اور کبار تابعین سے ہین۔ اور باطنی کی تعلیم حضرت سلمانؓ فارسی سے تھی کہ جنکی تکمیل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ اور یہ مدینہ کے فقہاے شیعہ سے تھے۔ اور امام مالک نے اپنے مؤطا مین اکثر احادیث اُنکے شاگردون سے روایت کی ہو۔ یحیی ابن معاذ فرماتے تھے کہ مین نے مدینہ مین اُنسے افضل کسیکو نہ پایا۔ اور زیاد سے روایت ہو کہ مین نے اُنسے زیادہ عالم کسیکو نہین دیکھا۔ اور عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر معاملہ خلافت کا میرے اختیار مین ہوتا تو مین انکو خلیفہ مقرر کرتا۔ آپ کی وفات سنہ ۱۰۱ ہجری مین ہوئی۔ آپ کے

صاحبزادے - عبد الرحمن - اور محمدؒ تھے - حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ آپ کے نواسے تھے اور آپ کے فیض باطنی سے معمور تھے -

فصل نوین

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ بہترین تابعین سے ہین - انکی ولادت سنہ ۲۱ ہجری مین تھی - انکی مان حضرت ام سلمہؓ کی موالی سے تھین - اور حضرت ام سلمہؓ نے اپنا دودھ انکے منھ مین دیا - اور انھون نے طفلگی مین حضرت عمرؓ کی زیارت مع ایک سوتیس صحابہ کے کی تھی جنمین ستر صحابہ اہل بدر سے تھے - انکو حسن لولوا سلیے کہتے ہین کہ گوہر فروشی کرتے تھے - انھون نے ایک کوزہ پانی کا جسمین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا جوٹھا تھا پی لیا - حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اسمین جو پانی تھا کسنے پیا - جسنے پیا اُسکو میرے ایسا علم لدنی ہوگا - حضرت حسن بصری نے کہا کہ مین نے پیا - آپ اُنسے بہت راضی ہوے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وعظ لوگون کا بصرہ مین سُنا - لیکن حضرت حسن بصری کے وعظ کی تعریف کی - حضرت حسن بصری نے انتساب فیوضات باطنی کا حضرت علی سے کیا لیکن تکمیل آپ کی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ وعلیہ السلام سے ہوئی - حسن بصری سے لوگون نے سوال کیا کہ مسلمانی کیا ہو اور مسلمان کون ہین - انھون نے فرمایا کہ مسلمان قبر مین ہین - اور مسلمانی کتاب مین ہو - پھر لوگون نے کہا کہ ای شیخ ہمارا دل سویا ہو کہ آپ کی باتین اُسمین اثر نہین کرتی ہین ہم کیا کرین - آپ نے فرمایا کہ اگر سویا ہوتا تو بہتر تھا کہ ہلانے سے جاگتا - تمھارا دل مردہ ہو کہ ہر چند ہلاتے ہین - نہین جاگتا ہو - انکی عمر نواسی برس کی ہوئی - اور سنہ ۱۱۰ ہجری مین وفات فرمائی - رجب کی پانچوین تھی - اور قبر آپ کی قدیم بصرہ مین ہو - آپ کے کامل مریدون سے حضرت عبدالواحد بن زید تھے کہ فضیل عیاض کے پیر تھے - اور مالک دینار بھی انکے فیض یافتہ تھے - اور مالک دینار کی قبر دکھن مین ہو - انکی نقل مشہور ہو کہ کشتی پر جاتے تھے اور کچھ پاس نہ تھا

ملاحون نے خوب مارا - مچھلیون نے اپنے اپنے منھ مین دینار دکھلایا - ایک اسمین سے لیکر ملاح کو دیا - اسی سبب سے بالک دینار نام پڑا -

فصل دسوین

حضرت حبیب عجمی بھی تابعی سے تھے - اور حضرت حسن بصری کے مرید تھے - انکی اصل فارس تھی - اسلیے عجمی کہتے ہین - علاوہ حضرت حسن بصری کے اور بھی ائمہ اہلبیت اور مشایخ کبار کا فیض پایا ہے - انکی نقل مشہور ہے - کہ ایک خونی کو دار پر کھینچا - اور متواتر لوگون نے اسی رات اسکو خواب مین دیکھا ہے کہ بہشتی کپڑا پہنے ہے اور بہشت مین سیر کرتا ہے - لوگون نے اس سے پوچھا کہ تو خونی تھا تجھکو یہ مرتبہ کیونکر حاصل ہوا - اسنے جواب دیا کہ جب مین دار پر چڑھایا جاتا تھا - حبیب عجمی کا بھی گذر ہوا - اور انھون نے میرے حق مین دعا کی - جس سے ہمکو یہ مرتبہ ملا - اس تاریخ سے لوگ انکے بہت معتقد ہوئے - انکی وفات ۱۲۰ ہجری مین ہوئی - حضرت داؤد طائی اور شقیق بلخی انکے صحبت یافتہ ہین - حضرت شقیق بلخی امام موسی کاظم کے مرید تھے - انکی وفات ۱۹۴ ہجری مین اور داؤد طائی کی وفات ۱۶۵ ہجری مین ہوئی - خلفاے بنی امیہ کا حال اور انکے زمانہ کے بزرگون کا حال ختم ہوا -

اب یہان ان بادشاہون کا حال لکھا جاتا ہے جو خاندان بنی امیہ سے علاقہ رکھتے ہین اور انھون نے ملک اسپانیہ مین ۰۰۰ ہجری تک حکومت کی اور انکے کئی پشت بعد اسلام کا نام وہان سے مٹ گیا - اور اب عیسائی کفار وہان حکمران ہین - فاعتبروا یا اولی الابصار -

باب چودھوان

پہلا عہد سلطنت اسلامی اسپانیول کا زیر فرمان خلفاے بنی امیہ دمشق کے

۹۲ ہجری یعنے ۷۱۱ء سے لغایت ۱۳۸ ہجری و ۷۵۶ء تک رہا۔ جسمین اکیس امیر مقرر ہوئے۔ جسکا تقرر والی مصر اور افریقہ کی طرف سے ہوتا تھا۔ مگر بلاشبہہ خلیفہ کی منظوری سے اُسکو استحکام ہوتا تھا۔ اور اکثر یہ ہی ہوا کہ وہان کے سکان اہل اسلام کے انتخاب سے برضامندی سپہ سالاران فوج کوئی امیر منتظم مقرر ہوا۔ پھر خواہ دار الخلافت سے یا والی افریقہ کی طرف سے وہی بحال رہا یا دوسرا کوئی امیر مامور ہوا۔ ان اکیس اُمراؤن مین جو چھیالیس برس کے عرصے مین وہان مامور ہوئے بعضے بڑے منتظم اور بارعب اور شوکت تھے جیسے موسیٰ ابن نصیر کہ ولید ہی کی خلافت مین مرا اور اُسکے بعد اُسکا بیٹا عبد العزیز کہ دو برس حکمران رہا اور اُسکو سلیمان بن عبد الملک نے جامع سویلی مین قتل کرایا جبکہ وہ غافل تھا۔ اور عبد الرحمٰن جسنے ملک فرانس پر قبضہ کیا تھا۔ ان لوگون نے ممالک فرنگ اور اطالیہ کے مسخر کیے۔ بڑے بڑے معرکے جنگ کے انسے واقع ہوئے۔ بعض معرکون مین شکست بھی ہوئی۔ کہ وہ نئے ممالک مسخر کیے ہوئے نکل گئے۔ بعضے افسر ایسے مقرر ہوئے کہ سخت غیر منتظم تھے۔ اور ارباب فوج اور سکان اہل اسلام اُنکی حکومت سے بہ سبب ظلم و ستم کے ناراض تھے۔ اخیر اس عہد مین یہ نوبت پہونچی کہ آپسمین جنگ و جدل شروع ہوئی۔ حکومت وہان کی ضعیف ہوگئی۔ اہل فرنگ جنھون نے کوہستانون کو اپنا مامن کیا تھا اپنے مقبوضات کی سرحد کو بڑھائے۔ اس عہد مین شہر سویلی (سویلش) دار الامارت تھا۔

باب پندرھوان
فصل پہلی

اب وہان دوسرا عہد شروع ہوا جسکی ابتدا ۷۵۶ء یعنے ۱۳۸ ہجری سے ہوئی۔

اور ۳۶ھ تک رہا۔ کیفیت اُسکی یہ ہے۔ جب خلافت خلفاے نبی امیہ کی تمام ہوئی۔ اور خلفاے عباسیہ مسلط ہوئے۔ خاندان نبی امیہ کے چھوٹے اور بڑے ہر جگہ اور ہر مقام پر قتل کیے گئے۔ منجملہ اُنکے عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بھی تھے۔ یہ ۱۳۲ھ مین جب عباسیون کو زور ہوا۔ دمشق سے بھاگے۔ چندے ممالک مصر اور بربرہ مین آوارہ پھرتے رہے۔ اور شروع ۱۳۸ھ مین دریا کی راہ سے اسپانیہ (اسپانیول) کے کنارے پر پہونچے۔ چونکہ وہان کے سکان اہل اسلام عباسیون کے تسلط سے ناراض تھے۔ انھون نے عبدالرحمن کے آنے کو غنیمت سمجھا اور اپنا حاکم اُنکو مقرر کیا۔ عباسیون کے سپہ سالارون سے اور عبدالرحمن سے دو لڑائیان ایک مئی اور دوسری ستمبر مین ۱۳۸ھ کے ہوئی۔ اور دونون مین عبدالرحمن کامیاب ہوا۔ اُسنے دسمبر ۱۳۸ھ مین قرطبہ (کرڈوہ) کو دارالامارت بنایا۔ اور اُسمین شان وشوکت سے داخل ہوا۔ اسیلیے اسکا لقب الداخل ہوا۔ اور یہ سلطنت اسپانیہ ممالک مشرقیہ اسلام سے منفک ہوگئی۔ کہ باعث عدم کامیابی ترقی اسلام کا فرنگستان مین ہوا۔ اور عبدالرحمن وہان کا مستقل بادشاہ ہوا۔ لیکن اطلاق لفظ خلیفہ اور امیرالمومنین کا اہل اسلام نے کہ اُسکے معین تھے مناسب جانا۔ اسواسطے کہ دو خلیفون کا ایک وقت مین ہونا خلاف شریعت جانتے تھے۔ صرف وہ خلیفہ زادے کہلاتے تھے۔ اُنکی حکومت اور سلطنت بہت دراز ہوئی۔ بہت خوب انتظام انھون نے کیا۔ اہل فرنگ کہ حکومت اسلام کے ضعف کے سبب سے پہاڑون سے اُتر آئے تھے۔ پھر نکال دیے گئے۔ شہر قرطبہ کی آبادی بہت بڑھگئی۔ گرد اُسکے حصار بنایا گیا۔ اور آبادی اُسکی بہت حسن وخوبی کے ساتھ ہوئی۔ نہرون کے ذریعہ سے تمام شہر مین پانی پہونچایا گیا۔ بہت بڑی جامع مسجد بنانا انھون نے شروع کی۔ خرما اور انار کے درختون کی ایجاد

ایسے ممالک مین جہان کی آب و ہوا اُسکے مخالف تھی - علم فلاحت کی تدابیر موثرہ سے کی کہ اب وہان بہت عمدہ پیدا ہونے لگے ہر طرح کے علوم اور صنایع کو ترقی دی ایسا بڑا عمدہ اور منتظم بادشاہ اُنتیسوین ستمبر ۷۸۸ع مین چونتیس برس ایک مہینا حکومت کر کے قضا کر گیا - مطابق ۱۷۱ ہجری کے - یہ بادشاہ عالم اور عادل تھا - لکھتے ہین کہ اُنکے بیس بیٹے تھے - اُنھون نے سب سے چھوٹے بیٹے کو ولیعہد مقرر کیا تھا کہ اُنکی وصیت کے باعث بادشاہ ہوا -

فصل دوسری

[illegible]

اور آسایش کی تھی مگر زمانہ اُنکی حکومت کا کم تھا - ہشام کے دو بھائیون نے یعنی سلیمان بن عبدالرحمن اور عبداللہ بن عبدالرحمن نے باپ کی وصیت ہشام کے ولیعہد کرنے کے بموجب اپنی حق تلفی کا تصور کر کے آمادہ لڑائی کے لیے ہوئے - مگر کئی لڑائیون مین اُنکو ہزیمت ہوئی - آخرش مجبور ہو کر ہشام کی اطاعت قبول کی - اور اُنکے ہاتھ پر بیعت کی اہل فرنگ سے بھی ہشام کو لڑنا پڑا - مگر ہر معرکہ مین وہ کامیاب ہوا - قوم بر میوڈ و اور قوم ڈیکان کا بادشاہ اکشوریا کا ایسا زیادہ مجبور ہوا کہ سنہ ۷۹۱ع مین مطابق ۱۷۴ ہجری کے اطاعت کا عہدنامہ نہایت ذلت کے ساتھ لکھا اور دستخط کیا - ہشام کے لشکر کے سپہ سالارون نے سنہ ۷۹۳ع اور سنہ ۷۹۴ع مین مطابق ۱۷۶ ہجری کے فرانس کے ملک پر یورش کی - شہر مشہور اور معمور ہالدار نار بونی پر قابض ہوگئے - اُسکو خوب لوٹا اور سارا شہر جلا دیا - وہان سے آگے بڑھے کا ماسون مین ڈیوک ولیم قیصر شارلمان بادشاہ فرنگ کا نائب بڑے لشکر کے ساتھ مدافعت پر آمادہ ہوا - بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی - آخرش ولیم کو شکست ہوئی - اور اسلام کے سپہ سالارون کو بہت غنیمت ہاتھ آئی - لیکن اُن ممالک پر قابض نہ رہے

واپس چلے آئے۔ ہشام نے پانچوان حصّہ اُس غنیمت کے مال کا کہ فرانس
ممالک سے ہاتھ آیا۔ جامع مسجد قرطبہ کی تعمیر مین جسکی بنیاد اُسکے باپ عبد الرحمن اول
نے ڈالی تھی صرف کیا۔ اور انھون نے ۷۹۶ع مین قضا کی۔ مطابق ۱۸۰ ہجری
کے۔ قریب نو برس کے حکومت کی۔

نسل تیسری

تیسرے بادشاہ قرطبہ کے حکم بن ہشام بن عبد الرحمن اول تھے۔ کہ بعد
اپنے باپ کے بادشاہ ہوئے۔ انکی کنیت ابو العاصی تھی۔ انکی سلطنت مین بہت
مفاسد برپا ہوئے۔ بمجرد جانشینی حکم کے اُسکے دو (چچا) سلیمان اور عبد اللہ
دونون بیٹے عبد الرحمن کے (ہر) سلطنت کے دعویدار ہوئے۔ اور بغاوت پر آمادہ
ہوئے۔ جسمین سلیمان قریب شہر والنشیا کے ۷۹۹ع مین لڑائی مین مارا گیا۔ سنہ ۱۸۳ھ
اور حکم نے عبد اللہ کا قصور معاف کیا۔ اس شرط پر کہ وہ افریقہ مین سکونت کرے۔
حکم کے عہد مین رعایا نے دو غدر کیے۔ ایک ۸۰۵ع مین مطابق ۱۸۹ ہجری کے
شہر تولیدو مین اور دوسرا ۲۰۲ ہجری مین مطابق ۸۱۷ع کے خاص قرطبہ
مین ان دونون غدر مین حکم نے نہایت سخت ظلم کیا۔ ۸۱۸ع مین حوالی قرطبہ مین سنہ ۲۰۲ھ
کچھ تھوڑا سا بلوہ ہوا اس حیلہ سے تمام شہر ویران کر ڈالا گیا۔ قریب چالیس ہزار
آدمیون کے وہان سے افریقہ مین جلاوطن کیے گئے۔ اُنمین سے ایک جماعت
کثیرہ مصر کے ممالک مین چلی گئی۔ اور جزیرہ کریٹ اور صقالیہ پر قابض ہو گئی
کہ ۹۶۱ع تک اُنپر قابض رہے بلکہ یہی لوگ تھے کہ شہر رومہ کبرا پر اطالیہ مین
حملہ آور ہوئے۔ اُسکو تباہ کیا۔ ۸۲۲ع مین حکم ان مظالم کے بعد مر گیا۔ مطابق
۲۰۶ ہجری کے اُسکی حکومت ستائیس برس ایک مہینا پندرہ روز رہی۔

فصل چوتھی

قرطبہ کا چوتھا بادشاہ [illegible]
دوم اور عبد الرحمٰن اوسط بھی کہتے ہین۔ عبد اللہ ابن عبد الرحمٰن کہ ممالک افریقہ
مین نظر بند تھا۔ انھون نے پھر ممالک مغربیہ مین شورش کی مگر لڑائی مین آنکو
شکست ہوئی۔ عبد الرحمٰن دوم اہل فرنگ اور عیسائیون کے معاملات مین نسبت
اپنے باپ اور دادا کے زیادہ کامیاب رہا۔ سنہ ۸۲۷ء مین شہر اور ممالک بارسیلونہ
قوم فرنگ سے پھر چھین لیا۔ سنہ ۸۳۹ء مین اہل اسلام کے جہازات کے بیڑے نے
حوالی بندر مارسلس کو جلاکے خاک کردیا۔ سنہ ۸۴۴ء مین مطابق سنہ ۲۲۹ ہجری کے
اور سنہ ۸۴۵ء مین قوم اسکانڈینوی کا امیر البحر بڑے لشکر سے اسپانیہ کے کنارے
پر آیا اور دونون مرتبہ شکست اُٹھائی اور اہل اسلام کامیاب رہے۔

عبد الرحمٰن دوم نے اندرونی انتظام اپنے ممالک کا بھی بہت عمدہ عدالت اور انصاف
کے ساتھ کیا۔ رفاہ عام کے عمارات انھون نے کثرت سے بنائے۔ مسجدین اور مدرسے
اور سڑکین اپنے سلطنت کے ممالک مین ہر طرف تیار کین۔ جابجا نہرین زراعت کی
سیرابی کے واسطے بنائین۔ علوم اور صنایع کے وہ نہایت عاشق تھے اُسکی اشاعت
مین بڑی کوشش کی۔ سنہ ۸۵۲ء مین مطابق سنہ ۲۳۷ ہجری کے ایسے لایق بادشاہ
نے انتقال کیا۔ اُسکا غم تمام رعایا کو ہوا۔ اسی نے دار الضرب بنایا۔ اور اپنا
سکّہ جاری کیا۔ اسکے پہلے مشرقی سکے جاری تھے۔ یہ عبد الرحمٰن جبروتیت
مین ولید بن عبد الملک کا ثانی تھا۔ اور اشاعت علوم و فنون و فلسفہ مین
مامون رشید کا ثانی تھا۔ اور وہ قرطبہ کا اول بادشاہ تھا جسنے اسپانیہ اور اندلس
مین فلسفہ کا رواج دیا تینتیس برس حاکم رہا سنہ ۲۳۹ ہجری مین مطابق سنہ ۸۵۴ء کے
انتقال کیا۔

فصل پانچوین

پانچوین بادشاہ قرطبہ اور ممالک اندلس کے محمد بن عبد الرحمن دوم بن حکم ہین سکہ باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوا۔ لیکن اُنسے انتظام سلطنت کا نہوسکا۔ اُنکے عہد مین ایک شخص بڑا دلیر بلوائی تھا۔ جسکا نام کلب تھا۔ شہر تولیدو اور اُسکے اطراف پر قابض ہوگیا۔ انکے عہد مین برابر مفاسد برپا رہے۔ اکثر ممالک غیر منتظم ہوگئے۔ اس اندرونی غدر کے باعث عیسائیون کو موقع ملا۔ انھون نے خوب ہاتھ پانُون پھیلائے۔ الفونسو سوم کہ والی اپنے ریاستہاے موروثی گالاشیہ کا اور اسٹوریکا تھا منجملہ اُس ریاست کے کہ اُس سے ملک نکالکر قرطبہ مین شامل کرلیے گئے تھے۔ اور مملکت لیان کا کچھ حصّہ اور کچھ قدیم قسطلان (کیسٹیل) اور اسطرامدیورا کا اور بہت بڑا حصّہ لوسی ملانیہ کا انھون نے پھر لے لیا۔ اور بعض اسپین کے وسط مقبوضات اسلام مین تھے۔ ان لڑائیون مین او رمتواتر شکست اہل اسلام کی ہونے سے ایک بہت قہر آسمانی یہ ہوا کہ قحط پڑا۔ سال بھر رعایاے اسلام پر سخت مصیبت رہی۔ بارے نماز استسقا وغیرہ کی برکت سے یہ بلا ٹلی ۸۸۱ء مین ایک دوسری آفت پہونچی۔ ایک زلزلہ آیا۔ جس سے کتنے قصبات اور قریات دھنس گئے۔ شمالی عیسائی دریائی ڈاکوون اور چورون نے ۸۶۰ء اور ۸۶۱ء مین کنارے کے ملک کے لوگون کا دم ناک مین کردیا۔ ان سب مصیبتون کے ساتھ محمد بن عبد الرحمن کی سلطنت کا زمانہ طویل ہوا۔ چونتیس برس گیارہ مہینے حاکم رہے ماہ جولائی ۸۸۶ء مین مطابق ۲۷۳ ہجری کے انھون نے انتقال کیا۔

فصل چھٹوین

چھٹان بادشاہ قرطبہ کا المنذر بن محمد بن عبد الرحمن دوم تھا کہ باپ کے مرنے کے بعد تخت پر بیٹھا۔ لیکن انسے بھی انتظام سلطنت کا نہ ہوسکا۔ انکے باپ کے

زمانے سے ایک شخص عمر بن حفصون باغی نے شہر تولیدو پر اور اسکے متعلق اضلاع پر قابض تھا-
اُس سے متواتر لڑائی مین شکست ہوتی گئی- اسلیے لوگون نے انکو دغا سے مار ڈالا-
انکی حکومت صرف ایک برس گیارہ مہینے رہی- انکی موت ۸۸۸ء مطابق ۲۷۵ھ
سے کے ہوئی-

فصل ساتوین

ساتوان بادشاہ قرطبہ کا عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن یعنی المنذر کا بھائی
ہوا- انھون نے بہت شجاعت اور بہادری سے بادشاہت کی- اول یہ اُسا
کلب سے لڑے کر تولیدو پر قابض تھا- لیکن اسکا نتیجہ صرف اسی قدر ہوا-
کہ وہ آگے نہ بڑھ سکا- بعد اسکے اُنکے اپنے دو بیٹے محمد اور قاسم اُنسے باغی ہوگئے-
محمد بن عبد اللہ باپ سے ۸۸۹ء مین لڑا اور شکست اُٹھائی- قید مین در آیا
اور باپ کے حکم سے قتل کیا گیا- قاسم بھی ۸۹۵ء مین باپ سے لڑا اور گرفتار
ہوگیا- لیکن اُسکا قصور معاف ہوا- ۹۱۲ء مین مطابق ۳۰۰ ہجری کے وفات
کیا- انھون نے پچیس برس سلطنت کی- یہ بڑے عالم اور دیندار تھے- انھون نے
اپنے پوتے عبد الرحمن بن محمد کو جسکے باپ کو قتل کرایا اپنا جانشین نامزد کیا-

فصل آٹھوین

آٹھوان بادشاہ قرطبہ کا- عبد الرحمن سوم بن محمد بن عبد اللہ
بن محمد بن عبد الرحمن دوم تھا- انھون نے خلافت کا دعویٰ کیا اور اپنے
کو خلیفہ اور امیر المومنین کہلایا- کہ اپنے دادا کے مرنے کے بعد وصیت کے بموجب
تخت نشین ہوئے تھے- وہ سلاطین اسلام ملک اسپانیہ مین بڑے شوکت
و جلال کے بادشاہ تھے کہ اُنکے اگلون مین کوئی اُنکے مثل نہ ہوا باوجود اسکے کہ
وہ کم سن تھے اور اُنکے کئی چچا بہت ہوشیار اور سلطنت کے انتظام کی بخوبی لیاقت

رکھتے تھے لیکن عبدالرحمن سوم کی رحمدلی فیاضی اور علم کے شوق کا باعث تھا کہ
علی العموم اہل اسلام اُنکی بادشاہت سے راضی ہوئے۔ اور اُنکو لوگ محبوب و ہر
ہردلعزیز رکھتے تھے۔ پہلی توجہ اور فکر انکی بلوائیون کے مٹانے اور زیر کرنے مین
مصروف ہوئی جنھون نے اگلے سلاطین کے عہد مین بہت عمدہ اور زرخیز اضلاع پر
اس جزیرہ نما کے قبضہ کرلیا تھا۔ اُن سب مین بڑا طاقتور وہی کلب تھا۔ اُسنے
عیسائیون کی مدد سے بڑی قوت پکڑی تھی۔ لیکن آخرش اُسکو فوج سلطانی کے مقابلے
کی تاب نہ رہی۔ وہ اپنے ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ مین بھاگتا پھرا۔ اُسکے
کُل ساتھی مارے گئے اور منتشر ہوئے۔ اور وہ خود بھیس بدلکر پہاڑون مین اراگان
(اروگان) کے جا چھپا۔ اور وہین مفقود الخبر ہو کے مرگیا۔ اُسکے دو بیٹے جعفر
اور سلیمان نے بھی کوشش بلوائیون کے جمع کرنے مین کی لیکن بیکار تھی۔ اور
شہر تولیدو اور اُسکے متعلقات ۹۲۴ء مین مسخر ہوگئے۔ عیسائیون پر بھی یورش
اور فوج کشی ہوئی اور اُسمین بھی عبدالرحمن کامیاب رہے۔ ۹۳۸ء مین رامرو دوم
بادشاہ لیان پر وہ فتحیاب ہوئے۔ اور ۹۴۰ء مین قریب اسنٹ ستبوان
کے اُسی بادشاہ پر کہ بذات خود اپنی فوج لڑا رہا تھا اُسکو شکست فاش دی۔ پھر
آردلیفو دوم بادشاہ لیان پر اُنکو فتح عظیم ملی۔ اُنکی سلطنت کے ممالک بہت
بڑھ گئے۔ بہت بڑا حصہ ممالک موریتانیا (مراکو) کا اور شہر فاس اُسکا دارالسلطنت
ادریسیون سے اُنکے قبضے مین آیا۔ ادریسی درویشون کی صورت مین تھے۔
اور سادات حسینیہ سے تھے انھون نے ملک مغرب اور افریقہ عباسیون سے
لیکر اپنے تصرف مین کرلیا تھا۔ اسکا مفصل حال آگے معلوم ہوگا۔
جب عبدالرحمن سوم کو ایسی بڑی بڑی فتح نمایان ہوئی انھون نے
قاعدہ اتحاد کو توڑ ڈالا۔ اور اپنے کو ملقب بہ خلیفہ اور امیرالمومنین کیا۔ شہر

قرطبہ کو دارالخلافت نامزد کرکے اُسکی آبادی اور عمارت کو وسعت دی - اور اُسکو بہت خوش وضع اور خوبصورت کردیا - اور اپنی رعایا کی بہبودی اور فلاح کی ترقّی کی - اور اُسمین نہایت کوشش کی - جامع قرطبہ کی عمارت بڑھادی - بہت سے مدرسے اور مکتب خانے جاری کیے - اور اُنکے خرچ کی جائداد الگ کردی - ایک نیا شہر بنانے کی اور اُسمین بہت عمدہ قصر شاہانہ تعمیر کرنے کی بُنیاد ڈالی - اور اُسکا نام الزاہرہ مقرر کیا بہت سی سڑکین اور نہرین اور نالیان جابجا پانی پہونچانے کی بنائی - مورخین اہل اسلام نے اُنکی حکومت کی عدالت اور انصاف کی ایسی تعریف اور توصیف کی ہے کہ اہل اسلام مین کوئی اُنکا نظیر نہ تھا - انھون نے اپنے بیٹے حکم کو ولیعہد مقرر کیا - اسپر اُنکے ایک چھوٹے بیٹے کو رشک ہوا جسکا نام عبداللہ تھا - اُسنے ایک مخفی سازش کی - کہ کسی طرح سے حکم کو مارڈالے - مگر اُسکی وہ تدبیر اور سازش کُھل گئی - وہ قید کیا گیا - اور بعد قید ہونے کے ہرچند اُسنے منت سماجت اپنے عفو قصور کے لیے کی - مگر منظور نہوئی حکم اُسکے قتل کا جاری رہا - اور ۳۳۸ھ مین وہ قتل ہوا - الغرض عبدالرحمن سوم بہت مرفہ اور آسودہ سلطنت کچھ اوپر پچاس برس کرکے ۳۵۰ھ مین موت طبعی سے مرگئے مطابق ۹۶۱ع ہجری کے -

فصل نوین

حکم دوم بن عبدالرحمن سوم نوان بادشاہ اور دوسرا خلیفہ قرطبہ کا تھا ... کا تھا کہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد اُنکی وصیت کے موافق جانشین ہوا اور اپنا لقب المستنصر باللہ مقرر کیا - اور اپنے باپ کے بہت اوصاف کے ساتھ متصف تھا - بالخصوص علوم اور صنایع کا نہایت شائق تھا - اور اُسکے رواج دینے مین بہت کوشش کی - اُنکے خلافت کے زمانے مین بڑا امن وامان رہا - فرنگ کے عیسائیون کے ساتھ بھی بہت کم لڑائی رہی - بلکہ یہ کہہ سکتے ہین کہ بالکل نہ رہی - علاوہ اگلے مدرسون اور

مکتب خانون کے انھون نے مدرسے بہت بنائے۔ اور اُسکے مصارف کی جائداد مقرر کی۔ بڑی فیاضی سے ہر ملک کے علما اور فضلا کو اپنی سلطنت مین جمع کیا۔ ایک بڑا کتب خانہ دارالخلافت قرطبہ مین انھون نے جمع کیا۔ جسکا نام کتب خانہ مروانی رکھا۔ اسکی فہرست چوالیس جلدون مین تھی۔ بالجملہ انھون نے ۹۷۶ع مین مطابق ۳۶۶ ہجری کے انتقال کیا اور پندرہ برس سے اوپر سلطنت کی۔

فصل دسوین

ہشام دوم بن حکم دوم بن عبد الرحمٰن سوم دسوین بادشاہ اور تیسرے خلیفہ قرطبہ کے ہوئے۔ اسوقت انکی عمر گیارہ برس کی تھی۔ لقب انکا المؤید باللہ قرار پایا۔ انھون نے محمد منصور بن عامر قحطانی کو کہ انکے باپ کے وزیر تھے۔ کل انتظام خلافت کا سپرد کیا۔ یہانتک کہ محمد منصور مثل مالک و رقابض کے ہو گیا۔ اور خلیفہ کو محلسرا مین مقید رکھا اور خود اُنکے نام سے سلطنت کرنے لگا۔ اگرچہ منصور کو ہوس اور حرص سلطنت کی ہو۔ وہ اپنی لیاقت اور دانشمندی سے اور فیاضی اور شجاعت اور سپہ سالاری کی عقل اور عدالت اور انصاف کے باعث لایق سلطنت کے تھا۔ اُسنے اپنی ساری عمر مین ستائیس لڑائی کے معرکے کیے اور عین قلب ممالک عیسائیون مین حملہ کیا جسمین سارے عیسائی سلاطین کو مطیع کر لیا۔ ۹۸۳ع مین انھون نے بڑا نامی اور معتبر قلعہ گارمان کا سخر کیا۔ ۹۸۴ع مین سمانکاس پر قبضہ کر لیا۔ سپلویڈا کو ۹۸۶ع مین لے لیا۔ اور ۹۸۶ع شہر کاسیبرا کو لیکے ویران کر دیا۔ شہر لیان پر کہ آخری عیسائی اسپانیہ کا دار السلطنت تھا ۹۹۶ع مین یورش کی اور اُسکو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا شہر سنیٹا جیسپر ۹۹۵ع مین انھون نے قبضہ کیا تھا۔ اُسکے کنیسہ مین گھس گئے۔ جسمین عرصہ دراز سے تبرکات تھے اور اُسکے بڑے گھنٹے کو اُتروا کر جامع قرطبہ مین بھیجا کہ گلا کر قندیل سوز بنایا گیا۔ افریقہ مین بھی انکی سلطنت کی سرحد بہت بڑھگئی۔ الغرض محمد منصور کے چھتیس

برس سکے انتظام خلافت مین ہشام دوم کی سلطنت کو بڑی ترقی اور رونق رہی۔ مورخین کے دفاتر مین بڑا عمدہ اور منور زمانہ لکھا گیا ہے۔

صرف ایک معرکہ مین محمد منصور کو ناکامی ہوئی اور واپس آنے مین راہ مین ماہ اگست سنہ ۱۰۰۲ء مین انتقال کیا۔ انکی جگہ وزارت کی انکے بیٹے عبد الملک کو ملی لیکن اُسکو ایک معرکہ مین عیسائیون سے شکست ہونے سے سنہ ۱۰۰۸ء قرطبہ مین زہر دیا گیا اور وہ مرگیا۔ اُسکی جگہ اُسکا بھائی عبد الرحمن وزیر ہوا اور اُسنے بھی بدستور ہشام کو قید رکھا۔ اور خود انتظام خلافت کا کرتا رہا۔ بلکہ اُسکا حوصلہ ہوا۔ کہ خود ہی خلیفہ بھی ہو جاے۔

اس سبب سے محمد کہ ایک شاہزادہ اُسی خاندان سے تھا۔ سرحد پر کچھ فوج فراہم کرکے اُسکی مخالفت مین قرطبہ پر فوج کشی کی اور اُسکا محاصرہ کیا۔ قرطبہ کے باشندون نے محمد کی مدد کی۔ اور عبد الرحمن کو گرفتار کرکے سنہ ۱۰۰۹ء مین قتل کیا اور خود ہشام دوم کی طرف سے انتظام سلطنت کرنے لگا۔ پھر اختیار پاکر ہشام دوم کو مشہور کیا کہ مرگیا اور خود خلیفہ بنگیا۔

فصل گیارھوین

محمد دویم بن ہشام بن عبد الجبار بن عبد الرحمن سوم گیارھوان بادشاہ

اور چوتھا خلیفہ قرطبہ اور اندلس کا تھا۔ کہ بزور شمشیر خلیفہ ہوا اور اپنا لقب مہدی باللہ مقرر کیا۔ لیکن وہ بہت دنون تک اس خلافت مغصوبہ سے منتفع نہوا۔ سلیمان نامے کہ وہ بھی اسی خاندان خلافت کے شاہزادون سے تھا۔ افریقہ سے فوج لیکر آیا اور محمد دویم سے مقابلہ کو آمادہ ہوا۔ آپمین خوب جنگ ہوئی اور سنہ ۱۰۰۹ء مین محمد دویم کی فوج کو شکست ہوئی۔ سلیمان دار الخلافت پر قابض ہوگیا۔ کئی مہینے بعد محمد دویم نے پھر قرطبہ پر قبضہ پایا لیکن اہل شہر اُس سے ناراض ہوگئے تھے اُنھون نے اُسکو سنہ ۱۰۱۰ء مین مطابق سنہ ۴۰۰ ہجری کے قتل کیا۔ اور سلیمان کے پاس بھیجا۔ اب

سلیمان خلیفہ ہوا۔

فصل بارھوین

بارھوان بادشاہ اور پانچوان خلیفہ قرطبہ کا سلیمان بن حکم بن عبد الرحمن سوم تھا کہ بزور شمشیر خلیفہ ہوا۔ اور لقب اپنا المستعین باللہ ٹھہرایا۔ اب اقتدار خلافت خاندان بنی امیہ کا ممالک مغربیہ مین بلکہ شوکت سلطنت اسلامی اسپانیہ مین زوال آیا۔ حکام اور والیان ممالک بیرونی نے اقتدار بلوائی شہزادون کا کہ بزور شمشیر خلافت کے دعویدار ہوئے تسلیم نہ کیا۔ اور ہر ایک نے اپنے کو اپنے ممالک مقبوضہ مین مستقل بادشاہ قرار دیا۔ اور خلافت اور سلطنت موروثی قدیمی ایسے ٹکڑے ہوکے ہزارون چھوٹی چھوٹی سلطنتین بنگئین۔ اور عیسائیان اہل فرنگ کو یورش اور حملہ کا موقع ملا۔ یہانتک کہ بتدریج بالکل اسلام اُن ممالک سے نیست اور نابود ہوگیا۔ خاص تختگاہ قرطبہ پر بڑے بڑے نامی غلبین مسلط ہوئے۔ علی بن حمود ایک شخص ۱۰۱۶ء مین مطابق ۴۰۶ ہجری مین سلیمان کے ساتھ لڑے اور سلیمان نے شکست پائی اور مارے گئے۔ پھر علی بن حمود مارے گئے۔ پھر قاسم بن حمود ان کے بھائی ۴۰۸ ہجری مین تخت پر بیٹھے اور وہ بھی مارے گئے پھر اُنکے بھتیجے یحیی ۴۰۹ ہجری مین تخت نشین ہوئے اور وہ بھی مارے گئے۔ پھر ۴۱۰ ہجری مین ہشام سوم بن سلیمان بن حکم بن عبد الرحمن سوم تخت پر بیٹھے اور یہی آخری بادشاہ خاندان بنی امیہ کے تھے۔

فصل تیرھوین

ہشام سوم آخری خلیفہ قرطبہ اور آخری بادشاہ خاندان بنی امیہ کا تھا۔ اسنے اپنا لقب رشید رکھا۔ انکی خلافت ۴۱۸ ہجری مین ختم ہوئی مطابق ۱۰۳۱ء کے۔

واضح رہے علی بن حمود و یحیی سادات حسنیہ ادریسیہ سے تھے۔ کہ خلافت قرطبہ پر رہے۔ مورخین نے لکھا ہی کہ ادریس نامے ایک سید زادے ابن عبد اللہ ابن حسن مثنی

بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ سنہ ۱۶۹ ہجری مین خلفاے عباسیہ کے خوف سے بھاگ کر
ملک مغرب کی طرف چلے گئے - سنہ ۱۷۲ ہجری مین کسی قدر ممالک پر وہ قابض ہو گئے - انکی
وفات کے بعد انکی اولاد اسپر قابض رہی - ترتیب انکی وراثت کی یون ہوئی - ادریس
کے بعد انکے بیٹے عمر بن ادریس پھر عبد اللہ بن عمر پھر علی بن عبد اللہ پھر احمد
بن علی پھر یعقوب بن احمد پھر حمود بن یعقوب پھر علی بن حمود ہوئے - اگرچہ
ادریسیون کی مملکت کا اکثر حصہ خلفاے قرطبہ نے دبا لیا تھا - لیکن انھون نے پھر
واپس لیا یہانتک کہ خود خلفاے قرطبہ سے ہوئے -

بنظر تسلسل کے اور خاندان کا حال بھی اس جزیرہ نما کے لکھا جاتا ہے تب خلفاے
عباسیہ وغیرہ کا حال لکھا جائیگا -

باب سولھوان

فصل پہلی

سلطنت اسلامی اسپانیہ کی سنہ ۱۰۳۱ء سے یعنی سنہ ۴۲۲ ہجری سے سنہ ۱۲۲۱ء
یعنی سنہ ۶۱۸ ہجری تک طوائف الملوک رہی - بہ سبب ضعف اقتدار خلافت قرطبہ
کے چھوٹے چھوٹے والی اور حکام ممالک و اضلاع نے اپنی حرص سے کہ مستقل حاکم
بنجائینگے اطاعت اور تبعیت خلیفہ کی چھوڑ دی - جس سے خلافت اس جزیرہ نما سے ہٹ گئی
اور جتنے والی اور حاکم اس سلطنت کے ممالک بیرونی مین تھے سب بادشاہ بن بیٹھے -
لیکن پھر آپس مین لڑتے بھڑتے صرف چار حکومتین سنہ گیارھوین عیسوی صدی کے آخر مین
رہگئین محمد بن عباد سویلی کا بادشاہ رہا یحیی تولیدو کا بادشاہ تھا - سارا گوسہ
کے بادشاہ نے اپنا لقب المستعین مقرر کیا - عمر نام ملقب المتوکل باداجوز اور پرتگال
یعنی الغرب پر بادشاہ ہوا - اور اس آپس کی لڑائی مین فرنگ کے عیسائیون کو بہت بڑا

موقع ملا - اور بہت بڑا حصہ پرتگال کا اور قسطلان جدید (نوکیاستل) کا کہ سلطنت اسلام مین داخل تھے - آپر پھر عیسائیون نے قبضہ کرلیا - سلاطین لیان اور ناواری نے اور بارسیلونہ کے نوابون نے اپنے آپس کا بغض و نفاق ملتوی کرکے مسلمانون کے ممالک پر قبضہ کرنے کے لیے اتفاق کیا - چنانچہ سبھون نے پہلے حکومت تولیدو کا محاصرہ کیا - اور تین برس کی لڑائی اور محاصرہ کے بعد بادشاہ تولیدو نے اطاعت عیسائیون کی قبول کی - اور پچیسوین مئی ۱۰۸۵ء[25] مین الفونسو اُس پرانی دار السلطنت مین قوم غات (گاتھ) کے داخل ہوا - پھر سارے ممالک قسطلان جدید (نیوکیستیل) کے مثل دار السلطنت کے اُسکے قبضے مین آگئے - اور اُسکو ان فتوحات کے حاصل ہونے سے جرأت ہوئی کہ دوسرے ممالک اسلام پر بھی کہ ابن عباد کے قبضہ مین تھا یورش کرکے متصرف ہون - اسی عرصہ مین ایک نئی اسلامی سلطنت کا زور و شور ہوا - جسنے ہسپانیہ کے عیسائیون کی ترقی کو روک رکھا - یہ نئی سلطنت مرالطین کی تھی - آپ کی اصلیت آگے لکھی جائیگی - خلاصہ یہ کہ ابن عباد نے عیسائیون کے مقابلہ کے لیے انھین مرالطین سے مدد لی - اور اُنکی مدد سے عیسائیون کو ان ملکون سے نکالا - لیکن مرالطین قبضہ پاکر خود متصرف ہوگئے

فصل دوسری

کیفیت سلطنت مرالطین کی اور اُنکی ابتدا ۱۰۹۰ء سے کہ ۱۱۴۷ء تک رہی -

گیارھوین صدی کے وسط مین دو آدمی ایک یحییٰ بن ابراہیم کہ حاجی تھے اور مکہ معظمہ مین انھون نے الٰہیات اور علم شریعت سیکھا تھا - اور دوسرے عبد اللہ بن یسٰین کہ مشہور معلم علم شریعت اور الٰہیات کے تھے دونون نے باہم اتفاق کرکے افریقہ کے جاہل گروہون کو کہ کوہستان اطلس کے اُس پار رہتے تھے تعلیم مذہبی کے حیلہ سے اپنے قابو مین کرلیا - اور اُنکے ذریعہ سے لڑبھڑکر اطراف پر قابض ہوگئے - اور انھون نے اپنا نام مرالطین رکھا - یعنی باہم دوستدار اور مروجین مذہب بھی اپنے کو کہلایا - عبد اللہ کا

لقب امیر مقرر ہوا۔ بعد اُنکے ابو بکر نامے ایک شخص اُنکے قائم مقام ہوئے۔ اور اپنی قدیم رہنے کی جگہ کہ صحرا تھی چھوڑ کے روانہ ہوئے۔ کہ افریقیہ کے ممالک کو فتح کرین۔ اُسکے بنی عم یوسف بن تشفین سے نے شہر فاس اور بڑے حصّے پر ملک موریٹانیہ یعنی مراکو کے قبضہ کیا بالجملہ سنہ ۱۰۷۰ء اقتدار اور اختیار مرجین مذہب کا علی العموم شمالی اور وسط افریقیہ مین لوگون سے نے قبول کیا۔ اب اسپانیہ کے اسلامی سلاطین سے نے جنکو عیسائی بادشاہ الفونسو نے تنگ کر رکھا تھا۔ اس جماعت نے مرابطین کے بادشاہ کو اپنی مدد پر طلب کیا۔ یوسف بادشاہ مرابطین اور شہر فاس کا جسکو اپنے ملک بڑھانے کی ہوس تھی ایک بڑی قوی اور عظیم فوج لیکے اگست سنہ ۱۰۸۶ء مین ابناے اسپانیہ کو عبور کرکے قریب باداجوز کے ایک مقام پر جسکو زلاکا کہتے تھے الفونسو کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ اور ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۰۸۶ء مین یوسف سے نے الفونسو پر بڑی فتح حاصل کی۔ اُسکے بعد اور بھی مکرر فتوح اُنکو ہوئی۔ جسے وہ زور و شور فرنگستان کے عیسائیون کا اہل اسلام اسپانیہ کے اسلامی ممالک پر کہ بہ سبب تباہی خلافت قرطبہ کے تھا۔ بالکل جاتا رہا۔ لیکن اسپانیہ کے اہل اسلام کو تاسف ہوا کہ ایسے دوست پُرخطر کو اپنی مدد کے لیے طلب کیا کہ وہ بہ نسبت اپنے صحرائی ممالک کے اسپانیہ کے زرخیز ممالک پر قبضہ کرکے کیون چھوڑیگا۔ بالجملہ یوسف نے کچھ غدر اور فریب سے اور کچھ بزور شمشیر سارے ممالک اسلامیہ اسپانیہ پر اپنا اقتدار اور اختیار جما دیا۔ اور وہان کے سب سلاطین کو اپنا مطیع اور تابعدار کر لیا۔ اور بعضون کو نیست و نابود کیا۔ القصہ یوسف پہلے بادشاہ اس قوم کے ستمبر سنہ ۱۱۰۶ء مین مراکو مین قضا کیا۔ اُنکا بیٹا علی اُنکا قائم مقام ہوا۔ علی سے نے سنہ ۱۱۰۸ء مین قسطلانی فوج کو جسکا بادشاہ الفونسو تھا بڑی شکست دی۔ یہ شکست قریب اکلس کے دی تھی۔ اور بظاہر الفونسو کے مرجانے سے اُنکا نابالغ بیٹا سوان سانچو کو اطاعت کے عہدنامہ سے اپنی تابعداری مین کر لیا۔ مگر سنہ ۱۱۱۸ء مین بڑا شہر نامی اور معتبر سرگوسہ کا مسلمانون کے قبضہ سے نکلگیا

کئی عیسائی قوموں نے ملکر سکولیا تھا۔ اور ممالک شمالی اسپانیہ سے بالکل اہل اسلام کی عملداری ہمیشہ کے لیے جاتی رہی۔ حاصل کلام علی بن یوسف ۱۱۴۳ء مین قضا کر گئے اُنکے بیٹے تشکین بن علی اُنکے قائم مقام ہوئے۔ اُنکے عہد مین فرنگستان کے عیسائیون نے اسپانیہ مین بڑی ترقی کی۔ اسواسطے کہ تشکین بن علی ایک فرقہ مہدویہ کے مقابلہ مین کہ اُنکی اصل مملکت مراکو پر حملہ آور ہوئے تھے مصروف تھے اور ملک اسپانیہ سے غافل تھے۔ بلکہ مراکو کے محاصرے کے مقابلہ مین ۱۱۴۵ء مین انتقال کیا۔ اُنکے بعد اُنکے بیٹے ابواسحاق بن تشکین اخیر بادشاہ اس گروہ کے جانشین ہوئے۔ لیکن تھوڑے دنون کے لیے یہ بادشاہ رہے۔ قوم مہدویہ اُنکے ملک پر غالب آگئی اور یہ ۱۱۴۶ء مین مطابق ۵۴۱ھ ہجری کے ہلاک ہوئے۔

تذکرہ

ابتدا مہدویہ کی یہ ہے کہ ایک شخص محمد بن عبداللہ نے کہ افریقہ کا رہنے والا تھا اور ہر گاکا عالم تھا۔ دعوی کیا کہ مین مہدی آخرالزمان ہون۔ اور بعضون نے لکھا ہے کہ وہ قرطبہ کی مسجد جامع کا قندیل افروز تھا۔ الغرض اُسنے احادیث نبویہ مین جو خبرین اور نشانیان کہ مہدی آخرالزمان کی دیکھی وہ سب اپنے مین مشہور کی۔ اور عوام الناس کو اسکا یقین دلایا کہ مین تمام دُنیا مین بادشاہی کرونگا۔ اور بالفعل مرابطین کا ظلم مٹانا چاہتا ہون جو اُنسے لڑیگا اور مارا جائیگا۔ وہ شہید ہوگا۔ اور کھڑا بہشت مین داخل ہوگا۔ ان سب لایعنی گفتگو سے اُسنے ابلہ فریبی کر کے ایک بڑی جماعت کو اپنے تحت مین کیا اور کوہ اطلس کے حوالی مین صحرا مین رہتا تھا۔ اور ایک ہونہار نوجوان آدمی جسکا نام عبدالمومن تھا اُنکا شریک ہوا۔ اور ۱۱۲۱ء مین ایک بڑے لشکر کے ساتھ مرابطین سے لڑنے کو آمادہ ہوا۔ اور ۱۱۲۲ء مین مرابطین کی فوج کو شکست دی۔ ۱۱۲۵ء مین ایک ور فتح عبدالمومن نے کہ سپہ سالار مہدویہ قرار پایا تھا مرابطین پر حاصل کی جب سے مراکو اور فاس وغیرہ

مہدویہ کے قبضہ مین آ گئے۔ الغرض تمام شمالی افریقیہ کے ممالک مین حکومت اور
۵۴۴ھ شوکت جعلی مہدی کی ۱۱۴۹ع مین قائم ہو گئی۔ لیکن وہ محمد بن عبداللہ ۱۱۲۹ع مین
مر گئے اور اُنکی قائم مقامی عبدالمومن بادشاہ ہوئے۔ اب اُنھون نے قصد کیا کہ ممالک
اسپانیہ کو بھی اپنے قبضہ مین در لاوین۔ اور ممالک افریقیہ کے ساتھ ملحق کرین۔
اگرچہ اُنکے سپہ سالارون نے اس ارادے کو سہل مین پورا کیا۔ لیکن خود عبدالمومن
جب لشکر تیار کر رہے تھے کہ عیسائیان فرنگ کے سلاطین پر یورش کرین اور آبنائے
۵۵۸ھ اسپانیہ کو عبور کرنے کو آمادہ تھے کہ ۱۱۶۳ع مین انھون نے قضا کی۔ اُنکے قائم مقام
اُنکے بیٹے ابو یعقوب یوسف ہوئے ابتدا مین اُنکا قصد کسی سے لڑنے کا نہ تھا۔
اُنھون نے ایک مسجد سویلی مین بنام جامع سویلی ۱۱۷۱ع مین تعمیر کی۔ کہ بالفعل
ایک جز کینہ خا تولیقی کا ہے۔ اور ایک کشتیون کا پل دریاے گوادلکویر پر انھون نے
تیار کرایا۔ انھون نے ۱۱۷۳ع مین بہت بڑی فتح آٹھوین الفنسو بادشاہ قسطلان پر پائی۔
اور اُسکا سارا ملک تاخت و تاراج کرکے اور چند قلعون پر قبضہ کرکے افریقیہ مین پھر آئے
پھر ۱۱۸۰ع مین دریاے شور سے عبور کرکے ممالک اسپانیہ مین گئے اور تا وفات اپنی
کہ اگست ۱۱۸۴ع مین ہوئی وہین قیام کیا۔ ایک معرکہ لڑائی کا قریب سانتارم
کے ممالک پرتگال مین اُنکو پیش آیا تھا۔ اُسمین وہ زخمی ہو گئے۔ اور اُسی زخم سے
انتقال کیا۔ ابو یوسف یعقوب جنکا لقب المنصور تھا اُنکا قائم مقام ہوا۔ وہ
الجزائر پر دریا کی راہ سے اُترے اور قسطلان کے آٹھوین الفنسو سے میدان
الارکاس مین بڑی لڑائی ہوئی۔ جسمین الفنسو کی فوج کو شکست ہوئی۔ بعد اُسکے
ابو یوسف نے وہان سے کوچ کرکے تولیدو کا کہ دارالحکومت اُن ممالک کا تھا۔
محاصرہ کیا۔ اگرچہ ابو یوسف باوجود کوشش بلیغ کے اس شہر کو مسخر نہ کر سکا لیکن اُسکے
اطراف کے بڑے بڑے شہرون پر مثل میڈرڈ اور گوادالاکزار وغیرہ کے اُسکے

۵۹۶ھ قبضے مین آگئے۔ یہ ابو یوسف اگست ۱۱۹۹ع مین قضا کر گئے۔ وہ بڑے نامور بادشاہ لایق اور شجاع اور بڑے خوبی کے بادشاہ تھے۔

محمدؐ بن عبد اللہ ملقب بہ الناصر لدین اللہ آخر سلاطین مہدویہ سے ہین کہ تختگاہ اور ممالک اسپانیہ پر قابض ہوئے تھے۔ بمجرد تخت نشینی کے انھون نے قصد کیا کہ ممالک اسپانیہ جسکا بڑا حصہ عیسائیان فرنگ نے اُنکے مورثون سے مسخر کیا تھا پھر قبضہ مین در لاوین اور اسی قصد سے مشہور ہی کہ کئی لاکھ آدمی انھون نے فراہم کیے۔ اور وہ
۶۰۸ھ افریقہ سے ۱۲۱۱ع مین روانہ ہوئے اور اسپانیہ کے کنارے کو اُس جماعت سے بھر دیا۔ الغرض انھون نے آبنا سے اسپانیہ سے عبور کرکے اُس قلعہ جبال کے سلسلہ پر لشکرگاہ کیا جسنے قسطلان جدید کو (نوکستیل) اندلس سے تعبیر کیا ہے۔ وہان عیسائیون کی طرف سے یہ سامان ہوا کہ پوپ کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا جانشین سمجھا جاتا ہی جسکا نام انوسنت سوم تھا عیسائی جہاد کا (کروسیڈ) وعظ کہا جس سے سلاطین متفقہ سے لشکر تمام فرنگستان اور دیگر ممالک سے فراہم ہوئے۔ لاکھون سے تعداد اُنکی بڑھ گئی سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی لیکن آخر مین فوج مہدویہ کو شکست ہوئی۔ کہ پورا
۶۱۰ھ سبب زوال کا سلطنت اسلامیہ کے ہوا۔ اور محمدؐ بن عبد اللہ مراکو مین ۱۲۱۳ع مین قضا کر گیا۔

یوسف دوم مسمی ابو یعقوب محمدؐ بن عبد اللہ کے بیٹے۔ گیارہ برس کی عمر مین باپ کے قائم مقام ہوئے۔ انکی سلطنت مین برابر فتور اور فساد رہا۔ اور وہ خود جنوری ۱۲۲۴ع مین قضا کر گئے۔ اور اپنا کوئی وارث بھی نہ چھوڑا۔

ابو الملک عبد الواحد کہ اُنکے قائم مقام ہوئے چند مہینے کے بعد ابو محمدؐ ملقب بہ العادل کے ہاتھ سے قتل ہوئے جسنے خود دعوی سلطنت کیا۔ مگر وہ بھی اکتوبر ۱۲۲۷ع مین مقتول ہوئے۔ ابو علی ملقب بہ المامون کے قائم مقام بھی برگشتہ بخت تھے۔

افریقہ مین اُنکے اقارب مین سے یحییٰ نام برسر جنگ تھے اور اسپانیہ مین ابن ہود نام ایک چھوٹا سردار مخالفت پر آمادہ ہوا۔ جسنے اپنے کو سلطنت اسلامیہ اسپانیہ کا بادشاہ قرار دیا۔ اور اُس مملکت کو مہدویہ سے نکال لیا۔ الغرض المامون ۱۲۳۲ع مین قضا کر گئے۔ محمد قائم مقام المامون نے بیکار کوشش کی کہ اسپانیہ مین اپنا اقتدار پیدا کرین۔ اور اُن ممالک سے دست بردار ہونے پر مجبور ہوئے۔ اور سلطنت اسلامیہ اسپانیہ تین شخصون پر کہ اُنکے مخالف سے تھے تقسیم ہوگئی۔ جمعیت بن زین نامے ایک شخص والنشیا اور اُسکے حوالی پر قابض ہوگیا۔ ابن ہود کے اہل ارکان (اروگان) اور کچھ حصہ اندلس کے لوگون نے اطاعت کی۔ محمد بن الاحمر مملکت جیین اور اچھے حصہ غرناطہ (گرناڈا) پر ظالمانہ حکومت کرتا رہا۔ اور یہ تینون بھی باہم ایک دوسرے سے لڑتے رہے۔ اور وہ تینون عیسائی بادشاہ فرنگ سے مغلوب ہوگئے کسی مین طاقت اُنکے مقابلہ کی نہ تھی۔ قرطبہ کو کہ معتبر اور نامور دار الخلافت سلطنت اسلامیہ اسپانیہ کا تھا جون ۱۲۳۶ع مین عیسائیون نے لے لیا۔

والنشیا ستمبر ۱۲۳۸ع مین اہل اسلام کے ہاتھ سے گیا۔ وینیا ۱۲۴۲ع مین مسلمانون سے نکلگیا۔ ۱۲۴۶ع مین سارے قلعے دونون کنارے پر دریاے گواڈلکویر کے مسخر ہوگئے۔ کہ جیین سے لیکر شہر سویلی کے دروازے تک تھے۔ ایک بادشاہ غرناطہ کا صرف براے نام اہل اسلام کا محمد بن الاحمر اتنی بڑی نامی سلطنت اسلامیہ اسپانیہ مین باقی رہگیا۔ جسنے اطاعت فرڈنیانڈ سوم کی قبول کی۔ اور فرڈنیانڈ نے نامی شہر سویلی کو بھی لے لیا۔

فصل چوتھی

سلطنت غرناطہ کہ ۱۲۳۸ع سے ۱۴۹۲ع تک رہی۔ آخری سلطنت اسلامیہ اسپانیہ سے ہے۔ جسکے زوال سے اسلام کا نام اُن ممالک مین باقی نہ رہا۔ جہان

بڑے بڑے محدثین اور فقہا اور فقرا اور ارباب کمال گذرے ہین اور سیکڑون معابد او مقابر اور خانقاہین اور نامی عمارت اہل اسلام کی جو تھین وہ سب معدوم ہوئین۔ یا کنیسون اور عیسائی معبدون سے تبدیل ہوئین۔ نام بعضے عمارات نامی کا باقی ہی اور اگرچہ علی العموم اب وہان عیسائی مذہب ہی مگر عورات مین بعضے ممالک کے اہل اسلام کے پردے کی رسم باقی ہی کہ عورتین بغیر برقع پہنے باہر نہین نکلتین جیسا عرب کے ممالک مین دستور ہی۔

الغرض چونکہ محمّد بن الاحمر فرڈنیانڈ سوم بادشاہ قسطلان کے مطیع ہو گئے۔ اُسکی زندگی تک اپنی مملکت مین صلح کے ساتھ بسر کی۔ فرڈنیانڈ کے مرنے کے بعد اُسکا بیٹا الفنسو دہم بادشاہ ہوا اُسکے مرنے کے بعد دونون طرف سے عہدنامے توڑ ڈالے گئے۔ اور باہم خوب لڑائی ہوئی۔ مگر ۱۲۶۶ع مین پھر عہدنامہ موقت ہوا۔ جس سے لڑائی چندے کے واسطے موقوف رہی۔ محمّد بن الاحمر جنوری ۱۲۷۳ع مین مر گئے۔ اُنکے بیٹے محمّد دوم جانشین ہوئے۔ اِنکے عہد مین ابن یوسف بادشاہ فاس اور مراکو نے پھر قصد اپنے اقتدار بڑھانے کا ممالک اسپانیہ مین کیا۔ اور ۱۲۷۵ع مین بڑے لشکر کے ساتھ آبناے اسپانیہ کو عبور کرکے اسپانیہ کے کنارے پر فرود ہوا۔ معرکۂ جنگ درمیان محمّد دوم اور ابن یوسف کے گرم ہوا۔ اس معرکہ مین تھوڑی سی کامیابی ابن یوسف کو ہوئی لیکن آخرش شکست فاش ہوئی۔ اور اپنے ملک کو پھر گیا۔ اب محمّد دوم نے قصد کیا کہ جو ممالک اُنکے باپ کے عہد مین عیسائیون نے لے لیا تھا۔ اُنسے نکال لین۔ لیکن ناکام رہا۔ اور ۱۳۰۲ع مین انھون نے انتقال کیا۔ انکے بیٹے محمّد سوم باپ کے قائم مقام ہوئے۔ مگر زمانے نے اُنکے ساتھ ناموافقت کی۔ اُنکے اپنی عملداری مین دو جگہ بغاوت ہوئی یعنی گولوس مین اور المیریا مین اس فتنہ اور فساد کی فکر مین مصروف تھے کہ عیسائیون نے اُن ملک

یورش کی۔ حتی المقدور وہ مقابلہ کرتے رہے آخرش قلعہ اور شہر جبل الطارق کہ آجکل جبرالٹر کہلاتا ہے عیسائیون نے اُنکی فوج سے چھین لیا۔ ۱۳۰۹ء مین المیریا پر بادشاہ اراکان نے قبضہ کیا تھا۔ اُسکی استرداد کے واسطے وہ گئے لیکن ناکام رہے۔ اپنی دارالسلطنت مین واپس آئے۔ لوگ اُنسے ناراض ہوئے اور وہ حکومت سے مستعفی ہوئے۔ اُنکے بھائی ناصر بادشاہ ہوئے۔ ابتدائی سلطنت ناصر کی بہت اچھی تھی۔ مملکت المیریا پھر اہل فرنگ سے چھین لیا۔ قیوطہ کہ افریقیون کے قبضے مین تھا اور جب سے جبل الطارق پر عیسائیون نے قبضہ کیا وہی کنجی آبناے اسپانیہ کی تھی لے لیا۔ ۱۳۱۴ء مین انھون نے کہ ناصر کو تخت نشین کیا تھا اُس سے پھر گئے۔ اور اسمعیل بن فرج کو بادشاہ کیا۔ ناصر لڑنے پر آمادہ ہوا آخر ناصر کو شکست ہوئی۔ اور اُسنے سلطنت ترک کیا۔ اسمعیل بن فرج ایک سلطانی خاندان کے شاہزادے تھے جنکی کنیت ابوالولید تھی۔ اور وہ بڑے شجاع اور مدبر اور سلطنت کے لائق تھے۔ ۱۳۱۶ء مین انھون نے قلعہ جبل الطارق کا محاصرہ کیا۔ اور خوب لڑے اگرچہ اُسکو فتح نہ کر سکے۔ مگر ۱۳۱۹ء مین اُنکو بڑی فتح عیسائیون کی فوج پر حاصل ہوئی۔ جسکی سپہ سالاری خود پدرو بادشاہ قسطلان اور اُسکے چچا جان نے کی تھی۔ اور وہ دونون میدان جنگ مین مارے گئے۔ ممالک مارطاس اور بوزا اُنکے قبضے مین آئے۔ اور شرقی حد اُنکے ممالک کی بہت بڑھ گئی۔ باانیہمہ اُنکو اندرونی دشمنون سے نجات نہ ملی۔

محمد نامے کی کہ ایک شاہزادے اُسی خاندان سے تھے کچھ ہتک ہوئی۔ انھون نے قسم کھائی کہ مین اُسکا بدلا لونگا۔ ۱۳۲۲ء مین ایک دن وہ مع اپنے وزیر کے قصر الحمرا کے صحن مین چہل قدمی کرتے تھے۔ وہ محمد چند اشخاص کو ہمراہ لیکر وہان گھس گئے۔ اور بادشاہ اور وزیر دونون کو قتل کیا۔ اسمعیل کے قتل کے بعد اُنکے بیٹے محمد چہارم امرا کے

اتفاق سے بادشاہ ہوئے۔

شروع انکی سلطنت مین کچھ فتنہ اور فساد پیدا ہوا عثمان نامے ایک شخص کہ کپتان انکی محافظ ذات کی فوج کا تھا اُسنے غدر کردیا اور محمد بن فرج کو بادشاہ مشہور کیا۔ ۱۳۲۸ء مین قسطلانیون نے ویرا اور البیرا اور بعضے اور قلعون پر قبضہ کرلیا۔ محمد چہارم بذات خود اس فتنہ کے دور کرنے کے لیے نکلے لیکن اُنکو شکست ہوئی اور اُنکی فوج منتشر ہوگئی۔ اور عثمان بلوائی کہ خاندان سلطنت فاس اور مراکو سے تھا۔ اُسکو افریقہ سے مدد پہونچی۔ اور اُسنے الجزائر اور ماربلا اور روندا پر بھی قبضہ کرلیا۔ مگر آخر ایام اُنکی سلطنت مین کچھ بخت مساعد ہوا۔ ۱۳۲۹ء مین بڑا شہر نامی اور معتبر کو ظاہرا عیسائیون سے لے لیا۔ اور اُسی سال جبرالٹر پھر لے لیا۔ اور ۱۳۳۰ء مین سارے بلوائی کو مطیع کرلیا۔ لیکن ۱۳۳۳ء مین محمد چہارم ابوالحسن بادشاہ فاس اور مراکو کی دوستانہ ملاقات کے واسطے افریقہ مین جانے والے تھے۔ اور دریاے شور کے عبور کے قصد سے جبرالٹر مین تھے۔ کہ وہان اُنکو دشمن نے قتل کیا۔

ابوالحجاج یوسف محمد چہارم کے بھائی کہ اُس عرصہ مین دارالسلطنت غرناطہ مین تھے۔ فوراً بادشاہ مشہور کیے گئے۔ مورخین عرب کی راے ہے کہ یوسف بڑے صلح جو محب وطن رفاہ خواہ عام بڑے دانشمند اور لائق بادشاہ تھے کہ مثل اُنکے سلاطین غرناطہ مین کوئی دوسرا بادشاہ نہین ہوا۔ اُنھون نے اپنے صلح کی سلطنت مین بڑی کوشش اور انتظام محکمہ جات عدالت مین کی۔ صنایع جرثقیل اور مفید عام ہنرون کو بڑی ترقی دی۔ اُنکی سلطنت کے زمانہ مین ابوالحسن بادشاہ فاس اور مراکو نے بڑی آخری کوشش کی کہ وسط ممالک اسپانیہ مین جہان عیسائیون کا قبضہ ہوگیا تھا پھر اسلام کا جھنڈا اُڑا دین۔ مگر وہ اس کوشش مین ناکام رہے۔ اکتوبر ۱۳۴۰ء مین دریاے سالاڈو کے کنارے قریب تارغا کے ابوالحسن کی فوج سے اور پرتگال

اور قسطلان کی فوج سے بڑی جگمٹ لڑائی رہی - لیکن آخرش ابو الحسن کے
لشکرون کو شکست ہوئی - اور عیسائیون کو اسمین بہت غنیمت ہاتھ آئی - ۱۳۴۳ء مین
مملکت الجزائر سلطنت غرناطہ کی عیسائیون نے سخر کر لی - اور ۱۳۴۴ء مین اور کئی
معتبر معمورات اُس سلطنت کے چھین لیے - جس سے اُس سلطنت کی سرحد بہت تنگ ہوگئی
یوسف ابو الحجاج شش اپنے پیشینون کے قتل کیے گئے - دسمبر ۱۳۵۴ء مین جامع مسجد
مین نماز پڑھتے تھے ایک مجنون آدمی نے اُنکو قتل کر ڈالا -

محمد پنجم یوسف کے بڑے بیٹے اپنے باپ کے قائم مقام ہوئے - اُنکی طبیعت
مین بھی صلح جوئی باپ کی طرح تھی - اور رفاہ بہت دل مین تھی رفاہ عام جاری کیا -
رفاہ عام سے خاصون اور مالدارون کو کسی قدر نقصان پہونچتا ہو اس سبب سے بعض
چھوٹے چھوٹے رئیس محمد پنجم کے دشمن ہوگئے - اور ۱۳۵۹ء مین قصر سلطانی مین دفعتہً
گھس گئے - اور سپاہ محافظین ذاتی کو بادشاہ کے قتل کرکے شورش کی محمد پنجم کو اس
ہنگامہ مین موقع ملا اور کسی راہ سے چپکے نکل بھاگا - باغیون نے جب قصر شاہی کو خالی
پایا - فوراً اسمعیل بن یوسف کو تخت نشین کرکے بادشاہ مشہور کیا -

وہ اسمعیل دوم مشکل سے فتنہ پردازون کے فساد سے صرف ایک برس بادشاہ
رہے ابو سعید اُنکے اُمراون مین سے جسنے پہلے اُنکے بادشاہ ہونے مین مدد کی تھی فوراً
اُس سے باغی ہوگیا - اور قصر الحمرا مین اُنکو قید کر لیا - اور جولائی سنہ ۱۳۶۰ء مین اُنکو قتل
کرکے خود تخت پر بیٹھ گیا - لیکن اس غصب سے وہ بھی بہت دنون منتفع نہوا - پدرو
قسطلان کا بادشاہ ابو سعید سے لڑنے پر آمادہ ہوا - اور خاص اُسی مملکت مین محمد
پنجم لشکر فراہم کر رہے تھے کہ غاصب سے اپنے ملک کو واپس لین - غاصب نے دیکھا
کہ دونون طرف سے سر بر ہونا مشکل ہو اسلیے اُسنے پدرو کے پاس تحفے ہدایے بھیجے کہ
جسمین پدرو راضی ہو اور عہد نامہ چاہا - پدرو نے سویلی مین اس معاہدہ کے

انجام کے لیے ابوسعید کی دعوت کی - اور وہ جب دعوت مین گیا - اُسکو گرفتار کیا
اور مار ڈالا - الغرض محمّد پنجم دوبارہ تخت نشین ہوئے - تھوڑی سی زحمت اُنکو بلوے
سے پھر ہوئی لیکن انھون نے انسداد کی - بعد اسکے ۱۳۶۷ع مین انھون نے مملکت
الجزائر کو مسخر کرلیا - کہ اُس سلطنت کے قبضہ سے جاتا رہا تھا - ۱۳۹۱ع مین محمّد پنجم
نے قضا کی - یوسف دوم اُنکے بیٹے باپ کے قائم مقام ہوئے - اُنکی کنیت ابوعبد اللہ
تھی - خود اُنکے ایک بیٹے نے بلوہ کیا کہ باپ ہمارے عیسائیون کے دوست ہین
اُسکا نام محمّد تھا - لیکن عوام کے بلوے سے بچ گئے - اور بعد اسکے وہ بلوہ فرو ہوگیا -
الغرض یوسف دوم نے مملکت مرشیا کو تاراج کیا - مگر اُس سے کچھ منتفع نہ ہوئے
۱۳۹۴ع مین عیسائی رئیس جسکو گراند ماستر اف الکنتارا کہتے تھے ایک سوارون
کے رسالے کے ساتھ غرناطہ کے دروازے تک پہونچ گیا - یوسف نے اس حملہ
کے دور کرنے مین بڑی بہادری دکھلائی - بڑی سخت لڑائی ہوئی جسمین وہ گراند ماستر
مارا گیا - اور سارے ہمراہی سوار اُسکے کہ یوسف کی عاقلانہ حربی تدبیر سے گھر گئے
تھے مارے گئے - بہت غنیمت ہاتھ آئی - یوسف دوم ۱۳۹۵ع مین قضا کر گئے -
بمجرد اُنکے قضا کرنے کے اُنکا بیٹا محمّد جسنے بلوہ کیا تھا تخت پر جا بیٹھا - اور ملک پر قبضہ
کرلیا - اور بنام محمّد ششم کے ملقب ہوا - اور اپنے بڑے بھائی کو جسکا نام یوسف
تھا قید کیا - اول سال اُسکی بادشاہت کا صلح کا تھا عیسائیون سے ملت کرلی - بلکہ
یوریکوئی سوم کی ملاقات کو تولیدو گیا تھا - لیکن بہ سبب بدنظمی قلعہ داران سرحدی
کے دونون طرف سے لڑائی شروع ہوگئی - ۱۳۹۷ع مین مسلمانون نے مملکت
ایاماٹی کو مسخر کرلیا - اور اُسکے دوسرے سال عیسائیون کی تھوڑے لشکر کو شکست
بھی دی - لیکن عیسائیون نے اسکے بدلے مین ۱۴۰۰ع مین زاہرہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا
محمّد ششم ۱۴۰۸ع مین مر گئے - یوسف سوم اُنکے بھائی کہ قید مین تھے بادشاہ

ہوئے انھون نے چودہ برس صلح کے ساتھ سلطنت کی اور سنہ ۱۴۲۳ء مین مر گئے۔

اُنکے بیٹے محمد ہشتم بادشاہ ہوئے - اُنکی اول کوشش یہ ہوئی کہ عیسائیون سے عہدنامہ جدید کر لیا - اس سے لوگ ناخوش ہوئے - دوسرے یہ کہ وہ بہت غصہ ور تھے تیسرے یہ کہ اُنھون نے کھیل کود کی ممانعت کی - اس سے سنہ ۱۴۲۷ء مین مفسدون نے بلوا کیا - قصر سلطانی مین گھس آئے - اس ہنگامہ مین اُنکو موقع ملا اور جان بچا کر بھاگے اور تونس پہونچے جہان اُنکے قرابت مند حاکم تھے - ایک صاحب محمد ہشتم کو لوگون نے تخت نشین کیا - دوسرے سال محمد ہفتم بادشاہ تونس کی مدد سے بڑی فوج کے ساتھ اندلس پہونچے - اور قصر سلطانی کو گھیر لیا - محمد ہشتم کو پکڑا اور سنہ ۱۴۳۲ء مین اُسکو قتل کر ڈالا اور پھر بادشاہ بن بیٹھے - مگر یوسف بن احمر غرناطہ کے پہلے بادشاہ کے بیٹے نے جان دوم عیسائی بادشاہ قسطلان سے مدد لیکر بڑی فوج کے ساتھ آیا - اور محمد ہفتم کو شکست دیکر دوسری مرتبہ پھر بادشاہی سے معزول کیا - اور وہ بھاگ کر ملاگا مین پناہ لی - یہ واقعہ سنہ ۱۴۳۵ء مین ہوا -

یوسف چہارم بلا مزاحمت قصر شاہی مین داخل ہوئے اور بادشاہ ہوئے - چھ مہینے بادشاہت کر کے مر گئے - پھر محمد ہفتم تیسری مرتبہ بادشاہ ہوئے اس مرتبہ بھی وہ آسایش سے بادشاہت نہ کر سکے - اُنکے ایک بھتیجے محمد بن عثمان نے غدر کر کے سنہ ۱۴۴۵ء مین قصر الحمرا کو گھیر لیا - اور محمد ہفتم کو قید کیا جہان بقیہ عمر انھون نے بسر کی - اور خود بنام محمد نہم مشہور ہوئے - اس بادشاہ کو بھی اطمینان اور آسایش نصیب نہ ہوئی - ایک شخص محمد بن اسمٰعیل نے عیسائی بادشاہ قسطلان سے مدد لیکر ایک قلعہ کو مسخر کیا - اُسکی مدافعت مین محمد نہم نے بہت کوشش کی لیکن بیکار تھی آخر ش جب محمد بن اسمٰعیل کو اور عیسائی بادشاہ سے مدد پہونچی - تو اُسنے غرناطہ کا محاصرہ کیا - اور محمد نہم کو شکست دیکر اُسپر قابض ہو گیا - محمد نہم بھاگا - اور محمد بن اسمٰعیل

محمد دہم کے لقب سے ۸۵۴ھ مین بادشاہ غرناطہ ہوئے - انھون نے اکیس برس آسایش سے حکومت کی انکے عہد مین بلوے نہین ہوئے - لیکن روز بروز سامان سلطنت کے زوال کا پیش نظر تھا - الغرض اہل اسلام کا زور اس ملک مین برابر کم ہوتا گیا - اور عیسائیون کی طاقت روز بروز ترقی پر ہوتی گئی - سنہ ۸۶۷ھ مین عیسائیون نے جبل الطارق (جبرالٹر) پر اور ارکیدونا پر قبضہ کرلیا - اور سارے ممالک متوسطہ کو مغلوب کیا - اور روز بروز سرحدی ممالک کے نکلجانے سے اہل اسلام کے ممالک بہت گھٹ گئے - ایک عہدنامہ مصالحہ کا ۸۶۳ھ مین مابین بادشاہ غرناطہ اور عیسائی بادشاہ قسطلان (کیستیل) کے منعقد ہوا اس شرط پر کہ اول با طاعت وتابعداری دوم کے بادشاہ رہے اور دس ہزار اشرفی سالانہ خراج دے - بالجملہ محمد دہم ۸۶۶ھ مین قضا کرگئے - سلاعلی ابوالحسن بڑے بیٹے محمد دہم کے اپنے باپ کے قائم مقام ہوئے - سنہ ۸۷۰ھ مین حاکم ملاگا کا کہ غرناطہ کی جانب سے متعین تھا بغاوت کی - اور اپنے سلطنت کی تابعداری چھوڑ کر عیسائی بادشاہ قسطلان کی اطاعت قبول کی - خود دار السلطنت غرناطہ مین عجب طرح کا فساد برپا ہوا - ابوالحسن کی بی بیون مین لڑائی شروع ہوئی -

سلطانہ عائشہ کہ ابو عبد اللہ شاہزادہ کی ماں تھی - اور دوسری بی بی زاریہ کہ عیسائی تھی اور اسکے بطن سے دو شاہزادے تھے -

غرناطہ کے لوگ دونون طرف ہوئے - کچھ پہلی بی بی کی طرف اور کچھ دوسری بی بی کی طرف - اس سے خوب کشت وخون ہوا کی -

آخرش ابو عبد اللہ ۸۸۳ھ مین اپنے باپ ابوالحسن کو تخت سے اتار کر خود تخت پر بیٹھ گیا - لیکن پھر وہ عیسائیون کی لڑائی مین مقید ہوگیا - پھر ۸۸۷ھ مین ابوالحسن تخت پر بیٹھے - لیکن پھر ابو عبد اللہ رہا ہوکر آیا اور پھر اسمین لڑائی شروع

ہوئی - تب انھون نے دونون کو اٹھنے دیا - اور تیسرے کو جسکا نام ابو عبداللہ صغیر تھا تخت پر بٹھلایا - یہانتک کہ ۱۴۹۱ء مین فردنیاند بادشاہ قسطلان نے غرناطہ کا محاصرہ کیا اور ایک برس کے محاصرہ کے بعد اسکو لے لیا - اور نام اسلام کی سلطنت کا ملک اسپانیہ سے مٹادیا - بلکہ مابعد مین جتنے مسلمان بطور رعایا کے تھے اُن سب کو جلاوطنی کا حکم دیا - قریب پچاس ہزار آدمی کے اسپانیہ چھوڑ کر افریقہ مین آ بسے -

۸۹۸ھ اسی ۱۴۹۲ء مین حکیم کلمبس نے اسی فردنیاند کی مدد سے نئی دُنیا یعنی امریکہ کو دریافت کر لیا -

اب یہان سے خلفاے عباسیہ وغیرہ کا حال درج کیا جاتا ہی اور ۱۳۲ ہجری سے مطابق ۷۵۰ء سے پھر شروع کیا جاتا ہی -

سلاطین خلافت عباسیہ

باب سترھوان

فصل پہلی

خلفاے عباسیہ کی اصل حضرت عبداللہ ابن عباس سے ہی جو حضرت ہاشم جد نبی تھے یہ بڑے عالم اور دانشمندون سے اُمت محمدی کے ہین - اور ترجمان قرآن اُنکی خاص صفت ہی - چار برس قبل ہجرت کے آپ کی پیدائش شعب جبل مین ہوئی جہان قریش نے بنی ہاشم اور مطلب کو محصور کیا تھا - آپ کا سن شریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت پندرہ برس کا تھا - حدیث صحیح مین وارد ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق مین یہ دعا فرمائی تھی - اللھم فقہہ فی الدین وعلمہ التاویل اللھم علمہ الحکمۃ وتاویل القرآن واجعلہ من عبادک الصالحین اللھم زدہ علما و فقہا - ابن عباس ہاشمی فقیہ محدث مفسر کامل اور ماہر علوم مین تھے - شاہ عبدالحق محدث لکھتے ہین کہ وہ شاگرد حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے تھے - علوم انھین سے

سیکھا تھا با ابن عباس صحابۂ و پیہ کے ساتھ مذاکرات کرتے تھے - آپ نے اکہتر برس کی عمر
مین طائف مین انتقال فرمایا - آخر عمر مین نابینا ہو گئے تھے - اپنی نابینائی کی حالت
مین دو شعر عربی پڑھتے تھے جنکا مضمون یہ ہے - اگرلے لیا اللہ نے دونون آنکھون سے
نور انکا - پس میری زبان اور میرے دل مین اُن دونون کا نور منتقل کیا -

یافعی کا بیان ہے کہ خلافت کے انتقال کا سبب مروانیون سے عباسیون مین یہ
ہوا کہ بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے شیعان اہل بیت امامت محمدؐ
بن حنفیہ اُنکے بھائی کے معتقد تھے - اُنکے قضا کرنے کے بعد اُنکے بیٹے ہاشم کو
امام جانتے تھے - لوگون مین اُنکی بہت بڑی عزت اور قدر تھی - وہ ہاشم کے
ملک مین لاولد قضا کر گئے - اور محمدؐ بن علی بن عبد اللہؓ بن عباس کو اپنا وصی
مقرر کیا - اور اُنسے کہا کہ تمھاری اولاد مین خلافت آویگی - اور جو تحریرات اُنکے پاس
تھین اُنکو سپرد کی - اور اپنے معاونین کو اُنکی طرف رجوع کیا - جب محمدؐ نے قضا
کی تو اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا قائم مقام کر گئے - اُن ابراہیم کی طرف خلائق کا رجوع
دیکھکر مروان حمار نے اُنکو قید کیا - تب اُنھون نے اپنے بھائی ابو العباس کو
قائم مقام کیا - جو کوفہ مین آکر ابو مسلمہ کے مکان مین کہ عباسیون کے مہتمم اُس شہر
مین تھے پناہ گزین ہوئے - اور لوگون نے اُنسے بیعت کی - لیکن بہ سبب اسکے
کہ ابو مسلمہ نے اُنکی بیعت مین تاخیر کی اور امام جعفر صادق وغیرہ کو طلب کیا تھا
جانشینی کے بعد ابو مسلمہ قتل کیے گئے -

ابو العباس کا نام عبد اللہ بن محمدؐ بن علیؑ بن عبد اللہؓ بن عباسؓ تھا -
اُنکی خلافت کے زمانے مین ۱۳۲ھ ہجری مین بحساب نبی امیہ قتل ہوئے - سارا
اسلام کا ملک اقصاے مغرب تک اُنکے ہاتھ آیا - لیکن تاہرت اور طنجہ سے بلاد
سودان تک خارج ہو گیا - یہ علاقہ باغیون نے داب لیا - ۱۳۶ھ ہجری مین سفاح

مرگیا۔ اسنے شہر انبار کو کہ کوفہ کے قریب ہو اُسنے خود آباد کیا تھا اور شہر ہاشمیہ اُسکا نام رکھا تھا دارالخلافۃ ٹھہرایا۔ انکا لقب سفاح بھی تھا اس سبب سے کہ قتل کرنے مین بیباک تھے یہ اپنے حسن کے واسطے مشہور تھے۔ انکا انتقال ۱۳۶ھ ہجری مین ہوا مطابق ۷۵۴ء کے۔ اسی سال حضرت رابعہ بصری نے کہ بڑی زاہدہ اور صاحب تصرف تھین انتقال کیا۔

فصل دوسری

ابو العباس کے بعد ابو جعفر منصور تخت نشین ہوئے۔ یہ سفاح کے بھائی تھے کہ خلیفہ ہوئے۔ انکی مان سلامۂ بربریہ تھی۔ ۱۳۶ھ ہجری مین خلیفہ ہوئے۔ ابو مسلم مروی خراسانی کو جسنے عباسیون کے لیے جنگ کی۔ منصور نے قتل کیا۔ اس ابو مسلم کا حال اس کاتب کے والد حضرت مولوی محمد وزیر رحمۃ اللہ علیہ نے بطور داستان کے چار جلدون مین لکھا ہے۔ اس ابو مسلم کے ہاتھ سے چھ لاکھ آدمی قتل ہوئے منصور نے اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لیے اُنکو قتل کیا۔ ۱۳۸ھ ہجری مین عبد الرحمٰن بن معاویہ بن ہشام اندلس پہونچا اور جیسا ہم لکھ چکے ہین اُسکو لے لیا۔ اسکی مان بھی بربریہ تھی۔ اسلامی دُنیا کے مالک بھی دو آدمی تھے ایک منصور اور دوسرا عبد الرحمٰن۔ منصور نے ۱۴۰ھ مین بغداد آباد کیا۔ جسکو دارالخلافت بنایا۔ ۱۴۱ھ ہجری مین فرقہ ریوندیہ شہر انبار مین ظاہر ہوئے جو تناسخ کے قائل تھے اور منصور کو خدا کہنے لگے۔ منصور نے اُنکو قتل کیا۔ طبرستان کہ باغی ہو گیا تھا منصور نے اُسکو فتح کر لیا۔ ۱۴۳ھ ہجری مین علماے اسلام نے تدوین حدیث وتفسیر وغیرہ شروع کی۔ ۱۴۵ھ ہجری مین محمد اور ابراہیم پسران حضرت عبد اللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن علیہ السلام نے منصور پر خروج کیا۔ اور منصور نے دونون کو قتل کیا۔ اہل بیت رسول اللہ صلعم کی ایک جماعت کو فنا کر دیا۔ سب سے پہلا فتنہ

عباسیہ اور علویہ کے درمیان مین اسی منصور نے ڈالا۔ ورنہ اسکے پہلے دونون ایک ہی تھے۔ ایک جماعت اہل علم کو کہ انکے ساتھ نکلے تھے بہت ایذا دی۔ کسیکو مارا کسیکو قتل کیا۔ منجملہ اُنکے حضرت امام ابو حنیفہ اور امام مالک بھی تھے۔ یہ بہ سبب فتوا کے تھا کہ منصور کے خلاف مین دیا تھا۔ ۱۴۶ھ ہجری مین قبرس پر لڑائی ہوئی۔ ۱۴۷ھ ہجری مین سارا ملک منصور کے قبضہ مین آگیا۔ بڑی ہیبت اُسکی دلون مین تھی۔ فقط اندلس مملکت مین داخل نہ تھا جسکا مالک عبد الرحمن تھا۔ لیکن اُسنے بھی امیر المومنین یا خلیفہ کا لقب ڈر سے نہ لیا۔ فقط امیر کہلاتا تھا۔ ۱۴۹ھ ہجری منصور بغداد کی بنا سے فارغ ہوا۔ ۱۵۰ھ ہجری مین خراسانی لشکر باغی ہو گیا۔ بڑی لڑائی کے بعد منصور کو فتح ہوئی۔ ستر ہزار آدمی مارے گئے۔ چودہ ہزار آدمیون کی گردن ماری۔ ۱۵۳ھ مین منصور نے حکم دیا کہ کل رعیت لنبی ٹوپی شاخ پتون کی پہنے۔ کالی ٹوپی کا رواج ہو گیا۔ ۱۵۸ھ ہجری مین سفیان ثوری کو قید کیا۔ اُسی سال مکہ کو گیا بیمار ہو کر مر گیا۔ یہ قید سے چھوٹ گئے۔ سفیان ثوری ایک بڑے عالم محدث اور درویش تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے۔ حضرت امام جعفر صادق کا انتقال اسی عہد مین ہوا۔ انکا حال نیچے کی فصل مین لکھا جاتا ہے۔

فصل تیسری

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی پیدایش مدینہ مین ۸۳ھ ہجری کی ربیع الاول مین ہوئی۔ آنکی ماں فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق تھین۔ آپ علم ظاہر اور باطن اور کشف اور کرامات مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ کوفی اور سلطان ابو یزید بسطامی اور امام مالک آپ کے شاگرد تھے۔ اور آپ کا قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے ابو جعفر منصور کی مجلس مین آپ پر جھوٹی گواہی

دی وہ فوراً مر گیا - اس سبب سے آپ رضہ کو لوگون نے صادق کہا - دوسرا واقعہ یہ ہی
کہ ابو جعفر منصور سے لوگون نے کہا کہ امام جعفر تم پر طعن کرتے ہین - اور چاہتے ہین کہ تمکو
قتل کراوین - اسپر منصور نے آپ کو طلب کیا اور جلاد سے کہا کہ جب آپ آوین اور
ہم سر پر ہاتھ رکھین تم انکو قتل کر ڈالنا - چنانچہ حضرت امام تشریف لائے اور دروازے
مین داخل ہوئے کہ منصور اپنے تخت سے بے اختیار ننگے پاؤن دوڑ کر دروازے تک
گیا - اور آپ کو بڑی تعظیم سے اپنے تخت پر لاکر بٹھلایا - اور کہا کہ آپ کو کیا چاہیے فرمایئے
آپ نے فرمایا کہ میرا چاہنا یہی ہی کہ مجھکو آپ پھر نہ بلائیے جب میرا جی چاہے مین آؤن - اور
جب آپ مکان کو تشریف لائے منصور نے کہا - کہ جب حضرت امام آئے - مین نے ایک
اژدہا دیکھا کہ جسکا ایک اونٹھ زمین پر تھا اور دوسرا کوٹھے کی چھت سے لگا تھا - اور
اُسنے زبان فصیح سے بیان کیا کہ اگر تو نے حضرت امام کو ذرا بھی تکلیف پہونچائی - مین
تیرے تخت کو اور تجھکو نگل جاؤنگا - اس خوف سے مین نے انکی تعظیم کی اور کچھ نہ کہا -
اس قسم کی کرامتین آپ کی بہت ہین - آپ نے پینسٹھ برس کی عمر مین شوال کے
مہینے ۱۴۸ھ ہجری مین انتقال فرمایا - اور جنت البقیع کے گورستان مین مدینہ مین
دفن ہوئے - آپ کے سات بیٹے تھے - اسمٰعیل - موسیٰ کاظم - اسحاق - محمد -
عباس - علی - اور عبد اللہ اور تین لڑکیان تھین -

حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی - انکی پیدایش ۸۰ھ ہجری مین
تھی آپ اس حیثیت مین تابعی کہلاتے ہین کہ آپ نے حضرت انس بن مالک صحابہ اور جابر بن عبد اللہ
وغیرہ کی زیارت کئی مرتبہ طفلی مین تیرہ برس کی عمر مین کی ہی - اور اُنسے کئی حدیثین مثل العلم فریضۃ اور
حب الشئی یعمی و یصم وغیرہ کی روایت کی ہی - امام ابو یوسف نے کہ اُنکے شاگرد تھے اپنی مسند
مین انکو روایت کی ہی اور امام محمد بن حسن بھی اُنکے شاگرد تھے انکی موطا مین حضرت امام اعظم
کی روایت سے حدیثین درج ہین - امام ابو حنیفہ فقہ مین حماد و حسان بن ثابت

اور امام جعفرؒ کے شاگرد تھے اور آپکے والد ثابت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد تھے
امام ابوحنیفہ کو فیض باطنی کا انتساب حضرت امام جعفر صادق سے تھا۔ امام مالک بھی
حضرت امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے۔ اور خواجہ محمد پارسا کہ عارف کامل اور خواجہ
بہاؤالدین نقشبند کے خلیفہ ہین اپنے تصانیف مین لکھتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
بھی زمانۂ آخر مین جب نزول کرینگے تو امام ابوحنیفہ کے مسائل کی پیروی کرینگے۔ اور
تذکرۃ الاولیا مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنا لعاب دہن حضرت انس بن مالک
کے منھ مین امانت رکھا کہ حضرت ابوحنیفہ کے منھ مین دیو ینگے۔ اور انس بن مالک
نے حضرت ابوحنیفہ تک پہونچایا۔ اور جب آپ مدینہ پہونچے روضۂ پاک کے قریب
فرمایا السلام علیک یا امام الانبیا۔ جواب آیا وعلیکم السلام یا امام المسلمین۔ انکی
وفات ۱۵۰ھ ہجری مین ہوئی۔ اسکا سبب یون بیان کرتے ہین کہ یزید بن عمر وہبیرہ
نے کہ مروان حمار کی طرف سے عراق کا حاکم تھا۔ آپ کو قاضی مقرر کرنا چاہا۔
آپ نے انکار کیا۔ اسپر اُسنے آپ کو دُرّے لگائے۔ تب بھی آپ راضی نہ ہوئے۔ اسکو
جب منصور نے سُنا اُسنے بھی ایسا ہی کیا بلکہ آپ کو قید بھی کیا۔ بعضون کا بیان ہے کہ
زہر دلوایا۔ اس گمان پر کہ سمجھا کہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ کے خروج
مین آپ بھی شریک تھے۔

حضرت امام مالکؒ بن انس یہ بزرگ مدنی الاصل ہین۔ انکی کنیت
ابوعبداللہ ہے۔ تمام علوم دینی مین مثل فقہ اور حدیث اور قرآن کے امام دوم
سمجھے جاتے ہین انکی ولادت ۹۵ھ ہجری مین تھی۔ حدیث کی روایت کے وقت
وضو کرتے اور پاکیزہ کپڑا پہنتے اور کرسی پر بیٹھتے۔ خوشبو لگاتے تب درس دیتے۔ اور
راہ مین یا کھڑے ہوکر درس نہ دیتے۔ اور مدینہ مین پیادہ پا چلتے۔ مدینہ مین حدیث کی
تدوین اول حضرت امام مالکؒ نے کی۔ انکی کتاب مشہور ہے۔ امام محمد بن حسن شیبانی

علم حدیث مین امام مالک سے کے بھی شاگرد ہین - حضرت امام مالک کو شاگردی حضرت امام جعفر سے بھی تھی -

حضرت بایزید بسطامی مشائخ کبار سے ہین سہ بایزید اندر مریدش راہ دید + نام قطب العارفین از حق شنید + انکا نام طیفور ابن عیسی ابن آدم ابن سروشان تھا - انکے دادا گبر تھے - پھر مسلمان ہوگئے - انھون نے ایک سو تیرہ مشائخ سے صحبت پائی - لیکن سب سے زیادہ فیض یافتہ اور مرید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہین انھین سے درویشون کا سلسلہ طیفوریہ ہے - انکی بہ نسبت حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ ہم لوگون مین بایزید کی مثال جبرئیل کی ہے فرشتون مین - انکا مکان بسطام مین ہے کہ فارس مین ایک قریہ ہے - انکی عمر بہت ہوئی - انکی وفات ۲۳۴ھ ہجری مین ہوئی انکی قبر سے حضرت ابوالحسن خرقانی کا تعلیم ہونا مشہور ہے - اس واقعہ کو حضرت مولوی روم نے اپنی مثنوی مین نظم کیا ہے - بایزید کا قول ہے کہ دنیا کو ترک کرنا سنت ہے اور قرب مولا کی راہ مین چلنا فرض ہے - اور صحبت نیکون کی نیکی کرنے سے بہتر ہے - اور بدون کی صحبت بدی کرنے سے بدتر ہے -

حضرت سفیان ثوری کا انتقال ۱۶۱ھ ہجری مین تھا اور غسل کے وقت انکی پیشانی مین فسیکفیکہم اللہ لکھا دیکھا یہ حضرت امام اعظم کے شاگرد تھے - اور بڑے محدث اور بڑے عارف تھے -

فصل چوتھی

ابو جعفر منصور کے بعد مہدی بن منصور بغداد مین خلیفہ ہوئے - سب سے پہلے اسی نے حکم دیا کہ علم جدل مین رد زنادقہ اور ملاحدہ کے لیے تصنیف کرین - طبرستان وغیرہ مین پہلے سے حاکم رہ چکا تھا - ۱۵۸ھ ہجری مین باپ کی جگہ خلیفہ ہوا ۱۵۹ھ مین موسی اسنے ہادی کے لیے بیعت ولیعہدی لوگون سے لی - پھر ہارون رشید

سکے سپرد کی۔ سنہ ۱۶۰ھ مین ارید کو فتح کیا۔ علاقۂ ہند کا تھا۔ سنہ ۱۶۱ھ مین مکہ کی راہ مین سڑک حوض سرا وغیرہ بنوائی۔ سنہ ۱۶۳ھ مین بہت سا ملک قیصر روم کا فتح کرلیا سنہ ۱۶۶ھ مین قصر السلام کی طرف نقل کیا۔ سنہ ۱۶۹ھ مین صید کے صدمہ سے یا زہر سے مرگیا۔

ہادی بن مہدی اپنے باپ مہدی کے بعد بغداد کے خلیفہ ہوئے۔ انکی مان ام ولد بربریہ تھی۔ جسکا نام خیزران تھا۔ سنہ ھ مین ہادی مرگئے ایک برس کئی مہینے خلیفہ رہے۔ باپ کی وصیت کے موافق زنادقہ کو خوب قتل کیا۔ انکی اردلی مین لوگ ہتھیار بند چلتے تھے۔ اچھے گدھے پر سوار ہوتے۔ شاہانہ لباس کے پابند نہ تھے۔ مگر ہیبت اور سطوت بہت تھی۔ شاعر۔ ادیب اور فصیح تھے۔

فصل پانچوین

ہارون الرشید بن مہدی سنہ ۱۷۰ ہجری مین مطابق سنہ ۷۸۶ء کے بغداد کے خلیفہ بعد اپنے بھائی کے ہوئے۔ مرتے دم تک سو رکعت نماز روزانہ پڑھتے رہے۔ یہ نہایت جمیل۔ عالم اور ادیب تھے۔ خاندان عباسیہ مین جتنے خلفا گذرے انمین یہ سب سے ممتاز ہین۔ امام ابو یوسف کو انھون نے قاضی القضات بنایا۔ اسکے پہلے یہ عہدہ نہ تھا۔ زبیدہ انکی بی بی تھی۔ جسنے نہر زبیدہ مکہ مین بنائی۔ جمع خرچ اسکا نہ سمجھا بلکہ یہ کہا کہ ترکنا الحساب لیوم الحساب۔ دفتر حساب نہر کو دجلہ مین ڈبو دیا۔ سنہ ۱۷…ء مین شہر دیشہ فتح ہوا۔ سنہ ۱۸۰ھ مین زلزلہ آیا۔ جس سے کسی قدر اسکندریہ کا منارہ گرپڑا۔ سنہ ۱۸۱ھ مین قلعہ صفصاف فتح ہوا۔ سنہ ۱۸۳ھ مین خزرج نے ارمینہ پر خروج کیا۔ لاکھ مسلمانون سے زیادہ مارے اور قید کیے گئے۔ ایسا حادثہ اسلام پر پہلے کبھی نہین ہوا۔ سنہ ۱۸۷ھ مین نقفور قیصر روم نے ہارون کو خط لکھا اسمین انکو دھمکایا۔ اور لکھا کہ مجھسے پہلے قیصرہ نے جو مال و اسباب تمکو دیا ہے وہ بھیجدو۔

ورنہ تلوار چلیگی - ہارون نے جواب دیا - ای کتّے روم کے مین نے تیرا خط پڑھا -
اور جواب اسکا یہہ ہی کہ تو وہ دیکھیگا جو نہین سُنا ہی - اور اُسی دن روم پر حملہ آوری کے
لیے کوچ کیا - وہان پہونچکر خوب ہی جنگ کی - آخر کو اُسنے خراج دینا ہر سال کا قبول
کیا - پھر جب ہارون واپس گئے - تو عہد توڑ ڈالا - پھر دوبارہ جاکر اُس ملک کو
تباہ کیا - سنہ ۱۸۹ھ مین فدیہ دیکر ہر مسلمان کو روم کے ہاتھ سے چھوڑا یا - سنہ ۱۹۰ھ مین
قلعہ ہر قلعہ کو فتح کر کے اپنا لشکر مملکت روم مین جا بجا پھیلا دیا - قلعۂ صقالیہ -
فلقونیہ اور قبرس کو فتح کر لیا - سولہ ہزار آدمی قید مین آئے - سنہ ۱۹۲ھ مین
خراسان کی طرف توجہ کی - سنہ ۱۹۳ھ مین طوس مین آکر بیمار ہوکر مر گئے - ہارون
کے وزیر فضل بن یحییٰ اور جعفر بن یحییٰ برمکی تھے - اُنکا کمال عروج اور نزول
ہارون کے زمانہ مین جو ہوا مشہور ہی - یہ لوگ اپنی بخشش بے انتہا کے واسطے
مشہور ہین - قطعہ ای طفل دہر گر توز پستان حرص و آز + روزے دو شیر دولت و
اقبال برمکی + در عہد عمر عزہ مشو از کمال خویش + یاد آور از زمان بزرگان برمکی +
سنہ ۱۷۶ ہجری مین یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن مجتبیٰ بن حسنؑ نے دیالم مین خروج کیا -
ہارون رشید نے یہ خبر سنکر فضل بن یحییٰ کو فوج کثیر کے ساتھ اس فتنہ کے دفع کرنے
کے لیے بھیجا - فضل نے خراسان مین تدبیر عاقلانہ صلح کی کی اور یحییٰ راضی
ہوگئے - اس شرط پر کہ ہارون امان نامہ لکھدے - چنانچہ ایسا کیا گیا - اور یحییٰ
ہارون کے پاس آئے اور انعامات بے پایان سے منتفع ہوئے اور فضل کے ان
خدمات سے ہارون نہایت راضی ہوا - سنہ ۱۸۶ھ مین ہارون نے حج کے
ارادے سے سفر کیا - اور اپنے دونون بیٹون امین اور مامون کو ساتھ لیا -
اور حرمین شریفین مین اپنے انعامات سے لوگون کو بہت خوش کیا - اس سفر کے
مصارف مین دس لاکھ درہم اور پچاس ہزار دینار صرف ہوئے - اور مکہ معظمہ مین

پہونچکے - سارے ممالک مقبوضہ کے دو حصّے کیے - بغداد اور واسط اور بصرہ - کوفہ - شامات - سواد عراق - موصل - جزیرہ - حجاز - مصر تا اقصاے مغرب امین کو سپرد کیا - اُنکا دارالخلافت بغداد ٹھہرا - اور کرمانشاہ - نہاوند اور قم - کاشان - اصفہان - فارس - کرمان - رے - قومس - طبرستان - خراسان - زابل - کابل اور رہند - ماوراءالنہر اور ترکستان مامون الرشید کو سپرد کیا - اور اُنکا تخت مرو ٹھہرایا - اور یہ حکم کیا کہ جو دونون مین پہلے وفات کرے - اُسکے ممالک دوسرے کے تصرّف مین آوین اور باہمی موافقت اور محبّت کی بڑی تاکید کی - انکے علاوہ ایک اور بیٹے ہارون رشید کے تھے - جنکا نام قاسم تھا - اُنکے اُستاد عبدالملک بن صالح ہاشمی تھے انھون نے ہارون رشید کو لکھا کہ کیا قاسم تمھارا بیٹا نہین ہے جو اُسکے لیے حصہ نہین نکالا - تب ہارون نے اُسکو جزائر کا علاقہ سپرد کیا -

اسمین شک نہین کہ ہارون رشید کے اچھّے اوصاف مین یہ بھی تھی کہ اُنکو علما فقہا اور اہل کمال کی مصاحبت کی رغبت تھی - اور سلوک اور مدارات اُنکے ساتھ کرتے رہے - اور لوگون کے وعظ سے اور نصائح سے بہت روتے - اُنکی ایک نقل مشہور ہے کہ وہ ایک روز شہر رقہ کے اطراف مین شکار کے واسطے گئے - بعد شکار کے اپنے ساتھیون سے کہا کہ کسی عالم کی ملاقات کو لیچلو - کسی نے کہا کہ فضیل بن عیاض یہان سے قریب ہین فرمایا وہان چلو - جب اُنکے دروازے پر پہونچے - آواز معلوم ہوئی کہ وہ نماز مین کھڑے ہوئے ہین - ایک ہی آیت کی تکرار کر رہے تھے - راوی کہتا ہے کہ ہمنے دروازہ کھٹکھٹایا - وہان سے آواز آئی کون ہے ہمنے کہا امیرالمومنین تشریف لائے ہین وہان سے آواز آئی ہمکو امیرالمومنین سے کیا کام - راوی کہے کہا سبحان اللہ تمھارے اوپر اُنکی طاعت فرض ہے تب وہ اُٹھے اور دروازہ کھول کے بھاگے - اور پھر اپنے کوٹھے پر چڑھ گئے - اور چراغ گل کر کے ایک کونے مین جا بیٹھے - ہم اور

ہارون رشید بھی اوپر چڑھ گئے اور ہاتھون سے ٹٹولنے لگے۔ کہ وہ کہان ہین۔ امیرالمومنین کا ہاتھ اُنکے بدن پر پڑا وہ بولے آہ یہ کیسا نرم ہاتھ ہو۔ اگر کل خدا کے عذاب سے بچا۔ پھر امیرالمومنین سے فرمایا کہ سنیے جس واسطے ہم آئے ہین۔ فضیل عیاض نے سنکر کہا۔ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے۔ تب انھون نے سالم بن عبداللہ اور محمد بن کعب قرظی اور رجا بن حیات کو بلایا۔ اور آنسے کہا مین اس بلاے عظیم مین مبتلا ہوا ہون مجھے مشورہ دو مین کیا کرون۔ انھون نے خلافت کو بلا شمار کیا۔ اور آپ اور آپکے رفقا اُسکو نعمت عظیم جانتے ہین۔ تب سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے کہ حضرت عمر فاروق کے پوتے تھے اور بڑے عالم اور فقیہ محدث اور عارف اور تابعی سے تھے۔ کہا اگر خدا کے عذاب سے نجات پانے کا قصد ہو۔ تو مسلمانون مین جو تمسے بڑا ہو اُسکو باپ سمجھو اور برابر کو بھائی جانو۔ اور چھوٹے کو بیٹا خیال کرو۔ تو باپ کی توقیر کرو۔ اور بھائی پر بخشش اور اکرام اور بیٹون پر رحم۔ اور رجا بن حیات نے کہا اگر خدا کے عذاب سے نجات ملنے کی آرزو ہو تو مسلمانون کے واسطے وہ بہتر جانو جو اپنے واسطے بہتر جانتے ہو۔ اور اُنکے واسطے وہ بد جانو جو اپنے واسطے جانتے ہو۔ پھر چاہو تو مر جاؤ۔ سواے ہارون رشید مین تمسے کہتا ہون کہ مجھے تمھارے اوپر رحم آتا ہو۔ اسلیے کہ مجھکو خوف ہو تمھارے اوپر اُس دن کا جس دن کسی کے پاؤن زمین مین ڈگمگین گے۔ سو مین تمسے پوچھتا ہون خدا تمپر رحم کرے کوئی تمھارا مشیر ایسا بھی ہو جو میری سی نصیحت کرے۔ تب ہارون رشید نے رونا شروع کیا یہانتک روئے کہ غش کھاکے گر پڑے۔ فضل بن ربیع کہتے ہین تب مین نے کہا امیرالمومنین کے ساتھ نرمی سے بات کیجیے۔ دیکھیے اُنکی حالت کیسی متغیر ہوا۔ انھون نے جواب دیا تم اور تمھارے یار لوگ امیرالمومنین کے قتل کرنے کی فکر مین ہو۔ مجھسے کہتے ہو کہ نرمی کرو۔

جب امیر المومنین کو ہوش آیا۔ انھون نے کہا اور کچھ فرمائیے۔ خدا آپ پر رحمت کرے فضیل بن عیاض نے کہا مین نے سنا ہی کہ عمر بن عبد العزیز نے کسی شخص کو کہین کی حکومت دی تھی۔ اُسنے کسی امر کی شکایت کی۔ اُسکے جواب مین عمر بن عبد العزیز نے لکھا بھائی مین تمکو یاد دلاتا ہون بدخوابی دوزخ کی۔ لوگون کے ساتھ دوام قیام کی اُسمین ایسا نہو کہ اللہ تعالی کی نظر تمھاری طرف سے پھر جاے۔ اور اپنے آخر وقت مین تم نا امید اُسکی رحمت سے ہوجاؤ۔ اس تحریر کے پہونچنے سے وہ حاکم وہان سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور دار الخلافت مین چلا آیا۔ عمر بن عبد العزیز نے اُنسے پوچھا۔ تم بیوقت اور بے طلب کیون اپنی دار الحکومت سے چلے آئے۔ کہا آپ کی تحریر سے گویا مین سوتا تھا جاگ پڑا اور میرا دل بدل گیا۔ اب مین کہین کی حکومت اپنے ذمّہ نہین لونگا۔ اب مجھپر کھلگیا۔ کہ دُنیا کے کامون کا انجام اپنا دین بچاکے آدمی کے اختیار مین نہین ہی۔ ہارون رشید پھر شدّت سے روئے۔ جب افاقہ ہوا۔ تب ہارون رشید نے ایک تھیلی ہزار دینار کی اُنکے سامنے کی۔ اور کہا اسے اپنا نفقہ فرمائیے۔ فضیل عیاض نے کہا سبحان اللہ مین تو آپ کو طریقہ نجات کا بتلاؤن اُسکا مکافات آپ میرے ساتھ یہ کرتے ہین کہ مجھے عذاب مین مبتلا کرتے ہین۔ یہ کہکر انھون نے سکوت فرمایا۔

فضیل عیاض — یہ حضرت فضیل عیاض عبد الواحد بن زید کے مرید ہین۔ اور امام اعظم صاحب کے شاگرد تھے اور ابراہیم ادھم بشر حافی سفیان ثوری اور داؤد طائی کے ہمعصر تھے۔ انکی پیدایش سمرقند مین تھی۔ وفات انکی ماہ محرّم ۱۸۷ہجری مین اور قبر انکی مکہ معظمہ مین ہی۔ پہلے راہزن تھے پھر تائب ہوکے کاملین سے ہوئے۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔

ہارون رشید اور امام ابو یوسف کا واقعہ اسی قسم کا جیسا فضیل عیاض سے

داؤد طائی — ساتھ پیش آیا حضرت داؤد طائی کا بھی مشہور ہی۔ یہ بھی حضرت امام اعظم کے شاگرد تھے۔

اور حبیب راعی کے مرید تھے - اور علم ظاہر اور باطن مین انکو کمال تھا - انکی وفات
سنہ ۱۶۵ ہجری مین تھی - اور انکی قبر بغداد مین ہے - اور حبیب راعی حضرت سلمان
فارسی کے مرید تھے - شیر مثل بکری اور کتون کے انسے ملتے اسلیے راعی کہتے تھے -
لیکن ہارون رشید کا برتاو ائمہ اہل بیت کے ساتھ مناسب ہوا - حضرت امام
حضرت موسیٰ کاظم موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام کو بغداد مین نظر بند رکھا -
آپ کی ولادت ابوا مین کہ درمیان مکہ اور مدینہ کے ہے ہوئی - یکشنبہ کے
روز ساتوین صفر سنہ ۱۲۸ ہجری مین اور مان آپ کی ام ولد تھین - حمیدہ بربریہ
نام کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے خرید کر حضرت امام جعفر صادق کو دیا تھا -
آپ بڑے مترحم - غمخوار - ظاہر و باطن کے کامل تھے - اگر کوئی آپ کو گالی
دیتا تو آپ اُسکو انعام دیتے - آپ کی عمر شریف پچپن برس کی تھی - اور آپ
کی وفات جمعہ کے روز چھٹوین رجب سنہ ۱۸۳ ہجری مین ہوئی اور قبر آپ کی
بغداد مین مقبرۂ قریش مین ہے - جسکو کاظمین کہتے ہین -

امام ابو یوسف اسی عہد مین حضرت امام ابو یوسف تھے کہ شاگرد اعظم حضرت امام ابو حنیفہ
کوفی کے تھے - حضرت امام اُنکی تعریف فرماتے تھے - انکا نام یعقوب بن ابراہیم
تھا - انکی اصل کوفہ کی ہے - پہلے قاضی القضاۃ یہی ہوئے - اس سے پہلے کوئی
اس عہدہ پر مامور نہ تھا - باوجود اسکے کہ قضا کے کامون کو انجام دیتے تھے - دو سو
رکعت نفل روزانہ ادا کرتے تھے - انتقال کے وقت فرماتے تھے کہ جو کچھ مینے فتوا
دیا اوس سے انکار کرتے ہین سواے ان احکام کے کہ قرآن اور حدیث کے موافق
ہون - وفات آپ کی ستائیسوین رجب سنہ ۱۸۲ ہجری مین تھی - اور عمر آپ کی ستر
برس کی ہوئی - قبر شریف آپ کی بغداد مین ہے - عتبہ صحابی کی اولاد سے تھے -

امام محمد اسی عہد مین حضرت امام محمد شیبانی تھے انکے والد کا نام حسن ہے - امام محمد کی

پیدایش واسط مین ہوئی - اور آپ کی تعلیم کوفہ مین ہوئی - اور شاگرد رشید حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ہین - اور تمام عالم مین حضرت امام اعظم کے علوم کو انھون نے شایع کیا - انکو اور امام ابو یوسف کو صاحبین کہتے ہین - آپ صاحب تصانیف معتبرہ تھے ۹۹۹ کتابین لکھین - موطاء محمد اور کتاب الآثار انھین سے ہی - یہ دونون کتابین علم حدیث مین ہین - امام شافعی رحمہ اللہ حضرت امام محمدؒ کے شاگرد تھے - آپ کی سہر کابی مین جاتے اور کہتے تھے کہ اگر کون مین کہ قرآن مجید محمد بن حسن کی لغت مین نازل ہوا ہے تو درست ہے - آپ کی وفات چودھوین جمادی الثانی ۱۸۹ھ ہجری مین تھی اور انکی قبر شریف رے مین ہے - آپ بھی قاضی القضاۃ ہوئے تھے -

شاہ شارلمان یعنی چارلس اعظم (کاربوس اعظم) شہنشاہ فرانس و جرمن جسکے دادا کاربوس یعنی چارلس نے عبد الرحمن سپہ سالار ہشام کو شکست دی تھی - اُسوقت بڑے عروج پر تھا - یعنی تمامی ممالک فرنگ مثل فرانس و جرمن و اسٹریا و اطالیہ کے اُسکے تصرف مین تھے اور اُسکو اطالیہ کے پوپ نے مغربی رومیہ کے قیصر کا خطاب دیا - اور اسوقت کی تمامی سلطنتین یورپ کے سواے روسیہ کی اُسی کی شاخ ہین اور اُسی خاندان سے ہین یہ چارلس اعظم ہارون رشید کا بڑا دوست بنگیا - اور اُسنے اپنے متواتر ایلچی بھیجے - اور ہارون رشید نے بھی اُسکے پاس تحفے بھیجے - یہ موقت بسبب مخالفت قیصر روم کے تھی جو قسطنطنیہ کا حاکم تھا اور اطالیہ کے گرجے کے خلاف تھا - جو شارلمان کے موافق تھا - یعنی عیسائیون مین دو فرقے ہوگئے تھے ایک رومن کیتھلک گرجا اطالیہ کا اور دوسرا یونانی گرجا قسطنطنیہ کا -

فصل چھٹوین

امین بن ہارون رشید ۱۹۴ھ ہجری مین اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوئے انکی مان زبیدہ تھین جنھون نے نہر زبیدہ مکہ مین بنائی - یہ مسرف بدتدبیر ضعیف عقل کم شعور تھے - خلیفہ ہوتے ہی - ایک تماشا گھر بنایا - چڑیا خانہ تیار کیا - شیر و گرگ وغیرہ پالے بہت سے گھر لہو و لعب کے لیے بنائے - سارا خزانہ ایسے ہی کامون مین اڑادیا - یہانتک کہ ۱۹۸ھ مین مارا گیا -

ظاہر بن حسین کہ مامون کا سپہ سالار تھا - متواتر لڑائیون مین امین پر غالب آیا -

فصل ساتوین

ساتوین خلیفہ عبداللہ مامون رشید تھے - بموجب باپ کی وصیت کے بعد محمد امین کے چاہتا تھا کہ خلیفہ ہون لیکن چونکہ محمد امین نے باپ کی وصیت کو توڑ ڈالا - اسواسطے بھائیون مین جنگ و جدل ہوئی - جسمین محمد امین مارے گئے - اور مامون رشید نے انکی حیات ہی مین خراسان مین خلافت کا دعوی کیا - اور محمد امین کے بعد علی العموم سارے ممالک مین انکی بیعت ہوئی - انکی مان کا نام مراجل ام ولد تھا - ربیع الاول کی پندرھوین شب جمعہ کو پیدا ہوئے - اور انکی مان ایام نفاس مین قضا کرگئی - اور اسی شب انکے چچا ہادی نے بھی قضا کی -

۱۹۹ھ ہجری مین حسن برادر فضل بن سہل کو عراق فارس اور حجاز کی امارت دیکر فرمایا کہ ظاہر بن حسین رقہ مین جاکر ضبط ولایت شام اور جزائر اور مغرب کی کرے - اور نصر خارجی کی مدافعت بھی کرے - لیکن بسبب مداخلت فضل کے ہر طرف بغاوت ظاہر ہوئی - اور محمد بن ابراہیم علوی نے کہ انکو طباطبا بھی کہتے تھے خروج کیا - انکے مقابلہ کو ہرثمہ بھیجے گئے جنھون نے انکو گرفتار کیا -

مامون رشید اچھا آدمی تھا اسنے ۲۰۱ھ ہجری مین مؤتمن اپنے بھائی کی ولیعہدی

موقوف کرکے حضرت امام علی رضا بن موسی کاظم بن جعفر صادق علیہم السلام کو ولیعہد کرنا چاہا۔ اسلیے کہ تشیع تھا بلکہ یہ چاہا کہ خود معزول ہوکر انکو تخت پر بٹھاوے۔ اُنکے نام کا سکہ جاری کردیا اپنی بیٹی اُنکے نکاح مین دیدی یہ بات عباسیون کو بری معلوم ہوئی۔ انھون نے خروج کرکے ابراہیم بن مہدی سے بیعت کی۔ مامون نے چڑھائی کی۔ اتفاقاً ۲۰۳ہجری مین حضرت علی رضا نے انتقال کیا۔ بغاوت گئی۔ حضرت علی رضا کے مناقب بہت ہین۔ آپ کی پیدائش ۱۴۸ہجری مین مدینہ مین ہوئی۔ آپ کی مان کا نام نجمہ تھا۔ لونڈی تھین۔ حضرت موسی کاظم کی مان نے حضرت صلعم کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین کہ نجمہ کو موسی کاظم کی زوجیت مین دے کہ اس سے بہترین خلایق پیدا ہونگے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور حضرت امام علی رضا پیدا ہوئے۔ اور نجمہ نقل کرتی ہین کہ زمانہ حمل مین کسی قسم کا بار نہ معلوم ہوتا تھا۔ اور نیند مین آواز تہلیل اور تسبیح کی پیٹ سے نکلتی تھی۔ اور جب پیدا ہوئے تو سر آسمان کی طرف اُٹھا کر اونٹھ ہلایا جیسے بات کرتے ہون۔ اور آپ کے فضائل بہت ہین چنانچہ احمد کوفی نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ کوفہ سے خراسان مین چلا میری لڑکی نے ایک حلہ مجھکو دیا کہ اسکو بیچکر ایک فیروزہ میرے لیے لیتے آنا چنانچہ جب مین مرو پہونچا۔ اُسی روز حضرت علی رضا کا نوکر مرگیا تھا آپ نے اُسکے کفن کے لیے حلہ خریدنا چاہا۔ اور آپ کا ایک آدمی میرے پاس آیا کہ تمھارے پاس جو حلہ ہو اُسکو بیچو۔ مین نے کہا میرے پاس کوئی حلہ نہین ہے۔ اُس آدمی نے پھر کر حضرت علی رضا سے جواب کہا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر جاؤ۔ کہو کہ فلان صندوق مین تمھارے پاس تمھاری لڑکی کا دیا ہوا ہے تب مجھکو یاد آیا اور اُسکو مین نے بیچا۔ اور مین نے کہا کہ حضرت علی رضا کی صاحب ولایت کا جب قائل ہونگا کہ چند مسائل کا جنکو مین کاغذ پر لکھا لیجاتا ہون جواب دین۔ اور اُنکو لکھکر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ ہنوز دروازے پہ تھا

حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام

کہ خادم نے ایک کاغذ لاکر دیا کہ تمہارے مسائل کا جواب اسپر لکھا ہے اور حضرت امام نے دیا ہے۔ مین نے اپنے کاغذ سے ملایا تو جواب ٹھیک انھین سوال کا تھا۔ تب مین نے سمجھا کہ بیشک آپ امام وقت ہین۔ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ آپ امام ہین آپ نے فرمایا ہان۔ اُسنے کہا آپ کا سن اس قدر ہوا اور آپ کے کوئی لڑکا نہین۔ امام لاولد نہین ہوتا ہے۔ آپ نے سر نیچے کیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا مجھکو اس سال ایک لڑکا ہوگا۔ چنانچہ حضرت محمد تقی اُسی سال پیدا ہوئے۔

مامون کے وزیر فضل نے آپ کو زہر دلوایا۔ اور آپ کی قبر شریف مشہد مین ہے اور وہ مقام شیعون کا زیارت گاہ ہے۔ اور ہارون رشید کا مزار بھی اُسی قبہ مین ہے سنہ ۲۱۲ ہجری مین مامون نے خلق قرآن کا مسئلہ نکالا۔ جب لوگون نے نہ مانا تو سنہ ۲۱۵ھ تک خاموش رہا۔ سنہ ۲۱۵ ہجری مین روم پر چڑھائی کی قلعہ قرہ لیلیا حصن ماجد چھین لیا۔ چودہ قلعہ رومیون کے فتح کیے۔ اسی عہد مین افریقہ کے مجاہدین نے جزیرۂ صقالیہ کو (سسلی) فتح کرکے اسلام پھیلایا۔ بلکہ شہر رومۃ الکبرا کا جو ملک اطالیہ کا دارالسلطنت تھا محاصرہ کرلیا۔ اور عیسائی زیارات پطرس اور پال کو تاراج کیا۔ لیکن مستقل قبضہ کا شاید ارادہ نہ تھا کیونکہ شہر کو چھوڑ کر چلے آئے۔ الغرض مامون اطراف روم سے دمشق گیا پھر مصر آیا پھر روم کو واپس گیا۔ سنہ ۲۱۸ھ مین پھر مسئلہ خلق قرآن کا تازہ کیا۔ بغداد مین علما پر آفت آئی۔ کوئی مارا گیا کوئی قید ہوا کسیکو کوڑے لگے یہانتک کہ اسی سال مین خود بھی مرگیا۔ روم سے اُسکی لاش طرسوس مین لاکر دفن کی۔ اسکو لوگ معتزلی کہتے تھے۔ اسی کے عہد مین حضرت امام شافعی اور حضرت معروف کرخی نے انتقال فرمایا۔

حضرت امام شافعی کا نام محمد بن ادریس ہے اور قبیلہ قریش سے ہین اور انکا نسب مطلب ابن عبد مناف سے ملتا ہے۔ کہ حضرت صلعم کے جد امجد تھے۔

اور انکی مان کا نام ام المحسن تھا - اور وہ بنت حمزہ بن قاسم بن زید بن حسن بن علی ابن ابی طالب تھین - اور وہ ائمہ مجتہدین مین سے تیسرے امام ہین - اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے کسب علم کیا - بعد اسکے عراق مین آئے - اور امام محمد بن حسن شیبانی کی صحبت مین کہ شاگرد حضرت امام ابو حنیفہ کے تھے حاضر رہے - انکی پیدائش ۱۵۰ھ ہجری مین ہوئی اور وفات ۲۰۴ھ ہجری مین - انکی قبر قرافہ مین مصر مین ہے کہتے ہین کہ نہایت ذہین اور فہیم تھے - سات برس کی عمر مین قرآن کے حافظ تھے -

حضرت معروف کرخی حضرت امام علی رضا کے خادم تھے - انکے باپ کا نام فیروزان تھا - اصل مین گبر تھے - حضرت امام کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے - اور مذہب حضرت امام ابو حنیفہ رض کا رکھتے تھے - اور حضرت امام کی عنایت اُنپر بہت تھی - اور حضرت داؤد کی صحبت مین بھی رہے ہین - اسکا سبب یہ لکھا ہے کہ حضرت معروف کرخی کے باپ فیروزان حضرت داؤد طائی کے پاس کفر کی حالت مین گئے - اور وہ روٹی کھا رہے تھے - اُسی روٹی مین سے فیروزان کو دیا - اور اُسی روز معروف کرخی اپنی مان کے حمل مین رہے - جب پیدا ہوئے اور ہوش آیا طلب حق پیدا ہوئی - اور قصدًا اپنے باپ کا اُسکر داؤد طائی کی خدمت مین گئے اور مستفید ہوئے - معروف کرخی کا انتقال ۲۰۰ھ ہجری مین ہوا اور کرخ مین دفن ہین - آپ کی قبر کے بارے مین حضرت سعدی رح فرماتے ہین - نہ بینی کہ در کرخ تربت بسے است + بجز گور معروف معروف نیست + حضرت واقدی اسی عہد مین تھے -

فصل آٹھوین

آٹھوین خلیفہ عباسیون کے معتصم بن ہارون رشید ہین - انکی مان کا نام مارعہ ہے ام ولد تھے - اہل کوفہ سے یہ سب خلفا مین زیادہ ہیبت وار تھا - اسنے بھی

خلق قرآن کے مسئلہ کے بارے مین علما کو بہت تنگ کیا- اکثرون کو ۲۱۰ھ مین اسی لیے قتل کیا- حضرت امام احمدؒ حنبل کو مارا- بغداد کو چھوڑ کر سر من رائے آباد کیا- اسکے عہد مین آٹھ فتوح ہوئے- یہ عجمیون کی چال پر تھا- دس ہزار سے زیادہ اسکے غلام تھے- ۲۲۳ھ مین روم پر چڑھائی کی- خوب ہی خبر لی ہزارون گھر ویران کر دیے عموریہ کو تلوار کے زور سے چھین لیا- تیس ہزار آدمی قتل کیے- اسی قدر قید مین آئے- اتنے بادشاہ کسی کے دروازے پر جمع نہ ہوئے جتنے اُسکے دروازے پر جمع ہوئے نہ کسیکی ایسی فتوح ہوئی جیسی اُسکی ہوئی- آذربیجان- طبرستان- استیسان- اشیاصح- فرغانہ- طخارستان- صفہ- اور کابل کے ملوک کو قید کرلیا- ایک ہزار دینار کا روزانہ خرچ باورچیخانہ کا تھا- ۲۲۸ھ مین مرگیا- اُسکی عمر اڑتالیس برس کی ہوئی- اسی کے عہد مین حضرت امام محمد تقی بن امام علی رضا نے ۲۲۰ھ مین اور حضرت بشر حافی نے ۲۲۵ھ مین انتقال فرمایا-

حضرت امام محمد تقی بن امام علی موسی رضا علیہما السلام مدینہ مین ۱۸- رمضان ۱۹۵ہجری مین پیدا ہوئے- اور آپ کی مان کا نام خیزران تھا- اور آپ علم و ادب مین یکتائے زمانہ تھے- ایک شخص نقل کرتا ہی کہ مین ایک رات دمشق کی مسجد مین عبادت مین مصروف تھا- حضرت امام میرے سامنے ظاہر ہوئے- اور کہا کہ اُٹھ میرے ساتھ چل- مین ساتھ چلا تھوڑی راہ طے کی اور اپنے کو کوفہ کی مسجد مین پایا- حضرت امام نے نماز پڑھی اور مین نے بھی اُنکی اقتدا کی- وہ نماز سے فارغ ہو کر باہر ہو کر چلے مین نے بھی اُنکا ساتھ دیا- تھوڑی راہ طے کرنے کے بعد اپنے کو مسجد نبوی مین پایا- اور حضرت امام روضہ مبارک پر سلام پڑھکر نماز مین مشغول ہوئے- مین نے بھی نماز مین اقتدا کی- پھر بعد فراغت نماز کے حضرت امام مدینہ سے باہر ہوئے- مین بھی ساتھ ہوا- تھوڑی راہ طے کرنے کے بعد اپنے کو مکہ مین پایا- اور ہم دونون آدمی طواف سے

فارغ ہوکر مکہ سے باہر ہوئے۔ اور حضرت امام غائب ہوگئے اور مین نے اپنے کو دمشق کی مسجد مین پایا۔ اور ہم سخت متعجب ہوئے کہ ایک رات مین اس قدر راہ طے کی اور واپس آئے مامون خلیفہ بغداد نے اپنی بیٹی ام الفضل کو آپ کے نکاح مین دیا۔ اُسنے شکایت کی۔ مامون نے اس شکایت کی بہ نسبت سخت تنبیہ کی۔ آپ نے تیس برس کی عمر مین آخر ذیقعدہ ۲۲۵؁ ہجری مین وفات فرمائی۔ اور بغداد مین اپنے جد امام موسیٰ کاظم کے روضہ مین مدفون ہوئے۔ آپکا لقب تقی اور جواد ہے اور آپ کے دو بیٹے تھے۔ علی اور موسیٰ۔

حضرت بشر حافی مشائخ کبار سے ہین اور صاحب مقامات بلند اور کرامات ہین۔ آپ کے باپ کا نام حارث بن عبدالرحمن بن عطا ہے۔ اور اوتاد عراق سے ہین۔ مرید اپنے خال علی حشرم کے ہین۔ اور صحبت حضرت امام احمد حنبل و فضیل عیاض کی پائی ہے۔ کہتے ہین کہ جبتک یہ زندہ رہے کسی چارپائے نے بغداد کی راہ مین لید نہ کی۔ کیونکہ وہ ننگے پاؤن راہ چلتے تھے۔ ایک شخص کے پاؤن مین راہ مین لید لگی اُسنے شور کیا۔ کہ شاید بشر حافی نے انتقال کیا۔ جب تحقیقات کی تو ایسا ہی پایا۔ انکا انتقال سنہ ۲۲۷ھ مین ہوا قبر آپ کی بغداد مین ہے۔ پیدایش انکی سنہ ۱۵۰ ہجری مین تھی۔

فصل نوین۔ واثق باللہ بن معتصم

بعد اپنے باپ کے واثق خلیفہ ہوا۔ سنہ ۲۳۱ھ مین احمد بن نصر خزاعی نے خروج کرنا چاہا تھا اسلیے اُنکو قتل کیا۔ وہ بڑے محدث تھے۔ یہ بہت سخی تھا۔ اور علما کی صحبت کو پسند کرتا تھا۔ اور سخن شنو بھی تھا۔ ابن ابی داؤد نے کہا سونے چاندی کے برتن مین کھانا پینا حرام ہے۔ اسلیے اُنکو توڑ ڈالا۔ اور نقد کرکے بیت المال مین داخل کیا۔ ۲۳۲ھ مین اسنے انتقال کیا۔ پانچ برس سلطنت کی۔

فصل دسوین - متوکل علی اللہ

بعد واثق کے اسکا بھائی متوکل علی اللہ خلیفہ ہوا - اسکی مان ام ولد تھی شجاع نام - اسکو سنت نبوی کی طرف بہت توجہ تھی - سنہ ۲۳۴ھ مین محدثین کو شام سے بلاکر نہایت اکرام کیا - حکم دیا کہ احادیث صفات و رویت کی روایت صاف علانیہ کرین - ابوبکر بن ابی شیبہ محدث جامع رصافہ مین بیٹھے - تیس ہزار آدمی سماعت حدیث کے لیے جمع ہوگئے - انکے بھائی عثمان جامع منصور مین بیٹھے - وہان بھی اسی قدر لوگ جمع ہوئے - ساری خلق متوکل کے لیے دعا کرتی تھی - اسنے تجہم کو خوب مٹایا - حدیث کو خوب پھیلایا - سال مذکور مین ایسی سخت لو چلی کہ ساری زراعت کوفہ بصرہ اور بغداد کی جل گئی مسافر مر گئے - پچاس دن تک یہہ ہوا چلا کی - ہمدان تک پہونچی - مویشی جل بھن گئے - بازار بند ہوگئے - رستے مسدود ہوگئے - اس سے پہلے ایک زلزلہ دمشق مین آیا تھا - جسکا اثر انطاکیہ تک پہونچا - ہزارون گھر گر پڑے - جزیرہ جل گیا - موصل مین پچاس ہزار آدمی اسکے صدمے سے مر گئے - سنہ ۲۳۵ھ مین متوکل نے حکم دیا کہ نصارا طوق پہنا کرین - سنہ ۲۳۶ھ مین حکم دیا کہ قبر امام حسین علیہ السلام کی معہ حوالی کی قبرون کے ڈھاہ کر کھیت کر دین - کوئی زیارت نہ کرنے پائے - چنانچہ کربلا ویران اور جنگل ہوگئی - اسلیے اسکو لوگ ناصبی کہتے تھے - بغداد کی دیوارون پر اور شہر کی مسجدون پر اسکو گالیان لکھین شاعرون نے ہجو کی - سنہ ۲۳۷ھ مین قاضی القضاۃ مصر ابی بکر بن ابی اللیث کی داڑھی منڈوا کر گدھے پر سوار کراکے پھرایا - اسی سال عسقلان مین ایک آگ نکلی جسنے گھر بار جلا دیے - تین رات تک رہی پھر بجھ گئی - سنہ ۲۳۸ھ مین روم نے دمیاط لے لیا - شہر لوٹا جلا دیا چھہ سو عورت کو قید کر لیا - سنہ ۲۴۲ھ مین خلاط والون نے ایک آواز عظیم آسمان کی طرف سے سنی جس سے ایک خلق مر گئی - عراق مین انڈے کے برابر

اولا گرا مغرب مین تیرہ گاؤن دھنس گئے ۔ ۲۴۲ھ مین ستارے آسمان پر منتشر ہوئے جیسے ٹیری - ۲۴۲ھ مین ایک ایسا زلزلہ تونس اور رے اور خراسان اور نیشاپور اور طبرستان اور اصفہان مین آیا جس سے پہاڑ ٹوٹ گئے - زمین پھٹ گئی - حلب مین ایک سفید پرندہ بماہ رمضان چلایا یا معاشر الناس اتقوا اللہ اللہ اللہ چالیس آوازین کر کے اُڑ گیا - دوسرے دن پھر آیا اور یہی پکارا - پانسو آدمیون نے اسکی آواز سنی - ۲۴۵ھ سارے جہان مین زلزلون کا زور ہوا بڑے بڑے شہر قلعہ پل گر گئے - انطاکیہ کا ایک پہاڑ ٹوٹ کر دریا مین جا گرا - آسمان سے خوفناک آوازین سنی گئین - مصر مین زلزلہ آیا - مکہ معظمہ کی نہر دھنس گئی - متوکل نے ایک لاکھ دینار بھیجکر نہر عرفات کو درست کرایا - لذات و شراب مین غرق رہتا - چار ہزار کنیز سے صحبت کی - ترک متوکل سے خفا ہو گئے - رات کو مجلس لہو مین اوسکو معہ اُسکے وزیر فتح بن خاقان کے ۲۴۷ھ مین قتل کر ڈالا - کسی نے اُسکو خواب مین دیکھا - پوچھا اللہ نے کیا کیا - کہا کہ اللہ نے ذرا سی سُنت زندہ کرنے پر مجھے بخشدیا - ذوالنون بصری اور حضرت احمد خضرویہ اور حضرت امام احمد حنبل کہ اولیاء اللہ سے تھے اسی کے زمانہ خلافت مین تھے اور انتقال کیا - حضرت احمد خضرویہ مُرید اور خلیفہ حاتم اصم کے اور وہ مرید حضرت شقیق بلخی کے ہین - حاتم اصم کی نقل ہے کہ ایک عورت اُنسے مسئلہ پوچھتی تھی - ناگاہ اُس سے ہوا سرزد ہوئی - وہ شرمندہ ہوئی حضرت حاتم نے اسکی شرمندگی دور کرنے کے لیے اپنے کو بہرا بنایا - اور تازیست اُس عورت سے بہرے بنے رہے - اور احمد خضرویہ کا واقعہ حلوہ فروش کے ساتھ جو ہوا اُسکو مولوی روم نے نظم کیا ہے ؎ تا نگرید کودک حلوہ فروش * بحر بخشایش نمی آید بجوش * الغرض آپ کی وفات ۲۴۰ھ ہجری مین ہے - اور قبر آپ کی بلخ مین ہے -

حضرت امام حنبل ائمہ مجتہدین سے ہین چوتھے امام سمجھے جاتے ہین - اور بڑے

محدث عالم اور اولیاء اللہ سے تھے آپ کے نسب کا سلسلہ بیسوین پشت مین معد
جد اعلے سے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ملتا ہی - آپ صحبت یافتہ اور
شاگرد حضرت امام شافعی کے تھے اور جماعت کثیر سنے آپ سے احادیث روایت
کی ہی - اور علم اور پرہیزگاری مین یکتاے زمانہ تھے - اور آپ کو دس لاکھ حدیثین یاد
تھین - اور سنہ ایک سو چونسٹھ ہجری مین بغداد مین پیدا ہوے - اور جمعہ کے روز
۱۲ ربیع الاول کو سنہ ۲۴۱ھ مین انتقال کیا - اور آپ کے جنازہ مین آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار
عورتین حاضر تھین - اُس روز بیس ہزار نصارا اور یہود آپ پر ایمان لائے اور پرندون نے
آپ کے جنازہ پر سایہ کیا -

حضرت ذوالنون مصری اولیاء کبار سے ہین - قبر آپ کی مصر مین ہی اہل حاجت
وہان جاتے ہین اور برار مطلب ہوتا ہی آپ کی وفات سنہ ۲۴۵ھ مین ہی - نقل کرتے
ہین کہ جب آپ کا جنازہ دفن کے لیے لے چلے تو اسقدر پرندون نے اپنے پر سے سایہ
کیا کہ کسی کو دھوپ نہ پہونچی -

فصل گیارھوین منتصر باللہ و معتز باللہ

المنتصر باللہ بن متوکل اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوا - اسکی ماں حبشیہ نام ام ولد تھی
اسنے سادات کی بہت خاطرداری کی - آل حسین کو فدک دیدیا سنہ ۲۴۷ھ مین خلیفہ ہوا
سنہ ۲۴۸ھ مین مرگیا چھبیس برس کی عمر تھی - باپ کو قتل کراکے خلیفہ ہوا تھا - آخر کو
زہر سے مارا گیا -

معتز باللہ بن متوکل منتصر کے بعد تخت پر بیٹھا - اسکی مان کا نام قبیحہ ام ولد تھی
اُنیس برس کی عمر مین خلیفہ ہوا - چاندی کی جگہ سونے کا زیور اسکی سواریون پر ہوتا تھا
زبردستی اسکو معزول کیا پانچ دن کے بعد پیاسا حمام سے نکال کر سنہ ۲۵۵ھ مین مار ڈالا -
اسی کے زمانہ مین حضرت امام اسمعیل بخاری حضرت سری سقطی نے اور حضرت امام علی نقی

سے ہے کہ اہلبیت سے تھے انتقال فرمایا۔

حضرت امام اسمٰعیل بخاری محدثین سے ہین۔ آپ کی کتاب صحیح بخاری علم حدیث مین لاجواب ہے اسمین ... ۔ حدیثین ہین۔ بخاری نے ایک لاکھ حدیثون سے چُنکر لکھا ہے۔ امام احمد حنبل کے شاگرد ہین۔ انکی پیدایش ۱۹۴ھ مین تھی اور وفات ۲۵۶ھ ہجری مین ہے انکی کتاب بخاری کا شہرہ اس وجہ سے ہے کہ اُسمین صحیح حدیثین باعتبار اَور کتابون کے زیادہ ہین

حضرت سری سقطی اولیاءاللہ سے ہین۔ حضرت معروف کرخی کے مرید ہین اور محدثین سے تھے۔ انکا لقب نقیب الاولیا ہے۔ یہ سقط فروشی کرتے تھے۔ یہ حضرت جنید بغدادی کے خال اور ہمسر تھے انھون نے حبیب عجمی کو دیکھا تھا۔ انکی وفات ۲۵۳ھ مین ہے

حضرت امام علی نقی بیٹے حضرت امام محمد تقی کے ہین۔ یہ ائمہ اہلبیت سے ہین۔ اپنے باپ کے بعد اُنکی جگہ جانشین ہوئے۔ آپکی پیدایش ذیحجہ کے مہینے مین ۲۱۳ھ مین مدینہ مین ہوئی۔ آپ کی مان کا نام سمانہ تھا مامون رشید کی نواسی تھین متوکل خلیفہ نے آپ کو بلا کر بُری جگہ اُتارا۔ اور ایک شخص صالح نامے نے کہ آپ کے ساتھ تھے اسکی شکایت کی حضرت امام نے یہ سُنکر اُسکو ایک طرف دیکھنے کے لیے اشارہ کیا۔ دیکھا تو نہایت عمدہ باغ ہے اور اُسمین نہرین جاری ہین اور عالی شان عمارت ہے۔ حضرت امام نے فرمایا جہان ہملوگ جاوینگے یہ سب چیزین ہمارے ساتھ ہونگی ایک مرتبہ متوکل خلیفہ کو درد ہوا۔ تمام اطبا علاج سے عاجز رہے۔ اور قریب مرنے کے تھا اُسکی مان نے نذر کیا کہ اگر اچھا ہوجاے تو کچھ ہدیہ حضرت امام کی خدمت مین روانہ کرینگے اور کسی سے کہلا بھی بھیجا۔ جب حضرت امام نے سُنا کچھ چیز مالش کے لیے دیا اور اُسی سے صحت ہوئی۔ اِس قسم کے بہت تصرفات آپ سے سرزد ہوئے۔ آپ نے ۲۵۴ھ مین انتقال فرمایا۔ اور مقام سرمن راے مین کہ قریب بغداد کے ہے مدفون ہین۔

فصل بارھوین - مہتدی باللہ و معتمد علی اللہ

مہتدی باللہ بن واثق معتز کے بعد تخت نشین ہوا - اُنکی مان کا نام وردہ تھا - ام ولد تھی - ۲۵۵ھ مین خلیفہ ہوا عابد عادل شجاع بہادر صائم تھا - آخر کو ۲۵۶ھ مین مارا گیا اُسکے خصیون کو کوٹ دیا - پندرہ دن کم ایک سال خلافت کی - اِسنے گانا بجانا راگ رنگ غنا سماع ظلم و فسق کو خوب دور کیا تھا اس دشمنی پر ترکون نے اُسکی جان لی - یہ شخص عمر بن عبدالعزیز کے ہمقدم تھا -

مہتدی کے بعد معتمد علی اللہ بن متوکل تخت نشین ہوا - اِسکو قید سے نکالکر خلیفہ کیا - یہ شخص لہو و لذات مین ڈوب گیا - رعیت سے بالکل غافل رہا - لوگ ناخوش ہوئے - زنگیون نے بصرہ لیلیا - علاقے کو ویران کر دیا - پھر ایسی وبا آئی جس سے عراق مین ہزارون آدمی مارے گئے - پھر زلزلون اور آوازون کا زور ہوا ہزارون لوگ مر گئے بہبود زنگی کہ رسالت اور غیب دانی کا دعویدار تھا اسی عہد مین ۲۷۰ھ مین قتل ہوا اسنے ڈیڑھ کرور مسلمانون کا خون کیا تھا - بصرہ مین ایک روز مین تین لاکھ آدمیون کو مار ڈالا - جب اُسکا سر نیزے پر رکھکر بغداد مین لائے بڑی خوشی ہوئی - ۲۶۰ھ مین حجاز اور عراق مین قحط پڑا - گیہون کا ایک کُڑ ڈیرھ سو دینار کو بکتا تھا - اسی سال مین روم نے شہر لولو کو لیلیا - ۲۶۶ھ مین روم کا لشکر دیار بکر تک پہونچا - جزیرہ اور موصل والے بھاگے - اعراب نے کعبہ کا غلاف لوٹا - ۲۶۸ھ مین احمد حجابی نے خراسان - کرمان - سجستان کو داب لیا - اپنے نام کا سکہ جاری کیا - دوسرے طرف سکہ کے معتمد کا نام رکھا - لیکن اُسی سال اُسکے غلامون نے اُسکو مار ڈالا - ۲۶۹ھ ہجری مین عبداللہ مہدی کی دعوت یمن مین ظاہر ہوئی - اسی کے جانشین مابعد مین افریقہ مین خلفائے فاطمین کہلائے - ۲۶۸ھ مین قرامطہ کا ظہور کوفہ مین ہوا - یہ ملاحدہ کی قوم تھی جنابت سے غسل نہ کرتے - شراب کو حلال جانتے - محمد بن حنفیہ کو

رسول اللہ کہتے۔ سال مین دو روزہ رکھتے۔ حج کرتے اور قبلہ انکا بیت المقدس تھا۔ سنہ ۲۷۹ھ مین معتمد مرگیا۔ تیئیس برس خلافت کی۔ مگر اپنے بھائی موفق کے ہاتھ سے مقہور تھا۔ اسی کے عہد خلافت مین حضرت امام حسن عسکری کہ ائمہ اہلبیت سے تھے۔ اور یحیی بن معاذ کہ بڑے عالم فقیہ اور محدث تھے اور حضرت ابراہیم ادہم اور مسلم صاحب صحیح اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابوحاتم رازی نے کہ اصحاب حدیث سے تھے انتقال کیا۔

حضرت امام حسن عسکری بیٹے حضرت امام علی نقی کے تھے۔ اور اپنے باپ کے بعد جانشین ہوئے۔ آپ کی ولادت مدینہ مین ربیع الثانی مین سنہ ۲۳۲ھ مین تھی۔ آپ کی والدہ کا نام سوسن تھا۔ آپ کے کرامات اور اوصاف بہت ہین منجملہ اُنکے ایک یہ ہے کہ علی بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر صادق سے روایت ہے کہ مجھکو نوبت فقر و فاقہ کی تھی میرے باپ نے کہا کہ چل تجھکو امام عسکری کے پاس لیچلون۔ ہم لوگ چلے۔ راہ مین انھون نے کہا کہ ایسا ہو کہ امام مجھکو پانسو درم دین۔ جب اُنکے پاس پہونچے۔ اُنھون نے کہا ای علی کیون میرے پاس نہین آتا۔ اور جب ہم چلے تو امام کے غلام نے بطلب پانسو درم کی تھیلی مجھکو دی کہ اسکو خرچ کرو۔ اور پھر تین سو درم کی تھیلی دی کہ اسکو بھی خرچ کرا اور فرمایا کہ فلان راہ سے جا۔ اور جب اُس راہ سے چلے جمیلہ نے نکاح کا پیغام کیا۔ کہ ذریعہ دو ہزار دینار ملنے کا ہوا۔ اور آپ نے اٹھائیس برس کی عمر مین وفات پائی اور آپ کی قبر اپنے باپ کی قبر کے بغل مین ہے۔ آپ کی وفات سنہ ۲۶۱ھ مین ہی۔ آپکے ایک بیٹے تھے کہ بچپن مین انتقال کیا جنکا نام محمد تھا۔ انھین کے بہ نسبت اہل تشیع کہتے ہین کہ امام مہدی ہین اور غائب ہوگئے۔ اور آخر زمانہ مین ظہور ہوگا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام مہدی دوسرے ہونگے۔ حضرت امام حسن عسکری نے ایک جانماز ایک شخص کو دی تھی کہ اپنی اولاد مین وصیت کرے کہ ایک شخص سادات حسینی کو جنکا نام شیخ عبدالقادر جیلانی

ہوگا اور میرے دو سو برس بعد ظاہر ہوگا اسکو دے دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔
یحیی ابن معاذ کی وفات ۱۸۔ رمضان ۲۵۷ھ ہجری مین ہوئی۔ اور نیشاپور مین مدفون
ہوئے۔ یہ بڑے عالم اور محدث اور عارف تھے مثل سفیان ثوری کے۔

عبد اللہ ابو مسلم کہ مولف صحیح مسلم کے ہین ۲۰۶ھ ہجری مین پیدا ہوئے اور
۲۶۱ھ ہجری مین وفات فرمایا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم بن سلیمان المنصور البلخی کہ بادشاہوں سے بلخ کے تھے
جوانی مین توبہ کیا۔ اور اولیا اللہ سے ہوئے۔ ایک مرتبہ شکار کے لیے باہر گئے تھے
ایک ہاتف نے آواز دی کہ ای ابراہیم تجھکو اس کام کے لیے نہین پیدا کیا ہی اُنکو اُسپر
آگاہی ہوئی اور سلطنت کو ترک کیا۔ اور طریقت کے حصول مین کوشش کی۔ مکہ مین
گئے۔ وہان سفیان ثوری فضیل عیاض اور امام ابو یوسف کی صحبت مین رہے اور
امام اعظم رحمہ اللہ کو بھی دیکھا تھا۔ اور مکہ سے شام کیطرف گئے۔ اور وہان کسب کرتے
تھے یہان تک کہ ۲۶۲ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔ انکا نسب چھٹوین واسطہ سے حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہی۔ یہ بڑے صاحب کمال ہوئے۔ بہت تصرفات انسے
سرزد ہوئے۔ انھون نے ایک موقع پر سوئی سمندر مین ڈالدی اور مچھلیون سے
مانگی سبھون نے سونے کی سوئی پیش کی لیکن حضرت ابراہیم نے اپنی لوہے کی
سوئی قبول کی۔

فصل تیرھوین معتضد باللہ

معتضد ۲۷۹ھ ہجری مین معتمد کی جگہ جانشین ہوا۔ یہ موفق بن متوکل کا بیٹا تھا۔ اسکی
مان کا نام یا حور یا ضرار تھا۔ ام ولد تھی۔ معتمد نے اپنے بیٹے کو مفوض کی ولیعہدی واپس
لیکر معتضد کو ولیعہد کیا۔ اسنے منع کر دیا کہ منجم اور قصاص راہ مین نہ بیٹھین۔ فلسفہ اور
جدل کی کتابین نہ بکین۔ یہ عقلمند اور بہادر آدمی تھا۔ اسکے زمانے مین بہت امن تھا

عدل ہوا ظلم اُٹھا بُرے کام موقوف کردیے گئے۔ سنہ ۲۸۰ ہجری مین مہدی قیروان مین آیا والی افریقہ سے جنگ ہوئی۔ لیکن مہدی غالب آیا۔ سنہ ۲۸۱ھ مین مکورپہ فتح ہوا رے اور طبرستان کا پانی سوکھ گیا۔ قحط پڑا۔ مردار کھایا گیا۔ اسی سال مین معتضد نے دارالندوہ کو جو مکے مین تھا توڑ کر شامل مسجد الحرام کردیا۔ سنہ ۲۸۲ھ مین عید نوروز اور رسوم مجوس کو بند کردیا۔ ذوالارحام کو میراث ولائی۔ سنہ ۲۸۴ھ مین ایک سرخی مصر مین ظاہر ہوئی اتنی تیز کہ آدمی کو آدمی کا منھ لال نظر آتا۔ در و دیوار سُرخ دکھلائی دیتی عصر سے تا شب رہتی لوگون نے تضرع کیا۔ سنہ ۲۸۵ھ مین زرد آندھی بصرے مین آئی۔ پھر سبز ہوگئی دُور دُور شہرون مین پہونچی۔ سنہ ۲۸۶ھ مین ابو سعید قرمطی کا غلبہ بصرے وغیرہ پر ہوگیا خلیفہ کے لشکر نے شکست اُٹھائی۔ سنہ ۲۸۹ ہجری مین معتضد سخت بیمار ہوگیا۔ آخر کو مرگیا۔ اسی عہد مین عمرو لیث حاکم خراسان نے بغاوت خلیفہ سے کی اور امیر اسمعیل سامانی حاکم ماوراءالنہر نے اُسکو گرفتار کیا۔ اور خلیفہ کے حضور مین بھیجا۔ اور قید کیا گیا۔ آخر کش قتل ہوا۔ اسی زمانے سے یعنی سنہ ۲۸۵ ہجری سے امیر اسمعیل سامانی سلطان ماوراءالنہر اور خراسان شمار کیا جاتا ہے اس خاندان مین نو بادشاہ ہوئے۔ انھین کیطرف سے امیر الپتگین حاکم خراسان تھا جسکے بعد سبکتگین محمود غزنی کا باپ بادشاہ ہوا۔ اور یہ خاندان غور اور آل سلجوق کے ہاتھ سے ختم ہوا۔

فصل چھبیسوین۔ مکتفی باللہ۔ و مقتدر باللہ

مکتفی باللہ اپنے باپ معتضد کے بعد جانشین ہوا۔ اسکی ماں ترکی تھی جیکا نام حسن مین ضرب المثل تھی۔ اپنے باغ اور دوکانین جو محل سرا کے لیے باپ نے چھین لیے تھے واپس کردیے۔ سب لوگ دعاگو ہوئے۔ سنہ ۲۹۱ ہجری مین انطاکیہ فتح ہوا۔ بے گنتی مال ہاتھ آیا۔ سنہ ۲۹۲ ہجری مین دجلہ کو طغیان ہوا۔ جس سے بغداد ویران ہوگیا۔ اسی سال مکتفی مرگیا۔

مقتدر

مقتدر باللہ اسکا بھائی جانشین ہوا- یہ شخص تیرہ برس کی عمر مین خلیفہ ہوا تھین دن
مین رہتا- خزانہ اُڑاتا- وزیر انکا ابن الفرات سب کام کرتا- ۲۹۲ھ مین حکم دیا کہ
یہود اور نصارا سے خدمت لو- اسی سال مین مہدی نے ملک مغرب لیلیا- کچھ اوپر
ایک سو ساٹھ برس تک اُسکے خاندان مین حکومت رہی مقتدر کی کم سنی سے خلافت
مین ضعف آگیا- سنہ ۳۰۳ھ مین دستور کا ایک پہاڑ دھنس گیا- اُس سے ایسا پانی جاری
ہوا کہ کئی گانون ڈوب گئے- اسی سال مہدی نے چالیس ہزار بربرون سے مصر پر
چڑھائی کی اور اسکندریہ لیلیا- اسی سال دیلم مجوسی مسلمان ہو گیا سنہ ۳۰۵ ہجری
مین قیصر روم سے ہدیہ بھیجکر صلح چاہی- مقتدر نے لشکر تیار کی- اردلی کا لشکر
ایک لاکھ ستر ہزار تھا- انکے پیچھے سات ہزار غلام تھے- اُنکے بعد سات سو دربان
محل سرا پر اڑتیس ہزار پردے دیباج کے تھے- بائیس ہزار فرش تھے- اسی سال
منصور حلاج جو اہل حق سے تھا سولی پر چڑھایا- اور سولی سے بھی حق کی صدا
آئی- حضرت جنید بغدادی کہ اولیا رکبار سے تھے اور اُنکو سید الطائفہ کہتے ہین
منصور حلاج کے پیر تھے اُنکا انتقال سنہ ۳۰۲ھ مین ہو چکا تھا- اور جنید بغدادی حضرت
سری سقطی کے مرید تھے- یہ بڑے عالم اور محدث بھی تھے- انکے دو مرید بڑے
نامی اور مشہور ایک حضرت ابوبکر شبلی اور دوسرے حضرت ممشاد دنیوری
تھے- سنہ ۳۰۶ھ مین مقتدر کی مان نے مارستان کہ ایک صوبہ یونان کا تھا فتح کیا-
مقتدر کے عہد مین عورتون کا زور تھا- خلیفہ برائے نام حاکم تھے- مقتدر کی مان
خود دیوان مین بیٹھکر حکمرانی کرتی- کاغذ سنتی دستخط کرتی- سنہ ۳۱۲ھ مین والی خراسان نے
فرغانہ لیلیا- سنہ ۳۱۴ھ مین روم نے دمیاط لیلیا- جامع مسجد مین ناقوس پھونکا- اور
دیلم نے اور جبال پر غالب آگئے- بچون کو ذبح کیا- سنہ ۳۱۶ھ مین قرمطی کا زور بڑھ گیا
بہت شہر لیلئے- بہت مسلمانون کو تباہ کیا- مقتدر کے لشکر کو شکست دی- حج بند ہو گیا

ملحدوں کو نکالدیا۔ ادھر روم نے شہر خلاط لیلیا۔ ممبر مسجد سے نکالکر اُسکی جگہ صلیب قائم کی۔ ۳۱۷ھ مین ابو طاہر قرمطی نے مسجد الحرام مین سخت قتل کیا۔ لاشون کو زمزم مین ڈالدی۔ حجر اسود کو ٹکڑے کر ڈالا۔ اُکھیڑ کر لیگیا۔ بیس برس تک اُنکے قبضے مین رہا یہان تک کہ مطیع کے عہد مین واپس آیا۔ جب حجر اسود کو لیگئے چالیس اونٹ اُسکے اُٹھا لیجانے مین مرگئے۔ جب واپس لائے۔ تو ایک دُبلی سوکھی اُونٹنی اُٹھا لائی۔ ۳۱۹ھ مین مقتدر کو قید کرلیا۔ قرمطی نے بغداد کو خوب ڈرایا۔ دیلم نے دینور مین قتل کیا۔ ۳۲۰ھ مین ایک بربری نے مہدی کی جگہ مین مقتدر کو ذبح کر ڈالا۔

اسی کے عہد مین ابو عبد اللہ مغربی نے کہ شاعر اور عارف تھے ۲۹۹ھ مین انتقال فرمایا۔ وہ مرید رزین کے تھے جو مرید عبد الواحد بن زید کے تھے اور وہ مرید حسن بصری کے تھے۔

قاہر باللہ

قاہر باللہ بن معتضد اپنے بھائی کی جگہ خلیفہ ہوا۔ اسکی مان کا نام فتنہ تھا۔ اِسنے آل مقتدر کو سخت عذاب دیا۔ مقتدر کی مان کو مار ڈالا۔ ۳۲۱ھ مین لشکر نے چاہا کہ ابن المکتفی کو خلیفہ کرین۔ لیکن اُسنے دیوار مین اُسکو چنوا کر فنا کردیا۔ لیکن اسی سال حکم دیا۔ کہ گانے والیان نہ رہین۔ شراب خواری بند کر دیجاے۔ مغنیون کو غنا سے روک دیا گیا۔ مخنثون کو شہر سے نکلوا دیا۔ کھیل کے آلات کو توڑ ڈالا معہذا خود نغمہ اور راگ مین مخمور رہتا تھا۔ ۳۲۲ھ مین دیلم کا غلبہ ہوا۔ خراسان اور فارس خلیفہ سے نکل گیا۔ آخرش بد سیرتی کے باعث قاہر کو اندھا کرکے معزول کردیا۔ ۳۲۲ھ مین ترپن برس کی عمر مین مرگیا۔ اسی کے عہد مین امام احمد طحاوی مصری نے کہ بڑے علامہ حنفی المذہب تھے انتقال کیا۔ قاہر کے بعد راضی باللہ بن مقتدر خلیفہ ہوا جب یہ تخت نشین ہوئے مہدی پچیس برس حکومت کرکے مرگیا۔ مہدی مذکور کو یہ

دعوے تھا کہ مین نبی فاطمہ ہون - اِسیلیے بعض اُسکو سید کہتے ہین حالانکہ بعض کہتے ہین کہ جد اُسکا مجوسی تھا ۔ واللہ اعلم - یہ شخص علما کا دشمن تھا اور رافضی تھا - بلکہ اُسنے شراب اور زنا کو مباح رکھا تھا - ۳۲۴ھ مین محمد بن رائق امیر واسط نے ملک داب لیا - راضی براے نام خلیفہ رہگیا ۳۲۵ھ مین بالکل طوائف الملوک ہوگیا راضی کے قبضے مین سواے بغداد کے کچھ نرہا - وہ زیردست امیر مذکور رہتا - جب دولت عباسیہ کا یہ حال ہوا - ہرطرف سے قرامطہ اور دیالمہ نے اپنا دخل اقالیم پر کرلیا - اسوقت امیر عبد الرحمن اموی صاحب اندلس نے کہا کہ مین خلافت کا زیادہ مستحق ہون اور اپنا لقب امیر المومنین ناصر لدین اللہ رکھا خوب جہاد کیا متغلبین کو جڑ سے اُکھیڑا - شہر قلعے فتح کرلیے - ۳۲۷ھ مین حج کی راہ کھُلی جسکو قرمطی نے بند کردیا تھا ۳۲۹ھ مین راضی مرگیا -

فصل سولھوین المتقی للہ و مستکفی باللہ و مطیع للہ

المتقی للہ بن مقتدر اپنے بھائی راضی کے بعد خلیفہ ہوئے - اسوقت چونتیس برس کی عمر تھی - اسکی مان کا نام خلوب تھا - بڑا عابد تھا - سلطنت کا کام عبد اللہ کوفی انجام دیا کرتا تھا - اسی سال قبہ خضرا شہر منصور مین گرگیا - اسی گز اونچا تھا - اُسکے نیچے بیس گز مربع کا ایوان تھا - ۳۳۱ھ مین روم نے ارزن میا - فارقین اور نصیبین کو لیلیا - خوب کشت و خون کیا - ایک شخص توزن نے دھوکھا دیکر متقی کو اندھا کردیا - عبد اللہ ابن ملتفی کو اسکی جگہ خلیفہ بنایا - متقی پچیس برس قید مین رہکر ۳۵۷ھ مین مرگیا -

مستکفی باللہ بن المکتفی بن معتضد اسکے بعد خلیفہ ہوا - یہ اکتالیس برس کی عمر مین تخت نشین ہوا - اسنے ابن بویہ دیلمی کو معز الدولہ کا اور اُسکے بھائی کو عماد الدولہ کا لقب دیا - معز الدولہ نے قابو پاکر خلیفہ کو مجبور کردیا - فقط پانچ ہزار درہم خرچ کو دیتا تھا - اسنے عراق لیلیا - بادشاہ بن بیٹھا - پہلوانی اور تیراکی کا

رواج اسی کے وقت مین زیادہ تھا۔ سنہ ۳۳۴ھ مین دھوکے سے خلیفہ کو پکڑ کر ننگے پانو لیگیا۔ معزول کر کے اندھا کر دیا۔ قید خانے مین رکھا چھیالیس برس کی عمر مین مرگیا۔ ایک سال چار ماہ خلافت کی۔ سنہ ۳۳۸ھ مین موت آگئی۔ جس سال مستکفی معزول ہوا سنہ ۳۳۴ھ مین حضرت شبلی کا انتقال ہوا یہ اولیاء کبار سے تھے۔

مطیع للہ بن مقتدر۔ مستکفی کے بعد خلیفہ ہوا۔ **معز الدولہ** اسکو سو دینار روز دیتا تھا۔ اس سال بغداد مین قحط پڑا لوگ بر نجاست تک کھا گئے۔ کتنون نے لاشون کو لقمہ بنایا۔ سنہ ۳۳۹ھ مین حجر اسود اپنی جگہ پر لگایا گیا۔ سنہ ۳۴۱ھ مین ایک قوم تناسخیہ کی ظاہر ہوئی۔ انمین ایک جوان تھا۔ اسنے کہا مین علی ہون۔ میری جورو فاطمہ ہے۔ ایک دوسرے نے کہا کہ مین جبریل ہون جب مار پڑی کہا ہم سید ہین۔ معز الدولہ نے چھوڑ دیا۔ سنہ ۳۴۴ھ ہجری مین مصر مین سخت زلزلہ آیا۔ سنہ ۳۵۰ھ ہجری مین روم نے اقریطش (جزیرہ کریٹ) لیلیا جسکو مسلمانون نے سنہ ۳۳۰ھ ہجری مین فتح کیا تھا۔ سنہ ۳۵۱ھ مین شیعون نے بغداد کی مسجدون کے دروازون پر لعن معاویہ لکھی۔ یا سنیون نے رات کو مٹا دیا۔ سنہ ۳۵۲ھ مین معز الدولہ نے حکم دیا کہ بازار بند ہون۔ باورچی کھانا نہ پکا دین عورتین سر کھولے پیٹتی ہوئی رستون پر سے نکلین۔ امام حسین علیہ السلام کا ماتم کرتی جائین۔ یہ پہلا دن تھا کہ بغداد مین ماتم ہوا۔ پھر یہ بدعت چل نکلی۔ پھر دسوین ذیحجہ کو عید غدیر خم کیگئی باجے بجے۔ اسی سال بعض بطارقہ ارمن نے دو دو آدمی پچیس پچیس برس کی عمر کے ناصر الدولہ کے پاس بھیجے جو آپسمین پہلو کیطرف سے جٹے ہوئے تھے۔ پیٹ ناف معدہ الگ الگ تھا۔ بھوک پیاس کا وقت علیحدہ تھا ایک کو انمین رغبت طرف عورت کے ہوتی۔ اور دوسرے کو طرف مرد کے۔ ایک مرگیا دوسرا زندہ تھا۔ ہر چند اطبا نے علیحدہ کرنا چاہا۔ نہو سکا۔ آخر وہ دوسرا بھی بدبو سے مرگیا۔ سنہ ۳۵۴ھ مین شہر قیساریہ ملک روم مین متصل بلاد اسلام کے بنایا کہ مسلمانون کو ہر وقت لوٹین۔ سنہ ۳۵۷ھ مین قرامطہ نے دمشق لیلیا۔ رفض کی دولت

اقالیم مغرب اور مصر اور عراق مین قائم ہوگئی۔ ۳۵۹ھ مین جامع ازہر کی بنیاد ڈالی گئی۔ ۳۶۱ہجری مین وہ مسجد بن چکی۔ ۳۵۹ھ مین ایک اتنا بڑا ستارہ عراق مین ٹوٹا جس سے تمام دنیا روشن ہوگئی۔ گویا سورج تھا۔ پھر ایک آواز رعد سُنائی دی۔ جو سخت تھی ۳۶۴ھ مین مطیع واسط کو گیا اور وہین مرگیا۔

فصل سترھوین طائع للہ و قادر باللہ و قائم بامر اللہ

طائع للہ بن مطیع اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوا۔ امیر سبکتگین محمود غزنوی کے باپ اُنکے سامنے سواری مین چلتے۔ اُنکو لقب نصیر الدولہ کا دیا۔ خلعت بخشی۔ اسی سال حرمین مین معزعبیدی کا (جنکو خلفاے فاطمین کہتے تھے) خطبہ پڑھا گیا۔ نفض کا ڈنکا بجا۔ تراویح بند کردی گئی۔ جب عزالدولہ عضدالدولہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مطیع نے خلعت عضدالدولہ کو دی۔ یہ حکم ہوا کہ صبح شام اِنکے گھر پر نوبت بجے اُسکے نام خطبہ پڑھا جاوے۔ یہ مرتبہ اُسکو بسبب ضعف خلافت کے حاصل ہوا۔ لیکن طائع کو سات سلام جھک کر کرتا زمین بوس ہوتا۔ خلفا کی تعظیم تو بہت تھی لیکن حکومت مین ضعف تھا۔ ۳۷۸ھ مین کواکب کے رصد بنے جیسے مامون نے بنوایا تھا۔ بغداد مین قحط پڑا۔ وبا آئی لون چلی آندھی آئی دجلے کے جہاز ڈوب گئے۔ لنگر ٹوٹ گئے۔ ۳۸۱ھ مین طائع کو پکڑ لیا۔ قادر باللہ کے قید مین رہا۔ ۳۹۳ھ مین مرگیا۔ شیعون نے اُسپر نماز پڑھی۔ شریف رضی نے مرثیہ کہا اُسکی کچھ ہیبت نہ تھی۔ شاعر اُسکی ہجو کرتے تھے۔

قادر بن مقتدر۔ طائع کے بعد خلیفہ ہوا۔ یہ آدمی اچھا تھا اِسنے ایک کتاب صحابہ کے فضائل مین لکھی۔ اُسمین معتزلہ اور خلق قرآن کے قائلون کو کافر لکھا۔ یہ کتاب جمعہ کے دن حلقۂ اصحاب حدیث مین لوگون کے سامنے پڑھی جاتی تھی۔ ۳۹۰ھ مین سجستان مین ایک سرخ سونے کی کان نکلی۔ ۳۹۵ھ مین حاکم والی مصر نے ایک

جماعت کو مصر مین بھوکھا پیاسا مارڈالا۔ مسجدون کے دروازون پر سب صحابہ لکھوایا۔ سنہ ۳۹۶ھ مین اہل مصر اور حرمین کو حکم دیا کہ جب اُسکا نام مذکور ہو کھڑے ہو کرین۔ اور سجدہ کرین۔ آخر سنہ ۴۱۱ھ مین حاکم مارا گیا دولت اُسکی کمزور ہو گئی سنہ ۴۲۲ھ مین قادر باللہ بھی مرگیا۔ تین ماہ اکتالیس برس خلیفہ رہا۔ فردوسی شاعر اور رودکی شاعر اسی عہد مین تھے اور انتقال کیا۔

قائم بامر اللہ بن قادر باللہ اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوا اسکو زاہد۔ عالم۔ صدقہ گزار ورع کانب اور رنگین صورت کہتے ہین۔ سنہ ۴۵۰ھ مین یہ پکڑا گیا۔ ارسلان ترکی نے اسکو قید کیا۔ سنہ ۴۵۱ھ مین جب طغرل بیگ سلجوقی نے یہ سنا۔ لشکر کے ساتھ بغداد پر چڑھ آیا اور ارسلان کا استیصال کیا۔ اور خلیفہ کو رہا کرکے بڑی تعظیم کی اور فرمان سلطنت کا حاصل کیا۔ ابو علی کالنجا و دیلمہ الخین کا وزیر تھا جسکو ارسلان ترکی نے مارڈالا۔ سلطان طغرل بیگ سلجوقی اور اُسکے خاندان کا حال علیحدہ لکھا جائگا اسی عہد مین حضرت ابوالحسن خرقانی نے کہ بڑے اولیاے کبار سے تھے سنہ ۴۲۴ھ مین اور شیخ ابو علی سینا کہ بڑا نامی حکماے مشرق سے تھا سنہ ۴۲۸ھ مین وفات کیا۔ سنہ ۴۶۷ھ ہجری مین خلیفہ قائم کا انتقال ہوا پینتالیس برس خلافت کی۔

حضرت ابوالحسن خرقانی صوبہ جرجان کے رہنے والے تھے قریہ خارقان مین پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدایش کی خبر حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے سو برس پہلے سے دی تھی۔ حضرت مولوی روم نے اس حال کو اپنی مثنوی مین یون لکھا ہے کہ جب بایزید خرقان مین پہونچے انھون نے مٹی سونگھی اور فرمایا۔ کہ اس سے بو دوست کی آتی ہے جیسا کہ حضرت صلعم کو یمن کی خوشبو پہونچی تھی اور اویس قرنی کی خبر دی تھی۔ جب لوگون نے مفصل حال پوچھا حضرت بایزید نے فرمایا کہ سو برس بعد ہمارے یہان ایک لڑکا فلان خاندان مین اس نام کا پیدا ہوگا۔ اور اللہ کا

مقرب ہوگا اور اُسکے مراتب ہمسے زیادہ ہونگے - اور میری قبر سے ظاہری اور باطنی تعلیم پاوے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب ابوالحسن خرقانی پیدا ہوئے اور کچھ شعور ہوا انھون نے یہ قصہ سُنا اور کتاب لیکر حضرت بایزید کی قبر پر جاتے اور بیٹھے سبق یاد ہوتا یہان تک کہ فیض باطن سے مالامال ہوئے - اور بڑے کامل ہوئے انکے مریدون مین بہت مشہور دو شخص ایک حضرت ابوالقاسم گرگانی کہ حضرت احمد غزالی کے پیر ہین اور دوسرے حضرت عبد اللہ انصاری کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ساتوین پشت مین اُنکا نسب ملتا ہو اُنکی قبر ہرات مین ہی اور طریقہ انصاریہ اُنھین سے جاری ہی - اور حضرت ابوالقاسم سے سلسلہ نقشبندیہ ہی اور سلسلہ اکبرویہ مین بھی اُنکا فیض ہی -

یہ حکیم بوعلی سینا حکماء عرب کا بادشاہ تھا - واضح ہو کہ یہ عجیب شخص ایک گانون مین کہ قریب بخارا کے ہی پیدا ہوا تھا - اور اسکا باپ شہر بلخ سے بخارا مین آبسا تھا اور یہان اپنی شادی کر لی - شروع مین اس بڑے حکیم نے تحصیل علم قرآن شریف کا کیا - اور اس بات مین اسقدر کوشش کی کہ دس برس کی عمر مین وہ نہایت مشکل اور پوشیدہ مطلب سے کلام اللہ کے واقف ہوگیا - اس عہد مین ایک شخص ابوعبد اللہ رہنے والا شام کا بخارا مین علوم حکمیہ سکھاتا تھا - اور اسکی بڑی شہرت تھی - بوعلی سینا نے اس شخص کی شاگردی اختیار کی - اور اُس سے علم منطق سیکھنا شروع کیا لیکن بعد مدت کے اُسنے دریافت کیا - کہ پڑھنا مدرسون مین جلدی اور خوب نہین ہوتا - اسیواسطے آپ ہی آپ بغیر مدد کسی اُستاد کے سیکھنا شروع کیا - اور چند روز مین تمام علمی کتابون پر حاوی ہوگیا - اُسکو علم ہندسہ سے بھی بہت شوق تھا - صرف چند شکلین اقلیدس کی پڑھکر اُسنے اخیر تک معلوم کر لی اور سب کو اپنے حافظہ مین کر لیا - بعدہٗ اُسنے فن طبابت سیکھنا شروع کیا - اور تھوڑے دنوں مین

بھی بیمثل نکلا۔سولہ برس کی عمر تک اُسنے ساری کتابین اس فن مین سیکھ لین جب اُسکی عمر اکیس برس کی ہوئی اُسنے ایک کتاب بیس جلدون مین لکھی جسمین سب علم جمع تھے۔چونکہ اسکی شہرت تمام مشرقی ملکون مین پھیلی۔ہر بادشاہ اور حاکم کو آرزو ہوتی تھی کہ اُس سے علاج کرائین۔چنانچہ سلطان محمود غزنوی نے ایک نہایت غرور کا خط والی خوارزم کے نام لکھا کہ حکیم بوعلی سینا کو ہمارے پاس بھیجدو۔ جب بوعلی سینا نے اس حکم کو سنا اپنے علم کے غرور مین جانے سے انکار کیا۔ علاقہ خوارزم کو چھوڑ کر والی گرجستان کے ملک مین گیا۔اُسکا بیٹا بیمار تھا۔اسلیے والی ملک نے قدردانی کی۔جب اُسکے لڑکے کا نبض بوعلی نے دیکھا کہا کہ اسکو عشق کی بیماری ہے۔چنانچہ جب نام شہر اور معشوقہ کے محلہ کا لیا گیا اُسکا حال کھل گیا اس قصہ کو مولوی روم نے شروع مین اپنی مثنوی کے درج کیا ہے۔اور اُس سے عجیب نتیجہ نکالا ہے۔

فصل اٹھارھوین مقتدی بامر اللہ و مستظہر باللہ

مقتدی بامر اللہ بن محمد بن القائم بعد قائم کے خلیفہ ہوا۔یہ قائم کا پوتا تھا۔ اسکے وقت مین خلافت کو رونق ہوئی۔اکثر منکرات دور ہوئے۔عمدہ کام عمل مین آئے۔یہ آدمی دیندار تھا۔گانا بجانا اُٹھا دیا۔حمام مین برہنہ جانے کو منع کیا سنہ ۴۶۹ھ مین ابوالقاسم قشیری بغداد مین آئے۔سنہ ۴۷۷ھ ہجری مین سلیمان سلجوقی نے انطاکیہ روم کے ہاتھ سے چھین لیا۔سنہ ۴۷۹ھ مین یوسف بن تاشفین صاحب سبتہ و مراکش کو خلیفہ نے خلعت بھیجا۔اُن ممالک کا حاکم کر دیا۔امیر المسلمین کا لقب دیا۔فقہاء مغرب نہایت خوش ہوئے۔مراکش اسی نے بسایا۔سنہ ۴۸۴ھ مین فرنگی جزیرۂ صقالیہ پر غالب آگئے۔سنہ ۲۱۲ھ کے بعد یہ جزیرہ افریقہ کے اہل اسلام نے مامون خلیفہ کے زمانے مین فتح کیا تھا۔مقتدی خلیفہ کو شمس النہار لونڈی نے

زہر دیدیا۔ سنہ ۴۸۷ھ مین مرگیا۔ اسی عہد مین حضرت خواجہ عبداللہ انصاری نے سنہ ۴۸۵ھ مین انتقال فرمایا۔ اور حضرت ابوالقاسم گرگان نے بھی سنہ ۴۹۵ھ ہجری مین وفات کی انکے مشہور مریدون مین حضرت ابو علی فارمدی تھے جنکے مرید حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی اور حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

مستظہر باللہ ابن مقتدی بعد باپ کے خلیفہ ہوا۔ نہایت کریم الاخلاق تھے علما اور حکما کو بہت دوست رکھتے۔ لیکن انکے عہد مین بہت خرخشے رہے۔ چین نہ ملا۔ سنہ ۴۸۶ھ مین روم نے بلنسیہ لیلیا۔ بسبب زندیقی کے سنہ ۴۸۸ھ مین احمد خان حاکم سمرقند قتل ہوا۔ سنہ ۴۸۹ھ ہجری مین ساتون ستارے سوا زحل کے برج حوت مین جمع ہوگئے۔ نجومیون نے کہا نوح کا سا طوفان آویگا وہ تو نہوا مگر ایک سیلاب آیا جسمین چند حاجی مسافر بہ گئے۔ سنہ ۴۹۲ھ مین باطنیہ کی دعوت اصفہان مین ظاہر ہوگئی۔ اسی سال مین عیسائی مشہور جہاد شروع ہوا۔ اہل فرنگ نے پہلے شہر ایلیا (بیت المقدس) کو لیلیا۔ ڈیڑھ مہینے کا محاصرہ رہا ستر ہزار آدمی قتل ہوئے جنمین بہت علما و زہاد و عباد تھے۔ مشاہد ڈھا دیئے گئے۔ یہود کنیسون مین جلادیے گئے کچھ لوگ بغداد کو بھاگ گئے۔ سنہ ۴۹۴ھ ہجری مین باطنیہ کا غلبہ عراق مین ہوا۔ بہت لوگ مارے گئے۔ اسی سال فرنگیون نے بلدۂ سروج۔ حیفا۔ ارسوف۔ قیساریہ چھین لیا۔ سنہ ۴۹۹ھ مین ایک شخص نواحی نہاوند مین نکلا کہا کہ مین نبی ہون۔ بہت لوگ اُسکے تابع ہوگئے۔ آخر کو پکڑا گیا اور قتل ہوا۔ سنہ ۵۰۰ھ ہجری مین سلطان محمد والی خوارزم نے قلعہ اصفہان باطنیہ سے چھین لیا۔ اُنکے سردار کو کھال کھینچکر بھس بھرا۔ سنہ ۵۰۳ھ ہجری مین فرنگ نے طرابلس شام بعد محاصرہ کئی سال کے لیا مسلمانون نے صلح چاہی۔ لاکھون روپیہ پر فیصلہ ہوا۔ لیکن بدعہدی کی۔ اسی سال مصر مین سیاہ آندھی آئی۔ آدمی کو اپنا ہاتھ نہ سوجھتا تھا۔ عصر سے مغرب تک یہی

حال رہا۔ ۵۰۱ہجری مین ایک سیل آیا سنجار کی فصیل کو ڈبو دیا۔ ایک خلق برباد ہو گئی۔ کئی کوس تک پھیل گیا۔ ۵۱۲ہجری مین مستنظہر خلیفہ مر گئے پچیس برس خلافت کی۔ تھوڑے دنون بعد انکی دادی ارجوان کا انتقال ہوا۔ انھون نے بیٹے پوتے پروتے کی خلافت دیکھی۔

اہل فرنگ نے کہ اسی عہد مین مسلمانون پر عیسائی جہاد کیا تھا اُسکا سبب یہ ہوا کہ جب خلافت قرطبہ مٹ گئی۔ اہل فرنگ کو قوت ہوئی۔ اور مسلمانون کی سلطنت کو دبانا شروع کیا۔ اور ادھر بغداد کی خلافت مین بھی ضعف آگیا تھا۔ ترکمانون نے کہ آل سلجوق سے تھے اپنی سلطنت بڑھائی یہان تک کہ عراق عجم اور شام وغیرہ اُنکے دخل مین آگیا۔ اور بیت المقدس بھی اُنکے قبضہ مین ہو گیا۔ اُن لوگون نے عیسائیون پر بڑی سختی کی۔ جسکے باعث سے اہل فرنگ اُنکے ہم مذہب کو جوش پیدا ہوا۔ اور اُنھون نے اور روم کبریٰ کے پوپ نے تمام اپنے ہم مذہب عیسائیون مین جہاد کا اشتہار دیا۔ اس سے کرورون عیسائی۔ فرانس۔ جرمن۔ اسٹیریا۔ اطالیہ۔ اسپانیہ۔ پرتگال۔ انگلستان۔ پالینڈ۔ وغیرہ کے فراہم ہوئے۔ اور اسمین اکثر چھوٹے چھوٹے بادشاہان فرنگ اور بعض بڑے بادشاہ بھی شریک ہوئے۔ سات جہاد عیسائیون نے ایک سو چھتر برس کے اندر کئے۔ جنمین دو تین معرکون مین انکو تھوڑی کامیابی ہوئی۔ کہ جسمین بیت المقدس اور کئی شہر اُنکے اطراف کے قریب نوّے برس تک اُنکے قبضہ مین رہے۔ لیکن آخرش ناکام ہوئے۔ اور لاکھون عیسائیون اور ہزارون مسلمانون کی جانین تلف ہوئین۔

اسی خلیفہ کے عہد مین حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی نے کہ بھائی حضرت امام احمد غزالی کے تھے ۵۰۵ہجری مین انتقال فرمایا۔

غزالی ایک قریہ ہے طوس مین۔ کہ حضرت امام محمد غزالی بن محمد وہان پیدا ہوئے۔

انکی پیدائش ۴۵۰ھ ہجری مین تھی۔ کہتے ہین کہ انھون نے ستر علم سیکھے کہ انکا کشود کار ہمین ہو۔ آخرش جب تصوف سیکھا اور زہد و عبادت شروع کیا۔ بر آر مطلب ہوا۔ پہلے انکا شمار حکماء مشرقی مین مثل ابوعلی سینا اور فخر الدین رازی کے تھا۔ لیکن آخر مین فرقۂ صوفیہ مین انکا بڑا اعتبار ہوا۔ انکی تصنیفات سے کیمیاے سعادت۔ احیاء العلوم وغیرہ ہے جس سے انکی استعداد عالی اور کمال ظاہر ہوتا ہے جس علم مین جو تصنیف ہے لاجواب ہے۔ انکا انتقال ۱۴ جمادی الثانی مین ۵۰۵ برس کی عمر مین ہوا۔ اور حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی انکے ہی صحبت یافتہ اور مجاز ہین۔ حضرت امام محمد غزالی سے لوگون نے پوچھا کہ یہ کمال آپ کو کیونکر حاصل ہوا۔ انھون نے فرمایا کہ جو نہ جانتا تھا اسکی دریافت مین عار نہ کیا۔

فصل انیسوین مسترشد باللہ و راشد باللہ ۲۹ و ۳۰ خلیفہ عباسیہ

مسترشد باللہ ابن مستظہر ۵۱۲ھ ہجری مین صاحب عقل و ہیبت تھے۔ انتظام ملک مین خوب کیا۔ شریعت حقہ کو چمکایا۔ اپنی ذات سے لڑائی لڑے۔ محدث تھے۔ انکا ذکر کتب طبقات مین ہے۔ آل سلجوق سے سلطان سنجر نے انکو دھوکے سے قتل کیا۔ ۵۲۰ھ مین موصل پر بادل سے آگ برسی سیکڑون گھر جلگئے۔ اسی کے عہد مین حضرت امام احمد غزالی نے کہ حضرت امام محمد غزالی کے بھائی تھے اور علامۂ وقت اور طبقات صوفیہ سے تھے۔ اور خواجہ ابوالقاسم گرگانی کے خلیفہ تھے ۵۱۷ھ ہجری مین اور خواجہ شیر مودود چشتی نے کہ طبقۂ صوفیہ چشتیہ سے تھے ۵۱۷ھ مین انتقال فرمایا۔

راشد باللہ بن مسترشد ۵۲۹ھ ہجری مین اپنے باپ کی جگہ خلیفہ ہوا۔ یہ نہایت فصیح۔ ادیب اور شاعر تھا۔ حسن یوسف اور کرم حاتمی رکھتا تھا۔ اصفہان مین جاکر بیمار پڑا۔ دشمنون نے چھری بھونک کر قتل کیا۔ یہ واقعہ ۵۳۲ھ ہجری

مین پیش آیا —

مقتضی لامرللہ بن مستظہر باللہ اپنے بھتیجے کے بعد خلیفہ ہوئے — چالیس برس کی عمر تھی — ۵۳۳ھ مین جنبرہ مین ایک بڑا زلزلہ آیا — جس سے ایک خلق ہلاک ہوگئی — ۵۴۴ھ مین دس بار زلزلہ بغداد مین آیا — ایک پہاڑ حلوان مین گرگیا — ۵۴۵ھ مین یمن مین بجاے پانی کے [illegible] برسا — ساری زمین لال ہوگئی — کپڑون مین اُسکا اثر باقی رہا — مقتدر کے زمانے سے بغداد کی خلافت براے نام رہگئی تھی — کثرت سے متغلب لوگ ظاہر ہوئے — جابجا سے ملک دبا لیا — اس خلیفہ کے زمانے مین پھر بغداد اور عراق پر تسلط ہوا کوئی نزاع باقی نہ رہی — آل سلجوق سے سلطان سنجر سلطان خراسان اور نورالدین محمود سلطان شام منجملہ انکے ملوک کے تھے — یہ نورالدین کریم النفس محب اہل حدیث تھا — اسی نورالدین کے سپہ سالار شیرہ کوہ نے پہلے خلفاے فاطمین مصر کی مدد کی — کہ فرنگیون کو مصر سے نکالا — اُسکے بعد وہان کے خلفا کو معزول کرکے — خلفاے عباسیہ کی خلافت وہان پھر قائم کی — اور اسی شیرہ کوہ کا بھتیجا جو ان معرکون مین شریک تھا صلاح الدین بن ایوب تھا کہ مابعد مین سلطان صلاح الدین کہلایا — اور عیسائیون کو متواتر لڑائیون مین شکست دیکر بیت المقدس کو قبضہ مین کرلیا — اور اسی نورالدین سے پہلے اسکے باپ زنگی نے کہ حاکم حلب اور موصل تھا فرنگیون کو شکست دیکر اڈسیہ وغیرہ لے لیا تھا — اور اُنکو آگے بڑھنے سے روکا — اس خاندان کو خاندان اتابک کہتے تھے —

مقتضی خلیفہ بھی نہایت نیک آدمی تھا — اسکے عدل اور تدبیر سے پھر بغداد نے رونق پائی — تلافی مافات ہوئی — یہ خلیفہ ۵۵۵ھ ہجری مین مرگیا —

اسی خلیفہ کے عہد مین صاحب کشاف جار اللہ زمخشری نے ۵۳۳ھ مین

اور حکیم سنائی نے ۵۳۵ھ مین اور شیخ الاسلام حضرت احمد جام اور حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی نے ۵۳۶ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔

حکیم سنائی غزنوی کہ مولف حدیقۃ الحقایق کے ہین غزنی کے رہنے والے تھے۔ ہمیشہ دیوانون کی طرح ننگے پائون پھرتے۔ اور جب دوست اور اقارب انکے حال پر روتے وہ کہتے کہ میرے حال پر مت رو بلکہ خوشی کرو۔ کہتے ہین کہ دوستون نے اُنکے لیے جوتا پیش کیا۔ لیکن اُنھون نے پھیر دیا۔ انکا ایک قصیدہ ہے زمانہ کہ جسکو رموز الاولیا اور کنوز الانبیا کہتے ہین۔ اسمین حقائق اور معارف کی بہت باتین درج ہین۔ اُنکا ظہور بہرام شاہ بن مسعود شاہ غزنوی کے زمانہ مین تھا۔ اُنکے کلام سے حدیقہ ہے کہ نام سے بہرام شاہ کے نظم کیا ہے۔ مولوی روم نے اپنی غزل مین اُنکو یاد کیا ہے۔ عطار روح بود و سنائی دو چشم او ✦ ما از پی سنائی و عطار آمدیم ✦ اُنکی وفات ۵۳۵ھ مین تھی۔

حضرت شیخ الاسلام احمد جام کہ بہ لقب زندہ پیل مشہور ہین اصل نام اُنکا ابو نصر احمد بن ابو الحسن ہے۔ فرزندون سے جریر بن عبد اللہ جبلی رضی اللہ عنہ کے ہین۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز ایمان لائے تھے۔ حضرت احمد جام نے اٹھارہ برس کوہستانون مین ریاضت مین بسر کیا تھا۔ تب آبادی مین آئے۔ بڑے عارف کامل تھے۔ اور حضرت شیخ کے بیالیس فرزند تھے۔ جنمین سے انتالیس بیٹے اور تین بیٹیان تھین۔ اُنکی وفات کے وقت چودہ بیٹے اور تین بیٹیان باقی رہگئی تھین۔ اور سب عالم اور کامل تھے اور صاحب تصنیف کثیر ہین۔ اور حضرت شیخ مرید سلطان ابو سعید ابو الخیر کے کہ بادشاہ اور عارف کامل تھے ہین۔ اور حضرت شیخ بھی صاحب تصنیف کاملہ تھے اور اُنمین سے ایک کتاب سراج السائرین ہے ولادت آپ کی ۴۴۱ھ مین تھی اور وفات رجب کے مہینے ۵۳۶ھ ہجری مین۔ اور اسی زمانہ مین سلطان سنجر کے

مولانا مغربی اور حکیم سوزنی اور عبدالواسع جبلی نے بھی کہ شاعرون سے تھے انتقال کیا -
حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی کہ مریدون سے حضرت خواجہ ابو علی فارمدی کے تھے اور صحبت یافتہ حضرت امام محمد غزالی کے تھے - بڑے عارف اور خدارسیدہ تھے - ایک شخص کہ عتاب مین حضرت شیخ کے درآیا - آخر نتیجہ اُسکا یہ ہوا کہ قیصر روم کی مصاحبت مین درآیا اور حالت کفر مین نصارا ہو کر مرگیا - آپ کے بڑے مشہور مریدون مین حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی ہین کہ بڑے عارف اور صاحب تصرف اور کرامات تھے - جنسے فیضان اویسی حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کو پہونچا تھا کہ اُسکا ذکر اُنکے حالات مین کیا جائیگا - اور وصایا اُنکے مشہور ہین کہ صوفیہ کا دستور العمل ہے - الغرض حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی نے سنہ ۵۳۶ ہجری مین انتقال فرمایا -

مستنجد باللہ ابن مقتفی اپنے باپ کے بعد سنہ ۵۵۵ ہجری مین خلیفہ ہوا - استنجد

مکوس یعنے عمل سائر کو بند کردیا - مفسدین پر سخت گرم تھا - مسلمین کے لیے بہت نرم تھا - اسکا فہم ثاقب تھا - اسکی راے صائب تھی - ایک مفسد کو قید کیا تھا - لوگون نے دس ہزار دینار دیکر چھڑانا چاہا - کہا مین دس ہزار دینار دیتا ہون - اگر ایک ور ایسا مفسد مجھکو بتلادو - سنہ ۵۶۶ ہجری مین بیمار ہو کر مرگیا -

اسی کے عہد مین ایک بہت بڑے شخص تھے کہ جنکا نام پاک حضرت سید عبدالقادر جیلانی الملقب بہ محی الدین تھا سنہ ۵۶۱ ہجری مین وفات فرمایا - حضرت سید عبدالقادر جیلانی کہ سادات حسنی الحسینی سے تھے سال چارسو اکیہتر ہجری مین جیلان مین پیدا ہوئے - آپکا نسب یون ہے حضرت سید عبدالقادر ابن ابی صالح ابن عبداللہ ثالث ابن یحیی زاہد ابن محمد اولی ابن داود ابن موسی ثانی ابن عبداللہ ثانی ابن موسی الجون ابن عبداللہ المحض ابن حسن مثنی ابن امام حسن ابن علی ابن ابی طالب

حضرت سید عبدالقادر جیلانی

رضی اللہ عنہم اجمعین۔ آپ اٹھارہ برس کی عمر مین جیلان سے بغداد مین آئے اور علم ظاہر اور باطن کا کمال پیدا کیا۔ آپ مرید اور مجاز اپنے والد بزرگوار کے اپنے آبائی سلسلہ مین تھے۔ لیکن جب بغداد مین آئے۔ تو شیخ ابو سعید مبارک کی صحبت اختیار کی اور اُنسے خرقۂ خلافت پایا۔ جب جیلان سے آپ چلے تو آپ کی والدہ نے نصیحت کی کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ اور خرچ کے واسطے کچھ اشرفیان آپ کے کپڑے کی تہ مین ٹانک دی تھین۔ راہ مین کئی ڈاکوون سے ملاقات ہوئی۔ اُنھون نے پوچھا کہ تمھارے پاس کچھ نقد بھی ہو۔ آپ نے سچی بات فرمادی۔ لیکن اُن لوگون نے باور نہ کیا۔ اور جانے دیا۔ لیکن ایک نے اُنھین سے دیکھا اور آپ کے قول کو سچ پایا۔ اُن لوگون نے سبب سچ کہنے کا پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ والدہ کا حکم ہو اور چند نصیحت اُنکو کی جسنے اُنکو اثر کی اور سب توبہ کرکے مسلمان ہو گئے۔ اور آپ کے تصرف اور کرامات بشمار ہین۔ لوگون نے دفتر کے دفتر مین صرف آپ کے تصرف اور کرامات لکھا ہو۔ چنانچہ اعجاز غوثیہ مصنفہ حضرت سیدنا مولانا محمد قاسم ابو العلائی داناپوری کی اور عروۂ وثقی مصنفہ جناب مولانا شاہ علی حبیب پھلواروی رحمۃ اللہ علیہم کی بہت معتبر کتاب اسی بارے مین ہو۔ اکثر کرامتین آپ کی اس قسم کی ہین کہ مُردے کو زندہ کیا ہو۔ چنانچہ ایک بارات کے لوگ جو دریا مین غرق تھے بعد کئی برس کے آپ کے تصرف سے زندہ نکل آئے۔ اور مرغ کی ہڈیان جسکو آپ نے تناول کرکے چھوڑی تھین مرغ کی صورت ہوکر زندہ ہوئین۔

کہتے ہین کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہین۔ ایک معروف کرخی دوسرے امام احمد حنبل تیسرے بشر حافی چوتھے منصور بن عمار پانچوین جنید بغدادی چھٹے سری سقطی ساتوین سہیل بن عبداللہ آٹھوین حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم۔

لکھتے ہین کہ حضرت امام حسن عسکری نے ایک شخص کو ایک جانماز عطا فرمائی کہ اپنے خاندان مین وصیت کرے کہ جو شخص سید عبد القادر جیلانی کو کہ میرے دو سو برس بعد ہوگا دیکھے تو یہ جانماز ہماری اُسکو پہونچا دے۔

چنانچہ جب آپ بغداد مین آئے اور آپ کے نام پاک کا شہرہ ہوا تو ایک شخص وہ جانماز لیکر آیا اور آپ نے قبل کہنے اُسکے وہ جانماز اُس سے مانگ لی۔ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی فرماتے تھے کہ اوائل مین مجھکو علم کلام سے نہایت ذوق تھا۔ اور میرے چچا مجھکو اس سے باز رکھتے تھے لیکن دل نہ مانتا تھا۔ ایک روز میرے چچا ابو نجیب ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مجھکو سید پاک غوث اعظم حضرت سید عبد القادر کے حضور مین لے گئے۔ اور فرمایا کہ مین اس اپنے بھتیجے کو علم کلام سے باز رکھتا ہون لیکن نہین مانتا آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر پھیرا مین علم کلام کو بھول گیا۔ اور علم معرفت میرے سینہ مین چمکا۔

حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کی خدمت مین حاضر ہونا۔ اور قطب الدین بختیار کاکی کا ساتھ جانا اور کیفیت مین مرنا اور حضرت سید عبد القادر رحمہ اللہ کا اُنکو زندہ کرنا مشہور ہے۔

اسی زمانہ مین سلطان سنجر سلجوقی بن ملک شاہ خراسان کا بادشاہ تھا۔ اہل کمال کا قدردان تھا۔ اُسکو آپ کے ملازمت کی تمنا ہوئی۔ اور عریضہ حضور مین ارسال کیا۔ اور عقیدت کا اظہار کیا اور لکھا کہ چونکہ مین سلطنت کا پابند ہون اور میرے وہان حاضر ہونے مین لشکرون سے کھیتون کی بربادی کا احتمال ہے۔ اسلیے گزارش ہے کہ اگر حضور قدم رنجہ فرمائین تو ملک نیمروز حضور کے درویشون کے لنگر اور خرچ خانقاہ کے لیے وقف کیا جائیگا۔ آپ نے یہ دو بیت فارسی کے اُسکے جواب مین لکھے ۔

چون چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد	با فقر گر بود ہوس ملک سنجرم

	صد ملک نیمروز بیک جو نمی خرم		تا یافت جا نمن خبر از ملک نیمروز

آپ کا ذکر گلستان مین حضرت سعدی نے کیا ہی کہ کعبہ کے دروازہ پر سر رکھکر فرماتے تھے کہ اے اللہ مجھ گنہگار کو قیامت کے دن اندھا اُٹھا کہ اُس دن نیکون کے سامنے شرمندہ نہون ـ آپ کے بارہ بیٹے تھے اور سب عالم اور کامل تھے ـ سب سے بڑے بیٹے حضرت عبدالوہاب معروف بہ عبدالرزاق تھے ـ جنکا نام اکثر سلسلون مین دیکھا جاتا ہی آپ مین سب طریقون کے فیضان جمع تھے ـ اور آپ کے بعد کوئی طریقہ ایسا نہوا کہ جسمین آپ کا فیضان نہو ـ آپ کی وفات شریف سترھوین ربیع الثانی ۵۶۱ھ ہجری مین ہوئی آپکا سن شریف اکانوے ۹۱ برس کا ہوا ـ آپ کو غوث الثقلین غوث الاعظم اور پیر دستگیر اور بڑے پیر کے لقب سے لوگ مخاطب کرتے ہین ـ آپ کی تصنیف سے غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب مشہور کتابین ہین ـ اور قصائد غوثیہ عربی کا اور فارسی کا دیوان آپ کا بھی خوب ہی جس سے آپ کے فہم کی قوت اور فکر کی رسائی ظاہر ہوتی ہی ـ آپ اپنے وقت مین امام زمانہ اور مجتہد دہر تھے تاہم آپ نے پہلے شافعی مسائل کی اقتدار کی اور بعد اسکے حضرت امام احمد حنبل کو خواب مین دیکھا تو حنبلی مسائل اختیار کیے ـ جب لوگون نے سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہ مذہب غریب ہو گیا تھا چند معدودہ آدمی اس مذہب کے رہگئے تھے ـ اگر مین نہ اختیار کرتا تو چند برس مین یہ مذہب زائل ہو جاتا ـ اور واضح رہے کہ فیضان اور نعمات آلہی کو محدود صرف بارہ امام مین کہ اہلبیت سے گذر چکے ہین اور چار مجتہدون مین نہ جانین لیکن یہ لوگ کہ گذرے ہین بہت مشہور اور ممتاز تھے ـ اور آپ کی راہ پر بہت لوگ اہل حق سے گذرے ہین ـ چنانچہ حضرت غوث الاعظم کو امام سیزدہم اہلبیت سے اکثرون نے شمار کیا ہی اور مجتہد فی المذہب سمجھتے ہین ـ

المستضیٔ بامر اللہ مستنجد اپنے باپ کے بعد ۵۶۶ھ ہجری مین خلیفہ ہوا ـ اسنے

سائرات کو دور کر دیا۔ مظالم پھیر دیے۔ ایسا عدل و کرم ظاہر کیا۔ جسکو کسی نے نہیں دیکھا۔ نہ سُنا۔ سادات اور علما کو بحساب مال دیا۔ مدارس اور رباط آباد کیے۔ اسکے سامنے مال کی کچھ قدر نہ تھی۔ خلیفہ ہوتے ہی ارباب دولت کو خلعت دیے۔ ایک ہزار تین سو خلعت ابریشم بانٹے۔ مصر میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سکہ جاری ہوا۔ ۵۷۵ھ مین خلیفہ کا انتقال ہوا۔

فصل اکیسوین - الناصر لدین اللہ و الظاہر بامر اللہ

الناصر ابن المستضئی بامر اللہ باپ کے بعد ۵۷۵ ہجری مین خلیفہ ہوئے۔ ایک جماعت اہل حدیث نے انکو اجازت دی انسے اجازت لی۔ سینتالیس برس خلیفہ رہے ساری عمر عزت اور جلال کے ساتھ بسر ہوئی۔ دشمنون پر غالب رہے۔ کسی نے سر اُٹھایا جسنے دشمنی کرنا چاہا۔ اُسکو خدا نے ذلیل کیا۔ بہت بیدار مغز احوال ملک سے خبردار تھے۔ سارے ملک کا حال اُسکو مخبر لکھتے تھے۔ کسی بادشاہ کو کسی سے صلح کرادی کسیکو کسی سے آپسمین لڑا دیا۔ مخفی تدبیر بہت اچھی آتی تھی۔ لوگون کو گمان تھا کہ یہ مخدوم جن ہین یا غیب دان ہین۔ کہ ہر بات پہلے سے معلوم کر لیتے ہین۔ ہند و مصر والے ویسے ہی ڈرتے تھے جیسا کہ بغداد والے۔ یہان تک کہ ملوک و اکابر شام وغیرہ جب ذکر انکا خلوت مین کرتے۔ اُسکے ہیبت و جلال سے آواز دبا کر بولتے۔ سارے ملوک جابر۔ باغی اور متغلب انکی اطاعت مین داخل ہوگئے۔ بہت سے نئے ملک فتح کیے۔ جو اگلے خلفا سے مفتوح نہوئے تھے۔ اندلس اور تاتار چین مین انکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ انکا زمانہ گویا عروس دہر تھا۔ لیکن کسی قدر شیعت کی طرف مائل تھے۔ ابن الجوزی سے پوچھا حضرت صلعم کے بعد کون افضل تھا۔ کہا جن کے پاس اُنکی بیٹی تھین۔ کھلکر نہ کہا کر ابو بکر ثم عمر بین اندیشے ہوگئے تھے۔ مگر کسیکو ثابت نہوا۔ حتی کہ وزیر نے بھی نہ جانا۔ ایک لونڈی کو اپنا ساخط سکھلا دیا تھا۔ وہ مشل

اُنکے فرمان پر اُنکے نام سے دستخط کردیتی تھی۔ سنہ ۶۲۲ھ مین انتقال کیا۔ سنہ ۵۸۲ ہجری مین چھ ستارے میزان مین جمع ہوئے۔ منجمین نے کہا۔ ہوا کے طوفان سے سارا عالم ویران ہوجائیگا۔ لوگون نے تہ خانے کھودے۔ گڑھے بنائے۔ غار تیار کیا۔ کھانا پانی رکھا۔ ہوا کا رستہ بند کیا۔ اور نوین جمادی الثانی کو کہ روز مقررہ تھا منتظر رہے لیکن ہوا نہ چلی۔ انوری شاعر بھی منجم تھا اُسنے بھی ایسا ہی کہا تھا دوسرے شاعرون نے اُسکی ہجو لکھی ہے

در روز حکم او نہ وزیدست ہیچ باد	یا مرسل الریاح تو دانی نہ انورے

لیکن اسی سال چنگیز خان تاتاری کا اقتدار ہوا۔ بہت ملک فتح کیے اور بڑی خونریزی کی۔ اسکا حال آیندہ لکھا جائیگا۔ سنہ ۵۸۳ھ مین عجب اتفاق ہوا۔ کہ جو پہلا دن اِس سال کا تھا۔ وہی پہلا دن اُسی سال کا تھا۔ وہی پہلا دن ہفتہ کا پہلا دن سال شمسی کا پہلا دن سنہ فارس کا تھا۔ سورج چاند پہلے برج مین تھے۔ اِس سال مین بہت فتوح ہوئے خصوصاً سلطان صلاح الدین نے کہ خاندان اتابک کی جگہ شام اور مصر اور عرب کا بادشاہ ہوگیا تھا۔ ۹۱ برس کے بعد بیت المقدس کو اہل فرنگ کے ہاتھ سے چھین لیا۔ سارے کنیسے اور گرجا گھر گرادیے۔ اُنکی جگہ مدارس شافعیہ بنادیے۔ سنہ ۵۹۶ھ مین سخت قحط مصر مین پڑا۔ سنہ ۶۰۰ھ مین فرنج نے نیل پر ہجوم کرکے شہر فوۃ کو لوٹ لیا۔ سنہ ۶۰۱ھ مین قسطنطنیہ پر ہوکر یونانی رومیون کو نکال دیا۔ سنہ ۶۱۴ھ کے آغاز مین چنگیز خانی تاتاریون کی آمد ہوئی۔ سنہ ۶۱۵ھ مین فرنج نے برج سلسلہ دمیاط کو لیلیا۔ یہ برج وسط نیل مین تھا۔ اسکے سامنے جانب شرق دمیاط ہے۔ دیار مصر کا قفل تھا۔ جانب غرب جزیرہ ہے۔ سنہ ۶۱۶ھ مین فرنج نے خود دمیاط کو لیلیا مسجدون کو گراکر گرجا گھر بنادیا۔ پھر سنہ ۶۱۸ھ مین دمیاط اُنکے ہاتھ سے نکل آیا۔ سنہ ۶۲۱ھ مین قاہرہ مین دار الحدیث بنایا گیا۔ کعبہ مکرمہ کو ماموں نے سفید دیباج

پنھایا- ماصر نے اُسکو سبز پہنایا پھر سیاہ کہ اب تک جاری ہے-

اسی عہد مین رشیدی سمرقندی نے کہ بڑے بزرگ اور فاضل تھے اور زمانہ مین اقسیس بن خوارزم شاہ کے تھے خطۂ خوارزم مین ۵۷۸ھ مین- اور حکیم ازرقی نے کہ بڑے فاضل سلطان طغرل شاہ ثانی سلجوقی کے دور مین تھے ۵۸۵ھ مین اور شہاب الدین قتیل اللہ نے کہ بڑے عارف تھے ۵۸۶ھ مین اور اوحد الدین انوری نے کہ بڑا شاعر سلطان سنجر کے دور مین تھا ۵۹۷ھ مین- اور سلطان الشعرا خان عجم خاقانی شروانی نے ۵۹۶ھ مین اور حضرت نظام الدین گنجوی نے کہ بڑے شاعر شیرین بیان اور عارف کامل تھے ۵۹۷ھ مین اور اسی سال شیخ ابوالفرح ابن الجوزی نے کہ بڑے محدث اور عالم تھے اور ظہیر الدین فاریابی نے کہ بڑے شاعر اور عالم اور رشیدی سمرقندی کے شاگرد تھے- ۵۹۸ھ مین اور امام فخر الدین رازی نے کہ بڑے عالم متبحر اور بڑے صاحب التصانیف تھے ۶۰۶ھ مین- اور حضرت مجد الدین بغدادی نے کہ بڑے عالم اور عارف کامل مرید حضرت نجم الدین کبرا کے تھے ۶۱۶ھ مین اور حضرت نجم الدین کبرا نے کہ بڑے عارف اور برگزیدہ تھے ۶۱۸ھ مین وفات فرمائی- اوحد الدین انوری کی اصل قریۂ بدنہ سے ہے- جو خراسان مین ہے- اور اُس میدان کو خاوران کہتے تھے- اسی سبب سے انوری نے اپنا تخلص پہلے خاوران رکھا تھا- اُسکے اُستاد عمارہ نے کہا کہ انوری تخلص رکھو شروع شباب مین طوس کے مدرسہ منصوریہ مین تحصیل علوم مین مشغول ہوا- بہت افلاس کے ساتھ بسر کرتا تھا- ایک روز مدرسہ کے دروازے پر بیٹھا تھا- کہ ایک شخص نہایت عمدہ لباس پہنے گھوڑے پر سوار مع غلام کے جاتا تھا پوچھا کہ یہ کون ہے- کہا کہ سلطان سنجر کے شعرا سے ہے- کہا سبحان اللہ علم کا

مرتبہ یہ بلند ہو اور مین اسقدر مفلس رہون- مین بھی اپنے کو شاعری مین مشہور کرتا ہون
اور اُسی رات کو سلطان سنجر کے نام ایک قصیدہ لکھا اور اُسکے صبح ہوتے ہی
بادشاہ کی خدمت مین گذرانا- چونکہ بادشاہ بڑا سخن شناس تھا- انعام اور اکرام
بخشا اور اپنا مصاحب بنایا- علم نجوم مین سرآمد زمانہ تھا- اور جب طوفان کی
خبر دی اور وہ غلط ہوئی تو بادشاہ اُس سے آزردہ ہوا- اس سبب سے انوری
بلخ کو چلا آیا- اور بقیہ اوقات وہین بسر کی- یہان تک کہ ۵۹۷ھ مین مر گیا-
اور اُسکی قبر بغل مین حضرت احمد خضرویہ کے ہی- انوری کی شاعری اور
فضیلت اظہر من الشمس ہی بہت کم لوگ اُسکے مقابل کے تھے سلطان الشعرا
خاقانی شروانی کہ اکمل شعرا سے ہین اور نام اُنکا افضل الدین ابراہیم ابن
علی شروانی ہی- شروان کے رہنے والے تھے- اور چونکہ خاقان کبیر ملک
منوچہر کے خدمتی تھے اسلیے خاقانی تخلص رکھا- اور برابر اُسکے مداح تھے-
کہ وہ شیروان کے تمامی بادشاہون سے فضل وکمال مین ممتاز تھا- اور
بسبب فصاحت وبلاغت کے لوگ انکو حسان عجم کہتے تھے- چنانچہ خود اپنی تصنیف مین اسکا ذکر کیا ہی

[illegible]

لکھتے ہین کہ خاقانی شاگرد فلکی کا تھا- [illegible]
عربی بغداد کی مدح مین لکھا تھا- اور خاقانی نے بھی حکیم سنائی کے قصیدہ
رائیہ کا جواب لکھا ہی- اور یہ بھی اہل عرفان سے تھا- اور اثیر الدین شاعر کہ
سلطان طغرل ثانی سلجوقی کا مداح تھا انکا ہمعصر تھا اور درمیان انکے اور اُسکے معارضات بھی رہے
اور خاقانی سرخاب مین مدفون ہین اور قبر افضل الزمان ظہیر الدین فاریابی و
شاہ غفور نیشاپوری کی خاقانی کے پہلو مین ہی-

حضرت شیخ نظامی گنجوی کو علوم ظاہری اور باطنی اور مصطلحات رسمی مین بہرہ

تمام تھا۔ عمر گرانمایہ کو اوّل سے آخر تک قناعت اور تقوی اور عزلت مین گذرانا۔ ہرگز مثل اور شاعرون کے حرص و ہوا مین نہ رہے۔ اور نہ اہل دنیا کی خدمت کی بلکہ سلاطین زمانہ نے آپ سے تبرک چاہا۔ اور شیخ نے اکثر مثنوی اُنکی التماس کے بموجب نظم کی۔ چنانچہ مخزن اسرار بہرام شاہ سلجوقی والی روم کے نام سے لکھا۔ اور لیلی مجنون خاقان کبیر ملک منوچہر بادشاہ شروان کے نام سے نظم کیا۔ اور ہفت پیکر اتابک قزل ارسلان کے نام سے مرقوم ہے اور سکندرنامہ کہ اُنکی آخری کتاب ہے طغرل شاہ ثانی سلجوقی کے نام سے ہے۔ اور ۸۴ برس کی عمر مین وفات پائی اور قبر اُنکی گنجہ کے باہر ہے۔ جو گرجستان مین ہے اور حضرت شیخ کو خضرؑ کی صحبت بھی تھی جیسا اُنکے کلام سے ظاہر ہے۔ ع مرا خضر تعلیم گر بود دوش۔

ظہیر الدین فاریابی

ظہیر الدین فاریابی رشید سمرقندی کا شاگرد ہے۔ نہایت فاضل تھا۔ اور شاعری مین مرتبہ عالی رکھتا تھا۔ اصل اُسکی فاریاب سے ہے۔ زمانہ مین اتابک قزل ارسلان کے عراق مین آیا۔ اور قزل ارسلان کا مداح ہوا۔ ابتدا مین ظہیر فاریاب سے نیشاپور مین آیا۔ اُس زمانہ مین سلطان طغرل شاہ ثانی نیشاپور کا حاکم تھا۔ کہ بعد سلطان سنجر کے جانشین ہوا تھا۔ حاصل کلام ظہیر نیشاپور سے بطور سیر کے اصفہان مین آیا۔ اور اصفہان سے آذربائجان پہونچا۔ اور اتابک محمد بن بلدگر کہ وزیر اور چچا طغرل شاہ کا تھا اُسکو تعلیم کیا۔ اور دس برس تک اتابک کی خدمت مین رہا۔ اُسکے مرنے کے بعد اُسکے بھائی قزل ارسلان کے ساتھ رہا۔ لیکن آخر مین اُسکو چھوڑکر اتابک ابوبکر بن محمد کی خدمت مین چلا گیا اور ظہیر الدین کی وفات تبریز مین ہوئی۔

امام فخر الدین محمد رازی

امام فخر الدین محمد رازی کی اصل طبرستان ہے رمضان کے مہینے مین ۵۴۲ھ

مین مقام رے مین پیدا ہوا - اپنے باپ سے تحصیل علوم کرتا - اور اُسکے مرنے کے
بعد سمنان مین گیا اور کمال سمنانی سے علوم رسمی حاصل کیا - اس شخص کو سبب کمال
علم رسمی کے امام کہتے ہین - ورنہ مسلمانون مین مثل اہل اللہ کے اسکی تقدیس
نہین کیجاتی - اور وہ مثل حکماے فلسفہ کے تھا - اور سلطان شہاب الدین غوری
کا ہمعصر تھا - یہ شخص نہایت جمیل اور باوقار تھا - اور جب سوار چلتا تو تین سو
طلبہ اُسکے ہمرکاب چلتے - اور اُسکے تصانیف مختلف علوم مین ہین - اور
اُنمین سے حدائق الانوار اور تفسیر کبیر ہی - اُسکی وفات ہرات مین ہوئی اور قبر
خیابان ہرات مین ہی -

حضرت شیخ مجدالدین بغدادی کہ یگانہ زمانہ اور برگزیدہ تھے - حضرت شیخ
نجم الدین کبریٰ کے تربیت یافتہ تھے - اصل انکی بغداد تھی - خوارزم شاہ نے خلیفہ
بغداد سے ایک طبیب چاہا - خلیفہ نے مجدالدین بغدادی کو بھیجا - اور وہ
مقربان بادشاہ سے ہوئے - جمعہ کے روز مجلس کرتے اور وعظ فرماتے -
اور ماں سلطان قطب الدین محمد خوارزم شاہ کی کہ عورت جمیلہ تھی - اور وعظ کا
شوق رکھتی کبھی شیخ مجدالدین کی زیارت کو آتی اور وعظ سنتی - دشمنون نے
بادشاہ سے اُسکی شراب کی مستی مین کہا کہ تمھاری ماں نے مجدالدین بغدادی
سے عقد کیا ہی اور وعظ کا بہانہ ہی یہ سنکر بادشاہ کو بہت رنج اور غصہ ہوا - اور
حکم دیا کہ مجدالدین بغدادی کو دجلہ مین ڈالا - یہان تک کہ اُنھون نے وفات
فرمائی - انکی شہادت سنہ ۶۱۶ھ مین ہوئی -

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ مرید اور صحبت یافتہ ابو نجیب ضیاء الدین
سہروردی کے ہین کہ جنکو چوتھا واسطہ حضرت ممشاد دینوری مرید حضرت جنید
بغدادی سے ہی - اور بھی ابو نجیب ضیاء الدین شیخ شہاب الدین سہروردی کے

بچا اور یہ بھی ہین شیخ نجم الدین کبری بڑے عارف کامل اور محدث اور عالم تھے۔
اور انکا لقب اولیا گر تھا۔ اس سبب سے کہ جو انکی خدمت مین پہونچا اور طالب
حق ہوا۔ وہ ولی کامل ہوا۔

الغرض جب سلطان محمد خوارزم شاہ کے اشارہ سے شیخ مجد الدین کو دجلہ
مین ڈالا۔ اور یہ خبر حضرت نجم الدین کبری کو پہونچی۔ چہرہ متغیر ہو گیا۔ اور کہا کہ
انا للہ وانا الیہ راجعون میرے فرزند مجد الدین کو دریا مین ڈالا۔ اور وفات
کی۔ سر سجدہ مین رکھا اور عرصہ تک سجدہ مین رہے۔ اور فرمایا کہ ہمنے اللہ تعالی
سے چاہا کہ میرے فرزند کے خونبہا مین ملک بادشاہ سے لیلیے۔ سلطان نے یہ
ماجرا سنا اور نہایت پشیمان ہوا۔ اور ایک طشت مین اشرفی اور ہاتھ مین
کفن اور تلوار لیکر پیادہ پا شیخ کے حضور مین آیا۔ اور جوتے کے پاس کھڑا رہا۔
اور کہا کہ اگر دیت چاہیے۔ تو یہ طشت زر حاضر ہی۔ اور اگر قصاص چاہیے تو یہ
تلوار اور کفن موجود ہی اور یہ سر حاضر ہی۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ وکان ذالک
فی الکتاب مسطورا اسکی دیت زر نہین ہی تمہارا اور ہمارا سر ہی۔ اور بہت
خلائق کا سر ہی۔ ناچار سلطان محمد نومید ہوکر واپس آیا۔ اور عنقریب زمانہ مین
چنگیز خان تاتاری کہ فرقہ کفار سے تھا اور بادشاہ تہار تھا چین کی جانب سے
ظاہر ہوا۔ اور بلاے عظیم کیطرح عجم کیطرف متوجہ ہوا۔ بادشاہ کے دل مین
باوجود مردانگی کے ایسا ڈر پیدا ہوا کہ بے لڑے مفرور ہوا۔ اور جہان جہان مفرور
ہوا تاتاری مغول نے اسکا تعاقب کیا۔ اور شہرون کو ویران اور لاکھون کا خون
کیا۔ یہان تک کہ وہ ۶۱۷ھ مین مرگیا حضرت شیخ نجم الدین کبرا اسی ہنگامہ مین
شہید ہوئے انکا کافر کا بال پکڑ لیا تھا۔ ہزارون نے ملکر چھڑانا چاہا نہ چھوٹا۔
یہان تک کہ اسکا بال کاٹ ڈالا۔ آپ کے کامل مریدون سے حضرت سیف الدین

تھے کہ جنسے سلسلہ کبرویہ فردوسیہ جاری ہوا۔ ۳۵

فصل بائیسوین الظاہر بامر اللہ و المستنصر

الظاہر بامر اللہ ابن ناصر لدین اللہ اپنے باپ کے بعد جانشین ہوا۔ اسوقت باون برس کی عمر تھی۔ اسنے خوب عدل کیا۔ ظلم کو مٹایا۔ قدیم خراج لیا۔ باپ نے جو اضافہ کیا تھا اُسکو چھوڑ دیا۔ یعقوبہ کا خراج دس ہزار دینار تھا۔ ناصر اسی ۸۰ ہزار لیتا تھا۔ اسنے وہی دس ہزار رکھا۔ قیدیون کو رہا کر دیا۔ ایک لاکھ دینار بقرعید کے دن علما اور صلحا کو بانٹے۔ کسی نے کہا جتنا تم دیتے ہو اسکا دسوان حصہ بھی کوئی نہین دیسکتا۔ کہا مین نے دُکان بعد عصر کے کھولی ہی مجھکو خیرات کرنے دو۔ خادمون نے کہا تمھارے باپ کے وقت مین خزانہ بھرا تھا۔ کہا خزانہ بھرنے کے لیے نہین ہی خالی کرنے کے لیے ہی۔ اللہ کی راہ مین جمع کرنا تجار کا کام ہی۔ ۶۲۳ھ مین انتقال کیا۔ نو مہینے کئی روز زندہ رہا۔ اِسنے حدیث کی روایت اپنے باپ سے کی۔ اُسنے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے پوتے نے سند لی۔

المستنصر باللہ بن الظاہر اپنے باپ کے بعد ۶۲۳ھ مین خلیفہ ہوا۔ عایا مین عدل اور انصاف کیا۔ اہل علم اور اہل دین کو اپنا مقرب بنایا۔ مساجد رباط مارستانات بنائے سُنتون کو زندہ کیا۔ فتنون کو مٹایا۔ لوگون کو سنت پر قائم کیا۔ جہاد کا انتظام کیا۔ لشکر جمع کیا۔ قلعہ فتح کیے۔ سرحد کی حفاظت کی کسیطرح کا کوئی عیب اُمین نہ بتاتا تھا۔ تتار نے لڑائی کا قصد کیا۔ اسکے لشکر نے شکست عظیم دی۔ انکا بھائی خفاجی لقب کہتا تھا اگر مین والی ہوتا جیحون اُترکر سارا ملک تتار کا چھین لیتا۔ تاتاریون کو جڑ سے اُکھیڑ دیتا۔ لیکن مستنصر کے بعد اُسکو کسی نے والی نہ بنایا۔ ابو احمد پسر مستنصر کو بٹھلایا۔ وہ ضعیف العقل تھا۔ مسلمان ہلاک ہوگئے تتاریون کو غلبہ ہوا۔ مدرسہ مستنصریہ مین کہ اسنے قائم

کیا تھا۔ ایک سو ساڑھ اونٹ کتب نفیسہ کے آئے۔ دوسو اڑتالیس مدرس مذاہب اربعہ کے تھے۔ شیوخ حدیث علیحدہ بحساب تھے ۶۲۸ھ مین ملک اشرف نے مصر کے دمشق مین دار الحدیث بنایا ۶۳۶ھ مین سکہ نقرہ جاری ہوا پہلے اس سے پارۂ زر کا بھی رواج تھا ۶۳۷ھ مین دمشق کی خطابت شیخ عزیز الدین بن عبد السلام کو ملی ۶۴۰ھ مین مستنصر نے انتقال کیا شعرا نے مرثیے لکھے۔

اسی عہد مین حضرت فرید الدین عطار نے ۶۲۷ھ مین اور مولانا بہاؤ الدین ولد مولوی روم کے والد نے ۶۳۱ھ مین اور حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی نے ۶۳۲ھ مین اور حضرت خواجہ غریب نواز سید معین الدین حسن سنجری حسینی نے ۶۳۳ ہجری مین اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے ۶۳۳ھ مین اور شیخ محی الدین ابن عربی نے ۶۳۷ھ مین وفات فرمائی رضوان اللہ علیہم انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت فرید الدین عطار

حضرت فرید الدین عطار ابتدا مین شیوہ عطاری کا کرتے تھے۔ ایک روز ایک فقیر اُنکے پاس آیا۔ اور کچھ چاہا۔ بہ سبب نہایت مشغولی کے اُسکے سوال کیطرف مخاطب نہوئے۔ فقیر نے کہا کہ اس تعلق کے ساتھ تمہارا مرنا کیسا ہوگا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ جیسا تیرا مرنا ہوگا۔ اُس فقیر نے کہا کہ ہماری ایسی موت تم نہین مرسکتے۔ اور یہ کہکر کاسۂ چوبین نیچے سر کے رکھا اور اللہ اللہ کہکر مرگیا۔ جب عطار نے یہ حال دیکھا دکان اُٹھا دی۔ اور جو کچھ ہاتھ مین آیا ایثار کیا اور حضرت شیخ رکن الدین کاف کی ملازمت مین حاضر رہے۔ اور بہت سے درویشون کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شیخ صنعان اُنکے شیوخ سے ہین۔ اور بیت اللہ کی زیارت کو گئے۔ اور وہان سے واپس آکر حضرت مجد الدین بغدادی کی خدمت مین رہے۔ اور خرقہ فقر کا اُنسے پہنا۔ لکھتے ہین کہ اُنکے چالیس رسالے نظم ہین

منطق الطیر

منطق الطیر انکے تصنیف سے ہی- مولوی روم نے لکھا ہی- کہ منصور کا نور ڈیڑھ سو برس بعد فرید الدین عطار کی روح پر چمکا- اصل شیخ کی قریہ کدگن سے ہی کہ نیشا پور کے اطراف مین تھا- اور شیخ کی عمر بہت دراز ہوئی- کہتے ہین ایک سو چودہ برس زندہ رہے- سلطان سنجر کے زمانہ مین پیدا ہوئے- سنہ ولادت ۵۱۳ھ ہجری تھا اور ۲۹ برس نیشا پور مین رہے- اور شہر شادیاخ مین ۸۵ برس رہے- اور حضرت شیخ کا انتقال نیشا پور کے قتل عام مین کہ مغلون نے کیا تھا ہوا- چنگیز خان کے مغلون نے بعد فتحیابی خوارزم کے نیشا پور کا محاصرہ کیا- اس محاصرہ مین چنگیز خان کا داماد مارا گیا- جسکا نام قراچار نوئیان تھا- اس سبب سے قتل عام کا حکم دیا تھا- ایک مغل نے پہلے حضرت شیخ کو گرفتار کیا- اور چاہتا تھا کہ قتل کرین- کہ ایک شخص ظاہر ہوا- اور کہا کہ اس بوڑھے شخص کو قتل مت کر کہ اسکا خونبہا ہم ہزار اشرفی دیتے ہین حضرت شیخ نے کہا کہ مت بیچ کہ اس سے بھی زیادہ تجھکو قیمت ملیگی- دوسرا آیا اوسنے کہا کہ اسکو مت مار اسکا خونبہا- یہ بوجھا گھاس کا مین دیتا ہون- شیخ نے کہا کہ بیچو اس سے زیادہ کے قابل ہم نہین ہین- اسپر مغل نے غصہ ہو کر آپ کو دہم جمادی الثانی کو قتل کیا-

حضرت مولانا بہاؤ الدین

حضرت مولانا بہاؤ الدین - تمامی علماے بلخ کے سردفتر تھے اور زمانہ مین محمد خوارزم شاہ کے بڑے باحشمت وعظمت تھے- اور باوجود علم ظاہر کے تصوف مین بھی دخل تھا- بعضون کا قول ہی کہ حضرت نجم الدین کبرا کے خلفا سے تھے اور اُنکی مان بادشاہ خراسان علاؤ الدین محمد بن خوارزم شاہ کی بیٹی تھین- اہل بلخ اُنکے بڑے معتقد تھے- اور جسوقت وعظ فرماتے آپکے منبر کے نیچے عوام وخواص بڑا اجماع کرتے- سلطان محمد نے اُنسے حسد کیا- اور اُنسے دشمنی کرنے لگا- مولانا اُس سے رنج ہو کر بلخ سے نکلے- اور حج کا قصد کیا- جب نیشا پور مین پہونچے- شیخ

فریدالدین عطار اُنکی ملاقات کو آئے - اور اپنی کتاب اسرار نامہ اُنکے بیٹے مولانا جلال الدین رومی کو کہ لڑکے تھے ہدیہ دیا - اور مولانا بہاؤ الدین سے کہا کہ بہت جلد یہ لڑکا عالم کے عشاق کو جلائیگا - الحاصل بعد سفر حجاز کے قصد ملک شام کا کیا - اور انبیا علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کی - اور بعد کئی سال کے سیاحی کے مولانا مع اپنے ساتھیون کے زمانہ مین سلطان علاؤ الدین کیقباد سلجوقی کے ارض روم مین پہونچے - اور اُسنے بڑی عظمت کی - اور اہل روم نہایت معتقد اور مرید اُنکے ہوئے - اور بادشاہ بھی مع اپنے خاندان کے اُنکا مرید ہوا مولانا نے شہر قونیہ کا رہنا اختیار کیا - اور وعظ اور فائدہ بخشی مین مشغول رہے کئی برس اسیطرح رہنے یہان تک کہ انتقال فرمایا - اور بطریق وراثت اور وصیت کے اپنے باپ کی جگہ مولانا جلال الدین رومی جانشین ہوئے - اور اپنے والد کے یارون کے پیشوا ہوئے

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کی ولادت

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی

رجب مین ۵۳۹ھ مین ہوئی - آپ مرید اور فیض یافتہ اپنے چچا حضرت ابو نجیب ضیاء الدین سہروردی کے تھے جو پیر حضرت نجم الدین کبرا کے تھے - اور ابو نجیب ضیاء الدین سہروردی اپنے ماموں وجیہ الدین ابو حفص کے مرید تھے - انکو دو طرف سے فیض پہونچا تھا - ایک تو حضرت ممشاد دینوری سے دو واسطہ کے درمیان سے اور وہ مرید حضرت جنید بغدادی کے تھے - اور دوسرے حضرت ابو القاسم گرگانی سے بواسطہ احمد غزالی اور ابو علی رودباری کے الغرض حضرت شیخ شہاب الدین بڑے عارف کامل اور مقرب الٰہی تھے - اور سیکڑون ولی اللہ آپ کی خانقاہ سے نکلے - چنانچہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور مخدوم یحیٰ منیری اور مخدوم نظام الدین غزنوی اور مخدوم شہاب الدین نبر جگجوت عظیم آبادی اور حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی وغیرہ آپ کے مریدان کامل سے تھے - اور حضرت شیخ کو صحبت

حکایت

حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تھی اور خرقہ خلافت اُنسے بھی پایا تھا - بعد حضرت غوث الثقلین کے بغداد مین حضرت شیخ الشیوخ کا بڑا رشد ہوا - کتاب عوارف کہ اخلاق مین بےمثل اور عبارت عربی مین ہے - اِسی بزرگ کی یادگار ہے اکثر عارف اسکا درس کرتے ہین حضرت شیخ کی وفات ۶۳۲ھ مین ہوئی - اور بغداد جدید مین مزار ہے

حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی چشتی کی اصل سیستان سے ہے جسکو سجستان بھی کہتے ہین - اور وہان کے لوگون کو سنجری یا سنگری بھی کہتے ہین - ۵۳۷ھ مین قصبہ سنجر مین پیدا ہوئے - پندرہ برس کی عمر مین آپ کے والد حسن نے انتقال فرمایا - اور وہ بڑے صاحب ریاضت اور قناعت تھے - اپنے والد کے انتقال کے بعد سمرقند اور بخارا کو گئے - اور کسیقدر علوم رسمی وہان حاصل کیا - اور وہان سے خراسان مین گئے - اور وہان نشو و نما پایا - اور قصبہ ہارون مین کہ نیشاپور کے اطراف مین ہے حضرت عثمان ہارونی کی صحبت مین پہونچے - اور بیعت کی - اور بیس برس تک اُنکی صحبت مین ریاضت شاقہ کی - اور بہت سے بزرگون کی مثل نجم الدین کبرا اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کی زیارت کی اور مستفید ہوئے - الغرض آپ اکابرون سے سلسلہ چشتیہ کے ہین دو واسطہ کی درمیانگی سے آپ کا سلسلہ خواجہ مودود چشتی سے جا ملتا ہے اور آٹھ واسطے کی درمیانگی سے حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ سے جا ملتا ہے - آپ سلطان معز الدین سام سے جسکو شہاب الدین محمد غوری بھی کہتے ہین - پہلے ہند مین آئے اور اجمیر مین جہان راے پتھورا رہتا تھا اقامت کی - لیکن اُس سے نہین بنتی تھی یہان تک کہ راے پتھورا شہاب الدین محمد غوری سے لڑا - اور مارا گیا - تب آپ نے اجمیر مین عزلت اختیار کی خواجہ قطب الدین اوشی دہلوی آپ کے خلفا سے ہین اور خواجہ فرید الدین گنج شکر کہ جنکا مزار پنجاب مین ہے

پٹن مین ہی - مرید خواجہ قطب الدین کے ہین اور شیخ نظام الدین اولیا جنکا مزار دہلی
مین ہی حضرت فرید الدین شکر گنج کے مرید ہین - حاصل کلام بہت سے صاحب کمال
حضرت خواجہ کے زیر عاطفت مین ہوئے - اور اکبر نامہ مین مذکور ہی - کہ اکبر بادشاہ
اپنی سلطنت کے زمانہ مین آپ کی بزرگی کی شہرت سنکر آپ کے مزار کی زیارت
کیواسطے کئی مرتبہ پیادہ پا آگرہ سے اجمیر گئے ہین - اور وہان عمارت عالی بنائی -
تاریخ آپ کی وفات کی چھٹی رجب روز شنبہ ۶۳۳ھ ہجری ہی - اور بعد وفات کے
آپ کی پیشانی پر جانب اللہ مات فی حب اللہ بخط نور لکھا ہوا دیکھا گیا - بیان پر آپ کے
تصرفات کا ذکر ترک کیا گیا - لیکن کرامات آج تک آپ کے مزار سے ظاہر ہوتی ہین

خواجہ قطب الدین بختیار اوشی بیٹے کمال الدین موسی کے تھے - ولی مادر زاد تھے
اوش مین کہ درمیان اندجان کے واقع ہی پیدا ہوئے - اور کم سنی مین یعنی چودہ برس
مین سفر اختیار کیا - اور بغداد مین رجب کے مہینے مین ۶۲۲ھ ہجری مین ابو اللیث
سمرقندی کی مسجد مین سامنے شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحد الدین کرمانی
وغیرہ کے خواجہ معین الدین حسن سنجری سے مرید ہوئے - اور استفادہ اٹھایا - اور
ہند مین ملتان پہونچکر حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا کے پاس رہے - اور زمانے مین
سلطان شمس الدین التمش کے دہلی مین آکر اقامت کی اور کبھی کبھی شعر فارسی مین
فرماتے چنانچہ آپکے یہ اشعار ہین ؎

ای بگرد شمع رویت عالمے پروانۂ	وز لب شیرین تو شورست در ہر خانۂ
من بجندین آشنائی میخورم خون جگر	آشنا را حال اینست وای بر بیگانۂ
قطب مسکین گر گناہی میکند عیبش مکن	عیب نبود گر گناہی میکند دیوانۂ

حضرت خواجہ غریب نواز نے ۱۴ - ربیع الاول کو ۶۳۳ھ ہجری مین انتقال فرمایا - آپکا مزار دہلی
مین ہر خاص ہی - زیارتگاہ خاص و عام ہی - مابعد کے بادشاہون نے اپنی

حضرت احمد جام کے عین وجد مین ہوا۔ ؎

کشتگان خنجر تسلیم را	ہر زمان از غیب جانے دیگر است

قاضی حمید الدین ناگوری آپ کے خلفا سے تھے۔

شیخ محی الدین

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی پیدائش ۵۶۱ھ مین تھی۔ اصل مین آپ کے والد اندلس (اسپین) کے تھے۔ انکے والد حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی کے صحبت یافتہ تھے۔ یہ بڑے عارف محقق اور صاحب تصانیف کثیرہ ہین چنانچہ انکی فتوحات مکی اور فصوص الحکم اور تفسیر مشہور ہے۔ انھون نے ۶۳۸ھ مین دمشق مین انتقال فرمایا۔

مستعصم بٰا

فصل تینتیسوین المستعصم باللہ

مستعصم باللہ ابن مستنصر اپنے باپ کے بعد جانشین ہوئے یہ آخری بادشاہ بغداد کے ہین۔ یہ بڑے عالم اور محدث تھے۔ انکو حدیث کی سند ابن النجار نے دی۔ ایک جماعت نے انسے حدیث روایت کی۔ دمیاطی نے چالیس حدیث کی تخریج انسے کی۔ یہ کریم۔ حلیم۔ سلیم۔ دیانت دار اور متبع سُنت تھے۔ مثل اپنے باپ دادا کے بیدار مغز اور ہوشیار تھے۔ مگر جب ابن علقمی کہ باطن مین رافضی تھا وزیر ہوا مسلمانون پر تباہی لایا۔ ظاہر مین خلیفہ کے ساتھ ہوا اور باطن مین تاتاریون سے سازش رکھتا تھا۔ ۶۵۴ھ مین ایک آگ مدینہ منورہ مین ظاہر ہوئی اس آگ سے پہلے ایک زلزلہ آیا۔ اُسکے بعد یہ آگ نکلی اسکا قصہ جذب القلوب الی دیار المحبوب وغیرہ مین مفصل لکھا ہے اس آگ کی خبر حدیثون مین مذکور تھی۔ پتھر کو جلادیتی مگر مدینہ کے اندر قدم نہ رکھا۔ ۶۵۵ھ مین تاتاریون نے جابجا حملہ شروع کیا۔ اور خلیفہ اور خلائق ابن علقمی کے فقرے مین غافل رہے۔ یہان تک کہ ۶۵۶ھ مین تاتار مغل بغداد مین پہونچے۔ دو لاکھ تھے ہلاکو خان چنگیز خان پوتا اُنکا افسر تھا۔ خلیفہ کا لشکر کم رہگیا تھا اسلیے کہ ابن علقمی فریب دیکر کم کراتا تھا

[illegible]

اُٹھا یا۔ دو مہینے تک مستعصم گھرے ہوئے رہے۔ ابن علقمی نے کہا کہ مین صلح کرا دیتا ہون اور مغلون کے لشکر مین گیا۔ اور واپس آکر کہا۔ کہ ہلاکو آپ کا مشتاق ہی اور آپ کو تاج بخشی کریگا۔ اور آپکے بیٹے ابو بکر سے اپنی بیٹی کی شادی چاہتا ہی۔ آپ خدم اور حشم سے اکابر سلطنت کے اُسکی ملاقات کو چلیے اور ہلاکو سے کہ رکھا تھا کہ مین اُنکو مع ارکین دولت کے لیے آتا ہون سب کو قتل کرنا اور مجھکو اپنا وزیر کرنا۔ اور کسی علوی کو خلیفہ کر دینا۔ مستعصم اس فقرے مین آگئے اور ہلاکو کے خیمہ مین گئے اُسنے سب کی گرفتاری کا حکم دیا۔ اور سب کو قتل کیا۔ بغداد کے سولہ لاکھ آدمی اس واقعہ مین شہید ہوئے۔ اور عباسیون کی خلافت بغداد مین ختم ہوئی۔ چنانچہ شاعرون نے مرثیے اس ماتم مین لکھے۔ اور حضرت سعدی کا مرثیہ اس بارہ مین یہان درج ہوتا ہی۔ ~

آسمان را حق بود گر خون بگرید بر زمین	بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین
اے محمد گر قیامت مے بر آری سر ز خاک	سر برآور وین قیامت را میان خلق بین
خون فرزندان عم مصطفےٰ شد ریختہ	ہم بران خاکیکہ سلطانان نہادندی جبین

بعد فتح بغداد کے تاتاری شام کی طرف بڑھے لیکن شام اس وقت دخل مین صاحب مصر کے تھا۔ جسکا نام ملک منصور تھا لیکن یہ منصور نہایت بچہ تھا۔ اُسکے وزیر سیف الدین مغری نے سب اعیان کو جمع کیا۔ اور شیخ الاسلام سے پوچھا کہ اسوقت کیا کرنا چاہیے۔ اُنھون نے کہا کہ سب کو چاہیے کہ دشمن سے لڑین۔ جب بیت المال مین کچھ نہ رہے رعایا سے لیکر لڑین۔ اسلیے سیف الدین ملقب بہ ملک مظفر ہوئے۔ ۶۵۶ھ اور ۶۵۸ھ مین کوئی خلیفہ نہ تھا اسی سنہ مین تاتاری فرات کے پار ہوکر حلب مین پہونچے۔ وہان کی خلق کو تہ تیغ کرکے دمشق مین آئے۔

اہل مصر نے شام کی طرف توجہ کی۔ تاتاریون سے لڑنے کو چشمہ جالوت پر صف آرا

ہوئے۔ روز جمعہ ۱۵- رمضان کو تاتاریون نے شکست اُٹھائی۔ مسلمانون نے فتح پائی
تاتاری بیحساب مارے گئے۔ اُنکا مال مسلمانون کے ہاتھ آیا۔ ملک مظفر نے دمشق کو
اس فتحیابی کی خبر بھیجی۔ پھر خود دمشق مین آئے۔ اسکے سردار بیبرس نے تاتاریون کا تعاقب
حلب تک کیا اور وہان تک اُنسے ملک خالی کرالیا۔ سلطان مظفر نے بیبرس سے فتحیابی کے
وعدہ حلب دینے کا کیا تھا لیکن وعدہ سے پھر گیا۔ اسلیے ملک مظفر جب مصر کو جانے لگا
راہ مین بیبرس نے اُسکو قتل کیا اور خود ملک قاہر کا لقب لیکر بادشاہ ہوگیا۔ پھر ملک ظاہر
کا لقب لیا۔ ۶۵۹ھ مین پھر کوئی خلیفہ نہ ہوا یہان تک کہ مصر مین خلافت ہوکر مستنصر سے
بیعت کی گئی۔

حضرت شمس الدین تبریزی

اسی عہد مین حضرت شمس الدین تبریزی نے انتقال فرمایا۔

حضرت شمس الدین تبریزی ابن خاوند علاء الدین بڑے عارف کامل گذرے
ہین۔ اور یہ کیائیون کی اولاد مین ہین۔ انکے والد قلعہ الموت کے والی تھے اپنے اجداد
کے مذہب سے کنارہ کرکے دفتر اور رسالے کو ملحدون کے جلایا۔ اور اسلام کے آثار ملاحدہ
کے قلعون مین ظاہر کیے۔ اور حضرت شمس الدین کو واسطے سیکھنے علم و ادب کے پوشیدہ تبریز
کی طرف روانہ کیا۔ انھون نے وہان عورتون سے زردوزی بھی سیکھی تھی۔ اور اسی سے
زردوز کے لقب سے مشہور ہین۔

جب حضرت شمس الدین علم ظاہر سے ماہر ہوئے مرید حضرت رکن الدین شمس کے ہوئے۔
اس بزرگ کا سلسلہ دو واسطہ کی درمیانگی سے حضرت نجم الدین کبرے سے جا ملتا ہے۔ ایکروز
شیخ رکن الدین نے شمس الدین تبریزی کو کہا کہ تمکو چاہیے کہ ارض روم کی طرف جاؤ۔ اور
ایک سوختہ ہے اُسمین آگ لگاؤ۔ وہ پیر کے اشارے سے روم کی طرف گئے۔ اور شہر
قونیہ مین پہونچے۔ دیکھا کہ مولانا جلال الدین اونٹ پر بیٹھے ہین۔ اور غلامان اُنکی ہمرکابی
مین ساتھ ہین۔ اور مدرسے سے گھر کو جاتے ہین۔ حضرت شمس الدین بھی ہمرکابی مین چلے

اور ملاقات مولانا جلال الدین رومی سے ہوئی - اسکے بعد مولانا اکثر ہمیشہ بلاتے تھے اور
اُنکی صحبت کرتے - اور تنہا اُنکے ساتھ جنگل کو جاتے - غلامون نے اور مولانا کے مریدون
نے شور و غل کیا کہ ایک شخص ننگا مسلمانون کے پیشوا کو بیراہ کیے ہے - اور ہمیشہ یہ
طعن کیا کرتے - یہان تک کہ شمس تبریز مولانا سے چھپکر تبریز کو آئے - لیکن مولانا کو اُنکی فرقت
کی طاقت نہ رہی اور تبریز سے واپس روم کو لے گئے - پھر مولانا کے مریدون نے شور و
غوغا مچایا - پھر شمس تبریز کسی ضرورت سے شام کی طرف تشریف فرما ہوئے - جب وہان سے
پھر روم مین واپس آئے اور مولانا کے ساتھ خلوت مین بیٹھے تھے - کہ ایک شخص نے
شمس تبریز کو دروازہ سے پکارا - اُسی وقت اُٹھے اور مولانا سے کہا کہ مجھکو قتل کے واسطے
بلاتے ہین - اُسی وقت سات آدمیون نے مشورہ کیا تھا - اور کمین گاہ مین تھے - ایک
چھری کاری شیخ کو ماری - شیخ نے نعرہ کیا - کہ وہ جماعت بیہوش ہو گئی - ایک اُن مین سے
علاء الدین محمود مولانا کا بیٹا تھا - مولانا نے اُسکی بنسبت فرمایا کہ انہ لیس من اہلک - جب
قاتلون کو ہوش آیا سوا ے چند قطرات خون کے کچھ نہ دیکھا - اور قاتلان بھی اسکے بدلے
مین بلاے ناگہانی مین مبتلا ہو کر بہت جلد مر گئے - اور علاء الدین محمود کو بھی ایک ایسی علت
پیدا ہوئی کہ اُسی زمانہ مین وفات کی - اور مولانا اُسکے جنازہ مین بھی شریک نہوئے -
اور بعض لکھتے ہین کہ شیخ شمس تبریز کی قبر مولانا بہاؤ الدین ولد کی قبر کی بغل مین ہے
لوگون نے اُنکی لاش کنوئین مین ڈالدی تھی - مولانا کے بیٹے سلطان ولد نے خواب
دیکھا اور لاش نکلوا کر دفن کی -

فصل چوبیسوین خلفاے عباسیۂ مصر کے بیان مین کہ نام کے خلفا تھے اور وہ تیرہ ہین

اول خلیفہ مصر کا مستنصر باللہ ابن الظاہر تھا - یہ بغداد مین قید تھا - جب مستنصر باللہ

تاتاریون نے بغداد ویران کیا۔ انکو رہا کر دیا۔ یہ بھاگ کر عرب عراق کو چلے گئے جب بیبرس کی سلطنت مصر مین ہوئی دس آدمیون کے ہمراہ مصر مین آئے۔ بیبرس نے مع قضاة اور امراے دولت کے استقبال کیا۔ قاضی القضاة تاج الدین کے روبرو مستنصر نے اپنا نسب ثابت کیا۔ اُسی وقت سب نے اُنسے بیعت کی۔ پھر قاضی القضاة نے۔ پھر شیخ عزیز الدین بن عبد السلام نے پھر سب اکابر نے۔ مستنصر کے نام کا سکہ جاری کیا گیا۔ خطبہ پڑھا لوگ خوش ہوئے۔ جمعہ کے دن سیاہ لباس پہنکر جامع قلعہ مین نماز پڑھی۔ منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھا۔ اُس مین بنی عباس کی بزرگی بیان کی۔ سلطان اور اہل اسلام کے لیے دعا کی۔ پھر سلطان کو خلعت دی۔ حکومت کا فرمان بخشا۔ عہد حکومت لکھدیا۔ سلطان بیبرس نے خلیفہ کے لیے گھر بار احتشام ضروری مصارف مہیا کیے۔ سو گھوڑے۔ تیس خچر۔ دس قطار اونٹ بہت سے غلام ایک اتابک۔ ایک خزانچی۔ ایک منشی۔ وغیرہ دیے۔ پھر مستنصر نے ارادہ عراق کا کیا۔ سلطان نے مشایعت کی۔ بہت سامان دیے۔ جب خلیفہ روانہ ہوئے بہت سے ملوک اُنکے ہمراہ ہوئے۔ صاحب موصل صاحب سنجر صاحب جزیرہ۔ راہ مین حاکم حلب ملا۔ اُسنے اطاعت اختیار کی۔ پھر خلیفہ نے حدیثہ کو لے لیا پھر ہیت کو فتح کیا اسمین تاتاریون کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ بہت مسلمان مارے گئے۔ خلیفہ کھو گئے۔ ظاہر یہ ہی کہ شہید ہو گئے کسی نے کہا بچکر روپوش ہو گئے۔ یہ واقعہ سنہ ۶۶۰ھ مین ہوا چھ ماہ سے کم خلافت کی۔

دوسرے خلیفہ حاکم بامر اللہ تھے

دوسرے خلیفہ مصر کے حاکم بامر اللہ تھے۔ یہ مسترشد باللہ کی اولاد مین تھے وقت واقعہ بغداد کے چھپ رہے بچ گئے۔ نکلکر چند روز نزدیک بنی خفاجہ کے رہے جب ملک مظفر دمشق کو آئے۔ انکو ڈھونڈھکر نکالا بیعت خلافت کی۔ بہت سے امراے عرب اُنکے ہمراہ کر دیے۔ حاکم نے عانہ۔ حدیثہ۔ ہیت۔ انبار لے لیا

سخت تاتار کو شکست دی۔ سنہ ۶۶۱ھ مین ملک طاہر نے انکو بلاکر برج کبیر قلعہ مین اتارا۔
جامع قلعہ مین اُنکے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور چالیس برس خلافت کی۔ امام عبدالحلیم ابن تیمیہ
نے بھی انسے بیعت کی۔ خلیفہ نے اپنی طرف سے سلطان کو خلعت سے سرفراز کیا۔ جابجا دعوت خلافت
لکھی گئی۔ اسی سال بہت سے تاتار مسلمان ہوکر امن کے طالب ہوئے۔ انکے لیے
روٹی کپڑا مقرر کیا گیا۔ سنہ ۶۶۲ھ مین تدریس حدیث دمیاطی کے سپرد ہوئی۔ اسی سال مین
بڑا زلزلہ آیا۔ سنہ ۶۶۳ھ مین سلطان اندلس نے فرنج پر فتح پائی۔ بتیس شہر مصر مین جو ہاتھ
سے نکل گئے تھے جیسے اشبیلہ مرسیہ وغیرہ وہ واپس آگئے۔ اسی سال ہلاکو خان
ہلاک ہوا۔ اُسکی جگہ اُسکا بیٹا ابغاخان بیٹھا۔ اسی سال سلطان نے اپنے بیٹے
ملک سعید کو سلطان بنایا۔ اُسکی چار برس کی عمر تھی۔ شاہانہ شوکت رکھتا تھا۔ اُسکی
سواری قلعہ جبل کو لے گئے۔ خود فرزند کے سامنے غاشیہ اُٹھایا۔ سب امرا پیادہ
سواری کے ہمراہ تھے۔ اسی سال چارون مذہب کے قاضی مصر مین مقرر ہوئے
سنہ ۶۶۵ھ مین سلطان نے نوبیہ۔ دنقلہ (ڈنگولا) کے والی کو لڑکر قید کیا۔ دنقلہ والون پر
جزیہ مقرر کیا۔ سنہ ۳۱ھ مین حضرت عثمانؓ کی خلافت مین حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے
پہلے اسپر حملہ کیا تھا۔ اور جب سے برابر حملے ہوتے تھے لیکن پورا فتح نہ ہوا تھا۔ اس
سال پوری فتح اسپر ہوئی۔ سنہ ۶۷۶ ہجری مین ملک طاہر نے دمشق مین انتقال کیا
ملک سعید اٹھارہ برس کی عمر مین بجاے باپ کے بیٹھے۔ سنہ ۶۷۸ھ مین ملک سعید اُتار
دیے گئے۔ کرک کی طرف سلطان بناکر بھیجے گئے۔ اُسی سال وہ مرگئے۔ مصر مین اُنکے
بھائی سلامش کو سات برس کی عمر مین بجاے ملک سعید کے بٹھادیا۔ خطبہ سکہ
جاری ہوگیا پھر رجب مین سلامش کو بے لڑے بھڑے اُتار دیا۔ قلاوون سلطان
ہوگیا۔ اسکا لقب ملک منصور ہوا۔ سنہ ۶۷۹ھ مین مصر مین بڑے اولے گرے۔ سنہ ۶۸۰ھ
مین تاتار کا لشکر شام پر آیا۔ بڑی لڑائی ہوئی مسلمان غالب رہے۔ سنہ ۶۸۸ھ مین

سلطان

سلطان نے طرابلس لے لیا - جو ہاتھ مین نصاریٰ کے ۲۰۵ سنہ سے تھا - ۶۸۹ ہجری مین قلادون مرگیا - ملک اشرف اُسکا بیٹا بجائے باپ کے بیٹھا - قاضی بدرالدین بن جماعہ نے نماز پڑھائی - خطبہ پڑھا پھر خلیفہ نے دوسرا خطبہ پڑھا بغداد لینے پر رغبت دلائی ۶۹۴ھ مین قازان بن ارغون بن ابغا بن ہلاکو مسلمان ہوگیا - لوگ بہت خوش ہوئے سارے لشکر مین اسلام کا رواج پایا - ۷۰۱ھ مین خلیفہ حاکم کا انتقال ہوگیا - سب اعیان واکابر پیادہ ہمراہ جنازہ کے گئے -

اسی عہد مین شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی نے ۶۶۶ھ مین اور بابا فرید شکر گنج نے ۶۶۹ھ مین اور مولانا جلال الدین رومی نے ۶۷۲ھ مین اور خواجہ نصیرالدین طوسی نے اسی سال مین اور شیخ فخرالدین عراقی نے ۶۸۸ھ مین اور شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نے ۶۹۱ ہجری مین وفات فرمایا - قاضی حمیدالدین ناگوری نے ۶۹۵ ہجری مین وفات کی -

حضرت خواجہ زکریا

شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی بیٹے قطب الدین محمد بن کمال الدین قریشی کے ہین - ۵۶۵ھ مین کوٹ کرور ملتان مین پیدا ہوئے - اور کم سنی مین آپ کے والد نے انتقال فرمایا تحصیل علم کے بعد سیاحی اختیار کی - بغداد مین آئے اور مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے ہوئے - اور عرصہ قلیل مین مرتبہ خلافت پر پہونچے بعد اسکے ملتان مین آئے - کہتے ہین حضرت شیخ بابا فرید شکر گنج سے نہایت ربط تھا ایک مدت تک ایک ساتھ بسر کیا - اور تاریخ ۷ - ماہ صفر کو سو برس کی عمر مین وفات پائی - کہتے ہین کہ قبل انتقال کے ایک بوڑھے شخص نورانی نے ایک خط مُہر کیا ہوا آپکے بیٹے صدرالدین کو لاکر دیا اور اُنھون نے اپنے والد کو دیا - جب حضرت شیخ نے اُس خط کو پڑھا انتقال فرمایا - اور آپ کا مزار ملتان مین ہے - اور شیخ صدرالدین نے بھی وہین ۶۸۴ھ مین انتقال فرمایا - اور اُنکی جگہ اُنکے بیٹے شیخ رکن الدین ابوالفتح جانشین ہوئے

حضرت بابا فرید شکر گنج بیٹے شیخ جلال الدین بن سلیمان کے ہین۔ اولاد سے فرخ شاہ کابلی کے تھے۔ کہ اُنکو شاہ کابل کہتے تھے۔ زمانے مین چنگیز خان کے انکے اجداد سے قاضی شعیب لاہور مین آئے تھے۔ اور قصبۂ قصور مین اقامت کی سلطان ٹہن نے آپ کے آنے کو بزرگ سمجھا اور احترام کیا۔ اور شیخ فرید کہ نواسہ قاضی شعیب کے تھے ملتان مین آکر اجودھن مین جسکو پاک پٹن کہتے ہین اقامت کی۔ اور علوم مشہورہ مین ہند کے مشغول ہوئے۔ یہان تک کہ خواجہ قطب الدین اوشی سے ملاقات ہوئی۔ اور علوم رسمی سے گذر کر تحصیل حقائق اور معارف مین مشغول ہوئے۔ اور برابر آپ کی خدمت مین حاضر رہے۔ اور صاحب کرامت اور تصرف ہوئے۔ اور بعد وفات خواجہ قطب الدین کے خرقہ اور عصا انکا آپ کو ملا۔ اور گنج شکر کے لقب کی وجہ یہ لکھتے ہین کہ ایک سوداگر شکر لادے لیے جاتا تھا۔ خواجہ فرید نے اُس سے شکر طلب کیا اُسنے کہا شکر نہین ہی نمک ہی۔ جب سوداگر نے شکر کا بار اُتارنا چاہا۔ تو نمک پایا۔ نہایت شرمندہ ہوا۔ پھر حضرت شیخ کے پاس آیا اور الحاح کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر شکر تھا تو شکر ہوگا جاکر دیکھ۔ تب اُس نے شکر پایا۔ خانخانان محمد بیرم خان اکبر کے وزیر نے اس مضمون کو نظم مین لکھا ہی۔ ؎

کان نمک جہان شکر شیخ بحر و بر	آن کز شکر نمک کند و از نمک شکر

آپ کی وفات ۵۔ محرم ۶۶۴ھ مین ہی۔ حضرت کے ممتاز مریدون مین آپ کے بھتیجے حضرت شیخ علی احمد صابر جنکے خلیفہ شمس الدین ترک ہین تھے اور حضرت سلطان نظام الدین اولیا و بدایونی بھی۔

حضرت مولانا جلال الدین محمد رومی مولوی رومی کے لقب سے بھی مشہور ہین۔ آپ کی اصل بلخ ہی۔ جب آپ کے والد مولانا بہاؤ الدین ولد نے انتقال فرمایا۔

سلطان علاء الدین کیقباد نے کہ آخری بادشاہ سلجوقیون سے روم کا تھا۔ تمامی اکابرون کو جمع کرکے مولانا جلال الدین رومی کو اپنے باپ کی جگہہ بٹھلایا۔ اور بہاؤ الدین ولد کے ایک مرید تھے سید برہان الدین ترمذی اُنسے استفادہ اُٹھایا۔ مولانا جلال الدین مرید اپنے والد کے تھے۔ اور بعضون نے لکھا ہی کہ سید برہان الدین سے بیعت کی اور نو برس اُنکی صحبت مین رہے۔ جب اُنھون نے انتقال کیا تو پانچ برس حضرت شمس الدین تبریزی سے صحبت رہی۔ اور جب اُنکی شہادت ہوئی تو صلاح الدین زرکوب کی صحبت مین رہے اور اُنکے بعد حسام الدین قونی کے ساتھ عمر بسر کی۔ یہان تک کہ جو ہونا تھا ہوئے۔ کم سنی مین حضرت شیخ فرید الدین عطار کی بھی صحبت پائی۔ مولانا کی ولادت ششم ربیع الاول ۶۰۴ھ مین تھی۔ مولانا بڑے عارف اور محقق تھے۔ اُنکی مثنوی مولوی روم۔ اسپر گواہی دیتی ہی اور اُس سے اُنکے دل اور دماغ کی قوت معلوم ہوتی ہی۔ مولوی جامی فرماتے ہین ؎ مثنوی مولوی معنوی + ہست قرآن در زبان پہلوی اور کہتے ہین۔ ؎

من چہ گویم وصف آن عالی جناب	نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

آپ کی وفات وقت غروب آفتاب پانچوین جمادی الثانی کو ہوئی۔ آپکی جگہہ آپکے بیٹے سلطان ولد جانشین ہوئے وہ بھی بڑے عارف تھے۔

خواجہ نصیر الدین طوسی

خواجہ نصیر الدین طوسی۔ طوس مین پیدا ہوئے۔ اور وہان کسب کمالات کرکے طوسی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ وہ اپنے زمانے مین بڑے عالم اور حکیم مشہور تھے۔ وہ جب ۱۳ برس کے تھے اُنکے باپ امام فخر الدین رازی نے انتقال فرمایا۔

اور اسمعیلیہ کی وزارت بھی چند روز تک قلعہ الموت مین اُنکی زبردستی سے قبول کی۔ اور خلیفہ مستعصم کے زمانے مین کچھ عرصہ تک قہستان مین رہا اور وہان کے حاکم نے اُسپر مہربانی کی۔ اور خواجہ نے اخلاق ناصری اُسکے نام سے تالیف کی۔ اور اسی درمیان مین ایک عربی قصیدہ خلیفہ مستعصم کے نام سے اُنکی تعریف مین لکھ کر بھیجا۔ لیکن ابن علقمی وزیر کے ہاتھ مین پڑا۔ یہ امر

اُسکو ناگوار ہوا اُسی قصیدہ کی پشت پر کچھ لکھکر ناصر الدین کے پاس بھیجا کہ خواجہ نے خلیفہ سے مراسلات شروع کیا ہی اسپر ناصر الدین نے خواجہ کو قید کیا- یہان تک کہ جب ہلاکو خان چنگیز خان کے پوتے نے بغداد کو فتح کیا- اور وہان تک پہونچا- خواجہ کو رہا کر کے اپنا وزیر بنایا- مراغہ مین ہلاکو خان نے رصد بنوائی جیسی مامون رشید نے بنوائی تھی- حکما اور اہل فلاسفہ اور متکلمین کو وہان جمع کیا- لیکن ہنوز انجام کو نہ پہونچا تھا کہ ہلاکو نے قضا کی- اُسکے بیٹے ابقا خان نے اسکو جاری رکھا اور اُسکے وقت مین یہ رصد انجام کو پہونچا- خواجہ نصیر الدین نے وصیت کی تھی کہ اُسکو جوار مین حضرت امام موسیٰ کاظم کے دفن کرین چنانچہ اُنکے لڑکون نے ایسا ہی چاہا تھا- لیکن وہ جگہ خلیفہ نے اپنے واسطے رکھی تھی- اسلیے ضافہ مین دفن کیے گئے-

شیخ فخر الدین عراقی

شیخ فخر الدین عراقی ہمشیرزادے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے ہین یہ خلیفہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے ہین- اور عمدہ شاعرون مین کہ طبقات صوفیہ سے تھے شمار کیے جاتے ہین- یہ بڑے عارف کامل تھے- انکا انتقال اس شعر پر اُنکے ہوا- ؎

چو خود کردند راز خویشتن فاش	عراقی را چرا بدنام کردند		

انکی قبر دمشق مین ہی-

شیخ مصلح الدین سعدی

شیخ العارف حضرت مصلح الدین سعدی شیراز کے رہنے والے تھے- انکے والد کا نام عبداللہ شیرازی تھا- چونکہ انکا ظہور اتابک سعد زنگی کے دور مین تھا- اسی سبب سے تخلص اپنا سعدی کیا- فضل و کمال مین عدیم المثل تھے- ایک سو دس برس دنیا مین رہے- اکثر ربع مسکون پھرے اور بہت سے ملکون کو اُنھون نے دیکھا- پدر بزرگوار اس بزرگوار کے اتابک کے ملازمون مین تھے- علوم ظاہری انھون نے شیخ شمس الدین ابوالفرج بن جوزی سے مدرسہ نظامیہ مین بغداد کے تحصیل کیا- اسکا اشارہ بوستان کے ساتوین باب بارھوین حکایت مین کیا ہی- یہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے مُرید ہین اور دریا کے سفر مین اُنکا ساتھ ہوا ہی جیسا کہ اس شعر سے بوستان کے معلوم ہوتا ہی- ؎

مرا پیر دانا ے فرخ شہاب	دو اندرز فرمود بر روے آب

اپنی تمامی عمر مین چودہ مرتبہ بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے - پھر جنگ وجہاد کے واسطے بیت المقدس اور روم کی طرف گئے - اور ہندوستان مین جو وارد ہوئے تو سومنات کا بتخانہ دیکھنے گئے چنانچہ اسکا ذکر آٹھوین باب کی آخر حکایت مین مذکور ہی آخر عمر مین ایک مکان گوشہ نشینی کے واسطے بنایا - کہ شہر کے باہر تھا - اور بعضون کا قول ہی کہ اتابک نے بنوادیا غرض اس مین بیٹھے رہے اور باہر نکلنا چھوڑ دیا - بادشاہ امیر اور فقیر اُنکی زیارت کو جاتے - اور لذیذ کھانے اُنکے واسطے لاتے - شیخ قدرے تناول فرماتے اور باقی مسکینون اور محتاجون کو بانٹ دیتے - اسپر بھی جو بچ جاتا تو زنبیل مین رکھکر صومعہ کے ناہدان کے باہر شیراز کے لکڑہارون کے واسطے لٹکا دیتے چنانچہ جو اُنکے مکان کے نیچے سے گذرتے تو اُس طعام لطیف کو کھاتے - لطف یہ ہی کہ شیخ باوجود کشف وکمال کے لطائف ظرائف مین بھی بے مثل تھے - ہمیشہ صاحبان فضل وبلاغت سے ارتباط رکھتے تھے - گلستان اور بوستان اُنکے فضل وبلاغت پر دال ہی - بعد ازان فارس اور شیراز مین بڑے بڑے شاعر اور فاضل ہوئے - لیکن اُنکے سخن کے مرتبے کو نہ پہونچے - اور وہ رتبہ کسی کو نہ ملا لیکن ہند مین امیر خسرو دہلوی بادشاہ سخن اور سلطان شاعران اس ملک کا اُنکا ہمعصر تھا اسکی زباندانی کے شیخ بھی قائل تھے - اور اُسکے کلام پر دل سے مائل تھے چنانچہ سلطان محمد بن سلطان غیاث الدین تغلق نے جب حضرت سعدی کو شیراز سے طلب کیا تب انھون نے اپنی پیری کا عذر کیا - اور لکھبھیجا کہ خسرو دہلوی اس فن مین کامل ہی - اُسکو غنیمت سمجھو - اور عزیز رکھو - چنانچہ شیخ کے کہنے پر محمد شاہ نے اُنکی قدر کی - اور سعدی نے یہ بھی جواب دیا کہ اُسکو متعلقات سے جانو اور مین کتاب مصنفہ خاص گلستان اور بوستان بھیجتا ہون - اس سے اتنا ہی فائدہ ہوگا جتنا کہ میری ملاقات سے ہوگا - یہ حضرت ایسے فصیح تھے کہ انکو ایک عالم جانتا ہی میرے لکھنے کی کچھ حاجت نہین - انھون نے سنہ ۶۹۱ھ

مین وفات فرمائی۔

ناصر الدین قاضی بیضا صاحب تفسیر نے بھی اسی سال انتقال فرمایا۔ اسنکے ہمعصر مولانا امامی ہروی خواجہ مجد الدین شعراسے تھے۔

قاضی حمید الدین ناگوری زمانے مین سلطان غیاث الدین بلبن اور سلطان معز الدین کیقباد کے تھے۔ اُنکا مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے پائین مین ہی اور جو کتبہ اُنکے لوح مزار پر لکھا ہی اُس سے مفہوم ہوتا ہی کہ وہ سنہ ۶۹۵ ہجری مین سلطان جلال الدین فیروز خلجی کی سلطنت مین مرے۔ یہ بڑے عارف اور عالم باکمال تھے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید تھے۔

تیسرے خلیفہ مصر کے المستکفی باللہ بن حاکم بامر اللہ

المستکفی باللہ بن حاکم بامر اللہ سنہ ۷۰۱ ہجری مین خلیفہ ہوئے۔ بلاد مصریہ اور شامیہ مین اُنکا خطبہ پڑھا گیا۔ سارے اقطار اور ممالک اسلامیہ مین اسکی خوشخبری پہونچی۔ سنہ ۷۰۲ھ مین تاتاریون نے شام پر چڑھائی کی۔ خلیفہ سے لڑائی ہوئی۔ مسلمان کامیاب ہوئے تاتاریون کو شکست ہوئی۔ بہت سے مارے گئے اور باقی بھاگے۔

اسی سال مصر و شام مین ایک زلزلہ عظیم آیا۔ جس سے بہت لوگ گھرون مین دبکر مرگئے۔ سنہ ۷۰۳ ہجری مین امیر بیبرس نے سعد الدین حارثی کو شیخ الحدیث ابو الحیان کو شیخ النحو مدرسے مین مقرر کیا۔ سنہ ۷۰۸ ہجری مین ملک ناصر بن قلادون نے آپ کو معزول کیا۔ آپ کی جگہ بیبرس جاشنگیر سلطان ہوئے۔ خلیفہ نے اُسکو سیاہ خلعت دی عمامہ بخشا۔ حاکم امیر شام کردیا۔ اسی سال مین وزیر نے گفتگو کی کہ اہل ذمہ سفید عمامہ باندھین۔ سات لاکھ دینار ہر سال دیا کرین۔ علاوہ خراج سابق کے شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ نے اُسکو نہ ہونے دیا۔ نہایت کوشش اسکے ابطال مین کی۔ اسی سال مین

جو بند بادشاہ تاتار نے اپنے ملک مین رفض ظاہر کی منع کیا کہ سواے حضرت علیؑ و حسینؓ و حسنؓ علیہم السلام کے کسی کا ذکر خطبے مین نہ ہو یہ بات چل نکلی - یہان تک کہ ۷۱۶ھ مین وہ مرگیا اُسکا بیٹا ابو سعید اُسکی جگہہ ہوا - وہ سنی تھا - اُسنے پھر بدستور خطبہ مین اصحاب اربعہ کا نام جاری کیا - یہ تاتاری بادشاہون مین بہت بہتر تھا - ۷۳۶ھ مین مرگیا - پھر کوئی تاتاریون سے نہ اُٹھا - پھر کسی نے تاتاری بادشاہون مین رفض نہ قبول کی - ۷۱۰ھ مین نیل کی طغیانی سے اکثر شہر ڈوب گئے - ۷۲۴ھ مین پھر نیل نے ساڑھے تین ماہ تک طغیان کیا - ۷۲۶ھ مین سقوف مسجد الحرام اور ابواب بنائے گئے - ۷۳۳ھ مین سلطان نے حکم دیا کہ بندوق نہ چلے - تیر نہ بکے منجمین پیشینگوئی نہ کرین - اسی سال کعبہ کا دروازہ آبنوس کا بنوایا جسپر چاندی کے پتر تھے - ۷۳۶ھ مین درمیان خلیفہ اور سلطان کے کسی امر پر ناخوشی ہوئی سلطان نے خلیفہ کو مع اہل و عیال قید کرکے قوص مین بھیجدیا - قریب ایکسو شخص کے ہمراہ تھے کچھ وظیفہ مقرر کردیا - یہان تک کہ ۷۴۰ھ مین وہ بمقام قوص مرگئے -

اسی عہد مین مولانا قطب الدین علامہ نے کہ بڑے عالم اور شاگرد خواجہ نصیر الدین طوسی کے تھے ۷۱۰ھ ہجری مین اور خواجہ ہمام الدین تبریزی نے کہ بڑے عالم اور شاگرد خواجہ نصیر الدین کے تھے ۷۱۳ھ ہجری مین اور سید حسین غزنوی نے کہ بڑے عارف تھے ۷۱۸ھ مین اور شیخ شرف بو علی قلندر نے ۷۲۴ھ ہجری مین اور حضرت سلطان نظام الدین اولیا بدایونی نے ۷۲۵ھ ہجری مین اور امیر خسرو دہلوی نے ۷۲۵ھ ہجری مین اور حضرت شیخ سید صفی الدین اردبیلی نے ۷۳۵ھ مین اور شیخ علاؤ الدولہ سمنانی نے ۷۳۶ھ مین اور شیخ اوحد الدین اصفہانی نے کہ شاگرد اوحد الدین کرمانی کے اور عمدہ شاعر تھے ۷۳۸ھ مین انتقال فرمایا -

مولانا قطب الدین

مولانا قطب الدین علامہ بڑے عالم اور صاحب کمال تھے - خواجہ نصیر الدین طوسی سے کسب کمالات کا کیا - اور ہلاکو خان کے زمانے سے سلطان محمد خدابندہ کے زمانہ تک

زندہ رہے۔ اُنکی تصانیف سے تحفہ شاہی علم ہئیت مین اور شرح کلیات قانون اور شرح مفتاح العلوم اور قطبی علم منطق مین ہے۔ اُنکے درمیان مین اور حضرت سعدی کے درمیان مین ہمیشہ طیبت ہوتی تھی۔ چنانچہ مولانا اور حضرت سعدی ایک روز ایک مسجد کے ملاحظہ کو گئے جسکو اتابک نے بنوایا تھا۔ اور بادشاہ بھی ساتھ تھا بعد نماز کے کچھ مٹی بادشاہ کے رخسارے مین لگی تھی۔ اسپر مولانا نے کہا یالیتنی کنت ترابا یعنے کاش مین مٹی ہوتا۔ بادشاہ نے کہا کہ مولانا نے کیا فرمایا اسپر حضرت سعدی نے کہا کہ یقول الکافر یالیتنی کنت ترابا۔ مولانا کی وفات ۱۷۔ رمضان کو ۷۱۰ھ ہجری مین ہوئی۔

خواجہ ہمام الدین تبریزی

خواجہ ہمام الدین تبریزی بڑے فاضل خوش طبع اور صاحب جاہ تھے شاگردون سے خواجہ نصیر الدین طوسی کے تھے اور ہمزلف قطب الدین علامہ اور شیخ سعدی رحمہ اللہ کے قرابت دارون سے تھے۔ ایک روز حُسن اتفاق سے حضرت سعدی ایک حمام مین تھے۔ خواجہ ہمام الدین اپنی عزت وجلال کے ساتھ وہان پہونچے۔ خواجہ نے پوچھا کہ تمھارا مکان کہان ہے کہا خاک پاک شیراز۔ پوچھا کہ کوئی کلام ہمام کا شیراز تک پہونچا ہے۔ حضرت سعدی نے یہ شعر مقطع کا پڑھا۔ ؎

در میان من و دلدار حجاب است ہمام		وقت آنست کہ آن ہم زمیان برخیزد	

اور اُس وقت ایسا تھا کہ ایک خوب صورت جوان خواجہ ہمام سے گفتگو کرتا تھا اور اُسکے درمیان مین اور سعدی کے درمیان مین خواجہ ہمام حائل تھے۔ اس حاضر جوابی پر خواجہ ہمام کو شک ہوا کہ شاید یہ سعدی ہے اور کہا کہ تمھارا نام شاید سعدی ہے فرمایا کہ ہان۔ حضرت سعدی سے خواجہ ہمام نے معذرت چاہی اور اپنے مکان پر ساتھ لے گئے اور بڑے تکلف سے دعوت کی۔ اور خوب صحبت رہی۔ خواجہ کی وفات ۷۱۳ھ ہجری مین ہوئی۔

حضرت شیخ بو علی قلندر

حضرت شرف الاولیا شیخ بُو علی قلندر پانی پتی اپنے وقت مین بڑے کامل اور عارف تھے اور بہت سی کرامتین اُنکی مشہور ہین۔ اصل انکی عراق ہے لیکن چونکہ اُنکا

کشود کار پانی پت مین ہوا- اسیلیے پانی پتی کے لقب سے مشہور ہین اپنی ایک تصنیف مین انھون نے لکھا ہی کہ مجھکو زیارت شمس تبریز اور مولانا ے روم کی ہوئی- اور اُنکی صحبت مین رہا کہتے ہین کہ ہمیشہ مجذوبانہ شہر کے گرد پھرتے تے- اور آخر مین یہ حال ہوا کہ ہمیشہ مستغرق رہتے اور بات نہ کرتے- کہتے ہین کہ سلطان علاؤ الدین خلجی دہلی کا بادشاہ آپ کا مُرید تھا- ایک مرتبہ چاہا کہ کسی کو آپ کے پاس روانہ کرے- کسی کو اسکی طاقت نہ تھی آخر مین امیر خسرو دہلوی کو تجویز کیا- امیر خسرو دہلوی نے اپنے پیر شیخ نظام الدین سے اس بارہ مین اجازت چاہی حضرت شیخ نے کچھ تامل کے بعد اجازت دی اور کہا کہ جو بات شیخ بوعلی سے سُنو اسکو دل اور جان سے قبول کرو اُس پر ہرگز اعتراض نہ کرنا- جب امیر خسرو پانی پت مین پہونچے خادمون نے آپ کے واسطے اجازت چاہی- فرمایا ہون- جب امیر خسرو سامنے پہونچے آپ نے فرمایا کہ خسرو ہیرے- امیر خسرو نے ٹوپی زمین پر رکھی اور کہا کہ اس عاجز کو ایسا ہی کہتے ہین فرمایا کہ اپنا کلام سُنا امیر خسرو نے یہ غزل سُنائی- ؎

اے کہ گوئی ہیچ مشکل ہچون فراق یار نیست | گر امید وصل باشد ہمچنان دشوار نیست
چند گوئیدم بروزنار بند اے بُت پرست | برتن خسرو کدامی رگ کہ آن زنار نیست

شیخ نے ان شعرون کو سُنکر فرمایا کہ خوب کہتے ہو اور اچھے رہ گئے اور سچے جو سو گئے اور اس فقیر سے بھی سُنو- ؎

وہیم خسروان برما نعل استر است | خسرو کسیہ حلقۂ تجرید بر سر است
گفتم زعلم و عقل بملک دگر شوم | ملکم زعلم و عقل چو دیدم فزون تر است
سیمرغ و آرزوی نہفتم بقاف عشق | کو عار نے کہ منظر او عرش اکبر است
ورس حرف نبود ز الواح ابجد | لوح جمال دوست مرادر ابجد است

امیر خسرو اس غزل کو سُنکر بہت روئے- حضرت شیخ نے ہندی مین فرمایا کہ کچھ سمجھتے ہو- امیر خسرو نے فرمایا کہ اسی پر روتے ہین کہ کچھ نہین سمجھتے- حضرت شیخ نے یہ جواب سُنکر

خوشی ظاہر کی اور بہت کچھ قیمت اور بزرگی بخشی اور بعد تین روز کے امیر خسرو کو رخصت جانیکی دی۔ اور حضرت سلطان نظام الدین کے لیے اور سلطان علاؤالدین خلجی کے لیے یادگار بھیجی اور بادشاہ کو لکھا کہ علاے خلج مقرر جائے کہ بندگان کے ساتھ نیک زندگی بسر کرے۔ جب یہ تحریر بادشاہ کے پاس پہونچی بعض نادانون نے کہا کہ یہ تحریر خلیفہ وقت کی شان مین درست نہ ہوئی۔ بادشاہ نے کہا کہ اے نادان ہمپر بڑا احسان کیا کہ خوطی دہلی کے ہمپر بحال رکھا حضرت سلطان شیخ نظام الدین نے یہ رباعی شیخ بوعلی قلندر کے پاس لکھی اور جو جواب اُنھون نے لکھا وہ بھی درج ہی۔ رباعی

گہ راست کند صورت مردی و زنی	گہ بشکند او جامۂ جان از تنے
کس نیست کہ او ستاد قضا را پرسد	کاے بار خدا چہ حکمت و چیست فنے

جواب

شرط است کہ با امر خدا دم نہ زنی	این نوع کہ گفتی نہ تو مردی نہ زنے
گل را چہ مجال است کہ پرسد ز کلال	کز بہر چہ سازی و چرا می شکنی

حضرت شیخ بوعلی کا سن ایک سو سے زیادہ تھا اور نوین رمضان کو انتقال فرمایا۔

حضرت شیخ نظام الدین اولیا

حضرت شیخ نظام الدین اولیا بڑے بزرگون سے ہندوستان کے ہین۔ آپ کو اہل ہند سلطان المشائخ کہتے ہین۔ آپ کا نسب بارہ واسطون کی درمیانگی سے حضرت امام علی موسی رضا سے ملتا ہی۔ آپ کی پیدائش بداون مین ہوئی۔ آپ کی بارہ برس کی عمر تھی کہ آپکے والد احمد دانیال نے وفات فرمایا اور آپ کے دل مین محبت شیخ فرید گنج شکر کی پیدا ہوئی اور اگرچہ آپ بابا فرید کے پچھلے مریدون سے ہین لیکن اور سب مریدون سے علم اور فضل مین زیادہ تھے۔ اور فوائد سکتے تھے لکھتے ہین کہ سلطان علاؤالدین خلجی آپ کا بہت معتقد تھا اور اُسکے دو بیٹے خضر خان اور شادی خان آپ کے مُرید تھے۔ سبھون نے التجا کی کہ آپ کے واسطے بڑا گنبد تیار کرین اور چند گنبد اور چھوٹے چھوٹے اُسکے گرد رہین لیکن

آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اُنھون نے وہ عمارتین تیار کین لیکن آپ نے انتقال کے وقت وصیت فرمائی کہ اُسمین نہ دفن کرین چنانچہ اسی لیے بعد وفات کے اُس گنبد کے دروازے پر دفن کیا۔ اور گنبد کو مسجد جامع مین داخل کرلیا کہ ہنوز موجود ہی لکھتے ہین کہ بعد وفات سلطان علاء الدین خلجی کے اُسکا بیٹا مبارک شاہ خلجی تخت نشین ہوا۔ اُسنے حضرت شیخ کا مرجوعہ دیکھکر حسد کیا اور حکمنامہ آپ کے نام جاری کیا کہ آپ شہر سے باہر جاوین۔ آپ نے سامان کوچ کیا۔ اسی درمیان مین اُسکو درد شکم سخت پیدا ہوا اور بڑھتا گیا۔ یہان تک کہ قریب مرنے کے تھا لوگون نے کہا کہ حضرت شیخ سے جو بے ادبی کی ہی اُسی کا سبب ہی۔ لوگ آپ کے پاس سفارش کے لیے آئے اور کہا کہ معاف فرمائیے اور تشریف رکھیے۔ اور صحت کی دعا فرمائیے۔ آپ نے کہا کہ بیماری اور شفا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی اسمین اس بندہ ناکارہ کو کیا دخل ہی آخرش اُسکی مان کو اضطراب ہوا اور خود آپہونچی اور بہت الحاح کیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ اگر ایک فرمان دہلی کی حکومت کا میرے نام مع قارورہ لاؤ تو ہم دعا اور دوا مین کوشان ہون۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب قارورہ اور فرمان آیا۔ آپ نے فرمان کو قارورہ مین ڈالا اور کہا کہ مجھکو حکومت سے کیا واسطہ مین ایک ادنی فقیر ہون۔ اور اُسکی صحت کے لیے دعا کی۔ چنانچہ مبارک شاہ نے صحت پائی۔

آپ کے زمانہ مین قاضی ضیاء الدین شہر کے قاضی تھے۔ انھون نے ایک فتوی آپ کی تکفیر پر تیار کیا۔ اور علما سے دستخط کراکے آپکے پاس بھیجا۔ آپ نے اُسکو دیکھ کر اُسکی پشت پر یہ قطعہ لکھا۔ قطعہ

ضیا ر بے ضیا گر کافرم خواند	چراغ کذب را نبود فروغے
مسلمان خوانمش ہر مکافات	دروغے را چہ آید جز دروغے

ایک شخص نے ایک شعر کئی ہزار کا کہو دیا۔ حضرت شیخ سے التجا کی۔ آپ نے ایک درم دیا کہ اسکا حلوا لاکر بابا فریدکا فاتحہ دے۔ چنانچہ حلوا خرید کرلایا۔ دُکاندار نے حلوا

کاغذ مین لپیٹ کر دیا- غور سے دیکھا تو وہی کاغذ مطلوبہ تھا- ابتدا مین حضرت شیخ کو معاش کی تنگی بہت تھی باوجود کسب کمال کے کسی کو التفات نہ تھا- ایک روز ایک فقیر آیا- آپ نے اپنا عمامہ فروخت کر کے کھانا پکوایا- اور اسکی دعوت کی- اُسنے کھانے کا برتن توڑ ڈالا اور کہا کہ تمھارے افلاس کو توڑتا ہون چنانچہ اُسی روز سے آپ کی ترقی ہوئی- آپ کی وفات ۱۰- ربیع الاول کو ہوئی تھی-

خسرو شاعران امیر خسرو دہلوی بڑے شاعرون سے ہین- آپ کے والد امیر سیف الدین قبیلہ لاچین کے اُمرا سے ہین کہ نواحی مین بلخ کے تھے- بہ سبب آفت زمانہ کے ہندوستان مین آئے- پٹیالہ مین متاہل ہوئے اور امیر خسرو اور دو اور بھائی اُنکے وہین پیدا ہوئے- چار برس کا سن امیر خسرو کا تھا کہ امیر لاچین سلطان ناصر الدین کی ملاقات کو دلی گئے- اور وہین انتقال کیا-

امیر خسرو نے اپنی بعض تصانیف مین خود لکھا ہے کہ ہمارے باپ سیف شمسی نور پیشانی تیغ آفتاب تھے اور صف شکنی کے واسطے مشہور تھے- اور اُنکی وفات مین فرمایا ؎

سیف از سرم برفت و دل من دو نیم شد	دریاے من روان شد و دُر تیمیم شد

مین اُسوقت ہفت سالہ تھا میرے نانا نے میری تعلیم مین کوشش کی- اور اپنی آغوش شفقت مین پرورہ کیا- اُنکا سن ایک سو تیرہ برس کا ہوا-

الغرض جب امیر خسرو بالغ ہوئے ارادہ شیخ المشائخ نظام الدین اولیا کی صحبت کا کیا- اور اُنکے مُرید ہوئے- حضرت شیخ نے یہ رباعی امیر خسرو کی بہ نسبت فرمائی ؎

خسرو کہ بہ نظم و نثر مثلش کم خاست	ملکیت ملک سخن این خسرو راست
این خسرو ماست خسرو ناصر نیست	زیرا کہ خدائے ناصر خسرو ماست

جسوقت حضرت شیخ المشائخ نے رباعی فرمائی تھی ناصر الدین خسرو بادشاہ تھا-

نقل ہے کہ امیر خسرو حضرت شیخ المشائخ کے اشارہ سے خواجہ خضر کی صحبت

تک پہونچے - اور آب دہن کی التجا کی - خضر نے فرمایا کہ اُسکو نظامی گنجوی اور شیخ سعدی نے لے لیا - ناچار مایوس ہوکر حضرت شیخ المشائخ کی خدمت مین واپس آئے اور صورت حال عرض کی - حضرت شیخ المشائخ نے اپنا لعاب دہن دیا - اور اُسکے فائدے اور برکات ظاہر ہوئے کہ ننانوے کتاب تصنیف کی - امیر خسرو ابتدا مین شاہزادہ محمد کے مصاحب تھے - بعد وفات اُسکے اُسکے باپ غیاث الدین بلبن کے مقرب ہوئے اور محمد تغلق کی ابتدائی سلطنت تک زندہ رہے - اور شروع سے اخیر تک بادشاہون کے ساتھ بسر کی اور سات بادشاہون کو دیکھا - اول سلطان ناصر الدین محمود بن التمش دوم غیاث الدین بلبن سوم سلطان معز الدین کیقباد چہارم سلطان جلال الدین فیروز خلجی پنجم سلطان علاؤالدین خلجی ششم قطب الدین مبارک شاہ اور بعد اُسکے سلطان ناصر الدین خسرو ہفتم سلطان غیاث الدین محمد تغلق - کہ امیر خسرو کو بڑے تکلف سے لکھنوتی کی طرف لے گیا تھا پیچھے مین حضرت سلطان المشائخ کا انتقال ہوا - جب واپس آکر یہ حال سُنا نہایت صدمہ ہوا اور مزار کے سامنے لوٹتے تھے - یہان تک کہ چھ مہینے بعد شیخ المشائخ کے آپکا بھی انتقال ہوا - اور حضرت شیخ کے پائین مین مدفون ہین - آپ کی عمر ستر برس کی ہوئی - حسن دہلوی شاعر اور عارف جنھون نے کتاب فوائد الفواد حضرت سلطان المشائخ کے احوال مین لکھی ہے اور اُنکے خلیفہ تھے ہمعصر تھے -

حضرت شیخ صفی الدین اردبیلی ابن سید جبرئیل جنکی اولاد مین بادشاہان صفویہ ملک ایران کے ہوئے حضرت موسیٰ کاظم کی اولاد سے تھے - اور اکیسوین پشت مین تھے - آپ مرید شیخ زاہد گیلانی سہروردی کے تھے - اور شیخ زاہد نے اپنی بیٹی سے نکاح کردیا تھا اور موافق ارشاد شیخ زاہد کے قصبہ اردبیل مین کہ آذربایجان مین ہے قیام کیا - اور مسند ارشاد پر بیٹھے - اور سالکان طریقت کو تعلیم فرماتے - یہان تک کہ ۱۲ ذیحجہ ۷۳۵ھ مین عالم جاودانی کی طرف سفر کیا - اُنکی جگہ اُنکے بیٹے شیخ صدر الدین موسیٰ کہ نبیرہ

شیخ زاہد کے تھے جانشین ہوئے۔ اور اکثر بادشاہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور تبرک چاہا۔ اور شاہ قاسم انوار آپ کے مریدون سے تھے۔ جب اُنھون نے انتقال فرمایا تو اُنکے بڑے بیٹے خواجہ علی جانشین ہوئے اور آخر عمر مین سفر حج اختیار کیا اور راہ مین وفات پائی اُنکے بعد اُنکے بیٹے ابراہیم جانشین ہوئے۔ اور طائفہ صوفیہ سے ہوئے۔ اُنھون نے اپنے بعد سلطان جنید کو اپنا قائم مقام کیا تھا۔ اُنکا ذکر شاہ اسمٰعیل صفوی کے تحت مین لکھا جائیگا۔

شیخ علاء الدولہ سمنانی طبقات صوفیہ سے تھے۔ دو واسطہ کی درمیانگی سے اُنکا سلسلہ ابو علی لالا سے جا ملتا ہی جنکا ذکر اوپر ہو چکا کہ سلسلہ کبرویہ مین تھے۔ انھون نے علوم صوفیہ کو زندہ کیا۔ اور بعض کہتے ہین کہ بعد جنید بغدادی کے ایسا شخص نہ ہوا۔ بڑے محقق تھے۔ آپ کے چچا شرف الدین سمنانی بادشاہی مقرب تھے۔ اور یہ بھی ابتداء شباب مین **ارغون خان** کی صحبت مین مشغول رہتے۔ ایک عرصہ دراز تک ریاضت اور مجاہدہ مین بسر کی۔ اور تواضع اور انصاف شیخ کا اس مرتبہ کو پہونچا تھا۔ کہ ایک مرتبہ مولانا نظام الدین ہروی نے اُنکی تکفیر لکھی کہ یہ کافر ہو۔ آپ بہت روئے اور فرمایا کہ ای نفس ستر برس سے مین تجھکو کہتا تھا کہ تو کافر ہی لیکن تو نے نہین مانا۔ اب تجھکو یقین ہوا کہ تو کافر ہی کہ مسلمانون کے امام نے تجھکو کافر لکھا۔ اور یہ رباعی جواب مین لکھی۔ ؎

نفسے ست مرا کہ غیر شیطانی نیست	وز فعل بدش ہیچ پریشانی نیست
ایمانش ہزار بار تلقین کردم	این کافر را ہیچ مسلمانی نیست

شیخ کی عمر وفات کے وقت ہشتر برس کی تھی۔

چوتھا خلیفہ عباسیہ مصر کا واثق باللہ بن مستمسک بن حاکم بامر اللہ تھا

۱۳۴۱ع حاکم نے اپنے عہد مین اپنے پوتے واثق باللہ کو اچھا سمجھکر ولیعہد کیا تھا۔ مگر کمینے لگے

اوباش اور کمینون کی صحبت مین رہتے۔ سلطان مصر نے انکو خلیفہ کیا پھر مرتے وقت نادم ہوکر انکو معزول کردیا۔ پھر خطبہ مین صرف نام سلطان ہی کا باقی رہا۔ اسم خلافت کا اٹھ گیا۔ لیکن انکے بیٹے کو انکا ولیعہد کیا۔ موافق وصیت سلطان کے ۷۴۲ھ

پانچوان خلیفہ عباسیہ مصر کا حاکم بامر اللہ احمد بن المستکفی تھا

۷۴۲ھ مین حاکم بامر اللہ احمد کو خلیفہ بنایا۔ یہ نیک سیرت تھے۔ اپنے اجداد کے اچھے رسومات کو تازہ کیا۔ اپنے گھرانے کو جمع کیا۔ منبرون پر انکا نام خطبون مین پڑھا گیا۔ یہ شخص اہل حدیث سے تھا ۷۵۳ھ مین طاعون سے انتقال ہوا۔

اسی عہد مین حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی نے ۷۵۲ھ مین وفات فرمائی۔ یہ ممتاز خلیفہ حضرت شیخ المشائخ نظام الدین اولیا بدایونی کے تھے۔ یہ نو برس کی عمر مین یتیم ہوئے انکی والدہ نے تعلیم مین بڑی کوشش کی یہان تک کہ بڑے صاحب کمال ہوگئے۔ چالیس برس کی عمر مین سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچے اور اپنی خدمات سے انکے دل مین جگہ کی یہان تک کہ آپ نے اپنا خلیفہ کیا۔ اور انکے جانشین دہلی مین ہوگئے۔ یہ بڑے صاحب تقوی تھے۔ کبھی سماع تک نہ سُنا۔ اور بڑی کراتین انسے ظاہر ہوئین۔ بادشاہ انکا معتقد تھا بڑی عالیشان عمارت انکے واسطے بنوائی۔ انکے خلیفہ حضرت سید محمد گیسو دراز … پھر دکھے … سے دکن مین گئے اور اورنگ آباد مین انکا مزار زیارت گاہ ہے۔

چھٹا خلیفہ مصر کا المعتضد باللہ …

معتضد باللہ اپنے بھائی کے بعد خلیفہ ہوا۔ یہ نہایت خیر متواضع اور محب علم تھے انھون نے ۷۶۳ھ مین انتقال کیا۔ ۷۵۰ھ مین بمقام طرابلس نفیسہ نام ایک عورت تھی جسکے تین نکاح ہوئے۔ آخرش رفتہ رفتہ اسمین مرد کی علامت ظاہر ہوئی اور مرد ہوگئی۔ اسی کے عہد مین

حضرت امام یافعی شیخ مکہ کے قطب کہلاتے تھے اور بڑے عارف اور عالم تھے ۷۶۸ھ مین انتقال فرمایا۔ شاہ نعمت اللہ ولی آپکے مریدون مین تھے۔

۷۵۸ھ مین حضرت اخی سراج نے کہ مرید بابا فرید کے اور خلیفہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین کے تھے انتقال فرمایا۔ انکے بڑے خلیفہ حضرت علاء الحق ابن اسعد بنگالی پنڈوی تھے حضرت اخی سراج موافق حکم حضرت نظام الدین اولیا کے پنڈوہ گئے۔ اور علاء الحق سے ملاقات کی اور اُنسے بڑی بحث رہی۔ آخر مین اخی سراج کے معتقد ہوئے۔ اور بیعت کی۔

ساتوان خلیفہ مصر کا متوکل علی اللہ تھا

متوکل معتضد کے بیٹے تھے۔ ۷۶۳ھ ہجری مین اپنے باپ کی جگہ خلیفہ ہوگے۔ پینتالیس برس انکا زمانہ رہا۔ انکی اولاد بہت تھی۔ سو بچے ہوئے۔ بہت سے لڑکا لڑکی چھوڑ کر مرے۔ ۷۷۳ھ مین سادات کے لیے عمامہ سبز تجویز ہوا۔ اسی سال تیمور لنگ صاحبقران نے زور پکڑا۔ پھر ۷۷۵ھ مین بمقابلہ سلطان کے بخاری شریف پڑھی گئی۔ ۷۸۲ھ مین ایک امام بمقام حلب نماز پڑھاتے تھے ایک شخص نے اُنسے عبث کیا۔ انھون نے نماز ترک نکی۔ جب سلام پھیرا عابث کا منہ سور کا سا ہوگیا۔ وہ بھاگ کر ایک کھوہ مین گھس گیا۔ لوگون کو نہایت عجب ہوا۔ ۷۸۴ھ مین جب برقوق ملقب بہ طاہر مصر کی سلطنت پر بیٹھا۔ یہ پہلا بادشاہ قوم چراکسہ کا ہی۔ اسنے ۷۸۵ھ مین خلیفہ متوکل کو معزول کرکے قلعہ جبل مین قید کیا۔ محمد ابن ابراہیم بن مستمسک کو خلیفہ بنایا۔

لیکن ۷۸۸ھ مین وہ مرگیا۔ لوگون نے بہت کہا کہ متوکل کو پھر خلیفہ کردو۔ نمانا۔ زکریا برادر محمد کو خلیفہ کیا۔ مستعصم باللہ کا لقب دیا۔ ۷۹۱ھ تک خلیفہ رہے۔ پھر برقوق نے نادم ہوکر متوکل کو حبس سے نکالا۔ اور خلیفہ کیا۔ زکریا کو معزول کیا۔ اسی سال برقوق بھی معزول ہوکر کرک مین قید کیا گیا۔ پھر ۷۹۲ھ مین برقوق کو قید سے نکالکر سلطان بنایا یہان تک کہ

سنہ ۸۰۱ھ میں مر گیا۔ اُسکی جگہ اُسکا بیٹا فرخ نام بیٹھا۔ ملقب بہ **ناصر** ہوا۔ سنہ ۸۰۸ ہجری میں خلیفہ متوکل مر گیا۔

اسی کے عہد میں حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بن یحیی منیری البہاری نے سنہ ۷۸۲ھ میں اور اسی سال اُنکے ممتاز خلیفہ مولانا مظفر بلخی نے کہ حج کو گئے ہوئے تھے عدن میں انتقال فرمایا۔ اسی عہد میں مخدوم احمد چرم پوش بہاری سہروردی نے بھی وفات فرمائی اور میر سید علی ہمدانی نے سنہ ۷۸۶ ہجری میں اور شیخ **جلال** مشہور مخدوم جہانیان جہان گشت نے سنہ ۷۸۵ھ میں اور اسی سال شعبان الحق بیابانی نے اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند نے سنہ ۷۹۱ھ میں اور اسی سال حافظ شیراز نے بھی اور ملا سعد الدین تفتازانی نے کہ بڑے عالم متبحر تھے سنہ ۷۹۳ھ میں اور سنہ ۸۰۰ھ میں حضرت علاء الحق پنڈوی نے اور شیخ کمال خجندی نے سنہ ۸۰۳ھ میں اور سنہ ۸۰۸ھ میں حضرت سید اشرف جہانگیر اور شیخ نور قطب عالم پنڈوی نے انتقال فرمایا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت میر سید **علی** ہمدانی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی اولاد میں ہیں۔ حضرت امام موصوف کے آٹھ بیٹے تھے ایک کا نام **عبد الرحمن** تھا۔ میر سید علی ہمدانی انھین کی اولاد میں ہین حضرت سید علی موصوف حضرت محمود کے مرید ہین اور وہ حضرت علاء الدولہ سمنانی کے مرید طریقۂ کبرویہ میں ہین۔ یہ بڑے عارف کامل اور صاحب تصرف تھے انکا مزار ختلان میں ہے انکی خانقاہ کشمیر میں ہے اور یہان انکی اولاد بھی بہت ہے۔

حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بہاری بیٹے حضرت مخدوم یحیی منیری کے ہین اور نواسے حضرت سید شہاب الدین پیر جگجوت عظیم آبادی کے ہین۔ آپ کے آباء و اجداد پشت ہا پشت سے مکرم کامل امام وقت ہوتے آئے ہین۔ آپکا خاندان اس صوبہ بہار میں اظہر من الشمس ہے۔ اور کوئی شریف خاندان اس اطراف میں نہین ہے کہ جسکو توسل اس خاندان سے نہو۔ اس خاندان کا شجرہ درج ذیل ہے۔ آپ کے والد حضرت مخدوم یحیی منیری اور آپکے

جد فاسد حضرت شہاب الدین خلفا؛ بزرگ نام سے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی
کے تھے۔ اور ہنوز آپ نے حالت طالب العلمی سے فراغت حاصل نہ کی تھی کہ ان دونون
بزرگون نے وفات فرمائی۔ اسلیے آپ کو بعد فراغت اور تحصیل علم ظاہر کے پیر کی تلاش ہوئی
آپ نے علم ظاہر بھی بڑے عالم مستند سے حاصل کیا تھا جنکا نام مولانا شرف الدین
توامہ تھا۔ آپ کا نسب دو واسطہ کی درمیانگی سے حضرت امام تاج فقیہ سے جا ملتا ہے۔
یعنے حضرت مخدوم یحییٰ منیری بیٹے حضرت اسرائیل کے اور وہ بیٹے حضرت امام تاج فقیہ
مکی کے ہین۔ حضرت امام موصوف کا نسب آٹھ پشت کی درمیانگی سے زبیر ابن عبد المطلب
جد رسول اللہ صلے اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔ اور اسکے اوپر حضرت ابو ذر ابن زبیر صحابی ابن عم
رسول صلے اللہ علیہ تک جتنے بزرگان گذرے وہ سب امام وقت اور فقہا سے کہلائے۔ اور
ابو ذر رضی اللہ عنہ حضرت عثمانؓ اور امیر معاویہ کے دور خلافت مین قاضی دمشق کے تھے۔
اور حضرت امام محمد تاج فقیہ سلطان شہاب الدین محمد غوری کے ہمعصر تھے اور اسی زمانہ
مین موافق رویا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مع چند مجاہدین کے ہندوستان مین آئے۔
اور اسوقت منیر کا راجہ کہ صوبہ بہار کا مالک تھا مسلمانون سے لڑنے کو آمادہ تھا۔ اُس سے
آپ لڑے اور اُسکے تمام لشکر کو شکست دیکر خود اُسکو مار ڈالا۔ اور اُسکی محل سرا مین اقامت
کی۔ اُنکی بعض اولاد اب تک اُس جگہ پر قابض ہین۔ امام محمد تاج فقیہ اپنی اولاد یہان
چھوڑکر مکہ کو واپس گئے۔ اور وہین انتقال فرمایا۔ آپ کے تین بیٹے یہان مین رہے۔
محمد اسرائیل۔ محمد اسماعیل اور عبد العزیز اور ان تینون بزرگون کا مزار منیر مین ہے۔

حضرت شرف الدین احمد بہاری کے نانا حضرت شہاب الدین پیر جگجوت سادات
حسینی سے ہین اور کاشغر کے شاہزادے تھے۔ آپ کی نسل آپ کی آل سے اس صوبہ
بہار مین قائم ہے۔ چنانچہ حضرت عبد العزیز کے بیٹے حضرت سلیمان لنگر زمین کا کوی بھی آپکے
خویش تھے۔ اور مخدوم عطاء اللہ ساکن کجالوان آپ کے نواسے ہین۔ اور بی بی کمال کاکوی

حال حضرت امام تاج فقیہ

آپ کی نواسی ہین- اور بقیہ حالات اس خاندان کے شجرہ مندرجہ سے واضح ہونگے-

الغرض حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد نے پیر کی جستجو مین سفر کرنا چاہا- لیکن قبل اسکے کہ آپ سفر اختیار کرین ایک ایسا عارضہ آپ کو لاحق ہوا کہ جس سے اطبا نے عقد نکاح کا مشورہ دیا- اور آپ کو عقد کرنا پڑا- اور ایک صاحبزادے بھی جنکا نام ذکی الدین تھا متولد ہوئے لیکن اسپر بھی جب آپ کو جذبۂ عشق حقیقی غالب آیا آپ نے اپنی بی بی سے فرمایا کہ مجھکو مردہ سمجھو- اور اس لڑکے پر تمکو اختیار ہے- اور خود روانہ ہوئے- دہلی مین پہونچے- زمانہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین کا تھا- اُنکی زیارت کی- کچھ تصرفات بھی آپ کے دیکھے- لیکن دل ملتفت نہ ہوا- حضرت سلطان المشائخ نے اپنے یارون سے فرمایا کہ شرف الدین بہاری شاہباز ہے- آپ نے شیخ بوعلی قلندر کی بھی زیارت کی لیکن اُنکو مغلوب الکیفیت پایا جس سے یارون کی تعلیم دشوار تھی- اسلیے حضرت نجیب الدین فردوسی کی زیارت کو گئے- وہان پہونچتے ہی آپ کے دل پر رعب غالب آیا- اور حضرت نجیب الدین فردوسی کے انتقال کا وقت قریب تھا انھون نے فرمایا کہ ہم تمھارے منتظر بہت عرصہ سے تھے- آپ کی بیعت لی- اور کچھ تحریر دی اور روانہ کیا اور کہا کہ اب تمھاری تعلیم خاص فیضان اویسی سے رسالت پناہی کے ہوگی- اور اگر کوئی واقعہ سنو تو واپس نہ آنا- جیون ہی آپ کچھ راہ طے کر چکے تھے کہ سُنا کہ شیخ نجیب الدین فردوسی نے انتقال فرمایا- حضرت نجیب الدین فردوسی کا سلسلہ تین واسطہ کی درمیانگی سے حضرت نجم الدین کبرا سے جا ملتا ہے- فردوس دہلی کا ایک محلہ تھا جہان حضرت نجیب الدین فردوسی رہتے تھے- لیکن آپ حسب وصیت واپس نہ آئے اور پورب کی راہ لی-

جب بہیہ مین پہونچے کہ جنگلستان تھا- جذبۂ عشق غالب آیا- اور اُسی جنگل مین بارہ برس رہگئے- پھر وہان سے راجگیر کے جنگل مین پہونچے جو بہار سے چھ کوس پر ہے- ایک شیخ مولانا نظام الدین نے کہ شیخ المشائخ نظام الدین اولیا کے یارون سے تھے- جب سُنا کہ حضرت شرف الدین بہاری کبھی کبھی راجگیر مین دکھلائی دیتے ہین- آپ کی ملاقات

کو گئے۔ اور ملاقات سے نہایت خوش ہوئے۔ پھر اکثر جانے لگے۔ تب حضرت مخدوم شرف الدین احمد نے فرمایا کہ کیون آپ لوگ تکلیف کرکے اس پرخطر جگہ مین آتے ہین مین خود جمعہ کی نماز مین حاضر ہوا کرونگا۔ چنانچہ آپ ہر جمعہ کو آتے۔ اور وعظ فرماتے تب لوگون نے آپ کی صحبت کے حصول کے واسطے ایک دو چھپرہ متصل مسجد کے بنایا جہان پر اب آپ کا خانقاہ ہے۔ اور رفتہ رفتہ آپ اُسمین مقیم ہوئے۔ اور آخر ش ضعیفی جنگل کے جانے سے مانع ہوئی بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ دس ہزار سے تجاوز کر گئے۔ خود صوبہ کا ناظم آپکا مرید تھا اُسنے بادشاہی فرمان کئی لاخراج مواضعات کا آپ کی خانقاہ کے خرچ کے واسطے حاصل کیا۔ لیکن اُسکی طرف آپ کو مطلق التفات نہ ہوا۔ بلکہ اکثر فرماتے کہ [illegible] نے مجھکو بتخانہ مین بٹھلایا ہے۔

ایک مرتبہ علماے دہلی نے آپ کی درویشی پر حسد کرکے آپ کی شکایت سلطان وقت فیروز شاہ سے کی [illegible] آپ کی حاضری کا جاری کیا۔ اور فیروز شاہ مخدوم جہانیان جہان گشت کا مرید تھا۔ چاہتا تھا کہ اُنسے ملاقات کرین لیکن ملاقات نہ ہوتی تھی۔ بعد عرصہ کے جب ملاقات ہوئی تو سبب نہین ملاقات کرنے کا پوچھا۔ انھون نے فرمایا کہ مین خلوت مین مکتوبات حضرت مخدوم شرف الدین بہاری کا دیکھتا تھا کہ وہ نہایت برگزیدہ ہین۔ اس سبب سے فیروز شاہ نے دوسرا فرمان آپ کی عدم حاضری کے واسطے بھیجا۔ لیکن جب پہلا فرمان پہونچا تب ہی آپ نے کہدیا تھا کہ برادرم جہانیان جہان گشت کی سفارش سے دوسرا فرمان میری عدم حاضری کا آتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک معزز قاضی کو آپ کے اعزاز کو دیکھکر حسد ہوا۔ اور اُسنے ایک فاحشہ عورت حاملہ کو آمادہ کیا کہ آپ کو تہمت زنا کی دیوے۔ چنانچہ یہ مقدمہ قاضی کے اجلاس مین پیش ہوا۔ قاضی نے آپ کو طلب کیا۔ آپ اجلاس مین حاضر ہوئے اور آپ کے یاران بھی حاضر تھے۔ جب قاضی نے آپ سے پوچھا کہ یہ فعل آپ کا ہی آپ ہنوز چپ تھے کہ آپ کے ایک ممتاز یار مولانا مظفر بلخی نے فرمایا کہ ای بچے تو اپنی

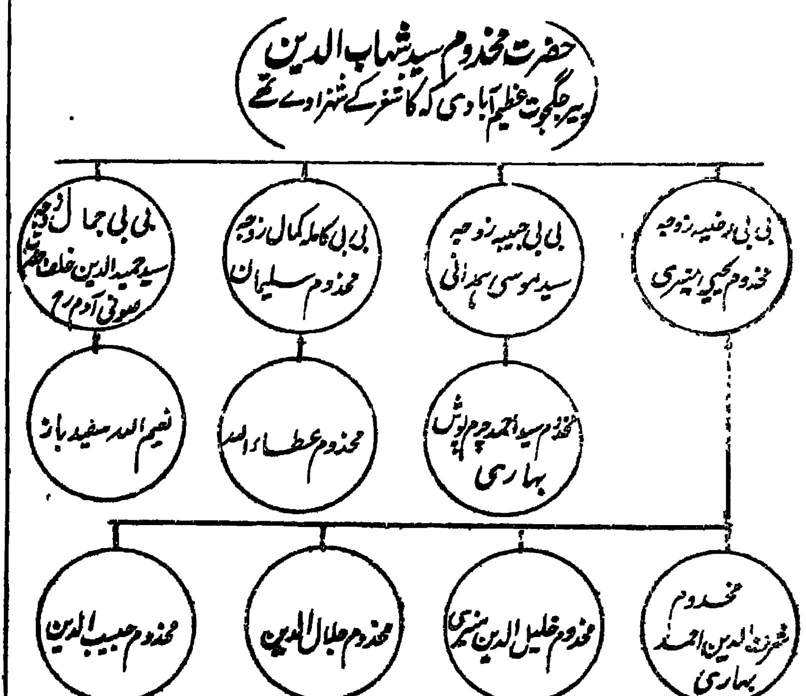
ماں کے پیٹ سے کیوں نہیں بولتا کہ کس کا فعل ہے۔ اُسکے پیٹ سے آواز آئی کہ اُسی موذی رافضی کا فعل ہے۔ قاضی صاحب کو استعجاب ہوا اور مقدمہ خارج کر کے آپ کے معتقد ہوگئے۔ واضح رہے کہ مولانا مظفر حضرت مخدوم احمد چرم پوش کے بھتیجے تھے اور بلخ کے بادشاہون سے تھے۔ اور سادات کرام سے ہین۔

آپ کے تصرفات بہت ہین لیکن تصرفات دکھانے کا شوق نہ تھا بلکہ اُس سے نفرت تھی اور ظاہر ہونا بجو استہ تھا۔ آپ کے ممتاز خلیفون مین حضرت مولانا مظفر بلخی۔ مولانا فضل الدین اور مولانا نظام الدین تھے۔ مولانا مظفر قطب عدن کا انتقال عدن مین آپ کی زندگی مین ہوا۔ اُنکے ممتاز خلیفون مین اُنکے بھتیجے مخدوم حسین نوشتۂ توحید تھے کہ بعین مخدوم شرف الدین احمد کی صحبت مین بھی رہے اور بعد انتقال آپ کے آپ ہی سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کی ایک نقل مشہور ہے کہ ایک شخص نے حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ سے توحید کے معنی پوچھے۔ آپ نے فرمایا کہ حسین سے پوچھو اور اُسوقت یہ گھوڑے پر سوار پان کھاتے تھے پان کی پیک گھوڑے کے مُنھ سے گری اور کہا کہ یہی توحید ہے۔ جب مخدوم شرف الدین احمد نے سُنا فرمایا کہ حسین نوشتۂ توحید ہے۔ اسلیے آپکو نوشتۂ توحید کہتے ہین۔ حضرت حسین نوشتۂ توحید آخر مین حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد سے کتاب عوارف المعارف کہ تصنیف سے حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کی ہے پڑھا کرتے تھے۔ لیکن ہنوز وہ کتاب تمام نہ ہوئی تھی کہ حضرت مخدوم شرف الدین احمد کی عمر آخر ہوئی اور اسکا افسوس نوشتۂ توحید کو ہوا آپ نے فرمایا کہ تم اس کتاب کو جونپور جاکر بدیع الدین مدار سے ختم کرلینا۔ وہ ہنوز پہونچے نہین ہین لیکن آدینگے۔ چنانچہ جب وہ آئے اور اُنکی شہرت ہوئی۔ آپ نے اُس کتاب کو اُنسے ختم کیا۔ اُنکی جگہ اُنکے بیٹے حضرت مخدوم حسن کہ اُنکے خلیفون مین تھے جانشین ہوئے اور آپ سے بیعت مخدوم شعیب نے کی۔ مخدوم شعیب حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد کے بھی عم اور صحبت یافتہ تھے۔ لیکن اتفاق بیعت کا نہ ہوا تھا۔ مجاہدہ مین کہین باہر تھے

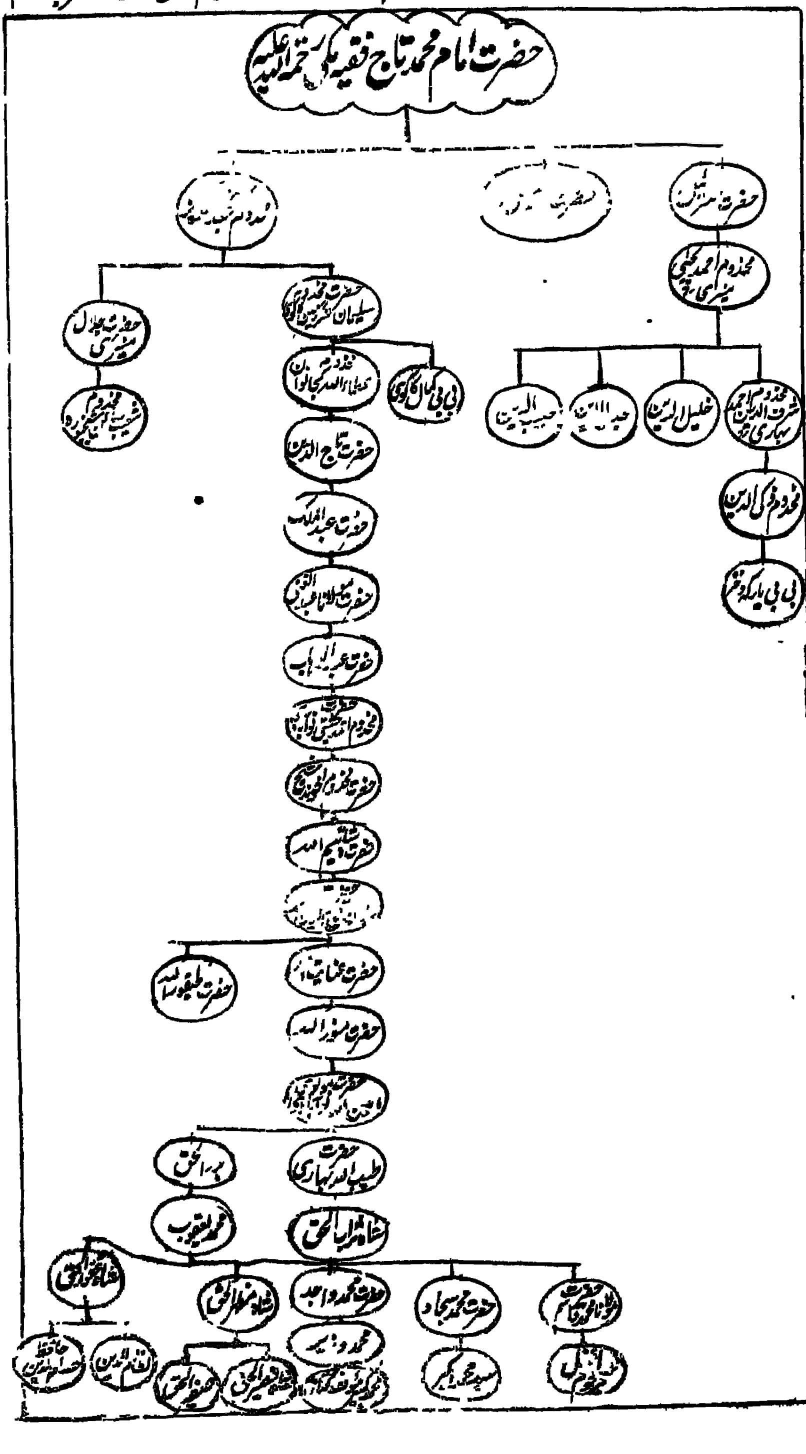
احوال مخدوم حسین نوشتۂ توحید

بعد وفات مخدوم الملک کے تشریف لائے - الغرض حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بہاری نے ۵ شوال روز پنجشنبہ کو انتقال فرمایا - اور بہار مین مدفون ہین اُنکی درگاہ زیارتگاہ خاص و عام ہی قبل انتقال کے حضرت مخدوم الملک نے فرمایا تھا کہ میری نماز ایک سید پڑھاویگا جسکا نام اشرف ہی اور یہ چند چیزین اُنکو دینا اور کہنا کہ حضرت علاؤ الحق بنگالی کے پاس جاوین اور اُنسے بیعت کرین - چنانچہ ایسا ہی ہوا - انکی عمر قریب ایک سو برس کے ہوئی - آپکے حالات کو حضرت مخدوم شعیب نے جنکا مزار شیخپورہ مین ہی ایک کتاب مین جسکا نام مناقب الاصفیا ہی فراہم کیا ہی - بہت مبسوط ہی اس مختصر مین کہان گنجایش ہی حضرت مخدوم الملک کی یادگار آپکا مکتوبات صدی و بست و ہشت خوان پر نعمت وغیرہ ہی جس سے آپ کی لیاقت ظاہری اور باطنی کی بے غایتی معلوم ہوتی ہی -

آپ کی سجادگی عرصہ تک بلخیون مین رہی - جب اُمین اسکے لائق نرہے - آپکی بیٹی کی آل مین سجادگی گئی



حضرت


حضرت امام محمد تاج فقیہ رحمۃ اللہ علیہ
خلیل الدین
بی بی کمال
حضرت تاج الدین
حضرت عبد الملک
حضرت عنایت اللہ
محمد یعقوب
حضرت محمد سجاد
حضرت محمد واجد

حضرت مخدوم احمد چرم پوش بڑے عارف کامل تھے۔ آپ حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد کے ہمعصر اور بہار ہی مین ہموطن تھے۔ ایک واقعہ حضرت مخدوم الملک کے حالات مین ہی کہ ایک شخص چند مکھیون کو مار کر ایک ظرف مین چھپا کر آپ کے پاس لایا اور کہا کہ شیخ کو زندہ کرنے اور مارنے کی طاقت ہوتی ہی یا نہین۔ آپ نے فرمایا کہ ہان۔ اُسنے کہا آپ شیخ ہین اسکو زندہ فرمائیے آپ نے فرمایا مجھ ناچیز مین یہ طاقت کہان۔ برادرم احمد چرم پوش کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ وہان گیا۔ اور ویسا ہی کہا۔ آپ نے اشارہ کیا اور وہ مکھیان زندہ ہوگئین۔ تب اوسنے کہا کہ مردہ کرنے کا بھی تماشا دکھایے۔ آپ نے غصے سے کہا کہ جا راہ مین دیکھے گا۔ چنانچہ راہ مین اُسکو ایک بیل نے مارا اور وہ مر گیا۔ تب حضرت مخدوم الملک کو یہ حال معلوم ہوا آپ اُسکی نماز مین شریک ہوئے۔ اور حضرت احمد چرم پوش بھی یہ سُنکر شریک ہوئے۔ یہ بزرگ سہروردیہ ہین اور چار واسطے کی درمیانگی سے آپ کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے جاملتا ہی۔ آپ کی وفات ؁۷۷۶ھ مین ہوئی۔ مخدوم یگانہ تاریخ وفات ہی۔ یہ بھی حضرت شہاب الدین پیر جگجوت کے نواسے ہین۔

شیخ جلال مشہور بہ مخدوم جہانیان جہان گشت حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی کے پوتے حضرت رکن الدین کے مُریدہین۔ یہ سید ہین۔ آپ کے جد سید جلال الدین بخاری تھے۔ اُنکے تین بیٹے تینون کامل تھے۔ سید احمد کبیر۔ سید بہاؤ الدین اور سید محمد۔ مخدوم جہانیان جہان گشت۔ سید احمد کبیر کے بیٹے تھے۔ بڑے عارف کامل گذرے ہین۔ فیروز شاہ خلجی کو حضرت مخدوم جہانیان سے عقیدت تھی اور آپ کے پاس جانا چاہتا تھا۔ جب آپ کو معلوم ہوا۔ آپ نے بادشاہ کو لکھا کہ میرا قصد عرصے سے دہلی کے مشائخ کی زیارت کا ہی خصوصاً حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کی۔ مین بہت جلد آتا ہون۔ اور بادشاہ ہرگز یہان آنے کا قصد نہ کرے۔

چنانچہ آپ دہلی مین پہونچے۔ اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی سے استفادہ اُٹھایا اور بادشاہ بھی آپ کی زیارت کو آیا اور نورانی روشن چہرہ آپ کا دیکھ کر مرید ہوا۔ آپ نے تمام دنیا کی سیر کی تھی اسلیے آپ کو جہانگشت کہتے ہین اور سات مرتبہ حج اکبر ادا کیا۔ اور مکہ کے خلیفہ سے قدم رسول مانگا اور دہلی مین لائے اور بادشاہ نے کئی منزل استقبال کیا اور سر پہ لایا۔ لیکن جب بادشاہ کا بیٹا فتح خان کہ جسکو نہایت عزیز رکھتا تھا وہ مرگیا۔ اُسکی قبر پر نصب کر کے اُسپر ایک بڑا روضہ بنایا۔ کہ آجتک دہلی مین موجود ہی۔ اور دوازدہم کو وہان میلہ اور ہجوم خلائق کا ہوتا ہی۔ اور اُس عمارت کو درگاہ قدم شریف کہتے ہین۔ حاصل کلام انتقال مخدوم جہانیان کا دہم ذیحجہ ۷۸۵ھ مین ہوا اور قصبہ اوچ ملتان مین کہ اُسکو اچہ بھی کہتے ہین مدفون ہین۔

شیخ شعبان الحق

حضرت شیخ شعبان الحق بیابانی ایک درویش صاحب کمال خاندان مین سید محمد بھکر کے ہین۔ موضع جھوسی خاص مین کہ مقابل قلعہ الہ آباد کے اُس پار ہی رہتے تھے۔ اور گوشہ اختیار کیا تھا۔ وہین ۷۸۵ھ مین وفات فرمائی اور مدفون ہین اونکا مزار خلائق کی زیارت گاہ ہی۔ وفات کی تاریخ قطب گنج العرش کے لفظ مین پائی ہی۔

خواجہ بہاء الدین

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند سادات حسینیہ سے تھے۔ قبل آپکی پیدایش کے ایک بزرگ نے جنکا نام محمد بابا سماسی تھا۔ آپ کی ولادت کی خبر دی تھی۔ اور آپکی ولادت کی جگہ پہونچکر کہتے تھے کہ مجھکو ایک مرد کی خلقت کی بُو آتی ہی کہ وہ امام طریقت اور پیشوائے شریعت ہوگا۔ اور آپ کی پیدایش کے تین روز بعد پھر محمد بابا نے خبر دی کہ وہ لڑکا پیدا ہوا۔ جب آپ کے جد امجد کو یہ حال معلوم ہوا کہ ایک درویش ایسی خوشخبری آپ کی بہ نسبت دیتا ہی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور آپ کو انکے پاس گود مین لے گئے محمد بابا دیکھکر نہایت بشاش ہوئے اور دست فرمایا کہ یہ وہی لڑکا ہی جسکی خوشخبری مین نے تم لوگون کو دی تھی۔ اور کہا کہ مین نے اس لڑکے کو اپنی فرزندی مین لیا۔ اور یہ میرا

قلبی فرزند ہوگا - اور اپنے خلیفہ امیر کلال سے کہا کہ اسکی تعلیم مین دریغ نہ کرنا اور انھون نے فرمایا کہ اگر اس مین ہم دریغ کرین تو مرد نہین - اسلیے جب آپ کو شعور ہوا اور محمد بابا سماسی کا انتقال ہوا - آپ نے خواجہ امیر کلال سے بعیت کی - لیکن حقیقت مین آپ کو نسبت یعنے روحی فیض خواجہ عبد الخالق سے پہونچا - اور وہ خواجہ ابو یوسف ہمدانی کے خلیفہ تھے اُنکا ذکر مختصر اوپر ہوچکا ہی - خواجہ عبد الخالق کے خلیفہ خواجہ عارف ریوگری اور اُنکے خلیفہ خواجہ محمود فغنوی تھے اور اُنکے خلیفہ خواجہ علی رامیتنی تھے جنکا قول تھا کہ اگر خواجہ عبد الخالق کے مُریدون سے منصور حلاج کے وقت مین کوئی ہوتا تو منصور سولی پر نہ چڑھایا جاتا خواجہ علی رامیتنی کے خلیفہ خواجہ محمد بابا سماسی تھے -

الغرض خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرّہ نے اپنے روحی فیض کا حال یارون سے یون فرمایا - کہ ایک روز ابتداے تعلیم مین شوق کو ولولہ ہوا - اور بخارا کے مزارات کی طرف چلا دیکھا تو ایک مقبرے مین چراغ روشن ہی اور اُسمین تیل اور بتی پوری ہی لیکن دھیما جلتا ہی - انھین مزارون مین سے ایک مزار کے سامنے کہ سب سے پیچھے تھا بیٹھا - منھ پچھم طرف تھا - اور سامنے دیوار تھی - ناگہان مجھکو اونگھنی آئی - اور دیکھا کہ اُس دیوار مین دروازہ ہوگیا - اور اُس دروازہ سے ایک بزرگ تخت پر بیٹھے نکل آئے - اور سبز چادر اُنکے تخت سے سر تک کھنچی تھی - اور اُس تخت کے گرد ایک جماعت تھی کہ جنکا چہرہ نورانی تھا - اور وہ ابدالون سے تھے لیکن اُن مین سے ایک کو مین نے پہچانا کہ محمد بابا ہین - انھین جماعت مین سے ایک شخص میرے پاس آیا - اور اُسنے کہا کہ یہ ابرار لوگ جو جمع ہین انکے افسر عبد الخالق ہین جو تخت پر بیٹھے ہین - اور یہ لوگ جو گروہ ہین اُنکے خلفا ہین - اور ہر ایک کو بتایا کہ فلان خواجہ عارف خواجہ احمد صدیق اور فلان خواجہ محمود اور خواجہ علی رامیتنی ہین اور جب محمد بابا کے پاس مین پہونچا تو کہا کہ ہمی تمھارے

شیخ ہین جنھون نے تمکو لڑکپن مین ٹوپی دی تھی- اور اُن سے تمکو برکت پہونچی ہی- پھر انھون نے کہا کہ اگر کوئی بلا بھی زمین پر آوے- تو اللہ نے تمکو وہ قابلیت دی ہی کہ اُس سے وہ بلا دفع ہوجائیگی پھر مجھسے کہا کہ جو فرماتے ہین اُسکو سُنو- اُس جماعت سے ہمنے اجازت چاہی کہ ہم سلام کرین اور دیدار سے مشرف ہون- پردہ اُٹھا دیا گیا- مین نے اُس چہرۂ نورانی کو عبد الخالقؒ کے دیکھا اور بیہوش ہوگیا- لیکن ہوش مین آکر بہایت تعظیم سے سلام کیا- اور جو کچھ انھون نے فرمایا دل سے سُنا- جو کچھ کہ سلوک سے ابتدا مین یا درمیان مین یا انتہا مین علاقہ رکھتا ہی وہ سب مجھسے فرمایا- جب تلقین سے فراغت کی تو کہا کہ اس چراغ کو دیکھتے ہو اس سے تمکو یہ اشارہ ہی کہ تم مین قابلیت ہی اس قابلیت کو ضائع نہ کرو- یعنے قابلیت تمھاری مثل فتیلہ کے ہی جب اُسکو حرکت دوگے تو روشنی تیز ہوگی- اور احکام شریعت کو واجب جانو اور اتباع سُنت کو لازم- اور بدعت سے احتراز کرو- آثار صحابہ اور احادیث پر مداومت کرنا چاہیے اور آل کرام کی خصلت اور صحابہ عظام کی روش اختیار کرنا- پھر فرمایا کہ تم امیر کلال کے پاس حاضر ہو کہ وہ ابدال سے ہین- چنانچہ دوسرے روز جب امیر کلال کی خدمت مین پہونچے- انھون نے بڑی خاطرداری کی اور ذکر نفی اور اثبات کا یعنے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تعلیم کیا- چونکہ اسکے پہلے مجھکو ذکر خفی کی تعلیم ہوئی تھی اسلیے مین نے ذکر جہر سے احتراز کیا- جب اہل طریقت نے اس طریقہ مین سماع اور ذکر جہر اور خلوت یعنے چلہ کشی نہین دیکھا- ان لوگون نے کہا کہ تمھارے اس طریقہ مین اور طریقون سے خلاف ہی- آپ نے فرمایا کہ ہمارے یہان خلوت در انجمن ہی اور ہمارا قول ہی سہ

آشنا شو از درون و از بیرون بیگانہ باش	این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان

اور یہ آیت فرماتے رجالٌ لا تلھیھم بیعٌ — حضرت خواجہ کو کوئی غلام اور کنیز نہ تھی اور نہ انکی خواہش تھی- لوگون نے کہا کہ آپ ملازم کیون نہین رکھتے- آپ فرماتے کہ خواجگی کے ساتھ بندگی نہین ہوسکتی اگر کوئی آپ سے تصرفات کا طالب ہوتا تو آپ فرماتے کہ یہی بڑا

تصرف ہی کہ باوجود گنا دکے بوجہ کے چلتا پھرتا ہون لیکن اس پر بھی آپ سے بہت تصرفات بلادرخواست سرزد ہوئے۔ بہت بیمارون نے شفا پائی۔ ایک مرتبہ آپ نے یہ رباعی پڑھی۔ تو غیب سے خوان آیا۔ ؎

ای آنکہ تو بر داده بہ گل گشتہ ای رنگ — تغییر ده بہ کان در بہ صدف لعل بہ سنگ
روزی خور تست گبر و ترسا و فرنگ — رزاق توئی بہ رزق ما چیست درنگ

آپ کے بہت سے کامل خلفا گذرے ہین لیکن سب سے ممتاز خلیفون مین حضرت علاء الدین عطار آپ کے سمدھی اور حضرت خواجہ محمد پارسا آپ کے بھتیجے ہین۔ اور حضرت مولانا یعقوب چرخی بھی آپ کے خلفا سے ہین۔ لیکن انھون نے مابعد مین حضرت علاء الدین عطار کی صحبت بھی حاصل کی۔

حضرت خواجہ حافظ شیرازی باشندہ شہر شیراز کے ہین۔ اور تمام ملکون مین نہایت مشہور ہین۔ دیوان حافظ انکی کتاب ملکون ملکون مین شہرت رکھتی ہی۔ اور انکا کلام بہت نہایت فصیح ہی۔ اور اس شخص کو بلبل سخنوری اور طوطی شکرستان بلاغت کہتے ہین۔ اور علم قرأت مین یعنے قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنے مین مہارت کمال رکھتے تھے۔ اور ہر شب جمعہ کو شیراز کی مسجد مین قرآن نہایت خوش آوازی سے پڑھتے۔ اور یہ بزرگ طبقات صوفیہ مین یعنے عارف شمار کیے جاتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ ابتدا مین شاخ نبات کے عشق مجازی مین حضرت امام علی رضا کے روضہ پر چلہ کش تھے اور وہین سے فیضان اویسیت کے زور سے عشق حقیقی غالب آیا۔ اور مابعد مین حضرت خواجہ بہاء الدین کے خلفا سے ہوئے انکے دیوان کی بہ نسبت حضرت جامی نے فرمایا ہی کہ لسان غیب ہی اور اکثر لوگ اس سے فال لیتے ہین اور اپنا مطلب نکالتے ہین۔ اسکا ترجمہ اکثر زبانون مین ہوا ہے۔ چنانچہ انگریزی مین بھی ہوا۔ انھین کا شعر ہی۔ ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید — دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

علاء الحق

حضرت علاء الحق پنڈوی بڑے عالم اور عارف کامل مرید حضرت اخی سراج کے تھے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہی۔ حضرت کی ایک نقل مشہور ہی۔ یعنی ایک روز مخدوم الملک بہاری سجدہ مین گئے اور بہت حمد و ثنا باری تعالی کی بجالائے لوگون نے پوچھا کہ آپ نے اسوقت کیون اسقدر سجدہ اور حمد و ثنا کی آپ نے فرمایا کہ ایک قطب کا انتقال ہوا۔ اُسکی جگہ عالم ملکوت مین ہمارا نام تجویز ہوا تھا لیکن آخرش علاء الحق پنڈوی بنگالی اسپر مقرر ہوئے۔ اسلیے مین شکر کرتا ہون کہ مین اس بوجھ سے آزاد رہا۔ آپکی قبر خاص پنڈوہ مین ہی اور لوگونکی زیارت گاہ ہی۔ انکے بڑے ممتاز خلفا سے آپکے بیٹے نور قطب عالم ہین۔ اور حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی ہین۔

کمال خجندی

شیخ کمال خجند بڑے صاحب کمال اور خداوند وجد و حال تھے۔ اور تبریز مین ایک گوشہ اختیار کیا تھا کہ رات کو وہان رہتے اور دوسرا کوئی اسمین نہین جاتا جب اُنکی وفات کے بعد لوگون نے دیکھا سواے ایک بوریے کے جسپر سوتے تھے اور ایک پتھر کے جو بجاے تکیہ کے تھا کچھ نہ پایا۔ انکی قبر پر یہ شعر لکھا ہی۔ ؎

[illegible]

تاریخ وفات کو کمال خجندولی کے لفظ مین پایا ہی۔

سید اشرف

حضرت سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ سمنان کے بادشاہ تھے۔ جب اپنے باپ سید ابراہیم کی جگہ بادشاہ ہوئے۔ جذبۂ عشق حقیقی غالب آیا۔ اور سلطنت کو ترک کیا۔ بہت جگہ پھرے اور اپنے زمانے کے تمام بزرگون سے فیض اُٹھایا۔ اگرچہ بیعت و خلافت آپ کو علاء الحق پنڈوی سے تھی لیکن چارون سلسلہ مین اجازت ہی۔ سات برس کی عمر مین آپ قرآن کے حافظ ہوئے۔ اور چودہ برس کی عمر مین چودہ علم حاصل کیے۔ اور اسی سال آپکے والد نے انتقال فرمایا۔ آپ اُنکی جگہ جانشین ہوئے اور کئی برس نہایت عدل اور انصاف سے بادشاہت کی۔ لیکن بعد اسکے مردان خدا کی صحبت کا ذوق ہوا۔ اور شیخ رکن الدین سمنانی کی صحبت مین رہے کہ بڑے عارف تھے۔ اسی طرح

اور بزرگون کی نسبت بھی حاصل کی۔ یہان تک کہ خضر علیہ السلام آپ کے پاس آئے
اور کہا کہ اسم اللہ کو دل پر پوشیدہ نقش کرو۔ ہر لحظہ اُسکے معنی کی طرف غور کرو اور پاس انفاس
رکھو۔ اور ایسا پوشیدہ کرو کہ زبان کو بھی اس سے واقفیت نہو۔ ایک عرصہ تک جب ایسا
کیا تو بڑا فائدہ اٹھایا۔ بعد اسکے حضرت اُویس قرنی کو خواب مین دیکھا۔ اور اویسی ذکار
اُنسے سیکھے لیکن اسوقت تک بادشاہی کی خدمت آپ سے متعلق تھی۔ اسلیے پھر
خضر علیہ السلام کو دیکھا۔ اُنھون نے فرمایا کہ اگر تجھکو درویشی کی طلب ہے تو پادشاہی ترک
کرکے ہندوستان کی طرف جا اور علاء الحق پنڈوی سے بعیت کر وہ تجھکو واصل حق
کریگا۔ چنانچہ آپ نے سلطنت ترک کی اور والدہ سے رخصت ہوئے انھون نے اجازت
دی اور فرمایا کہ خواجہ احمد لسبوی نے سچ کہا تھا۔ کہ تیرے شکم سے ایک ولی ازلی پیدا
ہوگا۔ اس خبر کو سنکر حضرت سید اشرف کا دل اور بڑھا۔ اور روانہ ہوگئے حضرت مخدوم
جہانیان جہان گشت سے راہ مین ملاقات ہوئی۔ اُنسے بڑے مستفید ہوئے۔ پھر
بہار پہونچے کہ مخدوم شرف الدین احمد بہاری سے شرف حاصل کرین۔ لیکن اُسی روز
اُنکا انتقال ہوا تھا۔ حسب وصیت حضرت سید اشرف نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور
جو تبرکات کہ مخدوم شرف الدین احمد بہاری نے آپ کے لیے دیا تھا اُسکو لیا اور
موافق وصیت کے نکلا کر روانہ ہوئے۔ اور مخدوم علاء الحق پنڈوی نے موافق ہدایت
خضر علیہ السلام کے گھر سے نکلکر آپ کا استقبال کیا۔ گھر مین لے گئے اور بڑی خاطر داری
کی آپ نے بعیت کی۔ اور مخدوم علاء الحق پنڈوی نے خرقۂ خلافت عطا کیا۔ اور اجازت
دی۔ وقت اجازت کے مخدوم علاء الحق نے کہا کہ تم جہانگیر ہو۔ اور جونپور مین ایک شیر بچہ
کہا جی ہے اور اُسکا لقب چراغ ہند ہے۔ تمھارا شیر بچہ اُسکا کام تمام کریگا۔ اس سبب سے آپ
جونپور کی طرف چلے۔ وہان کے علما آپ سے بحث کے واسطے تیار ہوئے اور فضیلت خلفا
مین گفتگو رہی۔ آپ نے ایک کتاب اپنی تصنیف سے دی جسمین چارون خلیفون کی صفت

تھی۔ لیکن اُسمین خلیفۂ چہارم کی صفت کچھ زیادہ تھی۔ اس سے بعض متعصب نے آپ کو
شیعہ کہا۔ اُسی شب وہان کے خانخانان نے حضرت صلعم کو خواب مین دیکھا کہ میرا اشرف
جہانگیر کو رفض کی تہمت مت دو اور اُنکی ایذا کے درپے ہو کہ ہمکو اور علی کرم اللہ وجہہ کو ایذا
پہنچے گی۔ خانخانان نے جب یہ خواب دیکھا صبح کو آپ کی قدمبوسی کو حاضر ہوا اور معذرت
کی اور کہا کہ ہم یہان کے علما کو سمجھا لینگے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ ہم جواب دینگے۔
جب علما لوگ پہنچکے جمع ہوئے اور آپ کی بہ نسبت استفتا نکالا۔ خان نے تلوار
نکالی اور کہا کہ اگر کسی نے اپنے باپ کی زیادہ تعریف لکھی تو مناسب کیا۔ اسکے بارے
مین انھون نے قول مستند ڈھونڈھا اور انھون نے ایک معتبر کتاب سے دیکھکر دکھلایا۔
حضرت سید اشرف نے اُس خان کو دعا دی۔ اُسکو چار بیٹے اللہ نے دیے۔ سب
عالم اور کامل نکلے۔ اس درمیان مین ایک شخص میر کبیر تھے کہ نیک چلن اور نیک صفت
تھے۔ بڑے عالم تھے۔ لیکن کسی سے عرفان نہین حاصل کیا تھا۔ اُنکو اسکا ذوق ہوا
اُنھون نے خواب مین ایک پیر کو دیکھا۔ اُسکی تلاش ہوئی۔ حاجی مذکور کے پاس جنکا
شہرہ جونپور مین تھا گئے۔ لیکن وہ حلیہ کہ خواب مین دیکھا تھا نہ پایا۔ پھر حضرت سید اشرف
کے حضور مین حاضر ہوئے تو ٹھیک وہی حلیہ پایا۔ اور بیعت کی۔ حضرت سید اشرف
نے اُنکے بہ نسبت فرمایا کہ یہی شیر بچہ ہے کہ موافق قول حضرت علاء الحق کے شیر کو
ماریگا۔ چنانچہ جب حاجی جونپوری کو معلوم ہوا کہ میر کبیر نے سید اشرف سے بیعت
کی تو انھون نے بددعا کی کہ جوانی موت مریگا۔ وہ بہت ڈرے لیکن حضرت سید اشرف
نے فرمایا کہ وہ تم سے پہلے مریگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر آپ وہان سے کچھوچھا آئے
جہان اب آپ کا مزار ہے۔ لیکن وہان ایک کامل جوگی رہتا تھا اُسنے بہت حیلے اور مکر
پیش کیے۔ آپ نے سب کو رد کیا۔ وہ سب مسلمان ہوگئے اُنکا معبد اب کا خانقاہ
اور حجرہ ہوا۔ اور ایک باغ آپ نے بنوایا اُسکا نام روح آباد رکھا۔ پھر آپ نے

سفر اختیار کیا۔ اور بدیع الدین شاہ مدار اس مرتبہ آپ کے ہم سفر ہوئے۔ آپ حج
بیت اللہ سے فارغ ہو کر نجف اشرف مین آئے۔ اور وہان سے کربلا پہونچے۔
اور امام اعظم کے روضہ پر حاضر ہوئے اور فرمایا کہ وہان سے فیض اتم جاری ہی اور
امام احمد حنبل کی قبر کی زیارت کی۔ آپ نے روم کا بھی سفر کیا۔ اور حضرت مولانا روم
اور اُنکی بیٹی کے مزار کی زیارت اور وہان کے تمام مشائخ وقت کی ملاقات کی اور
فیض اُٹھایا۔ اور وہان سے شام پہونچے اور فخر الدین عربی سے ملاقات کی۔ وہان سے
کاشان آئے اور حضرت عبد الرزاق سے ملاقات کی۔ پھر مشہد پہونچے اور امام علی
رضا کے روضہ پر معتکف رہے اور فیضیاب ہوئے۔ پھر وہان سے سمنان آئے اور اپنی
بہن کو دیکھا۔ جب آپ مشہد مین تھے شاہ تیمور صاحبقران بھی وہان آیا۔ اور آپکی
زیارت سے مشرف ہوا اور معتقد ہو گیا۔ آپ وہان سے ہرات آئے۔ اور ہرات
سے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند اور خواجہ علاء الدین عطار کی زیارت کو گئے
اور اُنسے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ وہان سے ترکستان گئے۔ اور خواجہ احمد یسوی
کی اولاد اور جانشین سے ملاقات کی۔ وہان سے قندھار اور قندھار سے غزنی
وہان سے کابل پھر اجودھن پہونچے اور حضرت بابا فرید کے مزار سے مشرف ہوئے
پھر دہلی پہونچے وہان سے اجمیر گئے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار سے فیضیاب
ہوئے۔ پھر وہان سے دکھن گئے اور حضرت سید محمد گیسو دراز کی زیارت سے کہ نصیر الدین
چراغ دہلی کے خلیفہ تھے مشرف ہوئے۔ پھر وہان سے سراندیب اور گجرات ہو کر
روح آباد مین واپس آئے۔ پھر دوسرا سفر آپ نے ہمراہ سید علی ہمدانی کے اختیار کیا
اس سفر مین بھی آپ شہر بہ شہر پھرے اور اپنے پیر سے دوبارہ مشرف ہوئے۔ اور
نعمات چشتیہ سے فیضیاب ہوئے۔ اس سیر مین آپ ایک سو نوے درویشون سے
ملے اور سب سے بہرہ ور ہوئے۔ پھر چوسفر آپ نے اختیار کیا تو مخدوم جہانیان جہان گشت سے

بھی مشرف ہوئے اور چہار سو کئی درویشوں سے انھون نے بڑا فائدہ اٹھایا تھا۔ سب آپ کو سونپا۔ آپ وہان سے جونپور پہونچے۔ اس مرتبہ قلندرون نے آپ سے گستاخی کرنا چاہی اور چھیڑا کہ آپ درویش ہین تو جہانگیر لقب بادشاہون کا کہان سے پایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے پیر نے لقب جہانگیر کا دیا۔ اُسنے کہا کہ جہانگیری کی کیا نشانی ہو دکھلاؤ۔ آپ نے کہا کہ ہم فقط جہانگیر نہین ہین جانگیر بھی ہین۔ یہ سُنکر وہ فوراً مرگیا۔ اس سبب سے بقیہ قلندرون نے توبہ کی اور آپکے معتقد ہوگئے۔

اسی طرح چند جوگیون نے بحث کی۔ آپ نے کہا کہ اپنے ایک بت کو لاؤ۔ وہ گواہی دیگا۔ چنانچہ بُت لائے اور بُت سے آواز آئی کہ یہ ولی اللہ ہین۔ افسوس کہ آپ نے ۲۷۔ محرم کو انتقال فرمایا جس روز آپ نے انتقال فرمایا پہلے آپ نے تمام اکابرون کو جمع کر کے ملاقات کی اور اُسی مجمع مین اپنے ایک عزیز کو جنکا نام عبد الرزاق تھا اپنا جانشین کیا۔ اور سماع کی مجلس منعقد کی۔ حالت وجد مین آپ نے انتقال کیا۔ آپ کے خلفا سے صفی الدین ردولوی حنفی ہین جنکو عبد الحق ردولوی کہتے ہین۔

حضرت نور قطب عالم کا اصل نام نور الدین تھا۔ اپنے والد حضرت مخدوم علاء الحق پنڈوی کے مُرید تھے۔ یہ بھی مثل اپنے والد کے برگزیدہ اور قطب وقت تھے۔ پنڈوہ مین مدفون ہین اور اُنکا مزار بھی عالم کی زیارت گاہ ہے۔ حسام الدین مانکپوری ان کے خلیفہ ہین۔

آٹھوین خلیفہ مصر کے عباسیون مین سے المستعین باللہ تھے

مستعین باللہ ابن متوکل ۸۰۸ھ مین اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوئے سلطان مصر اُسوقت ملک ناصر فرج تھا جب ناصر مغلون کی لڑائی مین مارا گیا۔ لوگون نے خلافت کے سوا بیعت سلطنت بھی خلیفہ سے کی۔ ۸۱۵ھ مین اس بات کو بعد عہد و پیمان

امراء وغیرہ کے قبول کیا۔ مصر مین آئے۔ عزل و نصب مین تصرف کیا۔ سکہ اُنکے نام کا جاری کیا گیا۔ لقب وہی رہا۔ شیخ الاسلام ابن حجر نے تہنیت مین قصیدہ لکھا جسکا مطلع یہ ہے۔ ع

الملک فینا ثابت الاساس	بالمستعین العادل العباس

نظام امرا ایسے بڑے آدمی وزیر تھے تھا۔ سب کام اُسنے اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ اسکے بعد کہا مجھکو سلطان اپنا بنا دو اُنھون نے نہ مانا۔ اِسنے زبردستی سلطان کا لقب لے لیا۔ اور ملک مؤید کہلایا۔ مستعین کو خلافت سے معزول کرکے اُنکے بھائی داؤد کو خلیفہ کیا۔ مستعین کو قید کیا۔ نوروز شاہ کے نائب نے جب یہ ماجرا سُنا فوج کشی کرنا چاہی تب اُسنے مستعین کو اسکندریہ مین بھیجا اور وہین قید رکھا۔ یہان تک کہ تاتار نے اُنکو رہا کیا لیکن وہ ۸۳۳ھ تک زندہ رہے اور طاعون سے مرے۔ ۸۱۴ھ ہجری مین سلطان غیاث الدین حاکم بنگالہ نے بہت تحفے اور ہدیے بھیجکر نیابت طلب کی۔

ذکر ان داؤد خلیفہ مصر کا جو اسیواں ہے یعنی معتضد باللہ

داؤد بن متوکل نے اپنا لقب معتضد باللہ رکھا بعد خلع خلافت برادر کے ۸۱۶ھ مین خلیفہ ہوئے۔ ۸۴۵ھ مین مر گئے۔ بہت ذکی فطین اور نبیل تھے۔ علما اور فضلا کے پاس بیٹھتے۔ اُنسے فائدہ اُٹھاتے۔ ستر برس کی عمر مین مرے۔
اسی عہد مین مولانا سید شریف نے کہ بڑے عالم تھے اور اصل نام اُنکا علی بن محمد تھا اور حضرت علاء الدین عطار کے صحبت یافتہ تھے۔ اور حضرت مخدوم شاہ تقی بیٹے شیخ شعبان الحق بیابانی نے کہ مثل اپنے باپ کے عارف کامل تھے ۸۱۶ھ مین اور حضرت شیخ سید محمد گیسو دراز نے کہ خلیفہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے تھے اور پیر کے حکم سے دہلی سے دکھن گئے تھے ۸۲۵ھ مین اور سید شاہ نعمت اللہ ولی نے کہ مرید شیخ

علی بن محمد المعروف سید شریف

عبداللہ

عبداللہ کی یافعی کے تھے اور بڑے عارف کامل اور تمام سلاطین زمانہ اُنکے معتقد تھے اُنھون نے قریب پانسو جلد کتابون کے تالیف کی تھی ۷۶۸ھ مین اور حضرت سید قاسم انوار نے ۸۳۷ھ مین اور حضرت شاہ بدیع الدین عرف شاہ مدار نے ۸۳۸ھ مین انتقال فرمایا۔

سید قاسم انوار کا لقب معین الدین علی ہی۔ انکا سلسلہ حضرت شیخ صدر الدین اردبیلی سے ملتا ہی۔ آپ کی اصل آذربائیجان ہی۔ بعد تکمیل کے ہرات کی طرف توجہ کی اور اکثر لوگ وہان کے عمائد سے آپ کے مرید ہوئے۔ بعض لوگون نے شاہرخ مرزا خلف تیمور شاہ سے شکایت کی کہ اکثر نوجوان مرید شاہ قاسم انوار کے ہوئے ہین۔ اور ہملوگون کو اُنکی صلاحیت مین شک ہی۔ اسلیے اُسنے آپ کے نکالنے کا حکم دیا۔ لیکن کسی کو اسکی طاقت نہ تھی کہ عرض کرے۔ شاہزادہ بایسنغر نے کہا کہ مین بلطائف الحیل سے اس بات کو پیش کرونگا۔ چنانچہ آپ کی ملاقات کو آیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمھارے باپ نے ہمارے نکالنے کا حکم دیا ہی۔ مین نہین جانتا کہ کس جرم پر ایسا کیا ہی۔ اُسنے کہا کہ آپ [illegible] پر کیون نہین عمل کرتے کہ قاسم سخن کوتاہ کن برخیز و عزم راہ کن + شکر بر طوطی فگن مردار پیش کرگسان + سید نے دعا اور تحسین کی اور وہان سے روانہ ہوگئے۔ اور بعد چند عرصہ کے جام مین انتقال فرمایا۔

حضرت بدیع الدین شاہ مدار

حضرت بدیع الدین شاہ مدار مرید شیخ طیفور بسطامی کے تھے۔ کہتے ہین کہ وہ بظاہر کچھ نہین کھاتے تھے اور نہ انکا کپڑا کبھی میلا ہوتا تھا اور نہ اُسپر کبھی مکھی بیٹھتی تھی۔ اور اُنکے چہرے پر ہمیشہ نقاب پڑا رہتا تھا۔ نہایت حسین اور جمیل تھے۔ چارون کتاب سماوی کے حافظ اور عالم تھے۔ لوگ کہتے ہین کہ انکی عمر چارسو برس سے زیادہ تھی واللہ اعلم۔ اور تمام دنیا کا سفر اُنھون نے بھی کیا تھا اور اپنے وقت کے قطب مدار تھے۔ اسلیے لوگ شاہ مدار کہتے ہین۔ ان سے مخدوم حسین نوشۂ توحید نے حسب وصیت مخدوم شرف الدین بہاری اپنے پیر کی کتاب عوارف پڑھی تھی اور فیضیاب ہوئے۔ آپ کے مرید اور خلفا بہت ہین لیکن اکثر قلندر منش ہین۔ انکے خلفا سے حضرت جمن جتی جنکا مزار ملیسہ مین ہی تھے۔ آپ کا مزار مکن پور مین ہی۔ کہتے ہین کہ ایک مرید

نے اپنے بیٹے کا نام آپ کے نام پر رکھا آپ نے اُسکو دیکھکر فرمایا کہ اب میرا قائم مقام آگیا - مین جاتا ہون - اور انتقال کیا - آپ سے بہت تصرفات سرزد ہوئے - جیسے مردے کا زندہ ہونا وغیرہ -

دسوان خلیفہ مصر کا عباسیون مین سے المکتفی باللہ تھا

سلیمان بن متوکل بموجب عہد برادر حقیقی کے خلیفہ ہوا - اور لقب مکتفی باللہ کا لیا سیوطی کے والد ماجد نے اُنکے لیے نسخہ عہد لکھا - یہ خلیفہ صالح تھا - نہایت عابد خاموش گوشہ گزین انکے بھائی معتضد نے کہا جبسے یہ جوان ہوا کوئی کبیرہ نہین کیا ملک ظاہر انکا معتقد تھا سیوطی کے باپ انکے امام نماز تھے یہ اُنکا نہایت احترام کرتے سیوطی نے انھین کے گھر مین نشوونما پائی - بعد عمر بن عبد العزیز کے کوئی خلیفہ انسے زیادہ عابد نہوا ترسٹھ برس کی عمر مین ۸۵۴ھ مین انتقال کیا - سیوطی کے والد نے ۴۰ روز انکے بعد انتقال کیا ابن حجر کا انتقال بھی انھین کے عہد مین تھا -

گیارھوان خلیفہ مصر کا عباسیون مین سے القائم بامر اللہ تھا

قائم بامر اللہ ابن متوکل بعد مکتفی کے خلیفہ ہوا - یہ بڑا بہادر تھا - کچھ خلافت کی شان قائم کی تھی کہ ملک اشرف نے انکو معزول کرکے اسکندریہ کے قلعہ مین مرنے تک قید رکھا - ۸۶۳ھ مین انکی وفات تھی - یہ بھی اپنے بھائی مستعین کی بغل مین مدفون ہین -

اسی عہد مین محقق کمال الدین ابن ہمام نے جنکی تصنیف سے کتاب لاجواب فتح القدیر ہے اور عارف حق بھی تھے ۸۶۱ھ مین وفات فرمائی -

بارھوان خلیفہ مصر کا عباسیون مین سے مستنجد باللہ تھا

مستنجد باللہ ابن متوکل اپنے بھائی کے بعد ۸۵۹ھ مین خلیفہ ہوئے - انھین کے عہد مین ملک اشرف نے ۸۶۵ھ مین انتقال کیا - اور اسکے بعد ملک ظاہر تخت پر بیٹھا اسنے خلیفہ کو قلعہ مین قید رکھا - آخرش دو برس بیمار رہکر انھون نے ۸۸۴ھ مین انتقال کیا نوے برس کی عمر تھی

تیرھوان خلیفہ مصر کا عباسیون مین سے متوکل بن یعقوب تھا

متوکل بن یعقوب ... اپنے چچا ... کے بعد ۸۸۴ھ مین خلیفہ ہوئے - انکے باپ کے

خلافت نہ ملی۔ انکو سب عام و خاص چاہتے تھے۔ یہ نہایت باتہذیب تھے۔ سب سے بشاشت
ظاہر کرتے۔ انکے چچا مستکفی نے اپنی بیٹی سے انکا نکاح کر دیا تھا۔ مستنجد انکو ولیعہد کر گئے تھے۔ یہ دربار
سلطان اور اعیان کے خلیفہ ہوئے۔ یہ آخری خلیفہ عباسیون مین سے تھے۔
سنہ ۹ ھ مین انکا انتقال ہوا۔ انھون نے اپنے بیٹے یعقوب کو ولیعہد کیا تھا۔
لیکن اسوقت ترکون نے مصر پر زور ڈالا۔ اور سلطان سلیم بادشاہ قسطنطنیہ
نے مصر کو لیلیا۔ اسوقت یہ نام کی خلافت جو عباسیون مین تھی وہ بھی نرہی اور جو بادشاہ اسلام کے
اسکے بعد ہوئے۔ وہ سلطان کہلائے۔ کیونکہ موافق حدیث رسول اللہ صلعم کے خلافت قریش
مین ہی ہوسکتی ہے چونکہ خلافت کا خاتمہ دولت ترکیہ رومیہ پر ہوا اسلیے اب اُسی خاندان کا
ذکر کیا جائیگا اور اُسکے بعد وہ چھوٹے چھوٹے خاندان مثل آل سامان آل سبکتگین دولت بنی طولون
دولت بنی طغج اخشیدیہ۔ دولت دیالمہ دولت بنی بوالیہ دولت سلجوقیہ۔ دولت
خوارزمیہ۔ دولت اتابکیہ۔ دولت بنی طغتگین۔ دولت بنی مرداس۔ دولت آل ارتق
دولت غزنیہ۔ دولت چنگیزیہ دولت تیموریہ وغیرہ جو درمیان مین عروج پر ہوئے اور
گذر گئے انکا حال پیچھے لکھا جائیگا۔ اور صرف بذریعہ نقشہ جدول کے ظاہر ہوگا اور آخر مین حال دولت
چغتائیہ ہند لکھا جائیگا۔ اور اُسی ضمن مین اکابرون کا حال درج ہوگا۔ اسی متوکل کے عہد مین
حضرت خواجہ شمس الدین محمد کوسوی جامی نے سنہ ۸۶۳ھ مین اور شیخ آذری نے سنہ ۸۶۶ھ مین
اور مولانا طوطی شاعر نے بھی اسی سال اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے سنہ ۸۹۵ھ مین اور مولانا
نور الدین جامی نے سنہ ۸۹۸ھ مین انتقال فرمایا۔ خواجہ شمس الدین محمد کوسوی جامی خاندان مین
حضرت احمد جام ژندہ پیل کے تھے اور اُن تک وہی خرقہ پہونچا تھا جو خواجہ ابو سعید ابو الخیر نے
حضرت احمد جام کو پہنایا تھا اور اُسمین پیوند حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خرقہ کا تھا۔
بڑے عارف اور عالم تھے۔ انکا مزار ہرات مین ہے۔

شیخ آذری

شیخ آذری بڑے عارف اور مجرد فقیر تھے۔ دنیا کے کام کی طرف کم التفات

کرتے۔ اور ہمیشہ اہل اللہ کی صحبت مین رہتے۔ چالیس برس قناعت مین بسر کی۔ سلطان بایسنغر کے معاصر تھے۔ اور زمانہ مین احمد شاہ بہمنی کے کہ نوان بادشاہ بہمن شاہیون سے تھا۔ ایران سے ہند کی سیر کو آیا۔ اور دکن مین بادشاہ سے ملازمت حاصل کی۔ اسوقت بادشاہ شہر بدر کی تعمیر مین مصروف تھا سب شاعرون نے تاریخ لکھی۔ شیخ آذری نے بھی تاریخ لکھی ہے

[illegible]	آسمان پایۂ از سقف این درگاہ است
آسمان ہم نتوان گفت کہ ترک ادب است	قصر سلطان جہان احمد بہمن شاہ است

بعد اسکے آذری نے ہندوستان سے مراجعت کیا۔ اور انتقال کیا۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کا نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہی۔ انکے والد کا نام خواجہ محمود تھا۔ اصل وطن آپ کا تاشکند تھا۔ آپ کے مرشد طریقت کی راہ مین بہت ہین۔ لیکن آخر مین حضرت یعقوب چرخی سے بیت فائدہ اُٹھایا اور اُنسے بیعت کی۔ رشحات مین آپ کا حال حضرت جامی نے کہ آپ کے مسترشد تھے یون لکھا ہی کہ جب بعد تحصیل علم ظاہر کے آپ کو علم باطن کا شوق ہوا۔ تاشکند سے سمرقند۔ بخارا خراسان اور ہرات تک پھرے۔ اور طریقت کی جستجو مین رہے۔ اسوقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے خلفا مین سے زندہ تھے۔ اُنسے بہت فیض اُٹھایا۔ اور سمرقند مین حضرت سید قاسم انوار سے فیضیاب ہوئے۔ شرف الدین کہ خاموش کے لقب سے مشہور ہین۔ اور سراج الدین اور حسام الدین اور حمید الدین شاشی اور علاء الدین غجدوانی آپ کے مرشدون سے ہین۔ جب حضرت یعقوب چرخی سے کہ خلیفہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے تھے بیعت کی۔ عرصہ تک اُنکی صحبت مین رہے۔ اور اُنسے تکمیل پائی۔ آپ کے دادا حضرت خواجہ شہاب الدین بڑے کامل تھے اُنکے دو بیٹے تھے خواجہ محمد اور خواجہ محمود آپ کے والد۔ انتقال کے وقت حضرت خواجہ شہاب الدین نے کہا کہ اپنی اپنی اولاد کو ہمکو دکھلاؤ۔ پہلے خواجہ محمد نے اپنے بیٹون کو دکھلایا۔ بعد اسکے خواجہ محمود نے اپنے بیٹون

کورنش کیا۔ جب آپ کی نوبت آئی خواجہ شہاب الدین کھڑے ہو گئے اور گلے سے لگایا۔
اور کہا کہ یہی لڑکا ہے جسکی نسبت خوشخبری ہمکو پہونچی ہے۔ بہت جلد یہ لڑکا پیر جہانگیر ہو۔ اور شریعت
اور طریقت مین اس سے رونق ہو جب خراسان سے میرزا بابر اور شاہرخ سمرقند کی تسخیر
کو چلے تو سمرقند سلطان ابوسعید یعنی ظہیر الدین بابر کے دادا کے تصرف مین تھا۔ اور وہ حضرت
خواجہ عبید اللہ کا معتقد تھا۔ لاکھ آدمیون سے میرزا بابر وغیرہ نے محاصرہ کیا۔ سلطان ابوسعید
بہت گھبرایا اور بھاگنے کا قصد کیا۔ اور حضرت خواجہ سے رخصت ہونے کو گیا۔ حضرت خواجہ
نے اسکو تسلی دی کہ دل مضبوط رکھو۔ فتح تمکو ہوگی۔ اگرچہ سلطان ابوسعید کے ساتھ صرف دو تین ہزار
آدمی تھے لیکن انھون نے عجب بہادری دکھلائی۔ مرزا بابر کے لشکر کا سردار خلیل ہندو تھا اُسکو
قید کر لیا۔ اور اکثر لشکر اسی طرح اسیر ہو گیا۔ اور چند روز مین بقیہ لشکر کو دبا (؟) نے تباہ کیا
یہانتک کہ مرزا بابر نے صلح کی درخواست کی۔ اور خلیل ہندو نے رہائی پائی۔ پھر دوسری مرتبہ
شاہ محمود نے سمرقند کی تسخیر کا قصد کیا۔ اور فوج چغتائی کے ساتھ احمد کو اس کام پر تعینات کیا۔
حضرت خواجہ نے پہلے احمد کو ایک خط لکھا کہ بندگان خدا کو تکلیف دینا نہین چاہیے لیکن احمد
نے اسپر خیال نہ کیا۔ باوجود اسکے کہ آپ کا معتقد تھا۔ اور سمرقند کا محاصرہ شروع کر دیا۔ سلطان
ابوسعید کے دل مین خوف ہوا۔ اور اُسوقت اُسکے پاس بہت تھوڑا لشکر تھا۔ لیکن حضرت خواجہ
نے فرمایا کہ اس لڑائی کا بوجھ ہمپر ہے اور تم جاکر عزلت نشین مسجد مین ہو۔ آپ نے حسن اور جعفر
اور قاسم اور عبد الاعلی کو شہر کے چارون کونے پر بٹھلایا۔ اور کہا کہ مراقب ہو اور متوجہ رہو کہ
دشمن شاد نہ ہون۔ یہ بزرگان آپ کے جلیل القدر خلفا سے تھے۔ دشمن کا لشکر جب متوجہ ہوا تو ایک
سخت ہوا دشت قبچاق سے اُٹھی۔ کہ دشمنون کی عافیت تنگ ہوئی۔ اور آخر شب سب بھاگ گئے
اور یہ عجیب بات تھی کہ سمرقند کی فوج لڑتی تھی اور اُسکو ہوا کی تکلیف نہ تھی سب اسباب
بطور غنیمت کے سمرقندیون کے ہاتھ آیا۔ جب فراغت ہوئی بزرگان مذکور حضرت خواجہ
کے حضور مین آئے۔ اور سلطان ابوسعید بدستور مسجد مین گوشہ نشین تھا سلطان ابوسعید

نے ایک اور نقل اپنی بیان کی کہ جب مین ہرات مین تھا مجھکو عورت کا عشق ہوا۔ اُسکو طلب کیا اور چاہتا تھا کہ گل وصال سے اُسکے برخوردار ہون کہ ناگہان حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کی آواز دروازہ سے معلوم ہوئی کہ کہتے ہین کہ تو یہ کیا کام کرتا ہی۔ اور وہ حرص ہوا دل سے زائل ہوگئی جب مین سمرقند پہونچا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ شیطان نے تیری راہ ماری تھی لیکن اللہ تعالی نے تجھکو بچایا

اُنھون نے اپنی ایک اور نقل بیان کی کہ ایک روز مجھکو شراب کا شوق ہوا۔ مین نے اپنے مصاحبون پر بھی اسکا ظاہر ہونا نہ چاہا۔ ایک خاص نوکر محرم راز سے کہا کہ دیوار کی پس پشت سے کھڑکی کی راہ سے رسی لٹکا دونگا۔ تو اسمین شراب کی بوتل باندھ دینا چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا۔ لیکن بوتل دیوار سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی۔ اس سبب سے مجھکو بہت افسوس ہوا۔ صبح کو جب حضرت خواجہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ بوتل جو ٹوٹی اُسکی آواز میرے کان مین پہونچی تھی۔ اور اگر تم شراب پی لیتے تو مین تمھارا منھ نہ دیکھتا۔ ایک شخص کا غلام بھاگ گیا۔ بہت تلاش کیا نہ پایا۔ آپ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا کہ فلان قریہ کے پاس تو اُسکو پاویگا جب وہان گیا تو اُس غلام کو دیکھا کہ ہاتھ مین پانی کا گھڑا لیے ہی اُس سے حال پوچھا اُسنے کہا کہ مجھکو ایک شخص خوارزم لیگیا تھا۔ اور ایک کے ہاتھ بیچ ڈالا اُسکا گھڑا لیکر پانی بھرنے کو کنوین پر آیا۔ اب جو واپس چلا دیکھتا ہون کہ یہان ہون۔ ہزارون کوس کا فاصلہ ہی اور مین فوراً یہان کیونکر پہونچا۔ آقا کو یہ سنکر حضرت خواجہ سے اعتقاد ہوا اور مرید ہوگیا۔ آپ کی ولادت ۸۰۶ھ مین تھی۔ عمر شریف آپ کی نواسی برس کی ہوئی۔ آپ کی وفات ۸۹۵ھ مین ہوئی۔ آپ زراعت فرماتے تھے۔ اور اُسمین ایسی برکت تھی کہ سال بھر پیداوار سے معمور رہتی۔ آپ کے خلفا بہت ہوئے حضرت نورالدین جامی بھی آپ کے خلفا سے تھے آپ کا طریقہ سنت کی پیروی کا تھا۔ اور نظر بر قدم اور ہوش در دم ہمیشہ ملحوظ رکھتے اور آپ کی روش دوام آگاہی کی تھی حضرت جامی نے آپ کی تعریف مین فرمایا ہی ؎

مقام خواجہ برتر از گمان است	برون از حد تحریر و بیان است

چو فقر اندر قبای شاہی آمد	بہ تدبیر عبید اللہی آمد	

آپ کے پوتے خواجہ عبد الحق تھے کہ آپ کے مرید اور خلیفہ تھے اور سلسلہ الو العلائیہ انھین سے ملتا ہی
مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی بیٹے مولانا نظام الدین احمد کے ہین۔ انکے دادا مولانا شمس الدین محمد دشتی کہ دشت اصفہان مین رہتے تھے بہ سبب ناموافقت زمانہ کے وطن سے نکلکر خراسان مین آئے۔ اور قصبہ جام مین اقامت کی تھی ۸۱۷ھ مین حضرت جامی پیدا ہوئے۔ اور اسی سبب سے جامی تخلص رکھا ہے

	لاجرم در جریدۂ اشعار	بدو معنی تخلصم جامی است

کے زمانے مین خداشناسی اور خداپرستی مین شہرت ہوئی اور مقبول خاص و عام ہوئے اور سلطان حسین بایقرا کے دور مین اور بھی زیادہ وقعت ہوئی۔ اور حضرت جامی خواجہ عبید اللہ احرار کی خدمت مین بہت حاضر رہتے اور ملا سعد الدین کاشغری کے مرید تھے آپ کی تالیفات بہت ہین۔ اور انھین سے یوسف زلیخا ہے۔ آپ کے شاگرد اور خلفا مین سب سے سعد مولانا عبد الغفور تھے۔ آپ نے ۱۸ محرم کو سنہ ۸۹۸ھ مین انتقال فرمایا آپ کی فصاحت اور بلاغت فارسی نظم و نثر مین مشہور رہی۔ انکے بعد کوئی ایسا فصیح البیان نہوا۔ شرح کافیہ معروف بہ شرح جامی انھین کی تصنیف سے ہے۔

ذکر سلاطین عثمانیہ ترکیہ رومیہ جنکا دار السلطنت آجتک قسطنطنیہ ہی

باب اٹھارھوان

فصل پہلی

واضح ہو کہ سلیمان شاہ ابن قیا الپ بلدہ ماہان مین کہ قریب بلخ کے

واقع ہی بادشاہ تھے۔ جب چنگیز خان نے ہند و بلخ کو جلاکر خاک سیاہ کر دیا۔ اور سلطان علاء الدین خوارزم شاہ کو وہان سے نکالدیا۔ وہان کے چھوٹے چھوٹے سلاطین اور حکام مین پراگندگی اور تفرقہ پڑ گیا۔ اسوقت سلیمان شاہ خاندان ترکمان سے پچاس ہزار آدمیون کو ساتھ لیکے بلدۂ ماہان سے ارض روم مین آئے۔ اور وہان سے حلب ہوتے ہوئے دریائے فرات سے عبور کا قصد کیا۔ سب ساتھیون نے دفعۃً گھوڑے دریا مین ڈالدیے۔ تاکہ تیر کر پار ہو جائین۔ لیکن باتفاق تقدیر سلیمان شاہ اپنے گھوڑے سمیت اسمین غرق ہو گئے۔ اور بڑی تلاش سے اُنکی لاش دریا سے نکالی گئی۔ اور قلعہ جعبر کے سامنے دفن ہوئے۔ جتنے ترکمان اُنکے ساتھ تھے چارون طرف منتشر اور پراگندہ ہو گئے۔ جسکو جہان موقع ملا۔ سکونت اور بود و باش اختیار کی۔ چنانچہ اُن سب کی اولاد ابتک اُن اطراف مین موجود ہی۔ سلیمان شاہ کے چار بیٹے تھے۔ سنقر و اور بقدار کہ بلاد عجم کو لوٹ گئے۔ مگر ارطغرل اور دُونڈا بلاد روم مین آئے۔ اور سلطان علاء الدین کیقباد سلجوقی سے ملے۔ جو بلاد قرمان کے بادشاہ تھے اور شہر قونیہ کو اُنھون نے اپنا دارالسلطنت بنایا تھا۔ سلطان نے اُنکی نہایت تعظیم و توقیر کی۔ اور یہ دونون بھائی قرہ حصار و بیکجل کے درمیان اقامت گزین ہوئے چونکہ آدمی سپاہی پیشہ تھے۔ اکثر جنگ و جدال مین معروف رہے۔ ارطغرل نے سنہ ۶۸۷ھ مین وفات پائی۔ اور اُنکے بیٹے عثمان کہ سنہ ۶۵۶ھ مین پیدا ہوئے۔ شاہ علاء الدین سلجوقی کے ملازم ہوگئے۔ پہلے وہ فوج کی سالاری پر مامور ہوئے۔ اور رفتہ رفتہ سلطنت کے جزئی اور کلی امور کا اختیار اُنکے سپرد ہوگیا۔ اور وہ اپنے آقا کے ساتھ بہت بڑے بڑے معرکون مین شریک رہے۔ اور کامون مین ثابت قدم اور مستقل تھے۔ اور اپنی شجاعت وفاداری اور قابلیت کے باعث روز بروز سلطان کے منظور نظر ہوتے گئے۔ اور عثمان غازی کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ سنہ ۶۹۹ھ مین سلطان علاء الدین سلجوقی نے تاتاریون سے شکست کھائی۔ اور اسی زمانے مین وہ مر گئے۔ چونکہ سلطان کا کوئی

وارث نہ تھا اور کُل رعایا عثمان غازی سے نہایت راضی تھی سب نے بالاتفاق انکو تخت پر بٹھلایا۔ اور انھون نے تخت نشینی کے بعد سلطان علاء الدین کی بیٹی سے شادی کر لی۔ جسنے انکی سلطنت کی بنیاد کو اور زیادہ مستحکم اور پایدار بنایا۔

فصل دوسری سلطان عثمان خان غازی

عثمان خان غازی سلاطین عثمانیہ کے پہلے سلطان ہین۔ کہ ۶۹۹ھ مین تخت پر بیٹھے چونکہ اولوالعزم اور صاحب ہمت تھے تخت پر بیٹھتے ہی بہت سے ملک فتح کیے۔ پہلے قلعہ قرہ حصار کو فتح کیا۔ اور اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اور اپنے بوڑھے نوّے سالہ چچا دوندار کو قتل کیا ۷۰۷ھ مین حاکم برصہ سے مقابلہ کیا اور اُسکے بہت سے ملک کو فتح کر لیا۔ سلاطین عیسائی کو دین کی دعوت کی بعضون نے اسلام قبول کیا اور بعضون نے جزیہ دیا۔ اور بعض لڑائی مین گرفتار ہوئے۔ یہ تو ادھر جہاد اور کشورستانی مین مشغول تھے۔ اُدھر تاتاریون نے اُنکے ملک پر یورش کی۔ لیکن اورخان سلطان کے بیٹے نے اُنسے مقابلہ کیا اور مار کے بھگا دیا۔ بعد اسکے اورخان نے قلعہ برصہ کی طرف توجہ کی۔ جسکا محاصرہ سلطان نے بہت اہتمام اور زمانہ سے کر رکھا تھا۔ اور فتح نہین ہوا تھا۔ آخرکار اورخان کی بہادری اور استقلال سے حاکم برصہ تنگ آگیا۔ اور قیصر روم کے بیٹے انڈرونکولس کی صلاح سے ۷۲۶ھ مین اُسنے یہ قلعہ اورخان کے حوالہ کر دیا۔ اور خود اپنی جان لیکر چلا گیا۔ اس قلعہ مین علاوہ مال و اسباب کے تیس ہزار اشرفیان اورخان کو ملین۔ اسی عرصہ مین اُسکو اپنے باپ سلطان عثمان کی علالت کی خبر ملی۔ اور وہ برصہ سے قرہ حصار مین آیا۔ اور باپ کو چراغ سحری پایا۔ آخر ۱۰ رمضان ۷۲۶ھ کو سلطان عثمان نے وفات پائی۔ اورخان نے باپ کی نعش قلعہ برصہ مین دفن کی۔ اور اُسپر ایک عالیشان مقبرہ بنوایا۔ یہ سلطان نہایت سخی اور سپاہ دوست تھا۔

فصل تیسری سلطان اورخان اول

سلطان اورخان نے اپنی جانشینی کے بعد برصہ کو دارالسلطنت مقرر کیا۔ اور تھوڑے ہی دنوں مین سلاطین فرنگ سے لڑبھڑ کر بڑے نامی شہرون عنکولہ۔ کندرہ۔ ایدرس۔ سمندرہ وغیرہ کو فتح کرلیا۔ پہلے اُسنے اپنے بھائی علاء الدین نامے کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ جب وہ مرگیا۔ تو سلیمان بادشاہ کو جنھون نے قلعہ کملک کو فتح کیا تھا۔ وزیر بنایا۔ مدرسہ اور مسجدین بہت سی اپنے ملک مین تعمیر کرائین۔ قلعہ اذنیک کو بھی فتح کرلیا۔ جس سے رومیون کی قوت بالکل ضعیف ہوگئی۔ ۷۵۵ھ مین بیزنطیا کو فتح کیا۔ اور شہر گیلی پولی کو بھی لیلیا۔ جو قسطنطنیہ کی سرحد پر واقع ہی۔ اور یورپ مین ہی۔ ۷۵۸ھ مین سلیمان پاشا گھوڑے سے گر کر مرگیا۔ جسکا صدمہ عظیم اورخان کو ہوا۔ اور بعد ایک سال کے اورخان سے پینتیس برس بادشاہت کرکے اور اکاسی برس کی عمر مین ۷۶۱ھ مین اس جہان فانی سے رحلت کی۔ یہ بادشاہ نہایت شجاع اور سخی اور بردبار عادل تھا

فصل چوتھی سلطان مرادخان اول

سلطان مرادخان اول اپنے باپ اورخان کے مرنے کے بعد ۷۶۱ھ مین تخت پر بیٹھا۔ اور ہمہ تن اپنی فکر و کوشش کو ملک کے بڑھانے اور ترقی دینے مین متوجہ کیا۔ لالا شاہین اپنے سپہ سالار کے ساتھ ترکون کا جرار و خونخوار لشکر اطراف و جوانب کے ملکون کو تسخیر کرنے کے لیے روانہ کیا جسنے بہت تھوڑی مدت مین بہت سے شہر و بلدہ کو کوہ بلقان تک مسخر کرلیا۔ بادشاہ یونان نے اسلام کے لشکر کے خوف سے صلح کرلی جان پالاوغ قیصر روم والی قسطنطنیہ نے پوپ روم سے کہ اطالیہ مین رہتا ہی مدد چاہی اور تمام شاہان فرنگ نے قیصر کے ساتھ شریک ہوکر سلطان پر چڑھائی کی۔ سلطان نے اپنے سپہ سالار لالا شاہین اور تیمور تاش بیگ کو فوج کے ساتھ مقابلہ کو بھیجا اور باہم گرخوب لڑائی ہوئی۔ آخر کار سلطان کی فوج غالب آئی۔ اور قیصر نے شکست کھائی

اور نہایت ذلت کے ساتھ صلح قبول کرلی۔ پانچ سال مین عیسائیون کے بہت شہر اور ملک مسلمانون کے قبضے مین آگئے۔ والی قرمیان نے جو ایک عیسائی بادشاہ تھا اپنی حفظ آبرو کے لیے اپنی ایک لڑکی سے سلطان مراد خان کے بیٹے بایزید کی شادی کردی اور اسوجہ سے وہ دست برد سے اسلام کی بچا سلطان مراد نے دوبارہ تیمور تاش کو ملک کے فتح کرنے پر مامور کیا۔ جسنے ارنبوط کے حدود تک قبضہ کرلیا۔ اور شہر نستر کو نہایت جلادت کے ساتھ فتح کیا۔ سنہ ۷۹۱ھ مطابق ۱۳۸۹ء کے قرال نامے عیسائی بادشاہ سرب (سرویا) نے اپنے ہم مذہبون کے اتفاق سے کئی لاکھ فوج جمع کرکے سلطان پر لشکرکشی کی سلطان نے بھی بڑے استقلال و بہادری سے مقابلہ کیا۔ اور اگرچہ سلطانی فوج عیسائی لشکر کی چوتھائی مقدار پر بھی نہ تھی لیکن سلطان نے موافق آیۂ کریمہ وکم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ کے بلا خوف و ہراس لڑائی پر آمادگی اور توجہ کی۔ بایزید ولیعہد سلطان اپنی ہمراہی فوج لیکر یکبارگی دشمن پر ٹوٹ پڑا اور خوب لڑائی ہوئی۔ قرال زندہ گرفتار ہوا۔ لاکھون آدمی مارے گئے۔ اور قید ہوئے۔ اور باقی بھاگ گئے۔ سلطان نے فتح کے بعد نقارہ خوشی کا بجایا۔ اور میدان جنگ مین غنیم کی لاشون اور مجروحین کی تنقیح کر رہا تھا کہ غنیم کے مجروحین مین سے ایک شخص نے جو نیم جان پڑا ہوا تھا خنجر سلطان کے پیٹ مین مارا جس سے سلطان کا کام تمام ہوگیا۔ محافظین سلطانی نے قاتل کو اُسی وقت قیمہ کر ڈالا۔ اور قرال کو بھی وہان لاکر قتل کیا۔ بایزید نے اپنے باپ کی نعش برصہ مین لاکر دفن کی۔ اس بادشاہ کی عمر ۶۳ سال کی تھی ۴۵ برس سلطنت کی۔ یہ بادشاہ نہایت عقیل۔ اولوالعزم۔ صوفی مشرب درویش سیرت اور پرہیزگار تھا۔ اور اُسنے شہر برصہ سے ادرنہ پر اپنا دار السلطنت منتقل کیا۔ اس بادشاہ نے ایک نئی قسم کی فوج مرتب کی تھی۔ کم عمر لڑکون کو فوج مین نوکر رکھکر لڑائی کے فنون سکھاتا۔ اور ایک خاص قسم کی زردوزی ٹوپی اُنکے لیے بنائی۔ اور اس لشکر کا نام نیکسچری رکھا تھا۔ جسکے معنی ترکی زبان مین فوج جدید کے ہین۔

فصل پانچوین سلطان بایزید یلدرم

سلطان بایزید یلدرم اپنے باپ کے مرنے کے بعد ۷۹۱ھ مین بادشاہ ہوا اور اپنے بھائی یعقوب کو جسنے خروج اور لڑائی کا ارادہ کیا تھا قتل کرڈالا۔ آغاز تخت نشینی مین ملک سرب (سرویہ) پر فوج کشی کی۔ اور شہر ویدن اور سکوب کو فتح کرلیا۔ سرب کے والی لازار نامے نے مآل اندیشی سے اپنی بہن کی شادی سلطان سے کردی اور اپنا پیچھا چھڑایا۔ انھین ایام مین اندرونیکوس اور اُسکے دونون بیٹون نے اتفاق کرکے۔ چاہا کہ جان بلالوغ اپنے باپ اور بھائی مانیوئل کو قید کرکے تخت قسطنطنیہ پر مسلط ہون۔ مگر جان بلالوغ کو اس سازش کی خبر لگگئی۔ اور اُسنے بیٹے اور پوتون کو قید کرلیا۔ اندرونیکوس نے سلطان بایزید کو عرضی مخفی لکھی۔ اور قسطنطنیہ کی تسخیر کی ترغیب دی۔ سلطان نے اس امر کو فوز عظیم خیال کرکے فوراً قسطنطنیہ کا قصد کیا۔ چونکہ کل فوج اندرونیکوس سے ملی ہوئی تھی۔ سلطان نے بے لڑے جھگڑے جان بلالوغ اور اُسکے مانیوئل کو قید کرلیا۔ اور اندرونیکوس سے خراج مقرر کرکے تخت پر بٹھلایا۔ جان بلالوغ اور مانیوئل کسی طرح قید سے نکل بھاگے اور سلطان کے پاس حاضر ہوئے اور یہ وعدہ کیا کہ سوائے اُس جزیہ کے جو اندرونیکوس دیتا ہی بارہ ہزار رومی فوج سلطان کے ہمراہ رہیگی جسکا خرچ سلطنت روم ادا کرتی رہیگی۔ سلطان نے اُسکی درخواست قبول کرلی اور اندرونیکوس اور اُسکے بیٹے کو معزول کرکے جزیرہ سفید مین مقید کیا اور جان بلالوغ کو پھر تخت پر بٹھلایا۔ سلطان کے حکم کے موافق والی سرب نے اپنے ملک مین مسجدین اور مدرسون کی تعمیر کی اور مسلمانون کو رہنے کی اجازت دی۔

چونکہ بایزید کو بیت المال کی حفاظت اور ترقی دینے کی طرف نہایت اور خاص توجہ تھی۔ اور کل روپیہ فوجی مصارف مین صرف کرتا تھا لہذا اُسنے چاہا کہ شہر اشہر کے باشندون سے روپیہ لیکر مسجدین اور مدرسے سرب مین تیار کرے۔ مگر اشہر کے عیسائی باشندون نے انکار کیا۔ اور اس مطالبہ پر ناراض ہوکر لڑائی اور غدر پر آمادہ ہوئے۔ بایزید یہ سنکر آگ ہوگیا۔ اور اُسی وقت قیصر روم کو لکھا کہ فوراً اشہر کے قلعہ کی دیوار اور برج مسمار کروے

قیصر نے اُسی وقت شہر اشہر بایزید کے حوالہ کر دیا - سلطان نے کئی لاکھ اشرفیان وہان کے باشندون سے وصول کین اور اُس روپیہ سے ملک سرب مین نہایت عمدہ اور عالیشان عمارتین تعمیر کرائین - اور خاص شہر سرب مین مسجد جامع بہت روپیہ لگا کر بنائی - حاکم ویدن نے جو اشہر کے متصل تھا اپنا دار الخلافت سلطان کے حوالہ کیا - اور اُسی حیلہ مین سلطان سے دوستی پیدا کی - اور سکہ اور خطبہ بایزید کا اپنے ملک مین جاری کیا - اور خود اُسنے اپنی سکونت شہر تیرہ مین اختیار کی - بایزید جب ان سب باتون سے فارغ ہو چکا تو اُسنے مجدداً پھر جہاد کا تہیہ کیا - اور بارہ ہزار کنسٹجنٹ قیصر روم سے طلب کیے جنکو قیصر نے سپہ سالاری مین اپنے مانیوئل کے سلطان کی خدمت مین روانہ کیا - سلطان نے یہ لشکر لیکر فلستان (اسٹریہ) پر چڑھائی کی - اور جزیرہ اودوس وغیرہ کو فتح کیا - اسی عرصے مین بایزید کو معلوم ہوا کہ جان بلالوغ قسطنطینیہ مین نیا قلعہ تیار کرتا ہے - اور سامان جنگ فراہم کر رہا ہے - سلطان نے جان بلالوغ کو کہلا بھیجا کہ فوراً قلعے کی دیوارین گرا دے - ورنہ مانیوئل اُسکے بیٹے کی آنکھین نکال لیجائینگی - جان نے فوراً اس حکم کی تعمیل کی - اور کل نئی دیوارین قلعہ کی گرا دین - مگر اِس غم و غصہ مین بیمار ہو کر وہ چند روز مین مر گیا - مانیوئل کو جب اپنے باپ کے مرنے کی خبر ملی وہ سلطان کے بغیر اجازت قسطنطینیہ کو چلا گیا - اور اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا - بایزید نے جب سنا کہ مانیوئل نے ایسا کیا - اُسنے قسطنطینیہ پر فوجکشی کا حکم دیا - اور ایک لشکر ملک ملغاریہ پر بھیجا - اس عرصے مین علاء الدین نے جو ایک فوجی سردار تھا بغاوت کی - اور تیمور تاش وزیر کو قید کر لیا - بایزید بسبیل ملغار وہان پہونچا - اور علاء الدین کی جمعیت کو پراگندہ و متفرق کر دیا - اور اُسکو اور اُسکے دونون بیٹون کو گرفتار کر کے قلعہ برصہ مین مقید کیا - اور تیمور تاش کے حوالہ کیا - تیمور تاش نے چند روز بعد سلطان کے حکم سے اُسکا کام تمام کیا - جب بایزید خانگی جھگڑون سے مطمئن ہو گیا تو اُسنے پھر کشورستانی کی طرف توجہ کی - اور بہت سی لڑائیون کے بعد ملک ہلال الدین

کا چھین لیا۔ اور اکثر قلعہ اور شہر عیسائیون کے بھی فتح کیئے۔ بعض اشخاص بایزید کے خوف
سے سمرقند بھاگ گئے۔ اور امیر تیمور گورگان کے پاس پناہ گزین ہوئے۔
سنہ ۷۹۶ھ مین بایزید نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔ قیصر نے روم کے پوپ اور
دوسرے شاہان فرنگ سے مدد لی۔ اسی ہزار آدمی جمع کیے اور شہر نکوپولی کے سواد
مین دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا۔ اور بایزید نے فتح پائی اور قیصر کا لشکر بھاگ گیا۔
دس ہزار عیسائی زندہ سلطان کے روبرو لائے گئے۔ اور اُسکے حکم سے اُنکے سر جدا
بدن سے کیے گئے۔ اگرچہ قیصر نے امیر تیمور سے مدد چاہی مگر امیر کچھ متوجہ نہین ہوا
ناچار قیصر نے جسطرح ہوسکا صلح کر لی۔ بایزید اس فتح کے بعد اپنے دار السلطنت کو واپس
آیا۔ یہان اُسکو امیر تیمور کا ایلچی اور نامہ ملا جسمین امیر نے احمد جلیار والی عراق
کو جسنے بایزید کے پاس پناہ لی تھی طلب کیا۔ اور دوستانہ یہ بھی لکھا تھا کہ تمکو غافل بیٹھنا
مناسب نہین ہی۔ عیسائی جو تمھارے دین و جان سکے دشمن ہین موقع کے منتظر ہین بایزید
کو یہ پیام گران معلوم ہوا۔ اور ایلچی کو نہایت ذلت اور سبکی کے ساتھ دربار سے نکال دیا۔
اور نامے کا بہت سخت جواب دیا۔ اور جب بایزید نے سُنا کہ قیصر نے امیر تیمور سے
مدد چاہی تھی اور بھی غضبناک ہوا۔ اور قسطنطنیہ پر چہار لشکر لیکر چڑھ دوڑا۔
امیر تیمور اپنے خط کا جواب نا ملائم پاکر اور اپنے سفیر کی بے حرمتی سُنکے جو درحقیقت اُسکی
سبکی تھی۔ نہایت جوش مین آیا۔ اور ایک عظیم الشان لشکر فراہم کرکے بایزید یلدرم کے
مقابلہ کو روانہ ہوا۔ شہر سیواس مین جو دریاے قزل ارمان پر ہی بایزید کے ایک بیٹے
اور چند سردارون سے امیر تیمور گورگان کی بڑی لڑائی ہوئی۔ آخرکار بایزید کا بیٹا اور
کئی نامی سردار مارے گئے۔ اور امیر تیمور نے فتح پائی۔ بایزید نے جب یہ خبر سُنی
قسطنطنیہ کا محاصرہ چھوڑ کر بحال اضطراب امیر تیمور کے مقابلہ کو روانہ ہوا سلطان
کی فوج مین اُسوقت چار لاکھ آدمی تھے اور امیر تیمور کے لشکر مین آٹھ لاکھ آدمی سے تھے

۱۹- ذی الحجہ سنہ ۸۰۴ھ مین قصبہ انگورہ مین دو نون لشکرون کا مقابلہ ہوا — بایزید اپنے پانچون بیٹون موسی - سلیمان - محمد - عیسی - اور مصطفی کو مینہ و میسرہ وغیرہ مین مقرر کرکے خود بنفس نفیس امیر کا مقابل ہوا - صبح سے شام تک بہت سخت لڑائی رہی - آخر بایزید کی فوج کو شکست ہوئی اور بایزید بھاگا - اتفاقاً اُسکے گھوڑے نے ٹھوکر لی - اور بایزید گر پڑا امیر کے ایک سپاہی نے جو وہان تھا - بایزید کو گرفتار کیا - اور امیر کے پاس لیگیا - بایزید کا ایک بیٹا موسی نامے بھی گرفتار ہوا اور مصطفے کا پتا نہ لگا - شاید مارا گیا باقی تینون بیٹے محمد - سلیمان اور عیسی ادھر اُدھر تباہ اور خراب پھرا کیے - جب بایزید کو امیر تیمور صاحبقران کے سامنے لائے - امیر نے تعظیم کی - اور اپنے برابر بٹھایا اور نہایت دلجوئی اور اخلاق کیا - اور حسن برلاس کو بایزید پر متعین کیا - کہ وہ سلطان کو آرام کے ساتھ مقید رکھے بایزید چونکہ نہایت غیور تھا اس شکست و قید کا اُسکے دل پر سخت اثر پڑا جسکے باعث وہ بیمار ہو گیا - اور بہت کچھ علاج و معالجہ ہوتا رہا - مگر کچھ سودمند نہوا - آخر کو اُسنے ۱۴ر شعبان سنہ ۸۰۵ھ مین اس بے ثبات دنیا سے رحلت کی - امیر نے بایزید کی لاش اُسکے بیٹے موسی کو حوالہ کی اور اُسکو رخصت دی - موسی نے اپنے باپ کی لاش برصہ مین لاکر دفن کی

مورخین لکھتے ہین کہ امیر تیمور چاہتا تھا کہ دریاے فرنگ کو (بوسفرس) عبور کرکے بایزید کے بیٹون سے انکا بقیہ ملک لیلیوے - لیکن اسوقت قیصری سپاہ اور سلطان کی بقیہ سپاہ تفرقہ بہمی سے گذر کر اور اکٹھے ہو کر امیر تیمور کی مدافعت مین سرگرم رہی اور اسوقت امیر تیمور کو دوسری طرف توجہ کرنے کی ضرورت پڑی - اس سبب سے وہان سے چلا آیا -

معتبر مورخین کا قول ہے کہ جب امیر تیمور نے لڑائی کا ارادہ کیا - اور اردبیل مین آیا تو حضرت خواجہ علی خلف مولانا صدر الدین اور نبیرہ جناب سید شاہ صفی الدین علیہم الرحمۃ کی خدمت مین تنہا حاضر ہوا - حضرت موصوف صبح کی نماز پڑھکر مراقبہ مین مشغول تھے

اور اُنکے گرد تمام مرید حلقہ کیے ہوئے مراقبہ کر رہے تھے۔ جسوقت امیر پہونچا۔ حضرت نے تعظیم اور معانقہ کرکے اپنے برابر بٹھا لیا۔ امیر کو خطرہ گذرا کہ بایزید پر مجھکو فتح ہوگی یا نہین۔ آپ نے اسی وقت خطرہ پر مشرف ہو کر فرمایا۔ جا تیرا مطلب برآئیگا۔ اور اپنے ملبوس سے ٹوپی عنایت کی۔ اور رخصت کیا۔ جب امیر نے بعد فتح کے مراجعت کی اور اردبیل پہونچا۔ ظہر کے وقت تنہا حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور جواہرات و اسباب و نقد و جنس نذر کیا۔ مگر آپ نے کچھ بھی قبول نہین کیا۔ اور یہ فرمایا کہ یہ چیزین میرے کام کی نہین ہین۔ امیر نے بہت اصرار کیا۔ کہ آپ میری نذر قبول فرمائین۔ کہ میرے لیے سعادت اور برکت کا باعث ہی۔ حضرت نے جواب دیا کہ ان چیزون کی تو مجھے کوئی حاجت نہین ہی۔ ہان بایزید کے لشکر کے جو قیدی تمھارے ساتھ آئے ہین اُنمین سے جسقدر میرے حجرے مین آسکین اُنکو مجھے دیدو۔ امیر نے خوشی سے تمام قیدیون کو بلایا جو تعداد مین کئی ہزار تھے۔ وہ سب کے سب آپ کے حجرے مین آگئے۔ امیر یہ کرامت دیکھکر اور بھی معتقد ہوگیا۔ اور سب قیدیون کو آزاد کرکے حضرت کی خدمت مین چھوڑ گیا۔ اور خود رخصت ہوا۔ حضرت نے سب قیدیون کو حجرے سے نکالکر فرمایا کہ اب تم آزاد ہو اپنے اپنے وطن کو جاؤ۔ وہ سب آپ کے مرید ہوگئے۔ اور عرض کی کہ ہم لوگ جانا نہین چاہتے۔ آپ کی خدمت مین رہینگے۔ حضرت نے قبول فرمایا۔ یہ بھی کہا جاتا ہی کہ جب شاہ اسمعیل صفوی اپنے آبائی تخت پر بیٹھے تو انھین قیدیون کی اولاد اور بھی دوسرے مریدون کی اولاد نے جو نہایت شریف اور سپاہی تھی۔ شاہ اسمعیل اول کو کشورستانی کی ترغیب دی اور ملک ایران کو مسخر کیا۔ اور اسی گروہ کو قزلباش کہتے ہین۔

یہ بادشاہ نہایت اولوالعزم اور غیور اور سپاہ دوست تھا۔ سنہ ۷۶۱ھ مین پیدا ہوا تیرہ برس سلطنت کی ۴۵ برس کی عمر مین ۸۰۵ھ مین انتقال کیا۔

فصل چھیوین سلطان محمد خان اول

۸۰۵ھ ۱۴۰۲ع

جب سلطان بایزید یلدرم کو امیر تیمور نے قید کر لیا۔ تو اُسکے بیٹے بھاگ کر اپنی

مین آئے - اور بعد جانے امیر تیمور کے آپسمین خوب خانہ جنگی رہی - جسکی تفصیل کے لیے ایک دفتر چاہیے - الغرض گیارہ بارہ برس یون ہی گذرے سلیمان کو سیاہ بیک چری نے اسوجہ سے قتل کر ڈالا کہ اُسنے فوج کے ایک سردار کی ڈاڑھی سونڈوا ڈالی تھی - موسیٰ نے اپنے بھائی کے انتقام لینے کا قصد کیا اور بہت سیاہ بیک چری کو زندہ گرفتار کرکے آگ مین جلا دیا ۸۱۶ھ مین محمد نے اپنے بھائی موسیٰ کو قتل کر ڈالا - اور خود تخت سلطنت پر بیٹھا - اور انتظام مملکت کی طرف جو آپس کی خانہ جنگیون سے بہت کچھ محتاج اصلاح ہو رہا تھا متوجہ ہوا - سلاطین فرنگ و یونان سے دوستانہ نامہ و پیام جاری کیا - حاکم قرمان نے جسکو قدیمی کینہ سلطان بایزید سے تھا موقع پاکر بایزید کی قبر کھود کے لاش کو جلا دیا - محمد خان نے اس فساد کو دفع کرنا چاہا - اور دشمن کو بھگا دیا - حاکم قرمان کا بیٹا مصطفیٰ بیگ گرفتار ہوا جب سامنے آیا تو اُسنے اپنے سینہ کے مقابل ایک کبوتر اپنے جبہ مین چھپا لیا تھا - اُسپر ہاتھ رکھکے بقسم کہا کہ جبتک یہ برقع میرے جسم مین ہے بادشاہ سے بیوفائی نہ کرونگا - سلطان نے بھی قسم کھائی - اور اُسکا قصور معاف کیا - مصطفیٰ بیگ نے بادشاہی محل سے نکلتے ہی کبوتر کو مار ڈالا - اور فوراً بادشاہی بکریون کے گلے کو لوٹنا شروع کر دیا - جب بادشاہ کو خبر ہوئی سوارون کو بھیجا اور اُسے پھر پکڑ بلا کر کہا کہ میری اہلیت اور شرافت اسکی مقتضی نہین ہے - کہ تجھ ایسے کمینہ عہد شکن کو سزا دون اسلیے کہ مین نے امان دی ہے - تو اگر اپنی قسم سے پھرا پھرا میری شان وہ نہین ہے کہ اپنے عہد سے پھر دون - مین نے تیری جان بخشی کی جہان چاہے چلا جا -

انھین وقتون مین ایک شخص نے خروج کیا - اور لوگون پر یہ اظہار کیا - کہ مین ہی مصطفیٰ بایزید کا بیٹا ہون جو امیر تیمور کی لڑائی مین روپوش ہو گیا تھا - بادشاہ نے اُسپر فوج کشی کی اور وہ بھاگ کر قیصر روم کے کسی عامل باب بناہ گزین ہوا محمد خان نے عامل سے اُسکو مانگا مگر اُسنے قیصر کی اجازت کا عذر پیش کیا - اور قیصر نے سلطان کو لکھ بھیجا

کہ جو کسی بادشاہ کی پناہ مین آئے اُسکو اُسکے دشمن کے حوالہ کرنا نہایت بیحمیتی ہی۔ مگر آپ مطمئن رہین کہ مین اُسکو اُسکی زندگی تک نظر بند و قید رکھونگا۔ سلطان نے اسبات کو قبول کرلیا اور اُسکے لیے کچھ ماہوار مقرر کردی ہی بادشاہ کے وقائع لڑائیون کے بہت ہین مگر اسکا ذکر بہانتک خالی از طوالت نہین۔ اسنے اپنا تخمگاہ ادرنہ (اڈریانوپل) مین مقرر کیا۔ اور سلاطین عثمانیہ مین یہ پہلا بادشاہ ہی جسنے جہازات جنگی اور سپاہ دریا اور توپخانہ کو سلطنت عثمانیہ مین ایجاد کیا ۸۲۴ھ مین خونی اسہال مین وفات پائی۔ جب مرض سے روز بروز اُسکی حالت تباہ ہونے لگی۔ تو اپنے بیٹے مراد کو اماسیہ سے طلب کیا۔ لیکن قبل اُسکے پہونچنے کے موت آگئی وزیرون نے اُسکے مرنے کا حال مخفی رکھا۔ جب اکتالیسوین دن مراد خان تخت نشین ہوا اُسوقت سلطان کے مرنے کی خبر لوگون کو معلوم ہوئی۔ بہت سی مسجدین سلطنت عثمانیہ مین اس بادشاہ کی یادگار ہین۔ یہ آدمی ذہین۔ عقیل۔ مستقل مزاج۔ عادل۔ کریم اور دوستی کا سچا بے کینہ تھا۔ ظاہری شان و تزک کو بہت پسند کرتا تھا۔ یہی پہلا بادشاہ عثمانیہ مین سے تھا جسنے مکہ معظمہ کے محتاجون کے لیئے سالانہ مقرر کیا۔ اُسکی سلطنت کی مدت آٹھ برس تھی۔

فصل ساتوین سلطان مراد خان ثانی

محمد خان کے بعد اُسکا بیٹا مراد خان ثانی تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ ۸۰۶ھ مین پیدا ہوا۔ اور بیس برس کی عمر مین بادشاہ ہوا۔ مانوئل قیصر روم نے اُسکو لکھا۔ کہ تم اپنا بیٹا میرے پاس رہن رکھ دو۔ ورنہ مین مصطفی کو جو بایزید یلدرم کا بیٹا اور میرے پاس محبوس ہی رہا کر دونگا۔ مگر مراد خان نے اس درخواست پر کچھ لحاظ نہ کیا۔ قیصر نے مصطفی کو رہا کرکے دس جنگی جہازات کی افسریت پر مراد خان کے مقابلہ کو بھیجا۔ اور مصطفی نے شہر گالی پولی پر قبضہ کرلیا۔ مراد خان نے بایزید پاشا کو تیس ہزار فوج کے ساتھ مصطفی کے مقابلے کو روانہ کیا۔ مگر بایزید پاشا مارا گیا۔ اور اُسکی فوج نے شکست اُٹھائی۔ اب مراد خان نے بنفس نفیس چڑھائی کی۔ جب سلطانی لشکر گالی پولی کے قریب پہونچا

مصطفیٰ کی اکثر فوج سلطان سے مل گئی مصطفیٰ یہ حالت دیکھکر گالی پولی سے مضطر
بھاگا۔ راہ مین اُسکے نوکرون نے اُسکو مار ڈالا۔ سلطان نے وہان سے قسطنطینہ کی طرف
رخ کیا۔ اور ایک لاکھ فوج سے وہان جا پہونچا اور خون اور لوٹ اپنے سپاہیون کو معاف
کردی۔ اگرچہ قسطنطینہ فتح نہوا مگر مانوئل نے نہایت عاجزی اور ذلت سے صلح کرلی۔
اور جزیہ دینا قبول کرلیا۔ مراد خان نے وہان سے مظفر و منصور مراجعت کی لیکن قیصر اس صدمہ سے
عنقریب بیمار ہوکر مرگیا۔ مراد خان نے پھر جہاد کا تہیہ کیا۔ اور بہت سے شہر و بلاد جو بحر اسود
کے کنارے پر واقع تھے فتح کرلیے۔ مگر ملغاریہ پر اُسکو سخت شکست ہوئی جسمین اُسکی بیس ہزار
فوج کام آئی۔ اور سلطان وہان سے ناکام پھرا مگر پھر اُسنے شہاب الدین پاشا کو اسی ہزار
فوج کے ساتھ ملغاریہ کی فتح پر متعین کیا۔ جو پانسو سپاہیون کے ساتھ والی ملغاریہ کی قید
مین آگیا۔ سلطان نے اُسپر بھی تیسری مرتبہ چڑھائی کی۔ اور شکست کھائی۔ آخر کو دس سال
کے اقرار پر باہمدگر صلح ہوگئی۔ مراد خان نے اپنے بیٹے محمد خان ثانی کو اپنی جگہ تخت نشین
کیا اور خود گوشہ نشین ہوگیا۔ جب حاکم ملغاریہ نے یہ سنا تو اُسنے عہد شکنی کی اور سلطان پر
اُسنے لشکرکشی کی۔ بہت سی لڑائیان خشکی اور تری مین ہوئین۔ اور دو سو چھیالیس جہاز
سلطانی کو اُسنے توپون سے اُڑا دیا۔ اور خشکی کی لڑائی مین بھی فتحیاب رہا بہت سلطانی شہر
اُسکے تصرف مین آگئے۔ جب سردارون نے یہ حال دیکھا۔ تو مراد خان کو گوشہ سے نکالا
اور چالیس ہزار فوج کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کو آیا۔ اس مرتبہ بھی ملغاریون نے ہم کو شکست
دی اور سلطان کے خیمے تک پہونچ گئے تھے۔ اور سلطان چاہتا تھا کہ بھاگے مگر فوج
کے افسرون نے سلطان کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ اس عرصے مین شاہ ملغاریہ سامنے
آگیا۔ سلطان مراد خان نے کہ فن تیراندازی مین بے مثل تھا ایسا ایک تیر پھینکا کہ
شاہ ملغاریہ کے سینہ کو توڑ کر پار نکل گیا۔ فوج ہمراہی نے کہ سلطان کے ساتھ تھی اُسکا سر
کاٹ ڈالا۔ اس واقعہ سے دشمن کے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا۔ اور سارے لشکر کے پاؤن

اٹھ گئے - مراد خان نے بامراد اپنی دار السلطنت کا راستہ لیا ۸۵۵ھ مطابق ۱۴۵۱ء مین
سلطان نے ۵۱ برس کی عمر مین انتقال کیا - اور اکتیس برس سلطنت کی اور برصہ مین
دفن ہوا -

فصل آٹھوین سلطان محمد خان ثانی

[illegible]

وفات کے بعد تخت پر بیٹھا - اسکا بھائی اورخان قیصر روم کے پاس نظر بند تھا - قیصر نے
لکھا کہ اسکا معمولی ماہوار جلد بھیجدو - ورنہ اورخان کو مین رہا کر دونگا - سلطان اس
خط کو پڑھکر نہایت غصہ ہوا - اور فوج کے جمع کرنے کے لیے حکم دیا - چند مدت مین تقریبًا
اڑھائی لاکھ فوج جمع ہوگئی - اُدھر قیصر نے بھی خبر پاکر لشکر کی آراستگی کا حکم دیا - اور تمام سلاطین
یورپ اور پوپ روم سے اُسنے مدد چاہی - اور ہر ایک نے بقدر اپنی حیثیت کے فوجین
بھیجین ۸۵۷ھ مین سلطان محمد خان روانہ ہوا - اور قسطنطنیہ کے متصل پہونچکر شہر کا
محاصرہ کیا - پچاس شبانہ روز تک لڑائی ہوتی رہی - قلعہ کے چار برج ٹوٹ گئے - اور جا بجا
دیوارون مین بھی رخنے پڑگئے - بیسوین جمادی الاول ۸۵۷ھ کو سلطان کی فوج نے یورش
کی - اور ٹوٹی دیوارون کی طرف سے قلعہ مین گھس پڑے - اور غنیم بھی خوب دل کھول کر لڑے
ہزار ہا آدمی مارے گئے - قسطنطین ایم براطوس قیصر روم بھی سپاہ ینک چری کے ہاتھ
سے مارا گیا - اور اسکا سر نیزے پر رکھکر تمام شہر مین پھرایا گیا - تین روز تک قتل عام اور
لوٹ ہوتی رہی - چوتھے دن حکم امان کا جاری ہوا - بہت سے کنیسے کی مسجدین بنائین
کچھ کنیسے عیسائیون کے لیے چھوڑ دیے - تاریخون سے پایا جاتا ہے کہ یہ شہر قسطنطین
اکبر کے زمانے سے اس واقعہ تک ۲۹ مرتبہ محصور ہوا اور سات مرتبہ فتح ہوا - قیصران روم
پہلے ستارہ پرستی کا مذہب رکھتے تھے بعد ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب عیسائی اختیار
کیا - اور تمام یورپ مین قیصر روم شہنشاہ کہلاتے تھے سلطان نے اس فتح کے بعد تمامی

شاہان مصر و شریف مکہ و شاہ ایران کو نامے بھیجے۔ اور اس فتح نمایان کی خوشخبری دی۔ عیسائیون پر خراج مقرر کیا۔ اور مسجد جامع جو بنام زد مسجد ایوب رضی اللہ عنہ ابتک موجود ہے تعمیر کرائی۔ جب اُسکی تعمیر تمام ہو چکی جمعہ کے دن سلطان نے اُسمین نماز پڑھی۔ اور شیخ الاسلام قاضی القضاۃ شمس الدین نے سلطان کی کمر مین تلوار باندھی۔ جب سے شاہان آل عثمان مین یہ رسم ہو گیا۔ بعد اس فتح کے سلطان نے ڈیڑھ لاکھ فوج اور تین سو توپین لیکر قلعہ بلغراد کا محاصرہ کیا۔ اور مدتون محاصرہ رہا۔ سلطان کو بھی اس محاصرے مین خفیف زخم آیا۔ مگر قلعہ فتح نہوا۔ بالآخر سلطان نے محاصرہ اُٹھا کر ادرنہ کی طرف معاودت کی۔ چند دنون بعد سلطان نے پھر ملک ستانی کی عزیمت کی اور بہت سے شہر یونان اور ملک سرب (سرویہ) وطرابزون اور ولایت سینوپ اور جزیرہ لسبوسہ اور کشور صقالیہ (سسلی) اور بلاد ارنوط کے (اوتیشرنیٹو) فتح کیے۔ یہ صوبہ ملک اطالیہ مین واقع ہو اور رومہ کبری کی سلطنت کا ایک جزو تھا۔

۸۸۵ھ مین مشیش طش کی سپہ سالاری مین کہ سلطان کے عزیزمن مین تھا لاکھ آدمی جزیرہ رودس کی فتح کو روانہ ہوئے۔ اور تین مہینہ تک جزیرہ کا محاصرہ رہا۔ آخر کو جزیرہ فتح نہوا اور فوج واپس آئی۔ بعد اسکے سلطان نے دو لشکر جرار ایک کو جزیرہ قبرس اور دوسرے کو ایران کی فتح کے لیے تیاری کا حکم دیا۔ ہنوز یہ لشکر مرتب اور مکمل نہین ہوا تھا کہ سلطان نے جمادی الاول ۸۸۶ھ موافق ۱۴۸۱ع مین انتقال کیا اور بلدۂ ازان مکیدہ مین مدفون ہوئے۔ عمر اس سلطان کی باون ۵۲ برس تھی۔ اور مدت سلطنت اکتیس ۳۱ برس بارہ سلاطین کے ملکون کو اسنے فتح کیا۔ اور دو سو سے زیادہ قلعہ سخر کیے عالمون کو نہایت دوست رکھتا علم کی بہت قدر کرتا تھا۔ اور خود بھی علم سے بے بہرہ نہ تھا۔ اسکے دو بیٹے تھے بایزید اور جمشید۔

فصل نوین سلطان بایزید ثانی

محمد خان کی وفات کے بعد محمد پاشا وزیر چاہتا تھا کہ سلطان کے چھوٹے بیٹے جمشید کو تخت پر بٹھائے مگر فوج ینیکچری نے وزیر کو قتل کر ڈالا اور اُسکی جگہ اسحق پاشا کو مقرر کیا۔ اس عرصے مین بایزید چار ہزار سوار کے ساتھ آماسیا مین آیا۔ اور باپ کی جگہ تخت نشین ہوا جمشید نے برصہ مین جاکے بغاوت شروع کر دی بایزید نے اُسکے مقابلہ کو لشکر روانہ کیا لیکن سلطانی لشکر نے شکست اُٹھائی اور بایزید بذات خود متوجہ ہوا اور جمشید کو بھگا دیا۔ راہ مین قوم ترکمان نے جمشید کے ہتھیار اور کپڑے چھین لیے۔ اور جمشید مصر کی طرف چلا گیا جہان قائد بیگ قوم چرکس کے سردار نے اُسکی نہایت تعظیم و تکریم کی۔ اور اپنے پاس رکھا۔ ترکمانون نے جمشید کا لباس اور ہتھیار جو چھین لیا تھا بایزید کے پاس بغرض انعام لیگئے مگر اُسنے بجاے اسکے کہ اُن لوگون کو کچھ انعام دے اُن سب کو پھانسی دیدی۔ اور یہ کہا کہ جو غلام و نوکر اپنے مالک سے بیوفائی و نمک حرامی کرین اُنکی یہی سزا ہے چار مہینے کے بعد جمشید قائد بیگ سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ کو چلا گیا۔ اور حج کے بعد پھر لڑائی کا سامان فراہم کیا۔ بایزید نے جمشید کو لکھا۔ کہ خدا کے حکم سے یہ ملک میرے حصہ مین تھا۔ اب تمکو بھی خدا کی مرضی و تقدیر پر راضی ہونا چاہیے۔ مگر جمشید نے نہ مانا۔ اور پھر آپسمین لڑائی ہوئی۔ مگر جمشید شکست کھا کر طاش ایلی کی طرف بھاگ گیا۔ اور قوم صقالیہ نے اُسکی حمایت کی۔ بایزید نے حاکم رودس کو خط لکھا۔ لیکن جمشید کو بایزید کے خوف سے شہر نیلیس علاقہ اطالیہ مین بھیجدیا۔ جمشید وہان بھی نہ ٹھہرا۔ اور شہر ادسلیون علاقہ فرانس مین اور دوسرے ملکون اور شہرون مین سات برس تک پھرتا رہا آخرش شاہ فرانس نے اُسکو قید کیا جب پاندسوسیں ایم پراطوس مر گیا جمشید قید سے بھاگ کے پوپ انسینوسن کے پاس گیا۔ اور اپنا حال بیان کیا۔ پوپ نے اُسکو بڑے اعزاز سے اپنے پاس رکھا جب پوپ مر گیا۔ اور اُسکا بیٹا اسکندر ششم جانشین ہوا۔ تو بایزید نے پوپ کو جمشید کے شر دفع کرنے کی

ترغیب دی۔ اور پوپ نے روپیہ کی طمع مین جمشید کو زہر دے دیا۔ بایزید اپنے عہد مین بہت سی لڑائیان لڑا۔ بہت سے ملک فتح کیے۔ ایک مرتبہ وہ بقصد تسخیر ملک ارنبوط (دنس) جاتا تھا اثناے راہ مین ایک فقیر سلطان کے پاس آیا۔ اور چاہتا تھا کہ اُسکو ہلاک کرے محافظین سلطانی نے اُسی وقت اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اُس روز سے یہ دستور ہوگیا۔ کہ کوئی شخص ہتھیار بند سلطان کے پاس نہین جا سکتا۔ سنہ ۹۰۲ھ مین سلطان نے بلاد پولونا پر حملہ کیا اور دس ہزار عیسائی کو قید کر لایا اور پولونا یعنی پالینڈ کو خوب لوٹا۔ سنہ ۹۱۵ھ مین قسطنطنیہ مین زلزلہ آیا جس سے ایک ہزار ستر مکان اور ایک سو نو مسجدین اور ایک ٹکڑا قصر سلطانی کا گر پڑا اور بیالیس دن تک زلزلہ بار بار آتا تھا۔ سلطان نے پندرہ ہزار معمار اور مزدور اُن سب منہدمہ عمارت کی درستی کو مامور کیے۔ اور سب کو ترمیم کرا دیا۔ سنہ ۹۱۸ھ مین سلطان نے بعارضہ نقرس بیمار ہو کر وفات پائی۔ اُسکی عمر ۶۶ سال کی تھی۔ اور ۳۲ برس بادشاہت کی۔ یہ بادشاہ جسیم قوی ہیکل۔ ظریف۔ ادیب۔ عابد۔ پرہیزگار۔ تیرانداز اور شعر و سخن کا بھی مذاق درست رکھتا تھا۔ ہر سال زر خطیر مکہ معظمہ کو بھیجا کرتا تھا۔ انکے بیٹون مین جو جا بجا بادشاہ ہوئے۔ سلطان جہاندار شاہ۔ سلطان احمد۔ سلطان قورقود۔ سلطان محمود سلطان عبداللہ۔ اور سلطان علمشاہ تھے ان سب کی بھی نامی اولاد ہوئی لیکن سلطان بایزید کے ارشد اور امجد بیٹون مین سلیم خان تھے۔

فصل دسوین سلیم خان

بایزید کے مرنے کے بعد اُسکا بیٹا سلیم خان جانشین ہوا۔ اُسکی ولادت سنہ ۸۷۲ھ مطابق سنہ ۱۴۶۷ع مین ہوئی اُسکی تخت نشینی کے بعد اُسکے بھتیجے علاءالدین نے شہر رصد مین بغاوت شروع کر دی۔ سلطان دارالسلطنت مین اپنے بیٹے سلیمان کو اپنا قائم مقام کرکے ستر ہزار فوج لیکر براہ خشکی علاءالدین پر چڑھ دوڑا۔ اور ایک سو پچیس جنگی جہاز دریا کی راہ سے روانہ کیے۔ علاءالدین کے باپ احمد نے بھی شہر اماسیہ مین بغاوت

شروع کردی - اور اسکا دوسرا بھائی مصطفی اُسکا وزیر شریک ہوگیا۔ سلیم نے راہ مین سنا کہ مصطفی کی عورتین اُسکے پاس جاتی ہین اسلیے اُسنے سوارون کو دوڑایا کہ اُن سب کو گرفتار کرلائین - مگر احمد یہ خبر پاتے ہی - وہان آپہونچا - اور سوارون کو متفرق کرکے عورتون کو بچالیگیا - آخر کو سلیم نے سردارون کی سازش سے مصطفی کو گرفتار کرلیا - اور گلا گھونٹ کے مارڈالا - اور بعد اُسکے بہت سے امرا اور وزرا اور بھائی بھتیجون کو قتل کیا - سلیم کے پاس سوائے شاہ اسمعیل صفوی کے سب بادشاہون نے تحائف اور نامے بھیجے - سلطان سلیم سنی حنفی المذہب تھا - تعصب مذہبی بھی اُسکے مزاج مین بہت تھا - مراد خان کا ایک بھتیجا شاہ اسمعیل کے پاس پناہ گزین ہوا - اس سبب سے سلطان نے اُسپر چڑھائی کی - اور ڈیڑھ لاکھ فوج جسرار اور ساٹھ ہزار اونٹ محمولہ سامان لیکر ایران پر حملہ کیا - چونکہ شاہ مین مقابلے کی طاقت نہ تھی - چند منزل تک تمام دیہات کو اپنے ملک کے جلادیا جس سے سلیم کے لشکر کو بوجہ نایابی خوراک چارہ وغیرہ کے بڑی تکلیف ہوئی - ہمدان پاشا نے سلطان سے شکایت کی کہ اس ملک مین سپاہیون کو بہت نقصان پہونچا - سلطان نے خفا ہوکر اسکو قتل کیا - اور شاہ اسمعیل کے پاس زنانہ لباس بھیجا - اگرچہ شاہ مین مقابلے کی طاقت نہ تھی - مگر غیرت اور حمیت نے جوش کیا - اور غرہ رجب ۹۲۰ھ مین - دونون لشکر مین خوب لڑائی ہوئی - اس معرکے مین شاہ اسمعیل زخمی ہوکر گھوڑے سے گر پڑا سلطانی سوار چاہتے تھے - کہ اسکو گرفتار کرلین - مگر ایک ایرانی سوار اپنی جان پر کھیل کے وہان پہونچا اور اپنا گھوڑا شاہ کو دیا - شاہ موقع پاکر گھوڑے پر سوار ہوکر اُس معرکے سے تبریز کی جانب نکل گیا - اور وہ ایرانی سوار وہان مارا گیا - سلیم نے شاہ کے خیمہ گاہ کو لوٹا - اور وہان سے شاہ کے تعاقب مین تبریز کو روانہ ہوا - یہان سلیم نے مرزا بدیع الزمان سے جو امیر تیمور گورکان کی اولاد مین تھے اعزاز و احترام سے ملاقات کی - اور شاہ اسمعیل کا جسقدر مال و اسباب پایا اُسکو ضبط کیا - ناچار شاہ نے تحفہ اور ہدیہ بھیجکر

سلطان

سلطان سے صلح کر کی سنہ ۹۲۱ھ مین سلیم نے کوہاخ کا قصد کیا اور علاء الدولہ سردار ترکمان
پر چڑھائی کی سنیان پاشا سلطان کے سپہ سالار نے علاء الدولہ کو قتل کیا۔ اُسکا سر
سلطان کے پاس بھیجا۔ اور اُسنے عبرةً عزیز مصر کے پاس روانہ کیا۔ اسی عرصے مین خبر ملی کہ قسطنطنیہ
مین قوم ینک چری نے صدر اعظم کا گھر لوٹ لیا۔ اور غدر مچا رکھا ہے۔ سلیم فوراً اسلامبول
مین آیا۔ اور مجرمین کو قتل کیا۔ اُسکے بعد دیار بکر و بار دین و سنجار و موصل وغیرہ کو فتح کیا
سنہ ۹۲۲ھ مین قانصوہ والی مصر سے ناخوش ہوا۔ اور اُسکے استیصال کا قصد کیا۔ مغل بیگ
وکیل عزیز مصر کا حاضر تھا۔ سلطان نے اُسکے قتل کا حکم دیا۔ مگر یونس پاشا کی سفارش
سے خون معاف ہوا۔ مگر ڈاڑھی منڈوا کر ایک خارشتی گدھے پر سوار کر کے تمام شہر مین تشہیر کی
اور نکلوا دیا۔ عزیز کو یہ ذلت سنکر جوش آگیا۔ اور مقابلہ کیلیے نکلا۔ چونکہ وہ بہت معمر آدمی تھا۔
عین معرکے مین گھوڑے سے گر پڑا اور مارا گیا۔ سلیم نے وہان سے کوچ کر کے
حلب و حمص و دمشق و شام کو فتح کیا اور چار مہینے وہان مقیم رہا۔ امراے عرب
سے ملاقاتین کین۔ کوہ لبنان پر متبرک مقامات کی زیارتون کا شرف حاصل کیا۔ دمشق کی
جامع امیہ مین خطیب کو خلعت اور پچاس ہزار قرش انعام عطا کیا۔ یہ مسجد بہت بڑی ہے طول
اُسکا ساڑھے پانسو قدم اور عرض ڈیڑھ سو قدم ہر ستون اُسکے سنگ سماق اور رخام کے
مختلف رنگ کے ہین۔ چھ سو قندیلین چاندی سونے کی زنجیرون مین لٹک رہی تھین۔
رمضان کے مہینے مین بارہ ہزار قندیلین اس مسجد مین روشن کیجاتی تھین۔ چار محرابین
اور چار امام اہل سنت وجماعت کے جیسے کہ مکہ معظمہ مین ہین یہان بھی ہین۔ اور تین منارہ
بہت بلند بنے ہوے ہین۔ چھہتر مؤذن نوکر تھے اور اس عمارت کی تعمیر مین تین لاکھ اشرفیان
صرف ہوئی تھین۔ اور بانی اسکے ابو العباس ولید بن عبد الملک خلیفہ ششم
بنی امیہ ہین۔

ان فتوحات کے بعد طومان والی مصر کے نام جو قانصوہ کا بیٹا تھا اطاعت کیلیے

لکھا- طومان نے سلیم کے وکیل کو مرواڈالا اور نواحی شہر غزہ مین سلیم سے لڑائی ہوئی اور رومی غالب آئے - اور شہر غزہ کو لیلیا- اور جنگل کے راستہ سے مصر کا قصد کیا حسین پاشا نے راہ کی خرابی سے منع کیا کہ یہ رستہ نہایت دشوار گذار ہی- اسپر سلطان کا مزاج برہم ہوگیا- اور حسین پاشا کو قتل کرڈالا- ۲۹ ذیحجہ ۹۲۲ھ مین طومان اور سلیم سے سخت لڑائی ہوئی- پہلی ہی لڑائی مین سینان پاشا سپہ سالار رومی مارا گیا- آخر چند لڑائیون کے بعد مصر فتح ہوا- شہر کے باشندے گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے- سلیم شاہ نے انکو امان دے کے شہر مین بلایا- اور جب وہ لوگ اپنے مکانون مین اگر آباد ہوئے- اُنکے ساتھ عہد شکنی کیگئی- اور اسی ہزار مصری کی گردنین ماری گئین- طومان نے ایک بھاری فوج صحرائی عرب سے جمع کر کے پھر مقابلہ کیا- اور سلیم کو شکست دی مصر پھر چھین لیا- سلیم نے مصطفی پاشا کو طومان کے پاس بھیجا اور صلح کی درخواست کی- طومان نے مصطفی کو مار ڈالا- اور پھر لڑائی کو تیار ہوگیا- اس مرتبہ اُسنے شکست کھائی- اور بھاگ کر اپنے ایک ہمسایہ سردار کے پاس پناہ لی- اُسنے طومان کو پکڑ کر سلیم کے حوالہ کردیا- اور سلیم نے فی الفور طومان کی گردن اُڑادی- اسی سال حرمین شریفین سلطان کے قبضہ مین آگئے- اس واقعہ کے بعد سلیم نے ۹۲۵ھ مین قسطنطنیہ کو مراجعت کی اور ڈیڑھ سو جنگی جہاز کا بیڑہ تیار کیا- اور ساٹھ ہزار فوج نئی بھرتی کی ۸ شوال ۹۲۶ھ مین اور چون سال کی عمر مین انتقال کیا نو برس بادشاہی کی یہ بادشاہ طویل القامت جسیم- سرخ رنگ- غصہ ور اور ظالم تھا- ڈاڑھی منڈاتا تھا- اور شکار کا بہت شوقین تھا شاعری کا بھی ذوق تھا- اُسکے اشعار عربی و فارسی و ترکی روم مین بہت مشہور ہین-

فصل گیارھوین- سلیمان خان اول

سلیمان خان

سلیم خان کے بعد اُسکا بیٹا سلیمان خان ۹۲۶ھ مین تخت پر بیٹھا- اس بادشاہ کے زمانے مین سلطنت عثمانیہ مین حشمت و شوکت بہت ترقی پر ہوئی تیرہ لڑائیان

بنات خود اُسنے کین - اور اسنے ملک مین بہت سی عمارتین بنائین - اور اپنی مدت سلطنت مین
بڑے بڑے اہم کام کیے - پہلے ملغراد کو بذات خود فتح کیا - اور مستقر خلافت پر لوٹ آیا - اس معاودت
کے دس دن کے اندر تین بیٹے اُسکے مرگئے - بعد اسکے فرانس اور دوسری قومون سے بار ہا
لڑا - اور مظفر اور منصور رہا - ابراہیم پاشا سلطان کا بہنوئی بھی عیسائیون کی لڑائی پر مامور ہوا -
جسنے دو لاکھ عیسائی قتل اور ایک لاکھ گرفتار کیے اور خزانہ سلطانی کو زر و جواہر سے بھر دیا - اور پھر
ایک مرتبہ عیسائیون پر حملہ کیا - اور پانچ ہزار سر اُنکے لے آیا - اور سلطان کے خیمہ کے سامنے
برج کی طرح چن دیے - سات مہینے مین یہ مہم اُسنے انجام کو پہونچائی -
شعبان ۹۳۱ھ مین جامع مسجد حلب مین وہان کے لوگون نے قاضی کو شہید کیا -
بادشاہ فوراً وہان پہونچا - اور مفسدین کو گرفتار کرکے قتل کیا - اسی سال شاہ نمسا (اسٹریا)
کا وکیل مع نامہ حاضر ہوا - مگر چونکہ نامہ مین مضمون خلاف طبع تھا - سلطان نے نو مہینے سفیر کو
قید رکھا - اور بعد اُسکے رہا فرماکر جواب دیا کہ مین خود آکر ان امورات کا جواب دیتا ہون اور ۹۳۵ھ ۱۵۲۹ع
مین ایک لاکھ پچیس ہزار فوج اور تین سو توپ لیکر نمسا (اسٹریا) پر چڑھائی کی - اور دار السلطنت
ویانہ کا محاصرہ کیا - راستہ مین ایک جگہ پانی بہت برسا اور دریا نے اسقدر طغیانی کی - کہ تمام
خیمہ اور سپاہ دریا برد ہوگیا - اور سلطانی لشکر کو سخت زحمت اور تکلیف پہونچی - دو روز کے
بعد سلطان یہان سے روانہ ہوا - رستہ مین شاہ سوگہر نے ملاقات کی سلطان نے اُسکے
ساتھ اخلاق اور اعزاز کیا - اور قیمتی خلعت اور گھوڑے مع ساز و سامان دیکر رخصت کیا -
یہان سے بودکری کی طرف روانہ ہوا - وہان کے بادشاہ نے مقابلہ کیا - بہت سے عیسائی
مارے گئے - اور یہ ملک بھی سلطان کے تحت تصرف مین آگیا - ان سب فتوحات کے بعد
سلطان نے بڑے کر و فر کے ساتھ اسلامبول کو معاودت کی -
محرم ۹۳۵ھ مین شاہ فرانس نے درخواست کی کہ کنیسۂ عیسائیان جو بیت المقدس مین ہے
عیسائیون کو دیدیا جاوے - سلطان نے جواب دیا کہ کنیسہ مدت سے اہل اسلام کی مسجد

ہوگیا ہی۔ اب خلاف عملدرآمد قدیم اُسکا قبضہ نہین اُٹھ سکتا۔ چونکہ یہ امر مذہب سے متعلق ہی
افسوس ہی یہ درخواست قبول نہین ہوسکتی۔ اگر بلگیریا یا ال رستاع طلب کرتے تو دریغ نہ کیا جاتا
۱۹ ررمضان سنہ مذکور مین سلطان دو لاکھ فوج لیکر قسطنطینیہ سے نکلا اور ولایت سرب
پر چڑھائی کی۔ ۱۴ قلعہ فتح کیے۔ اور شہر بلغراد مین نہایت شان و شوکت سے داخل ہوا
اور فوج کو انعام و مال غنیمت تقسیم کیا۔ سنہ ۹۴۱ھ مین عجم کی طرف متوجہ ہوا۔ اور بغداد کو فتح کرلیا
اور امام ابو حنیفہ کے مقبرہ کو دوبارہ تعمیر کیا۔ اور براہ تبریز قسطنطینیہ کو لوٹ آیا۔ یہان اُسنے
ابراہیم پاشا کو کسی جرم مین معطل اور قتل کرکے اُسکی جگہ خیر الدین پاشا کو خلعت وزارت عطا کیا
جسنے بحکم سلطان سنہ ۱۵۳۵ع مین شہر ٹونس کو فتح کرلیا۔ مگر شاہ ٹونس نے اسپین کی مدد سے
پھر اپنا ملک واپس لیلیا۔ سنہ ۱۵۳۶ع مین سلطان بعزم ملک ستانی اسلامبول سے نکلا۔ اور
خیر الدین پاشا کو علیحدہ لشکر کے ساتھ فتح و تسخیر ممالک پر مامور کیا۔ بادشاہ و وزیر نے بہت سے
بنادر اور جزائر فتح کرکے اپنے ملک مین داخل کرلیے۔ سنہ ۱۵۴۸ع مین پھر عجم کی طرف گیا اور
مین سلطان علاء الدین شاہ ہند کا ایلچی حاضر ہوا۔ اور نامہ گذرانا۔ جسکا جواب مع تحائف
و خلعت سلیمان خان ایلچی کے ہاتھ بھیجا گیا۔ بعد اسکے ایرانیون سے مقابلہ ہوا اور سلطان
نے فتح پائی۔ عثمان پاشا آغا جسنے اس مہم مین کارنمایان کیے تھے۔ حلب کا حاکم
کردیا۔ اور شاہ ایران سے صلح کرکے واپس ہوا۔ سنہ ۱۵۵۳ع مین سلیمان کے بیٹے مصطفی
نے بغاوت کی اور گرفتار ہوکر قتل کیا گیا۔ سنہ ۱۵۵۷ع مین مسجد سلیمانیہ تیار ہوئی۔ اسی سال
شاہ ایران کا نامہ آیا اور جواب دیا گیا۔ اور سلیمان کے دوسرے بیٹے بایزید نے بغاوت
کی۔ اور شکست پائی۔ اور سنہ ۹۶۶ھ مین ملک عجم مین بھاگ گیا۔ شاہ طہماسپ صفوی نے
اسکی نہایت عزت اور خاطر داری کی۔ سلیمان کو جب یہ خبر ملی تو اُسنے شاہ سے اپنے بیٹے
کو طلب کیا۔ اور شاہ نے سلطان کے [illegible] کے ہمراہ بایزید کو بھیدیا جنھون نے
[illegible] کیا۔ سلطان شاہ کی اس تعمیل حکم سے نہایت خوش ہوا اور

شکریہ مین بہت دوستانہ خط لکھا۔ اور چار لاکھ اشرفیان شاہ کو بھیجین۔ سنہ ۹۵۷ھ مین سلیمان نے ملک افریقہ کو فتح کیا۔ اسی سال مین شاہ اسپین نے سلطان کے ملک پر حملہ کیا۔ اور بعضی قلعہ لیلیے۔ سلیمان نے اکھتر جہازون کا بیڑہ تیار کرکے مصطفی پاشا کی سپہ سالاری سے بغرض مقابلہ شاہ اسپین مالٹا کو روانہ کیا۔ مصطفی نے اس مہم کو بہ فتح و کامیابی انجام کو پہونچایا۔ اور کئی ہزار قیدی اسپین کے گرفتار کریے۔ پھر سلطان نے بنفس نفیس جہاد کا ارادہ کیا۔ اور بلغراد مین آیا اور عیسائیون کے بہت سے ملک فتح کیے۔ سنہ ۹۷۴ھ مین سلطان نے ملک ہنگری پر حملہ کیا۔ اور قلعہ زیجات کا محاصرہ کیے پڑا تھا کہ وجع مفاصل کے عارضہ مین اُسنے انتقال کیا۔ محمد صقلی سپہ سالار نے سلیمان کی مرگ کو مخفی رکھا۔ اور محاصرہ اور لڑائی کو بدستور قائم رہنے دیا یہانتک کہ قلعہ فتح ہوگیا۔ تب سلطان کی وفات کی خبر فوج پر ظاہر کی۔ یہ بادشاہ سرخ رنگ بلند پیشانی ترشرو عالی ہمت تھا۔ ۴۸ سال بادشاہی کی اور ۷۴ سال زندہ رہا۔ یہ زمانہ سلطنت عثمانیہ کے غایت عروج کا تھا۔ اور تمام یورپ کو ڈر تھا۔

فصل بارھوین۔ سلیم خان ثانی

یہ بادشاہ سنہ ۹۳۰ھ مطابق سنہ ۱۵۲۴ع مین پیدا ہوا۔ اور سنہ ۹۷۴ھ مطابق سنہ ۱۵۶۶ع مین اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا اور باپ کی نعش قسطنطنیہ مین لاکر دفن کی۔ اسکے ابتداے عہد مین قوم ینک چری نے غدر کیا۔ جسکو آپ نے بتالیف قلوب و انعام و اکرام فرو کیا۔ اور ایلچی شاہ ایران کا نامہ تعزیت و تہنیت اور دو دانے موتی کے بوزن چالیس درہم اور ایک دانہ یاقوت کا لقدر شفتالو لیکے حاضر ہوا۔ سلطان نے تحفہ دوستانہ قبول کیا۔ اور جواب و شکریہ مع ہدایا روم کے ایلچی کو حوالہ کیا۔ اور رخصت دی۔ انھین دنون سلطان نے امام و والی صنعاے یمن سے مقابلہ کیا۔ اور والی صنعا کو شکست دی۔

روستفا سی یہودی نے جو سلطان کا عہد شہزادگی سے نہایت مصاحب اور عزیز تھا۔ بہت عروج پایا۔ اور سلطان اُسکے کہنے کو بہت مانتا تھا اُسکی تحریک سے جزیرہ

قبرس (اسائپرس) پر چڑھائی کی اور تین سو ساٹھ جہاز جنگی بہ سپہ سالاری مصطفی پاشا روانہ کیے جسنے بہت لڑائیون کے بعد جزیرہ کو فتح کیا۔ اور بہت سا نقد و جنس اور دو ہزار لونڈی اور غلام سلطان کی خدمت مین پیش کیے۔ اس لڑائی مین پچاس ہزار سلطانی فوج کام آئی۔ بعد اس واقعہ کے شاہ اسپین اور پوپ روم نے باتفاق سلطان پر چڑھائی کی اور دریائی لڑائی مدتون رہی۔ سلطان کا اس ہنگامہ مین بہت نقصان ہوا۔ اور ۲۲۴ سلطانی جہاز تباہ اور برباد ہوئے۔ اس فتح کی یادگار مین شاہ اسپین اور پوپ روم ابتک ہر سال ایکی سعین دن مین خوشیان کرتے ہین۔ اور عید مناتے ہین۔ بعد اسکے انھین ایام مین سلطان اور عیسائیون سے مصالحہ ہوگیا۔ ۲۸ شعبان کو ۹۸۲ھ مین مطابق ۱۵۷۴ء کے سلطان نے تپ محرقہ مین انتقال کیا۔ ۸ برس سلطنت کی۔ اور پچاس سال زندہ رہا۔ یہ بادشاہ شراب بہت پیتا تھا۔ اور عیش دوست اور راگ ورنگ کا نہایت شوقین تھا۔ مگر محمد صقلی وزیر کے حسن انتظام و خوش لیاقتی سے اس مملکت مین کوئی فتور نہوا۔

فصل تیرھوین۔ مراد خان ثالث۔ محمد خان ثالث

مراد خان ثالث محمد خان ثالث

سلطان مراد خان ۹۸۲ھ مین اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے پانچ بھائیون کو قتل کیا۔ اور مسجد ایا صوفیہ مین باپ کے برابر انکو مدفون کیا۔ چار سو عیسائیون کو جو مقید تھے رہا کر دیا۔ بہت سے امرا اور عمالکو خدمات سے برطرف اور معزول کیا۔ ۱۵۷۶ء مین طفلس پر فوجکشی کی اور گرجستان (جیورجیہ) کو فتح کیا۔ ۱۰۰۳ھ مین انتقال کیا۔ ۲۱ برس سلطنت کی۔ یہ سلطان متوسط القامت زرد رنگ چھوٹی ڈاڑھی اور چھوٹی آنکھین رکھتا تھا۔ نہایت عیش دوست تھا۔ اور اسکے محل مین پانسو لونڈیان اور حرم تھین۔

سلطان محمد خان ثالث باپ کی وفات کے وقت شہر انیزیر مین تھا صفیہ سلطانہ اسکی مان نے مخفی طور پر اسکو باپ کے مرنے کی اطلاع دی۔ اور سلطان کے مرنے کو بالکل مشتہر نہین کیا۔ جب سلطان محمد خبر سنتے ہی بارھوین دن پہونچا اور تخت پر

بیٹھ گیا۔ اسوقت بادشاہ کے مرنے کی خبر مشتہر ہوئی۔ تخت پر بیٹھتے ہی کل اختیارات سلطنت اپنی ماں کے سپرد کردیے۔ اور انیس بھائیون کو قتل کیا۔ اور باپ کے برابر انکو دفن کیا۔ باپ کی دس عورتون کو جو حاملہ تھین۔ دریا مین غرق کردیا۔ بادشاہ نمسا نے سلطان کے لشکر سے مقابلہ کیا۔ اور اسکو مغلوب کیا۔ محمد خان نے اپنے سپہ سالار فرہاد پاشا کو قتل کرکے اسکی جگہ سنان پاشا کو کہ اسی برس کا بڈھا تھا لڑائی پر روانہ کیا۔ مگر وہ بھی مغلوب ہوا۔ آخر ۲۴ شوال سنہ ۱۰۰۴ھ کو محمد خان بنفس نفیس متوجہ ہوا اور شہر ارلو کو سات دن مین مسخر کرلیا۔ اور شاہ نمسا کو بھگا دیا۔ بہت سے عیسائیون کو قتل کیا۔ سنہ ۱۶۰۱ء مین سلطان اور شاہ ایران سے مقابلہ ہوا۔ سنہ ۱۰۱۲ھ مین سلطان نے علیل ہوکر وفات پائی۔ عمر اس بادشاہ کی ۳۷ سال تھی اور نو برس بادشاہت کی۔ افیون بہت کھاتا تھا۔ مگر شراب سے کارہ تھا۔ بہت سے شراب خانے موقوف کردیے۔

سلطان احمد خان اول

[illegible] سلطان احمد [illegible]

سلطان احمد جب تخت پر بیٹھا۔ اسکی عمر تیرہ سال کی تھی۔ جلوس کے بعد اسکو معلوم ہوا۔ کہ شاہ ایران نے سلطانی ملک مین مداخلت شروع کردی ہے اور بلدہ اریغان اور قلعہ قرص اور دوسرے قلعہ وغیرہ فتح کرلیے۔ اور رومی فوج مغلوب ہوئی۔ اسلیئے وہ بذات خود مقابلہ کو نکلا۔ اور شاہ کے لشکر سے مقابلہ کرکے واپس آگیا۔ اس راہ مین برف اور سردی اور دوسری بیماریون سے بہت لوگ لشکر کے مرگئے۔ اہل مجر (ہنگری) نے شاہ نمسا یعنی شہنشاہ اسٹریا کے ظلم کی شکایت کی۔ سلطان نے ان لوگون کی کجوئی کی اور انھین مین سے ایک کو بادشاہ بنایا اور ہنگری کے تخت پر بٹھایا۔ جسکی وجہ سے بہت سے ملک سلطانی جو شاہ اسٹریا کے قبضے مین آگئے تھے پھر روم کی سلطنت مین داخل ہوگئے۔

سنہ ۱۰۱۴ھ مین شہر برصہ پر سلطان نے حملہ کیا۔ بادشاہ نمسا نے صلح کرلی اور خراج

ادے کر سلطان کو فائز المرام رخصت کیا۔ سلطان نے مراد پاشا کو سرکشان پولاد و جانم اکراد اور امیر فخرالدین پر لشکرکشی کے لیے بھیجا۔ اور بہت سخت مقابلہ کے بعد جان پولاد بھاگ گیا۔ اور حلب کے متصل مارا گیا۔ حلب کے باشندون نے مقتولین کے سر مراد پاشا کے پاس بھیجدیے۔ امیر فخرالدین بھی مقابلہ مین ٹھہر نہ سکا۔ اور بھاگ گیا مراد پاشا نے مظفر و منصور قسطنطنیہ کو مراجعت کی۔ سنہ ۱۰۲۰ھ مین مراد پاشا ایران کی مہم پر بھیجا گیا اور اُسنے شاہ کو شکست دی۔ اور تبریز کو لے لیا۔ شاہ نے صلح کر لی۔ چند دنون مین مراد پاشا مرگیا۔ نصوح پاشا اُسکی جگہ مقرر ہوا۔ مگر تھوڑے ہی عرصے مین سلطان نے اغوائے مفتی قزلراغا سے اُسکو مارڈالا۔ اور اُسکی جگہ محمد پاشا کو مامور کیا۔ چونکہ شاہ ایران نے حسب وعدہ صلح کے شرائط ادا نہین کیئے لہٰذا سلطان نے فوج کو ایران روانہ کیا۔ جو برف و بارش کے صدمہ سے بہت نقصان اُٹھا کے ناکام واپس آئی۔ اسلیے محمد پاشا خدمت سپہ سالاری سے معزول اور اُسکی جگہ خلیل پاشا منصوب ہوا۔ سنہ ۱۰۲۵ھ مطابق سنہ ۱۶۱۶ع مین شاہ اشٹریہ کا ایلچی باون ہمراہیان قسطنطنیہ مین آیا۔ سلطان کو معلوم ہوا۔ کہ عیسائیان اسلاسوفیا نے بقصد فساد و غدر بہت قسم کے ہتھیار اپنے مکانون مین جمع کیے ہین۔ لہٰذا اُنکی خانہ تلاشی کیگئی۔ اور چار عیسائی سردار گردن مارے گئے۔ ایران کی تسخیر کے لیے بہت بڑا لشکر بھیجا گیا۔ مگر وہ شکست کھا کر واپس آیا۔ سلطان نے اس مرتبہ خود چڑھائی کا ارادہ کیا۔ مگر اُنھین دنون مین کہ سنہ ۱۰۲۶ھ تھے سلطان نے رحلت کی۔ چودہ برس سلطنت کی یہ بادشاہ جوان طبیعت عیش دوست تھا۔ اسکے زمانے مین تنباکو پینے کا رواج ہوا۔ جسکو تجار ہالنڈ سنہ ۱۶۰۵ع مین لائے۔ استنبول مین مسجد جامع احمدی اور حوض توپخانہ اُنھین کا بنایا ہوا ہی۔ حرمین شریفین مین بھی اُنکے یادگار و آثار باقی ہین چنانچہ کوکب دری اُنھین نے روضہ مبارک پر چڑھایا تھا۔

فصل پندرھوین سلطان مصطفی بن سلطان محمد ثالث

جاے چونکہ سلطان عثمان احمد کا بیٹا کم عمر اور تیرہ برس کا تھا۔ اس وصیت کی تعلیم ہوئی مگر چونکہ وہ چودہ برس تک عورتون مین قید رہا۔ اور سلطنت کا حوصلہ نہین رکھتا تھا۔ اسلیے ارکان نے اتفاق کرکے اُسکو قید کرلیا۔ اور عثمان کو تخت پر بٹھادیا۔

عثمان خان ثانی نے ۱۰۲۷ھ مین تخت پر بیٹھتے ہی **خلیل پاشا** کو فوج کے ساتھ ایران پر بھیجا۔ مگر وہ اردبیل تک گیا۔ اور شاہ عباس سے صلح کرکے واپس آگیا۔ **سلطان** نے **خلیل پاشا** کو معزول کرکے اُسکی جگہ چلبی پاشا کو مقرر کیا۔ جو فن سپہ گری خوب ماہر تھا۔ اور سکندر پاشا کو والی پولونیا کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ جہان چند لڑائیان خوب ہوئین۔ بیس ہزار آدمی پولونیا کے مارے گئے۔ اور دس ہزار گرفتار ہوکر اسلامبول مین آئے۔ اور یہان وہ قتل ہوئے روس و فرانس و پوپ روم نے ہر چند پولونیا کی مدد قرار واقعی کی۔ مگر سلطان کے لشکر پر فتحمند نہو سکے۔ اور سلطان مظفر و منصور رہے۔ عیسائیون نے جزیہ قبول کیا۔ یہ بادشاہ بھی عورتون کی صحبت کا بہت شائق اور عیش دوست تھا۔ اور طبعی میل و توجہ اُسکی اُسی طرف تھی ایک دفعہ مفتی شہر کی لڑکی سے نکاح کیا۔ اس حرکت سے ارکان دولت اور سرداران فوج اُس سے بہت ناخوش ہوئے۔ کہ اُسنے غیر کفو مین نکاح کیا۔ انھین دنون مین کہ ۱۰۳۱ھ مطابق ۱۶۲۲ء تھے سلطان نے عزم حج کا کیا۔ اور شہر کے باہر خیمہ لگا۔ سپاہ نے بلوا کردیا۔ اور عثمان کو نہایت ذلت اور خواری سے قتل کیا۔ کیونکہ اُنکو یہ گمان تھا۔ کہ بادشاہ بحیلہ حج جاتا ہے کہ نئی فوج فراہم کرے۔ اور ینی چری لشکر کو تباہ کرڈالے۔ مصطفی خان کو پھر بادشاہ کیا لیکن بسبب اُسکی ناقابلیت کے شاہ ایران نے سلطان کے ملک پر دست اندازی کی اسلیے اُسکو پھر تخت سے اُتار کر ۱۰۳۲ھ مین پھر حرم مین مقید کیا۔ اور مراد خان چہارم

سلطان احمد کے دوسرے بیٹے کو جو پندرہ سالہ تھا تخت پر بٹھلایا۔

فصل سولہویں ۔ سلطان مراد خان چہارم

مراد خان ۱۰۳۲ھ میں تخت پر بیٹھا۔ اور دوسرے دن وہ جلوس کرکے ساتھ مسجد ایوبی میں گیا۔ اور سلاطین عثمانیہ کے رسم کے موافق تلوار کمر میں باندھی۔ اور شاہ ایران کے غلبہ اور فوج سلطانی کی شکست کی خبر سنکے اُسنے بہت بھاری فوج تیار کی اور بغداد بھیجی عجم اور روم کی فوجون مین بڑی بڑی لڑائیان رہین آخر رومیون نے بڑی ہولناک لڑائی کے بعد بغداد کو لیلیا بعد اُسکے شاہ عباس صفوی نے بغداد پر چڑھائی کی اور بغداد کو سلطان سے چھین لیا۔ کہتے ہین کہ رومی اسقدر مارے گئے کہ بغداد کے ہر گلی اور کوچے مین خون کی ندیان بہتی تھین۔ ابو بکر پاشا کو زندہ پکڑ کر پنجرے مین قید کیا اور طرح طرح کے عذاب کے ساتھ دریاے دجلہ مین کشتی پر بٹھا کے جلادیا۔ و نوری افندی و عمر افندی وغیرہ کو جو بڑے اکابر فوج سلطان کے تھے پھانسی دیدی اور محمد پاشا کو جو ابو بکر پاشا کا بیٹا تھا۔ خراسان بھیج کے مار ڈالا۔ اور شاہ عباس بذات خود چند دنون بغداد مین مقیم رہکر حافظ پاشا سے لڑتا رہا۔ اور موصل کو مسخر کرلیا۔ آخر حافظ پاشا چند لڑائیان لڑکر قسطنطنیہ چلا گیا۔ اور وہان سے لڑائی کا سامان از سر نو کرکے پھر آیا۔ شاہ بھی بغداد مین آکر اُس سے مقابل ہوا۔ اور اُسکو شکست دی۔ سلطانی لشکر شکست کھاکر استنبول واپس چلا گیا۔ حافظ پاشا نے بھاگتے وقت بہت بڑی توپ جسکا نام سلیمان شاہ تھا اور بھاری ہونے کے باعث ساتھ نہ رکھ سکتا تھا۔ زمین مین دفن کردی تھی شاہ نے یہ خبر سنکر اُسکو نکلواکر اصفہان بھیجدیا۔ اور چند مرتبہ رومیون سے لڑکے خود بھی اصفہان چلا گیا۔ اور چند دنون کے بعد وفات پائی۔ جب شاہ عباس کی خبر وفات روم مین پہونچی۔ تو خسرو پاشا ڈیڑھ لاکھ لشکر لیکر ایران پر چڑھ آیا۔ اور ایرانیون کو شکست دے کے موصل کو پلٹ گیا۔

جلوس مراد خان

اس عرصہ مین روم کے سردار اور امرا مین نہایت مخالفت پھیل گئی - اور ایک دوسرے کے خواہان آبرو و جان ہوئے - اور ہزارہا مخلوق اس باہمی مخالفت کے سبب سے تباہ و ہلاک ہوئی - خاص قسطنطنیہ مین سیکڑون گھر اور خانوادہ برباد ہو گئے - امیر فخرالدین جو کوہ لبنان کا حاکم تھا فرانس سے ملگیا - کیونکہ وہ خسرو پاشا سے مقابل ہوا تھا - اسوجہ سے سلطان سے مطمئن نہ تھا - سلطان کو جب اُسکی سازش کا حال معلوم ہوا - تو احمد پاشا کے تحت مین فوج اُسکی تادیب کو روانہ کی - مگر جب احمد پاشا کو شکست ہوئی تو فیروز اوغلی بحکم سلطان امیر کے مقابلے کیلیے مامور ہوا - اور آسنے امیر کی فوج کو شکست دی - امیر علی امیر فخرالدین کے لشکر کا سردار مارا گیا - اور امیر فخرالدین زندہ گرفتار ہوا سلطان نے اُسکی خطا معاف کر دی - اور پاس بعزت رکھا - اس عرصے مین خبر ملی کہ امیر کے پوتے نے بیروت کو خراب و تاراج کر دیا - اور احمد پاشا کو دمشق کے اطراف مین شکست دی - سلطان یہ سنتے ہی برہم ہو گیا - اور امیر فخرالدین کو قتل کر ڈالا - اور اُسکے دونون بیٹون امیر مسعود اور امیر حسین کی بھی گردن مارنے کا حکم دیا - مگر پھر اُنکی جان بخشی کی - سنہ ۱۶۳۸ء مین سلطان مراد بہ نفس نفیس ایک لاکھ فوج لیکر بغداد پر چڑھ آیا - راستہ مین اُسکا وزیر بیرام پاشا مر گیا - اُسکی جگہ طیار پاشا مامور ہوا - اور لشکر ایران سے سخت لڑائی ہوئی - طیار پاشا مارا گیا - اور اُسکی جگہ مصطفی پاشا وزیر ہوا - آخر پچاس ہزار ایرانی مارے گئے - اور بغداد فتح ہو گیا - ایکہزار ایرانی زندہ گرفتار ہوئے - اور سلطان کے روبرو اُنکی گردنین ماری گئین - اس فتح کے بعد سلطان نے اسلامبول کو مراجعت کی وہان پہونچکر بعارضہ نجار بیمار ہوا - اور اپنے چھوٹے بھائی ابراہیم کے قتل کا حکم دیا - مگر ماں نے اُسے چھپا دیا - اور اُسکے قتل کی اطلاع سلطان کو دی - سلطان نے نعش دیکھنے کو طلب کی مگر حکیم معالج نے کہا آپ کے عارضے کو مضر ہے غرض اسطور سے ابراہیم کی جان بچی الغرض ۱۶ شوال ۱۰۴۹ھ مین مطابق

سنہ ۱۰۴۹ھ کے سلطان نے انتقال کیا - اس سلطان کی عمر ۳۵ برس تھی - اور ۱۷ برس سلطنت کی سواری کا نہایت شوقین تھا - آٹھ سو گھوڑے خاصہ کے ہمیشہ اُسکے اصطبل مین رہا کرتے تھے

فصل سترھوین سلطان ابراہیم خان

سلطان ابراہیم

مراد کے مرتے ہی ارکان دولت ابراہیم کے پاس جو حرم مین قید تھے حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ کے بھائی نے انتقال کیا - آپ چلکر تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہون - ابراہیم کانپ اُٹھا - اور سمجھا کہ بھائی نے امتحاناً اُسکا مافی الضمیر دریافت کرنے کو یہ پیغام بھجوادیا ہی - کہا مین نے دنیا چھوڑدی ہی مجھے پادشاہی نہ چاہیے - لیکن ارکین نے اسکو اطمینان دلایا - اور سلطان کی نعش لاکر دکھائی - اُسوقت وہ مطمئن ہوا - اور نعش کے دفن کا حکم دیا - اور مراد کا جنازہ سلاطین کریان کے موافق نہایت دھوم سے اُٹھا کُل فوج و لشکر اور اُسکی سواری کے گھوڑے جنپر اُلٹی زینین لگائی گئی تھین - ساتھ تھے - غرض بہ تجمیل تمام جنازہ مدفن مین پہونچا اور دفن کیا گیا - بعد فراغت سردارون نے ابراہیم کو محبس سے نکال کر تخت سلطان پر سوار کیا - اور مسجد ایوب مین لے گئے - اور تلوار اُسکو حوالہ کی - اور توپون کی سلامی اُتاری گئی -

یہ پادشاہ نہایت خفیف العقل اور کم عمر اور بزدل تھا - سوا عورتون مین بیٹھنے کے اور کسی امر کا سلیقہ نہین رکھتا تھا - ساڑھے پانچسو حسین لونڈیان اپنے حرم مین جمع کر رکھی تھین - اور دن رات اُنکی صحبت مین اپنے وقت عزیز کو برباد کیا کرتا تھا - سلطنت کا کُل کام مان اور وزیرون پر ڈال دیا تھا - مگر وزیرون نے جو خیرخواہ تھے خوب انتظام کیا - اور دولت عثمانی کی آبرو کو برقرار رکھا - سنہ ۱۰۵۰ھ مین مطابق سنہ ۱۶۴۰ع کے عیسائیون نے سلطانی جہازون سے چھیڑ چھاڑ کی اسلیے چارسو جہازون کا بیڑہ اُنکی تادیب کیلیے لنگرگاہ قسطنطنیہ سے جزیرہ مالٹا کو روانہ ہوا - اور فتح اور کامیابی کے ساتھ لوٹ آیا - سنہ ۱۰۵۱ھ مین پھر عیسائیون سے لڑائی ہوئی - مگر ارکان دولت کے حسن تدبیر سے کوئی خرابی واقع نہین ہوئی - فوج کے افسرون نے جب پادشاہ اور وزیر احمد پاشا کو عیش و عشرت

[illegible] سلطان کو قتل کر ڈالین مگر [illegible] جب [illegible]

ینی چاہی - افسران فوج نے سلطان کے سات مہینے کے بیٹے کو بادشاہ بنایا اور ابراہیم کو محل مین قید کیا - دس روز کے بعد بعضے امیرون نے چاہا کہ بادشاہ کو باہر نکالین - مگر جن امرا نے اُسکو قید کیا تھا - اُنھون نے ١٨ رجب ١٠٥٨ھ مین ابراہیم کا کام تمام کر دیا - اس بادشاہ کی عمر ٣٤ برس کی تھی - نو برس بادشاہی کی حرکات ناشائستہ اُس سے بہت سرزد ہوئین شیخ الاسلام کی لڑکی کو جبراً چھین لیا - اور اسی سبب سے ینگ چری نے یورش کی - اور اُسکو ہلاک کیا -

سلطان محمد خان چہارم

فصل اٹھارھوین سلطان محمد خان چہارم

محمد خان چہارم سات برس کی عمر مین تخت نشین ہوئے اُنکی مان کلثوم سلطانہ سلطنت کا کام کرتی تھین - ارکان سلطنت نے عورت کی سلطنت قبول اور گوارا نہ کی اور غدر کر دیا - اسلامبول مین نہایت تشویش پھیل گئی - آخر کو کلثوم سلطانہ سلیمان خواجہ سرا کے ہاتھ سے ماری گئین - اور اُنکے پاس سے بہت سا روپیہ اور اشرفی اور چاندی اور سونا اور جواہرات اور قیمتی زیورات اور چاندی سونے کے برتن برآمد ہوئے - ١٠٦٢ھ تک قسطنطینیہ مین بے امنی اور فساد پھیلا رہا - ١٠٦٣ھ مین چالیس روز تک جا بجا ملک روم مین زلزلہ آتا رہا - جس سے بہت سی جانون اور مال کو نقصان پہونچا - ذیقعدہ ١٠٦٢ھ سے جمادی الاول ١٠٦٤ھ تک ارکین سلطنت مین باہم خوب لڑائیان اور کشت و خون ہو گیا بادشاہ کی کم سنی کے باعث سے کسی پر رعب و داب نہ تھا - جب کوپرلی محمد نام وزیر ہوا اُسنے اپنی عقل و تدبیر سے ان سب خانگی فتنون کو فرو کیا - اور عیسائیون پر لشکر بھیجا - اور اکثر لڑائیان فتح کین - جزیرہ تندوس وغیرہ کو سخر کیا - ١٠٦٦ھ مین سرب اور پولینڈ پر لشکرکشی کی اور ڈیڑھ لاکھ آدمی کو غنیم کے لشکر مین قتل کیا - اور منظم اور منصوب مستقل سلطنت پر واپس آیا - تھوڑے ہی دنون مین اس صائب تدبیر وزیر کی خوش سلیقگی اور حسن انتظام سے سلطنت

روم کے انتظام اور اصلاح مین نمایان ترقی ہوئی۔ مگر اُسکی زندگی نے وفا نہ کی۔ پانچ
برس تین مہینے دس دن وزارت کا کام کیا۔ اور ۱۷ ربیع الاول ۱۰۷۲ھ مین رحلت کی
نزع کے وقت بادشاہ اُسکے پاس آیا۔ اور وصیت کی درخواست کی۔ وزیر نے کہا کہ سلطنت
کے کامون مین عورتون کو دخل نہ دینا۔ عورتون کی صحبت سے بہت پرہیز کرنا۔ اپنے لشکر کو راضی
رکھنا۔ ایک آدمی بھی فوج سے کم نہ کرنا۔ عیسائیون سے ہمیشہ لڑتے رہنا۔ اور اُنکو کبھی
مہلت نہ دینا۔ سلطان نے اس وزیر کی وفات کے بعد اُسکے بیٹے احمد پاشا کو وزارت
کا خلعت عطا کیا۔ یہ بھی اپنے باپ کے ایسا ہوشیار اور مدبر تھا۔ ذیحجہ ۱۰۷۶ھ مین
اُسنے قلعہ کرید پر چڑھائی کی۔ اور جمادی الاول ۱۰۷۷ھ مین قلعہ کے متصل گیا۔ اس قلعہ پر
بائیس برس سے سلطان کی فوج حملہ کر رہی تھی مگر قلعہ کی استواری اور ذخیرہ جنگ و اسباب
کی کثرت سے کبھی فتح نہوا تھا۔ احمد پاشا نے قلعہ کا محاصرہ کرکے توپون سے قلعہ والون
کو پراگندہ کر دیا۔ ۱۶۶۹ء مین محصورین نے تنگ ہو کر امان طلب کی۔ اور قلعہ خالی کر دیا
احمد پاشا کامیابی اور فتح کے ساتھ سلطان کے حضور مین حاضر ہوا۔ اور عنایات سلطانی
سے اُسکے مرتبہ اور اعزاز مین ترقی ہوئی۔ ۱۰۸۰ھ مین ملک روم مین طرح طرح کی آفتین
نازل ہوئین علاوہ لڑائی اور کشت و خون کے متواتر زلزلون نے کتنے شہرون کو نیست و نابود
کر دیا۔ بہت سے پہاڑ شق ہو گئے۔ وبائی طاعون سے لاکھون تن مردم مر گئے۔ برف باری
اور سردی کی شدت سے کروڑہا چارپائے اور پرند ہلاک ہوئے۔ بیت المقدس مین ایک
یہودی نے دعوی کیا کہ وہ مسیح ابن مریم ہے چونکہ یہ شخص نہایت گویا اور وجیہ اور شستہ زبان
تھا۔ یہودی و عیسائی گروہا گروہ اُسکے معتقد و مرید ہو گئے۔ حاکم بیت المقدس
نے چاہا کہ اُسکو گرفتار کرے۔ مگر وہ اسلامبول کو بھاگ گیا۔ یہان صدر اعظم
احمد پاشا نے اُسکو قید کر لیا۔ ہزارہا عیسائی سیکڑون روپیہ دینے کے محبس مین اُسکے
پاس جاتے تھے۔ اور ملاقات کرتے تھے۔ سلطان محمد خان بھی اُسکے ملنے کو گیا اور

کہا کہ مین تیرا امتحان کرتا ہون تو میدان مین کھڑا ہو۔ اور مین اپنے لشکر سے کہتا ہون کہ وہ تجھپر
تیر چلاوین دیکھون تیر کا اثر تیرے بدن پر ہوتا ہی یا نہین۔ مسیح کاذب سلطان کے پانون پر گر پڑا
اور کہا کہ مین آپ کے امتحان کی طاقت نہین رکھتا ہون۔ سلطان نے اُسکے قتل کا حکم
دیا۔ مگر وہ اُسی وقت تائب اور مسلمان ہوگیا۔ اور بہت سے یہود اور عیسائی بھی مسلمان
ہو گئے۔ اسی طرح ایک نے دعویٰ کیا کہ وہ مہدی موعود ہی۔ وہ بھی قتل کیا گیا سنہ ۱۶۶۳ء مطابق
سنہ ۱۰۸۴ھ مین ۱۰ رمضان المبارک کو سلطان محمد کے محل مین سلطان احمد پیدا ہوا۔ شاہ
اور چند روز تک اس تقریب مین عام خوشیان کی گئین۔ سنہ ۱۰۹۲ھ مطابق سنہ ۱۶۸۱ء کے احمد پا
نے چھبیس برس وزارت کرکے اکتالیس سال کی عمر مین انتقال کیا۔ اور اُسکی جگہ مصطفیٰ پاشا
وزیر ہوا۔ اور سلطان نے اُسکو ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ شہر ویانا کی تسخیر پر مامور کیا۔ جو ملک
جرمنا مین جسکو الیمانیہ یعنی اسٹریہ بھی کہتے ہین ہی۔ مصطفیٰ نے وہان پہونچکر ممالک اطراف
مین لوٹ اور قتال شروع کردی۔ چالیس ہزار قیدی پکڑکر سلطان کی خدمت مین روانہ
ہوئے۔ اور قلعہ ویانا کو کہ اُسوقت دار السلطنت ملک جرمانیہ کا شمار کیا جاتا تھا۔ اور تمام یورپ
کا مرکز تھا۔ محاصرہ کرلیا۔ اور قلعہ کے اکثر مکانون کو گولون سے اُڑا دیا۔ شبانہ روز پینتالیس
دن تک باہم گرگولون کی بارش رہی۔ توپون کے دھوئین سے سات دن مین تسخیر شہر ویانا
کی فوج اور رعیت خوب لڑی۔ اور شاہان عیسائی سے مدد بھی طلب کی۔ سنہ ۱۶۸۳ء مین تمام
یورپ مین ترکون کا ڈر بیٹھا۔ اسی ہزار فوج عیسائی مختلف قومون کے قلعہ کی مدد کو آئی۔ پولس
فوج کے سپہ سالار نے سلطان کی فوج کو دیکھکر کہا کہ افسر فوج کا ناتجربہ کار ہی۔ اسلیے کہ نشیب
مین اُسنے اپنے لشکر کو رکھا ہی۔ اور بلند مقامات کو بلا محافظت چھوڑ دیا ہی۔ بیشک ہم اُسپر غالب
ہوجاوینگے۔ الغرض دونون لشکر ایک روز خوب لڑے۔ صبح سے شام تک بہت ہی سخت
لڑائی ہوا کی۔ ہزارہا آدمی طرفین کے خاک و خون مین مل گئے۔ شام کو دونون لشکرون
نے اپنے ڈیرون پر مراجعت کی۔ مگر روم کی فوج اس لڑائی سے نہایت خستہ اور ضعیف

ہوگئی تھی۔ اپنے ڈیرے اور مقام چھوڑ کر بھاگ گئی۔ صبح کو جب عیسائیون نے سنا نہایت
خوش ہوئے۔ اور خالی خیمون پر جا پڑے۔ مال اور اسباب خوب لوٹا۔ اور اپنی فوج مین تقسیم کیا۔
سلطان اس بزدلی سے نہایت برہم ہوا۔ اور مصطفی پاشا کو صدارت وزارت سے
معزول کر کے اُسکی جگہ ابراہیم پاشا کو خلعت وزارت عطا کیا۔ اندنون مین پوپ روم
نے تمام اقوام عیسائیون کو سلطان سے لڑنے پر ترغیب دی۔ اور جا بجا سلطانی اور عیسائی
لشکرون سے لڑائی ہوئی جسمین اکثر عیسائی کامیاب رہے۔ اور جب ہی سے عیسائیون کا
زور بڑھا تھا۔ سلطان نے جب ابراہیم پاشا کو وزارت کے لائق نہ پایا۔ تو اُسے موقوف کر دیا اور
سلیمان پاشا کو اپنا وزیر بنایا۔ اور سنہ ۱۱۰۰ھ مین عیسائیون کے مقابلہ کو گیا۔ مگر پہلی
ہی لڑائی مین بھاگ کر قسطنطنیہ چلا آیا۔ سلطان نے نہایت خفگی اور غیظ مین آکر اُسکو
قتل کر ڈالا۔ اور سیاوش پاشا کو خلعت وزارت سے سرفراز کیا۔ اور یہ تمام سال
آفات اور مکروہات مین گذرا۔ قحط سالی اور آتش زدگی سے بہت سا ملک خراب اور برباد
ہوگیا۔ نیز اُسکے سپاہ نیک چری [illegible] سے بگڑ گئی۔ اور چاہتی تھی کہ کچھ فساد برپا
کرے اور سلطان کو تخت سے اُتار دے [illegible] تخت سے کنارہ کشی اختیار کی
اور اپنے بھائی سلیمان خان ثانی [illegible] خود خانہ بند ہوگیا۔ اور سوائے شکار
کے اور کسی طرف توجہ و رغبت نہین کرتا تھا۔

فصل انتیسوین۔ سلیمان خان ثانی

یہ سنہ [illegible] تخت پر بیٹھا۔ اُسکے جلوس سلیمان خان ثانی
کرتے ہی فوج باغی نے سیاوش کو [illegible] کے مکان مین قتل کیا۔ اور تین سو آدمی
اور بھی اس ہنگامہ مین مارے گئے۔ اور اکثر فوج مین خانہ جنگی اور قتل و خون ہونے
لگا۔ عیسائیون نے اسوجہ سے ہر طرف غلبہ پایا اور جسکو موقع ملا سلطانی ملک داب
لیا۔ اور کسی نے بیرونی دشمن کے دفع پر توجہ نہ کی۔ اور کہان سے کرتے گھر کی خانہ جنگیون

اور کشت وخون سے کسکو فرصت تھی۔ سیاوش پاشا کے بعد اسمعیل پاشا وزیر ہوا۔ اور تین مہینے کے بعد برطرف ہوگیا۔ اور اُسکی جگہ تکفور مصطفی پاشا مقرر ہوا۔ ۱۰۹۸ھ مین والی نمسا (اسٹریہ) نے شہر بلغراد اور بلگیریا کیوے لیا۔ ذوالفقار آفندی شاہ نمسا کے پاس سفارت پر بھیجا گیا۔ والی نمسا نے ایلچی سے درخواست کی کہ اُسکو سجدہ کرے سفیر نے انکار کیا۔ دس مہینے اسی درخواست مین گذر گئے۔ آخر سلطان سلیمان خان نے نہایت طیش مین آکر بذات خود مقابلہ کیا۔ اور بہت سخت لڑائی کے بعد فتح پائی۔ اور اپنا ملک غنیم سے واپس کرلیا۔ اور پھر کوپرلی مصطفی پاشا کو ساتھ لیکر والی نمسا پر مکرر چڑھائی کی۔ خزانہ مین روپیہ نہ تھا اسلیے تمام چاندی اور سونے کے برتنون کو روپیہ کرڈالا اور فوجی مصارف مین اُنکو صرف کیا۔ کئی مقامات دشمن کے فتح کیے بلگیریا کو بھی فتح کرلیا۔ بعد اُسکے قسطنطنیہ کو لوٹ آیا۔ ۲۶۔ رمضان ۱۱۰۲ھ مین تین سال نو مہینے سلطنت کرکے مرض استسقا مین وفات پائی۔ مکانون کی تعمیر اور باغون کی آراستگی کا اُسکو بہت شوق تھا۔

احمد خان ثانی

فصل بیسوین سلطان احمد خان ثانی

سلیمان خان کی وفات کے بعد جب احمد خان ثانی تخت نشین ہوا۔ ارکان دولت نے حیاتی زادہ حکیم کو مقید کیا اور اُسپر دعویٰ کیا کہ اُسنے سلطان کو زہر دیکر مار ڈالا۔ آخر کو اُسے قتل کیا۔ احمد خان نے کوپرلی مصطفی پاشا کو والی نمسا کے مقابلہ پر بھیجا اور دونون لشکر مین مقابلہ ہوا۔ ناگاہ مصطفی پاشا جو فوج مین آگے آگے جارہا تھا گولی کے لگنے سے مارا گیا۔ اور سلطان کے لشکر نے شکست اُٹھائی۔ مگر اُسی دن سلطانی لشکر نے دریائی لڑائی مین عیسائیون پر فتح پائی۔ علی پاشا وزیر ہوا مگر اُسکی بدمزاجی اور خشونت سے عام لوگ ناراض تھے اسلیے وہ بہت جلد معزول ہوا

جزیرۂ قبرس مین بھیجدیا گیا۔ اور حاجی علی پاشا والی حلب وزیر ہوا۔ سنہ ۱۱۰۵ھ مین چوتھائی شہر قسطنطنیہ مین آگ لگی ایک حصہ شہر کا بالکل خاک سیاہ ہو گیا۔ تب مصطفےٰ وزیر ہوا پھر مصطفےٰ پاشا بھی وزارت سے معزول اور احمد پاشا اُسکی جگہ وزیر مقرر ہوا۔ اور اُسنے اپنے عہد وزارت مین قطعاً ممانعت کردی کہ کوئی عیسائی رنگین لباس زرد جوتہ سمور کی ٹوپی نہ پہنے۔ گھوڑے پر سوار نہ ہو۔ کالے کپڑے ہمیشہ پہنا کرے۔ سواری مین گدھا رکھے۔ تاکہ مسلمان اور عیسائی مین فرق معلوم ہو۔ چند دنون کے بعد احمد پاشا بھی وزارت سے معزول کردیا گیا۔ اور علی پاشا اُسکی جگہ مامور ہوا۔ یہ طرابلس شام کا والی تھا۔ سنہ ۱۶۹۵ء مین مطابق سنہ ۱۱۰۶ھ کے سلطان کو مرض استسقا ہوا۔ اور اُسی مین اُسنے رحلت کی۔ تین برس آٹھ مہینے سلطنت کی۔

فصل اکیسوین مصطفےٰ خان ثانی

مصطفےٰ خان ثانی

یہ بادشاہ سنہ ۱۱۰۶ھ مین تخت نشین ہوا اور جلوس کرتے ہی منادی کی کہ بندگان خدا کے واسطے ہرگز یہ بات مناسب نہین ہے کہ گھرون مین آرام سے بیٹھین کیونکہ عیسائیون نے مسلمانون کے ملک پر حملہ و ہجوم کر رکھا ہے ہمارے آبا و اجداد ہمیشہ عیسائیون سے برسر رزم رہے ہین۔ اُنھین کے قدم بقدم مین بھی عیسائیون سے لڑونگا۔ مسلمانون پر واجب ہے کہ میری اطاعت کرین۔ بعد اُسکے حسین پاشا کو امیر البحر کرکے جنگی جہاز عیسائیون کے مقابلہ کو روانہ کیا حسین پاشا نے بحر ابیض (بحر مارمورا) مین عیسائیون کو شکست دی۔ اور جزیرۂ ساقز لے لیا۔ اور وہان سے والی اسٹریہ سے مقابلہ کیا اور اُسکو شکست عظیم دی۔ عیسائیون کا توپ خانہ چھین لیا۔ اور اکثر قلعون کو منہدم کردیا۔ جاڑے کے موسم مین شہر ادرون مین ٹھہرا رہا۔ اور شروع گرمی مین جرار فوج والی اسٹریہ کے مقابلہ مین بھیجکر فتح پائی۔ عیسائی قیدی اور اُنکا توپخانہ جو لڑائیون مین چھین لیا تھا ہمراہ لے کے بڑی شوکت اور دبدبے سے قسطنطنیہ مین داخل ہوا۔ اس عرصہ مین خبر ملی کہ مسکوب (یعنے روس) نے قلعہ ازوف کو محاصرہ کیا ہے

سلطان

سلطان نے بہاڑی فوج دشمن کے دفع کرنے کو بھیجی۔جس نے تیس ہزار روسیون کو ہلاک کیا۔اور لڑائی فتح کرکے واپس آگیا۔ہنوز یہان دم نہین لیا تھا کہ سُنا کہ جرمنی فوج جمع ہورہی ہے۔ اسلیے سلطان نے پھر قصد کیا۔اور الماس پاشا کو پہلے سے روانہ کیا۔مگر الماس پاشا لڑائی مین مارا گیا۔آخر کو شاہ لندن اور ہالینڈ نے بیچ مین پڑکر جرمن اور روم سے ۱۱۱۰ھ مین صلح کرادی۔اور سلطان وہان سے ادرنہ کو واپس آیا۔ اور چند دنون شکار کھیلتا رہا۔بعد اسکے قسطنطنیہ مین داخل ہوا۔فوج کے سوارون نے سلطان سے اس مصالحت کے سبب سے ناراضی ظاہر کی۔ اور بغاوت شروع کردی سلطان کو قید کرکے محبس مین بھیجدیا۔جہان اُسنے رحلت کی۔جب فوج نے غدر کیا تو لوگون نے صلاح دی کہ بادشاہ اپنے بھائی سلطان احمد کو قتل کرڈالے کہ فوج کے لوگ جو اُسپر گھمنڈ کررہے ہین راہ پر آجاوینگے مگر سلطان نے نہ مانا۔ اور یہ کہا کہ سلطنت سے معزول ہونا بدرجہا اس بات سے بہتر ہے کہ مین اپنے حقیقی بھائی کے خون سے اپنے ہاتھون کو رنگون اور نامۂ اعمال کا سیاہ دھبہ اپنے ساتھ آخرت کو لیجاؤن۔ اُسکی عمر چالیس سال نو مہینے سات دن تھی علوم کی تحصیل مین اپنا وقت زیادہ صرف کرتا تھا۔

احمد خان ثالث

فصل بائیسوین۔احمد خان ثالث

یہ بادشاہ بنتالیس برس کی عمر مین تخت پر بیٹھا باغی فوج کے افسرون نے فیض اللہ آفندی شیخ الاسلام کو قتل کیا مگر سلطان نے سانس تک نہ لی۔جب پورے طور سے سلطنت پر قائم ہوگیا۔بعض مفسدین کو قتل کیا۔اور بعض کو معزول اور تھوڑی ہی مدت مین کئی وزیر بدلے آخر کو علی پاشا مستقل وزیر ہوگئے اور ۱۱۱۵ھ مین عیسائیون سے لڑائی ہوئی اور اُنکو شکست دی۔ ۱۱۲۱ھ مین عیسائی بادشاہون مین باہم گرجنگ

لڑائیان ہوئین پطرس اعظم شاہ ماسکو نے کارلوس شاہ سویڈن پر کہ نہایت سرآوردہ تھا فتح پائی- کارلوس نے سلطان روم کے پاس پناہ لی- پطرس کو یہ بات نہایت گران معلوم ہوئی- اور سلطان سے اور اُس سے بگڑ گئی- سلطان نے محمد پاشا کو اُس سے لڑنے کے لیے روانہ کیا- اور محمد پاشا نے اُسکو شکست دی- یہانتک کہ پطرس قریب گرفتاری کے ہوا لیکن اُسنے قلعہ ازوف کو واپس دیکر صلح کر لی- یہ بات کارلوس شاہ سویڈن کے خلاف تھی (یہ ملک روس سے بھی اوترہی) اُسنے سلطان کو محمد پاشا کی طرف سے برانگیختہ کیا- سلطان نے اسلیے اُسکو موقوف کیا- اور یوسف پاشا کو اُس کی جگہ مقرر کیا- ۱۷۱۱ء کے آخر مین سلطان اور شاہ ماسکو سے پچیس سال کے واسطے صلح ہو گئی- سلطان نے خفا ہو کر یوسف کو بھی برطرف کر دیا اور سلیمان پاشا کو مامور کیا کہ کارلوس کو اُسکے ملک مین پہونچا دے- اور اُس کے اخراجات کے واسطے بادشاہی خزانہ سے روپیہ دلوا دے- کارلوس نے پہلے دس لاکھ روپیہ مانگے- وہ دلوا دیے گئے پھر اوسنے گیارہ لاکھ کا سوال کیا سلیمان پاشا بگڑ گیا اور لشکر کو حکم دیا کہ سلطان کے ملک سے جبراً اُسکو نکال دین اُسوقت کارلوس کے پاس تین سو سپاہی تھے جنھون نے ۲۶ ہزار رومی فوج سے مقابلہ کیا- اور گرفتار ہوئے- سلیمان نے کارلوس کو قلعہ رمید طاش مین قید کیا اور چند دنون بعد دیموتیکا مین بھیجدیا- سلطان نے کارلوس کے خرچ کو کچھ درماہہ مقرر کر دیا- اور سلیمان کو اس قصور پر کہ بے حکم سلطان کے اُسنے اس قدر زیادتی کی برخاست کیا اور ابراہیم پاشا کو مقرر کیا- اکیس دن بعد اُسکو بھی معزول کر کے علی پاشا کو وزیر بنایا- کارلوس نے اپنی بہن کی طلب پر سویڈن جانے کا قصد کیا- سلطان نے اُسکو بعزت و احترام ۱۱۲۶ھ مین رخصت کیا- اور چھ سو چاؤش اُسکے ہمراہ کیے اور آٹھ گھوڑے باساز وسامان مرصع اور قبا اور تلوار جواہر نگار خلعت مین دی کارلوس

سلطان

سلطان کا ممنون اور مشکور اپنے گھر پہونچا۔

۱۱۲۷ھ مین فوج سلطانی نے اکثر بلاد بنادقہ پر فتح پائی۔ والی جرمن نے عہد شکنی کی اور رومی فوج سے لڑا۔ علی پاشا مارا گیا۔ فوج نے شکست اوٹھائی۔ خلیل پاشا والی بغداد وزارت پر مامور ہوکر شہر ادرنہ ہوتے ہوئے شہر بلگیریا مین آیا۔ اور والی جرمن سے لڑا اور شکست پائی۔ اس سبب سے سلطان نے اوسکو موقوف کردیا۔ پھر محمد پاشا وزیر ہوا۔ آٹھ مہینے کے بعد معزول ہوگیا اور ابراہیم پاشا کے داماد کو وزارت ملی۔ ۱۱۳۰ھ مین والی جرمن نے صلح کرلی۔ احمد خان کے عہد سلطنت مین ایک سو چالیس مرتبہ قسطنطنیہ مین آگ لگی۔ اور بہت سے مکان خاک سیاہ ہوگئے۔ مسکو (روس) اور والی پولونیا (پولینڈ) مین صلح ہوگئی۔ رومی لشکر نے ایران کی طرف توجہ کی نہاوند اور تبریز مین آکر روم کے لشکر سے لڑا۔ اور اوسکو بھگا دیا۔ سلطان دوسرے لشکر کی ترتیب کر رہا تھا کہ دفعۃً فوج مین فساد عظیم برپا ہوگیا۔ ابراہیم پاشا مارا گیا۔ اور ۱۱۴۳ھ مین باغی فوج نے احمد خان کو تخت سے اوتار کر محمود کو اوسکی جگہ بٹھلایا۔ یہ بادشاہ ۷۶ سال چار مہینے دس دن زندہ رہا۔ ہر قسم کے خطوط لکھنے مین اوسے خوب مہارت تھی

فصل تیئیسوین۔ سلطان محمود اول

سلطان محمود اول

جب سلطان محمود تخت نشین ہوا فوج مین اک ہنگامہ مچا ہوا تھا چھ ہزار سپاہی اور کئی پاشا (افسر) اس فساد مین مارے گئے۔ آخر ابراہیم پاشا والی حلب وزیر ہوا اور اوسنے بلوائیون کو سزا دینی شروع کی کسی کو قتل کسی کو معزول کسی کو قید کیا۔ لیکن وہ خود بھی تھوڑے ہی دنون مین وزارت سے معزول کردیا گیا۔ عثمان پاشا وزیر ہوکر دریا کی راہ سے مصر کو روانہ ہوا۔ اسپین کے جہازون سے اوس سے مقابلہ ہوا۔ سلطانی جہازات پراگندہ ہوگئے وزیر غنیم کے ہاتھ مین گرفتار ہوکر مالطہ بھیجدیا گیا۔ جب جہاز مالطہ کے لنگرگاہ پر پہونچا۔ شہر کے باشندے تماشا دیکھنے آئے۔ ایک فرانسیس جسکا

نام ارنودا در مالطہ مین رہتا تھا۔ جہازون کو دیکھتا پھرتا تھا۔ ایک کونے مین اُس نے
عثمان پاشا کو زخمی اور بے سروسامان دیکھا۔ اور حکام اسپین کو کچھ روپیہ دیکر عثمان
پاشا کو اپنے گھر لے آیا۔ اور اُسکا علاج کیا۔ اور جب وہ اچھا ہوگیا تو اُسے مصر لے گیا اور وہان سے
قسطنطنیہ لایا۔ عثمان نہایت ممنون ہوا اور زر خطیر اُس فرانسیس کو دیکر رخصت کیا۔ سنہ ۱۱۴۳ھ
مین طوپال عثمان پاشا لشکر لیکر بقصد مقابلۂ ایران اسلامبول سے نکلا۔ اور سواد
بغداد مین ایران کے لشکر کو ہزیمت دی۔ اور کردستان تک جاکر پلٹ آیا۔ پھر
سلطان محمود نے ابراہیم پاشا۔ احمد پاشا اور رستم پاشا کو فوجون کے ساتھ ایران
بھیجا۔ ان لوگون نے کرمان شاہ وسنا اردلان و ہمدان وغیرہ پر فتح پائی۔
اور طہماسپ ثانی نے ایلچی بدرخواست صلح احمد پاشا کے پاس بھیجا۔ نادر شاہ
نے جو اُسوقت حاکم سیستان تھا طہماسپ ثانی کو تخت سے اُتار کر برائے نام اُسکے
بیٹے شاہ عباس ثالث کو تخت پر بٹھایا۔ اور سلطان کو لکھا کہ جس قدر ملک ایران
کے تمھارے قبضے مین آگئے ہین اُنسے دست بردار ہو ورنہ لڑائی کے لیے تیار ہو
اور قبل جواب آنے کے لشکر لیکر متصل بغداد کے پہونچ گیا۔ اور سلطانی لشکر کو شکست دیکر
دجلہ کے پار ہوا اور بغداد کو محاصرہ کر لیا۔ سلطان نے طوپال عثمان پاشا کو
اسی ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کو بھیجا۔ سنہ ۱۱۴۵ھ مین دریاے دجلہ کے کنارے
آپس مین خوب لڑائی نو گھنٹہ تک رہی۔ آخر کو جیت رومیون کے ہاتھ رہا۔ اور نادر
بھاگ گیا اور بغداد کا محاصرہ اُٹھ گیا۔ سلطان نے یہ خبر سُنکر متواتر تمام شہر قسطنطنیہ
مین روشنی کی۔ اور ہر قسم کی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ تین مہینے بعد نادر شاہ نے
فوج جمع کرکے پھر مقابلہ کیا۔ پہلی اور دوسری مرتبہ تو رومیون کو فتح ہوئی مگر تیسری مرتبہ اُنکو
شکست فاش ہوئی۔ طوپال پاشا میدان جنگ مین مارا گیا۔ سلطان کو یہ خبر سُنکر
نہایت افسوس ہوا۔ اور علی پاشا کو مقابلہ کے لیے بھیجا۔ پھر اسمٰعیل پاشا کو انتخاب کرکے

[illegible] مسکو کے
ساتھ ایک لڑائی ہوگئی- نادرشاہ نے متواتر لشکر روم پر حملہ کرکے ہربار شکست دی
اور شہر کرکوک تک فتح کرلیا- سلطان محمود نے آخر کو صلح کرلی- اور سرحد روم و ایران
وہی قرار پائی- جو سلطان مراد کے وقت مین مقرر تھی- مسکو سے بھی اس شرط پر
صلح ہوگئی- کہ اُسکے جہاز بحر اسود مین نہ آنے پاوین- اور شہر و بلاد روم جو مسکو نے سابق مین
لے لیے تھے واپس کر دیے- اور قلعہ ازوف کو منہدم کر دیا- اور دوسرے عیسائی
قومون کی طرح روم مین تجارت کے لیے مجاز ہے- اور یہ عہدنامہ دونون کے وکلا مین
مقام بلگیریا مین مرتب ہوا- شاہ جرمن نے بھی چند مرتبہ لڑکر صلح کرلی- اور فرانسیس سے
بھی باقرار ۲۷ سال کے صلح ہوگئی- سنہ ۱۱۵۰ھ مین شاہ سویڈن نے بھی معالحہ
کرلیا- سنہ ۱۱۰۸ھ مین سلطان محمود پیدا ہوا تھا اور ۲۲- صفر سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین
اُسنے انتقال کیا-

فصل چوبیسوین- سلط[illegible]

عثمان خان سوم مصطفی خان ثانی کا بیٹا جو محمود اول کا بھائی تھا سنہ ۱۱۱۲ھ مین
پیدا ہوا- اور محبس مین پڑا ہوا تھا- سنہ ۱۱۶۷ھ مین تخت سلطنت پر بیٹھا- تنہائی اور خلوت کو
نہایت پسند کرتا تھا- سعید افندی کو اپنا وزیر کیا- اور اس خوف سے کہ افسران فوج
سلطان احمد خان کی اولاد کو بادشاہ نہ بنادین- محمد اور بایزید اور خان کو قتل
کرڈالا- سنہ ۱۱۶۹ھ مین قسطنطنیہ مین آگ لگی اور صدر اعظم کی حویلی اور دو ثلث شہر
قریب ایا صوفیہ تک جل گیا- سنہ ۱۱۷۰ھ مین سعید افندی معزول اور محمد راغب
پاشا وزیر ہوا-

انھین دنون مین ۱۵- صفر سنہ ۱۱۷۱ھ مین سلطان عثمان خان نے تین برس سلطنت
کرکے جامع عثمانی کو جسے محمود اول نے بنانا شروع کیا تھا تمام کرکے انتقال کیا-

مصطفٰے خان ثالث تخت پر بیٹھا اور اپنی بہن صالحہ سلطانہ کی شادی اپنے وزیر راغب پاشا کے ساتھ کردی۔ چونکہ وزیر نہایت ذی شعور تھا اُسکی ہمت ہمیشہ ملک گیری کی طرف مائل رہتی تھی۔ مگر اجل نے اُسکو مہلت نہ دی اور جلد مرگیا۔ اُس کی جگہ حمزہ پاشا وزیر ہوا۔ اور چھ مہینے کے بعد معزول کردیا گیا۔ اور مصطفٰے پاشا اُسکی جگہ مامور کیا گیا۔ ڈیڑھ برس کے بعد وہ بھی برخاست اور ماہر پاشا چالیس روز تک وزیر رہا۔ اُسکے بعد علی پاشا صدر اعظم مقرر کیا گیا۔ اس عزل ونصب مین ۱۱۸۳ھ تک چندبار مسکو سے لڑائی ہوئی اور سلطان کے لشکر نے فتح پائی اور توپخانہ روس کا چھینکر قسطنطنیہ مین لے آیا۔ ۵۔ ذیقعدہ ۱۱۸۷ھ مطابق ۱۷۷۳ء کے سلطان نے انتقال کیا۔

فصل پچیسوین۔ سلطان عبدالحمید خان

یہ بادشاہ سلطان مصطفٰے ثالث کا بھائی اور سلطان احمد سوم کا بیٹا تھا ۱۱۳۷ھ مین پیدا ہوا اور ۱۱۸۷ھ مین تخت پر بیٹھا۔ مزاج مین صلح پسندی تھی۔ تخت پر بیٹھتے ہی ۱۱۸۸ھ مین مطابق ۱۷۷۴ء کے عیسائیون سے صلح کرلی۔ کیونکہ خانگی اور بیرونی جھگڑون اور بکھیڑون کی وجہ سے اُسکی سلطنت مین نہایت ضعف آگیا تھا۔ اور لشکر اور فوج کی بغاوت سے ملک تباہ ہو رہا تھا۔ صلح کے بعد حسین پاشا باغیان عرب کی گوشمالی پر روانہ کیا۔ جس نے قرار واقعی اس فساد کو مٹا دیا۔ اور سرکشون کو پوری سزا دی۔ مگر روس و جرمن نے آپس مین اتفاق کرکے سلطان پر چڑھائی کی۔ یوسف پاشا اور علی پاشا مقابلہ کے لیے مقرر کیے گئے۔ یوسف پاشا نے پہلے جرمن کی فوج سے مقابلہ کیا۔ اور قلعہ ششش کو مسخر کرلیا۔ اور علی پاشا نے بھی روس سے خوب مقابلہ کیا۔ اسی بادشاہ کے زمانے مین کریم خان زند نے بصرہ کو فتح کرلیا۔ مدت سلطنت اُسکی پندرہ سال تھی۔ اور عمر ۶۳ سال۔

سلیم خان ثالث

فصل چھبیسوین - سلیم خان ثالث ۱۲۰۳ھ

یہ بادشاہ ۱۱۷۵ھ مین پیدا ہوا اور ۱۲۰۳ھ مین مطابق ۱۷۸۹ء کے تخت عثمانیہ پر بیٹھا - اور اپنی تمام تر ہمت اُسنے برّی اور بحری فوج کی آراستگی مین معروف کی تھوڑے ہی دنون مین ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہوئی - اور بادشاہان جرمن اور روس سے لڑائی بھی چھڑ گئی - دو مہینے تک نہایت سخت لڑائی رہی - ۱۷۹۱ء مین سپہ سالار روس نے صلح کر لی - مگر ملکہ کیتھرائن سلطانۂ روس نے کہ اپنے شوہر پطرس سوم کو مار کر تخت پر بیٹھی تھی - اس معاہدہ کو قبول نہ کیا - اور جرار لشکر قلعہ اسمعیلہ پر بھیجا - جس مین تیس ہزار رومی فوج رہتی تھی - جب روسیون نے قلعہ پر یورش کی - توپ اور گولیون سے اس قدر روسی مارے گئے - کہ قلعہ کی خندق لاشون سے پٹ گئی - چونکہ روسی کثرت سے تھے قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور تین شبانہ روز قلعہ کے اندر ایسی لڑائی ہوئی کہ قلعہ کے راستون مین خون کی ندیان بہتی تھین - قلعہ کی عورات اور بچون نے بھی بڑی دلیری اور جرأت کی - اور سب مارے گئے - صرف ایک شخص اس ہنگامہ سے بچ گیا - اور قسطنطنیہ مین جا کر خبر کی - رومی لشکر کو یہ خبر سُنکر نہایت جوش اور غیظ آگیا - اور چاہتے تھے کہ روسیون پر ٹوٹ پڑین - اور اپنے اُن مقتول بھائیون کا عوض جو قلعہ مین تھے لین - مگر انگلستان اور پروشن نے بیچ بچاو کر دیا یوسف پاشا اپنے عہدے سے موقوف کیا گیا - اور محمد پاشا کہ چھیاسی برس کا بڈھا تھا وزارت پر مامور ہوا - اُسکے بعد بونا پارٹ شاہ فرانس اور انگریزون مین لڑائی شروع ہو گئی - اور کھیت فرانس کے ہاتھ رہا - اور فرانس نے سلطان سے دوستی اور صلح کر لی - سلطان نے بعض لوگ اپنے یہان کے فرانس روانہ کیے - کہ جنگی مدرسون مین تعلیم پا کر ترکی فوج کو طرز ولایتی فوج کے تعلیم کرین - مگر سپاہ ینیچری نے اسکو پسند نہین کیا - اور سلطان کے حکم سے منحرف ہو گئے - الغرض ۱۲۲۰ھ مین کمی اور خان نے فوج باقاعدہ جسکا

نام فوج نظام ہی ترتیب دی۔ تقریباً دو ہزار فوج باقاعدہ بسرکردگی مسعود آغا قسطنطنیہ
مین تیار ہوئی۔ جس نے جنگ کی جگہہ مین نہایت بہادری ظاہر کی۔ اور سولہ ہزار
فوج نظام قرمان مین بتحت افسری قاضی پاشا تیار ہوئی۔ جسکو سلطان نے اسلامبول
مین طلب کیا۔ راہ مین ایک شخص قاضی پاشا کے خیمہ مین اُسکے مارنے کو گھس آیا
مگر قاضی پاشا نہایت بہادر اور جری سپاہی تھا۔ بیدار ہوتے ہی اوس نے دشمن کو
ٹھکانے لگا دیا۔ جب وہ مع لشکر شہر کے قریب پہونچا۔ ینگچری فوج نے شہر مین
غدر مچا دیا۔ چند مکانات مین آگ لگا دی۔ اور قہوہ خانہ اور مسجدون مین جمع ہوکر
آمادہ فساد تھے۔ سلطان نے مصلحت وقت کے لحاظ سے قاضی پاشا کو حکم دیا کہ
وہ لشکر سمیت قرمان کو چلا جاوے۔ چونکہ انگریز اور فرانس مین صفائی نہ تھی۔ اس لیے
انگریز چاہتے تھے کہ سلطان فرانس سے دوستی ترک کرے مگر سلطان نے قبول نہ کیا۔
سفیر انگلستان ناکام واپس گیا۔ اور انگریزون نے غفلت مین اسکندریہ پر قبضہ کرلیا۔ مگر
محمد پاشا والی مصر نے پھر اسکندریہ کو انگریزون سے چھین لیا۔ اب انگریزون نے
مصالحت کی پھر سلسلہ جنبانی کی۔ اور اپنے واسطہ سے سلطان اور رُوس سے صلح کرا دی
اس واقعہ کے بعد وزارت روم مین بہت تغیر و تبدیل ہوئی اور کئی پاشا برطرف اور مقرر
ہوئے۔ آخر مین حلمی ابراہیم پاشا وزارت پر مقرر ہوئے۔ ۱۲۲۲ھ مین فوج ینگچری نے
غدر کر دیا۔ بہت سے پاشا جو فوج نظام کی ترتیب مین سلطان کے شریک تھے۔ مارے
گئے۔ اور سلطان کو معزول کرکے مصطفے خان چہارم کو تخت نشین کیا۔ اس پادشاہ نے
اٹھارہ سال سلطنت کی اور ۴۸ سال زندہ رہا۔

۲۹

فصل ستائیسوین مصطفے خان رابع بن سلطان عبدالحمید

مصطفے خان رابع بن سلطان عبدالحمید

مصطفے خان چہارم ۱۲۲۲ھ مین تخت پر بیٹھا۔ یہ بادشاہ ۱۱۹۳ھ مین پیدا ہوا۔ اس نے
تخت پر بیٹھتے ہی تمام فوج قدیم کو ہر طرح تسکین دی۔ اور تمام امورات جزئی و کلی سلطنت کے

مفتی پاشا اور موسی پاشا کو سپرد کردیے اور چند دنون بعد موسی پاشا کو معزول اور طیار پاشا کو مقرر کیا۔ بونا پارٹ کو سلطان سلیم خان کی معزولی سے بہت تاسف ہوا۔ اور روس نے اُسسے اتفاق اور صلح کرلی۔ سفیر انگلستان قسطنطنیہ مین آیا۔ اور اُنپے بادشاہ کی طرف سے دوستی اور خیر خواہی کا اظہار کیا تھوڑے ہی عرصہ مین مفتی اور طیار پاشا مین بگڑگئی طیار پاشا رشچک کو چلا گیا۔ اور وہان کے حاکم کی مدد سے اسلامبول واپس آکر مفتی کو قتل کیا۔ اور اُنپے عفو تقصیر سلطان سے چاہی جسکو سلطان نے بہ مجبوری قبول کیا اور حاکم رشچک سے جسکا نام بیرقدار تھا ملاقات کی۔ اور کہا کہ لشکر کو چھاونی مین جانے کا حکم دو۔ بعد اُسکے بیرقدار نے صدر اعظم سے کہا جو کچھ ہم کہین اُسکو مان لو۔ لیکن صدر اعظم نے کچھ تامل کیا اسپر بیرقدار نے اُسکو بھی گرفتار کیا۔ اور شہر کی طرف چلا اور شور کیا کہ سلطان مصطفے خان معزول ہوئے اور سلطان سلیم اُسکی جگہہ تخت پر بیٹھا۔ جب سلطان کو یہ خبر معلوم ہوئی۔ اُسنے سمندر کی راہ سے شہر مین داخل ہوکر سلیم خان کو قتل کیا اور اُسکی لاش چوراہہ پر پھنکوا دی اور محمود خان کو لانے کا حکم دیا۔ جب بیرقدار شہر مین داخل ہوا اور سلیم خان کو پکارا دیکھا کہ اُسکی لاش چوراہہ پر ہے اُسکو نہایت تاسف ہوا۔ اس عرصہ مین لوگون نے کہا کہ محمود خان کی جلد خبر لو ورنہ وہ بھی مارا جائے گا۔ تب بیرقدار نے محمود خان کو تخت پر بٹھایا اور مصطفے خان کو قید کرلیا۔

محمود خان ثانی بن عبد الحمید خان

فصل اٹھائیسوین۔ محمود خان ثانی بن عبد الحمید خان

یہ سلطان ۱۱۹۹ھ مین پیدا ہوا۔ اور ۱۹۔ جمادی الاول ۱۲۲۳ھ مین تخت عثمانیہ پر جلوہ افروز ہوا۔ چونکہ نہایت اولو العزم تھا تمام مفسدین اور سرکشون کو جنھون نے ملک مین بے امنی پھیلا دی تھی مغلوب کیا ۱۲۳۷ھ مین شاہ ایران سے مقابلہ کیا۔ محمد رؤف پاشا ڈیڑھ لاکھ فوج کی افسری سے اس مہم پر بھیجا گیا۔ شاہ ایران کی طرف سے ولیعہد عباس میرزا ئی قاچار فوج لیکر مقابلہ کو آیا۔ اور توپراق قلعہ کے میدان مین دونون لشکر

مقابل ہوئے۔ اور سخت لڑائی کی۔ غلبہ ایران کو رہا۔ اور فوج روم مین بہت نقصان پہونچا
آخرکار سلطان اور شاہ مین صلح ہوگئی۔ چونکہ ینگچری کی فوج کو بہت غلبہ ہوگیا تھا جسکو
چاہتے سلطان بناتے اور معزول کرتے سلطان محمود خان ثانی نے چاہا کہ خوب استیصال
کرے۔ اسلیے اُسنے بڑے بڑے اراکین کو اپنی طرف ملا لیا۔ اور ۱۲۴۱ھ مین ایک دن ستر ہزار
آدمی ینگچری کے قتل کرڈالے۔ جو بظاہر انسانی طاقت سے دشوار نظر آتا ہی اور اس
سرکش گروہ کو جسکے اختیار مین سلطان کا عزل و نصب تھا۔ بالکلیہ مستاصل کردیا۔ اسمین
شک نہین کہ یہ بڑا اہم کام تھا۔ ایسی طاقتور قوم کو ایک دن مین نیست و نابود کردینا کچھ
چھوٹی بات نہین ہی۔

۱۲۴۴ھ مین سلطان کو شہنشاہ روس سے مقابلہ کا اتفاق ہوا۔ اور شکست
ملی۔ آخر کو صلح ہوگئی۔ اور سلطان کو تاوان جنگ فریق غالب کو ادا کرنا پڑا۔ محمد علی پاشا
والی مصر نے بھی اس سلطان کے عہد مین نہایت ترقی کی شامات و حلب و حجاز
پر قابض ہوگیا۔ اور سلطان نے اسی غم مین ۱۹۔ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ مین روز دوشنبہ
کو انتقال کیا۔ اور ۳۱ سال سلطنت کی۔

فصل اُنتیسوین۔ سلطان عبدالمجید خان بن سلطان محمود

سلطان عبدالمجید خان بن سلطان محمود

یہ بادشاہ ۱۹۔ شعبان ۱۲۳۸ھ مین پیدا ہوا۔ اور اپنے باپ کی وفات کے بعد ۲۔ جولائی
۱۸۳۹ء مین مطابق ۱۲۵۵ھ کے تخت پر بیٹھا۔ اس بادشاہ کے عہد مین بڑے بڑے
واقعات پیش آئے۔ محمد علی پاشا نے جسنے خدیو مصر کا لقب لیا اسی عہد مین بڑی ترقی
کی لیکن آخرش انگریزون نے سلطان کا ساتھ دیا۔ اور ۱۲۵۶ھ مین حرمین شریفین محمد علی
کے ہاتھ سے نکلکر پھر سلطان کے قبضے مین آئی۔ اور قلعہ عکہ بھی محمد علی پاشا سے
نکالکر سلطان کو دلوا دیا۔ اور یہ قرار پایا کہ محمد علی پاشا صرف مصر اور اُسکے توابع پر نسلاً
بعد نسلٍ قابض رہے اور سلطان کے کل ملک کو خالی کردے۔ ۱۲۶۳ ہجری مین

محمد علی پاشا اسلامبول مین گیا- اور تین دن وہان رہا- سلطان نے اپنے روبرو اُسکو بیٹھنے کا حکم دیا- اور قہوہ کی پیالی عطا کی اگرچہ اُسنے تعظیماً نہ پی- دو لاکھ ریال اور تحائف قیمتی اُسنے سلطان کو پیشکش کیے- اور اسی قدر ریال سلطان نے اُسکے خراج مین معاف کر دیے ایران اور سلطان سے بھی اُسنے مستحکم صلح کرا دی تھی- اُسکی بہ نسبت اُسنے بہت کچھ نشیب و فراز سمجھایا- اس عہد مین بہت بڑا واقعہ سباستپول کی فتح ہے-

سنہ ۱۸۵۴ء مین شہنشاہ روس نے چار لاکھ سپاہ کے ساتھ سلطان سے ملک پر چڑھائی کی- اور یہ پیام بھیجا کہ ہمارے ہم مذہب عیسائی بہت سے تمہارے ملک مین بستے ہین- اُنکے معابد اور مذہبی حکومت اور اُنکی عدالت ہمکو پہنچتی ہے- اور چند پرگنات روم کے مثل مالدیویا اور والیشیا جو سرحد روس سے ملے ہوئے تھے- اور جس مین پندرہ لاکھ آدمی آباد تھے دبا لیے سلطان نے عمر پاشا کی سپہ سالاری سے دو لاکھ فوج دشمن کے مقابلہ کو- دو برس کی نوبت مہینے تک خوب لڑائی ہوتی رہی- طرفین کے دو لاکھ آدمی کام آئے- روس کے لشکر مین سے جو لوگ بچ گئے وہ سلطانی سرحد سے بھاگ گئے لیکن پھر مقام سینوب پر ۴۰ ہزار روسی آ گئے اور وہان پر پانچہزار ترک کی فوج ایک دن مین ماری گئی- انگریز اور فرانس نے اتفاق کر کے سلطان کی مدد کی- اور چار سو جنگی جہاز اور ایک لاکھ لشکر لے کر مالٹہ کی راہ سے گیلی پولی مین اوترے- اور سنہ ۱۸۵۴ء مین بندر اڈیسہ روسیون سے مقابلہ ہوا- انگریزی اور فرانسیسی جہاز نے گولون سے کئی روسی جہاز جلا دیے- اور کئی غرق کر دیے- اور تیرہ جہاز جن پر بارود اور گولہ وغیرہ سامان تھا پکڑ لائے- اسی عرصہ مین روسیون نے قلعہ سلسٹرنا کو محاصرہ کیا- جہان ترکون کی طرف آٹھ ہزار فوج تھی- اور لاکھ روسی فوج نے ونیوب کو جا گھیرا کامل دو مہینے تک قلعہ لڑتا رہا- اہل قلعہ نے بڑی دلاوری کی روسیون کے کئی حملے رد کیے- آخر کو جب سپہ سالاران روس نے دیکھا کہ قلعہ تو نہایت استحکام سے کسی طرح فتح نہین ہوتا- اور مفت مین فوج کٹی جاتی ہے- ناچار انھون نے دھاوا

گردیا۔ اہل قلعہ نے اُنکے حملہ کو خوب روکا۔ اور پسپا کردیا۔ ارلوف سپہ سالار روسی مارا گیا اور قلعہ کی دیوار کے نیچے بہت سے دلاور سپاہی روسیون کے کام آئے۔ اور غنیم کی سپاہ بھاگی۔ تیس ہزار روسی اُس جگہہ مارے گئے۔ فرانس اور انگریزون نے اپنا جنگی بیڑہ جہازات کا دریاے ڈینوب مین آگے بڑھایا۔ کریمیا کا ضلع جو روس کی حد مین ہے کنارہ کنارہ فتح کرتے چلے گئے۔ اور الپوتوریا پر خشکی مین اپنا لشکر جو تقریباً پچاس ہزار تھا جا اُتارا اُدھر مقابلہ مین بھی چوّن ہزار سپاہی روس کے آکھڑے ہوئے۔ فرانس نے پیشقدمی کی اور انگریزون نے اُنکی تقلید کی۔ غرض بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ اور اُسی دن روس نے شکست فاش کھائی اور بھاگا۔ دو ہزار آدمی اُسکے اس لڑائی مین کام آئے۔ اور تین ہزار زخمی ہوئے۔ انگریز اور فرانس کے چھ سو آدمی مقتول اور دو ہزار زخمی ہوئے۔ دوسرے دن متفقہ لشکر آگے بڑھا۔ اور بلاک لاوا کو چھین لیا۔ بہت روسی سردار قید کرکے قسطنطنیہ کو بھیجدیے۔ وہان سے بڑھکر سباستپول کو جو بڑا نامی اور مضبوط قلعہ روسیون کا تھا جا گھیرا انجنیرون نے دمدمے باندھنے شروع کردیے۔ راتون کو شبخون مارتے اور دن کو روسیون سے مقابلہ ہوتا۔ سترھوین اکتوبر ۱۸۵۴ء مین جہازی توپین لندن سے یہان پہونچ گئین اور قلعہ پر گولون کی بارش ہونے لگی۔ بلاک لاوا پر روسیون کی مدد بہت آگئی۔ اور انھون نے ترکون کو ہزیمت دی مگر انگریزون کی ہائلینڈرز رجمینٹ فوراً اُنکی مدد کو پہونچی اور نہایت آہستگی اور ہنرمندی سے روس کی فوج کو شکست دی۔ دوسرے روز سوار و پیادہ اور توپخانہ باہمدگر مقابل ہوئے۔ اور گلہ بگلہ لڑائی ہونے لگی۔ ترکیون نے اپنی شجاعت اور مردانگی سے روسیون کے دانت کھٹے کردیے۔ اتنے مین ایک اور تازہ دم لشکر روسیون کا آکے بلاک لاوا اور سباستپول کے درمیان مین حائل ہوگیا۔ لشکر متفقہ دن کو جس قدر توپون سے قلعہ کی دیوار گرادیتے تھے روسی رات کو اُسے پھر درست کرلیتے تھے اس محاربہ جنگ مین پانچوین نومبر ۱۸۵۴ء کو مقام انکرمان پر روس نے

انگریزی فوج پر [illegible] حملہ کیا [illegible] ایک ٹیلے پر سے اُتر آئے کہ جب تک لڑائی شروع
ہوئی کسی کو خبر تک نہ ہوئی سخت لڑائی ہی۔ انگریزی سپہ سالار نے روسی فوج کے قلب
پر حملہ کیا۔ اُدھر لشکر فرانس نے دوسری طرف سے یورش کی۔ بارہ گھنٹہ تک وہ مار کوٹ
ہوئی کہ العظمۃ للہ آخر روسی بلاک زاد اکی طرف بھاگے اُدھر فرانس کے توپخانہ سے
گراب کے گولے چلنے لگے روسیون کے ساٹھ ہزار آدمیون مین سے نصف جیتے بچا گئے
۲۔ مارچ ۱۸۵۵ء مین نکولس شاہ روس مرگیا۔ اُسکا بیٹا جانشین ہوا۔ اُسنے پچاس ہزار
فوج قلعہ اور محصورین کی مدد کو روانہ کی۔ ادھر مخالف کو مدد پہونچ گئی۔ ڈیڑھ لاکھ آدمیون
نے سپاستپول کو گھیر لیا۔ نقب بھی قلعہ کے دروازہ تک پہونچ گئی اُس مین آگ دیگئی
متفق لشکر نے دھاوا کیا۔ اور قلعہ پر فتح کا نشان نصب کیا۔ اسمین ترکون نے بڑی دلیری
دکھائی۔ الغرض بعد اس فتح کے پیرس مین وکلا اور سفیر شاہان یورپ اور ٹرکی کے جمع
ہوئے۔ اور صلح نامہ تیار ہوا۔ لڑائی موقوف ہوئی۔ قیدی اور ملک ایک دوسرے
کے واپس کردیے لندن مین ۱۸۵۶ء کو اس تقریب فتح مین بہت بڑا جشن ہوا۔ یہی بڑا
تاریخی واقعہ ہی جو ایام سلطنت عبد المجید خان کو بہت دنون تک یاد دلاتا ہی۔ اس
بادشاہ کے عہد مین بڑا امر عظیم باقیات صالحات مین تعمیر مسجد نبوی ہی جو ۱۲۶۴ھ مین
شروع ہوا اور ۱۲۷۶ھ مین تمام ہوئی ایک کرور دینار سے زیادہ خرچ ہوا۔ پہلے اسمین چار
دروازے تھے اب ایک پانچوان دروازہ بنام باب مجیدی بنا بنوایا گیا۔ اس سلطان
کے عہد مین نصارا اور اسلام مین بہت لڑائیان شام مین ہوئین جسمین مسلمانون کو ہی
غلبہ رہا۔ ۱۵۔ ذی الحجہ ۱۲۷۷ھ مین سلطان نے اس دُنیا سے رحلت فرمائی۔

سلطان عبد العزیز بن محمود خان وہ مراد خان

فصل تیسوین۔ سلطان عبد العزیز خان بن محمود خان وہ مراد خان

یہ سلطان ۹۔ جولائی ۱۸۳۰ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۵۔ ذی الحجہ ۱۲۷۷ھ کو اپنے بھائی
عبد المجید خان کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اُسنے عورتون کو قید سے

رہا کیا۔ اور اپنے جلوس کی اطلاع تمام سلاطین کو دی۔ اُسنے اپنے ملک مین بہت عمدہ عمدہ اصلاح جاری کی۔ اہلکارون کو جو نہایت کاہل اور خائن تھے موقوف کر دیا۔ اور لائق اور متدین لوگون کو منتخب کرکے اُنکی جگہ مامور کیا۔ بنادر کا اجارہ جو عیسائیون کو دیا جاتا تھا اُسنے اپنے وقت مین موقوف کر دیا۔ ملکی اور مالی کامون مین بھی بہت سی نئی اصلاحین کی۔ جنگی فوج اور جہازات مین بھی عمدہ ترتیب اور انتظام کیا شاہ ایران ناصر الدین شاہ قاچار سے از سر نو اتحاد اور دوستی کو بڑھایا۔

اپنے بھائی عبد المجید خان کے حرم کو جو سیکڑون تھے آزاد کر دیا کہ جس سے چاہین عقد کرین۔ ۱۲۷۹ھ مین قاہرہ مصر کا دورہ کیا۔ اور توفیق پاشا کو جو محمد علی پاشا کا پوتا تھا خدیو مصر کا لقب عطا کیا۔ ۱۲۸۴ھ کے اوائل مین سلطان نے یورپ کا سفر کیا۔ بعد معاودت کے بوضع یورپ اصلاح کی۔ تار اور ریل جاری کی۔ مگر ان اصلاحات اور مصارف جنگ گذشتہ کا قرضہ بہت بڑھگیا۔ اور خود سلطان کے ذاتی مصارف اسقدر بڑھگئے کہ خزانہ کی حالت نہایت نازک ہوگئی۔ اسوجہ سے سارے علما اور اُمرا اور ارا کین بگڑ گئے اور سلطان کے معزول کرنے کی سازشین باخود ہا ہونے لگین چنانچہ روز سہ شنبہ ۶۔ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ کی آدھی رات کو بعضے وزرا سلطان مراد کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اُنکو چھاونی مین لانے کی ترغیب دی۔ جب چھاونی مین داخل ہوئے۔ سبھون نے اُنکے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور سلطان عبد العزیز کے محل مین جاکر کہا کہ آپکو لوگون نے معزول کیا۔ اور مراد آپکی جگہ تخت پر بیٹھا۔ لیکن ۱۰ جمادی الاول کو اُنھون نے خودکشی کی۔ انھون نے ۱۵ برس سلطنت کی۔

سلطان مراد خامس ۷۔ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ کو تخت پر بیٹھے۔ انکے عہد مین سرویہ اور مانٹی نگرو مین بوجہ غدر کے لڑائیان ہوتی رہین ۱۔ ۳۱۔ اگست ۱۸۷۶ء کو سلطان بوجہ علالت و خفقانیت شیخ الاسلام وغیرہ کے مشورہ سے سلطنت سے علیحدہ کر دیے گئے

سلطان مراد خامس

اور سلطان عبدالحمید [illegible] عبدالمجید خان کے دوسرے بیٹے تخت پر بیٹھے۔

انکے عہد مین بوجہ انسداد غدر سرویہ اور مانٹی نگرو کے شاہ روس نے بسبب ہمدردی اپنے ہم مذہب کے ۱۸۷۷ع مین فوج کشی کی۔ سلطان کو مقابلہ کرنا پڑا عثمان پاشا غازی سپہ سالار روم نے ثابت کر دیا کہ ابھی ترکون مین وہ بہادری جس سے تھوڑی فوج سے کفار کے بڑے لشکر جرار کو شکست دے سکتے ہین موجود ہے۔ پلونا کے مقام مین دو برس تک یہ لڑائی رہی۔ آخرش تصفیہ ہو گیا۔ تمام سلاطین یورپ ثالث ہوے لیکن انھون نے کچھ بد دیانتی کی اور کئی صوبے مثل مانٹی نگرو (جبل اسود) و سرویہ (سرب) و رومانیا کے آزاد کیے گئے اور انکا حاکم مستقل والی قرار پایا۔ اور کسی کا تحت نہ ٹھہرایا گیا۔ صوبہ بوسینہ۔ ہرزگوینہ سلطنت اسٹریہ کے اور جزیرہ قبرس سلطنت انگریزی اور تونس سلطنت فرانس کے علاقہ کیا گیا۔

[illegible]

سال وفات	نام اکابر	مدفن
	خاندان اہل بیت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	محمد مصطفے نبی آخر الزمان صلعم	مدینہ
۱۱ھ	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ	ایضاً
۱۳ھ	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	ایضاً
۲۳ھ	حضرت عمر رضی اللہ عنہ	ایضاً
۳۵ھ	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	ایضاً
۴۰ھ	حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ	ایضاً

سنہ ۶۱ھ	حضرت امام حسین علیہ السلام	کربلا
سنہ ۹۵ھ	حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	مدینہ
سنہ ۱۱۰ھ	حضرت امام محمد باقر بن زین العابدین علیہ السلام	ایضاً
سنہ ۱۴۸ھ	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	ایضاً
سنہ ۱۸۳ھ	حضرت امام موسی کاظم بن جعفر صادق علیہ السلام	بغداد
سنہ ۲۰۳ھ	حضرت امام علی رضا بن موسی کاظم علیہ السلام	مشہد
سنہ ۲۲۵ھ	حضرت امام محمد تقی بن علی بن موسی علیہ السلام	بغداد
سنہ ۲۵۵ھ	حضرت امام علی نقی بن محمد تقی علیہ السلام	سر من رای
سنہ ۲۶۱ھ	حضرت امام حسن عسکری بن علی نقی علیہ السلام	ایضاً
سنہ ۲۶۸ھ	حضرت امام محمد مہدی بن حسن عسکری علیہ السلام یہ بزرگ غائب ہو گئے اور بقول اثنا عشری یہ مہدی آخر الزمان ہین لیکن سنت جماعت کہتے ہین مہدی آخر الزمان دوسرے ہین۔	ایضاً
سنہ ۹۰ھ	حضرت حسن مثنی ابن حسن بن علی بن ابی طالبؓ	مدینہ
سنہ ۱۱۰ھ	حضرت عبداللہ کامل جنکو محض بھی کہتے ہین بن حسن	ایضاً
سنہ ۱۳۰ھ	حضرت موسی الجون بن عبداللہ	ایضاً
سنہ ۱۳۰ھ	حضرت عبداللہ ثانی بن موسی	ایضاً
سنہ ۱۴۰ھ	حضرت موسی ثانی بن عبداللہ	ایضاً
سنہ ۱۴۵ھ	حضرت داؤد بن موسی	ایضاً

مدفن	نام اکابر	سال وفات
جیلان	حضرت محمد اونی بن داؤد	سنہ ۳۰۰ھ
ایضاً	حضرت یحیی زاہد بن محمد اونی	سنہ ۳۳۰ھ
ایضاً	حضرت عبد اللہ ثالث بن یحیی	سنہ ۳۰۰ھ
ایضاً	حضرت ابی صالح بن عبد اللہ	سنہ ۴۸۲ھ
بغداد	حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ	سنہ ۵۶۱ھ
ایضاً	حضرت سید سیف الدین عبد الوہاب بن شیخ عبد القادر جیلانی	سنہ ۵۶۹ھ
واسط	حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ تابعی	سنہ ۹۳ھ
کوفہ	حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تابعی	سنہ ۳۳ھ
مدینہ	حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ صحابی	سنہ ۳۲ھ
شام	حضرت ابو عبیدہ بن الجراح صحابی رضی اللہ عنہ	سنہ ۱۷ھ
مدینہ	حضرت سعید ابن زید رضی اللہ عنہ	سنہ ۵۱ھ
ایضاً	حضرت سعد ابی وقاص رضی اللہ عنہ	سنہ ۵۵ھ
ایضاً	حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ	سنہ ۳۲ھ
بصرہ	حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ	سنہ ۳۵ھ
ایضاً	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ	ایضاً
مکہ	حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ	سنہ ۱۸ھ
مدینہ	حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ	سنہ ۷۴ھ
ایضاً	حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ	سنہ ۶۶ھ
ایضاً	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	سنہ ۵۸ھ
ایضاً	حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ	سنہ ۳۶ھ

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۱۳ھ	حضرت ابو عبیدہ ثقفی	الجصہ
سنہ ۸ھ	حضرت جعفر طیار ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ	شام
ایضاً	حضرت زید بن حارث متبنی رضی اللہ عنہ	ایضاً
ایضاً	حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ رواحہ شاعر مداح رسول صلعم	ایضاً
سنہ ۱۷ھ	حضرت یزید بن ابی سفیان سالار رضی اللہ عنہ	دمشق
ایضاً	حضرت سرجیل بن حسنہ سالار رضی اللہ عنہ	ایضاً
ایضاً	حضرت ضرار بن الازور سالار رضی اللہ عنہ	ایضاً
ایضاً	حضرت لوقنا تابعی سالار رضی اللہ عنہ	ایضاً
ایضاً	حضرت وامس ابو الحول تابعی سالار رضی اللہ عنہ	ایضاً
ایضاً	حضرت رفیع ابن عمیرہ صحابہ سالار رضی اللہ عنہ	ایضاً
سنہ ۲۳ھ	حضرت عبد الرحمن ابن ربیعہ سالار رضی اللہ عنہ	دربند
سنہ ۲۱ھ	حضرت نعمان ابن مکری صحابی سالار رضی اللہ عنہ	اہواز
سنہ ۲۵ھ	حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ثابت کاتب رسول صلعم	مدینہ
سنہ ۳۳ھ	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	ایضاً
سنہ ۱۹ھ	حضرت بلال رضی اللہ عنہ	ایضاً
سنہ ۲۳ھ	حضرت بارا رضی اللہ عنہ	اہواز
ایضاً	حضرت نعیم ابن مکرم رضی اللہ عنہ	ایضاً
سنہ ۳۰ھ	حضرت وائل رضی اللہ عنہ	
ایضاً	حضرت ثابت بن زید رضی اللہ عنہ	
سنہ ۴۰ھ	حضرت عبد اللہ بن سعد والی مصر رضی اللہ عنہ	

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۳۷ھ ہجری	حضرت عمار یاسر سالار رضی اللہ عنہ	صفین
۴۴ھ	حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ	
۴۳ھ	حضرت عمرو بن العاص والی کوفہ - فاتح مصر	مصر
۴۶ھ ہجری	حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ	قسطنطنیہ
۵۵ھ	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	مدینہ
۱۶ھ	حضرت سودہ زوجہ رسول صلعم	ایضاً
۱۸ھ	حضرت ام حبیبہ زوجہ ایضاً	ایضاً
۴۲ھ	حضرت حفصہ زوجہ ایضاً	ایضاً
۲۳ھ	حضرت صفیہ زوجہ ایضاً	ایضاً
۵۵ھ	حضرت میمونہ زوجہ ایضاً	ایضاً
۵۶ھ	حضرت ام سلمہ زوجہ ایضاً	ایضاً
۶۰ھ	حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم	کوفہ
ایضاً	حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان	دمشق
۶۴ھ	حضرت عقبہ بن نافع الفہری رضی اللہ عنہ	تونس
۹۳ھ	حضرت انس بن مالک صحابہ رضی اللہ عنہ	بصرہ
۴۰ھ	حضرت محمد بن ابی بکر تابعی	مصر
۷۷ھ	حضرت محمد حنفیہ بن علی کرم اللہ وجہہ تابعی	جزیرہ
۳۶ھ	حضرت علقمہ تابعی رضی اللہ عنہ	
۹۵ھ	حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ تابعی	مدینہ
۱۵ھ	حضرت ثمنی بن ثابت رضی اللہ عنہ	عراق

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۱۱۰ ہجری	حضرت حسن بصری تابعی رضی اللہ عنہ	بصرہ
سنہ ۱۱۱ ہجری	حضرت عطا خیر التابعین رضی اللہ عنہ	کوفہ
سنہ ۱۲۰ ھ	حضرت نافع ایضاً رضی اللہ عنہ	مدینہ
سنہ ۱۰۵ ھ	حضرت سالم تابعی ابن عبد اللہ بن خلیفہ عمر رضی اللہ عنہم	ایضاً
سنہ ۱۲۰ ھ	حضرت خواجہ حبیب عجمی تابعی رضی اللہ عنہ	بصرہ
سنہ ۱۰۹ ھ	حضرت حماد کوفی تابعی اُستاد امام اعظم رضی اللہ عنہ	کوفہ
سنہ ۱۰۶ ھ	حضرت قاسم تابعی بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ	مدینہ
سنہ ۷۲ ھ	حضرت مصعب تابعی ابن زبیر رضی اللہ عنہ زوج سکینہ	کوفہ
سنہ ۷۳ ھ	حضرت عروہ تابعی ابن زبیر رضی اللہ عنہ	مکہ
سنہ ۱۵۰ ھ	حضرت امام اعظم نعمان کوفی تابعی رضی اللہ عنہ	بغداد
سنہ ۱۶۰ ھ	حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ	کوفہ
سنہ ۱۶۴ ھ	حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
سنہ ۱۷۴ ھ	حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ	بلخ
سنہ ۱۷۹ ھ	حضرت امام مالک قاضی القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ	مدینہ
سنہ ۱۸۲ ھ	حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
سنہ ۱۸۹ ھ	حضرت امام محمد بن حسن شیبانی قاضی القضاۃ رحمہ	رے
سنہ ۱۸۷ ھ	حضرت فضیل عیاض عارف رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
سنہ ۲۰۰ ھ	حضرت شیخ معروف کرخی عارف حق رحمۃ اللہ علیہ	کرخ
سنہ ۲۰۴ ھ	حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	بمصر
سنہ ۲۲۶ ھ	حضرت بشر حافی عارف رحمۃ اللہ علیہ	بغداد

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۲۳۴ھ ہجری	حضرت خواجہ بایزید بسطامی عارف رحمۃ اللہ علیہ	بسطام
۲۳۵ھ	حضرت حاتم اصم عارف رحمۃ اللہ علیہ	
۲۴۰ھ	حضرت احمد خضرویہ مرید حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ	
۲۴۱ھ	حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
۲۴۵ھ	حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ	مصر
۲۵۰ھ	حضرت اسمٰعیل بخاری صاحب صحاح رحمۃ اللہ علیہ	بخارا
۲۵۳ھ	حضرت سری سقطی محدث رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
۲۵۷ھ	حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ	
۲۶۱ھ	حضرت عبداللہ ابومسلم صاحب صحاح رحمۃ اللہ علیہ	بخارا
۲۶۷ھ	حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ	شام
۲۹۹ھ	حضرت ابوعبداللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ	
۳۰۲ھ	حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
۳۰۵ھ	شیخ منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ	
۳۳۴ھ	شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
۳۲۳ھ	امام احمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ	مصر
۴۴۰ھ	حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ	
۴۱۶ھ	ابوالقاسم فردوسی شاعر	طوس
۴۲۴ھ	حضرت سالار مسعود غازی	بہرائچ ہند
ایضاً	حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	خرقان
۴۲۸ھ	حکیم ابوعلی سینا	بخارا

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۴۸۱ ہجری	حضرت شیخ ابو اسمٰعیل خواجہ عبد اللہ انصاری رح	ہرات
سنہ ۴۸۵ ھ	حضرت خواجہ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ	گرگان
سنہ ۴۹۰ ھ	حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	فارمد
سنہ ۵۰۵ ھ	حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	غزال
سنہ ۵۱۷ ھ	حضرت امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
ایضاً	حضرت خواجہ سید مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ	چشت
سنہ ۵۳۵ ھ	حضرت حکیم سنائی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ	غزنی
سنہ ۵۳۸ ھ	جار اللہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف	
سنہ ۵۳۶ ھ	حضرت شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ علیہ	جام
ایضاً	حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	ہمدان
سنہ ۵۳۸ ھ	رشیدی سمرقندی عارف رحمۃ اللہ علیہ	جرجان
سنہ ۵۸۶ ھ	حضرت شہاب الدین قتیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ	
سنہ ۵۹۶	سلطان الشعرا خاقانی شروانی رحمۃ اللہ علیہ	شروان
سنہ ۵۹۷ ھ	اوحد الدین انوری شاعر	خراسان
ایضاً	حضرت شیخ نظام الدین گنجوی رحمۃ اللہ علیہ	گنجہ
ایضاً	حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ	غجدوان
سنہ ۵۹۸ ھ	حضرت خواجہ عارف رلوکرے رحمۃ اللہ علیہ	
ایضاً	شیخ ابو الفرج ابن جوزی محدث	
ایضاً	ظہیر الدین فاریاب شاعر فارسی	فاریاب
سنہ ۶۰۶	امام فخر الدین محمد رازی	طوس

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۶۰۷ ہجری	حضرت خواجہ محمود فغنوی رحمۃ اللہ علیہ	
سنہ ۶۱۵ ھ	حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
سنہ ۶۱۶ ھ	حضرت شیخ مجد الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	خوارزم
سنہ ۶۱۸ ھ	حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
سنہ ۶۲۷ ھ	حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	نیشاپور
سنہ ۶۳۱ ھ	حضرت مولانا بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ	قونیہ
سنہ ۶۳۲ ھ	حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
سنہ ۶۳۳ ھ	حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ	اجمیر
سنہ ۶۳۴ ھ	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ	دہلی
سنہ ۶۳۷ ھ	حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ	دمشق
سنہ ۶۴۳ ھ	حضرت علی لالا رحمۃ اللہ علیہ	
سنہ ۶۴۴ ھ	حضرت شمس الدین تبریزی	قونیہ ارض روم
سنہ ۶۴۵ ھ	حضرت سید برہان الدین محقق	
″	حضرت خواجہ محمد بابا سماسی	اطراف بخارا
سنہ ۶۵۰ ھ	حضرت شیخ المشائخ سعد الدین حمویہ رحمۃ اللہ علیہ	
سنہ ۶۶۶ ھ	حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ	ملتان
سنہ ۶۶۹ ھ	حضرت فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ	پٹن
سنہ ۶۷۲ ھ	حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ	قونیہ
″	خواجہ نصیر الدین طوسی رح	طوس
سنہ ۶۸۸ ھ	شیخ فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ	دمشق

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۶۹۱ ہجری	ناصر الدین قاضی بیضاوی	
ایضاً	حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ	شیراز
سنہ ۶۹۵ھ	حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ	ناگور
سنہ ۷۱۰ھ	مولانا قطب الدین علامہ صاحب قطبی	
سنہ ۷۱۳ھ	خواجہ ہمام الدین تبریزی شاعر	تبریز
سنہ ۷۲۴ھ	حضرت شیخ ابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ	پانی پت
سنہ ۷۲۵ھ	حضرت شیخ نظام الدین اولیا	دہلی
ایضاً	حضرت امیر خسرو دہلوی شاعر	ایضاً
سنہ ۷۵۰ھ	حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ	بخارا
سنہ ۷۳۵ھ	حضرت شیخ صفی الدین اردبیلی رحمۃ اللہ علیہ	اردبیل
سنہ ۷۳۶ھ	حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ	سمنان
سنہ ۷۵۳ھ	حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی	دہلی
سنہ ۷۵۰ھ	امام یافعی قطب مکہ رحمۃ اللہ علیہ	مکہ
سنہ ۷۵۸ھ	حضرت اخی سراج رحمۃ اللہ علیہ	دہلی
سنہ ۷۶۶ھ	میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	ہمدان
سنہ ۷۸۵ھ	شیخ جلال مشہور مخدوم جہانیان	
ایضاً	شیخ شعبان الحق بیابانی رحمۃ اللہ علیہ	اکبرآباد
سنہ ۷۷۲ھ	حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری بہاری	بہار
سنہ ۷۹۱ھ	حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ	بخارا
ایضاً	حضرت شمس الدین محمد خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ	شیراز

[illegible]	[illegible]	[illegible]
سنہ ۷۹۲ ہجری	علامہ سعد الدین تفتازانی	
ایضاً	حضرت علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	[illegible]
سنہ ۸۰۳ھ	شیخ کمال خجندی	
ایضاً	حضرت خواجہ محمد پارسا	مکہ
سنہ ۸۱۶ھ	ملا سید محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ	سمرقند
سنہ ۸۰۰ھ	حضرت علاء الحق پنڈوی	پنڈوہ بنگالہ
سنہ ۸۰۸ھ	حضرت نور قطب عالم	
ایضاً	حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی	سمنان
سنہ ۸۲۵ھ	حضرت سید محمد گیسو دراز	گلبرگہ
سنہ ۸۱۶ھ	مخدوم شاہ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ	
سنہ ۸۳۴ھ	شاہ نعمت اللہ ولی۔ رحمۃ اللہ علیہ	
سنہ ۸۳۵ھ	حضرت سید قاسم انوار رحمۃ اللہ علیہ	
سنہ ۸۳۸ھ	حضرت بدیع الدین شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ	مکھن پور
سنہ ۸۴ھ	حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ	کرخ
سنہ ۸۹۵	حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ	سمرقند
سنہ ۸۹۹ھ	حضرت مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ	جام
سنہ ۸۶۱ھ	علامہ کمال الدین ابن ہمام محقق	
سنہ ۹۱۰	ملا حسین واعظ رحمۃ اللہ علیہ	
ایضاً	امیر کمال الدین حسین	
سنہ ۹۲۶ھ	خواجہ آصفی بن نعمت شاہ	

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۹۱۲ ہجری	مولانا عبدالغفور لاری۔	لار
سنہ ۹۲۵ھ	میر غیاث الدین شاعر	
سنہ ۹۳۶ھ	مولانا ہلالی استرآبادی	استرآباد
سنہ ۹۳۵ھ	حضرت خواجہ عبدالحق معروف بہ محیی الدین احراری	سمرقند
سنہ ۹۵۴ھ	شیخ محمد رفیع الدین محدث اکبرآبادی	آگرہ
سنہ ۹۵۷ھ	مولانا ابوالخیر خوارزمی محقق رحمۃ اللہ علیہ	خوارزم
سنہ ۹۶۲ھ	مرزا اشرف وزیر شاہ طہماسپ صفوی	
سنہ ۹۶۸ھ	بیرم خان خانخانان۔ وزیر اکبر بادشاہ	گجرات
سنہ ۹۵۰ھ	حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	گنگوہ
سنہ ۹۷۰ھ	حضرت سید محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ	گوالیار
سنہ ۹۷۵ھ	حضرت شیخ علی متقی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ	گجرات
سنہ ۹۷۹ھ	حضرت سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ	فتحپور سیکری
سنہ ۹۸۱ھ	مولانا غزالی مشہدی ملک الشعرا	مشہد
سنہ ۹۸۷ھ	مولانا قاسم کاہی شاعر رحمۃ اللہ علیہ	جام
سنہ ۹۹۰ھ	حضرت شیخ جلال تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ	تھانیسر
ایضاً	حضرت شیخ وجیہ الدین علوی رحمۃ اللہ علیہ	گجرات
سنہ ۹۹۹ھ	مولانا عرفی شاعر	آگرہ
ایضاً	حضرت خواجہ محمد یحییٰ احراری اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
ایضاً	حضرت شیخ عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	بدایون
سنہ ۱۰۰۴ھ	ملک الشعرا ابوالفیض فیضی	آگرہ

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۱۰۱۱ ہجری	علامہ عصر شیخ ابوالفضل	آگرہ
سنہ ۱۰۱۲ھ	حضرت خواجہ باقی باللہ خلیفہ حضرت کنکو خلیفہ خواجہ عبداللہ احرار	دہلی
ایضاً	حضرت عبدالواحد فاروقی سرہندی مرید شیخ رکن الدین ابن حضرت عبدالقدوس گنگوہی	سرہند
ایضاً	حضرت مخدوم احمد چشتی نوآبادی بہاری	نوآبادہ
ایضاً	حضرت مخدوم آخوند شیخ چشتی نوآبادی	ایضاً
سنہ ۱۰۳۰ھ	شیخ بہاء الدین آملی شاعر	—
سنہ ۱۰۳۵ھ	حضرت ملا شیخ احمد سرہندی	سرہند
سنہ ۱۰۳۶ھ	عبدالرحیم خان خانخانان بن بیرم خان	—
ایضاً	ملک الشعرا طالب آملی	—
سنہ ۱۰۳۲ھ	حضرت شاہ تیم اللہ نوآبادی رحمۃ اللہ علیہ	نوآبادہ
سنہ ۱۰۳۳ھ	حضرت خواجہ امیر عبداللہ قطب وقت رحمۃ اللہ علیہ	آگرہ
سنہ ۱۰۴۲ھ	شیخ بدیع الدین خلیفہ ملا احمد سرہندی	سہارنپور
سنہ ۱۰۴۳ھ	حضرت شیخ پیر میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ	میرٹھ
سنہ ۱۰۴۵ھ	حضرت شیخ میر لاہوری قادری	لاہور
سنہ ۱۰۴۷ھ	حضرت سید عبدالقادر بخاری اکبرآبادی	اکبرآباد
سنہ ۱۰۵۲ھ	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی	دہلی
سنہ ۱۰۵۵ھ	ملک الشعرا محمد جان قدسی	آگرہ
ایضاً	حضرت شیخ کبیر بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ	
ایضاً	حضرت دیوان تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ	نوآبادہ

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۱۰۵۷ ہجری	حضرت شیخ ناصر اکبرآبادی صاحب تصرف رحمۃ اللہ علیہ	آگرہ
سنہ ۱۰۵۸ھ	حضرت ولی محمد نارنولی رحمۃ اللہ علیہ	نارنول
ایضاً	حضرت میر نعمان اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ	آگرہ
سنہ ۱۰۶۱ھ	حضرت سیدنا امیر ابوالعلا حسینی الاحراری رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
ایضاً	ملک الشعرا ابی طالب کلیم	ایضاً
سنہ ۱۰۷۰ھ	حضرت ملا شاہ بدخشی قادری	لاہور
سنہ ۱۰۷۹ھ	غنی کشمیری شاعر نازک خیال	کشمیر
سنہ ۱۰۸۰ھ	حضرت سید نعمت اللہ نارنولی	نارنول
ایضاً	ملک الشعرا مرزا صائب	—
ایضاً	شیخ محمد محسن فانی شاعر	—
سنہ ۱۱۱۴ھ	حضرت شیخ محمد افضل خلیفہ سید محمد کالپی خلیفہ امیر ابوالعلا	الٰہ آباد
سنہ ۱۱۰۷ھ	میر محمد زمان راسخ شاعر	سرہند
سنہ ۱۰۸۶ھ	حضرت شاہ عنایت اللہ نوآبادی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	نوآبادہ
سنہ ۱۰۸۱ھ	حضرت امیر فیض العلا ابن امیر ابوالعلا رض	آگرہ
سنہ ۱۰۹۰ھ	حضرت امیر نور العلا ابن امیر ابوالعلا رض	ایضاً
ایضاً	حضرت سید دوست محمد خلیفہ امیر ابوالعلا رض	برہان پور
سنہ ۱۱۰۳ھ	حضرت امیر تاج العلا ابن امیر فیض العلا ابن امیر ابوالعلا رض	آگرہ
سنہ ۱۱۰۹ھ	حضرت شاہ منور اللہ نوآبادی چشتی	نوآبادہ
ایضاً	خواجہ ناصر علی سرہندی شاعر	سرہند
سنہ ۱۱۱۹ھ	قاضی محب اللہ بہاری صاحب سلم و مسلم الثبوت	—

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۱۱۲۵ ہجری	حضرت امیر نور اللہ ابن امیر فخر العلا ابن امیر ابو العلا رضی اللہ عنہ	فرخ آباد
۱۱۳۰ھ	ملا شیخ احمد معروف بہ ملا جیون صاحب تفسیر نور الانوار	جون پور
۱۱۳۵ھ	حضرت شاہ محمد فرہاد خلیفہ سید دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ	دہلی
ایضاً	حضرت میر اسد اللہ خلیفہ شاہ محمد فرہاد رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
۱۱۶۱ھ	حضرت مولانا برہان الدین خدا نما خلیفہ شاہ محمد فرہاد رح	گوپامئو
ایضاً	حضرت مولانا شاہ امین اللہ نو آبادی چشتی	نو آبادہ
۱۱۴۴ھ	حضرت شیخ خوب اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ	الہ آباد
۱۱۶۹ھ	سراج الدین علی خان آرزو	دہلی
۱۱۷۶ھ	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
۱۱۷۲ھ	حضرت سید محمد یوسف واسطی بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ	بلگرام
ایضاً	حضرت سید شاہ محمد یسین چشتی داناپور رحمۃ اللہ علیہ	داناپور
۱۱۸۵ھ	حضرت سید شاہ ولی اللہ داناپوری رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
۱۱۸۰ھ	شیخ علی حزین شاعر	بنارس
۱۱۹۴ھ	حضرت مرزا مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ	دہلی
ایضاً	حضرت خواجہ میر درد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
ایضاً	حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ	عظیم آباد پٹنہ
۱۱۹۹ھ	حضرت مولانا فخر الدین چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	دہلی
۱۲۰۰ھ	میر غلام علی آزاد بلگرامی	بلگرام
۱۲۰۳ھ	حضرت رکن الدین تخلص عشق دہلوی عظیم آبادی	عظیم آباد پٹنہ
۱۲۲۴ھ	حضرت مخدوم شاہ حسن علی عظیم آبادی	ایضاً

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۱۲۲۵ھ ہجری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ	پانی پت
۱۲۲۵ھ	مولانا بحر العلوم عبد العلی رحمۃ اللہ علیہ	ارکاٹ
۱۲۲۵ھ	حضرت مولانا سید شاہ طیب اللہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ	مورٹہ
۱۲۲۶ھ	حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ حسن دوست قدس سرہ	چھپرہ
۱۲۲۹ھ	مولوی سلام اللہ محدث دہلوی رح	دہلی
۱۲۳۳ھ	علامہ احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ	مصر
۱۲۳۹ھ	حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	دہلی
۱۲۵۰ھ	حضرت سید شاہ شمس الدین حسین داناپوری	داناپور
۱۲۵۴ھ	حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری	ایضاً
۱۲۵۵ھ	حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی	عظیم آباد پٹنہ
۱۲۵۶ھ	حضرت خواجہ سید ابو البرکات عظیم آبادی	ایضاً
۱۲۶۷ھ	حضرت شاہ یحییٰ علی نوآبادی	صفی پور
۱۲۶۲ھ	مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی	مکہ
۱۲۷۳ھ	مولانا سید شاہ وحید الدین احمد داناپوری	داناپور
ایضاً	حضرت شاہ تراب الحق بہاری داناپوری	ایضاً
۱۲۷۸ھ	مولانا فضل حق خیرآبادی	خیرآباد
۱۲۸۱ھ	حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم داناپوری	منیر
۱۲۷۳ھ	حضرت سید شاہ فخر الدین معروف بہ شاہ مبارک حسین قدس سرہ	داناپور
۱۲۸۳ھ	حضرت شاہ محمد واجد داناپوری	ایضاً
۱۲۸۵ھ	مولانا مفتی صدر الدین خان دہلوی	دہلی

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۱۲۸۵ ہجری	مولانا حافظ عبد الحلیم انصاری لکھنوی	لکھنؤ
سنہ ۱۲۸۹ھ	مولانا نواب قطب الدین محدث دہلوی	دہلی
سنہ ۱۲۹۳ھ	مولانا مفتی سعد اللہ مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ	مراد آباد
سنہ ۱۲۹۶ھ	مولانا شاہ عبد الغنی محدث دہلوی	مکہ
سنہ ۱۲۹۷ھ	مولانا احمد علی سہارنپوری محدث رحمۃ اللہ علیہ	سہارنپور
ایضاً	مولانا محمد قاسم محدث نانوتوی	نانوتہ
ایضاً	مولانا جمیل احمد بلگرامی	جھپرہ
سنہ ۱۲۹۸ھ	حضرت سید شاہ محمد سجاد متخلص ساجد داناپوری	داناپور
سنہ ۱۲۹۹ھ	حضرت سید شاہ علی حسین داناپوری	ایضاً
ایضاً	حکیم سید محمد کاظم داناپوری رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
سنہ ۱۳۰۱ھ	حضرت شاہ ولایت علی اسلام پوری رحمۃ اللہ علیہ	اسلام پور
سنہ ۱۳۰۲ھ	مولوی شاہ محمد وزیر متخلص عطا داناپوری	داناپور
سنہ ۱۳۰۴ھ	حضرت مولانا محمد سعید عظیم آبادی	عظیم آباد ڈپٹنہ
ایضاً	حضرت مولانا عبد الحی ابو الحسنات محمد لکھنوی	لکھنؤ
سنہ ۱۳۰۶ھ	مولانا محمد حسن عظیم آبادی	عظیم آباد ڈپٹنہ

نقشہ جدول خلفائے اسلامیہ عربیہ

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۱۱ ہجری	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	مدینہ طیبہ
سنہ ۱۴ھ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	ایضاً

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۲۳ھ	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	مدینہ طیبہ
سنہ ۳۵ھ	حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ	ایضاً و کوفہ
سنہ ۴۰ھ	حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ	کوفہ

خلفائے بنی امیہ شامیہ

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۴۱ھ	معاویہ بن ابی سفیان	دمشق
سنہ ۶۱ھ	یزید بن معاویہ بن ابی سفیان	ایضاً
سنہ ۶۴ھ	معاویہ ثانی بن یزید	ایضاً
ایضاً	عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ و مروان	مکہ
سنہ ۷۳ھ	عبدالملک بن مروان اگرچہ سنہ ۶۶ھ سے شام میں حکمران تھا	دمشق
سنہ ۸۶ھ	ولید بن عبدالملک	ایضاً
سنہ ۹۶ھ	سلیمان بن عبدالملک	ایضاً
سنہ ۹۹ھ	عمر بن عبدالعزیز بن مروان	ایضاً
سنہ ۱۰۲ھ	یزید بن عبدالملک	ایضاً
سنہ ۱۰۶ھ	ہشام بن عبدالملک	ایضاً
سنہ ۱۲۶ھ	ولید بن یزید بن عبدالملک	ایضاً
سنہ ۱۲۷ھ	یزید بن ولید	دمشق
ایضاً	ابراہیم بن الولید	ایضاً
ایضاً	مروان بن محمد بن مروان	ایضاً

خلفائے عباسیہ بغدادیہ

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۱۳۲ھ	ابو العباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ	انبار
سنہ ۱۳۶ھ	ابو جعفر منصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس	بغداد
سنہ ۱۵۸ھ	مہدی بن ابو جعفر	ایضاً
سنہ ۱۶۹ھ	الہادی بن المہدی	ایضاً
سنہ ۱۷۰ھ	ہارون الرشید بن مہدی	ایضاً
سنہ ۱۹۴ھ	امین بن ہارون	ایضاً
سنہ ۱۹۸ھ	مامون بن ہارون	ایضاً

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۲۱۸ھ	المعتصم باللہ بن ہارون	بغداد
سنہ ۲۲۸ھ	الواثق باللہ بن معتصم	ایضاً
سنہ ۲۳۲ھ	المتوکل علی اللہ بن معتصم	ایضاً
سنہ ۲۴۷ھ	المستنصر باللہ	ایضاً
سنہ ۲۴۸ھ	المستعین باللہ	ایضاً
سنہ ۲۵۲ھ	المعتز باللہ	ایضاً
سنہ ۲۵۶ھ	المہتدی باللہ	ایضاً
سنہ ۲۵۷ھ	المعتمد باللہ	ایضاً
سنہ ۲۷۹ھ	المعتضد باللہ	ایضاً
سنہ ۲۹۰ھ	المکتفی باللہ	ایضاً
سنہ ۲۹۶ھ	المقتدر باللہ	ایضاً
سنہ ۳۲۰ھ	القاہر باللہ	ایضاً
سنہ ۳۲۲ھ	الراضی باللہ	ایضاً
سنہ ۳۲۹ھ	المتقی باللہ	ایضاً
سنہ ۳۳۳ھ	المستکفی باللہ	ایضاً
سنہ ۳۳۵ھ	المطیع للہ	ایضاً
سنہ ۳۶۳ھ	الطائع للہ	ایضاً
سنہ ۳۸۱ھ	القادر باللہ	ایضاً
سنہ ۴۲۲ھ	القائم بامر اللہ	ایضاً

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۴۶۷ھ	المقتدی باللہ	بغداد
سنہ ۴۸۷ھ	المستظہر باللہ	ایضاً
سنہ ۵۱۲ھ	المسترشد باللہ	ایضاً
سنہ ۵۲۹ھ	الراشد باللہ	ایضاً
سنہ ۵۳۰ھ	المقتفی لامر اللہ	ایضاً
سنہ ۵۵۵ھ	المستنجد باللہ	ایضاً
سنہ ۵۶۶ھ	المستضی بنور اللہ	ایضاً
سنہ ۵۷۵ھ	الناصر لدین اللہ	ایضاً
سنہ ۶۲۲ھ	الظاہر باللہ	ایضاً
سنہ ۶۲۳ھ	المستنصر باللہ	ایضاً
سنہ ۶۴۰ھ تا سنہ ۶۵۶ھ	المستعصم	ایضاً

خلفائے عباسیہ مصریہ

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۶۶۰ھ	مستنصر باللہ	قاہرہ
سنہ ۶۶۱ھ	الحاکم بامر اللہ	ایضاً
سنہ ۷۰۱ھ	المستکفی باللہ	ایضاً
سنہ ۷۴۰ھ	واثق باللہ	ایضاً
سنہ ۷۴۲ھ	الحاکم بامر اللہ	ایضاً
سنہ ۷۵۳ھ	المعتضد باللہ	ایضاً
سنہ ۷۶۳ھ	المتوکل علی اللہ	ایضاً

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۸۰۸ھ	المستعین باللہ	قاہرہ
سنہ ۸۱۵ھ	المعتضد باللہ	ایضاً
سنہ ۸۲۵ھ	سلیمان بن متوکل	ایضاً
سنہ ۸۵۴	القائم بامر اللہ	ایضاً
سنہ ۸۶۵ھ	المستنجد باللہ	ایضاً
سنہ ۸۷۲ھ تا سنہ ۹۱۰ھ	المتوکل بن یعقوب	ایضاً

خلفائے قرطبیہ بنی امیہ ہسپانیہ

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۱۳۹ھ	عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مروان	قرطبہ
سنہ ۱۷۱ھ	ہشام بن عبد الرحمن	ایضاً
سنہ ۱۸۰ھ	الحکم بن ہشام	ایضاً
سنہ ۲۰۶ھ	عبد الرحمن ثانی	ایضاً
سنہ ۲۳۸ھ	محمد بن عبد الرحمن	ایضاً
سنہ ۲۷۳ھ	المنذر	ایضاً
سنہ ۲۷۵ھ	عبد اللہ	ایضاً
سنہ ۳۰۰ھ	عبد الرحمن سوم بہ لقب خلیفہ	ایضاً
سنہ ۳۵۰ھ	الحکم	ایضاً
سنہ ۳۶۶ھ	ہشام	ایضاً

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۳۹۷ھ	محمد المہدی	قرطبہ
سنہ ۴۰۰ھ	سلیمان	ایضاً
سنہ ۴۰۱ھ	محمد مہدی جدید	ایضاً
سنہ ۴۰۳ھ	ہشام جدید	ایضاً
سنہ ۴۰۶ھ	محمود	ایضاً
سنہ ۴۰۸ھ	قاسم	ایضاً
سنہ ۴۰۹ھ	یحییٰ	ایضاً
سنہ ۴۱۲ھ تا سنہ ۴۱۸ھ	ہشام	ایضاً

فاطمین مصر و افریقیہ کہ بہ لقب خلفا تھے

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۲۹۷ھ	عبید اللہ	قیروان
سنہ ۳۲۵ھ	القائم ابو القاسم	ایضاً
سنہ ۳۳۴ھ	المنصور	ایضاً
سنہ ۳۴۳ھ	المعز لدین اللہ۔ اسنے سنہ ۳۵۷ھ میں مصر فتح کیا	مصر
سنہ ۳۶۵ھ	العزیز باللہ ابو النصر	ایضاً
سنہ ۳۸۶ھ	الحاکم بامر اللہ	ایضاً
سنہ ۴۱۲ھ	الظاہر لاعزاز دین اللہ	ایضاً
سنہ ۴۲۸ھ	المستنصر باللہ	ایضاً
سنہ ۴۸۷ھ	المستعلی باللہ	ایضاً

۲

سنہ بعد ہجرت		
سنہ ۴۹۵ھ	الآمر باحکام اللہ	مصر
سنہ ۵۲۵ھ	الحافظ لدین اللہ	ایضاً
سنہ ۵۳۰ھ	الظافر باعداء اللہ	ایضاً
سنہ ۵۵۰ھ	الفائز بنصر اللہ	ایضاً
سنہ ۵۵۵ھ	العاضد لدین اللہ سنہ ۵۶۷ھ تک رہا اس وقت بنی ایوب صلاح الدین غالب آیا اور خلافت عباسیہ پھر مصر میں قائم ہوئی	ایضاً
سلاطین عثمانیہ رومیہ ترکیہ		
سنہ ۶۲۶ھ	عثمان خان غازی سنہ ۶۹۹ھ سے بادشاہ ہوا بعد علاء الدین کیقباد سلجوقی کے۔ قونیہ جائے حکومت ہے۔	قونیہ
سنہ ۷۶۱ھ	اورخان	برصہ
سنہ ۷۹۱ھ	سلطان مراد خان	ایضاً
سنہ ۸۰۵ھ	سلطان بایزید یلدرم	ایضاً
سنہ ۸۲۴ھ	سلطان محمد	ادرنہ

بعد ہجرت		
سنہ ۸۵۵ھ	سلطان مراد ثانی	ادرنہ
سنہ ۸۸۶ھ	سلطان محمد ثانی	ایضاً و قسطنطنیہ
سنہ ۹۱۸ھ	سلطان بایزید ثانی	ایضاً
سنہ ۹۲۶ھ	سلطان سلیم	ایضاً
سنہ ۹۷۴ھ	سلطان سلیمانی	ایضاً
سنہ ۹۸۲-۳ھ	سلطان سلیم ثانی	ایضاً
سنہ ۱۰۰۴-۳ھ	سلطان مراد ثالث	ایضاً
سنہ ۱۰۱۲ھ	سلطان محمد خان ثالث	ایضاً
سنہ ۱۰۲۶	سلطان احمد خان	ایضاً
سنہ ۱۰۳۰ھ	سلطان مصطفٰے خان	ایضاً
سنہ ۱۰۴۹ھ	عثمان خان خلع کیا گیا	ایضاً
	مراد خان رابع	ایضاً
سنہ ۱۰۵۸ھ	سلطان ابراہیم	ایضاً
سنہ ۱۰۹۹ھ	سلطان محمد رابع	ایضاً
سنہ ۱۱۰۲ھ	سلیمان خان ثانی	ایضاً
سنہ ۱۱۱۵ھ	سلطان مصطفٰے خان ثانی خلع کیا	ایضاً
سنہ ۱۱۴۳ھ	احمد خان ثالث	ایضاً
سنہ ۱۱۶۸ھ	سلطان محمود ثانی	ایضاً
سنہ ۱۱۷۱ھ	عثمان خان ثالث	ایضاً

سال تملک بعد ہجرت	نام خلفا یا سلاطین	محل خلافت
سنہ ۱۱۸۷ھ	مصطفی خان ثالث	قسطنطنیہ
سنہ ۱۲۰۳ھ	سلطان عبد الحمید خان	ایضاً
سنہ ۱۲۵۵ھ	سلیم خان خلع کیا	ایضاً
سنہ ۱۲۵۵ھ	مصطفی خان	ایضاً
ایضاً	سلطان محمود خان ثانی	ایضاً
سنہ ۱۲۷۷ھ	سلطان عبد المجید خان	ایضاً
سنہ ۱۲۹۳ھ	سلطان عبد العزیز خان	ایضاً
ایضاً	سلطان مراد رابع خلع کیا	ایضاً
	سلطان عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ	

سال تملک بعد ہجرت	نام خلفا یا سلاطین	محل خلافت
	دولت طبا طبا علویہ حسینیہ	
سنہ ۲۰۸ھ	محمد بن ابراہیم طبا طبا سنہ ۱۹۹ ہجری سے	بصرہ
سنہ ۳۲۰ھ	مرتضی محمد بن ابراہیم	ایضاً
سنہ ۳۲۳ھ	ناصر احمد بن ابراہیم	ایضاً
سنہ ۳۲۹ھ	منتخب حسین بن ناصر	ایضاً
سنہ ۳۴۴ھ	ممتاز قاسم بن ناصر	ایضاً
سنہ ۳۵۰ھ	ہادی محمد بن ناصر	ایضاً
سنہ ۳۵۵ھ	رشید عباس بن ناصر	ایضاً

نقشہ جدول سلاطین اسلامیہ مصر

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
	دولت بنی طولون مصر	
سنہ ۲۵۴ھ	احمد بن طولون	مصر
سنہ ۲۸۲ھ	ابو الجیش خمارویہ	ایضاً
سنہ ۲۸۳ھ	ابو العساکر	ایضاً
سنہ ۲۹۲ھ	ابو موسی ہارون	ایضاً
۱۰ یوم	ابو المغازی سیبانی	ایضاً

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
	انکی سلطنت ۳۷ سال چند ماہ رہی	
	دولت اخشیدیہ مصریہ	
سنہ ۳۳۴ھ	اخشید محمد بن طغج ترکی فرغانی	مصر
۱۴ سال	ابو القاسم ولد اخشید	ایضاً
۵ سال ۲ ماہ	ابو الحسن علی	ایضاً

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۳۵۷ھ	کافور اخشیدی	مصر
یک سال	ابو الفوارس احمد بن علی	ایضاً

پھر جوہر قائد نے مہدی کی جانب سے اکبر یہ سلطنت چھین لی اور رفض پھیل گیا۔ عبید اللہ مہدی سے یہ حکومت شروع ہوئی جو بنی فاطمین کہلاتے تھے انمیں گیارہ نفر حاکم ہوئے دو سو اکتر برس حکومت کی ۵۶۷ھ مین منقرض ہوگئی پھر دولت الوبیہ آئی۔ انھون نے خطبہ عباسیہ پڑھا

سال جلوس دولت الوبیہ مصریہ جنھون نے خلافت عباسیہ پھر قائم کی

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۵۶۶ھ	ملک صلاح الدین یوسف بن ایوب	شام
۵۹۵ھ	ملک عزیز عثمان	مصر
	ملک منصور محمد ۵۹۶ھ مین معزول ہوا	ایضاً
۶۱۵ھ	ملک عادل سیف الدین	ایضاً
۶۳۵ھ	ملک کامل محمد اسنے علم حدیث کا رواج دیا۔	ایضاً

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۶۳۷ھ	ملک عادل ابوبکر	مصر
۶۴۷ھ	ملک صالح ایوب	ایضاً
۶۴۸ھ	ملک اشرف موسی خلع کیا ۶۵۲ھ مین دولت الوبیہ کردیہ ختم ہوئی یہ شام اور مصر کے مالک تھے	ایضاً

دولت ترکیہ مصریہ

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۶۵۵ھ	ملک معز الدین ایبک ہوئے	مصر
۶۵۶ھ	ملک منصور علی	ایضاً
۶۵۸ھ	ملک مظفر قطز المعزی	ایضاً
۶۷۶ھ	ملک ظاہر رکن الدین بیبرس	ایضاً
۶۷۸ھ	ملک سعید محمد ناصر الدین برکت اللہ	ایضاً
۱۰۰ یوم	ملک عادل بدر الدین خلامش	ایضاً

دولت قلاؤنیہ ترکیہ مصریہ

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۶۸۹ھ	ملک منصور ابو المعالی	ایضا
۶۹۳ھ	ملک اشرف صلاح الدین خلیل	ایضاً

سال جلوس		
سنہ ۶۹۳ھ	ملک ناصر محمد	مصر
۳ سال ۶۹۶	ملک حسام الدین لاچین	ایضاً
سنہ ۶۹۸ھ	ملک ناصر محمد بار دوم	
غازان تتاری نے دمشق مین انہین کے زمانے مین چڑھائی کی - اس غزوہ مین شیخ الاسلام ابن تیمیہ بھی شریک تھے		
سنہ ۱۱ھ	ملک منصور رکن الدین بیبرس جاشنگیر	مصر
	ملک ناصر محمد بار سوم سنہ ۷۴۱ھ مین مر گیا	ایضاً
۲ مہینے	ملک منصور ابی بکر	ایضاً
۴ سال	ملک اشرف کجک	ایضاً
سنہ ۷۴۳ھ	ملک صالح اسمٰعیل ابو الفدا	ایضاً
سنہ ۷۴۶ھ	ملک کامل شعبان	ایضاً
سنہ ۷۴۷ھ	ملک مظفر حاجی سنہ ۷۴۸ھ مین مر گیا	ایضاً
سنہ ۷۴۸ھ	ملک ناصر حسن خلع کیا	ایضاً
سنہ ۷۵۲ھ	ملک صالح	ایضاً
سنہ ۷۵۵ھ	ملک ناصر حسن بار دوم بادشاہ ہوا پھر مارا گیا	ایضاً
سنہ ۷۶۲ھ	ملک منصور محمد	ایضاً

سنہ ۷۶۴ھ	ملک اشرف شعبان مارا گیا	مصر
سنہ ۷۷۸ھ	ملک منصور علی	ایضاً
سنہ ۷۸۳ھ	ملک صالح حاجی	ایضاً
اس خاندان مین ۱۳۴ برس سلطنت رہی		
دولت چرکسیہ مصریہ		
	ملک ظاہر برقوق سنہ ۷۹۱ھ مین خلع کیا	مصر
	ملک منصور حاجی سنہ ۷۹۱ھ مین خلع کیا	ایضاً
سنہ ۸۰۱ھ	برقوق بار دوم	ایضاً
سنہ ۸۰۸ھ ذی الحجہ	ملک ناصر فرج ابو السعادت	ایضاً
سنہ ۸۱۵ھ مارا گیا	ملک منصور عبد العزیز	ایضاً
ایضاً	خلیفہ مستعین باللہ	ایضاً
ایضاً	خلیفہ داؤد	ایضاً
سنہ ۸۲۴ھ مر گیا	ملک مؤید ابو النصر شیخ	ایضاً
ایضاً	ملک منصور احمد ۸ ماہ	ایضاً
ایضاً	ملک ظاہر ططر ابو الفتح	ایضاً
سنہ ۸۲۵ھ	ملک صالح محمد سہ ماہ	ایضاً

سنہ	نام	[illegible]	سنہ	سلاطین	ملک
٨٢٥ھ	ملک اشرف ابو النصر برسبائی	مصر	سنہ ٩٢٣ھ	ملک اشرف طومان بائی چرکس پہر ترک رومی سلطان سلیم کے عہد مین مصر پر مسلط ہوئے اور دولت مصر یہ ختم ہوئی- اور ترکوں کے وزرا حکومت کا کام کرتے تھے لیکن سلطان عبد المجید خان کے عہد مین محمد علی پاشا والی مصر نے سلطان سے بغاوت کی اور تصفیہ اسپر ہوا مصر کی حکومت سلطان کے تحت مین ہے لیکن حکومت موروثی ہوکر اُسی خاندان مین رہی چنانچہ اب اُسی خاندان مین توفیق پاشا خدیو مصر ہین	مصر
٨٤١ھ	ملک عبد العزیز ابو المحاسن ٨٤٢ھ مین مر گیا	ایضاً			
٨٤٢ھ	ملک ظاہر ابو سعید جقمق	ایضاً			
٨٥٧ھ	ملک اشرف ابو النصر اینال	ایضاً			
٨٦٥ھ	ملک مؤید احمد	ایضاً			
ایضاً	ملک ظاہر ابو سعید خشقدم	ایضاً			
٨٧٢ھ	ملک ظاہر ابو سعید بلبائی	ایضاً			
ایضاً	ملک ظاہر ابو سعید تمربغا	ایضاً			
ایضاً	ملک اشرف ابو النصر قائتبائی	ایضاً			
٩٠١ھ	ملک ناصر ابو السعادات	ایضاً			
ایضاً	ملک ناصر محمد قائتبائی بار دوم	ایضاً		دولت طبرستانیہ علویہ حسینیہ	
٩٠٤ھ	ملک ظاہر ابو السعید قانصوہ	ایضاً	سنہ ٢٥٠ھ	حسن بن زید بن محمد بن اسمٰعیل بن حسن بن زید الجواد بن الحسن بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ	رے اور دیلم
٩٠٦ھ	ملک اشرف جان بلاط	ایضاً			
ایضاً	ملک عادل طومان بائی	ایضاً			
٩٠٧ھ	ملک اشرف ابو النصر قانصوہ	ایضاً			

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
سنہ ۲۶۵ھ	قائم بالحق محمد بن زید بن محمد بن اسمٰعیل	ارض دیلم
سنہ ۲۸۰ھ	محمد مہدی حسن بن زید بن قائم بالحق۔	ایضاً

پھر یہ دولت ختم ہو گئی اور آل سامان غالب آئے۔

ملوک یمن بنی زیاد وغیرہ

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
سنہ ۲۰۳ھ	ابراہیم بن زیاد بادشاہ ہوا مامون خلیفہ نے حاکم یمن بنایا۔	یمن
سنہ ۲۴۵ھ	زیاد بن ابراہیم بن زیاد	ایضاً
سنہ ۲۵۰ھ	ابو الجیش اسحاق بن ابراہیم بن زیاد	ایضاً
سنہ ۳۷۱ھ	زیاد بن اسحاق بن ابراہیم	ایضاً
ایضاً	ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم مارا گیا خاندان منقرض ہو گیا۔	ایضاً

پھر انکا ایک غلام نجاح نام مالک بن بیٹھا اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ اسکی بہت اولاد تھی مستقل یمن کا حاکم سنہ ۴۱۲ھ مین ہوا۔ سنہ ۴۵۲ھ مین مر گیا۔ پھر اسکا بیٹا سعید احول قائم ہوا۔ اس سے قوم صلیحی نے ملک چھین لیا۔ سنہ ۴۵۵ھ مین بنی نجاح بھاگ گئے ابو الحسن صلیحی علی بن محمد کا باپ یمن کا قاضی تھا یہ خود بھی عالم تھا۔ سترہ برس اسنے حکومت کی۔ پھر سعید نے غلبہ پاکر انکا سر کاٹ ڈالا۔ زبید پر احمد ملک مکرم سنہ ۴۸۱ھ مین متولی ہو گئے۔ سنہ ۵۰۰ھ مین مر گئے۔ انکا بیٹا فاتک نام جانشین ہوا۔ پھر منصور بن فاتک بلوغ سے پہلے حاکم ہوا۔ پھر فاتک بن منصور اسکی جگہ قائم ہوا۔ پھر ابن عم فاتک بن محمد بن فاتک حاکم تھا۔ یہ آخر ملوک یمن سے ہین۔ پھر ملک ہاتھ مین خلفاے فاطمیین کے چلا گیا۔ انکے ہمعصر اور بعد مین سادات حسنیہ نے یمن مین حکومت کی ہی اور انکے بعد دولت ترکیہ عثمانیہ کی۔

آل طاہریان جنہون نے خراسان مین حکومت کی

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
سنہ ۲۰۵ھ	طاہر بن حسین	خراسان

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
	بن مصعب فاتح بغداد منجانب مامون الرشید حاکم ہوا سنہ ۲۰۹ھ مین مرگیا۔			اپنے غلام کے ہاتھ سے سنہ ۲۴۷ھ مین مارا گیا	
سنہ ۲۰۹ھ	طلحہ بن طاہر خوارج سے لڑا اور شہید ہوا۔	خراسان			
سنہ ۲۱۳ھ	عبد اللہ بن طاہر	ایضاً			
سنہ ۲۳۰ھ	طاہر بن عبد اللہ بن طاہر	ایضاً			
سنہ ۲۴۸ھ	محمد بن طاہر بن عبد اللہ مارا گیا۔ سنہ ۲۵۹ھ مین یعقوب بن لیث کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ خاندان ختم ہوا۔	ایضاً			

آل لیث

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ۲۵۹ھ	یعقوب بن لیث حاکم سیستان اور خراسان ہوا پھر مرگیا۔	سیستان
سنہ ۲۶۵ھ	عمرو بن لیث فارس کا مالک ہوا۔	ایضاً
سنہ ۲۸۷ھ	طاہر بن محمد بن عمرو لیث	ایضاً

لیث ایک بدصورت آدمی تھا اُسکے تین بیٹے تھے **یعقوب - عمرو اور علی** **یعقوب** نے چند آدمیون کو فراہم کرکے پہلے غارتگری شروع کی درہم بن النضر اُسوقت **سیستان** کا مالک تھا اُسکے خزانے مین نقب زنی کی۔ خزانے کو بورون مین باندھا اور اُسمین جواہرات کے دھوکھے مین نمک بھی بستہ کیا۔ لیکن جب اُن پر ثابت ہوا کہ نمک ہی سب خزانہ چھوڑ دیا۔ صبح کو درہم نے خزانہ کھُلا دیکھکر تفتیش کی۔ اور اشتہار دیا کہ جو چور ہو حاضر آدے۔ انعام پاویگا چنانچہ **یعقوب بن لیث** حاضر ہوا اور خزانہ نہ چرانا بسبب نمک کے بیان کیا۔ درہم بہت خوش ہوا اور یعقوب کو اپنے مقربان سے بنایا۔ اور یہانتک اقبال یاور رہا کہ بعد درہم کے سیستان کا حاکم ہوا اور خلیفہ متوکل سے

فرمان حاصل کیا اور محمد بن طاہر حاکم خراسان کو لڑکر قتل کیا۔

آل سامان

اسد بن سامان کہ اولاد سے بہرام چوبین کے تھا خلیفہ مامون الرشید کا مقبول نظر ہوا اُسکے چار بیٹے ایک نوح کہ سمرقند کا والی ہوا دوسرا احمد کہ فرغانہ کا حاکم ہوا۔ تیسرا یحییٰ کہ شاش کا حاکم ہوا۔ چوتھا الیاس کہ ہرات کا والی تھا پھر نوح مرگیا۔ اُسکے بعد احمد اُسکا بھائی ہی حاکم وہان کا بھی ہوا۔ احمد کے بعد اُسکے دو بیٹے نصر اور اسمٰعیل حاکم ہوئے نصر کو معتضد خلیفہ نے سنہ ۲۶۱ھ مین والی ماوراءالنہر مقرر کیا۔ اور نصر نے اپنے بھائی اسمٰعیل کو حاکم بخارا مقرر کیا۔ پھر دونون مین لڑائی ہوئی اسمٰعیل غالب آیا نصر سنہ ۲۷۹ھ مین مرگیا۔ اور اسمٰعیل حاکم مستقل ہوا۔ اسی نے عمرو لیث کو قتل کیا اور خراسان کا بھی والی ہوا۔

سنہ جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ۲۹۴ھ	اسمٰعیل بن احمد سامانی	بخارا
سنہ ۲۹۵ھ	امیر ابو نصر احمد بن اسمٰعیل	ایضاً
سنہ ۳۰۱ھ	امیر سعید ابو الحسن نصر بن احمد	ایضاً
سنہ ۳۳۱ھ	نوح بن نصر بن احمد	ایضاً
سنہ ۳۴۳ھ	ابو الفوارس عبد الملک بن نوح	ایضاً
سنہ ۳۵۰ھ	ابو صالح منصور بن نوح	ایضاً
سنہ ۳۶۵ھ	ابو القاسم نوح بن منصور	ایضاً
سنہ ۳۸۷ھ	ابو الحارث منصور بن نوح اسکو سبکتگین نے مدد دی تھی۔	ایضاً
سنہ ۳۸۹ھ	عبد الملک بن نوح اسکو سبکتگین نے شکست دی اور سنہ ۳۹۵ھ مین وہ مرگیا۔ اور اُس کا خاندان ختم ہوا۔ اپنے ملوک غزنی غالب آئے	ایضاً

دولت دیالمہ جنکو آل وشمگیر یا ان کہتے ہین

شمس المعالی قابوس بن وشمگیر کا نسب گیلان شاہ سے جا ملتا ہے۔ وشمگیر نے

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
نوح سامانی کی خدمت مین رسوخیت پیدا کی اور جرجان کا حاکم ہوگیا۔		
سنہ ۳۶۶ھ	شمس المعالی قابوس سنہ ۴۰۳ھ مین خلع گیا	جرجان
سنہ ۴۰۳ھ	منوچہر بن قابوس سنہ ۴۲۰ھ مین مرگیا۔ ان پر آل سامان غالب آئے	ایضاً

آل ابوشجاع بویہ جو ملوک عراق تھے

بویہ اولاد سے خسرو یزدجرد کی تھا ایک متوسط درجہ کا آدمی تھا۔ اُسکے تین بیٹے ہوئے علی حسن۔ اور احمد اور وہ درمیان قوم دیالمہ کے اوقات گزاری کرتے تھے۔ جب ماکان۔ طبرستان کا حاکم ہوا۔ بویہ اپنے بیٹے کے ساتھ اُسکی ملازمی مین در آیا۔ وہ جب مارا گیا۔ علی بن بویہ اُسکی جگہ ہوا اور فارس کا حاکم بنگیا۔ سترہ شخص اس خاندان مین ہوئے۔

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ۳۲۲ھ	علی بن بویہ	شیراز
سنہ ۳۳۸ھ	رکن الدولہ حسن بن بویہ سنہ ۳۶۶ھ مین مرگیا۔	ایضاً

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ۳۵۰ھ	معز الدولہ ابوالحسن احمد بن بویہ	شیراز
سنہ ۳۵۶ھ	عضد الدولہ بن رکن الدولہ سنہ ۳۷۲ھ مین مرگیا۔	کرمان
سنہ ۳۶۶ھ	بختیار بن معز الدولہ سنہ ۳۶۶ھ مین مرگیا۔	شیراز
سنہ ۳۷۲ھ	فخر الدولہ بن رکن الدولہ سنہ ۳۸۷ھ مین مرگیا۔	ایضاً
سنہ ۳۶۶ھ	شرف الدولہ بن عضد الدولہ سنہ ۳۷۹ھ مین مرگیا۔	کرمان
سنہ ۳۷۹ھ	صمصام الدولہ ابوکالنجار بن عضد الدولہ سنہ ۳۸۸ھ مین مرگیا۔	بغداد
سنہ ۳۸۸ھ	بہاء الدولہ بن ابو نصر فیروز بن عضد الدولہ۔	ایضاً
سنہ ۴۰۳ھ	مجد الدولہ ابوطالب رستم بن بہاء الدولہ انکو محمود غزنوی نے مقید کیا اور سنہ ۴۲۰ھ مین یہ حکومت ختم ہوئی۔	ایضاً

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ۴۱۰ھ	سلطان الدولہ امیر ہوا اور اپنے بھائی تاج الدولہ کو بصرہ کی امارت اور ابوالفوارس کو کرمان کی امارت دی۔	اہواز
سنہ ۴۱۲ھ	شرف الدولہ بن بہاء الدولہ	ایضاً
سنہ ۴۱۶ھ	ابوکالیجار بن سلطان الدولہ سنہ ۴۴۰ھ مین مرگیا۔	شیراز
سنہ ۴۳۰ھ	جلال الدولہ ابو طاہر بن بہاء الدولہ امیر الامرا بغداد مین مقرر ہوا- سنہ ۴۳۵ھ مین مرگیا۔	بغداد
سنہ ۴۴۰ھ	ملک رحیم بن ابوکالیجار اسکو طغرل بیگ سلجوقی نے قید کیا۔	بغداد
سنہ ۴۴۷ھ	ابومنصور بن کالیجار یہ مقید ہوا۔	ایضاً
سنہ ۴۴۸ھ	ابوعلی بن ابوکالیجار اسنے الپ ارسلان سے فرمان حاصل کیا تھا	ایضاً

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
	سنہ ۴۴۸ھ مین مرگیا- یہ خاندان آل سلجوق کے ہاتھ سے ختم ہوا۔	

ملوک غزنویہ

عبدالملک بن نوح آل سامان کے زمانے مین الپتگین کہ اُنکی غلامی مین تھا رہائی پاکر خراسان کی حکومت پر سرفراز کیا گیا- سولہ برس حکومت کرکے مرگیا- اُسکے بیٹے ابواسحاق نے اپنے باپ کی جگہ حکومت کی لیکن چندروز مین مرگیا- تب لوگون نے سُبکتگین کو کہ الپتگین کا غلام تھا- اور آزاد ہوکر منصب امارت پر سرفراز ہوا تھا تمام خراسان کا حاکم مقرر کیا- اور اُسنے الپتگین کی بیٹی سے نکاح بھی کرلیا- پہلے ہندوستان کی طرف رُخ اسی نے کیا اور کچھ ہندوستان پر مسلط ہوگیا۔

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ۳۶۵ھ	سُبکتگین	غزنی
سنہ ۳۸۷ھ	اسمعیل بن سُبکتگین	ایضاً
سنہ ۳۸۸ھ	سلطان محمود بن سُبکتگین	ایضاً

محل سلطنت	نام ملوک	سال جلوس	محل سلطنت	نام ملوک	سال جلوس
غزنی	ابراہیم بن مسعود کہ الپ ارسلان کا داماد تھا۔	سنہ ۴۵۳ھ	غزنی	مسعود بن محمود	سنہ ۴۲۱ھ
			ایضاً	مودود بن مسعود	سنہ ۴۳۳ھ
ایضاً	ارسلان شاہ بن مسعود	سنہ ۵۰۹ھ	ایضاً	مسعود بن مودود	سنہ ۴۴۱ھ
ایضاً	بہرام شاہ بن مسعود	سنہ ۵۱۲ھ	ایضاً	علی بن مسعود	سنہ ۴۴۲ھ
لاہور	خسرو شاہ بن بہرام سنہ ۵۵۵ھ مین مر گیا۔	سنہ ۵۴۷ھ	ایضاً	عبد الرشید بن مسعود	سنہ ۴۴۳ھ
			ایضاً	فرخ زاد بن مسعود	سنہ ۴۴۴ھ

سلطان محمود غزنوی بن سبکتگین

سلطان محمود غزنوی بن سبکتگین

سلطان محمود غزنوی سلطان ناصر الدین سبکتگین کا بیٹا ہے۔ شروع مین چوتھی صدی ہجری کے ولایت غزنی پر حکومت کرتا تھا۔ اپنے باپ کی حیات ہی مین کچھ حصہ خراسان اور ماوراء النہر کا ہاتھ سے آل سامان کے لیلیا۔ اور اپنے زمانے مین تمام خراسان اور ماوراء النہر پر حاوی ہو گیا۔ یہ ہمعصر القادر باللہ خلیفہ بغداد کا تھا۔ اور ہندوستان مین جاکر محرم سنہ ۳۹۲ھ مین راجہ جیپال سے پشاور مین لڑا۔ اور اُسپر غالب آیا۔ الغرض سلطان محمود اسی طرح بارہ مرتبہ ہندوستان مین آیا اور ہر مرتبہ فتح عظیم حاصل کی۔ اور بڑے بڑے ہاتھی اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ اور اکثر حصۂ ہندوستان کو اپنے تصرف مین در لایا۔ اور شہر متھرا مین بڑا بتخانہ تھا۔ سلطان کے لشکر نے اُس شہر کو غارت کیا اور بتخانون کو جلادیا۔ ایک زرین بُت کو توڑا اُسمین ۹۸ ہزار تین سو مثقال پختہ زر نکلا۔ اور ایک ٹکڑا یاقوت کا اُسمین پایا کہ جسکا وزن ۴۵۰ مثقال تھا۔ سنہ ۴۱۶ھ مین سومنات کا قصد کیا۔ بعد لڑائی کے قلعہ کو مسخر کیا۔ اور لوٹا۔ اور بتخانون کی بنیاد اُکھاڑی۔ اور سومنات کا بُت کہ بہت بڑا بُت تھا اور لنبائی مین پانچ گز تھا غزنی مین لیجاکر جامع مسجد کی سیڑھی مین لگایا

لکھتے ہین کہ سومنات ایک شہر ہی گجرات مین دریاے عمان کے کنارے پر اور اُس شہر کے تبخانون مین زرین بُت بہت تھے۔ اور سب سے بڑے بُت کو منات کہتے تھے کہ زمانے مین ظہور محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس بُت کو خانہ کعبہ سے نکالا۔ اور ہندو والے لے گئے اور ہموزن زر و جواہر دیا۔ اس بُت کے واسطے جو تبخانہ بنایا گیا اُسکا نام سومنات ہوا۔ اور بعضون نے لکھا ہی کہ یہ بُت بہت پہلے سے ہندوستان مین موجود تھا۔ یعنے سلطان محمود کے چار ہزار برس پہلے سے تھا۔ بہر تقدیر لڑائی کے روز اہل سومنات جوق جوق اُس بُت کے پاس جاتے تھے اور روکر اُس سے مدد چاہتے تھے لیکن کچھ نہ بن پڑی۔ پچاس ہزار ہندو اس معرکہ مین مارے گئے۔ اور سلطان محمود بعد فتح کے تبخانہ مین آیا۔ اُسمین بڑا بُت سومنات کا پایا جسکی لنبان پانچ گز تھی اور اُسمین سے دو گز زمین مین گڑا تھا سلطان نے اپنے ہاتھ سے ایک گرز اُسکے سر پر مارا اور وہ ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا اُسمین کا غزنی کی مسجد کی سیڑھی مین ہی۔ اور اُسکے پیٹ سے بہت نذر اور جواہر نکلا۔ ہندو اُسکو ہر رات مین گنگا کے پانی سے نہلاتے تھے۔ اور روزانہ گنگا سے پانی لایا جاتا تھا۔ حاصل کلام بعد ان فتوحات عجیبہ کے سلطان محمود نے ۴۲۱ھ مین انتقال کیا۔ یہ علم دوست آدمی تھا۔ ہر قسم کے اہل علم و ہنر اسکے پاس جمع تھے سلطان مسعود اُسکا بیٹا اُسکے بعد جانشین ہوا۔

دولت آل سلجوق

دولت آل سلجوق

سلجوق کی نسل چونتیس واسطے کی درمیانگی سے افراسیاب سے ملتی ہی۔ سلجوق نامے ایک شخص بیغوخان حاکم اتراک کے اُمرا سے تھا پھر بیغوخان سلجوق سے ناراض ہوا۔ اس سبب سے سلجوق اُسکی عملداری سے باہر ہوا اور سمرقند مین آکر مع متعلقان مسلمان ہو گیا بعد چند روز کے ترکستان کے

حاکم نے سلجوق سے خراج طلب کیا ۔ اُسنے سمرقند کے حاکم سے مدد لیکر ترکستان کے حاکم کو شکست دی ۔ اور بخارا کے اطراف مین جنگل مین اقامت کی ۔ اُسکے چار بیٹے تھے میکائیل ۔ اسرائیل ۔ موسی اور ارسلان ۔ میکائیل وقت محاصرہ ترکستان کے زخمی ہوکر مرگیا ۔ اُسکے دو بیٹے طغرل بیگ اور محمد جعفر تھے سلجوق نے ان دونون کو اپنا ولیعہد کرکے انتقال کیا ۔ سلطان محمود نے سلجوقیون کی ترقی دیکھکر اسرائیل کو قید کیا تھا ۔ لیکن اُسکے بیٹے سلطان مسعود نے بارہا سلجوقیون پر فوج کشی کی اور اکثر طغرل بیگ کے ہاتھ سے شکست اُٹھائی ۔ سلجوقیون کے تین طبقے گذرے ہین ۔ سلجوقیہ خراسانیہ ۔ سلجوقیہ کرمانیہ اور سلجوقیہ رومیہ ۔

محل سلطنت	نام ملوک	سال جلوس	محل سلطنت	نام ملوک	سال جلوس
ہمدان	مسعود بن محمد	سنہ ۵۲۸ھ	نیشاپور	طغرل بیگ بن میکائیل	سنہ ۴۲۹ھ
ایضاً	سلطان ملک شاہ بن محمود بن محمد	سنہ ۵۴۷ھ	ایضاً	الپ ارسلان بن جعفر بن میکائیل ۔	سنہ ۴۵۵ھ
ایضاً	محمد بن محمود بن محمد	سنہ ۵۴۸ھ	ایضاً	ملک شاہ بن الپ ارسلان	سنہ ۴۶۵ھ
آذربایجان	سلیمان شاہ بن محمد بن ملک شاہ	سنہ ۵۵۴ھ	ایضاً	برکیارق بن ملک شاہ	سنہ ۴۸۵ھ
			ایضاً	سلطان محمد بن ملک شاہ	سنہ ۴۹۸ھ
ایضاً	رکن الدین بن سلیمان شاہ	سنہ ۵۵۵ھ	بلخ	سلطان سنجر بن ملک شاہ سنہ ۵۵۲ھ مین مر گیا ۔	سنہ ۵۱۱ھ
اصفہان	محمد بن سلجوق حاکم اصفہان	ایضاً			
			ہمدان	محمود بن محمد بن ملک شاہ	سنہ ۵۱۱ھ
ایضاً	رکن الدین طغرل ثانی بن ارسلان	سنہ ۵۷۱ھ	ایضاً	رکن الدین طغرل بن محمد ۔	سنہ ۵۲۵ھ

۵۵۵ھ	مین علاء الدین تکش خوارزم شاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور یہ خاندان ختم ہوگیا۔	

آل سلجوق کرمانیہ

۴۳۳ھ	قاورد بن جعفر بن میکائیل بن سلجوق	کرمان
۴۶۵ھ	سلطان شاہ بن قاورد	ایضاً
۴۷۷ھ	توران شاہ بن قاورد	ایضاً
۴۹۰ھ	ایران شاہ بن توران شاہ	ایضاً
۴۹۵ھ	محمد بن ارسلان شاہ	ایضاً
۵۳۷ھ	ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن قاورد۔	ایضاً
۵۵۱ھ	محمد بن ارسلان شاہ	ایضاً
۵۶۳ھ	محیی الدین طغرل شاہ ۵۸۳ھ مین یہ دولت ختم ہوئی اور قوم غز اس ملک پر غالب آئی۔	ایضاً

آل سلجوق رومیہ

قتلمش بن اسرائیل بن سلجوق الپ ارسلان بن سلجوق کی لڑائی مین گرفتار ہوا۔ لیکن اسکا بیٹا سلیمان بن قتلمش خواجہ نظام الملک وزیر کی کوشش سے ولایت شام کی فتح کے لیے روانہ ہوا۔ اور اکثر ملک فتح کیے۔ تب تتش بن الپ ارسلان کہ حاکم دمشق تھا اُسکے مقابلہ کو آیا اسلیے اُسنے اُسکے ڈر سے اپنے کو ہلاک کیا تب ملک شاہ سلجوقی نے یہ خبر سنکر اُسکے بیٹے داؤد بن سلیمان کے نام فرمان بھیجا کہ قیصر روم سے محاربہ کرے اور اُسنے قیصر روم پر فتح ارض روم مین پائی۔

۴۸۰ھ	داؤد بن سلیمان	ارض روم
۵۰۰ھ	قلیج ارسلان بن سلیمان	ایضاً
۵۱۰ھ	مسعود بن قلیج ارسلان	ایضاً
۵۵۹ھ	قلیج ارسلان بن مسعود	ایضاً
۵۷۹ھ	غیاث الدین کیخسرو بن قلیج ارسلان	ایضاً

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ۵۸۸ھ	سلیمان بن قلیج ارسلان	ارض روم	سنہ ۶۶۸ھ	کیخسرو بن سلیمان	ارض روم
سنہ ۶۰۳ھ	غیاث الدین کیخسرو دوبارہ	ایضاً	سنہ ۶۸۷ھ	مسعود بن کیکاؤس	ایضاً
سنہ ۶۰۹ھ	کیکاؤس بن کیخسرو	ایضاً	سنہ ۶۹۷ھ	علاء الدین کیقباد	ایضاً
سنہ ۶۱۳ھ	علاء الدین کیقباد بن کیخسرو	ایضاً		سنہ ۶۹۹ھ مین یہ دولت ختم ہوئی اور دولت آل عثمان کہ اس خاندان کے نواسہ ہین آغاز ہوئی۔	
سنہ ۶۳۰ھ	کیخسرو بن کیقباد	ایضاً			
سنہ ۶۴۸ھ	سلیمان بن کیخسرو	ایضاً			

واضح رہے کہ خاندان سلجوقیہ مین چار اشخاص بڑے نامی اور گرامی گذرے ہین اُنکا حال لکھا جاتا ہے طغرل بیگ۔ الپ ارسلان۔ ملک شاہ بن الپ ارسلان اور سلطان سنجر بن ملک شاہ۔

طغرل بیگ جیسا ہم لکھ چکے ہین۔ سلجوق کا پوتا تھا اور اُسکے بعد اُسکا جانشین ہوا اور نیشاپور کو اپنا دار السلطنت قرار دیا تمام ملک مثل خوارزم اور خراسان وغیرہ کے سلطان مسعود بن محمود غزنوی کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور سلجوقیون کے قبضہ مین آگیا۔ اور ایک سال تمامی عراق کو مسخر کر کے بغداد مین پہونچا اور آل بویہ کو جو خلفاے بغداد پر حاوی ہو گئے تھے شکست دی خلیفہ قائم بالله سے بیعت کی اور اپنی بہن خلیفہ کے نکاح مین دی۔ اور خلیفہ کو حملون سے اُمراے عرب اور فاطمین مصر کے نجات دی اور اپنے کو حامیان اسلام سے ثابت کیا سنہ ۴۵۵ھ مین مرگیا اور اپنا نام زندہ چھوڑا۔

سلطان الپ ارسلان سلجوقی

سلطان الپ ارسلان اپنے چچا طغرل بیگ کے بعد ۴۵۵ھ مین جانشین ہوا اور اسکا لقب خلیفہ قائم نے عضد الدین برہان رکھا اور اسکے انصاف کے باعث سے دجلہ کے کنارے سے جیحون تک خوب آبادی ہوئی۔ اور اسکے ملک کی وسعت سب سلجوقیون سے زیادہ تھی۔ اُسنے اپنے اصلی وطن فرغانہ کو بھی فتح کیا۔ اور بڑا مجاہد اور دیندار تھا۔ اسی کے زمانہ مین رومیون نے بڑی شکست اُٹھائی۔ بغداد کی خلافت کے ضعف کے باعث قیصر روم کو بھی موقع ملا تھا اور اُسنے انطاکیہ اور ایشیا سے کوچک وغیرہ پر دخل کرلیا تھا۔ اُنکے یہ فتوحات ماروی قیصر ۲ مائیل کے وقت سے شروع ہوگئے تھے۔ لیکن جب سلجوقیون کو ترقی ہوئی۔ قیاصیر روم بہت ڈرے۔ اُسوقت ایک عورت یوڈوشیا روم پر قابض تھی۔ اُسنے اسلیے حکومت کا اختیار ایک افسر کو جسکا نام رومانس تھا دیدیا۔ اُسنے تین لاکھ آدمیون سے مسلمانون پر فوج کشی کی۔ اور بغداد کی طرف بڑھا۔ الپ ارسلان بارہ ہزار آدمیون سے اُسکے مقابلہ کو گیا۔ مالعدمین اور لوگ بھی اُسکے ساتھ ہوئے۔ اور رومیون کو شکست فاش ہوئی اور اُنکے قیصر رومانس کو گرفتار کرلیا۔ رومانس نے تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار خراج دینا قبول کیا تب رہائی پائی۔ اور الپ ارسلان نے صوبجات آرمینیہ اور گرجستان کو دخل کرلیا۔ تب اُسنے ترکستان کی طرف رُخ کیا۔ اور برزم اور خوارزم کا محاصرہ کیا جنہون نے بغاوت ظاہر کی تھی۔ جب یوسف والی قلعہ خوارزم کی سزا مین سلطان مصروف ہوا۔ سلطان کے تیر نے خطا کی۔ اور یوسف نے جھپٹ کر سلطان کا کام تمام کیا۔ لیکن لوگون کے ہاتھ سے وہ بھی نہ بچا۔ الپ ارسلان نے دس برس حکومت کی اور اپنا نام زندہ چھوڑا۔ ۴۶۵ھ مین مرا۔

سلطان الپ ارسلان سلجوقی

سلطان

سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان سلجوقی

سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان سلجوقی

اپنے باپ کے بعد ۴۶۵ھ مین تخت پر بیٹھا۔ یہ مثل اپنے باپ کے نیک نام تھا
اس خاندان سلجوقی مین یہ بہت بڑا بادشاہ ہوا۔ اسکے وقت مین تمامی ترکستان مثل
فرغانہ اور کاشغر وغیرہ کے فتح ہوا۔ اور ماوراء النہر پر متصرف رہا۔ اسوقت
سلجوقیون کی سلطنت کی چوحدی یہ تھی۔ پورب حد ملک چین اور ہند دکھن حد بحر ہند
پچھم حد ملک روم و افریقیہ و ریگستان عرب اوتر حد کوہ قاف تھا۔ ۴۷۹ھ مین
جب ملک شاہ سنجر مین تھا اسکے گھر مین لڑکا پیدا ہوا اسلیے اُسنے اُسکا نام سلطان سنجر
رکھا۔ ملک شاہ کا وزیر خواجہ نظام الملک تھا۔ جسنے مدرسہ نظامیہ بغداد مین قائم
کیا۔ اُسکو بسبب خصومت کے حسن صباح نے کہ توم دیالمہ سے تھا قتل کیا۔ ۴۸۵ھ مین
ملک شاہ مرگیا۔ اور نیک نام چھوڑا۔

سلطان سنجر بن ملک شاہ

سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی

سلطان سنجر بن ملک شاہ اپنے دونون بھائی برکیارق اور محمد کے بعد ۵۱۱ھ
مین سلطان ہوا۔ اُسکے بھائی برکیارق نے اُسکو اپنے عہد مین خراسان کا حاکم
مقرر کیا تھا۔ بھائیون کے عہد مین بیس برس نیابت کی۔ جب سلطان کا لقب لیا
اُسکے بھتیجے محمود بن محمد نے اطاعت سے انکار کیا۔ سلطان سنجر نے اُسپر فوج کشی
کی۔ دونون مین مقابلہ ہوا۔ محمود کو شکست ہوئی۔ لیکن پھر معذرت کی سلطان نے
قصور معاف کرکے عراق کی حکومت سپرد کی۔ پھر بہرام شاہ غزنوی نے کہ سلطان سنجر
کا بھانجا تھا خراج نہین بھیجا اُسکی طرف رُخ کیا۔ اُسنے عذر کیا اور خراج دیا۔ پھر
بہرام شاہ غزنوی نے سام سوری غوری سے لڑائی کی۔ اور اُسکو شکست دی
وہ مرگیا اسکا انتقام اُسکے بھائی علاء الدین حسین جہانسوز غوری نے لیا۔ غزنی پر
فوج کشی کی۔ تمام قبرین سوائے سلطان محمود کی قبر کے اُکھاڑ ڈالین۔ اور بہرام شاہ

کو بھگا دیا۔ بہرام شاہ کی مدد کو سلطان سنجر آیا۔ اور علاء الدین کو شکست دی اور اُسکو گرفتار کرلیا۔ پھر اُسکو غور کا تخت بخشا۔ سلطان آخر مین اہل بلخ سے لڑا۔ جس مین اسیر آفت ہوئی۔ اور اسی غم مین ۵۵۲ھ مین مرگیا۔ یہ بادشاہ عادل اور علم دوست تھا بہت شعرا اسکے ساتھ جمع تھے۔ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بوجہ قدر دانی کے اسی نے عریضہ لکھا تھا لیکن آپ نے آنا پسند نہ فرمایا۔ اس بادشاہ نے اکتالیس برس بادشاہت کی۔ اُسکے مرنے کے بعد سلجوقیون مین پراگندگی آئی۔ حاکم خوارزم نے قوت پکڑی اور کچھ ملک اُسکا اُسنے دبا لیا اور کچھ غوریون نے پھر غوریون سے بھی خوارزم شاہیون نے چھین لیا۔

احوال خوارزم شاہیان

احوال خوارزم شاہیان

واضح رہے کہ نوشتگین ایک غلام تھا۔ اور ملک شاہ سلجوقی نے اُسکے علاقہ طشت برداری کی تھی اور اُسکا خرچ ملک خوارزم سے علاقہ رکھتا تھا۔ مابعد مین اُسکا بیٹا محمد بن نوشتگین اپنے باپ کے عہدہ پر قائم ہوا۔ اور اپنے خدمات سے راضی کرکے حکومت خوارزم کی حاصل کی۔ سنہ ۴۹۰ھ مین حاکم ہوا۔

قطب الدین محمد خوارزم شاہ

قطب الدین محمد خوارزم شاہ کا لقب لیا۔ لیکن سلطان سنجر کی خدمت مین حاضر ہوتا اور فرمانبردار رہتا۔ اس نے ۳۲ برس حکومت کی اور سنہ ۵۲۱ھ مین گیا۔

اتسز بن قطب الدین محمد اُسکے بعد حاکم ہوا۔ یہ بھی سلطان سنجر کو ہدیہ وغیرہ دیتا تھا۔ اور ۲۹ برس حکومت کرکے سنہ ۵۵۱ھ مین مرگیا۔ یہ بڑا عاقل تھا۔ اور رشید وغیرہ اسکے وقت مین تھے۔

ایل ارسلان شاہ

ایل ارسلان شاہ بن اتسز اپنے باپ کے بعد تخت پر بیٹھا۔ قریب ۱۷ برس کے حکومت کی۔ یہ بھی مثل باپ کے ہوشیار تھا سنہ ۵۶۷ھ مین مرگیا۔

سلطان شاہ

سلطان شاہ بن ایل ارسلان اپنے باپ کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اُسکے بڑے

بھائی علاءالدین تگس خان بن ایل ارسلان نے دعوی بادشاہی کا کیا۔ سلطان شاہ کے مقابلہ کو تگس خان سے قرابر خطائی یعنے خطا کے بادشاہ سے پناہ لی۔ اور اُسکی مدد سے سلطان شاہ کی مدد کو آیا۔ سلطان شاہ سے عرصہ تک نزاع رہی۔ آخرش تصفیہ ہوکر سلطان شاہ خراسان کا حاکم مقرر ہوا اور ۵۸۹ھ مین مرگیا۔ تگس خان اُسکے بعد تمامی ملک سلجوقیہ کا مالک ہوگیا۔ اور تمام ملک کو اپنے بیٹون پر تقسیم کیا۔ اور عراق پر بھی متصرف ہوگیا۔ خلیفہ ناصرالدین نے اُسکے انسداد کو لشکر بھیجا۔ لیکن لشکر نے شکست اُٹھائی۔ ۲۸ برس حکومت کی ۵۹۶ھ مین مرگیا۔

محمد خوارزم شاہ بن تگس خان بعد باپ کے جانشین ہوا۔ اسوقت سلطان غیاث الدین غوری اور اُسکے بھائی شہاب الدین محمد غوری نے جنہے ہندوستان کو فتح کیا اور اپنے ایک غلام قطب الدین ایبک کو وہان کی حکومت پر چھوڑکر چلا آیا تھا خراسان مین قوت پکڑی۔ اسلیے محمد خوارزم شاہ نے اُسطرف رُخ کیا۔ اور انمین خوب لڑائی رہی۔ آخر محمد خوارزم شاہ کامیاب ہوا۔ اور خاندان غور ختم ہوگیا۔ اور جب ایران سے فرصت ہوئی تو توران کی فتح کا قصد کیا۔ اور بادشاہ قراخطائی سے مقابلہ کیا۔ اور سمرقند اور بخارا کو فتح کیا۔ اور قراخطائی کو شکست دی۔ تمام ملک غزنی اور غور اُسکے تصرف مین در آیا۔ شہاب الدین محمد غوری کے خزانہ کی تلاش مین خلیفہ بغداد کا خط ملا جسمین ترغیب تھی کہ محمد خوارزم شاہ کی انسداد ہونی چاہیے اسلیے خلیفہ سے آزردہ ہوکر بغداد پر فوج کشی کی۔ لیکن اکثر لشکر سردی کے باعث ہلاک ہوا۔ اسلیے قصد کو ملتوی رکھا۔ پھر حضرت مجدالدین بغدادی کو دجلہ مین ڈالا۔ چنگیز خان تاتاری نے قاصد بھیجے اُنکو اپنے زعم مین قتل کیا۔ اسپر اُسنے فوج کشی کی اور باوجود بہادری اور چالاکی آدمیون کے لشکر کے مقابلہ نہ کیا۔

اور خوف سے تاتاری مغول کے ایک جزیرہ مین پناہ لی۔ لیکن مغول نے بادشاہی خزانہ پالیا۔ اور جس شہر مین پہونچے قتل عام کیا۔ یہان تک کہ محمد شاہ اسی غم مین سنہ ۶۱۷ھ مین مرگیا۔ اور ایسی جگہہ مرا جہان کفن بھی نصیب نہ ہوا اُسکا بیٹا سلطان رکن الدین بن محمد خوارزم شاہ عراق کا حاکم تھا سنہ ۶۱۸ھ مین مارا گیا۔ اُسکا دوسرا بیٹا سلطان غیاث الدین کرمان کا حاکم تھا۔ سنہ ۶۲۸ھ مین مارا گیا۔ تیسرا بیٹا جلال الدین بن محمد خوارزم شاہ خراسان کا حاکم تھا۔ جسنے چنگیز خان سے خوب مقابلہ کیا اُسکی بہادری کی تعریف خود چنگیز خان نے کی۔ آخر مین دریاے سندھ کو عبور کرکے ہندمین پہونچا۔ پھر ہندؤن پر بھی جہاد کیا۔ پھر اپنے بھائی غیاث الدین سے کرمان مین جاملا۔ سنہ ۶۲۸ھ مین مغلون کے ہاتھ سے مارا گیا۔

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سنہ [illegible]	قطب الدین محمد خوارزم شاہ بن نوشتگین	خوارزم	
سنہ ۵۲۱ھ	التنز بن قطب الدین محمد	ایضاً	
سنہ ۵۵۱ھ	ایل ارسلان شاہ بن التنز	ایضاً	
سنہ ۵۶۷ھ	سلطان شاہ بن ایل ارسلان	ایضاً	
سنہ ۵۸۹ھ	سلطان تگیس شاہ بن ایل ارسلان	ایضاً	
سنہ ۵۹۰ھ	سلطان محمد خوارزم شاہ	ایضاً	
سنہ ۶۱۰ھ	سلطان رکن الدین بن محمد خوارزم شاہ	ایضاً	سنہ ۶۱۸ھ مین مرگیا
سنہ ۶۱۰ھ	سلطان غیاث الدین والی کرمان	ایضاً	سنہ ۶۲۸ھ مین مرگیا
سنہ ۶۱۰ھ	سلطان جلال الدین والی خراسان	ایضاً	ایضاً

احوال

احوال اتابکان موصل و شام

احوال اتابکان

پہلا شخص

پہلا بادشاہ انکا قسیم الدولہ ابن سنقر مملوک ملک شاہ سلجوقی کا تھا۔ جب اسکا بھائی تتش حلب کا حاکم ہوا۔ اسکو اپنا نائب کیا۔ آپس مین پھر لڑائی ہوئی یہ قید ہوگیا۔ پھر مارا گیا۔ اسکی جگہ اسکا بڑا بیٹا عماد الدین زنگی زیر سایہ دولت سلجوقیہ والی واسط وغیرہ سنہ ۵۲۱ھ مین بنایا گیا۔ اتابک کہتے ہین مربی اولاد ملوک کو۔ پھر اسنے عیسائیون کے حملہ مین بزور شجاعت حلب۔ حماۃ۔ حمص۔ بعلبک وغیرہ پر غلبہ پایا۔ قلعہ جعبر کا محاصرہ کیا۔ وہان پر بعض خواص نے اسکو قتل کیا۔

سیف الدین

اسکی جگہ سیف الدین اسکا بیٹا موصل مین اور دوسرا بیٹا نور الدین شہید حلب مین فرمانروا ہوا۔ جب سیف الدین مر گئے قطب الدین مودود اسکا بھائی حاکم موصل ہوا۔

نور الدین

نور الدین کا مذہب حنفی تھا۔ شریعت کا پابند نہایت تھا۔ عاشق جہاد تھا۔ کچھ اوپر پچاس قلعے نصارا کے ہاتھ سے بیت المقدس کے اطراف مین چھین لیے۔ منجملہ انکے دمشق بھی تھا۔ بیمارستان کو دار الحدیث بنایا۔ ٹکس بند کر دیا۔ اٹھائیس برس حکومت کی۔ اسی کا سالار لشکر شیرکوہ تھا جسکا بھتیجا صلاح الدین ایوب تھا جسنے دولت فاطمین مصر کو کہ اثنا عشری مذہب رکھتے تھے ختم کیا۔ اور بیت المقدس وغیرہ بلکہ کل شام اور ایشیاے کوچک کو نصارا سے خالی کرایا۔ اور خود بہ لقب ملک ناصر بادشاہ ہو گیا اور حجاز اور یمن بھی اُسکے تصرف مین در آیا۔ اور دولت ایوبیہ مصر وغیرہ مین قائم کی۔ اور بڑے عدل اور انصاف اور دینداری سے ملک کو معمور کیا۔ اور دولت اتابیہ بہ سبب غلبہ صلاح الدین اور تاتاریون کے بالکل زائل ہو گئی۔

ملک صالح بن نورالدین

اتابک نور الدین کا بیٹا ملک صالح جانشینی کے وقت گیارہ برس کا تھا ملک صلاح الدین نے جب دمشق پر فوج کشی کی تو وہ حلب کو بھاگا۔ سنہ ۵۵۸ھ مین

جانشین ہوا اور ۵۷۷ھ میں مرگیا۔

اتابک قطب الدین مودود بن زنگی اپنے بھائی سیف الدین کے بعد موصل کا بادشاہ ہوا۔ ۵۶۵ھ میں مرگیا۔ اتابک سیف الدین غازی بن قطب الدین مودود اپنے باپ کے بعد بادشاہ ہوا۔ فرنگیوں سے لڑکر ۵۷۶ھ میں شہید ہوا۔

اتابک عزالدین مسعود بن قطب الدین اپنے بھائی سیف الدین کے بعد موصل کا بادشاہ ہوا اور ملک صالح کی وصیت کے بموجب حلب کا حاکم بھی یہی ہوا۔ تیرہ برس حکومت کی ۵۸۹ھ میں مرگیا۔

اتابک ملک نورالدین ارسلان شاہ بن عزالدین اپنے باپ کی جگہ بادشاہ ہوا۔ گیارہ برس حکومت کی ۶۰۷ھ میں مرگیا۔

اتابک ملک قاہر عزالدین بن نورالدین ارسلان شاہ اپنے باپ کے بعد بادشاہ ہوا۔ اسکا وزیر بدرالدین تھا۔ ۵ برس حکومت کی ۶۱۵ھ میں مرگیا۔ پھر اسکا وزیر بدرالدین حاکم ہوگیا۔ پھر یہ دولت ختم ہوگئی۔

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
۵۲۱ھ	اتابک عماد الدین زنگی والی حلب و موصل	حلب
۵۳۰ھ	سیف الدین بن زنگی	موصل
۵۳۰ھ	نورالدین بن زنگی	حلب
۵۵۹ھ	ملک صالح	ایضاً
۵۷۷ھ	اتابک قطب الدین	حلب و موصل
۵۷۶ھ	ملک عزالدین مسعود بن قطب الدین	موصل
۵۸۹ھ	ملک نورالدین ارسلان بن عزالدین	ایضاً
۶۰۷ھ	ملک قاہر عزالدین بن نورالدین	ایضاً
۶۱۵ھ	بدرالدین وزیر۔ یہ دولت ختم ہوگئی	

احوال اتابکان شیراز

احوال اتابکان شیراز

جب سلطان ملک شاہ بن محمد بن محمود سلجوقی نے اتابک نورایہ کو قتل کیا اور ایک برس حکومت کی اتابک سنقر بن مودود سلغری نے اُسپر خروج کیا۔ اور وہ بھاگا ۵۴۳ھ مین مظفر الدین سنقر شیراز مین بادشاہ ہوا۔ اور خانقاہ وغیرہ بنوائے اور بہت رفاہ کیا۔ تیرہ برس حکومت کی ۵۵۶ھ مین مرگیا۔

اتابک مظفر الدین زنگی

اتابک مظفر الدین زنگی بن مودود اُسکا بھائی تخت پر بیٹھا۔ بڑے عدل و انصاف سے ۱۴ برس حکومت کی ۵۷۰ھ مین مرگیا۔

اتابک مظفر الدین تکلہ

اتابک مظفر الدین تکلہ بن زنگی اپنے باپ کی جگہہ تخت پر بیٹھا اور بیس برس حکومت عدل و انصاف کے ساتھ کرکے ۵۹۱ھ مین مرگیا۔ اُسی کا وزیر خواجہ امین الدین تھا کہ نہایت سخی تھا۔

اتابک مظفر الدین ابو شجاع

اتابک مظفر الدین ابو شجاع سعد بن زنگی اپنے بھائی تکلہ کی جگہہ جانشین ہوا اور شجاعت اور سخاوت مین لاثانی تھا۔ محمد خوارزم شاہ سے جسکے پاس چار لاکھ آدمی تھے خلیفہ بغداد کی حفاظت کے لیے لڑا۔ اُسکے پاس صرف سات سو سوار تھے اور آخر ش گرفتار ہوگیا۔ جب محمد خوارزم شاہ نے وجہ حملہ کی دریافت کی تو کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپکا لشکر ہے۔ محمد خوارزم شاہ نے اُسکی خاطرداری کی۔ اور اسپر تصفیہ ہوا کہ خوارزم شاہ کے بیٹے جلال الدین سے سعد زنگی کی بیٹی کی شادی ہو اور ثلث خراج اپنے ملک کا خوارزم شاہ کو دے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۳۲ برس حکومت کی اور ۶۲۳ھ مین مرگیا۔

اتابک ابوبکر

اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی اپنے باپ کے بعد تخت نشین ہوا۔ اسکو جب چنگیز خان کے حملہ کا حال معلوم ہوا۔ اپنے بھائی کو مع تحفہ و ہدایہ کے چنگیز خان کے بیٹے اوکتا مال کے پاس بھیجا۔ اور اُسنے تحفہ قبول کیا اور خطاب عطا کیا۔ اور

جب ہلاکو خان نے بغداد فتح کیا۔ تو اتابک ابوبکر نے اپنے بیٹے کو مبارکباد کے لیے بھیجا لیکن جب وہ واپس آیا اور اپنے باپ کے مرنے کی خبر سُنی تو ١٢ روز کے اندر وہ بھی بیمار ہوکر مرگیا۔ اتابک ابوبکر ہمعصر حضرت سعدی شیرازی کا تھا اور حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اُسکی مدح لکھی ہے۔ ٣٥ برس سلطنت کی اور ٦٥٨ھ مین مرگیا۔ پھر یہ دولت ختم ہوگئی۔

		شیراز
٥٥٦ھ	مظفرالدین زنگی بن مودود	ایضاً
٥٧٠ھ	اتابک تکلہ بن زنگی	ایضاً
٥٩١ھ	اتابک سعد بن زنگی	ایضاً
٦٢٣ھ	اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی ٦٥٨ھ مین مرگیا۔	ایضاً

دولت بنی طغتگین

یہ لوگ شام کے حاکم تھے ابومنصور طغتگین منجملہ مردم تتش کے تھا۔ جب یہ طبریہ سے نکلا مصحف عثمانی جسکو عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد طبریہ مین رکھوایا تھا اپنے ساتھ لیکر نکلا۔ جامع دمشق اموی مین رکھا۔ اسکے مرنے کے بعد اُسکا بیٹا تاج الملوک ابوسعید پورے ملک کا والی ہوا ٥٢٦ھ مین مرگیا۔

اسکا بیٹا شمس الملوک ابوالفتح اسمعیل بن بوری صدرنشین ہوا۔ دو دن مین قلعہ بانیاس کفار کے ہاتھ سے نکال لیا۔ آخر کو ظالم ہوگیا۔ اسلیے مارا گیا۔ بجاے اُسکے اُسکا بھائی شہاب الدین محمود بن بوری قائم ہوا۔ یہ بھی ٥٣٣ھ مین مقتول ہوا۔ اسکے بعد ابوالمظفر محمد بن بوری حاکم ہوا۔ یہ ضعیف سیرت تھا

سنہ ۵۶۴ھ مین مرگیا۔ اسکا بیٹا ایبق اُسکے بعد جانشین ہوا۔ یہ نابالغ تھا۔ اسکا کاروبار ملک کا اتابک معین الدین چلاتا تھا۔ پھر اتابکیہ مستولی ہو گئے۔ دولت سلجوقیہ شام بلاد فراتیہ سے مٹ گئی۔

دولت بنی مرداس

دولت بنی مرداس

پہلے سب سے انمین صالح بن مرداس کلبی سنہ ۴۱۴ھ مین ...

اُسنے اس ملک کو ہاتھ سے اُمراے حاکم بامر اللہ فاطمی کے نکال لیا تھا۔ یہان تک کہ جب وہ مارا گیا پہلے اُسکا بیٹا محمود بن صالح پھر اُسکا بھائی عطیہ بن صالح پھر نصر بن محمود پھر احمد بن نصر سنہ ۴۷۲ھ تک وہان فرمانروا رہے پھر دیار حلبیہ پر غلبہ شرف الدولہ مسلم بن قریش صاحب موصل کا ہوگیا۔ دولت بنی مرداس ختم ہوگئی ۵۸ برس انکی حکومت رہی۔

دولت آل براق ملوک کرمان

دولت آل براق ملوک کرمان

سنہ ۶۲۱ھ سے سنہ ۷۰۳ھ تک نو نفر نے اس جگہ حکمرانی کی۔ اول براق یارس حاکم کرمان خوارزم شاہ کی طرف سے رہا۔ سنہ ۶۳۲ھ مین مرگیا۔ پھر اُسکا بیٹا رکن الدین مبارک بیٹھا۔ پھر سلطان قطب الدین ابن عم مستولی ہوگیا۔ سنہ ۶۵۵ھ مین مرگیا۔

پھر اُسکا بیٹا سلطان حجاج حاکم ہوا۔ سنہ ۶۶۰ھ مین مرگیا۔ پھر اُسکا بھائی سلطان سیورغتمش بن قطب الدین قائم ہوا۔ سنہ ۶۸۱ھ مین معزول ہوکر بجاے اُسکے مدت تک اُسکی بہن شاہ خاتون حکمران رہی۔ پھر سلطان مظفر الدین محمد ہوئے۔ یہ سنہ ۷۰۳ھ مین مرگئے۔ انکی جگہ ابن عم انکا سلطان قطب الدین شاہ جہان قائم ہوا۔ یہ بڑا ظالم تھا۔ مغول نے اس سے ملک چھین لیا۔

ملک تونس و افریقہ

انکو گمان ہے کہ یہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد ہین۔ انکے جد کا نام

ابوحفص عمر ابن تومرت تھا۔ بعد فاطمیین کے سنہ ۵۵۱ھ مین عبدالمومن نے اپنے بیٹے محمد کو ولیعہد کیا۔ پھر عبدالواحد بن ابی حفص حاکم ہوا۔ پھر ابوزکریا یحییٰ اسکا لقب امیرالمومنین ہوا۔ پھر محمد بن زکریا اسکا لقب منتصر ہو پھر یحییٰ بن یحییٰ سترہ دن حاکم رہا پھر ابواسحاق ابراہیم بن یحییٰ بن عبدالواحد امیر ہوا۔ پھر ملک کو ایک شخص نے اہل بجایہ سے لے لیا۔ اُسکا نام محمد بن عمارہ تھا۔ چار برس حاکم رہا۔ پھر سلطنت حفصیین مین آئی۔ عمر بن یحییٰ مالک ہوئے۔ پھر عبدالرحمن۔ یہ پچیس دن بعد معزول کیے گئے پھر ابی عفیدہ بادشاہ ہوئے۔ پھر ابوبکر بن عبدالرحمن مخلوع پھر ابوالبقا۔ پھر ابویحییٰ زکریا الحیانی پھر بلاد مغرب کو ابوبکر بن یحییٰ نے لے لیا۔ اسکے بعد اُسکا بیٹا ابوفارس محمد عبدالعزیز امیر ہوا وہ بازار مین مارا گیا۔ پھر اُسکا بیٹا ثابت بن محمد جانشین ہوا۔ وہ بھی مارا گیا۔ تب فرنج طرابلس مغرب پر غالب آگئے۔ پھر ابوبکر بن محمد نے لشکر کو جمع کرکے فرنج کو شکست دی۔ اسکی جگہ علی بن عمارہ قائم ہوا سنہ [illegible]ھ مین یحییٰ ابن ابی بکر نے امارت پائی۔ ابوفارس نے اپنا قبضہ کر لیا دولت آل عمارہ ختم ہوئی۔ سنہ ۸۳۷ھ مین ابوفارس مر گئے۔ انکی جگہ منتصر ابوعبداللہ محمد بن الامیر محمد المنصور حاکم ہوئے۔ پھر انکا بھائی عثمان بن محمد امیر ہوا۔ پھر انکے پوتے یحییٰ بن مسعود نے امارت پائی عبدالمومن کے ہاتھ سے مارا گیا۔ پھر تونس عبدالمومن بن ابراہیم بن عثمان نے لے لیا۔ اُسکے بعد اُسکا بھائی زکریا امیر ہوا سنہ ۸۹۹ھ مین وباے عام سے مر گیا۔ پھر سلطنت ہاتھ مین محمد بن حسن کے آئی وہ لہو ولعب و خمر مین مشغول رہتا تھا۔ سنہ ۹۱۶ھ مین فرنج نے طرابلس لے لیا ۴۲ برس انکے ہاتھ مین رہا۔ انسے سنان پاشا اور رستم پاشا وزیر سلطان سلیمان خان رومی ترک نے سنہ ۹۵۸ھ مین چھین لیا۔ محمد بن حسن نے تیس برس سلطنت کی۔ پھر انکا بیٹا سلطان حسن بیٹھا۔ سلطان سلیم خان نے سارا ملک

افریقہ مع تونس ۹۷۷؁ھ مین لے لیا۔ پھر فرنج نے لے لیا۔ پھر سلطان سلیم نے ۹۸۲؁ھ مین فرنج سے چھین لیا۔ جب سے ابھی تک اُسی خاندان مین ہے

دولت آل قرمان

دولت آل قرمان

یہ قرمان اصل مین ارمنی تھا۔ پھر مسلمان ہوگیا۔ قرمان نے نزدیک سلطان علاء الدین کیقباد سلجوقی کے رسائی حاصل کی۔ سلطان نے اپنی بہن کا بیاہ اس سے کرکے والی بلاد لارندہ کا بنایا۔ اسنے بلاد سلفکہ کو فتح کیا۔ بعد وفات سلطان کے سارے ممالک پر مستولی ہوگیا۔ اور ان بلاد کا نام اپنے نام پر رکھا۔ مدت تک سلطنت کی۔ پھر اسکی جگہ علاء الدین اسکا بیٹا بیٹھا۔ سلطان بایزید کی لڑائی مین مارا گیا۔ پھر محمد بلاد قرمان پر بجائے باپ کے حاکم ہوا۔ پھر اُسکا بیٹا ابراہیم مقرر ہوا۔ سلطان مراد خان نے اپنی بہن اسکے نکاح مین دی۔ ابراہیم ۸۶۸؁ھ مین مرگیا۔ چالیس برس سلطنت کی۔ پھر اُسکا بیٹا اسحاق قائم ہوا۔ پھر اُسکا بیٹا سلطان مصطفے۔ اسپر یہ دولت ختم ہوگئی۔ یہ ملک ہاتھ مین دولت عثمانیہ کے آگیا۔

دولت غوریہ

دولت غوریہ

اصل مین اہل غور ترک ہین۔ ملک خطا سے اکثر جبل غور مین آکر بسے ۵۴۳؁ھ سے انکی ابتدا ہوئی۔ ۶۱۲؁ھ مین انتہا۔ اول ملوک انمین سیف الدین محمد بن الحسین بہرام شاہ غزنوی کا داماد ہے۔ یہ مارا گیا اسکی جگہ اسکا بھائی سوروان بن الحسین ہوا۔ اسکو بہرام شاہ نے تہ تیغ کیا۔ پھر اسکی جگہ علاء الدین حسن بن الحسین اُسکا بھائی متولی ہوا۔ اسکا لقب جہانسوز ہے۔ یہ بھی بہرام شاہ سے بدلہ بھائی کا لینے گیا تھا۔ لیکن وہ بھاگ کر بلاد ہند مین چلا گیا۔ علاء الدین غزنی پر مستولی ہوگیا اور آگ لگائی۔ بلکہ سب کی قبرین کھدوا کر سوائے سلطان محمود کی قبر کے ہڈیون مین بھی

آگ لگا دی۔ اسی سے جہانسوز کہلایا۔ اور بہرام شاہ کا تعاقب ہند تک کیا۔ اور اُسکو مار ڈالا۔ پھر اُسکے بیٹے خسرو شاہ سے لڑا اور اُس سے بھی غزنی چھین لیا۔ یہان تک کہ اُسنے پنجاب ہی مین رہنا قبول کیا۔ علاء الدین نے اپنا لقب سلطان اعظم رکھا۔ ۵۵۱ھ مین مر گیا۔ چھ برس حکومت کی۔

سیف الدین بن علاء الدین اپنے باپ کے بعد غور کا بادشاہ ہوا۔ اور نہایت عدل اور انصاف کیا۔ اور سخاوت کے واسطے مشہور تھا۔ لیکن صرف ایک برس کئی مہینے حکومت کی اور قوم غز کی لڑائی مین ابو العباس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ سیف الدین بن علاء الدین

تب غیاث الدین بن سام بن حسین اپنے چچیرے بھائی کی جگہ بادشاہ ہوا۔ ابو العباس کو قتل کیا۔ اور تمام اطراف کے ملک مثل قندھار اور غزنی اور غرجستان اور ہرات اور نیشاپور بلکہ تمام خراسان اُسکے تصرف مین در آیا۔ اور اپنے بھائی شہاب الدین کو غزنی کی حکومت سپرد کی۔ غیاث الدین نے ۴۳ برس بادشاہت کرکے ۵۹۹ھ مین انتقال کیا۔ اُسکی عمر ترسٹھ سال کی ہوئی۔ اُسکے بعد اُسکا بھائی شہاب الدین محمد غوری جانشین ہوا۔ اُسنے اپنے بھائی غیاث الدین کے حکم سے ہندوستان پر فوج کشی کی۔ خسرو شاہ کو قتل کیا اور ملتان کو لے لیا۔ اسکے بعد آہستہ آہستہ ہندوستان مین بڑھتا گیا۔ آخرش ۵۸۸ھ مین راے پتھورا سے دہلی کے پانی پت مین مقابل ہوا اور اُسکو شکست دیکر ہندوستان پر قابض ہو گیا۔ اور ہندوستان اپنے ایک غلام قطب الدین ایبک کے سپرد کرکے غزنی کو واپس آیا۔ اور خراسان کو اپنے اقران پر تقسیم کیا۔ پھر محمد خوارزم شاہ سے لڑا جسمین شہاب الدین کو شکست ہوئی۔ لیکن پھر مصالحہ ہو گیا۔ پھر کوہ جودی کے رہنے والون کی تنبیہ کو کئی بار گیا۔ تیسری مرتبہ کی واپسی مین مقام دمیک مین

شہید ہوا۔ اسنے ہندوستان مین مستقل حکومت قائم کی۔ اسکے بعد اسکا بھتیجا محمود بن غیاث الدین فرمانروا رہا۔ لیکن خوارزم شاہیون کا زور ہوا اور سنہ ۶۰۷ھ مین مارا گیا۔

پھر بہاء الدین سام بن محمود حاکم ہوا وہ بھی مارا گیا۔ سنہ ۶۰۹ھ مین یہ دولت ختم ہوئی۔ اور خوارزم شاہی غالب آئے۔ لیکن ہندوستان پر اُنکے مملوک بدستور فرمانروا رہے۔

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت
سنہ ۵۲۵ھ	سیف الدین محمد بن الحسین	
سنہ ۵۴۰ھ	سوری بن الحسین	
سنہ ۵۴۵ھ	علاء الدین حسن بن الحسین	
سنہ ۵۵۱ھ	سیف الدین بن علاء الدین	
سنہ ۵۵۶ھ	غیاث الدین سام بن حسین	
سنہ ۵۹۹ھ	شہاب الدین بن محمد غوری	
سنہ ۶۰۲ھ	محمود بن غیاث الدین	
سنہ ۶۰۷ھ	بہاء الدین بن محمود	سنہ ۶۰۹ھ مین یہ خاندان ختم ہوگیا

دولت چنگیزیہ تاتاریہ مغولیہ

دنیا مین تُرک و تاتار سب قومون سے زیادہ ہین اُنکی اصل ملک چین۔ تاتار چین جسکو اسوقت منگولیہ اور منچوریہ کہتے ہین۔ روس اور تاتار روس جسکو سائبیریا کہتے ہین اور نوروے سویڈن ہے۔ انکو دشت قبچاق بھی کہتے ہین۔ کل ملک جو ایشیا اور یورپ کے اوتر ہے۔ اُنکے رہنے والون کو

یافث بن نوح کی اولاد سے تاتاری ہین۔ پہلے انکی نسل ترک کہلاتی تھی۔ انمین ایک بادشاہ المخنۃ خان ہوا۔ اسوقت ترک سب ایمان سے پھر گئے۔ المخنۃ خان کے دو بیٹے ہوئے۔ ایک کا نام تاتار اور دوسرے کا نام مغل رکھا۔ جب دونون بیٹے شعور مند ہوئے۔ اُسنے اپنا ملک دونون پر تقسیم کیا۔ طبقہ تاتاریون مین سے سات شخصون نے اور طبقہ مغلون مین نو شخصون نے بادشاہی کی۔

پہلے تاتار خان پھر بوقا خان پھر تلجیہ خان پھر ایلی خان پھر اتسز خان پھر اردو خان پھر سونج خان ہوا۔ سونج خان کے عہد مین نور بن فریدون ماوراالنہر اور ترکستان پر قابض ہوگیا۔ مغول خان کا بیٹا قرار خان تھا وہ تخت پر بیٹھا۔ اُسنے قراقرم کو دارالسلطنت بنایا۔ اُسکا بیٹا اغور خان پیدا ہوا۔ اور مسلمان ہوگیا۔ اور باپ کو مار کر تخت پر بیٹھا۔ وہ تمامی تاتار اور مغول حاکم ہوگیا۔ پھر کون خان بن ارغون پھر آے خان بن ارغون پھر بلدوز خان بن اغور خان پھر منگلی خان بن یلدوز پھر تنگر خان بن آے خان پھر ایل خان بن تنگر خان بادشاہ ہوا۔ اسی کے زمانے مین تور بن فریدون ماوراالنہر اور ترکستان کا حاکم تھا۔ نور بن فریدون اور سونج خان نے اتفاق کرکے ایل خان پر فوج کشی کی۔ اُسمین سب مغول مارے گئے۔ صرف چند آدمی بچ گئے تھے کہ شب کے وقت بھاگے۔ اور ایک پہاڑ مین جا چھپے۔ وہین اُنکی نسل بڑھی۔ تب اُنھون نے اپنے اصلی ملک کی طرف توجہ کی۔ اور الان قور کو جسکو لقرلی بھی کہتے ہین۔ اپنا بادشاہ بنایا۔ پھر اُسکا بیٹا بوزنجیر خان توران کا بادشاہ ہوا۔ پھر اُسکا بیٹا بوقا خان پھر تومتن خان بن بوقا خان پھر قائدو خان بن تومتن پھر بالسیتغر بن قائدو خان پھر تومنہ خان بن بالستغر بادشاہ ہوا۔ تیمور لنگ کا نسب اسی سے ملتا ہے۔ پھر قاجو بہادر بن تومنہ خان پھر

قبل خان بن تومنہ پھر قوبلہ خان بن قبل خان پھر برتان بہادر بن قبل خان
پھر میسوکا بہادر بن برتان بہادر پھر چنگیز خان بن میسوکا بہادر تخت نشین ہوا
اسکی پیدائش ۵۴۹ھ مین تھی۔ وقت پیدائش کے اُسکا ہاتھ خون آلودہ تھا عقلا
نے خونریزی پر محمول کیا۔ جب تیرہ برس کا ہوا۔ تو اُسکا باپ مرگیا۔ اسکا خاندان
اسکی مملکت موروثی پر حاوی ہوگیا۔ تب اُسنے اورنگ خان کے تقرب
مین اقتدار حاصل کیا۔ اور اُسکی مدد سے اپنی موروثی مملکت پر حاوی ہوگیا
پھر اور اختیار بڑھایا۔ خود اورنگ خان سے لڑکر اُسکو شکست دی اور تمام تاتاریون
کے ملک پر مسلط ہوگیا۔ ترکستان وغیرہ اُسکی حکومت مین آئے۔ اور شہنشاہ کا لقب
لیا محمد خوارزم شاہ سے لڑکر کل ملک خراسان۔ غزنی۔ ماوراء النہر اور بڑا حصہ
فارس کا لے لیا۔ اور محمد خوارزم شاہ اُسوقت مین بڑے عروج پر تھا۔ یہان تک کہ
خلیفۂ بغداد پر ایک امر کے باعث سے کہ وقت استیلاء غیاث الدین غوری کے ظہور
مین آیا فوج کشی کی۔ خلیفہ بغداد نے چنگیز خان کو نامہ لکھا اور وہ اُسکو پاکر فراقرم
سے روانہ ہوا۔ اور محمد خوارزم شاہ کو برابر شکست ہوتی گئی۔ یہان تک کہ وہ مرگیا
اور اُسکے بیٹے جلال الدین نے مقابلہ کیا۔ اور مغلون کو شکست دی۔ لیکن جب
چنگیز خان نے خود فوج کی افسری اختیار کی تو جلال الدین کو شکست ہوئی اور دریائے
سندھ کو عبور کرکے جانبر ہوا۔ اس درمیان مین چنگیز خان کو جو شہر و دیار ملے سب مین
آگ لگا دی۔ اور تمام باشندون کو تہ تیغ بیدریغ کیا۔ خون کے پرنالے چلے۔ اور شہر
قارون۔ ذوقلعہ۔ ارتوق۔ نور۔ بخارا۔ شہرا تمار۔ شقناق۔ بازرکند۔ جند۔
خجند۔ فناکت۔ سمرقند۔ بلخ۔ ہرات۔ خوارزم۔ مازندران۔ رے۔ ہمدان۔ قم
قزوین۔ طوس۔ آذربائجان۔ اردبیل۔ تبریز۔ کرخ۔ گرجستان۔ دیار بکر۔ ربیعہ
مراغہ۔ عراق۔ غوری۔ بلقان۔ گنجہ۔ سماخی نخشب۔ ترمذ۔ سنکرت۔ سامانہ۔

طالقان - بامیان - خراسان - مرو - نیشاپور - غزنی - قبچاق - سوارق - ارس - دربند - سات برس کے عرصہ مین اُسکے قبضہ مین درآئے - اور بڑا قتل عام اور اکثر شہرون کو ویران کیا - اور دربند کے راستہ سے لوٹکر بخارا مین قاضی اشرف اور ایک کو واعظون مین سے طلب کیا - اور اسلام کے احکام دریافت کیے - انھون نے کہا کہ کلمہ طیبہ پڑھنا - نماز ادا کرنی - روزہ رکھنا - زکات دینا - اور حج بیت اللہ بیان کیا - اُسنے اور سب باتون کو تسلیم کیا - لیکن اُسنے حج کے بہ نسبت کہا کہ تمام زمین اللہ کی ہی اسلیے قاضی اشرف نے اُسکو مسلمان کہا - اور واعظ نے انکار حج سے کافر کہا - اُسوقت اقلیم پارس مین ایک سو بادشاہ تھے لیکن کسی کو چنگیز خان کے مقابلے کی طاقت نہ تھی - لکھا ہی کہ بلخ مین بارہ سو جامع مسجد اور اسی قدر حمام تھے سب کو خاک کے برابر کر ڈالا - اور مرو مین چودہ لاکھ اور نیشاپور مین تیرہ لاکھ سینتالیس ہزار آدمی - اور ہرات مین انیس لاکھ ساٹھ ہزار آدمی قتل ہوئے - علی ہذا القیاس اسیقدر آدمی ہر شہر و بلاد مین مارے گئے چنگیز خان اپنے لشکر مین بیمار ہوکر - رمضان ۶۲۴ھ مین مرگیا - اور پچیس برس سلطنت کی - اُسکی اولاد ولونڈیون وغیرہ سے قریب پانسو کے تھی - لیکن اُنمین چار بیٹے ممتاز تھے - سب سے بڑا

پہلا - جوجی خان تھا جو دشت قبچاق (سابیریا) کی حکومت پر بیٹھا -

دوسرا - چغتائی قاآن تھا جسکو خوارزم - ترکستان - خراسان اور ماوراء النہر کی حکومت دی گئی - یہی تیمور کے خسر کا مورث تھا - اسی سے خاندان تیمور چغتائی کہلاتا ہی -

تیسرا - اوکتا قاآن اسکو چنگیز خان نے اپنا ولیعہد کیا تھا -

چوتھا - تولی خان - کہ اُسکو حکومت ملک خطا وغیرہ کی دی

لیکن تھوڑے ہی عرصہ مین چنگیز خان کی اولاد اسقدر بڑھی کہ دس ہزار ہوگئی

جوجی خان

جوجی خان بن چنگیز خان

یہ شخص چنگیز خان کے چھ مہینے پہلے مرگیا۔ اور سات بیٹے چھوڑے لیکن اُسکی جگہ اُسکا بڑا بیٹا باتو خان قائم ہوا۔ جسنے ملک روس اور بلغار وغیرہ فتح کیے۔ اور ۶۵۳ھ مین مرگیا۔ اسنے قلعہ فرنگ جو اب جرمنی مین ہے اُسکا بھی محاصرہ کیا تھا۔ اور سنگری اور پالنڈ وغیرہ تک قبضہ کرلیا تھا۔ اُسکے بعد اُسکا بھائی برکہ خان بادشاہ ہوکر مسلمان ہوگیا۔ اور اُسکے خاندان مین وہان ۳۲ آدمیون نے بادشاہت کی۔

چغتا قاآن

چغتا قاآن بن چنگیز خان

اسکو چنگیز خان نے حکومت ماوراء النہر۔ خوارزم۔ بدخشان ۔ غزنی۔ بلخ۔ وغیرہ کی سپرد کی۔ یہ ۶۴۲ھ مین مرگیا۔ اُسکی اولاد مین تیس آدمیون نے توران مین حکومت کی۔

اوکتا قاآن

اوکتا قاآن بن چنگیز خان

یہ شخص اپنے باپ کے بعد اُسکا جانشین ہوا۔ سبھون نے اُسکی اطاعت کی۔ تیرہ برس حکومت کی۔ ۶۳۹ھ مین مرگیا۔ اسکے بعد اسکی بی بی جانشین ہوئی۔ جس سے سلطنت مین فتور پڑا۔ تب اُسکا بیٹا کیوک خان جانشین ہوا۔

تولی خان

تولی خان بن چنگیز خان

یہ شخص اپنی فوجی افسری کے واسطے مشہور تھا۔ اور ممالک خطائی فتح کرکے مرگیا۔ اُسکے چار بیٹے تھے منکو قاآن۔ ہلاکو خان۔ قوبلا قاآن اور ارتق بوکا۔

۱۔ منکو قاآن نے چین اور ماچین جسمین برما داخل ہے فتح کیا اور بیمار ہوکر ۶۵۵ھ مین مرگیا۔

۲۔ قوبلا قاآن اپنے بھائی کے بعد تخت خطا پر بیٹھا۔

۳۔ ارتق بوکا دوسرا بیٹا تولی خان کا قراقرم مین بجائے چچیرے بھائی کے

تخت نشین ہوا اور دونون بھائیون قیبولا قاآن اور ارتق بوکا مین لڑائی ہوئی آخرش ارتق بوکا نے قوبیلا قاآن کی اطاعت کی۔ قیبولا قاآن نے ۳۵ برس حکومت کی ۶۹۳ھ مین مرگیا۔

تیمور قاآن بن جیم کیم بن قیبولا قاآن اپنے دادا کی جگہ بیٹھا۔ اور چھ برس سلطنت کرکے مرگیا۔ اور اُسکے بعد اُسکی اولاد مین پشت در پشت چودہ شخصون نے بادشاہت کی۔

۴۔ ہلاکو خان بن تولی خان بن چنگیز خان۔

اسکو اُسکے چچا منکو قاآن نے واسطے فتح بلاد عرب کے تعینات کیا۔ وہ سوا لاکھ آدمیون سے روانہ ہوا اور ۶۵۱ھ مین قراقرم سے چلا۔ پہلے قلعہ الموت کو کہ طبرستان مین تھا قبضہ کیا۔ یہ رافضیون کے دخل مین تھا۔ اُنکی بیخ کنی کی۔ اور مؤیدالدین محمد وزیر خلیفہ بغداد بھی رافضی تھا۔ اور ابوبکر بن خلیفہ مستعصم نے رافضیون کو غارت کرایا۔ اسلیے مؤیدالدین کو بدلا لینا مقصود ہوا۔ اور خفیہ ہلاکو خان سے سازش کرکے عباسیون کو ذلیل کرانا چاہا۔ وزیر مذکور نے خلیفہ بغداد سے یہ بات پیش کی کہ بالفعل اسقدر لشکر رکھنے کی ضرورت نہین ہے۔ اُسمین تخفیف کی۔ اور جو باقی رہے اُنکو کسی سمت روانہ کردیا۔ جب ہلاکو خان قریب بغداد کے پہونچا نہایت تماشا ہوا اہل شہر بغداد نے کہ قریب بیس لاکھ کے تھے۔ ہتھیار اُٹھانا چاہا۔ تب وزیر مذکور نے کہا کہ مجھکو اجازت ہو تو ہلاکو کو راضی کراتا ہون۔ خلیفہ مستعصم اُسوقت اُسکے مکر کو نہ سمجھے اور اُسکو اجازت دی۔ جب ہلاکو خان کے پاس گیا گھنٹون تنہائی مین اُس سے باتین رہین۔ پھر واپس آکر خلیفہ سے کہا کہ ہلاکو خان مثل طغرل بیگ ترک کے آپکی بیعت کو آیا ہے۔ اور اپنی بیٹی سے ابوبکر آپ کے بیٹے کی شادی چاہتا ہے اور آپ کو مع عمائد اور علما وغیرہ کے ملاقات کے واسطے بلایا ہے۔ خلیفہ مستعصم اس فقرے مین

آ گئے اور اُسکے پاس مع علما و فضلا اور عمائد کے گئے اُسنے سب کو قتل کرایا۔ بغداد
پر قبضہ کر لیا خوب خزانہ ہاتھ آیا اور قتل عام کیا۔ پھر وہان سے مراغہ کی طرف بڑھا
سلطان بدرالدین حاکم موصل اور سلطان عزالدین بادشاہ ارض روم نے
اطاعت قبول کی۔ اُسکے بعد پھر ہلاکو خان ملک شام کی طرف بڑھا اور حلب کو لوٹا
اہل دمشق نے یہ سُنکر قاصد اطاعت کے واسطے روانہ کیا۔ اُسی درمیان مین
منکو قاآن کے مرنے کی خبر پہونچی۔ اور ہلاکو خان وہان سے لوٹا اور اشمیوط بن
ہلاکو نے موصل کو لوٹا لیکن دمشق کا قصد کیا۔ ملک مظفر بادشاہ مصر کے ہاتھ سے
شکست اُٹھائی۔ یہ ملک مظفر غلامان سے خاندان صلاح الدین بن ایوب کے
تھا جسنے فرنگیون سے بیت المقدس وغیرہ لے لیا۔ الغرض ہلاکو خان دربند سے
ہوکر جانے مین حضرت ابو یعقوب اور محمد خواجہ دربندی کے تصرفات دیکھکر مسلمان
ہوگیا۔ ۶۶۳ھ مین مرگیا۔ ہلاکو کی جگہ اُسکا بیٹا ابقا قان تبریز مین تخت نشین ہوا
وہ بھی مصریون سے شکست کھاکر ۶۸۰ھ مین مرگیا۔ اُسکی جگہ اُسکا بھائی نکودار
بن ہلاکو خان تخت نشین ہوا وہ مسلمان ہوگیا۔ اور اپنا نام احمد رکھا۔ ۶۸۳ھ مین
مرگیا۔ اُسکی جگہ اُسکا بھتیجا ارغون خان بن ابقا خان تخت پر بیٹھا اور سات برس
بادشاہت کرکے ۶۹۰ھ مین مرگیا۔ اُسکی جگہ اُسکا بھائی کیخاتو خان بن ابقا قآن
تخت نشین ہوا۔ اور چار برس حکومت کرکے ۶۹۴ھ مین مرگیا۔ اُسکی جگہ اُسکا بھتیجا
غازان بن ارغون بن ابقا قان تخت نشین ہوا۔ اور مسلمان ہوکر سلطان محمود
کا لقب لیا۔ دین کو رونق دی ۷۰۳ھ مین مرگیا۔

الجائیتو خان بن ارغون خان بھائی کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اور اپنا نام سلطان
محمد خدابندہ رکھا۔ اسکا حکم تمام شام۔ کرمان۔ سیستان۔ قبچاق ارس۔ روس
بلغار۔ ماوراء النہر۔ خطا۔ خوارزم۔ اور گیلان پر جاری تھا۔ اور دین اسلام کو بہت

رونق ہوئی- تمام تاتاری اور مغول اسی کے باعث سے مسلمان ہوگئے- اسکے بعد سلطان ابوسعید خان بن سلطان محمد خدابندہ تخت نشین ہوا- یہ بارہ برس کی عمر مین بیٹھا- اٹھارہ برس بادشاہی کی- ۷۳۶ھ مین مرگیا- اسکے بعد تمامی سلطنت مغول مین طوائف الملوکی آگئی- چنگیز خان کے خاندان سے جو جہان کا حاکم تھا وہ خودسر حاکم بن گیا- یہان تک کہ امیر تیمور گورگان کا زمانہ پہونچا-

دولت ازبکیہ

اذبک ایک شخص اولاد سے چنگیز خان کی تھا کہ ماورالنہر کا حاکم رہا-

دولت آل کرت

یہ لوگ بامروت اور دلیر ہوئے ہین- اصل انکی ترک ہی اور سلطنت خاندان سبکتگین سے انکو پہونچی- سلطنت بلخ اور ہرات اور غزنی اور کابل کی مدتون اس سے متعلق رہی ہی- اور آٹھ آدمی اس خاندان مین بادشاہ ہوئے- اول انمین کا ملک شمس الدین محمد بن ابابکر کرت ہی- اور آخر انمین کا ملک غیاث الدین ہی کہ اسکے ملک کا زوال امیر تیمور گورگان کے ہاتھ پر ہوا- اور ملک شمس الدین بھانجا ملک رکن الدین غوری کا ہی- کہ وقت مین چنگیز خان کے تھا- دس برس حکومت کرکے ۶۷۶ھ مین مرگیا-

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	کیفیت
۶۶۶ھ	ملک شمس الدین کرت	بلخ	تبریز مین مرگیا
۶۷۶ھ	ملک شمس الدین کمین بن شمس الدین	ہرات	
۷۰۵ھ	ملک فخر الدین بہمن بن کمین	ایضاً	الجایتو خان سے لڑا- اور اسکا سالار لشکر مارا گیا-
۷۰۶ھ	ملک غیاث الدین بن کمین	ایضاً	
۷۲۹ھ	ملک شمس الدین بن غیاث الدین	ایضاً	اسکے عہد مین مولانا محمد ابن حسام الہروی تھے

کیفیت	محل سلطنت	نام ملوک	سال جلوس
	ہرات	ملک حافظ بن شمس الدین	سنہ ۷۲۹ھ
اسکے زمانہ مین مولانا مظفر بلخی تھے اور انھون نے قصیدہ بادشاہ کی مدح مین لکھا۔	ایضاً	ملک معز الدین حسین بن شمس الدین	سنہ ۷۳۲ھ
یہ خاندان تیمور لنگ کے ہاتھ سے سنہ ۷۸۳ھ مین ختم ہوا۔	ایضاً	ملک غیاث الدین بن علی نواسہ معز الدین۔	سنہ ۷۷۱ھ

دولت آل مظفر

انمین کا پہلا شخص محمد مظفر ہے۔ اور انکی اصل خراسان ہے۔ اسکے باپ نے سلطان محمد خدابندہ کے زمانے مین کچھ قوت پائی۔ اور امارت حاصل کی۔ وہ دلاور اور شجاع تھا۔ اور سلطان ابوسعید خان کے زمانے مین مرگیا۔ اُسکے بیٹے محمد مظفر نے اُسکی جگہ عہدہ امارت کا پایا۔ اور جب بعد مرنے ابوسعید خان کے انقلاب ہوا محمد مظفر یزد پر متصرف ہوگیا۔ اور بادشاہ شیخ ابواسحاق کہ شیراز کا حاکم تھا اُس سے لڑا۔ اور اُسکو ہلاک کیا۔ اس شاہ شیخ ابواسحاق کا باپ شیراز کا حاکم ابوسعید خان کے عہد مین مقرر ہوا تھا۔ محمد مظفر اب فارس پر متصرف ہوا۔ اور جس طرف رُخ کرتا اُسکو فتح نصیب ہوتی۔ یہان تک کہ ۲۴ برس سلطنت کی تب اُسکے بیٹے شاہ شجاع نے سنہ ۷۵۹ھ مین اُسپر بغاوت کی اور اُسکو قید کرکے اندھا کیا۔ شاہ شجاع اپنے فضائل مین یگانہ تھا۔ اور بعد محمد مظفر کے عراق عجم۔ فارس اور کرمان پر سلطنت کی۔ لیکن اُسکے درمیان اور درمیان اُسکے بھائی قطب الدین شاہ محمود کے کہ حاکم اصفہان تھا نزاع ہوئی۔ اس نزاع مین سلطان اویس نے کہ حاکم بغداد تھا اپنے داماد شاہ محمود کی مدد کی۔ اور اُسکو کامیابی ہوئی۔ اور شیراز پر متصرف ہوگیا

پھر شاہ محمود سولہ برس حکومت کرکے اپنے بھائی شاہ شجاع کی زندگی مین مرگیا۔ آخر مین شاہ شجاع اور سلطان اویس سے لڑائی ہوئی اور شاہ شجاع کو کامیابی ہوئی۔ شاہ شجاع کا انتقال ٧٨٦ھ مین ہوا۔ اُسکا وزیر خواجہ جلال الدین توران شاہ تھا جسکی تعریف خواجہ حافظ نے اپنے اشعار مین کی ہے۔

شاہ شجاع کے بعد اُسکا بیٹا زین العابدین تخت نشین ہوا۔ جب اُسنے تیمور کے زور و شور کا حال سُنا اُسکے خوف سے تشتر کی طرف گیا جہان اُسکا چچا شاہ منصور بن محمد حاکم تھا اُسنے ٧٩١ھ مین شاہ زین الدین کو قید کیا۔ اور خود بادشاہ عراق اور فارس وغیرہ کا ہوگیا۔ یہان تک کہ ٧٩٥ھ مین تیمور سے لڑا اور تیمور نے اُسکو شکست دی اور یہ خاندان ختم ہوا۔

کیفیت	نام سلاطین	سال جلوس
	محمد مظفر	٧١٨ھ
	شاہ شجاع بن محمد مظفر	٧٦٠ھ
٧٩٥ھ مین یہ خاندان ختم ہوا۔	زین العابدین بن شاہ شجاع	٧٨٦ھ
	منصور بن محمد مظفر	٧٩١ھ

تفصیل بادشاہان فارس یعنی ملک ایران

فارس یا پارس ایک وسیع ملک ہے۔ حد شرقی بلخ و ہند حد جنوبی بحر عمان و ہند۔ حد غربی عرب و دیار بکر۔ حد شمالی چرکس و بدخشان۔ اسمین بہت ولایات ہین۔ مکران سجستان۔ زابلستان۔ خراسان۔ استرآباد۔ کرمان۔ خورستان۔ بورستان۔ عراق عجم۔ طبرستان۔ آذربایجان۔ ایران شروان۔ گرجستان۔ جیلان۔ و غستان۔ انکے طبقات اور دولت کا حال اوپر

لکھا گیا ہی۔ سواے دولت صفویہ کے کہ اُنکے بادشاہون کا اور دوسرے مابعد کے بادشاہون کو بھی یہان لکھا جاتا ہی۔
واضح رہے کہ جب اسلام آیا۔ پہلے ملوک بنی اُمیہ حاکم ہوئے۔ پھر خلفاے عباسیہ اکثر ولایات کے حکام ہوئے۔ بعد وفات خلیفہ مامون الرشید عباسی کے۔ اکثر حکام رئیس مستقل بن بیٹھے طوائف الملوک ہوگیا۔ خراسان مین آل طاہر تھے۔ عراق مین دیالمہ تھے۔ غزنی مین آل ناصر غزنوی تھے۔ سیستان مین آل لیث رہے۔ ماوراء النہر مین سلاجقہ ہوئے۔ پھر خوارزم شاہیان آئے۔ پھر چنگیز خان کا دور آیا۔ چنگیز خان کا لشکر پارس مین ۶۲۱ھ مین آیا اُسکا بیٹا اُسکے بعد تخت منولستان پر بیٹھا۔ ۶۵۶ھ مین بغداد ہلاکو خان کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ ۶۵۸ھ مین ہلاکو خان شام کی طرف متوجہ ہوا۔ ۶۶۳ھ مین مرگیا۔ ملک ایران اپنے پانچون بیٹون پر تقسیم کر گیا۔ پھر طوائف ملوکی ہوگئی ۸۳۰ھ تک بابل مین اویس جلایر حاکم رہا۔ ۷۸۰ھ تک عراق مین طغا تیموری تھی۔ ۷۸۰ھ تک خراسان مین سربدار تھے ۷۸۰ھ تک شیراز مین انجوی اتابک تھے۔ پھر کرمان مین آل مظفر تھے ۷۹۰ھ مین فارس مین انجوی حکمران تھے۔ ۷۸۰ھ مین تیمور نے ایران لے لیا۔ ۸۶۱ھ مین سلطان ابو سعید آخرین تیموریہ تھا۔ ۹۰۸ھ سے دولت صفویہ شروع ہوئی ۱۱۳۴ مین محمود غلجہ غالب ہوگیا۔ ۱۱۶۰ھ مین نادر شاہ تخت پر بیٹھا۔ سنین جلوس اور اسماے ملوک تیمور سے تا محمد شاہ قاچار اسطرح پر ہین۔ واضح رہے کہ خاندان صفویہ حضرت سید صفی الدین اردبیلی کی اولاد سے ہین جنکا حال اوپر گذرا۔

سال جلوس	نام ملوک	کیفیت مختصر
۷۸۰ھ	تیمور لنگ صاحبقران	
۷۹۹ھ	شاہرخ مرزا ابن امیر تیمور	

سال جلوس	نام ملوک	کیفیت مختصر
سنہ ۸۵۰ھ	مرزا الغ بیگ بن مرزا شاہرخ	
سنہ ۸۵۳ھ	مرزا عبداللطیف بن مرزا الغ بیگ	
سنہ ۸۵۴ھ	بابر مرزا ابن بایسنغر بن مرزا شاہرخ	
سنہ ۸۶۱ھ	سلطان ابوسعید بن سلطان محمد بن میران شاہ	
سنہ ۹۰۶ھ	سید اسمعیل صفوی بن سلطان حیدر بن جنید	یہی شخص اول بادشاہ خاندان صفوی کا ہے جو سادات تھے اور ایران کے بادشاہ ہوئے
سنہ ۹۳۲ھ	سید طہماسپ صفوی بن اسمعیل صفوی	
سنہ ۹۸۴ھ	سید اسمعیل ثانی صفوی بن طہماسپ شاہ	
سنہ ۹۸۵ھ	سید محمود خدابندہ ایضاً	
سنہ ۹۹۶ھ	سید عباس بن خدابندہ بن طہماسپ شاہ	
سنہ ۱۰۳۹ھ	سید شاہ صفی ثانی بن صفی مرزا ابن عباس	
سنہ ۱۰۵۲ھ	سید عباس ثانی ایضاً بن شاہ صفی	
سنہ ۱۰۷۷ھ	سید سلیمان ایضاً بن عباس	
سنہ ۱۱۰۶ھ	سید صفی ثالث ایضاً بن سلیمان	
سنہ ۱۱۳۵ھ	سید طہماسپ ثانی ایضاً بن سلطان حسین	
	سلاطین ایران بعد خاندان صفوی	
سنہ ۱۱۳۷ھ	شاہ محمود افغان	
سنہ ۱۱۴۲ھ	شاہ اشرف خان	
سنہ ۱۱۴۹ھ	عباس	

سلاطین ایران بعد خاندان صفوی

سال جلوس	نام ملوک	مختصر کیفیت
سنہ ۱۱۶۰ھ	نادر شاہ	یہ ایک لٹیرا تھا۔ پھر اسنے سیستان کی امارت اسی ذریعہ سے حاصل کی۔ پھر ایران کا بادشاہ ہو گیا
سنہ ۱۱۶۱ھ	عادل شاہ	ہندوستان مین آیا خوب لوٹا۔ احمد شاہ ابدالی کے ہاتھ سے وقت واپسی ایران کے مارا گیا
سنہ ۱۱۶۳ھ	ابراہیم۔ و شاہرخ۔ و سلیمان و اسمٰعیل	
سنہ ۱۱۷۳ھ	کریم خان زند	
سنہ ۱۱۹۳ھ	ذکی خان۔ ابو الفتح خان صادق خان علی مردان خان	
سنہ ۱۱۹۴ھ	حمزہ اسمٰعیل	
سنہ ۱۱۹۹ھ	جعفر خان۔	
سنہ ۱۲۰۰ھ	سید مرزا خان	
سنہ ۱۲۰۲ھ	لطف علی خان	
سنہ ۱۲۰۹ھ	محمد خان قاچار	
سنہ ۱۲۱۲ھ	فتح علی شاہ	
سنہ ۱۲۵۱ھ	محمد شاہ قاچار	
اسوقت	ناصر الدین شاہ قاچار حکمران ہین	

احوال امیر تیمور گورکان

احوال امیر تیمور گورکان اور اُسکے خاندانون کا

واضح رہے کہ امیر تیمور گورکان صاحبقران کا نسب تومنہ خان سے کہ جد چہارم چنگیز خان کا ہی ملتا ہی۔ اور اُس سے امیر تیمور تک نوان واسطہ ہوتا ہی۔ تومنہ خان ترکستان کا بادشاہ تھا۔ اُسکے دو بیٹے تھے قبل خان اور قاچولی بہادر۔

قبل خان کی اولاد مین چنگیز خان ہی اور امیر تیمور۔ قابوچی بہادر کی نسل سے ہی۔
امیر تیمور کے باپ کا نام امیر طراغائی تھا۔ صاحبقران کی پیدائش ۲۷۔ شعبان
۷۳۶ھ مین موافق ۹۔ اپریل ۱۳۳۶ع مین ہوئی۔ شہر کش انکا مولد ہی۔ انکی مان کا نام
تگینہ خاتون ہی۔ اُسنے اپنی عمر کے چھبیسوین برس مین امیر حسین والی بلخ کی بہن سے شادی کی
اور دونون نے ملکر تمام ترکستان اور ماوراء النہر مین امن قائم کی۔ لیکن آخر مین امیر تیمور
اور امیر حسین کے درمیان مین تکرار ہوئی اور امیر تیمور کی بی بی یعنے امیر حسین کی بہن کا
انتقال ہو چکا تھا۔ اور امرا امیر حسین کی بدمزاجی سے تنگ تھے اسلیے سبھون نے امیر تیمور
کی مدد کی جس سے امیر تیمور کامیاب ہوا اور امیر حسین قتل ہوا۔ اور ۷۷۱ھ مین موافق
۱۳۷۰ع کے بادشاہی کی ٹوپی سر پر رکھی۔ اور بلخ کو اپنے ہوا خواہون مین سے
ایک کے سپرد کرکے کش مین آیا اور وہان سے سمرقند کی طرف رخ کیا۔ اور اُسکو اپنا پایہ تخت
بنایا۔ اور قلعہ اور عمارت بنانے کا حکم دیا۔ تھوڑے عرصہ مین تمام شہرون پر اس شہر کو فوقیت
ہوگئی۔ ۷۷۶ھ مین قمر الدین خان حاکم ترکستان کو مستاصل کیا۔ اور ۷۸۱ھ مین
خوارزم کو مسخر کیا۔ اور دو سال کے بعد ہرات مع اپنے توابع کے اُسکے قبضہ مین در آیا
اور ۷۸۶ھ مین سلطانیہ تک قبضہ کیا۔ اور اسی سال آذربائجان کو مسخر کیا۔ اور
گرجستان کو فتح کیا۔ اور روز دوشنبہ ۷۸۹ھ کو اصفہان مین بسبب اُس فساد کے کہ
وہان کے لوگون نے کیا قتل عام کیا۔ اور شیراز کو مسخر کرکے شروع مین ۷۹۵ھ کے شاہ
منصور کو کہ مخالفت ظاہر کی تھی قتل کیا۔ اور آل مظفر پر کامیاب ہو کر فارس کو اپنے
تصرف مین در لایا۔ اور اُسکے بعد بغداد کی طرف گیا۔ اور وہان کے لوگون کو قتل کیا
اور سلطان احمد جلایر والی بغداد روم کی طرف بھاگا۔ اور بغداد کو امیر تیمور نے مسخر
کیا۔ اور ۷۹۷ھ مین تقتمش خان تاتاری کو کہ امیر کے حقوق کو بھول گیا تھا۔ مغلوب
کیا اور تمامی شمالی ملک پر مثل اربس اور مسکو اور چرکس اور قمق اور قبچاق کے سب

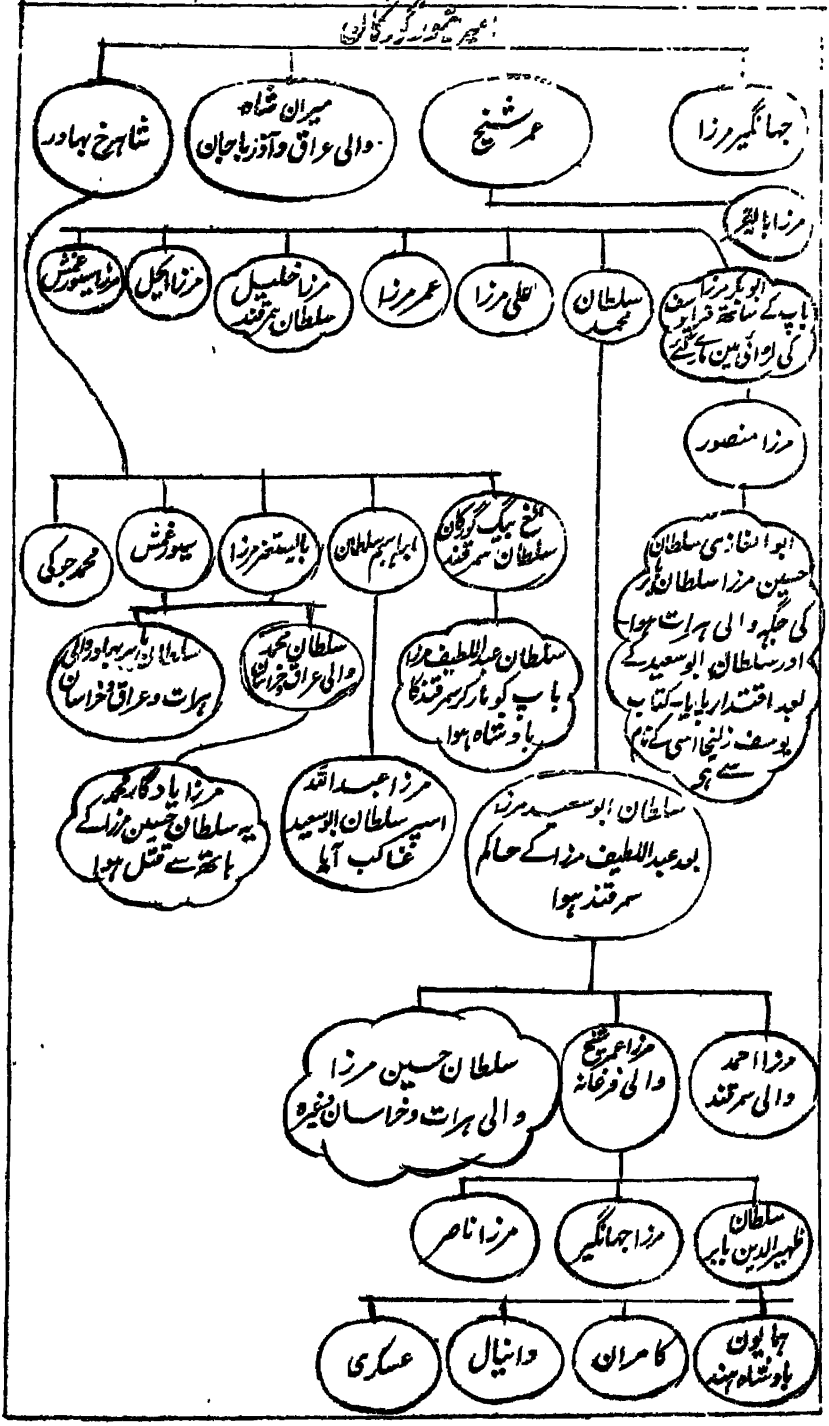
کو مغلوب

صوبجات ملک روس کے اسوقت ہین) قبضہ مین در لایا۔ اور آذر باجان مین واپس
آکر تمامی آذر باجان اور عراق مرزا میران شاہ اپنے بڑے بیٹے کو اور خراسان
مرزا شاہرخ اپنے دوسرے بیٹے کو سپرد کیا۔ اور خود سمرقند پہونچا سنہ ھ مین ہندوستان
کا قصد کیا۔ ۱۲ محرم کو سنہ ھ مین دریاے سندھ کو عبور کیا۔ اور محمود شاہ لودی سے کہ دہلی
مین بادشاہی کرتا تھا لڑا۔ اور ہندوستان کو فتح کیا۔ اور دہلی مین اپنے نام کا خطبہ پڑھا
اور قتل اور غارت کر کے اور چند روز دہلی مین رہکر ایران کی طرف متوجہ ہوا۔ اور
سمرقند کو پھر آیا۔ اور سنہ ھ مین سیواس اور ملاطیہ اور ابلستان (جسکو سائبیریا
کہتے ہین) کو فتح کر کے ملک شام کی طرف چلا اور اُس اطراف کے تمام ملکون پر متصرف
ہو گیا اور دمشق کو قبضہ کر کے اُسمین آگ لگادی۔ اور ۱۹۔ ذیحجہ روز جمعہ کو سنہ ھ مین
انگوریہ کے حوالی مین بایزید یلدرم سے کہ ملک روم کا عثمانیہ سلطان تھا لڑا۔ اور اُسپر
غالب آیا۔ اور چند روز بعد فتح کے سنہ ھ شروع ہوا اسلیے اسکی تاریخ غلبت الروم
فی ادنی الارض مین پائی گئی۔ یعنے لفظ ارض کہ سہ حرفی ہے اُسکا اعلی حرف الف ہے
اور ادنی حرف یعنے آخری حرف ضاد ہے۔ یہی ضاد تاریخ فتح ہوئی۔ الغرض بعد فتح
روم کے امیر تیمور نے بایزید کو گرفتار کیا۔ اور مقید رکھا۔ پھر چاہا کہ اُسکو رہا کرین کہ
خناق کے عارضہ مین اُسی سال مرگیا۔ امیر چاہتا تھا کہ باسفرس کو عبور کر کے قسطنطنیہ
اور بقیہ بلاد روم پر حملہ آور ہون کہ گرجستان کی بغاوت کی خبر پہونچی۔ اسلیے اُسنے اُسطرف
کا قصد کیا۔ سنہ ھ مین گرجستان پہونچکر سبکو زیر و زبر کیا۔ اور کلیساؤن کو توڑ کر مسجد
بنایا۔ پھر وہان سے سمرقند کو واپس گیا۔ اور ملک چین کے فتح کرنے کا قصد کیا۔ چنانچہ
سنہ ھ مین راہ مین ختن کو مسخر کیا اور موضع اترار مین اقامت کی تھی کہ امیر تیمور
بیمار ہو کر شب چہارشنبہ ۱۷۔ ماہ شعبان کو سنہ ھ مین مطابق ۱۰ فروری سنہ ع
کے انتقال کیا۔ امیر کی وصیت کے بموجب اُسکی نعش سمرقند مین لا سے

اور حضرت سید امیر کلال کے گنبد مین کہ امیر تیمور کو جن سے عقیدت تھی
اور جو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے پیرہین دفن کیا۔ صاحبقران
نے ۳۵ برس سلطنت کی اور اس مختصر زمانے مین تمامی ملک مین مثل ایران
توران۔ ترکستان۔ گرجستان۔ چین۔ ختن۔ فارس۔ کاشغر
بدخشان۔ خراسان۔ خوارزم۔ مازندران۔ طبرستان۔ گیلان
آذرباجان۔ عراق عجم۔ عراق عرب۔ کرمان۔ کچھ۔ مکران۔ روم
شام۔ حجاز۔ اور ہندوستان کے خطبہ اور سکہ اُسکے نام کا جاری ہوگیا
اُسکے چار بیٹے تھے۔

پہلا۔ جہانگیر مرزا۔ دوسرا۔ عمر شیخ۔ تیسرا۔ میران شاہ گورکان۔
چوتھا۔ شاہرخ بہادر اور لقب گورکان کا اس واسطے ہوا کہ اسکے معنے
داماد کے ہین۔ اور امیر تیمور کی بی بی خاندان چغتائی چنگیزی
سے تھی۔

(بوجہ عدم گنجائش مقام یہان کا شجرہ صفحہ ۶۱۳ مین ہے)


امیر تیمور گورگان
جہانگیر مرزا
عمر شیخ
میران شاہ والی عراق و آذربائجان
شاہرخ بہادر
مرزا بایقرا
ابو بکر مرزا باپ کے ساتھ قرا یوسف کی لڑائی میں مارے گئے
سلطان محمد
علی مرزا
عمر مرزا
مرزا خلیل سلطان سمرقند
مرزا ایجل
مرزا سیورغمش
مرزا منصور
ابو الغازی سلطان حسین مرزا سلطان بایقرا کی جگہ والی ہرات ہوا اور سلطان ابوسعید کے بعد اقتدار پایا۔ کتاب یوسف زلیخا اسی کے نام سے ہے
الغ بیگ گورگان سلطان سمرقند
ابراہیم سلطان
بایسنغر مرزا
سیورغمش
محمد جوکی
سلطان بابر بہادر والی ہرات و عراق خراسان
سلطان محمد والی عراق خراسان
سلطان عبداللطیف مرزا باپ کو مار کر سمرقند کا بادشاہ ہوا
مرزا یادگار محمد یہ سلطان حسین مرزا کے ہاتھ سے قتل ہوا
مرزا عبداللہ اسیر سلطان ابوسعید غائب آیا
سلطان ابوسعید مرزا بعد عبداللطیف مرزا کے حاکم سمرقند ہوا
مرزا احمد والی سمرقند
مرزا عمر شیخ والی فرغانہ
سلطان حسین مرزا والی ہرات و خراسان وغیرہ
سلطان ظہیر الدین بابر
مرزا جہانگیر
مرزا ناصر
ہمایوں بادشاہ ہند
کامران
دانیال
عسکری

سلطان میران شاہ ابن امیر تیمور گورکان

میرزا میران شاہ ابن امیر تیمور کہ اپنے باپ کے عہد میں حاکم عراق تھا۔ شکار میں جانے سے گھوڑے سے گر پڑا۔ جس سے سر میں سخت زخم پہونچا۔ اگرچہ علاج کیا گیا۔ لیکن اثر اُسکا کچھ باقی رہا جس باعث سے کام نہو سکتا تھا۔ اسلیے اُسکا بڑا بیٹا ابو بکر مرزا اُسکا کام انجام دیتا تھا۔ اس درمیان میں ایک شخص قرا یوسف ترکمان نے کہ جبال عارف کا رہنے والا تھا اور اُسکو بادشاہی کی ہوس تھی ابتدا سے امیر تیمور کے زمانے میں بھی بغاوت کا قصد کیا تھا۔ لیکن امیر تیمور کے رعب سے ارض روم کی طرف بھاگ گیا جو سبب بایزید یلدرم کی لڑائی کا ہوا تھا۔ پھر آدمی فراہم کیا اور پھر سر اُٹھایا۔ اور اُسکی تنبیہ کو ابو بکر مرزا مع اپنے باپ کے گیا۔ اور لڑائی ہوئی ۲۴ ذیقعدہ کو ۸۱۰ھ میں میران شاہ مارا گیا۔ اور مرزا ابو بکر کو شکست ہوئی اور بھاگا میران شاہ کی عمر چالیس برس سات مہینے کی تھی۔ اور تین برس بادشاہی کی۔ اُسکا بدلہ شاہرخ مرزا نے لیا۔ اور میران شاہ کے بیٹے سلطان خلیل کو شاہرخ نے سمرقند کا حاکم بنایا تھا۔ لیکن ارکین نے اُسکو قلعہ شاہرخیہ میں قید کیا۔ پھر شاہرخ نے سمرقند پر ہرات سے فوج کشی کی۔ اور دشمن بھاگے۔ اور سلطان خلیل کو رہا کر کے والی ہرات بنایا جہاں وہ مر گیا۔ اور سمرقند اپنے بیٹے الغ بیگ کے حوالہ کیا۔ اور الغ بیگ گورکان کے ساتھ سلطان خلیل نے اپنے بھائی سلطان محمد کو سپرد کیا۔ سلطان محمد کے دو بیٹے تھے سلطان ابو سعید اور منوچہر مرزا۔ سلطان محمد اپنے بیٹے سلطان ابو سعید کی سفارش اکثر الغ بیگ گورکان سے کرتا جو سلوک کے ساتھ پیش آتا۔ یہانتک کہ سلطان محمد ۸۴۵ھ میں مر گیا۔ اور سلطان ابو سعید الغ بیگ گورکان کے ساتھ رہا۔ جب الغ بیگ کے بیٹے مرزا عبد اللطیف نے اپنے باپ سے بغاوت کی اور اُس نے لڑ کر باپ کو

شکست دی اور قتل کر دیا - خود بادشاہ بنگیا - لیکن صرف سات مہینے بادشاہت کی تھی
اور اسکے ایک ملازم نے اسکو بھی قتل کر دیا - تب بعض ارکین نے سلطان ابو سعید کو بادشاہ
بنانا چاہا کہ لیے گئے - اور مرزا عبد اللہ بن ابراہیم بن شاہرخ اپنے [illegible] کا
خواہان ہوا - آخرش سلطان ابو سعید اور مرزا عبد اللہ مین لڑائی ہوئی - جسمین
سلطان ابو سعید کامیاب ہوا - اور والی سمرقند و ماوراء النہر بنگیا -

خاقان مرزا شاہرخ ابن امیر تیمور گورگان

مرزا شاہرخ بن امیر تیمور اپنے باپ کے بعد خوارزم - خراسان - قندہار
اور ایران اور کسی قدر ہندوستان کا مالک تھا - اسکی پیدائش ۱۴ ربیع الاول ۷۷۹ھ مین
تھی - اور اکہتر برس کی عمر پائی - سات برس تک باپ کے سامنے خراسان کی بادشاہی کی
تھی - اور تینتالیس برس باپ کے بعد مستقل طور سے ممالک توران - ایران - ہند - اور ترکستان
مین سلطنت کی - ایک روز جمعہ کو واسطے ادائے نماز کے مسجد جامع [illegible] ایک شخص نے کہ جسکا
احمد نام تھا - ادھین فریاد کی اور جب شاہرخ نے اسکی طرف التفات نہ کی اسنے ایک چھری
بادشاہ کے پیٹ مین ماری جس سے وہ مرگیا - سنہ وفات ۸۵۰ھ تھا - مرزا شاہرخ کے بعد
اسکا پوتا سلطان بابر بہادر ابن مرزا بایسنغر ابن مرزا شاہرخ [illegible] والی [illegible]
گیا تھا اور اسکے بھائی سلطان محمد کو عراق اور خراسان کا والی کیا تھا - بعد شاہرخ کے
سلطان بابر بہادر نے سلطان محمد سے لڑکر اسکو قتل کیا اور ۸۵۵ھ [illegible]
پر بھی متصرف ہو گیا - اور ۸۶۱ھ مین مشہد مین انتقال کیا - [illegible]

سلطان ابو سعید مرزا ابن سلطان محمد بن میران شاہ بن تیمور گورگان

سلطان ابو سعید کی پیدائش ۸۳۰ھ مین ہوئی تھی - یہ مرزا الغ بیگ گورگان
کے ساتھ رہتا تھا - بعد مرزا [illegible] اور [illegible] بیٹے عبد اللطیف کے جب عبد اللہ
بن مرزا ابراہیم نے سمرقند کے تخت پر بیٹھنا چاہا - ۸۵۵ھ مین سلطان ابو سعید نے

ابوالخیر ازبک کی مدد سے اُسپر فوج کشی کی اور غالب آیا- اور ۸۵۵ھ مین پچیس برس کی عمر مین سمرقند کے تخت پر بیٹھا- اور آٹھ برس سمرقند اور ما وراءالنہر اور ترکستان مین بڑے شان کے ساتھ سلطنت کی- اور شاہزادہ اویس کو کہ چچیرا بھائی سلطان حسین کا تھا قتل کرایا- اور بعد واقعہ بابر سلطان کے خراسان کا قصد کیا- اور اُسکو بھی لیلیا- اور گوہر شاہ بیگم کو کہ شاہرخ کی بیوی تھی بسبب فساد کے قتل کرایا- اور اٹھارہ برس بادشاہی کی اور بڑے فتوحات حاصل کیے- چنانچہ ترکستان اور ماوراءالنہر اور بدخشان اور غزنی اور کابل اور قندہار اور کسی قدر ہندوستان اور کسی قدر عراق اور خراسان اُسکے تحت تصرف مین تھا- ۸۷۲ھ مین مرزا جہان شاہ بن قرا یوسف ترکمان جسکو شاہرخ نے حاکم آذربائجان مقرر کیا تھا- واسطے دفع کرنے اوزن حسن کے دیاربکر گیا تھا- اور مارا گیا- سلطان ابوسعید نے آذربائجان کی تسخیر کا قصد کیا- کہ بعد مرنے شاہجہان ترکمان کے اوزن حسن کے قبضے مین درآیا تھا- اوزن حسن نے ہرچند معذرت کی لیکن سلطان نے قبول نہ کیا- تب اُسنے رسد کی راہ بند کردی جس سے سخت قحط کی صورت لشکر مین ہوئی- جانور بے دانے مرگئے- اور سلطان ابوسعید کو اوزن حسن کے آدمیون نے گرفتار کیا- پھر قتل کیا- اُسنے ۸۷۳ھ مین فوت کی- اُسکے بعد اُسکا ملک اُسکے بیٹون پر تقسیم ہوا مرزا احمد کو سمرقند ملا- مرزا عمر شیخ کو اندجان یعنے فرغانہ- اور خراسان اور ہرات وغیرہ ابوالغازی سلطان حسین کو پہونچا-

مرزا عمر شیخ بن سلطان ابوسعید

مرزا عمر شیخ ۸۶۰ھ مین سمرقند مین پیدا ہوا- سلطان ابوسعید اپنے سب لڑکون مین انکو زیادہ عزیز رکھتا تھا- اور اسی سبب سے اپنا ملک موروثی اور مولد اندجان اُسکے حوالہ کیا تھا- اُنھون نے اپنی حکومت کے زمانہ مین اُسکو خوب منظم کیا- کہ دشمن

مرزا عمر شیخ بن سلطان ابوسعید

وہانتک کسی طرح نہ پہونچ سکے بعد اپنے باپ کے سنہ ۸۷۳ھ مین اراکین اور امرا نے اسکو اُس ملک کا بادشاہ بنایا جسکا دار السلطنت اندجان تھا یعنی فرغانہ - یہ اکثر درویشون کی صحبت مین حاضر ہوتا - چنانچہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار سے نہایت خلوص رکھتا تھا - سنہ ۸۹۹ھ مین انتقال کیا - انکے تین بیٹے اور پانچ بیٹیان - ایک ظہیر الدین محمد بابر جنھون نے ہندوستان کو پھر سے فتح کیا - اور آگرہ دار السلطنت بنایا - دوسرا مرزا جہانگیر تیسرا مرزا ناصر -

احوال بادشاہان ہندوستان

واضح رہے کہ جب شہاب الدین محمد غوری نے ہندوستان کو سنہ ۵۸۹ھ مین فتح کیا اپنی طرف سے ایک غلام کو جسکا نام قطب الدین ایبک تھا ہندوستان کے انتظام کے واسطے مقرر کرکے خود غزنی کو واپس گیا - اور سنہ ۶۰۲ھ مین شہید ہوا - اُسکے بھتیجے محمود بن غیاث الدین نے بھی جو اُسکی جگہ ایبک ہی کو ہندوستان مین بحال اور برقرار رکھا - اور سنہ ۶۰۷ھ مین مارا گیا - ملک کل خاندان غور تباہ ہوا - لیکن اسی سال قطب الدین ایبک نے بھی انتقال کیا - اور اُسکی جگہ اُسکا بیٹا آرام شاہ دہلی مین تخت نشین ہوا - الغرض ہندوستان کی بادشاہت اُسی وقت سے خاص ہو گئی -

محمد غوری کے وقت سے تا آنے بابر شاہ چغتائی تیموری کے اس ہندوستان مین دہلی کے تخت پر پانچ خاندانون نے سلطنت کی - پہلے شاہان مملوک غور - دوسرے خاندان خلجی تیسرے خاندان تغلق چوتھے خاندان سادات پانچوین لودی آئے تب چغتائی آئے - نقشہ ذیل سے بخوبی ظاہر ہوگا -

بادشاہان ہندوستان کہ غوری اور ممالک غوریان تھے

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
۵۸۸ھ	شہاب الدین محمد غوری	محمد غوری جسنے ہندوستان کو راے پتھورا سے ۵۸۸ھ مین لیا۔ پانی پت مین لڑا۔ قطب الدین ایبک کو اپنا نائب مقرر کرکے غزنی کو واپس گیا اور ۶۰۲ھ مین مارا گیا۔
۶۰۲ھ	قطب الدین ایبک مملوک شہاب الدین محمد غوری۔	
۶۰۷ھ	آرام شاہ بن قطب الدین ایبک	ارکین نے اسکو نا قابل پاکر معزول کیا۔
	شمس الدین التمش۔ داماد قطب الدین ایبک۔	یہ بزرگ زادہ تھے لیکن بخارا کی لڑائی مین قید ہوگئے کسی نے انکو بیچا۔ بڑے عادل اور اچھے بادشاہ تھے۔ ملک کو وسعت دی۔
۶۳۳ھ	رکن الدین فیروز شاہ بن شمس الدین التمش	یہ نا قابل تھا لوگ ناراض ہوئے۔ معزول کیا گیا پھر مارا گیا۔
۶۳۴ھ	رضیہ سلطانہ بیگم بنت التمش	یہ بہت عادل تھی۔ لیکن اسکے وقت مین بغاوت اور والی سرہند نے اسکو قید کیا اور اس سے نکاح کیا۔ اور دہلی کا رخ کیا۔ اس درمیان مین لوگون نے اسکے بھائی کو دہلی مین تخت نشین کیا۔
۶۳۷ھ	معز الدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش	معز الدین نے سنا کہ رضیہ مع شوہر دہلی کی طرف آتی ہے اس سے مقابل ہوا اور شکست دی اور مغول کو جو لاہور تک پہونچے تھے شکست ہوئی

سال جلوس	اسماء سلاطین	کیفیت مختصر
[illegible]	[illegible]	[illegible]
	بن فیروز شاہ۔	مصروف اُسکے چچا حاکم بہرائچ نے ملک لیلیا
سنہ ٦٤٤ھ	ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش	اس سے ملک مالوہ نے مقابلہ کیا اور شکست اُٹھائی۔ اسنے کفار پر خوب جہاد کیا۔ اور سوائے ایک زوجہ کے دوسری نہ تھی۔ اور سوائے زوجہ کے کنیز تک نہ تھی۔ بڑا متقی تھا۔
سنہ ٦٦٤ھ	الغ خان ملقب غیاث الدین بلبن	یہ شمس الدین التمش کا غلام اور داماد تھا التمش نے اسکو امیر بنایا۔ بہت نیکنام تھا۔
سنہ ٦٨٥ھ	معز الدین کیقباد بن ناصر الدین بن غیاث الدین بلبن۔	غیاث الدین بلبن کا پوتا تھا۔ اُسکا باپ لکھنوتی سے بیٹے کی ملاقات کو آیا لیکن ناکام رہا۔ عیش میں مبتلا ہوکر بیمار ہوا۔ اُسوقت ایک ملکزادہ نے جسکے باپ کو اُسنے قتل کیا تھا بدلا لیا۔ اور سنہ ٦٨٩ھ میں مرگیا۔

بادشاہان خلجی دہلی

سنہ ٦٨٩ھ	جلال الدین فیروز شاہ خلجی بن قالح خان۔	یہ شخص بہادر پور کا حاکم تھا۔ وہان سے آیا اور کیقباد کی جگہ تخت نشین ہوا اور اپنے بھتیجے علاء الدین کو وہانکی حکومت دی۔ وہان اسنے اقتدار پیدا کیا اور دہلی کی طرف آیا اور فیروز شاہ کو قتل کیا۔
سنہ ٦٩٥ھ	علاء الدین خلجی داماد و ابن عم فیروز شاہ	اسنے تمام ہندوستان کو فتح کیا دکھن اور بنگالہ کچھ نہ چھوڑا

سنہ ۷۱۶ھ	شہاب الدین بن علاء الدین ۳ ماہ تخت پر رہا۔	ملک کافور بختیار خلجی - کالا بہادر - اسکے سپہ سالار تھے - اسنے غلہ کا نرخ کم کرایا -
رر	قطب الدین مبارک شاہ بن علاء الدین	خسرو خان اپنے معشوق کے ہاتھ سے سنہ ۷۲۰ھ مین مارا گیا - اور خسرو خان نے تاج شاہی اپنے سر پر رکھا -
	بادشاہان تغلق	
سنہ ۷۲۰ھ	سلطان غیاث الدین تغلق بن ملک تغلق	ملک تغلق غیاث الدین بلبن کا غلام تھا - خسرو خان کو قتل کر کے تخت پر بیٹھا تغلق آباد کا قلعہ کہ متصل دہلی کے ہے اسی نے بنایا -
سنہ ۷۲۵ھ	سلطان محمد بن غیاث الدین تغلق	اسنے ہندوان پر جہاد کیا اور عادل اور سلیم الطبع تھا تمام ہندوستان کو تصرف مین در لایا عالم سخی اور بہادر تھا -
سنہ ۷۵۲ھ	سلطان فیروز شاہ بن رجب ابن عم محمد شاہ	اسنے لکھنوتی ملک کو فتح کیا اور قلعہ فیروز آباد تعمیر کیا بڑا عادل اور بہادر تھا - بہت رفاہ کیا -
سنہ ۷۹۰ھ	غیاث الدین بن فتح خان بن فیروز شاہ	عیش مین مبتلا ہوا - مارا گیا -
سنہ ۷۹۱ھ	سلطان ابوبکر بن ظفر خان بن فیروز شاہ -	اس پر سلطان محمد بن فیروز نے لشکر کشی لکھنوتی سے کی اور کامیاب ہوا - اسکی سلطنت چھ مہینے رہی -
سنہ ۷۹۳ھ	سلطان محمد بن فیروز شاہ	اسنے قلعہ محمد آباد دہلی کے قریب بنایا -
سنہ ۷۹۶ھ	علاء الدین سکندر شاہ بن محمد شاہ	ہمیشہ بیمار رہتا تھا مر گیا ایک مہینے بادشاہت کی

سال جلوس	نام سلاطین	مختصر کیفیت
سنہ ٧٩٦ھ	سلطان محمود بن محمد شاہ بن فیروز شاہ امیر تیمور کے وقت مین بھاگ گیا لیکن بعد جانے امیر تیمور کے پھر دہلی کا قصد کیا۔ اور قلعہ بند وہان رہا سنہ ٨١٥ھ مین بیمار ہو کر مر گیا لیکن سید خضر خان نے خطبہ بنام اپنے پڑھا	اسوقت طوائف الملوکی اور بدنظمی پھیل گئی یہانتک کہ سنہ ٨٠١ھ مین امیر تیمور دہلی تک پہونچا۔ لڑائی ہوئی سلطان محمود بھاگا۔ امیر تیمور نے دہلی کو لوٹا۔ پندرہ روز قیام کیا۔ تب ایران کیطرف گیا

بادشاہان خاندان سادات

سال جلوس	نام سلاطین	مختصر کیفیت
سنہ ٨١٧ھ	سید خضر خان	اسنے خطبہ اور سکہ بنام امیر تیمور اور اسکے بیٹے شاہرخ مرزا کے جاری رکھا زمانہ مین فیروز شاہ کے حاکم ملتان مقرر ہوا اور دولت خان والی دہلی سے لڑکر اسکو قید کیا۔ اور دہلی کے تخت پر بیٹھا۔
سنہ ٨٢٤ھ	سید معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان	اسنے تیرہ برس سلطنت بڑے انصاف اور عدل سے کی۔ سدھارن کھتری وغیرہ نے اسکو مسجد مین شہید کیا۔
سنہ ٨٣٧ھ	سید سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان	اس سے سلطان محمود شاہ خلجی کہ صوبہ مالوہ کا بادشاہ بنگیا تھا۔ لڑا۔ ان خاندانون کا پیچھے حال لکھا جائیگا
سنہ ٨٤٩ھ	سید سلطان علاؤ الدین بن	یہ بہت سست تھا امیر بہلول لودی

سال جلوس	نام سلاطین	مختصر کیفیت
	سید محمد ۸۵۵ھ مین	والی پنجاب نے فوج کشی کی اسکی سلطنت سات برس رہی۔ اسوقت تمام ہندوستان مین طوائف الملوکی ہوگئی۔

واضح رہے کہ بعد جانے امیر تیمور کے ہندوستان مین طوائف الملوکی ہوگئی اور دو مہینے تک دہلی کا تخت خالی رہا۔ نصرت خان بن فتح خان بن فیروز شاہ کہ سلطان محمود سے لڑا تھا۔ تخت دہلی پر موقع پاکر بیٹھ گیا۔ لیکن پھر اقبال خان لودی بن ظفر خان سے ۸۰۱ھ مین شکست اٹھا کر سوات کی طرف بھاگا۔ اور مر گیا۔ گیارہ مہینے بادشاہت کی۔

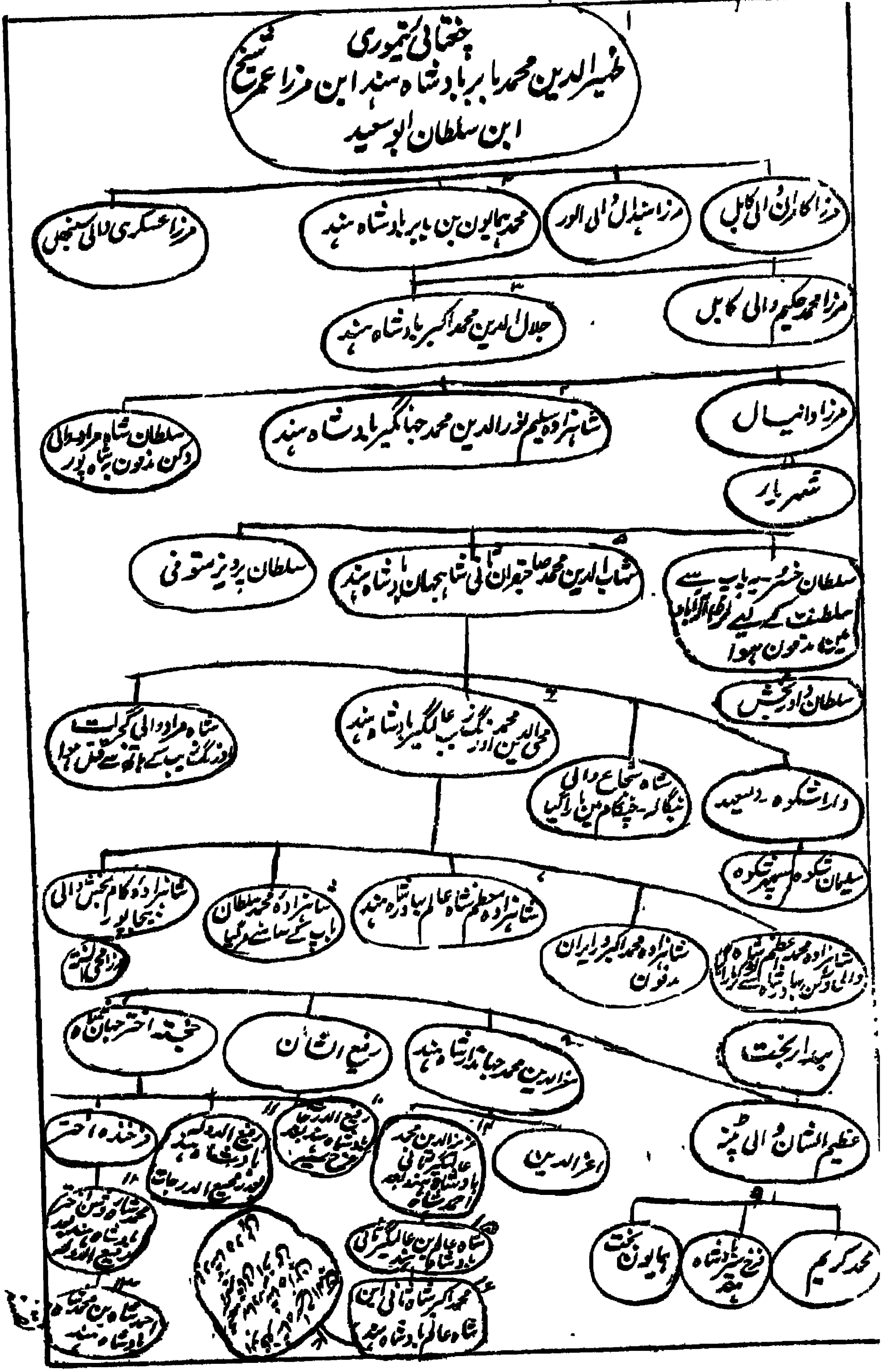
اقبال خان ۸۰۲ھ مین دہلی کے تخت پر بیٹھا اور ملک دواب کو اپنے تصرف مین در لایا۔ لیکن بہت بڑا حصہ ہندوستان کا دوسرون کے تحت تصرف مین تھا۔ تمام دکھن بہمن سپاہیون کے دخل مین تھا۔ تمام گجرات پر ظفر خان۔ اور تاتار خان قابض تھا۔ اور ملتان اور دیالپور ہاتھ مین سید خضر خان کے۔ اور کڑا۔ اودھ قنوج۔ بہار۔ بہرایچ۔ جونپور۔ ہاتھ مین ملک شرقی خواجہ جہان کے تھا جو ۸۰۲ھ مین مر گیا۔ اسکی جگہ مبارک شاہ ہوا۔ ۸۰۴ھ مین اسکی جگہ اسکا بھائی سلطان ابراہیم شرقی جونپور کا بادشاہ ہوا۔ اقبال خان نے ۸۰۸ھ مین خضر خان حاکم ملتان پر فوجکشی کی۔ اور شکست اٹھا کر اسی سال قتل ہوا۔

سلطان محمود بن محمد شاہ تغلق کہ امیر تیمور کے خوف سے بھاگ گیا تھا حسب طلب دولت خان بن اقبال خان پھر آکر دہلی کے تخت پر دوبارہ ۸۰۸ھ مین بیٹھا۔ اور ۸۱۵ھ مین مر گیا۔

دولت خان لودی بن سلطان محمود لودی ۸۱۶ھ مین اپنے باپ کی جگہ دہلی مین تخت نشین ہوا۔ ۸۱۷ھ مین سید خضر خان والی ملتان سے لڑائی ہوئی جسمین دولت خان قید ہوگیا اور خاندان سادات شروع ہوا۔ خاندان سادات کے بعد پھر خاندان لودی ۸۵۵ھ سے بہلول لودی سے شروع ہوا جسکا نقشہ درج ذیل ہے۔

آخر خاندان لودی

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
۸۵۵ھ	سلطان بہلول لودی	اس سے اور سلطان محمود شاہ شرقی اور اسکے بیٹے محمد شاہ سے لڑائی رہی جب محمد شاہ کے بیٹے سلطان حسین شرقی کی نوبت آئی اسکو بار بار ہزیمت ہوئی۔
۸۹۴ھ	سلطان علاؤالدین سکندر شاہ بن سلطان بہلول	اسنے نہایت دینداری اور انصاف سے سلطنت کی۔ آگرہ کو دار السلطنت بنایا۔ اور مذہب اسلام کو قوت دی اور شاہ بنگالہ اور جونپور سے لڑا۔
۹۱۵ھ	سلطان ابراہیم حسین لودی بن علاؤالدین سکندر۔ ۹۳۲ھ مین یہ خاندان ختم ہوا۔	اسنے ۱۷ برس حکومت کی۔ آخرش ظہیر الدین محمد بابر چغتائی نے اسپر فوج کشی کی۔ اور اسپر غالب آیا۔ پانی پت مین لڑائی ہوئی۔


چغتائی تیموری
ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ ہند ابن مرزا عمر شیخ
ابن سلطان ابو سعید
مرزا کامران والی کابل
مرزا ہندال والی الور
محمد ہمایون بن بابر بادشاہ ہند
مرزا عسکری والی سنبھل
مرزا محمد حکیم والی کابل
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہند
مرزا دانیال
شاہزادہ سلیم نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ ہند
سلطان شاہ مراد والی دکن مدفون شاہ پور
شہریار
سلطان خسرو باپ سے سلطنت کے لیے لڑا الہ آباد میں مدفون ہوا
شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ ہند
سلطان پرویز متوفی
سلطان داور بخش
شاہ مراد والی گجرات اورنگزیب کے ہاتھ سے قتل ہوا
محی الدین محمد اورنگزیب عالمگیر بادشاہ ہند
شاہ شجاع والی بنگالہ جنگ میں مارا گیا
دارا شکوہ ولیعہد
سلیمان شکوہ سپہر شکوہ
شاہزادہ کام بخش والی بیجاپور
مرزا محی السنہ
شاہزادہ محمد سلطان باپ کے سامنے مر گیا
شاہزادہ معظم شاہ عالم بہادر شاہ ہند
شاہزادہ محمد اکبر در ایران مدفون
شاہزادہ محمد اعظم شاہ والی دکن بہادر شاہ سے لڑا مارا گیا
خجستہ اختر جہان شاہ
رفیع الشان
معز الدین محمد جہاندار شاہ ہند
بیدار بخت
فرخندہ اختر
رفیع الدولہ بادشاہ ہند محمد رفیع الدرجات
رفیع الدرجات بادشاہ ہند
عزالدین محمد عالمگیر ثانی بادشاہ ہند بعد احمد شاہ
اعزالدین
عظیم الشان والی پٹنہ
محمد کریم
فرخ سیر بادشاہ ہند
ہمایون بخت
محمد شاہ روشن اختر بادشاہ ہند بعد رفیع الدولہ
احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ ہند
شاہ عالم بن عالمگیر ثانی بادشاہ ہند
محمد اکبر شاہ ثانی ابن شاہ عالم بادشاہ ہند

نقشہ خاندان چغتائیہ تیموریہ جنھون نے ہند مین سلطنت کی

کیفیت مختصر	نام سلاطین	سال جلوس
اس بادشاہ کو اپنے ملک فرغانہ مین بہت معرکے پیش آئے۔ آخرش اُسکو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ وہان سے بدخشان مین گیا پھر کابل فتح کیا پھر ہندوستان فتح کیا۔	سلطان ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی بن عمر شیخ مرزا۔	سنہ [illegible]ھ
یہ بادشاہ دس برس تک مین بعد باپ کے حکمران رہا۔ پھر شیر شاہ سے شکست اُٹھاکر ہندوستان سے بھاگا۔ سندرہ برس بعد پھر ہند مین آیا۔ صرف چھ مہینے حکمران رہا	سلطان نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ بن بابر۔	سنہ ۹۳۷ھ
شیر شاہ افغان تھا۔ سہسرام اُسکی جاگیر تھی سہسرام مین مدفون ہے۔	شیر شاہ افغان وغیرہ خاندان سور	سنہ ۹۴۶ھ
صرف چھ مہینے تخت نشین رہا سیڑھی سے گر کر مر گیا۔	سلطان نصیر الدین محمد ہمایون ثانیاً بن بابر۔	سنہ ۹۶۲ھ
اسنے باون برس سلطنت کی بڑا عدل و انصاف کیا۔	سلطان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ بن ہمایون۔	سنہ ۹۶۳ھ
اسنے نورجہان بیگم سے عقد کرکے کل انتظام سلطنت اُسکے ہاتھ مین دیدیا۔	سلطان نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ بن اکبر بادشاہ۔	سنہ ۱۰۱۴ھ
اِسکا زمانہ بڑی دولت اور رعایا کے آرام کا تھا۔ اسکو عالمگیر نے معطل کیا۔	سلطان شہاب الدین صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ بن جہانگیر	سنہ ۱۰۳۷ھ

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
١٠٦٩ھ	سلطان دارا شکوہ بن شاہجہان بادشاہ۔	اسکو عالمگیر نے متواتر لڑائیون مین شکست دی اور آخر مین قتل کیا۔
١٠٦٧ھ	سلطان محی الدین محمد اورنگ زیب بن شاہ جہان۔	اسنے پچاس برس سلطنت کی۔ دکھن کو سر کیا۔
١١١٨ھ	سلطان اعظم شاہ بن اورنگ زیب	یہ اپنے بھائی معظم شاہ کی لڑائی مین قتل ہوا۔
١١١٩ھ	سلطان معظم شاہ قطب الدین بہادر شاہ بن اورنگ زیب۔	اسنے صرف چھ برس سلطنت کی۔
١١٢٤ھ	سلطان معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ عالم۔	اسنے گیارہ مہینے بادشاہت کی۔
١١٢٥ھ	سلطان محمد فرخ سیر بن عظیم الشان بن بہادر شاہ۔	اسنے چھ برس سلطنت کی لیکن بالکل سلطنت کے امور سادات بارہہ کے ہاتھ مین تھے
١١٣١ھ	سلطان رفیع الدرجات بن رفیع الشان بن بہادر شاہ۔	صرف تین مہینے بادشاہت کا نام کیا۔
١١٣١ھ	سلطان رفیع الدولہ بن ایضاً بن ایضاً	ایضاً۔ ایضاً۔
١١٣١ھ	سلطان ناصر الدین محمد شاہ روشن اختر بن خجستہ اختر بن بہادر شاہ۔	اسنے سادات بارہہ کو قتل کیا۔ نادر شاہ اسی کے عہد مین آیا۔
١١٦١ھ	سلطان مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ بہادر بن محمد شاہ۔	احمد شاہ ابدالی اور مرہٹون کا زور ہوا۔
١١٦٧ھ	سلطان عزیز الدین عالمگیر ثانی بن جہاندار شاہ۔	یہ بھی معزول کیے گئے۔ انگریزون کا نمود اسی عہد مین ہوا۔

سال جلوس	نام سلاطین	مختصر کیفیت
سنہ ۱۱۷۳ھ	سلطان عالی گہر شاہ عالم بن عالمگیر ثانی۔	اسی عہد مین انگریز ہند پر مسلط ہوگئے۔
سنہ ۱۲۲۱ھ	سلطان محمد اکبر ثانی بن شاہ عالم	یہ نام کے بادشاہ تھے۔ انگریز وظیفہ دیتے تھے۔
سنہ ۱۲۵۳ھ	سلطان سراج الدین محمد بہادر شاہ بن اکبر ثانی معروف بہ ظفر شاہ۔	انکو انگریزون نے محبوس کرکے رنگون بھیجا۔ جہان یہ مرگیا۔ یہ خاندان ختم ہوگیا
سنہ ۱۲۷۵ھ	قیصر ہند ملکہ وکٹوریہ فرنگن ساکن لندن ملک انگلستان یعنی برطانیہ۔	یہ قوم نصارا سے ہے۔ انکا اصل ملک ایک چھوٹا جزیرہ ہے۔ جسکو برطانیہ کہتے ہین قدیم زمانے مین انکے ملک پر رومی حکمران تھے۔ بعد رومیون کے سیکسن کہ قوم جرمن کی اولاد تھے۔ آئے۔ انکے بعد قوم نورمن کہ فرانس کے بعض صوبہ کے نواب تھے۔ بادشاہ رہے۔

باب بیسوان

احوال خاندان چغتائی تیموری ہند

ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی

ظہیر الدین محمد بابر بن مرزا عمر شیخ بن سلطان ابو سعید مرزا بن سلطان محمد مرزا بن میران شاہ بن امیر تیمور گورکان کی پیدائش ۶ محرم سنہ ۸۸۸ھ مین کہ مطابق ۱۵ فروری ۱۴۸۳ء کے تھی۔ اسکی ماں کا نام قتلق نگار خانم تھا۔

یونس خان بادشاہ مغلستان کی بیٹی تھی۔ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے
کہ قطب وقت تھے اپنی زبان مبارک سے انکا نام ظہیر الدین محمد رکھا تھا۔ لیکن چونکہ
مغول کی زبان پر یہ لفظ نہ آتا تھا اسلیے بابر کہتے تھے۔ اپنے باپ مرزا عمر شیخ کے مرنے کے
بعد بارہ برس کی عمر مین اندجان مین کہ دار السلطنت فرغانہ کا تھا تخت نشین ہوا اور
جسقدر مشقت اور تردد ممالک کی تسخیر مین اسکو پیش آیا کم بادشاہون کو پیش آیا ہوگا۔ گیارہ برس
ماوراء النہر مین سلاطین ازبک کہ چنگیز خان کی اولاد سے تھے اور سلاطین چغتائی
سے لڑا۔ اور تین مرتبہ اپنے چچا احمد مرزا پر سمرقند کی فتح مین غالب آیا۔ اور اخیر مین جب
سلاطین ازبک نے بڑا لشکر بخارا کی طرف روانہ کیا اور ظہیر الدین محمد بابر نے اپنے
مین اسکے مقابلے کی طاقت نہ دیکھی۔ فرار اختیار کیا۔ اور چونکہ مشیت یہ تھی کہ ہندوستان
کی بادشاہت اسکو ملے۔ اسلیے وہ بدخشان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اسپر متصرف ہوگیا
ربیع الاول کے آخر مین سنہ ۹۱۰ھ مین کابل پر بھی قبضہ کیا۔ اور سنہ ۹۱۳ھ مین قندھار کو مسخر
کیا۔ اور چونکہ اسوقت تک تیمور کی اولاد کو مرزا کہتے تھے اُسنے کہا کہ اسکے بعد مجھکو بادشاہ
کہو اور اسی سال کے آخر مین شاہزادہ محمد ہمایون کابل مین پیدا ہوا۔ سنہ ۹۲۲ھ مین۔
خان مرزا حاکم بدخشان مرگیا۔ اسلیے بابر نے ہمایون کو ۱۳ برس کی عمر مین اُسکی
جگہ حاکم بدخشان مقرر کیا۔ سنہ ۹۳۰ھ مین بابر نے ہندوستان کے فتح کرنے کا
قصد کیا۔ لاہور اور دیالپور کو فتح کرکے واپس گیا۔ سنہ ۹۳۲ھ مین مطابق سنہ ۱۵۲۶ء کے
ہندوستان پر پھر فوجکشی کی اور دہلی کے قریب بارہ ہزار آدمیون سے آپہنچا پانی پت
کے میدان مین سلطان ابراہیم حسین سکندر لودی نے ایک لاکھ آدمیون سے
مقابلہ کیا۔ اور شکست اُٹھائی اور مارا گیا۔ بابر تخت دہلی پر جانشین ہوا۔ اور اسکی
فتحیابی کا سبب اتنی قلیل فوج سے یہ ہوا۔ کہ بابر کے ساتھ توپ اور بندوق بھی
جو اہل ہند کو معلوم ہی نہ تھی۔ بعد کامیابی کے بابر نے اپنے بیٹے ہمایون کو آگرہ

روانہ کیا کہ وہان کے خزانے پر قابض ہو۔ وہین راجہ بکرماجیت گوالیار کے راجہ نے ایک
۹۳۷ھ ہیرا نذر دیا جو بے بہا نکلا۔ الغرض بابر نے پانچ برس سلطنت کی ۹۳۷ھ مین مرگیا
بخار کا عارضہ ہوا۔ یہ بادشاہ نہایت عقلمند اور ہوشیار ذی علم تھا۔ اسنے اپنا احوال
آپ واقعات بابری مین لکھا ہے۔ اسکے اشعار فارسی اور ترکی مین بہت ہین۔
درد دیوان مین مجتمع ہین۔ یہ شعر اُسی کا ہے

باز آئے اسے ہمائی کہ بے طوطی حطت	نزدیک شد کہ زاغ برد استخوان من

نہایت سادہ دل اور مترحم مزاج شخص تھا۔ دل مین کج و پیچ کچھ نہ تھا۔ مصنوعات قدرت
کو دیکھکر نہایت مسرور ہوتا۔ گل و گلزار سے صانع قدرت پر تسبیح پڑھتا۔ اور افسوس
کرتا کہ اہل ہند اس ذائقہ سے بے بہرہ ہین۔ اپنے ارادون مین نہایت مستقل رہتا
ایک معرکہ کا اُسنے قصد کیا۔ ایک منجم نے کہا کہ اسمین آپ کو شکست ہوگی۔ لیکن
اُسمین وہ کامیاب ہوا۔ منجم کو بلوایا۔ شرمندہ کیا۔ اور انعام دے کر رخصت کیا اور کہا کہ
میرے علاقے سے چلے جاؤ۔

بیماری کی وجہ یہ لکھی ہے کہ ہمایون نہایت بیمار تھا اور زیست کی امید منقطع تھی
علما نے خیراندیشی کی راہ سے کہا کہ جو چیز شہزادے کو بہت مرغوب اور عزیز ہو وہ ایسی
حالت مین اُسپر نثار کی جائے۔ اور اس سے انکا مقصد یہ تھا کہ ہیرے کی انگوٹھی جو شہزادے
کے ہاتھ مین ہے وہ نثار کیجائے۔ لیکن بابر نے کہا کہ ہم ہمایون کے باپ ہین ہم سے
زیادہ کوئی چیز اسکو عزیز نہوگی۔ چنانچہ یہ کہکر ہمایون کے پلنگ کے گرد تین مرتبہ پھرا اور
کہا کہ اسکی بیماری ہمکو آجائے۔ چنانچہ اُسی روز سے ہمایون کو افاقہ شروع ہوا۔ اور
بابر بیمار ہوا۔ اور مرگیا۔ چھ مہینے لاش آگرہ مین رہی پھر حسب وصیت اُسکو کابل پہونچایا
اور روضۂ بابر مین مدفون ہے۔

اسی عہد مین شمس الدین محمد رومی نے کہ عارف حق تھے ۹۰۲ھ مین۔ اور

اسی سال امیر کمال الدین حسین نے کہ بڑے عالم تھے اور مولانا حسین واعظ صاحب تفسیر حسینی نے کہ حضرت جامی کے شاگرد اور مرید تھے سنہ ۹۱۰ھ مین۔ اور خواجہ آصفی بن خواجہ نعمت اللہ نے کہ بڑے شاعر تھے سنہ ۹۲۶ھ مین۔ اور مولانا عبداللہ ہاتفی نے کہ حضرت جامی کے خواہرزادہ تھے اور مثل جامی کے شاعر اور عارف تھے سنہ ۹۲۷ھ مین اور مولانا عبدالغفور لاری نے کہ حضرت جامی کے شاگرد رشید اور خلیفہ تھے سنہ ۹۱۲ھ مین۔ اور میر غیاث الدین نے بھی کہ بڑے شاعر اور فاضل تھے۔ اور مولانا امیدی نے کہ شاعر تھے سنہ ۹۲۵ھ مین۔ اور شاہ اسمعیل صفوی نے کہ اول بادشاہ ایران کا خاندان صفویہ سے تھا سنہ ۹۳۰ھ مین۔ اور مولانا ہلالی استرآبادی نے کہ بڑے شاعر تھے سنہ ۹۳۶ھ مین اور حضرت خواجہ عبدالحق الشتہیر بہ محی الدین نے کہ پوتے خواجہ عبداللہ احرار رح کے اور بڑے عارف تھے سنہ ۹۳۵ھ مین انتقال فرمایا۔

شاہ اسمعیل صفوی

شاہ اسمعیل صفوی بن سلطان حیدر بن جنید اولاد سے حضرت سید شیخ صفی الدین کی ہین۔ کہ جنکا احوال تیسرے خلیفہ عباسیہ مصر کے تحت مین لکھا گیا ہے اسمعیل صفوی کے دادا جنید اردبیلی اپنے باپ کی جگہ مسند مشایخی پر بیٹھے اور انکا ارشاد اسقدر بڑھا اور خلائق کا اجماع انکی طرف اتنا ہوا۔ کہ عراقین کے حاکم مرزا جہانشاہ نے کہ اولاد تیموری سے تھا انکے نکلنے کا اشتہار دیا۔ تب وہ وہان سے دیاربکر کی طرف چلے وہان کے حاکم حسن بیگ نے انکی خاطر کی۔ اور اپنی بہن سے انکا نکاح کردیا۔ وہان بھی انکے ساتھ درویشون کا بہت ہجوم ہوا۔ اور سنہ ۸۶۰ھ مین جہاد کے لیے گرجستان کی طرف بڑھے۔ اطراف کے بادشاہ مثل شروان شاہ وغیرہ کے ڈرے اور انکو شہید کیا تب انکے بیٹے سلطان حیدر کا زمانہ آیا۔ حسن بیگ نے اپنی بیٹی انکے نکاح مین دی۔ اور انکے ساتھ بھی درویشون نے وہی ہجوم کیا۔ انکے ساتھ ترک بھی تھے جنکو انھون نے سرخ ٹوپی تقسیم کی اور اسی سبب سے وہ سب قزلباش کہلانے لگے۔ الغرض انھون ۴۰

نے اپنے باپ کی طرح جہاد کا قصد کیا - اور شہید ہوئے تین بیٹے چھوڑے جنمین سے ایک اسمعیل صفوی تھے - کہ ایران کے تخت پر بیٹھے - جب انکے باپ سنہ ۸۹۳ھ مین شہید ہوئے - یہ ایک برس کے تھے - شروان شاہ کے ہاتھ مین گرفتار رہے - بعد کئی برس کے سلطان یعقوب کے خوف سے بھاگ کر گیلان مین بسر کرتے تھے - جب انکے باپ کے مریدون کو معلوم ہوا - وہان ہر طرف سے جمع ہوئے - اور انکے باپ اور دادا کے خون کے انتقام مین بڑی کوشش کی - چنانچہ بڑا لشکر قزلباشون کا جمع ہوگیا - اور سنہ ۹۰۶ھ مین الوند بیگ حاکم شیروان پر غالب آئے - اور تھوڑے عرصہ مین ایران کے اکثر حصون پر غالب آگئے - اور شاہ اسمعیل صفوی کا لقب لیا - ایران مین اسوقت سے اثنا عشری مذہب کو رونق ہوئی - انکے وقت مین فتوحات ملک مین برابر ترقی رہی - سنہ ۹۳۰ھ مین انھون نے انتقال کیا -

حضرت خواجہ عبد الحق بن خواجہ عبد اللہ کلان بن خواجہ عبید اللہ احرار رضہ

بڑے عارف کامل تھے - یہ اپنے دادا حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے مرید اور خلیفہ تھے انکے والد حضرت خواجہ کے سامنے انتقال کر چکے تھے - یہ بزرگ ظہیر الدین محمد بابر کے ساتھ ہندوستان مین تشریف لائے تھے - اور انکو لوگ محی الدین ثانی کہتے تھے بابر شاہ انکا معتقد تھا - لیکن جب زمانہ آپ کے انتقال کا قریب آیا - آپ نے فرمایا ہندوستان کفرستان ہی یہان مرنا اچھا نہین اور شہر سمرقند مین پہونچکر انتقال کیا - آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد یحیٰی جنکو خواجہ محمد یحیٰی بھی کہتے ہین ہندوستان مین رہے انکا ذکر اکبر بادشاہ کے عہد سلطنت مین کیا جائیگا - آپ کے تصرفات وغیرہ کا بیان اس مختصر کتاب مین کہان ہو سکتا ہی - مفصل حال اخبار الاصفیا مین درج ہی جسکا جی چاہے دیکھ لے -

نصیر الدین محمد ہمایون

نصیر الدین محمد ہمایون بن ظہیر الدین محمد بابر

نصیر الدین محمد ہمایون جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہین سنہ ۹۱۳ھ مین کابل مین پیدا ہوئے اور سنہ ۹۳۷ھ مین بعد باپ کے چوبیس برس کی عمر مین آگرہ مین تخت نشین ہوئے تین سب منصب دارون کو جگہ مناسب دی اور اپنے بھائیون اور اقران کو جاگیر دی۔ مرزا کامران کو کابل۔ قندہار۔ اور غزنی اور پنجاب دیا۔ اور صوبہ سنبھل مرزا عسکری کو دیا۔ اور صوبہ الور مرزا ہندال کو دیا۔ یہ سب اپنے بھائی تھے۔ اور صوبہ بدخشان مرزا سلیمان بن خان مرزا سلطان محمود بن سلطان ابو سعید کو بخشا۔ بعد تھوڑے عرصہ کے دریاے جمنا کی سیر کا قصد کیا۔ اور ایک کشتی زر سے بھری ہوئی لٹائی اسکی تاریخ کشتی زر نکلی۔ چھ مہینے سلطنت کر کے قلعہ کالنجر کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ وہان کے حاکم نے بارہ من سونا اور دوسری چیزین پیشکش کر کے اطاعت قبول کی۔ اور دوسرے ممالک بھی بادشاہ کے تصرف مین در آئے۔ اور سنہ ۹۴۰ھ مین قریب دہلی کے ایک شہر آباد کیا جسکا نام دین پناہ رکھا۔ سنہ ۹۴۲ھ مین سام مرزا شاہ طہماسپ صفوی کے بھائی نے خواجہ کلان بیگ کو قندہار مین محاصرہ کیا۔ مرزا کامران نے لاہور سے فوجکشی کی اور سام مرزا کو شکست دی۔

چونکہ محمد فرمان مرزا ابن مرزا بدیع الزمان ابن سلطان حسین مرزا نے بغاوت کی اور سکہ اور خطبہ اپنے نام کا کر لیا۔ آخرش بھاگ کر سلطان بہادر گجراتی سے جا ملا۔ اسلیے ہمایون نے سنہ ۹۴۲ھ مین سلطان بہادر گجراتی پر فوجکشی کی۔ اسکو شکست ہوئی اور منڈو کی طرف بھاگا۔ تمام گجرات پر ہمایون متصرف ہوا۔ پھر قلعہ چانپانیر کو فتح کیا۔ پھر سلطان بہادر وہان سے بھاگ کر دیو کے بندرگاہ مین پہونچا۔ جہان فرنگیون کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ تھوڑے عرصے مین قندہار سے صوبہ بہار تک تصرف مین ہمایون کے در آیا۔ یہانتک کہ زمانہ کی گردش سے سنہ ۹۴۶ھ مین چوسا

کی راہ مین دریاے گنگا کے کنارے شیرشاہ افغان سے کہ قوم سور سے تھا اور اُسکے پیشتر ایک سپاہی تھا اور بعد ازان فوج کا افسر ہوا تھا صوبہ بہار مین شکست اُٹھائی۔ اور پھر دوسری شکست اُسی کے ہاتھ سے قنوج مین ۹۴۷ھ مین ہوئی۔ اور بھائیون کی مخالفت اور نا اتفاقی سے تنگ آکر خراسان اور عراق کی طرف راہ لی۔ اسکے بعد شیرشاہ کے خاندان کے پانچ شخصون نے پندرہ برس تک جیسا کہ نقشۂ ذیل سے واضح ہوگا بادشاہت کی۔ اُسکے بعد پھر ہمایون کے نصیب نے مدد کی اور ہندوستان کی بادشاہت پر جانشین ہوا۔

نقشۂ خاندان سور افغانی

سنہ جلوس ہجری	نام سلاطین	کیفیت مختصر
۹۴۸ھ	سلطان شیرشاہ بن حسن خان سور افغانی۔	اسکا اصل نام فرید خان تھا۔ چونکہ شیر مارا تھا اسلیے شیرخان کہلاتا۔ جب بادشاہ ہوا۔ شیرشاہ کا لقب لیا اسکا دادا ابراہیم خان رنج ہوکر گھر سے یعنی افغانستان سے ہندوستان مین آیا۔ اور اُمرا کی خدمت مین نوکری کرتا تھا۔ اور اسکا باپ جمال خان کے لشکر مین کہ حاکم جونپور تھا رہتا تھا۔ اور سہسرام اور خواص پور اُسکو جاگیر مین ملا۔ شیرشاہ کو بھی باپ نے پورب مین جاگیر دی تھی۔ اسی ذریعہ سے اقتدار پاکر بہار اور بنگالہ پر تصرف

سن جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
		ہوا۔ پھر ہمایون کو شکست دی۔ لاہور کے قریب نہایت مضبوط قلعہ بنایا۔ اسنے بنگالہ سے پنجاب تک ایک سڑک ایسی بنائی کہ آجتک یادگار رہی اور ہر کوس پر مسجد اور سرائے تعمیر کی۔ یہ بڑا عقلمند تھا قلعہ کالنجر کی فتح مین جلکر مر گیا۔
۹۵۲ھ	سلطان سلیم شاہ بن شیر شاہ۔	
۹۶۱ھ	سلطان فیروز شاہ بن سلیم شاہ۔	
۹۶۱ھ	سلطان محمد شاہ عدلی برادرزادہ شیر شاہ۔	
۹۶۲ھ	سلطان ابراہیم شاہ۔	
۹۶۲ھ	سلطان سکندر شاہ برادرزادہ شیر شاہ	

الغرض جب ہمایون بڑی حیرانی اور پریشانی کے ساتھ کئی برس بعد عراق پہونچا۔ یہ قطعہ شاہ طہماسپ صفوی کے حضور مین گذرانا۔

خسروا عمریست تا عنقای عالی ہمتم	قلہ قاف قناعت را نشیمن کردہ است
روزگار سفلہ و گندم نماے جو فروش	طوطی طبع مرا قانع بار زن کردہ است
دشمنم شیر است و عمری پشت بر من کردہ بود	جاے از کین و عداوت رو باس کردہ است
التماس از شاہ آن دارم کہ با من آن کند	انچہ باسلمان علی در دشت ارزن کردہ است

شاہ نے اس خوشخبری کو سنکر حاضری کا حکم دیا اور توقیر اور منزلت کے سامان کا فرمان جاری کیا۔ اور یہ شعر مکتوب کے آغاز مین لکھا۔

ہماے اوج سعادت بدام ما افتد		اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

چنانچہ سنہ ۹۵۱ھ مین بادشاہ سے ملاقات ہوئی۔ سبھون نے ہمایون کی تعظیم کی۔ اور شاہ والاجاہ ہمایون کے آنے کو مبارک سمجھکر لوازم بادشاہی کا بجالایا۔ اور مہمانداری مین کوشان ہوا۔ اور کئی روز تک جشن رہا۔ اور ہمایون نے بے بہا الماس اور پچاس لعل بدخشانی نذر گذرانا۔ بعد کئی روز کے شاہ طہماسپ نے سامان بادشاہت کا ہمایون کو عطا کیا۔ اور اپنے بیٹے مراد مرزا کو مع بارہ ہزار سوار کے ہمایون کی مدد مین روانہ کیا۔ ہمایون قندھار کی طرف متوجہ ہوا۔

واضح رہے کہ جب ہمایون بادشاہ اس حیرانی مین تھا مرزا کامران نے اُس سے جدا ہوکر سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ اور غزنی عسکری مرزا کو دیا۔ اور بدخشان کو سلیمان مرزا سے چھین لیا۔ اور قندھار کے قلعہ مین قید کیا۔ آخرش جب ہمایون نے امدادی لشکر سے قندھار کا محاصرہ پانچ مہینے تک کیا۔ وہان کی حکومت مرزا عسکری کو کامران نے دی تھی۔ وہ امان کے لیے قلعہ سے نکل آیا۔ ہمایون نے اُسکی خطا معاف کی۔ قندھار پر قبضہ کرکے کابل کی طرف بڑھا۔ مرزا ہندال اور مرزا ناصر بابر کے بھائی مرزا کامران سے بھاگ کر اثناے راہ مین ہمایون سے آملے۔

مرزا کامران ہمایون کی خبر سنکر کابل سے غزنی کی طرف بھاگا۔ ہمایون سنہ ۹۵۲ھ مین بغیر لڑائی کے کابل پر متصرف ہوا۔ اور اپنے بیٹے اکبر اور بی بی کے دیدار سے جو مقید تھے مسرور ہوا۔ اکبر کا سن اسوقت تین برس کا تھا۔ اِس درمیان مین سلیمان مرزا قید سے رہا ہوکر بدخشان پر متصرف ہوا۔ جب ہمایون سنہ ۹۵۳ھ مین بدخشان کیطرف گیا پیچھے مین مرزا کامران نے پھر کابل پر قبضہ کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ ہمایون کو ملی۔ بدخشان مرزا سلیمان کے حوالہ کیا۔ اور قندھار مرزا ہندال کے سپرد کیا۔ اور مرزا ناصر کو کہ باعث فساد تھے قتل کیا۔ اور کابل کیطرف چلے اور مرزا کامران سے لڑکر کابل کو سنہ ۹۵۴ھ مین پھر دخل کیا۔ اور

مرزا کامران پھر جا گا۔ بعد ان فتوحات کے بھی مرزا کامران اور مرزا عسکری سے بڑے بڑے قصور سرزد ہوئے اور کئی مرتبہ ہمایون بادشاہ سے لڑے۔ ناچار ہمایون کو اُنسے لڑنا پڑا۔ یہانتک کہ مرزا ہندال قتل ہوئے اور مرزا عسکری گرفتار ہوئے مرزا کامران سلطان آدم گکھڑ کے پاس پناہ گزین ہوا اُسنے قید کرکے ہمایون کے پاس بھیجا اور مکحول ہوئے اور مکہ کو گئے۔ اور مرزا عسکری قید سے بھاگ کر بلخ پہونچے اور وہان سے مکہ کو گئے اور دونون مر گئے۔

جب ہمایون کو اطمینان بھائیون کی طرف سے ہوا۔ ہندوستان کا قصد کیا اور سنہ ۹۶۱ھ مین دیوان حافظ سے فال لیا۔ اور یہ شعر نکلا ؎

جلت از مرغ ہمایون طلب و سایۂ او	زانکہ با زاغ و زغن شہپر ہمت نبود

اور لاہور تک بے نزاع قابض ہو گئے۔ افغانون مین ابتشار آیا اور اطراف رہتاس مین پراگندہ ہو گئے ہمایون نے لاہور مین خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا۔ سرہند مین سکندر شاہ افغان اسّی ہزار آدمیون سے ہمایون کے مقابل ہوا۔ لیکن اُسکو برابر شکست ہوتی گئی۔ یہ فتح سنہ ۹۶۲ھ مین ہوئی اور سکندر شاہ کوہ سوالک کی طرف بھاگا۔ اس فتح کے بعد ہمایون بادشاہ غرّہ رمضان کو دہلی مین داخل ہوا اور سجدۂ شکر بجا لایا۔ اور خطبہ اور سکّہ اپنے نام سے جاری کیا۔ لیکن صرف سات مہینے زندہ رہا۔ اتفاق سے کوٹھے کی سیڑھی سے گرا اور مر گیا اور دہلی مین مدفون ہوا۔

اور قصہ نظام سقہ کا یون ہے کہ ہمایون بادشاہ کو جب جوسا مین شکست ہوئی اور بھاگا گھوڑے کو دریا مین ڈالا کہ دریا کے پار ہو۔ لیکن گھبراہٹ مین گھوڑا ران سے نکل گیا۔ اور نوبت غرق کی پہونچی کہ نظام سقہ نے اپنے مشک کو ہوا سے بھر کر اور مضبوط باندھکر بادشاہ کے پاس پھینکی۔ جسکے ذریعہ سے بادشاہ ڈوبنے سے بچا

اسکے عوض بادشاہ نے اُسکو حکومت تمام ہندوستان کی ایک روز کے لئے بخشی اُسنے
اُسی عرصے مین چمڑے کا سکہ جاری کیا کہ آجتک یادگار ہے۔

اسی ہمایون بادشاہ کے عہد مین شاہ علاؤالدین اکبرابادی مجذوب تھے
کہ بڑے عارف تھے ۹۵۳ھ مین اور شیخ محمد رفیع الدین محدث اکبرآبادی نے ۹۵۴ھ
مین اور مولانا ابوالخیر خوارزمی نے کہ بڑے محقق اور طبیب کامل تھے ۹۵۹ھ مین اور
مرزا اشرف کہ وزیر شاہ طہماسپ صفوی کے تھے اور نہر کربلا اُنکی بنائی ہے ۹۶۲ھ مین
انتقال کیا۔

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی بن محمد ہمایون بادشاہ

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی پیدایش ۵ رجب ۹۴۹ھ مین مطابق ۱۵ اکتوبر
۱۵۴۲ء کے ہوئی۔ انکی پیدایش کی جگہ امرت کوٹ متعلقہ ملک مارواڑ ہے جسوقت
انکے باپ ہمایون بادشاہ شیرشاہ سے شکست اُٹھا کر بھاگے اور امرت کوٹ
مین پہونچے۔ اُنکے ساتھ اُنکی بی بی حمیدہ بانو بیگم بھی تھین جو حضرت شیخ احمد جام
کی اولاد سے تھین۔ انھین سے محمد اکبر بادشاہ پیدا ہوئے۔ بعد وفات محمد ہمایون
بادشاہ کے دوپہر دن کو دوسری ربیع الثانی ۹۶۳ھ مین مطابق ۱۵۵۶ء کے چودہ
برس کی عمر مین کلانور کے باغ مین باتفاق خانخانان بیرم خان اور
دوسرے امراے ہمایون کے حکم سے سکندر شاہ افغان کی مدافعت مین مصروف تھے
تخت نشین کیا۔ اور منصب وزارت اور وکالت کا خانخانانی بیرم خان کو عطا
کیا گیا۔ اور جلوس کے پانچ روز بعد نوروز سال الٰہی کا ہوا کہ اکبر بادشاہ نے ایجاد کیا تھا

پہلے سال جلوس مین سکندر شاہ افغان نے کوہ سوالک مین آدمی فراہم
کیے اور یورش کی لیکن شکست اُٹھائی۔ دوسرے سال مین ہیمو بقال نے کہ جو
سکندر شاہ کی وزارت کا رکھتا تھا۔ بادشاہ اکبر کے پیچھے مین حاکم د

گئی اور اسپر قابض ہوگیا تھا۔ جیسے بادشاہ نے علی قلی خان شیبانی کو اُسکی طرف روانہ کیا۔ پنجشنبہ کے روز ۲ محرم سنہ ۹۶۴ھ مین پانی پت کے میدان مین درمیان علی قلیخان اور ہیمو بقال کے لڑائی ہوئی۔ ایک تیر ہیمو کی آنکھ مین لگی اور اُسکے سر تک کو چھید کر پار ہوگئی۔ وہ بیہوش ہوکر گر پڑا۔ اُسکے گرد کے لوگ بھاگے اور خانخانان بیرم خان اسکو گرفتار کرکے اکبر بادشاہ کے سامنے حاضر لایا۔ اور اُسکا کام تمام کیا۔ اکبر بادشاہ بھی اُسوقت تک وہان پہونچ گیا تھا اور بادشاہ مع ارکین بڑی مسرت اور خوشی کے ساتھ مع اسباب غنیمت دہلی مین داخل ہوا۔ اور جتنی دولت کہ ہیمو نے شیرشاہ کے زمانے سے اُسوقت تک فراہم کی تھی ضائع ہوگئی

محمد بیرم خانخانان ہمایون بادشاہ کے بڑے خوانین سے تھے۔ اور اکبر شاہ کے ابتدائی جلوس سے پانچ برس تک عہدۂ جلیل القدر وکالت اور وزارت کا اُس سے متعلق تھا۔ لیکن چونکہ اُسنے بادشاہ کو کمسن تصور کرکے جو چاہا بادشاہ کی بے اجازت کیا۔ یہ بات بادشاہ کو گران معلوم ہوتی تھی اور کچھ نہین کہتا تھا۔ یہانتک کہ پانچ برس بعد جب قابو پایا اُسکو وزارت کے عہدے سے معزول کیا۔ اُسکی تقصیرات مین سے ایک یہ بھی تھا کہ تردی بیگ خان حاکم دہلی کو اس حیلے سے قتل کیا کہ ہیمو کی لڑائی مین بھاگا اور یہ بلا اجازت بادشاہ کے کی۔ حاصل کلام معزولی کے بعد کئی مرتبہ بیرم خان نے بادشاہ سے جنگ و جدال کیا۔ اور شکست اُٹھائی۔ آخر سب سے ناامید ہوکر عفو تقصیر چاہی اور حرمین شریفین کا قصد کیا۔ اور گجرات کی طرف چلا۔ راہ مین مبارک خان افغان نے کہ اُسکا باپ بیرم خان کی لڑائی مین مارا گیا تھا۔ اُسکو قتل کیا۔ یہ واقعہ سنہ ۹۶۸ھ مین پیش آیا۔ یہ شخص شاعر اور بڑا قابل بھی تھا۔ اُسی کا شعر ہے ؎

کان نمک جہان شیخ پرو بجے	آن کز نمک شکر کند و از نمک شکر

لوگون نے اُسکی نعش کو شیخ حسام کے مقبرہ مین دفن کیا شیخ عبدالقادر بدایونی نے تاریخ وفات اس مصرعہ مین لکھی ع گفت گل در گلشن خوبی نماند + اور قاسم ارسلان نے یہ تاریخ لکھی ہے

بیرم بطواف کعبہ چون بست احرام	دررہ شد از شہادتش کار تمام
در واقعہ ہاتفے پئے تاریخش	گفتا کہ شہید شد محمد بیرام ٩٦٨

سنہ ٩٨٠ھ مین اکبر بادشاہ نے احمد شاہ گجراتی کے وارث سلطان محمود ثانی سے گجرات اور مالوہ فتح کیا۔

نقشہ خاندان شاہان گجرات

سنہ جلوس	نام بادشاہ	مختصر کیفیت
سنہ ٨٠٦ھ	تاتارخان بن ظفرخان	اسنے اپنا نام محمد شاہ رکھا اور خطبہ اور سکہ اپنا جاری کیا۔
سنہ ٨١٠ھ	مظفرشاہ	
سنہ ٨١٣ھ	احمد شاہ بن مظفرشاہ	
سنہ ٨٤٦ھ	محمد بادشاہ	
سنہ ٨٥٥ھ	قطب الدین	
سنہ [illegible]٣ھ	سلطان داؤد سلطان محمود	
سنہ ٩١٧ھ	سلطان بہادر	
سنہ ٩٣٢ھ	سلطان محمود گجراتی	
سنہ ٩٦١ھ	سلطان احمد شاہ گجراتی	
سنہ ٩٦٩ھ	سلطان مظفر	اس سے جلال الدین محمد اکبر شاہ نے ملک لیلیا۔

خان اعظم نے جنکا نام شمس الدین خان تھا۔ اور ہمایون کو جوسا کے مقام مین ڈوبنے سے بچایا تھا۔ ہمایون کے عہد مین ما بعد مین نہایت معتبر عہدہ پایا۔ اور پنجاب کی لڑائی کی فتح کے بعد خان اعظم کا لقب ملا۔ اکبر بادشاہ نے اپنے زمانے مین وکالت کا منصب عطا کیا۔ اور پہلا وہی شخص ہے جسنے منصب ہفت ہزاری پایا۔ اس منصب پر ادھم خان نے کہ وہ بھی منصب وکالت کا رکھتا تھا۔ حسد کیا۔ اور خان اعظم کو سنہ ۹۶۹ھ مین شہید کیا۔ بادشاہ نے اسکے مکافات مین ادہم خان کو کوٹھے پر سے گروا کر مار ڈالا۔ ایک نے تاریخ لکھی

گشت سالے دگر شہید شدہ	گر شدہ سال فوت خان شہید

اسی عہد مین محمد یوسف کابلی کہ نہایت خوشنویس تھا اور اکبر بادشاہ کا منشی تھا سنہ ۹۷۲ھ مین مرگیا۔ اسکی وفات کی تاریخ اشرف خان نے لکھی کہ ع کجا شد یوسف مصر اے عزیزان۔

سنہ ۹۷۷ھ مین اکبر بادشاہ کے دو بیٹے توام پیدا ہوئے۔ اور انکا نام مرزا حسن اور مرزا حسین ہوا۔ لیکن یہ نہ بچے۔

خانزمان علی قلیخان اور بہادر خان بیٹے حیدر سلطان ازبک کے تھے اور دونون بھائی بہادر اور سخی تھے۔ اور حیدر سلطان بوجہ خیرخواہی کے ہمایون کے زمانے مین ممتاز تھا۔ اور محمد اکبر بادشاہ نے بھی اس صلہ مین پورب کی جاگیر اور جونپور انکے دونون کے لئے برقرار رکھے۔ لیکن ان لوگون نے نمک حرامی کو راہ دیا۔ اور فتنہ اور فساد برپا کیا۔ اور بادشاہ سے بغاوت ظاہر کرکے مرزا محمد حکیم کو کہ بادشاہ کا بھائی کابل مین حکمران تھا طلب کیا اور خطبہ اور سکہ اسکے نام کا جاری کیا۔ اسلیے محمد اکبر بادشاہ نے خانخانان منعم خان کو اکبرآباد کی حراست مین چھوڑکر خود مرزا حکیم کے مقابلہ کو جو لاہور مین آگیا تھا۔ روانہ ہوا جب

یہ خبر محمد حکیم مرزا کو ملی وہان سے بھاگا اور کابل پہونچا۔ اور اکبر بادشاہ نے وہان سے پھر کر علی قلیخان اور اُسکے بھائی پر فوج کشی کی۔ اور قریب مانکپور کے کہ بیس کوس پچھم الہ آباد سے ہے دریاے گنگا کے پار ہوا۔ علی قلیخان نے بھی فوج فراہم کی۔ اور کئی روز تک بادشاہ سے لڑا۔ یہانتک کہ روز دوشنبہ کو غرہ ذیحجہ کے ۹۷۳ھ مین دونون بھائی مارے گئے۔ یہ لڑائی قریب الہ آباد کے ہوئی جسکو اُسوقت پریاگ کہتے تھے اور جہان فتح نصیب ہوئی اُسکا نام فتحپور رہا۔ اور وہ اسوقت الہ آباد سے چھ کوس کے فاصلے پر ہے۔ شیخ ابو الفضل نے اول دفتر مین اکبرنامہ کے یہ حال لکھا ہے جسکو اُسنے ۱۰۰۰ھ مین اکبر بادشاہ کے نام سے تصنیف کیا ہے۔ اسمین لکھا ہے کہ الہ آباد کا نام اکبر بادشاہ نے الہ باس رکھا تھا۔

۹۷۵ھ مین اکبر بادشاہ نے راجپوتانہ کے قلعہ چتورہ کی تسخیر کا قصد کیا۔ اور اُسکا محاصرہ کر کے سرنگ کھود کر بارود سے اُڑا دیا۔ اور تیس ہزار راجپوت مارے گئے۔ بعد اس فتح کے بادشاہ نے واسطے نیاز خواجہ معین الدین چشتی کے اجمیر مین دیگ رویین بہت بڑا بنوایا۔

اسی سال جونپور کا پل دریاے گومتی پر بنایا گیا۔ کہ اجتک یادگار ہے۔ منعم خان خانخانان نے کہ بعد سفر ملی بیرم خان کے عہدہ خانخانان پر بحال ہوا ۹۷۴ھ مین تمام جاگیر علی قلیخان کی جونپور اور بنارس اور غازی پور سے جناتک حضور سے بادشاہ کے پایا۔ اسی خانخانان نے بہت مسجد اور عمارت تعمیر کرنے کے بعد گومتی کا پل تیار کرایا۔ اور اُسکا مہتمم فہیم نامے اُسکا غلام تھا۔

۹۷۶ھ مین ایک مہینے مین قلعہ رتن پور کو بھی فتح کیا۔ جسکو علاؤ الدین خلجی حاکم مالوہ نے ایک برس مین فتح کیا تھا۔

۹۷۷ھ مین بادشاہ نے قلعہ اکبر آباد کی تعمیر کا پتھر سے حکم دیا۔ کہ عرض اُسکی

تیس گز بادشاہی ہو اور ساٹھ گز بلند ہو۔ چنانچہ ایسا ہی بنایا گیا اور سنہ ۹۷۸ھ مین تیار ہو گیا
چارون طرف دروازہ بنایا گیا۔ آخری دروازہ سنہ ۹۷۹ھ مین بنایا گیا۔

واضح ہو کہ سلطان محمد مرزا کہ اولاد سے امیر تیمور کے تھے اُنکے تین بیٹے
تھے الغ مرزا کہ سنہ ۹۷۵ھ مین مر گئے۔ اور ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا یہ
دونون مرزا اکبر بادشاہ سے باغی ہو کر کچھ آدمی فراہم کر کے گجرات کی طرف گئے اور
اُسپر متصرف ہوئے۔ اور چانپانیر اور سورت کو بھی لیلیا۔ اور سنہ ۹۷۹ھ مین قلعۂ
بڑوچ پر قابض ہو گئے۔

اسی سال مین ملا نور الدین سفیدونی نے کہ نواب ترخان کا لقب رکھتے تھے
اور ہمایون کے مصاحبون سے تھے اور پرگنہ سفیدون جاگیر مین رکھتے تھے نہر شیخونی
دریاے جمنا سے پچاس کوس کرنال کی طرف لیگئے جس سے زراعت کو بہت فائدہ ہوا۔
اور شیخونی اسلئے نام رکھا کہ شیخو کے لقب سے جہانگیر بادشاہ کو اکبر بادشاہ پکارا کرتا تھا
چونکہ شہزادہ سلطان سلیم جہانگیر بادشاہ کی پیدائش بسبب دعاے حضرت شیخ سلیم
چشتی فتحپور سیکری کے سمجھا تھا۔ اور سلطان سلیم اسی سال پیدا ہوا تھا۔
سنہ ۹۷۸ھ مین شہزادہ سلطان شاہ مراد اکبر بادشاہ کی محلسرا مین پیدا ہوئے
اور یہ دونون شہزادے فتحپور سیکری ہی مین پیدا ہوئے۔ اسلئے بادشاہ نے وہان
خوب عمارت تعمیر کرائی۔

سنہ ۹۸۰ھ مین بادشاہ نے بسبب فساد مرزا ابراہیم حسین اور مرزا محمد حسین
کے گجرات کی تسخیر کا قصد کیا۔ اور وہان پہونچکر گجرات پر قابض ہو گیا۔ وہان سے
مرزا ابراہیم حسین اور محمد حسین کہ سورت اور بڑوچ اور بڑودہ اور چانپانیر
پر متصرف تھے۔ بندر سورت کے قلعہ مین متحصن ہوئے۔ بادشاہ نے وہان پہونچکر
محاصرہ کیا۔ دو مہینے تک محاصرہ رہا۔ پھر سیعون نے قلعہ کو بادشاہ کے حوالہ کیا

سنہ ۹۸۲ھ مین اکبر بادشاہ کو خبر پہونچی کہ داؤد شاہ بن بادشاہ بنگالہ ابن سلیمان کرانی کہ بعد قتل کرنے
اپنے بڑے بھائی بایزید کی ولایت بنگالہ کا بادشاہ ہوا ہو اور شہر زمانیہ کو جسے
علی قلیخان نے بسایا تھا لوٹا۔ اور لودی خان کو کہ قلعہ رہتاس پر متصرف تھا مقید
کیا۔ اور مار ڈالا۔ اس خبر کو سنکر بادشاہ کشتی پر سوار ہو کر اکبر آباد سے چلا۔ القصہ
۱۶۔ ربیع الثانی کو حوالی مین قلعہ پٹنہ کے پہونچے۔ اور وہان لڑائی ہوئی۔ داؤد شاہ
وہان سے کشتی پر سوار ہو کر بنگالہ کی طرف بھاگا۔ اور وہان بعد چند روز کے مارا گیا سنہ ۹۸۴ھ
سنہ ۹۹۳ھ مین شاہزادہ سلیم شاہ کی شادی راجہ بھگوانداس اور اودے سنگھ
کی بیٹی سے ہوئی۔ اور اسی سال محمد حکیم برادر اکبر بادشاہ کا انتقال ہوا جو کابل کا
حاکم تھا۔ بادشاہ خود وہان گیا۔ اور راجہ بھگوانداس اور کنور مانسنگھ اسپر حاکم مقرر
ہوئے۔ راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے شاہجہان بادشاہ پیدا ہوئے۔ سنہ ۹۹۴ھ مین راجہ
بیربل نے کہ بادشاہ کے مقربین سے تھا انتقال کیا۔
مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے والی بلخ عبداللہ خان ازبک سے محاربہ
کیا۔ جسمین اُسکا بیٹا ابراہیم مارا گیا۔ ابراہیم کے بیٹے مرزا شاہرخ نے اقتدار اپنے
دادا کے ملک مین پیدا کیا۔ اور مرزا سلیمان نے اپنے دادا کو معزول کرنا چاہا اسلیے
وہ وہان سے فرار ہوا۔ اور محمد اکبر بادشاہ کے حضور مین حاضر آیا۔ اُسنے مہربانی کی
اور حج کی صلاح دی اور مرزا سلیمان حج کو گیا۔ پھر عبداللہ خان ازبک نے اقتدار
پیدا کیا۔ اور مرزا شاہرخ سے بدخشان چھین لیا۔ اسلیے وہ بھی حضور مین اکبر
بادشاہ کے حاضر آیا اور مدد چاہی۔ اُسوقت بادشاہ بسبب انتقال محمد حکیم کے کابل
جاتا تھا یہ بھی ساتھ ہوا۔ اور مرزا سلیمان بھی کابل مین حاضر تھا۔ بادشاہ کی مدد سے
مرزا سلیمان بدخشان پر قابض ہوا لیکن پھر ازبک کے خوف سے بھاگا اور مر گیا
بادشاہ نے قلعہ الہ آباد بھی تعمیر کیا۔

الغرض اس بادشاہ کے عہد مین سلطنت کو بڑی ترقی ہوئی۔ تمام افغانستان اور ہندوستان مین سواے چند صوبجات دکھن کے جیسے بیجاپور۔ احمدنگر۔ گولکنڈہ اُسکی حکومت تھی۔ اور ملک کو عدل اور آسایش سے بھر دیا تھا۔ اور ہر قسم کے اہل علم و ہنر جمع تھے سبکی قدر کرتا تھا۔ اکثر کتابین سنسکرت۔ اور یونانی زبان سے فارسی مین ترجمہ کرائین۔ اور علما اور فضلا ہر مذہب کے جمع کرتا اور اُنکی بحث سنتا اور سب کو انعام واکرام اور خطاب سے سرفراز کرتا باوجود اسکے کہ خود علم سے بہرہ نہ رکھتا تھا لیکن شاعری کا ذائقہ تھا۔ اسنے ایسے قانون انتظام سلطنت کے لیے بنائے کہ عقل حیران ہی۔ اسکے وزرا سے راجہ بھگوانداس و مانسنگھ و ٹوڈرمل ملک الشعرا ابوالفیض فیضی اور علامۂ عصر ابوالفضل تھا۔ راجہ ٹوڈرمل دیوان عام تھا۔ اسنے باون برس سلطنت کی اور سنہ ۱۰۱۴ھ مین انتقال کیا۔

اسی عہد مین کبیر داس کہ ہندی کا شاعر اور کامل تھا مر گیا۔ اسی کے عہد مین سید محمد غوث گوالیاری نے کہ عارف تھے سنہ ۹۷۰ھ مین اور حضرت شیخ علی متقی گجراتی نے کہ اولیا اللہ سے تھے سنہ ۹۷۵ھ مین۔ اور حضرت سلیم چشتی فتحپوری نے سنہ ۹۷۹ھ مین اور ملک الشعرا مولانا غزالی مشہدی نے سنہ ۹۸۰ھ مین اور مولانا قاسم کاہی نے کہ بڑے شاعر تھے اور حضرت جامی کے شاگرد تھے سنہ ۹۸۸ھ مین۔ اور ملا حسین نقشی نے کہ کمالات ظاہری اور باطنی سے بہرہ تمام رکھتے تھے اور مہرکنی مین بے نظیر تھے سنہ ۹۸۱ھ مین اور اسی سال حضرت شیخ جلال تھانیسری نے بھی کہ بڑے عارف تھے۔ اور حضرت شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی نے کہ بڑے صاحب تصانیف کثیرہ ہین مرید سید محمد غوث گوالیار کے سنہ ۹۹۸ھ مین اور سنہ ۹۹۹ھ مین مولانا عرفی نے کہ بڑے شاعر تھے اور اسی سال حضرت خواجہ محمد یحیی نے کہ بڑے عارف کامل اور اولاد سے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے تھے اور شیخ عبدالقادر بدایونی نے کہ عارف اور شاعر تھے۔ اسی سال اور ملک الشعرا ابوالفیض فیضی نے سنہ ۱۰۰۴ھ مین اور علامۂ عصر ابوالفضل نے سنہ ۱۰۱۱ھ

اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی نے اور عبدالواحد فاروقی سرہندی
نے کہ والد شیخ رکن الدین بن عبدالقدوس گنگوہی کے اور باپ شیخ احمد سرہندی
کے تھے ۱۰۱۲ھ میں انتقال کیا۔ اور اسی سال حضرت مخدوم احمد چشتی ساکن نوآبادہ تھا
اور آنکے بیٹے حضرت مخدوم آخوند شیخ نے کہ اس جاجنیر کے مورث ہیں اور عارف
کامل تھے انتقال کیا۔ حضرت خواجہ محمد یحییٰ کہ جنکو بعض لوگ خواجہ یحییٰ کہتے
ہیں بڑے بزرگ عابد زاہد تھے۔ انکا نسب حضرت خواجہ عبیداللہ احرار سے ملتا ہے
یعنی خواجہ محمد یحییٰ بن عبداللہ … بن خواجہ … الملقب بالاحرار … خواجہ عبید
احرار … بزرگی … حضرت خواجہ … خواجہ عبیداللہ … کہلاتے
ہے … کہ بادشاہ کے حکم سے سلطنت میں ارتقام پایا ہے۔ خواجہ یحییٰ بڑے
خداشناس اور صاحب کمال تھے منفرد … آپ کا اخبار الاصفیا میں ذکر ہے
قبر اور … آپکے … شہر آگرہ میں کنارہ پر دریا کے باغ
متصل … آگرہ … کے واقع ہے۔ آپکا روز … ربیع الاول ۱۰۱۰ھ میں ہوا
اور آپ … عبداللہ … آبادی کے پیر ہیں۔ اور خواجہ یحییٰ انکے
بھانجے تھے اور شیخ مولانا عرفی شاعر مشہور کلام شیرین سخن تھا انکے اشعار میں
لطافت اور متانت بہت تھی اصل میں یہ شاعر عدیم المثل شہر شیراز کا رہنے والا تھا۔ اور
مصنف تذکرہ ہفت اقلیم لکھتا ہے کہ اوائل عمر میں یہ فاضل مشہد دکن میں وارد ہوا
لیکن آنجگہ باعث آسکے نہ ترقی ہونے کے اسطرف چلا آیا اور مسیح الدین ابوالفتح نے
عرفی کی بہت خاطرداری کی اور بہت پرسان حال اسکا رہا۔ لیکن جب مسیح الدین
نے وفات پائی اسوقت عبدالرحیم خان خانخاناں سپہ سالار شہنشاہ اکبر نے عرفی
کی شہرت سنکر طلب کیا۔ اور زمرہ میں بندگان خاص کے معزز کیا۔ اور بہت تواضع
کی۔ اور بعد چند روز کے مرض اسہال میں اس سخنور روزگار سے جاتا رہا۔ اور بوقت

وفات کے دو رباعی پڑھیں انکو ذیل مین درج کرتا ہون رباعی

عرفی دم نزع ست و ہمان مستی تو
آخر بچہ مایہ بار بر بستی تو
فرداست کہ دوست نقد فردوس بکف
جویای متاع ست و تہی دستی تو

یارب بعفوت بہ پناہ آمدہ ام
سر تا بقدم غرق گناہ آمدہ ام
چشمی بکرم بخش کہ از غایت شوق
بے دیدہ بامید نگاہ آمدہ ام

شیخ ابو الفیض فیضی بڑا عالم اور شاعر تھا **شیخ مبارک فاضل** کا بیٹا تھا۔ علوم و فنون اور شعر شاعری مین عدیم المثل تھا اور حدت طبع اور کثرت فہم مین کمال رکھتا تھا۔ **خاقان محمد اکبر** اس شخص کو نہایت عزیز رکھتا تھا۔ اور شہنشاہ ہند نے خطاب ملک الشعرا کا عطا کیا۔ ایک کتاب علم اخلاق مین اسنے تصنیف کی کہ کوئی حرف اسمین منقوط نہین ہے۔ اور تفسیر کلام اللہ کی بے نقط تصنیف کی اور اسکا نام سواطع الالہام رکھا۔ اسکے دیوان مین پندرہ ہزار اشعار ہین۔ اور قصۂ نل دمن کو بھی بادشاہ کے حکم سے نظم کیا۔ اور اسکے برابر فصیح اور بلیغ دوسری کتاب کم ہے۔ اسنے سنسکرت زبان بھی بھیس بدل کر اچھے اچھے پنڈتون سے **کاشی** مین سیکھا۔ اور بہت کتابین ترجمہ کین اور تصنیف کین اور کتاب لیلاوتی اور مہابھارت کو سلیس فارسی مین ترجمہ کیا۔ اکبر کے سنہ ۴۰ جلوس مین مر گیا۔

شیخ ابو الفضل اپنے وزیر کے ساتھ اکبر بادشاہ نے قدردانی کی اپنے جلوس کے انیسوین برس شیخ ابو الفضل شیخ مبارک کے بیٹے کو کہ فیضی سے چھوٹا تھا اپنے پاس بلایا اور اسکی ذہانت اور علم کو دیکھکر نہایت خوش ہوا۔ اور دن بدن بادشاہ کا مورد الطاف ہوا۔ اسکا مرتبہ امراے عظام اور وزراے کرام سے زیادہ ہوکر بادشاہ کا مقرب اس مرتبہ مین ہوا کہ بادشاہ کے مقرب اسپر حسد کرنے لگے اور شاہزادہ سلیم درپے اسکے ہوا کہ بیخ کنی کرے۔ اتفاقاً شیخ مبارک نے اپنی حیات مین کلام اللہ

کی تفسیر تصنیف کی تھی اور نام بادشاہ کا آسمین درج نہ کیا تھا۔ شیخ نے باپ کے مرنے
کے بعد چند نسخہ لکھوا کر اکثر ولایتون کی طرف بھجوایا۔ اور موافق رسم اہل دنیا کے اس کتاب
کو اکبر بادشاہ کے نام سے مزین نہ کیا۔ اکبر بادشاہ اس بات کے دریافت ہونے سے
بہت آزردہ ہوا۔ اور سب امرا نے قابو پاکر آسکی رنجش کو بڑھایا۔ پھر بعد چندے کے
بادشاہ نے آسکی طرف التفات کی اور آسکو دکھن کی طرف ایک لشکر کا سردار مقرر کر کے
روانہ کیا اس مہم کی انجام دہی کے بعد جب آگرہ کو واپس آتا تھا۔ شہزادہ سلیم نے
کہ آس سے عداوت قلبی رکھتا تھا واسطے قتل کرنے شیخ کے نرسنگھ دیو کو کہ آسپر
بھی بادشاہ کا عتاب تھا روانہ کیا اور آسنے قریب شہر آجین کے اسکا کام تمام کیا
بادشاہ نے یہ خبر سنکر بہت رنج والم کیا۔ اور شیخ کے بیٹے عبد الرحمن کو واسطے
انتقام کے تعینات کیا چنانچہ آسنے بدلہ لیا۔ الغرض شیخ ابو الفضل بڑا ذہین اور ذکی
اور خوش کلام تھا۔ اسکی تصنیف سے اکبر نامہ۔ آئین اکبری۔ اور ابو الفضل
یادگار ہے۔

حضرت مخدوم احمد چشتی نو آبادی بہاری۔ یہ بزرگ بڑے عارف کامل تھے
اور علامۂ وقت تھے اپنے وقت کے مولانا شرف الدین احمد بہاری رح سے تھے
صاحب تصرف اور کرامات تھے اور یہ اول بزرگ ہین جنھون نے بڑے نو آبادہ
صوبۂ بہار مین اقامت کی۔ انکے مورث موضع کچا نوان مین اقامت گزین تھے
یہ موضع بھٹنہ اسٹیشن سے ایک کوس پورب اور دکھن گوشہ پر ہے۔ انکا نسب
حضرت سلیمان لنگر زمین ساکن کاکو بن مخدوم عبد العزیز منیری بن امام محمد تاج فقیہ
تک سے پانچ واسطہ کے درمیانگی سے ملتا ہے۔ مخدوم عبد العزیز کی قبر اپنے بھتیجے مخدوم
حضرت احمد یحیی منیری کی بغل مین ہے۔ سلسلہ نسب کا یون ہے۔ مخدوم احمد چشتی نو آبادی
بن حضرت عبد الوہاب بن حضرت عبد الغنی بن حضرت عبد الملک

[illegible]

زمین کا کوہی - یہ بزرگان بھی اپنے وقت مین بڑے عالم اور عارف کامل تھے اور
اپنے اپنے وقت مین مرجع خلائق اور مشہور عام تھے آپ نے ۷ ماہ رجب کو انتقال فرمایا
آپ کو بیعت خلافت چار واسطہ کی درمیانگی سے حضرت اخی سراج سے تھے - حضرت
مخدوم آخوند چشتی شیخ بن مخدوم احمد چشتی نوآبادی مثل اپنے باپ کے برگزیدہ عالم
عارف اور صاحب کرامات تھے - لیکن آپ نے اپنی اقامت چھوٹے نوآبادہ مین
کہ بڑے نوآبادہ سے قریب ہے کی - آپ اپنے والد ماجد کے خلیفہ اور مرید تھے اور
چھوٹے نوآبادہ مین مدفون ہین جہان آپ کی اور دوسرے فرزندون کی بھی قبر ہے یہ
بزرگ بھی اس عاصی کے مورث ہین - آپ کی وفات ۹ ذیقعدہ کو ہوئی - اور اس
تاریخ کو آجتک آپ کا عرس تکلف سے ہوتا ہے - آپ کی اولاد سے ہنوز اس جگہ پر مقیم اور [illegible]

ذکر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ بن محمد اکبر بادشاہ

محمد جہانگیر بادشاہ ۳۷ برس کی عمر مین سلطنت پر بیٹھا - اور نور الدین محمد جہانگیر کا
لقب لیا - اپنے باپ کے وقت مین شاہزادہ سلیم کے لقب سے ملقب تھا - باپ
کے انتقال کے وقت اسکا بیٹا سلطان خسرو آگرہ مین موجود تھا اور یہ الہ آباد سے
اسیوقت پہونچا تھا ہنوز کشتی پر تھا کہ باپ نے انتقال کیا اور اکبر بادشاہ اپنے پوتے سلطان خسرو کو بہت
عزیز رکھتا تھا اور شہزادہ سلیم سے ناراض تھا اور سواے ان دونون کے دوسرا وارث نہ تھا بعضون نے
چاہا تھا کہ سلطان خسرو کو اکبر بادشاہ کی جگہ جانشین کرین لیکن امرا نے یہ خیال کیا کہ باپ کے
رہتے بیٹے کا جانشین ہونا فساد سے خالی نہوگا - اسلیے شاہزادہ سلیم کو بہ لقب محمد جہانگیر
بادشاہ تخت نشین کیا - ہر چند سلطان خسرو نے باپ سے بغاوت کی اور لڑا ا-
سکو شکست ہوئی - اور مقید رہا - ۱۰۳۱ھ مین مرگیا اور الہ آباد مین مدفون ہے بادشاہ
نے ایک دربار عام کیا اور تمام امرا اور رؤسا کو فراہم کیا - اور خطاب اور منصب سے

سرفراز کیا۔ چنانچہ حضرت سیدنا امیر ابو العلا بھی کہ اسوقت اپنے نانا خواجہ فیضی کی جگہ ناظم صوبہ بردوان کے تھے اور منصب سہ ہزاری رکھتے تھے حاضر ہوئے اور لقب امیر ابو العلا خان کا پایا۔ اور بڑے مقربان درگاہ جہانگیری کے تھے لیکن بادشاہ کی نشہ خواری کی وجہ سے کنارہ کش ہوئے۔

الغرض بادشاہ نے چند زمانے تک امور سلطنت مین بڑی سرگرمی دکھائی اور ایک زنجیر عدل کی ایوان خانہ مین لٹکائی اور ملک کو وسعت دی۔ لیکن آخرش نورجہان بیگم کا دور ہوا۔ جسپر بادشاہ دل و جان سے فریفتہ تھا۔ یہ عورت شیر افگن خان کی زوجہ تھی۔ بادشاہ اس عورت کی فریفتگی کے باعث شیر افگن خان کی زندگی کا خواہان ہوا۔ اسوقت یہ شیر افگن خان صوبہ بردوان مین جاگیر دار تھا۔ اسکے قتل کے واسطے جہانگیر نے قطب الدین خان کو روانہ کیا۔ اور اسنے اس بات کو شیر افگن خان کے روبرو کہی۔ اسکو غیرت آئی اور قطب الدین خان کا کام تمام کیا اسکے آدمیون نے شیر افگن خان سے بدلہ لیا اور اسکو بھی قتل کیا اور ناظم بردوان نے حسب فرمان جہانگیر نورجہان بیگم کو آگرہ روانہ کیا اور بادشاہ کے نکاح مین درآئی۔ اس زمانے سے جہانگیر امور ملکت کو بھول گیا۔ اور انتظام ملک کا بالکل نورجہان بیگم کرتی۔ اور سکہ اسکے نام کا جاری ہوا سکہ

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور		بنام نورجہان شاہ بیگم انگہ زر	

اسکے بعد نورجہان کے بھائی آصف خان کی بیٹی شہزادہ شاہجہان کی زوجیت مین درآئی اور ممتاز محل لقب ہوا۔ انھین سے شہزادہ دارا شکوہ اور شجاع اور مراد اور اورنگ زیب پیدا ہوئے۔ اور شیر افگن خان کی بیٹی جو نورجہان بیگم کے بطن سے تھی۔ شہزادہ شہریار بن دانیال کے عقد مین درآئی کہ بھتیجا جہانگیر بادشاہ کا تھا۔ جہانگیر نے اپنی آخر عمر مین کشمیر کا سفر کیا۔ اور وہان سے واپس

آنے مین بیمار ہوا اور راہ مین مرگیا۔ ۱۰۳۶ھ تھی۔ لاہور مین دفن ہوا۔ دریاے راوی کا کنارہ تھا۔ قریب ساٹھ کے عمر ہوئی۔ اور بائیس برس آٹھ مہینے سلطنت کی۔

واضح رہے کہ بادشاہ اکبر کی اولاد زندہ نہین رہتی تھی۔ اسلیے بادشاہ اکبر کو درویش کامل کی تلاش رہتی تھی۔ چنانچہ حضرت سلیم چشتی فتحپوری کی شہرت اکبر بادشاہ نے سنکر آپ کے پاس حاضر ہوا۔ اور عرصہ دراز تک اُنکی خدمت کی اور حاضر باش رہا۔ اُنکی دعا سے جہانگیر بادشاہ پیدا ہوئے۔ اسلیئے بادشاہ کو اُنسے بڑی عقیدت تھی۔ اور انھین کے نام پر جہانگیر کا نام شاہزادہ سلیم رکھا تھا۔ اور اُنکے حکم سے کئی مرتبہ پا پیادہ آگرہ سے اجمیر شریف تک مع اہلیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضر ہوا جہانگیر نے اپنے حالات اپنی کتاب تزک جہانگیری مین لکھا ہے۔ اور اُسکو ذوق شاعری کا تھا۔

اسی عہد مین شیخ بہاؤالدین آملی متخلص بہاؤ نے کہ جامع کمالات اور فضائل اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے اور شاعر تھے ۱۰۳۱ھ مین اور حضرت شیخ احمد سرہندی نے کہ بڑے عالم اور صاحب کمالات تھے اور صاحب تصانیف کثیرہ ہین اپنے والد کے مرید اور حضرت باقی باللہ کے خلیفہ تھے ۱۰۳۴ھ مین اور اسی سال ملک الشعرا طالب آملی نے کہ شاہ جہانگیر سے لقب ملک الشعرا کا پایا۔ اور عبدالرحیم خان خانخانان بن بیرم خان خانخانان نے ۱۰۳۶ھ مین انتقال کیا۔ اور حضرت شاہ نعیم اللہ نورآبادی کہ بڑے عالم اور عارف تھے اور حضرت مخدوم آخوند شیخ کے بیٹے تھے ۱۲۔ ذیحجہ کو ۱۰۳۲ھ مین وفات فرمائی۔ آپ کا مزار اپنے والد کے بغل مین ہے اور اپنے والد کے خلیفہ تھے۔ یہ بزرگ بھی اس کاتب نسخے کے مورث ہین۔ تلسی داس ہندی کا شاعر بھی اسی زمانہ مین تھا۔ اور حضرت امیر عبداللہ نے کہ عارف حق تھے ۱۰۳۳ھ مین انتقال فرمایا۔

ذکر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ بن جہانگیر بادشاہ

جہانگیر کے مرنے کے بعد امرا نے آصف خان سے جو شاہجہان کا سسر تھا موافقت کی۔ اور وہ اپنی بہن نورجہان بیگم سے بدگمان تھا۔ اسلیے اُسکو نظربند کیا۔ اور شہریار نورجہان بیگم کے داماد نے کہ شاہجہان کا چچیرا بھائی تھا اپنی وجہ کے ذریعہ سے بادشاہی خزانے پر متصرف ہوا۔ اور لاہور کے کارخانون پر غالب آیا اور اپنا لشکر دریا کے پار بھیجکے امرا کا مقابلہ کیا اور پہلے ہی حملے مین شکست اُٹھائی۔ اور قلعہ بند ہوا۔ رات کو ارادت خان نے قلعہ مین داخل ہوکر شہریار پر قبضہ پایا۔ صبح کو امرا نے مصلحتاً داور بخش بن سلطان خسرو بن جہانگیر بادشاہ کو تخت پر بٹھلایا۔ اور شہریار کو مکحول کیا۔ اُسوقت شاہجہان دکھن مین تھا اور بیجاپور کی فتح مین باپ کے حکم سے مصروف تھا۔ باپ کی وفات کی خبر سُنکر روانہ ہوا جب دہلی کے اطراف مین پہونچا۔ حکم جاری کیا جسکے مطابق امرا نے داور بخش اور اُسکے بھائی گرشاسپ کو اور طہمورث اور ہوشنگ اور شہریار پسران دانیال کو قتل کیا۔

الغرض شاہجہان آگرہ مین پہونچکر دوشنبہ کے روز ۸ جمادی الثانی کو ۱۰۳۷ھ مین تخت پر بیٹھا۔ اور ہر ایک کو امرا سے خطاب اور منصب عطا کیا۔ اور آصف خان بھی شاہزادہ محمد دارا شکوہ اور محمد شجاع اور اورنگ زیب کو ہمراہ لیکر لاہور سے آگرہ مین پہونچے۔ بادشاہ نے اُنکو بڑی عزت دی اور منصب وکالت اور وزارت کا عطا کیا۔ اور دسوین رجب کو جشن نوروز ترتیب دی۔ اور اُسمین ایک کرور اسّی لاکھ روپیہ نقد و جنس اور چار لاکھ بیگھ اور سوا سو موضع مستحقین کو انعام دیا۔ اور سنہ جلوس مین بندر ہگلی قوم پرتگیس فرنگی سے لیکر قاسم علی خان صوبہ دار بنگالہ کے حوالہ کیا۔ اور قاسم علی خان

کے بعد اعظم خان صوبہ دار ہوا۔ اور سنہ ۲ جلوس مین شاہجہان کے حکم سے ۷۶ بتخانے بنارس کے توڑے گئے۔ یہ امر سرفت اورنگ زیب کے تعمیل پایا اور اکبر آباد مین تخت مرصع ایک کروڑ کے خرچ سے تیار ہوا۔ اور نام اسکا تخت طاؤسی کہا سنہ ۸ جلوس مین بادشاہ نے اجمیر کا قصد کیا۔ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور ایک مسجد سنگ مرمر کی روضہ کی پشت پر چالیس ہزار روپیہ کے خرچ سے تعمیر کرائی۔ بعد اسکے ساٹھ لاکھ کے خرچ سے عمارت شاہجہان آباد تعمیر کرایا۔ اور دس لاکھ روپیہ کے خرچ سے جامع مسجد بنوائی اور روضہ تاج محل جسمین شاہجہان بادشاہ مع ممتاز محل کے مدفون اکبر آباد مین ہین اسی بادشاہ کا تعمیر کیا ہے۔ اور بالکل سنگ مرمر سے بنا ہے۔ یہ عمارت دنیا مین لاثانی ہے۔ اور جامع مسجد آگرہ کی بھی اسی کی تعمیر کرائی ہے۔ سنہ ۱۰۶۷ھ مین قلعہ بیدر اورنگ زیب کے ہاتھ سے فتح دکھن مین ہوا۔ اسی سال بادشاہ بیمار ہوا۔ اور داراشکوہ اورنگ زیب اور دوسرے بھائیون مین لڑائی ہوئی اور اورنگ زیب تخت نشین ہوا۔ اور باپ کو قید کیا۔ آٹھ برس اسکے بعد شاہجہان زندہ رہا۔

اسی بادشاہ کے دور سلطنت مین بلخ اور بدخشان بھی فتح ہوا تھا۔ اسنے آگرہ کے قلعہ مین مسجد تعمیر کرائی بالکل سنگ مرمر کی ہے۔ اسکا نام موتی مسجد ہے۔

واضح رہے کہ قلعہ بدر جسکو اورنگ زیب نے اپنے باپ شاہجہان کے عہد مین فتح کیا بہمن شاہون کا تعمیر کیا ہوا تھا جنکا خاندان یہان مذکور ہوتا ہے۔

سنہ	نام سلاطین	کیفیت
٧٤٨ھ ہجری	سلطان علاء الدین حسن کانکو بہمنی	
٧٥٩ھ	سلطان محمد شاہ بہمنی	
٧٧٦ھ	سلطان مجاہد شاہ بہمنی	
٧٧٩ھ	سلطان داؤد شاہ بہمنی	
٧٨٠ھ	سلطان محمود شاہ بہمنی	
٧٩٩ھ	سلطان غیاث الدین بہمنی	
"	سلطان شمس الدین بہمنی	
"	سلطان فیروز شاہ بہمنی پسر داؤد شاہ	
٨٢٥ھ	سلطان احمد شاہ بہمنی	اسنے شہر بیدر تعمیر کیا۔
٨٣٨ھ	سلطان علاء الدین بہمنی	
٨٦٢ھ	سلطان ہمایون شاہ بہمنی	
٨٦٥ھ	سلطان نظام شاہ بہمنی	
٨٦٧ھ	سلطان محمد شاہ بہمنی	
٨٨٧ھ	سلطان نظام شاہ بجری۔ بہمنی	٩٣٢ھ مین یہ خاندان ختم ہوگیا

اس خاندان بر بہمنیہ کے ضعف اور زوال سے رفتہ رفتہ پانچ خاندان قائم ہوئے۔
ایک (١) سلطنت عادل شاہیان جسکی بنیاد عادل شاہ نے ٨٩٥ھ مین ڈالی۔ اسکا پاے تخت بیجاپور تھا۔
دوسرے (٢) سلطنت نظام شاہیہ جسکا بانی ایک شخص ملک احمد ٨٩٦ھ مین خود مختار بنگیا۔ اُسکا دار السلطنت احمد نگر تھا۔
سوم (٣) سلطنت قطب شاہیہ جسکا بانی ایک شخص قطب الملک گذرا۔ اسکا آغاز

۱۵۱۲ء مین ہوا۔ انکا دار السلطنت گول کنڈہ تھا۔

چوتھے سلطنت عماد شاہیہ واقع ملک برار۔ اسکو بادشاہ احمد نگر نے ۱۵۷۴ء مین فتح کرلیا تھا۔

پانچوین بریدشاہیہ جو بدر مین تھے۔

جاننا چاہیے کہ بہمن شاہیون کا پہلا بادشاہ ایک شخص حسن تھا۔ یہ ایک غریب آدمی تھا۔ حضرت نظام الدین اولیا نے اسکو بشارت دی تھی کہ تجھکو ملک دکن مین بادشاہت ہوگی۔ اس سبب سے وہ دکن کو گیا۔ اور ایک برہمن منجم نے اسکا قیافہ دیکھکر اعلان کیا کہ یہ بادشاہ ہوگا۔ اور اُسکے معاملات مین کوشان ہوا اور اسکی ترقی ہوتی گئی۔ اُس برہمن کا نام کنکوہ تھا۔ یہان تک کہ جب بدنظمی دہلی کی سلطنت مین آگئی۔ دکن کے اہل لشکر نے اپنا بادشاہ علحدہ مقرر کرنا چاہا اور اسی حسن کو بادشاہ تجویز کیا۔ حسن نے اپنے محسن برہمن کا نام بھی اپنے نام کے ساتھ ضم کیا۔ اور سلطان علاء الدین حسن کنکوہ بہمنی کا لقب لیا۔ اس خاندان مین بادشاہت قریب دو سو سال کے رہی۔ اور ان لوگون کا دار السلطنت مختلف رہا۔ کبھی دولت آباد۔ کبھی حیدرآباد۔ کبھی احمد آباد و بدر اور یہ بڑے دما غدار ہوئے۔ آخر مین جب آخر خاندان مین کوئی نہ رہا۔ تو ایک ایران کے شاہزادہ ابوالحسن کو اپنا داماد بنایا۔ اور لقب تاناشاہ کا دیا۔ اور نگ زیب نے اسی تاناشاہ پر فتح پائی۔

اسی خاندان بہمنی کے ہمعصر ایک اور ریاست خود سر ہندو کی بیجے نگر مین قائم ہوئی تھی۔ اسی خاندان کے راجہ نے انگریزون کو ۱۶۴۰ء مین وہ زمین عطا کی جس مین شہر مدراس اب واقع ہی۔

اسی عہد مین میر ملا محمد باقر داماد نے کہ شاعر تھا ۱۰۴۱ھ مین اور شیخ بدیع الدین

سہارنپوری نے کہ شیخ احمد سرہندی کے خلیفہ تھے سنہ ۱۰۳۴ھ مین اور حضرت شیخ پیر سیر ٹھی نے کہ جہانگیر بادشاہ کے مرشد تھے سنہ ۱۰۴۲ھ مین اور نواب مہابت خان نے کہ جہانگیر اور نور جہان کو قید کیا تھا اور شاہجہان نے اپنے عہد مین دہلی کا صوبہ دار بنایا تھا سنہ ۱۰۴۴ھ مین اور شیخ میر لاہوری نے کہ ملا شاہ بدخشی اُنکے مریدان سے تھے سنہ ۱۰۴۵ھ مین۔ اور باقر خان نے کہ ناظم بنگالہ تھا اور خانزمان بہادر نے کہ ناظم دکن تھا سنہ ۱۰۴۷ھ مین اور سید عبدالقادر بخاری اکبرآبادی نے کہ عارف تھے سنہ ۱۰۵۰ھ مین۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کہ بڑے عالم محدث اور امام وقت تھے سنہ ۱۰۵۳ھ مین انتقال کیا۔ لمعات شرح مشکوۃ اور شرح سفر السعادت اور شرح غنیۃ الطالبین اُنکی یادگار ہے۔ اور شیخ محمد صادق گنگوہی متخلص بہ صیاد نے کہ اولاد سے شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے اور مرید اپنے چچا ابو سعید کے تھے اور عارف تھے سنہ ۱۰۵۲ھ مین اور اسی سال رشید اے نے کہ شاعر تھا اور محمد جان قدسی نے کہ ملک الشعرا کا لقب شاہجہان سے پایا تھا سنہ ۱۰۵۵ھ مین اور اسی سال شیخ کبیر بالا پیر نے کہ نبیرہ شاہ قاسم سلیمانی چارگڈھی کے بیٹے تھے قنوج مین اور اسی سال حضرت دیوان تاج الدین نوآبادی بہاری نے کہ بڑے عارف کامل صاحب تصرف اور عالم تھے اور اپنے باپ حضرت تیم اللہ چشتی کے خلیفہ تھے اور اس کاتب کے مورث ہین۔ اور حضرت شیخ ناصر اکبرآبادی نے کہ بڑے صاحب تصرف عارف کامل تھے سنہ ۱۰۵۷ھ مین اور اسی سال حضرت ولی محمد نارنولی نے کہ عارف کامل تھے۔ اور میر نعمان اکبرآبادی نے کہ خلیفہ شیخ احمد سرہند کے تھے سنہ ۱۰۵۸ھ مین اور حضرت سیدنا امیر ابوالعلا حسینی الاحراری نے کہ بڑے عارف کامل اور قطب وقت تھے سنہ ۱۰۶۱ھ مین وفات فرمائی اور اسی سال ملک الشعرا ابی طالب کلیم نے بھی انتقال کیا۔

حضرت سیدنا امیر ابوالعلا بن امیر ابوالوفا بن امیر عبدالسلام رضی اللہ عنہ

قصبہ سترکہ تر ملہ مین جب آپکے دادا امیر عبد السلام شہر سمرقند سے آگرہ کو
آتے تھے ۹۹۰؁ھ مین پیدا ہوئے آپ کا نسب باپ کی جانب سے حسینی سید
اور ماں کی طرف سے احراری خواجہ ہے چنانچہ آپ کے والد امیر ابوالوفا حضرت
خواجہ عبید اللہ کے پرپوتے خواجہ ابو الفیض کے نواسہ تھے اور آپ کے دادا امیر
عبد السلام حضرت خواجہ مذکور کے بیٹے اور خواجہ عبد اللہ کلان کے نواسہ تھے
اور آپ خواجہ فیضی خواجہ عبید اللہ احرار کے پروتے کے نواسہ تھے۔ اور آبائی
نسب آپ کا یون ہے۔ امیر ابو العلا بن امیر ابو الوفا بن امیر عبد السلام
بن امیر عبد الملک بن امیر عبد الباسط بن امیر تقی الدین کرمانی بن
امیر شہاب الدین بن امیر عماد الدین بن امیر سید علی بن امیر نظام الدین
بن امیر سید اشرف بن امیر اعز الدین بن امیر شرف الدین بن امیر سید یحییٰ
بن امیر سید گیلانی بن امیر سید بادشاہ بن امیر سید حسن بن امیر سید حسین
بن امیر سید محمد بن امیر سید عبد اللہ بن امیر سید محمد بن امیر سید علی
بن امیر سید عبد اللہ بن امیر سید حسین بن امیر سید اسمعیل بن امیر سید محمد
بن امیر سید عبد اللہ بلہر بن حضرت امام زین العابدین بن حسین بن علی بن
ابیطالب کرم اللہ وجہہ۔ آپ کے اجداد سے اکثر بزرگان بڑے بڑے اولیاء عالی مقام
گذرے ہین۔ چنانچہ امیر عماد الدین امرجاع کے خوارق عادات اطراف کرمان مین
نہایت مشہور ہین اور امیر تقی الدین کرمانی خواجہ عبید اللہ احرار کے ہمعصر تھے
حضرت خواجہ نے انکی نعش مبارک اپنے دوش مبارک پر رکھی تھی۔ اسی سے انکی
بزرگی سمجھنا چاہیے۔ جب آپ کے جد امیر عبد السلام ہند مین آئے۔ زمانہ
اکبر بادشاہ کا تھا۔ اور وہ اس زمانے مین فتح پور سیکری مین بوجہ عقیدت
شاہ سلیم چشتی کے اکثر وہان رہتے تھے۔ اس سبب سے امیر عبد السلام بھی

وہان اقامت پذیر ہوئے لیکن بعد چندے کے کہ معظمہ کو تشریف لیگئے اور وہین انتقال فرمایا
آپ کے والد امیر الپولو قا نے بھی عرصہ قلیل مین انتقال فرمایا اور اُنکی نعش لوگون
نے مدرسہ لعل دروازہ کے قریب دہلی مین دفن کی - اس سبب سے آپکے نانا حضرت
خواجہ فیضی نے آپ کی تعلیم کی - اور چونکہ آپ ہونہار تھے - تھوڑے دنون مین تمام علوم
اور فنون مین یگانۂ زمانہ مین ہوئے - پھر آپ کے نانا خواجہ فیضی کو راجہ مان سنگہ نے
اپنی طرف سے ناظم بنگالہ مقرر کیا تو آپ اُنکے ساتھ وہان رہا کرتے تھے -
آپ کا قد کشیدہ تھا - چہرہ مبارک سرخ و سپید - آنکھین بڑی بڑی رسیلی - آواز
نرم اور خوش الحان تقریر نہایت شیرین اور لبھا دنی تھی -
آپکے نانا خواجہ فیضی جب کسی معرکہ مین شہید ہوئے - تب راجہ مانسنگہ نے اُنکی جگہ
آپ کو مقرر کر کے منصب سہ ہزاری ذات اور سہ ہزاری سوار حضور سے بادشاہ کے
دلوایا - انھین دنون مین آپ نے خواب مین تین بزرگون کو دیکھا کہ فرماتے ہین کہ کیا
وضع تمنے اختیار کی ہو بلکہ جو وضع ہماری ہو اختیار کرو - انہین سے ایک بزرگ نے
اُسترہ لیکر آپ کا سر مونڈا - اور دوسرے بزرگ نے قمیص پہنائی اور تیسرے نے سر پر
عمامہ رکھدیا - اسکا یہ اثر ہوا کہ آپ نے صبح کو حجام بلوا کر سر حلق کرایا اور ایک کفنا بطور
درویشون کے پہنا - جب یہ خبر راجہ مانسنگہ کو پہونچی وہ خود آپ کے
پاس چلا آیا - آپکو تسکین دی کہ ہم بہت جلد آپ کی ترقی کرینگے - برخاستہ خاطر نہوجیے
آپ نے جواب دیا کہ میرا دل نہین معلوم کیون اب دنیا کے کام مین نہین لگتا - مجھکو معاف
فرمایئے اور کسی کو یہ خدمت عطا کیجیے - تب اُسنے یہ کہا کہ مجھکو جو مہم داؤد شاہ
والی حاجی پور سے پیش آنے والی ہو - شاید اسی خوف سے آپ گریز کرتے ہین تب
آپ نے فرمایا کہ جب راجہ صاحب کو یہ خیال ہو تو یہ مہم میرے ہاتھ ہی اور چھوڑ دیجائے -
چنانچہ کسی وجہ سے راجہ مانسنگہ اس مہم مین خود شریک نہو سکا - اور آپ نے عظیم آباد پٹنہ

پہونچکر دریائے گنگ کو عبور کرکے داؤد شاہ سے مقابلہ کیا اور اسکو شکست مینا پور
مین دے کر عین معرکہ مین قتل کیا۔ جب آپ واپس آئے۔ راجہ مانسنگہ نے آپ کے
منصب کا اضافہ کیا لیکن اسی زمانے مین پھر آپ نے ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ
فرماتے ہین کہ ہماری وضع اختیار کرو اور انکا چہرہ مبارک مثل آفتاب کے روشن تھا۔
اتفاقات وقت سے اکبر بادشاہ کا انتقال ہوا اور جہانگیر تخت نشین ہوا اسکا حکم پہونچا
کہ سب امرا حاضر آوین اور یہی حکم آپ کے نام بھی تھا۔ آپ نے اسکو غنیمت سمجھا اور روانہ
ہوئے۔ راہ مین ایک روز بمقام منیر مین کہ پٹنہ سے ایک منزل پچھم ہے قیام کیا۔ وہان کے
لوگون سے معلوم ہوا کہ بڑے بزرگ حضرت مخدوم دولت کہ فرزندون سے مخدوم الملک
شرف الدین احمد یحیی منیری کے ہین نہایت صاحب کمال اور عارف ہین آپ نے
انسے ملاقات کی صحبت اٹھائی اور فیضیاب ہوئے۔ وہان سے اجازت لیکر روانہ ہوئے
اور آگرہ مین پہونچے۔ تیر اندازی کے باعث آپ کا وقار جہانگیر نے بہت کیا لیکن
نشہ کی حالت مین ایک پیالہ شراب کا آپ کی طرف بڑھایا۔ آپ نے آنکھ بچا کر گرا دیا۔
لیکن بادشاہ نے کسی طرح دیکھ لیا۔ اور عتاب کیا۔ اسپر آپ نے ایک نعرہ کیا اور بادشاہ
کی نظرون مین دو شیر حملہ کرتے ہوئے معلوم ہوئے اور وہ بھاگا۔ تب آپ اپنے مکان
پر چلے آئے۔ اور اسی رات کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت سے خواب مین
مشرف ہوئے اور سنا کہ فرماتے ہین کہ تمھارا کشود کار خواجہ معین الدین چشتی کے مزار
سے ہوگا۔ چنانچہ صبح کو آپ نے اپنا کل اسباب لٹا دیا اور صرف ایک چادر اور لنگی
باندھکر روانہ ہوئے۔ لیکن راہ مین خیال ہوا کہ دہلی کے بزرگون کے مزار سے بھی مشرف
ہوتے چلیے۔ چنانچہ وہان سے ہوکر اور حضرت نظام الدین اولیا اور حضرت
قطب الدین بختیار کاکی کی درگاہ سے مشرف ہوکر اجمیر تشریف پہونچے۔
روزانہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر آپ مراقب رہتے۔ ایک روز

آپ نے حضرت خواجہ بزرگ کو ان آنکھوں سے دیکھا کہ فرماتے ہین تمنے اتنی دیر کیون کی
تمھاری تعلیم کے بہ نسبت حضرت علیؑ کی تاکید ہی۔ پھر آپ کو خدشہ ہوا کہ لوگ مزار کا
طواف کیون کرتے ہین۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جسطرح جانور کو بیمار کے گرد گھمانے
سے اسمین مریض کا اثر ہوتا ہی۔ اُسی طرح صاحب مزار کا اثر طواف کرنے والے مین آتا ہی
اور تمنے جو طواف کیا اُسکا ضرور دیکھو۔ یہ کہکر حضرت خواجہ نے آپ کو آنکھون سے توجہ
دی۔ اور ایک چیز سرخ سوتی کے دانہ کی ایسی آپ کے مُنھ مین دیدی جسکے نگلنے سے
آپ کا سینہ مثل آفتاب کے روشن ہوگیا۔ اور آپ سے فرمایا کہ یہ بڑی نعمت تمکو
ملی۔ میرے زمانہ مین مجھکو ملی تھی۔ اب اللہ تعالے نے اپنے فضل سے تمکو عطا
کی۔ تم اکبر آباد جاؤ اور لوگون کو خدا کی راہ بتاؤ۔ تب آپ نے بیعت کی درخواست
کی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تمھارے چچا حضرت امیر عبد اللہ بن امیر عبد السلام
اگرچہ منصب صوبہ داری پر صوبہ بہار پور کے متعین ہین وہ قطب وقت ہین۔
اُنسے بیعت کرو۔ وہ بھی اکبر آباد مین آوینگے۔ زندہ کے رہتے سوتی کی بیعت
کا کیا فائدہ۔ اور وہ تمکو سماع کی اجازت دینگے اگرچہ نقشبندیہ ہین اور سماع خود
نہین سُنتے۔ چنانچہ آپ وہان سے اکبر آباد آئے اور اپنے چچا سے بیعت کی جنکو
بیعت اور خلافت اپنے ماموں خواجہ محمد یحیی سے تھی۔ جنکا ذکر اکبر بادشاہ کے
تحت سلطنت مین لکھا گیا ہی۔ الغرض حضرت امیر ابو العلا کی شادی بھی حضرت
امیر عبد اللہ کی لڑکی سے ہوئی اور آپ انکی جگہ مسند مشیخت پر بیٹھے اور بہت لوگون
کو اپنے باطنی آب رحمت سے سیراب کیا۔ اور بڑے بڑے تصرف آپ سے
سرزد ہوئے منجملہ اُنکے ایک یہ ہی کہ ملا محمد عمر آپ کے یارون مین تھے انکو وجد
کی حالت طاری تھی۔ ایک نعرہ الا اللہ کا کیا اور جان بحق ہوگئے۔ لوگون نے یہ خبر
آپ سے کی کہ ملا محمد عمر مرگئے۔ آپ نے فرمایا ایسا کیا ہوگا۔ میرے پاس لاؤ

جب آپ کے پاس لائے۔ آپ نے اُنکی طرف نظر پھیری اور وہ نعرہ کرتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوگئے۔

دوسری نقل یہ ہے کہ ایک ہاتھی شاہجہان بادشاہ کا بدمست ہوگیا تھا اور چھوٹ گیا تھا۔ جو سامنے آتا اُسکو ہلاک کرتا۔ آپ ایک روز راہ مین جارہے تھے اور وہ ہاتھی مقابلہ مین آگیا۔ لوگون نے آپ سے کہا کہ بھاگیے۔ آپ نہ بھاگے اور ہاتھی کی طرف نگاہ گرم سے دیکھا وہ ہاتھی سٹک کے بھل بیٹھ گیا۔ اور آپ اپنے مکان پر پہونچے۔ پیچھے آپ کے وہ ہاتھی بھی آپ کے دروازہ پر آبیٹھا۔ آپ نے اُسکے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ خلق اللہ کو تکلیف دینا نہین اچھا بلکہ آرام پہونچانا چاہیے راج گھاٹ پر جمنا کنارے گذارے کی کشتی نہین ہے۔ تو وہان جا اور لوگون کو پار کیا کر تجھکو غذا اُنسے ملا کریگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک اور واقعہ قابل سُننے کے ہے۔ ایک روز آپ مسجد مین نماز کے واسطے وضو فرما رہے تھے اور آپکے یاران حاضر تھے۔ ایک جوگی ایک مینا کا پنجرہ لیے آپ کے سامنے سے گذرا۔ آپ نے اُسکو پاس بلوایا۔ اور وضو کا پانی اُس پنجرے پر ڈالا وہ پنجرا ٹوٹ کر اسمین سے وہ مینا نکل پڑی اور بصورت ایک عورت کے متشکل ہوگئی۔ آپ نے جوگی سے کہا کہ کیون جوگی جی یہ کیا حرکت ہے۔ آپ فقیری کا نام بگاڑتے ہین اُس عورت نے بیان کیا کہ مین ہندو زمیندار کی بیٹی ہون اپنے دروازے پر کھڑی تھی۔ یہ دیکھکر عاشق ہوگیا اور جادو سے مجھے مینا بناکر پنجرے مین رکھ لیا۔ رات کو اصلی صورت بناکر میری بیحرمتی کرتا ہے۔ میری قسمت نے رہبری کی کہ یہانتک پہونچی۔ اور وہ مسلمان ہوگئی۔ وہ جوگی بھی شرمندہ ہوا اور آپ کے قدمون پر گر پڑا اور مسلمان ہوکر بڑا کامل ہوگیا اور دونون مین آپ نے عقد باہم کردیا۔ انکا مزار بھی احاطہ سے باہر آپ کے پائین مزار کے ہے اور زیارت گاہ خلائق ہے۔ ایسی

علیہ اور خواجہ معین الدین چشتی تھے۔ آپ کا مفصل احوال حضرت حیات اللہ منعمی نے حجۃ العارفین مین اور صاحب اذکار الاحرار نے اذکار الاحرار مین اور حضرت جدی حاجی سید شاہ عطا حسین منعمی القمری دام برکاتہ نے اپنی کتاب نسبۃ العاشقین مین اور حضرت جدی و مرشدی و مولائی و شیخی حضرت مولانا محمد قاسم ابو العلائی القمری البرکاتی دانا پوری نے اپنی کتاب نجات قاسم مین تحریر فرمایا ہی الغرض حضرت سیدنا امیر ابو العلا رضی اللہ عنہ نے ۹ صفر کو سنہ ۱۱۶۱ھ مین انتقال فرمایا آپ کا مزار سنگ مرمر کا ہی اور اسپر سبحان ربی الاعلیٰ لکھا ہی۔ نہایت پر فیض مزار ہی اور آجتک تصرفات وہان سے سرزد ہوتے ہین۔ اور ہر سال میلہ وہان ہوتا ہی۔ آپ کے دو بیٹے تھے امیر فیض العلا اور امیر نور العلا۔ اور یہ لوگ کامل اور آپ کے خلفا اور جانشین بھی ہوئے۔ آپ کے پوتے حضرت امیر نور العلم بن امیر نور العلا نے کہ بڑے عارف کامل اور شارح مثنوی مولانا روم کے تھے اور اپنے جد اعلیٰ کے خلیفہ تھے یہ تاریخ وفات آپ کی لکھی ہے

درسن الف و واحد و ستین	شد مقامش مقام علیین
یافت تاریخ او دل غمناک	رفت قطب زمان بعالم پاک
اے سراپا گناہ نور العلا	چند پوئی پئے امور تباہ
چو تو از دودمان آن شاہے	جہد کن تا شہدت آن شاہی
خیز در راہ حق قدم در زن	دل ز سودائے ماسوا بر کن

ذکر محی الدین اورنگ زیب محمد عالمگیر بادشاہ بن شاہجہان بادشاہ

اورنگ زیب نے خبر باپ کی بیماری اور اُنکی بے اختیاری کی سنکر

مع لشکر اورنگ آباد دکن سے بطرف دار الخلافت اکبر آباد کے روانہ ہوا۔ اور
راہ مین احمد آباد گجرات سے اپنے بھائی سلطان مراد کو کہ وہان حکمران
تھا ساتھ لیا۔ اور جو امرا اور رؤسا کہ بیماری مین شاہجہان کے دارا شکوہ کی
طرف سے متعین ہوئے تھے انکو راہ مین شکست دی۔ اور اعزا آباد مین پہونچے
اور نامہ اور پیام درمیان باپ اور بیٹے کے اورنگ زیب اعزا آباد
مین خلاف مرضی باپ کے تخت نشین ہوا۔ اور شاہجہان آباد مین روز یکشنبہ
۲۴ ماہ رمضان کو ۱۰۶۹ھ مین تخت پر بیٹھا۔ اور اپنا سکہ جاری کیا۔ دارا شکوہ نے
کئی مرتبہ مقابلہ کیا۔ لیکن شکست اٹھا کر آخر مقید ہوا اور مع اپنے بیٹے سلیمان شکوہ
اور سپہر شکوہ کے شہید ہوا۔ سلطان شجاع حاکم بنگالہ نے فوج کشی کی اور اسکو
معظم خان خانخانان نے شکست دی۔ اور صوبہ کوچ بہار اور آشام کو فتح کیا۔
اور شائستہ خان ناظم بنگالہ مقرر ہوئے۔ اور انھون نے ملک کا انتظام نہایت
عدل و انصاف سے کیا۔ مسجدین۔ مسافر خانے۔ تعمیر کیے۔ اور ملک کا خراج بہت
بڑھگیا۔ پھر شائستہ خان نے استعفا دیا۔ اسکی جگہ ابراہیم خان ناظم مقرر ہوئے
یہ سست آدمی تھا۔ اسکے وقت مین رحیم خان افغان نے کہ زمیندار کا نوکر
تھا موقع پاکر فوج فراہم کی اور بغاوت کی اسلیے عالمگیر کے پوتے عظیم الشان
بن بہادر شاہ نے بڑے لشکر سے مقابلہ کیا۔ اور رحیم خان کو قتل کیا۔
اور شہزادہ عظیم الشان صوبہ بنگالہ کا صوبہ دار ہوا۔ اور دیوانی کا کام محمد فضل
کے متعلق ہوا۔ اور اس خان مذکور کی کوشش سے تیس لاکھ روپیہ سرکاری
خزانے مین داخل ہوا۔ اسکے بعد محمد ہادی خان نے خزانے کو اسقدر بڑھایا
کہ چالیس لاکھ تک پہونچا۔ ہرگاہ عظیم الشان عیش و عشرت مین غافل تھا۔
اسنے اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگالہ مین چھوڑا اور دار الخلافت کی طرف روانہ ہوا۔

اثناے راہ مین اپنے جد بزرگ کی وفات کی خبر سنی-

عالمگیر نے سنہ ۱۰۹٦ھ مین قلعہ بیجاپور کو فتح کیا- اور سنہ ۱۰۹۷ھ مین حیدر آباد دکھن اور قلعہ گولکنڈہ کو فتح کیا- اور سنہ ۱۰۹۹ھ مین قلعہ اودنی کہ شہر بدر سے پچاس کوس کے فاصلہ پر ہی فتح کیا-

سنہ ۱۰۹۹ھ مین سمبھاجی مرہٹہ کہ سیواجی مرہٹہ کا بیٹا تھا اور فتنہ اور فساد برپا کیا تھا قتل کیا گیا تھا- سیواجی کو بھی عالمگیر نے سنہ ۱۰۷٦ھ مین قید کیا تھا لیکن وہ مفرور ہوا- اور اپنے وطن مین پہونچکر پھر فتنہ و فساد برپا کیا اور اکثر ممالک اپنے تصرف مین در لایا- انکی جگہ پونا اور ستارہ مین تھی- یہ جگہ دکھن مین ہین- سنہ ۱۱۱۱ھ مین عالمگیر نے قلعہ سبنت گڈھ اور قلعہ ستارہ اور قلعہ بھڑونی کو دکھن مین فتح کیا- سنہ ۱۱۱۸ھ مین عالمگیر بادشاہ اورنگ آباد مین مر گیا اور وہین مدفون ہوا-

اسی عہد مین ملا شاہ بدخشی نے کہ دارا شکوہ کے پیر و مرشد اور میان شاہ میر لاہوری قادری کے مرید اور خلیفہ تھے سنہ ۱۰۷۰ھ مین اور سرمد ارمنی نے کہ مرشد دارا شکوہ کے تھے سنہ ۱۰۷۲ھ مین اور شیخ معصوم نے کہ شیخ احمد سرہندی کے بیٹے مرید اور خلیفہ اور بڑے عالم تھے سنہ ۱۰۷۹ھ مین اور غنی کشمیری نے کہ شاعر نازک خیال تھا اور شیخ محسن فانی کا شاگرد تھا- سنہ ۱۰۷۹ھ مین اور سید نعمت اللہ نارنولی نے کہ عارف حق تھے اور سلطان شجاع کے پیر تھے اور مرزا صائب اور شیخ محمد محسن فانی نے کہ شاعر تھے سنہ ۱۰۸۰ھ مین اور میر محمد زمان تخلص راسخ نے کہ شاعر تھے سنہ ۱۰۷۰ھ مین- اور حضرت عنایت اللہ نوری نے کہ عالمگیر بادشاہ کے پیر اور اپنے والد حضرت دیوان تاج الدین چشتی نوآبادی کے مرید اور خلیفہ تھے اور صاحب تصرف تھے- سنہ ۱۰۸٦ھ مین اور آنکے صاحبزادے حضرت منور اللہ نوآبادی نے کہ خلیفہ اپنے والد کے اور مثل آنکے برگزیدہ تھے اور اس کاتب کے مورث

مین سنہ ۱۱۰۹ھ مین اور اسی سال خواجہ ناصر علی سرہندی نے کہ بڑے شاعر تھے اور حضرت سید دوست محمد نے سنہ ۱۰۹۱ھ مین کہ خلیفہ حضرت سیدنا امیر ابو العلا قدس سرہٗ کے تھے اور حضرت امیر نور العلا نے کہ بیٹے اور خلیفہ حضرت امیر ابو العلا کے تھے اور آپ کے دوسرے بیٹے اور خلیفہ نے جنکا نام امیر فیض العلا تھا سنہ ۱۰۸۰ھ مین اور آپ کے پوتے امیر تاج العلا نے کہ اپنے والد امیر فیض العلا کے خلیفہ تھے سنہ ۱۱۰۲ھ مین انتقال فرمایا۔

حضرت سید دوست محمد کی پیدائش صوبہ برہان پور کے اطراف مین تھی۔ آپ نے علم ظاہر کی تحصیل دہلی مین کی۔ بعد کمال علم ظاہر کے۔ حق طلبی دل مین پیدا ہوئی۔ بنگالہ کیطرف اسیلیے نکل گئے۔ وہان بہت سے دنون حسب دلخواہ کوئی کام نہ نکلا حضرت سیدنا امیر ابو العلا کی فیض رسانی کا شہرہ سنکر آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور کالپی کی مصری لطور تحفہ کے لے گئے تھے وہ پیشکش کیا حضرت نے آپ کے آنے کا سبب دریافت کیا۔ اور اُسی روز آپ کو تلقین کی اور توجہ غیبی سے آپ کا دل روشن کردیا۔ آپ بادہ معرفت کی مستی مین بیخود رہے یہانتک کہ نماز عصر اور مغرب قضا ہوئی۔ صبح کو حضرت سے بیعت کی اور خلافت پائی برہان پور مین اقامت کرنے کا حکم ہوا۔ اسپر بھی آپ کی صحبت مین اجازت لیکر ایک برس حاضر رہے۔ بڑے مخصوصین سے ہوئے۔ برہان پور مین آپ کا بڑا ارشد ہوا۔ مسافر شاہ کے تکیہ مین آپ کا مزار ہے۔ آپ کے ممتاز خلیفہ مسافر شاہ محمود شاہ۔ اور حضرت شاہ فرہاد تھے۔ آپ کی تصنیف سے پیم کہانی اور ملفوظات یعنی مکتوبات سیدنا ابو العلا ہے۔

ذکر قطب الدین شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ

اورنگ زیب نے اپنے بعد تین بیٹے وارث چھوڑے تھے اعظم شاہ

کہ صوبۂ احمد نگر دکن کا والی تھا۔ اور شاہزادہ کام بخش کہ صوبہ بیجاپور کے والی تھے اور قطب الدین معظم شاہ شاہ عالم بہادر کہ والی کابل تھا۔ اور شاہزادہ محمد اکبر ایران مین باپ کی ناراضی سے بھاگا اور مرگیا۔ اور سلطان محمد نے قلعہ گوالیار مین انتقال کیا۔ اور پانچ بیٹیان بھی تھین جنمین زیب النسا بیگم کہ بڑی عالمہ اور شاعرہ تھی ممتاز تھی۔

شاہزادہ اعظم شاہ نے صوبہ احمد نگر مین بارہ روز اپنے باپ کی وفات کے بعد حسب صلاح وہان کے امرا کے تاج شاہی سر پر رکھا۔ اور اُسکا جانشین ہوا جب معظم شاہ نے یہ سنا کابل سے روانہ ہوا۔ اور اُسکے مقابلہ کو اعظم شاہ بھی روانہ ہوا۔ معظم شاہ نے نامہ اور پیام کیا کہ ملک تقسیم کر لیا جاوے۔ لیکن اعظم شاہ راضی نہوا۔ اور درمیان دونون کے دھولپور مین لڑائی ہوئی جسمین اعظم شاہ کو شکست ہوئی اور مارا گیا۔ اور معظم شاہ بلقب شاہ عالم بہادر شاہ آگرہ مین بجاے باپ کے ۱۱۱۹ھ مین جانشین ہوا عظیم الشان بن معظم شاہ بھی کہ والی بنگالہ تھا اسوقت باپ کی مدد کو آگیا تھا۔ شاہزادہ کام بخش والی بیجاپور بھی اپنے بھائی بہادر شاہ سے لڑکر قتل ہوا۔ اسوقت منعم خان بلقب خانخانان وزیر ہوا۔ اور عہدہ وکالت کا اسد خان کو ملا۔ اور عہدۂ بخشی گری کا اُنکے بیٹے ذو الفقار خان کو بلقب امیر الامرا ملا۔ بہادر شاہ عالم باخلق اور ذی مروت تھا ۱۱۲۴ھ مین بیمار ہوکر مرگیا۔

اسی سال حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی نے انتقال کیا۔ یہ بزرگ بڑے عالم عارف اور شاعر تھے۔ یہ حضرت سید محمد کالپی کے خلیفہ تھے جو حضرت سیدنا امیر ابو العلا کے خلیفہ تھے۔ انکا دائرہ الہ آباد مین مشہور ہی۔ اور قاضی محب اللہ بہاری نے کہ سلم العلوم علم منطق مین اور مسلم الثبوت علم اصول فقہ مین انکی تصنیف سے ہی اور عالمگیر نے انکو پہلے قاضی لکھنؤ پھر قاضی اورنگ آباد پھر قاضی

کابل مقرر کیا اور لقب فاضل خان کا دیا اور اُنھون نے ثابت کیا ہی کہ جملہ علوم نقلی تفسیر و حدیث وغیرہ بے علم اصول کے ہرگز نہین آسکتا ۔ ۱۱۱۸ھ مین انتقال فرمایا۔

ذکر معزالدین جہاندار شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ

معزالدین جہاندار شاہ

بعد مرنے شاہ عالم بہادر شاہ کے اُسکے چار دن بیٹون معزالدین جہاندار شاہ اور رفیع الشان اور خجستہ اختر جہان شاہ ایک طرف اور عظیم الشان مین لڑائی ہوئی اور عظیم الشان قتل ہوا۔ پھر تینون بھائیون مین لڑائی ہوئی اور ذوالفقار خان نے عظیم الشان اور جہانشاہ کا کام تمام کیا۔ معزالدین جہاندار شاہ کو تخت پر بٹھلایا ذوالفقار خان نے سلطان محمد کریم عظیم الشان کے بیٹے کو بھی قتل کیا۔ اسوقت شہزادہ فرخ سیر عظیم الشان کا دوسرا بیٹا۔ راج محل مین بنگالہ مین تھا اپنے باپ کے مارے جانے کی خبر سنکر روانہ ہوا اور سید حسن علی خان والی صوبۂ بہار سے موافقت کر کے فوج فراہم کی اور اسی ذریعہ سے سید عبداللہ والی الہ آباد سے موافقت کی اور دونون کو ہمراہ لیکر اکبر آباد کی طرف بڑھا۔ جہاندار شاہ نے یہ خبر سنکر اپنے بیٹے اعزالدین کے ساتھ لشکر روانہ کیا۔ اور خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا۔ مقام کجھوہ مین اعزالدین سے اور فرخ سیر سے مقابلہ ہوا اور اعزالدین کو شکست ہوئی۔ اور مارا گیا۔ اکبر آباد مین جہاندار شاہ کو بھی شکست ہوئی اور وہ بھاگا۔ اسکی سلطنت صرف گیارہ مہینے کے لیے تھی۔

ذکر محمد فرخ سیر شاہ بن عظیم الشان بن بہادر شاہ

محمد فرخ سیر

محمد فرخ سیر بعد فتحیابی کے اکبر آباد مین تخت نشین ہوا۔ اور وہان سے شاہجہان آباد پہونچا۔ ذوالفقار خان کو قتل کیا۔ اور اپنے بھائی ہمایون بخت اور اعزالدین کو مکحول کیا۔ اور سید عبداللہ خان قطب الملک کے لقب سے وزیر ہوئے اور اُنکے بھائی سید حسن علی خان نے امیر الامرا کا لقب پایا۔ اور

حسن علی خان

حسین قلی خان کو صوبہ دار دکن کا بنایا اور لقب نظام الملک کا دیا۔ اور قاضی عبد الصمد تورانی کو کہ جہانگیر نگر کا قضایا رکھتا تھا خطاب خانخانان میر جملہ کا دیا۔ میر جملہ نے سادات کا اختیار دیکھکر حسد کیا۔ اور بادشاہ سے تفرقہ ڈلوایا۔ لیکن بادشاہ کی ماں نے معذرت کی۔ حسن علیخان نے راجہ راٹھور پر فوج کشی کی۔ آسنے خراج دینا قبول کیا۔ اور اپنی بیٹی نذر دی کہ فرخ سیر کے نکاح مین در آئی۔ اور بڑا جشن ہوا لیکن سادات کے دل مین تفرقہ بڑھتا گیا۔ یہانتک کہ ۱۱۳۱ھ مین موقع پا کر ان لوگون نے بادشاہ کو بے عزت کیا۔ اور اندھا بنایا۔ اور مقید کیا۔ یہ سادات بارہہ کے تھے۔

اسی عہد مین ملا شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون جونپوری نے کہ عالمگیر کے اُستاد تھے اور تفسیر احمدی اور نور الانوار اُنھین سے ہے اور قاضی تھے ۱۱۳۰ھ مین انتقال فرمایا۔

ذکر رفیع الدرجات و رفیع الدولہ بن رفیع الشان بن بہادر شاہ

بعد معزولی فرخ سیر بادشاہ کے سادات نے رفیع الدرجات بن رفیع الشان کو تخت نشین کیا۔ لیکن وہ ہمیشہ بیمار رہتا تھا۔ اور تین مہینے کے بعد مر گیا۔ تب اُسکے بڑے بھائی رفیع الدولہ کو سادات نے تخت نشین کیا۔ وہ بھی تین مہینے بعد مر گیا۔ یہ لوگ برائے نام بادشاہ تھے کل امور سلطنت سادات بارہہ کے ہاتھ مین تھا۔

ذکر ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ بن خجستہ اختر جہانشاہ بن بہادر شاہ

بعد رفیع الدولہ کے سادات عبد اللہ خان وغیرہ نے محمد شاہ کو شاہجہان آباد سے جہان وہ قید تھے آگرہ سے طلب کر کے تخت پر بٹھلایا اُنکا نام اصل مین روشن اختر تھا۔ ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ مین تخت نشین ہونے

واضح رہے کہ بعد وفات اورنگ زیب کے باخود ہاکے اختلاف کے باعث دکھن مین تسلط وامن نرہا اور سیواجی مرہٹہ کے درثانے پھر زور کیا۔ اور غارت گری کا شیوہ شروع کیا۔ یہانتک کہ اکثر ممالک ہند اُنکے قبضہ مین آتے گئے۔ اور تمام ہندوستان مین اسی عہد سلطنت مین خلل آگیا۔

ابتدائے سلطنت مین محمد شاہ نے عقلمندی اور ہوشیاری ظاہر کی یعنی سادات عبد اللہ خان اور حسین علی خان کی دلجوئی مین مستعد رہا لیکن قابو پاکر آخرش اُن دونون سادات کو قتل اور شہید کرایا۔ حسین علی خان صوبہ دار دکھن مین ۱۱۳۲ھ مین اشارہ سے محمد شاہ کے شہید ہوئے۔ لیکن سید عبد اللہ خان ۱۱۳۳ھ مین محمد شاہ سے لڑے اور آخرش قید ہوئے اور اُنکو زہر دیا گیا۔ ان سادات کو معظم شاہ یعنی بہادر شاہ نے صوبہ دار بہار اور الہ آباد کا مقرر کیا تھا انھون نے نہر میں گنج نہر شاہجہانی سے بنوائی ہو کہ انکی یادگار ہے۔ اور خلق اللہ انکو شہید سمجھکر انکے مزار کی منزلت کرتے ہین۔

محمد امین خان بعد معزولی سید عبد اللہ خان کے وزیر ہوئے اور لقب اعتماد الدولہ کا پایا۔ لیکن ۱۱۳۳ھ مین وہ بھی مرگیا۔ اور آسکی جگہ عنایت اللہ خان وزیر ہوا۔ اسی عرصہ مین نظام الملک اکثر ملک دکھن کو اپنے تصرف مین دلایا محمد شاہ کی شادی فرخ سیر کی بیٹی سے ہوئی۔

اسی عہد مین نادر شاہ بادشاہ ایران نے ۱۱۵۱ھ مین ہندوستان پر حملہ کیا۔ پہلے قندھار پر قبضہ کیا۔ پھر دہلی مین آیا۔ اسوقت دو بڑے آدمیون کے ہاتھ مین ملک کی عنان تھی۔ ایک نواب آصف جاہ نظام الملک والی دکن اور دوسرے برہان الملک سعادت خان والی اودھ۔

برہان الملک نے بہ سبب لقب امیر الامرائے آصف جاہ نظام الملک کے

حسد کیا۔ اور در پردہ نادر شاہ کو اشتعال دی۔ نادر شاہ نے دہلی مین آکر قتل عام کیا اور بڑا خزانہ فراہم کرکے اور اپنے بیٹے کی شادی محمد شاہ کے خاندان مین کرکے اور تخت طاؤس کو لیکر اور صوبہ قندھار کو داخل ملک ایران کرکے واپس گیا۔ لیکن سنہ ۱۱۶۰ھ مین راہ مین مارا گیا۔

ایک شخص احمد شاہ ابدالی کہ درّانی افغان تھا۔ نادر شاہ کے لشکر مین تھا اُسنے بعد قتل نادر شاہ کے اُسکے خزانے پر قابو پایا۔ اور اسی ذریعہ سے اپنی قوم افغان کو فراہم کرکے تمام افغانستان پر یعنی کابل۔ قندھار۔ غزنی اور ہرات پر قابض ہوگیا۔ اور سات مرتبہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ پہلی مرتبہ محمد شاہ کے بیٹے احمد شاہ نے اپنے لشکر جرار سے سرہند مین اُسکو شکست بھی دی لیکن تاہم اُسکے بعد کئی مرتبہ حملہ آور ہوا۔ اور پنجاب پر قابض ہوگیا۔ سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین محمد شاہ مرگیا۔

اسی عہد مین جناب حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ تھے کہ بڑے عارف کامل اور خلیفہ حضرت سید دوست محمد قدس سرہ کے تھے جو حضرت سیدنا العلا کے خلیفہ تھے۔ ۵ جمادی الاول کو سنہ ۱۱۴۳ھ مین اور آنکے ممتاز خلیفہ میر اسد اللہ قدس سرہ نے ۵ جمادی الثانی کو سنہ ۱۱۴۸ھ مین اور آنکے دوسرے ممتاز خلیفہ حضرت مولانا برہان الدین خدانما نے سنہ ۱۱۶۱ھ مین اور حضرت مولانا امین اللہ نوآبادی چشتی نے کہ خلیفہ اپنے والد بزرگ حضرت بنور اللہ نوآبادی چشتی کے تھے اور بڑے عالم اور عامل عارف اور اس کاتب کے مورث تھے سنہ ۱۱۶۱ھ مین اور شیخ خوب اللہ الہ آبادی نے کہ داماد اور بھتیجے اور خلیفہ حضرت محمد فضل الہ آبادی کے تھے سنہ ۱۱۴۴ھ مین انتقال فرمایا۔

حضرت شاہ محمد فرہاد قدس سرہ ایک امیر زادے تھے۔ آپ کے والد صوبہ

برہانپور کے حاکم ہو کر گئے تھے اور جناب سید دوست محمد قدس سرہ کے پاس واسطے دعا اپنی ترقی کے مع صاحبزادہ اپنے شاہ محمد فرہاد قدس سرہ کے جایا کرتے تھے حضرت شیخ کی صحبت سے حضرت شاہ فرہاد کے دل مین اثر کی۔ تب آپ کے والد نے درخواست کی کہ یہ لڑکا آپ کی صحبت مین بہت حاضر رہتا ہی آپ اسکو اپنے پاس نہ آنے دین۔ شاید آپ کی طرح یہ بھی دنیا کو نہ چھوڑ دے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ مین فقیر ہون کہان کسی کو روک سکتا ہون۔ آپ خود انتظام کیجیے۔ لیکن مین دیکھتا ہون کہ آپ چاہتے ہین کہ بادشاہ کے دربار مین یہ لڑکا دست لبستہ حاضر رہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے مقدر کیا ہی کہ بادشاہ اسکے دربار مین دست لبستہ حاضر ہو۔ پھر چند دنون بعد مین حضرت شاہ فرہاد کے والد دہلی کے صوبہ دار ہو گئے۔ اور وہان سے دہلی آ گئے۔ تب بھی آپنے اپنے پیر کی صحبت سے کنارہ کشی نہ کی۔ بعد وفات اپنے پیر کے آپ دہلی مین تشریف لائے اور بڑے کاملین سے گذرے ہین۔ آخر مین آپ کا یہ حال ہوا کہ بادشاہ اکثر آپ کے مکان پر دست لبستہ حاضر ہوتے اور دعا خیر اپنے حق مین چاہتے۔ آپ کو اسقدر بیخودی غالب رہتی کہ آپ بستر پر جیسے کوئی کھوئی ہوئی چیز تلاش کرتے ہین ڈھونڈھتے جب لوگ پوچھتے کہ کیا ڈھونڈھتے ہین تو کہتے کہ فرہاد کو ڈھونڈھتے ہین۔ اور اکثر فرش سے آپ اپنے سے نہ چاہتے۔ جب کوئی کھلاتا اور پلاتا تو کھا پی لیتے۔ اکثر لوگ ایک یا دو توجہ مین غرق دریاے بیخودی مین ہو جاتے اور اپنے مقصد کو پہونچتے۔ آپ کے تصرفات بہت ہین۔

آپ کے دو خلیفے ممتاز ہین ایک حضرت میر اسد اللہ قدس سرہٗ کہ آپ کی جگہ دہلی مین جانشین ہوئے اور ایک عالم کو سیراب کیا اور دوسرے ممتاز خلیفہ آپ کے حضرت مولانا برہان الدین خدا نما قدس سرہ ہین۔ جنسے آپ کے نواسے حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ کو فیض پہونچا ہی۔ اور عظیم آباد پٹنہ مین آ کر

مزار ہو آپ کو سوائے ایک لڑکے اور ایک لڑکی کے اور کوئی اولاد نہ تھی۔ اور آپ کا مزار دہلی مین ہے۔

حضرت سید اسد اللہ قدس سرہ کہ مرید اور خلیفے حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے تھے ایام جوانی مین بادشاہ کی حضوری کے نوکر تھے۔ اور اپنے طریقہ کے کامون کو نہایت پوشیدہ طرح سے انجام دیتے تھے یہانتک کہ کوئی نہین جانتا تھا آپ کی نسبت استغراقیہ تھی۔ یعنی بیخودی کی۔ اس سبب سے جو شخص آپ کے پاس رہتا اُسپر بیخودی اور بدحواسی غالب رہتی۔ بادشاہ اپنے نوکرون کواس بیخودی اور بدحواسی مین دیکھکر متعجب رہتا۔ آخرش اُسکو سبب معلوم ہوا۔ اور آپ کی بزرگی کا قائل ہوا۔ آپ کے منصب مین اضافہ کیا۔ اور آپ سے کام لینا چھوڑ دیا۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوا آپ نے ترک منصب کیا۔ اور توکل اختیار کیا۔ اور شبانہ روز یاد الٰہی مین مصروف رہتے۔ اور اکثر تنہائی مین بسر کرتے۔ دو حبشی آپ کی حالت وجد مین حاضر آئے اور آپ نے اُنکی طرف نظر توجہ سے دیکھی لیکن اُنپر کچھ اثر نہوا تب آپ نے ایک پتھر کی طرف دیکھا اور وہ پتھر پھٹ گیا۔ بعد افاقہ کے آپ نے اُنسے کہا کہ تمھارا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت تھا۔ آپ کا انتقال ۲۰ جمادی الثانی کو مین ہوا۔ آپ دہلی مین مدفون ہین۔

حضرت مولانا برہان الدین خدا نما قدس سرہ حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے ممتاز خلفا مین ہین۔ حضرت رکن الدین متخلص بہ عشق نے کہ آپ کے مرید اور ممتاز خلیفے اور حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے نواسے تھے یون تحریر فرمایا ہے کہ آپ کی پیدایش کی جگہ قصبہ گوپامئو ہے کہ اس ہند مین پورب مین ہے۔ اور نشوونما اور تحصیل علم ظاہری اور باطنی کی شاہجہان آباد مین کی۔ اور بعد میر سید العلم قدس سرہ کے مسند ہدایت اور ارشاد پر رونق بخش رہے۔ جب آپ کو علم ظاہر

کی تحصیل سے فراغت ہوئی۔ اور آپ کی علم کی شہرت پھیلی۔ عالمگیر بادشاہ کا خواجہ سرا کہ منصب سہ ہزاری رکھتا تھا۔ آپ کی شاگردی مین در آیا۔ اور شرح ضیائی پڑھتا تھا۔ اسی زمانے مین آپ کو تصوف کی کتابون کا شوق ہوا۔ اور انکو مطالعہ فرمایا کرتے۔ مثل مثنوی مولانا رومی و فصوص الحکم وغیرہ کے۔ اور اس سے آپ کے دل مین اشتیاق اس علم کی تحصیل کا پیدا ہوا۔ اور اولیار اللہ کے حالات کے دیکھنے سے کہ جسکے بارے مین حدیث من جنود اللہ وارد ہے۔ ذوق بھڑکا۔

حاصل کلام اسی درمیان مین وہ خواجہ سرا بدفرہ ہوا۔ اور اُسکے مصاحبون سے ایک نے کہ جسکا نام میر احمد علی تھا ایک روز پانی کا آبخورہ لائے اور کہا کہ اسکو ایک درویش صاحبدل سے دم کرا کر لایا ہون۔ اسکو اعتقاد کے ساتھ نوش کیجیے اور اللہ تعالی کی ذات سے امید قوی ہے کہ صحت ہو۔ چونکہ حضرت مولانا برہان الدین قدس سرہ کو صاحبدل کی ملاقات کا اشتیاق تھا۔ اُس صاحبدل کا حال میر احمد علی سے پوچھا۔ اور کہا کہ اس دنیا کے حصول کے لیے تم نے کیون دروغگی اور خوشامد کی۔ اُسنے جواب دیا کہ مین اپنی بات مین سچا ہون اور اگر آپ کا دل اسکی تحقیقات کا جویان ہے۔ تو مین مقابلہ کردینے کو حاضر ہون۔ ان باتون سے آپ کو مقصود اُن بزرگ کی زیارت تھی۔ اسلیئے آپ اُس صاحبدل کی خدمت مین جانے کو آمادہ ہوگئے اور دونون آدمی جناب حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے مکان پر حاضر ہوئے اتفاقاً اُس رات کو آپ تمام شب بیدار تھے۔ اور دن کو واسطے استراحت کے حویلی مین تشریف لیگئے تھے۔ شیخ پیر محمد نے کہ آپ کے عزیزون سے تھے حضرت کے ساتھ مدارات اور گرمجوشی کی۔ اور صورت حال عرض کیا۔ لیکن کہا کہ ممکن ہے کہ آپ کے آنے کی خبر اندرونی حویلی بھیجدون لیکن آپ کا اسوقت آنا تکلیف سے خالی نہو گا۔ اس سبب سے آپ مع میر احمد علی کے واپس آئے۔ اور ملاقات نہونے کو

استغنا معشوقی پر محمول کیا۔ اور سمجھا کہ یہان سے کچھ مقدر ہی۔ اور دیر ہونے سے اشتیاق بڑھا۔ دوسری مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت موصوف اپنے مرشد کے عُرس مین گئے تھے اُس روز بھی ملاقات نہوئی اور اشتیاق دوبالا ہوا۔ تیسری مرتبہ کے جانے مین حضرت مذکور کی زیارت سے آپ مشرف ہوئے۔ اگرچہ احتیاج بیان کی نہ تھی لیکن حسب عادت اُس عالم کے حضرت نے آپ سے سبب آنیکا پوچھا اور آپ نے اپنا مدعا حصول علم باطنی کا بیان فرمایا۔ حضرت فرہاد قدس سرہ نے سمجھا کہ آپ ذی علم ہین اور پوچھا کہ آپ نے نتیجہ کیا سمجھا اور اللہ کا دیدار کس رنگ مین چاہتے ہین آپ نے فرمایا۔ کہ اُسکا دیدار از روی شریعت کے اس عالم مین غیر ممکن ہی۔ لیکن متصوفین نے نسبت معیت کا حصول لکھا ہی وہی چاہتا ہون اور کشف وکرامت کی خواہش نہین ہی۔ تب حضرت مذکور نے یہ سُنکر فرمایا کہ سلوک کی راہ مین قلت طعام۔ قلت منام۔ قلت کلام اور قلت صحبت با انام مشروط ہی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب کام مجھسے نہین ہوتا۔ مجھ مین صرف ایک درد طلب ہی اور آتش شوق ہمیشہ شعلہ زن ہی۔ حضرت موصوف نے کہا کہ دینے اور دہش مین اس عاجز کو کچھ اختیار نہین۔ جو مقدر ہوگا ملیگا۔ یہ کہکر آپ مکان مین تشریف فرما ہوئے جب آپ جانے لگے میر اسد اللہ قدس سرہ کہ آپ سے نو مہینے پیشتر سے فیضیاب تھے کہا کہ صبح کو حضرت شیخ کی برزخ کا وقت مراقبہ کے تصور کیجیے گا اور اُس سے یہ حال ہوا کہ آپ پر بیخودی طاری ہوئی۔ پھر جب حاضر ہوئے جمعہ کا روز تھا۔ حضرت موصوف خبر سنکر تشریف لائے اور متوجہ فیض بخشی کے ہوئے۔ آپکے دل مین بیقراری پیدا ہوئی اور بڑی شورش آئی۔ یہانتک کہ سکر حقیقی غالب آیا۔ اور آپ بڑے کاملین سے ہوئے۔ آپکے خلفا دکھن۔ پورب۔ اور پنجاب مین مدتون فیض بخش رہتے۔ آپکی نسبت آگہی کی تھی۔ آپ کے ممتاز خلفا سے حضرت شاہ عزت اللہ قدس سرہ

اور حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ تھے۔

ذکر مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ بہادر بن محمد شاہ

ذکر مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ بہادر

احمد شاہ اپنے باپ کی وفات کی خبر پانی پت مین سنکر شاہجہان آباد مین آیا۔ اور تخت نشین ہوا۔ اور ابو منصور خان صفدر جنگ کو وزیر بنایا۔ احمد ابدالی نے تیسری مرتبہ لاہور پر فوج کشی کی۔ اور وہان کے صوبہ دار معین الملک نے چار محال دے کر صلح کر لی۔ چوتھی مرتبہ احمد ابدالی نے ہندوستان کا قصد کیا۔ معین الملک نے مقابلہ کیا۔ چار مہینے لڑائی رہی معین الملک کو شکست ہوئی۔ احمد ابدالی نے معین الملک کے ساتھ سلوک کیا۔ اور اُنکو اپنی طرف سے نائب مقرر کیا۔ اور ملتان اور لاہور تک ہندوستان کی سلطنت سے نکل گیا۔ عماد الملک غازی الدین خان نے ہولکر ملہار اور صمصام الدولہ وغیرہ کو موافق کرکے احمد شاہ کو مع اُسکی مان کے دسوین شعبان کو ۱۱۶۷ ہجری مین مقید کیا۔ اور وزارت کا دعوی کرکے اعز الدین عالمگیر ثانی کو تخت نشین کیا اسکی سلطنت سات برس رہی

ذکر عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی بن جہاندار شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ

عماد الملک نے محمد عالمگیر ثانی کو تخت پر بٹھلا کر بالکل انتظام سلطنت اپنے ہاتھ مین لیا اور شاہزادہ عالی گوہر کو مع دوسرے امرا کے ساتھ لیکر واسطے چھین لینے علاقہ پنجاب کے ہاتھ سے گماشتگان احمد ابدالی کے روانہ ہوا۔ اور لودھیانہ مین پہونچکر ایک خط اپنے ماموں معین الملک کو بطلب اپنی منسوبہ اُسکی بیٹی کے روانہ کیا۔ اُس نے اُس لڑکی کو مع جہیز وغیرہ حوالہ کیا۔ تب لڑکی کی مان کو بھی طلب کیا اور نہ آنے پر زبردستی لے آیا۔ اور ادینہ بیگ خان کو صوبہ لاہور کا والی مقرر کیا۔ احمد شاہ ابدالی نے اس گستاخی کو سنکر غصہ کیا اور پانچوین مرتبہ لاہور مین پہونچا۔ اور ادینہ بیگ خان بھاگا۔ اور ابدالی وہان سے شاہجہان آباد

مین پہونچا- اور عالمگیر ثانی سے ملاقات کرکے لوٹ کے مال کی طرف دست درازی
کی- اور ایک مہینا رہ کر اپنے بیٹے تیمور شاہ کی شادی عالمگیر ثانی کی بھتیجی سے کرکے
سورج مل جاٹ کی تنبیہ کو روانہ ہوا- قلعہ بلم گڈھ اور متھرا کے آدمیون کو قتل اور
غارت کیا- لیکن لشکر مین وبا آنے سے پھر دہلی مین آیا- اور محمد شاہ کی بیٹی کو اپنے
عقد نکاح مین درلایا- اور لاہور پہونچکر اپنے بیٹے تیمور شاہ کو وہان کا والی مقرر کیا-
اور خود قندہار پہونچا- اسی زمانے مین انگریزون کی کمپنی نے کہ کلکتہ اور اُسکے
اطراف مین تجارت کرتی تھی- بدنظمی کے باعث اقتدار پیدا کرکے ناظم بنگالہ
سے مقابلہ کیا اور پلاسی مین لڑکر اُس صوبہ پر قابض ہوگئے- اگر احمد ابدالی
تک یہ خبر پہونچتی اور وہ پورب کا قصد کرتا تو تاریخ ہندوستان کی بدل جاتی-
بعد جانے احمد شاہ ابدالی کے عماد الملک نے قوم مرہٹہ کو کہ بعد انتقال
اورنگ زیب کے اقتدار پیدا کرکے بہت جلد اکثر حصون پر دکھن اور وسط ہندوستان
کے قابض ہوگئے تھے طلب کرکے شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا پنتالیس روز بعد
مصالحہ ہوا- اور نجیب الدولہ جسکو احمد ابدالی نے وزیر مقرر کیا تھا قلعہ سے
نکلکر سہارنپور کو گیا- اور عماد الملک پھر سلطنت پر حاوی ہوگیا- چونکہ بادشاہ
اُسکی طرف سے مطمئن نہ تھا اس لیے شاہزادہ علی گہر کو بالنسی و حصار جاگیر مین دیکر
بڑے بھاری لشکر کے ساتھ روانہ کیا- عماد الدولہ نے بادشاہ کو قابو مین کرکے
شاہزادہ کے نام سے طلبی کا رقعہ لکھوایا- اور جب وہ آیا قلعہ مین داخل ہونے
دیا- علی مردان خان کی حویلی مین فروکش کیا- اور قید کرنے کے لیے دس ہزار
آدمیون سے اُس مکان کا محاصرہ کیا- شاہزادہ نے ایک طرف کی دیوار توڑکر
اپنے ساتھیون سے مقابلہ کیا- اور بڑی دلیری دکھلائی اور بہتون کو مارا-
اور سہارنپور پہونچا- اور وہان سے اودھ گیا شجاع الدولہ نے کہ اودھ

کا حاکم تھا۔ استقبال کیا۔ اور نذرگذرانی۔ وہان سے الہ آباد آیا۔ عماد الدولہ کو ان باعث سے نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ سے عداوت تھی۔ اس لیے مرہٹون سے اتفاق کرکے نجیب الدولہ پر فوج کشی کی۔ نجیب الدولہ نے چار مہینے تک مقابلہ مرہٹون کا کیا اور جب شجاع الدولہ کو معلوم ہوا۔ اُس نے بھی لکھنؤ سے آکر مرہٹون کو قتل کیا اور شکست دی۔ اور شجاع الدولہ کو فتح اور فیروزی نصیب ہوئی۔ تب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان افغان شجاع الدولہ سے ملے۔ لیکن شجاع الدولہ نے باوجود فتحیابی کے احمد شاہ ابدالی کے آنے کی خبر سُنکر مرہٹون سے صلح کر لی اور لکھنؤ کو واپس گیا۔ چونکہ عماد الملک کو بادشاہ کی طرف سے اطمینان نہ تھا۔ اس لیے پہلے اپنے ماموں انتظام الدولہ کو قتل کیا پھر بادشاہ کو قتل کرا کے لاش دریا مین ڈالی۔ اور بروز پنجشنبہ ۸۔ ربیع الثانی کو ۱۱۷۳ ہجری مین محی السنۃ بن کام بخش بن اورنگ زیب کو تخت نشین کیا۔ اور لقب شاہجہان کا دیا۔ عالمگیر ثانی نے پانچ برس آٹھ مہینے سلطنت کی۔

اسی عہد مین سراج الدین علیخان متخلص بہ آرزو نے کہ خاندان شاہی سے تھا اور حکومت بعض علاقہ کی بادشاہ کی طرف سے رکھتا تھا اور فارسی اور اُردو کا بڑا نامی شاعر تھا۔ ۱۱۶۹ ہجری مین انتقال کیا۔ اور سید محمد یوسف واسطی بلگرامی نے کہ بڑے عالم اور عارف اور اپنے نانا حضرت سید عبد الجلیل بلگرامی کے مرید اور خلیفہ اور اُردو۔ فارسی اور عربی کے بڑے شاعر تھے اور حضرت سید شاہ محمد یٰسین دانا پوری قدس سرہ نے کہ ولی اللہ اور عارف کامل تھے ۱۱۷۲ ہجری مین انتقال فرمایا۔

حضرت سید شاہ محمد یٰسین قدس سرہ دانا پوری بیٹے حضرت سید شاہ محمد باصر قدس سرہ کے تھے اور خلیفہ اور نواسے حضرت سید جہانگیر رضوی دانا پوری قدس سرہ

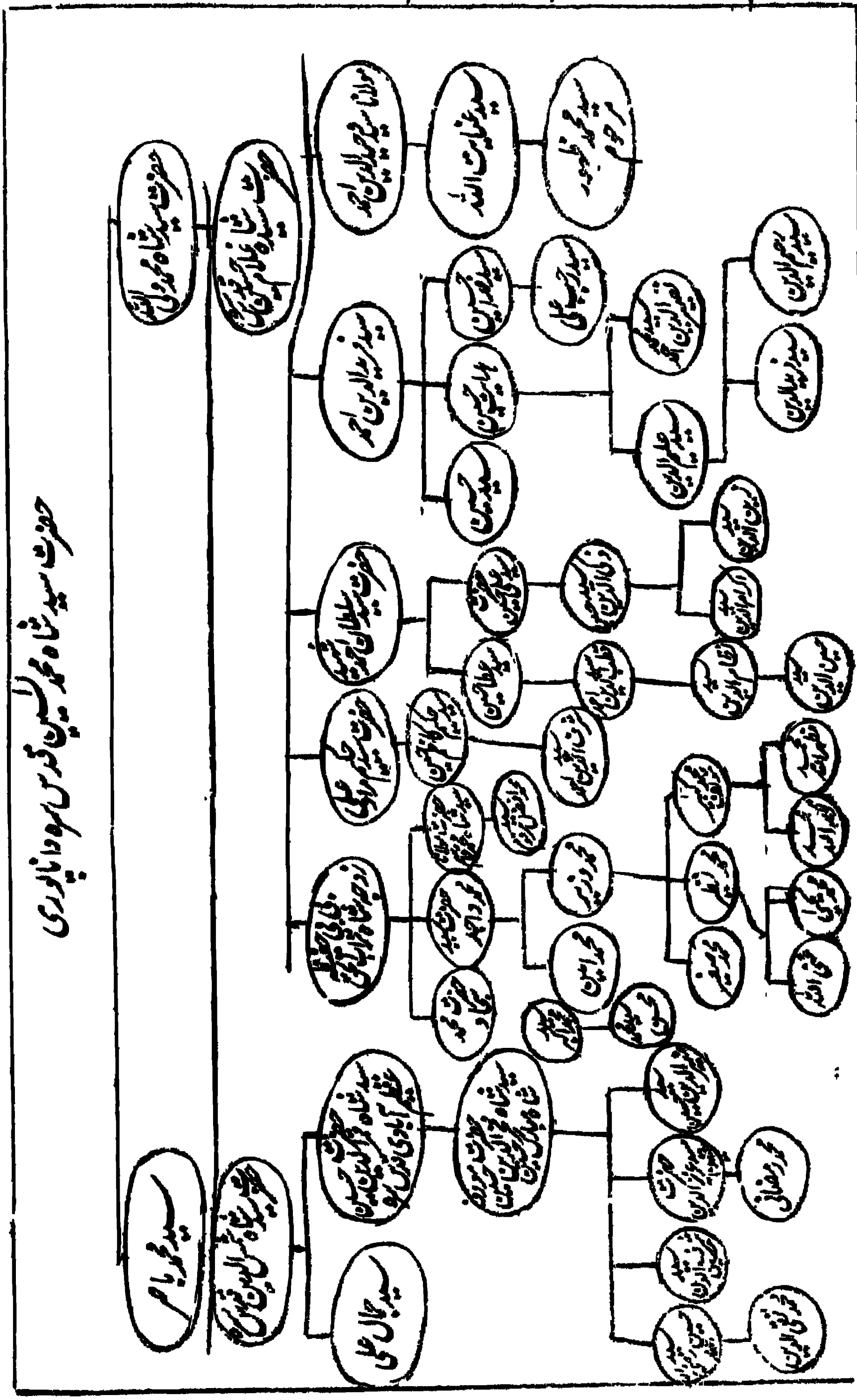
کے تھے آپ کے خاندان کے بزرگان نانہالی اور دادہالی دونوں طرف سے اکابرون سے تھے آپ کا جدی نسب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملتا ہے اور وہ یوں ہے۔ حضرت سید شاہ محمد یٰسین بن سید محمد ناصر بن سید حسینی بن سید اولیا بن سید صدر جہان بن سید قطب الدین بن سید لودھی کالپی بن سید جلال کالپی بن سید محمد کالپی بن سید جمال کالپی بن سید علاء الدین بن سید تاج بن سید اسمٰعیل بن سید اسحاق لاہوری بن سید داؤد بن سید یعقوب لاہوری بن سید یوسف طوسی بن سید عبداللہ بن سید حسن بن سید ابوالقاسم بن سید ابراہیم مدنی بن سید اسمٰعیل بن سید حسین بن سید علی رضا مدنی بن سید جعفر خراسانی بن سید محسن بن سید ہاشم بن سید امام عبداللہ بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حسین بن علی کرم اللہ وجہہ اور نانہالی نسب حضرت امام علی رضا بن موسیٰ کاظم سے ملتا ہے اور وہ یوں ہے۔ حضرت سید محمد یٰسین نواسہ حضرت میر سید حامد بن سید جہانگیر بن سید اکبر بن قاضی علاؤ الدین بن قاضی سید بڑے بن سید عالم بن سید ابوالفتح بن سید میر بن سید محمد بن سید زین العابدین بن سید مبارک بن سید علی شیر جاجنیری بن سید علی اکبر بن سید علی اصغر بن سید عبداللہ بن سید زین العابدین بن سید محمد بن سید نوح بن سید ابراہیم بن سید زین العابدین بن سید عبدالمطلب بن حضرت امام علی موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدینؑ۔

حضرت سید شاہ محمد یٰسین قدس سرہ کے اجداد کرام سے حضرت سید شاہ اسحق لاہوری قدس سرہ تھے کہ حضرت ابوالنصر بن عبدالرزاق بن سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے خلفائے عظام سے تھے اور انکے بعد کے اجداد سے حضرت

سید محمد گیسو دراز کالپی تھے کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلفاسے
تھے اور شہر کالپی مین مدفون ہین - اور یہ علاوہ اُنکے ہین کہ دکھن مین مقام
گلبرگہ مین مدفون ہین - اور انکے والد حضرت سید جمال کالپی خلیفہ حضرت
سلطانجی نظام الدین بدایونی رضی اللہ عنہ کے خلفاسے تھے - اور اُنکے والد
حضرت سید علاؤ الدین خلیفہ حضرت بابا فرید شکر گنج کے تھے - اور اُنکے والد
حضرت سید تاج خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے تھے - اور اُنکے والد
حضرت سید اسمعیل لاہوری خلیفہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری کے تھے -
آپ کے والد حضرت سید محمد ناصر قدس سرہ اپنے آبائی سلسلہ چشتیہ مین کہ حضرت
سید محمد کالپی سے نسلا بعد نسل ملتا ہی - اپنے والد کے مرید اور خلیفہ تھے -
آپ کے اجداد سے حضرت سید قطب الدین قدس سرہ بھی تھے - کہ ابراہیم
شرقی کے وزیر تھے - اور یہ ابراہیم شرقی جونپور کا بادشاہ تھا - اور سید قطب الدین
کے بیٹے حضرت سید صدر جہان والی بنگالہ داؤد شاہ کے وزیر تھے -
حضرت سید صدر جہان اکبر آباد مین مدفون ہین - اور سید قطب الدین
اور اُنکے بھائی حضرت پھول شاہ قدس سرہ شہر عظیم آباد و پٹنہ محلہ کچوری گلی
مین مدفون ہین - آپ کے اجداد فاسد سے حضرت قاضی سید عبد الفتاح عرف
سند بڑے تھے کہ نور الدین جہانگیر بادشاہ کے عہد مین پرگنہ پھلواری کے قاضی
مقرر ہوئے تھے - اور سکونت دانا پور مین محلہ پھلواری مین کہ اب نام سے
محلہ شاہ صاحبان کے مشہور ہو اختیار کی - ان کو لوگ قاضی بڑے بھی کہتے تھے
اور اس محلہ مین پہلے سے بھی شرفا رہتے تھے - کیونکہ حضرت مخدوم شعیب قدس
سرہ نے کہ ابن عم اور خلیفہ حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بہاری رضی اللہ
عنہ کے تھے تحریر فرمایا ہی کہ مینر سے شیخپورہ جانے مین دانا پور مین مقیم ہوا - اور

عزیزون کے دیدار سے دل خوش کیا۔ الغرض عہدۂ قضا کئی پشت مالعبدین بھی اسی خاندان مین رہا۔ اور اُسکے بعد خاندان ہی پور پھلواری مین آیا اور آپ کے نانا حضرت سید محمد جہانگیر قدس سرہ بڑے عارف کامل تھے اور اپنے آبائی سلسلۂ چشتیہ مین اجازت اور خلافت رکھتے تھے۔ چونکہ حضرت سید شاہ محمد یسین قدس سرہ اپنے جد فاسد کی آغوش شفقت مین پرورش پائے۔ اجازت وخلافت انھین سے لی۔ اور بڑے کاملین سے گذرے ہین۔ اکثر باتین بطور پیشین گوئی کے فرماتے اور اُسکا ظہور ہوتا۔

آپ کے والد حضرت سید محمد باصر قدس سرہ معظم شاہ بن عالمگیر شاہ کے اراکین خاص سے تھے۔ ایک عمر اُسکے ساتھ بسر کی۔ پھر اتفاق علیحدگی کا ہوا۔ جب معظم شاہ بادشاہ ہوا۔ اُسکو وزیر مقرر کیا۔ لیکن بہ سبب پیری کے معذرت کی۔ تب اُسکنے صاحبزادے کو عہدۂ وزارت پر سرفراز کیا۔ لیکن چونکہ عمر کم تھی اور جد فاسد کے عزیز تھے۔ انھون نے جانے نہ دیا۔ اور صغر سنی کی معذرت لکھی آپ ہی کے اجداد فاسد سے حضرت میر سید علی شیر جاجنیری شہید تھے کہ بہار مین مدفون ہین اور ان لوگون کا مادری نسب حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی سے بھی حضرت عبدالرسول دانا پوری کے ذریعہ سے ملتا ہی۔ اور عجب کیا کہ یہی بزرگان حضرت مخدوم شعیب کے وقت مین موجود ہون۔


حضرت سید شاہ محمد الحسینی قدس سرہ دانا پوری

ذکر ابو المظفر جلال الدین محمد علی گہر شاہ عالم بادشاہ بن عالمگیر ثانی

شہزادہ محمد علی گہر نے اپنے باپ کی شہادت کی خبر موضع کھتولی مین سنی - اور تخت نشین ہوا - لقب شاہ عالم کا لیا - منیر الدولہ کو سفیر مقرر کرکے احمد شاہ ابدالی کے پاس بھیجا اور نجیب الدولہ والی سہارنپور اور شجاع الدولہ والی اودھ کو خلعت سے سرفراز کیا - اور اللہ پر بھروسا کرکے کامیابی کا منتظر تھا کہ کامگار خان وغیرہ مع افواج بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور بادشاہ سے انعام پایا - بعد جانے احمد شاہ ابدالی کے اوینہ بیگ خان کے اغواسے سکھ اور مرہٹون نے اتفاق کرکے تیمور شاہ احمد ابدالی کے بیٹے کو لاہور سے نکالا - اور قوم مرہٹہ ملتان تک مسلط ہو گئی اسلیے موافق استدعا شاہ عالم کے احمد شاہ ابدالی نے چھٹوین مرتبہ ہندوستان کا قصد کیا - اور دریاے اٹک کو عبور کیا - اس خبر کو سنکر مرہٹے دہلی کی طرف واپس آئے - اور احمد شاہ شاہجہان آباد کی طرف بڑھا - راہ مین پانی پت کے میدان مین دونون طرف کے لشکر مقابل ہوئے - مرہٹون کے بادشاہ پیشوا کہلاتے تھے - اُسکا بیٹا راو بھاو اس لشکر کا افسر تھا - ایک لاکھ آدمی مرہٹون کی طرف سے تھے - اور تیس ہزار احمد ابدالی کے لشکر مین تھے - اور نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ دس ہزار آدمیون سے احمد ابدالی کی مدد مین آئے - سخت لڑائی ہوئی - راو بھاو قتل ہوا - مرہٹون کو ایسی شکست ہوئی کہ پھر سر نہ اُٹھا سکے - اور ہولکر اور سیندھیہ پونا کی طرف بھاگے - احمد شاہ دہلی مین پہونچا - ہند کی سلطنت شاہ عالم کے واسطے قائم کی اور اُسکے بیٹے شہزادہ جوان بخت کو نائب شاہ عالم مقرر کیا - اور شجاع الدولہ کو وزیر اور نجیب الدولہ کو امیر الامرا مقرر کیا - اُسوقت تک شاہ عالم پورب مین تھا - اور احمد ابدالی لاہور مین واپس آیا - اور وہان

اپنی طرف سے حاکم مقرر کرکے قندہار کو واپس گیا۔ اور شجاع الدولہ اودھ کی طرف گیا۔ شاہ عالم عظیم آباد پٹنہ سے بنارس گیا۔ اور شجاع الدولہ وہان ملازمت مین حاضر ہوا۔ اور وہان سے دونون دارالسلطنت کو گئے اور کالپی وغیرہ کو مرہٹون سے خالی کرکے اپنے نائب مقرر کیے۔ اور ۱۱۷۸ ہجری مین خلعت وزارت کی شجاع الدولہ کو بخشی اور اُسکے بیٹے مرزا امانی کو داروغگی خاص سے سرفراز کیا۔ اور سورج مل جاٹ نے بعد جانے احمد شاہ کے نجیب الدولہ اور شہزادہ جوان بخت کو سست سمجھکر اور اکبر آباد کے قلعہ دار سے سازش کرکے اُس پر قابض ہو گیا۔ اور قوم سکھ نے احمد شاہ ابدالی کے نائب کو قتل کرکے جبا ناتھ کو لاہور مین حاکم مقرر کیا۔ اس خبر کو سُنکر احمد شاہ ساتوین مرتبہ ہند مین آیا۔ سکھ سب قریب دو لاکھ آدمیون کے سرہند مین بھاگے۔ وہین پہونچکر قریب بیس ہزار سکھون کو قتل کیا۔ اور بہت اسباب لوٹ کا احمد شاہ کے ہاتھ آیا۔ لیکن خراسان کی بدنظمی کی خبر سنکر فوراً ہی وہان روانہ ہوا۔ اس سبب سے لاہور ملتان اور ٹھٹھہ کا پورا بندوبست نہ کرسکا اور ان جگہون پر سکھ پھر قابض ہو گئے۔ کشمیر بھی عبداللہ خان نے کہ احمد شاہ ابدالی کا سردار تھا فتح کیا تھا۔ اور سکھ جیون سکھ اور خواجہ کنجک کو وہان چھوڑکر چلا آیا تھا۔ لیکن سکھ جیون نے خواجہ کو قتل کیا اور حاوی ہو گیا۔ اُسکی انسداد کو احمد ابدالی نے نور الدین کو بھیجا۔ اور اُس نے سکھ جیون کو قید کیا۔ اور وہی وہان کا حاکم رہا۔ پھر لاہور اور ملتان کے سکھون نے کشمیر کو دخل کیا۔ اور رنجیت سنگھ کے قبضہ مین بعد انتقال احمد ابدالی کے در آیا۔ احمد ابدالی کا انتقال ۱۱۸۶ ہجری مین ہوا۔ جبکہ شاہ عالم اپنے باپ کی حیات مین پورب مین تھے۔ اُنکو خبر ملی کہ انگریزی کمپنی کہ کلکتہ مین تجارت کرتی تھی اور علی وردی خان ناظم بنگالہ کے حکم سے وقت فساد مرہٹون کے کارخانہ کی کوٹھی

کے گرد و حصن بنایا تھا۔ اور اُسکے بعد اُسکے ناتی سراج الدولہ ناظم بنگالہ سے لڑکر صوبۂ بنگالے پر حاوی ہو گئے۔ اور میر قاسم علی ناظم بنگالہ کا تعاقب پٹنہ تک کیا ہی۔ اس سبب سے شاہ عالم والی پٹنہ کی مدد کو گئے لیکن قبل پہونچنے کے انگریز قابض ہو چکے تھے۔ اسلیئے واپس آئے۔ اور شجاع الدولہ سے ملاقی ہو کر میر قاسم علیخان کی مدد کو دونون صاحبان مقام بکسر مین آئے اور بکسر کے قلعہ مین کہ ابتک موجود ہی مقیم ہوئے۔ صاحبان انگریز کہ جنھون نے ۱۱۷۱ہجری مین مطابق ۱۷۵۷ء کے پلاسی مین سراج الدولہ پر فتحیاب ہوئے اور ۱۱۷۷ہجری مین میر قاسم علی کو کہ داماد میر جعفر علیخان کا تھا پٹنہ مین شکست دی تھی لارڈ کلائو کے زیر حکومت بکسر مین بادشاہی لشکر سے مقابل ہوئے اور ۱۱۷۸ ہجری مین مطابق ۱۷۶۴ء کے شجاع الدولہ کو شکست دی۔ شجاع الدولہ اودھ کی طرف فرار ہوا۔ اور شاہ عالم نے جب دیکھا کہ شجاع الدولہ کو شکست ہوئی انگریزون سے صلح کا پیغام کیا۔ اور بنگالہ۔ بہار۔ اور اڑیسہ کی دیوانی بلکہ کل وصول تحصیل عدالت فوجداری بھی حوالہ کیا۔ اور چوبیس لاکھ سالانہ خراج مقرر کیا اور چالیس ہزار سالانہ ناظم بنگالہ کے اخراجات کے واسطے مقرر ہوا۔ ۱۱۸۴ ہجری مین انگریزون کی مدد سے مرہٹون کو کالپی وغیرہ سے نکالا۔ اسی سال سے انگریزی عملداری ہندوستان مین سمجھنا چاہیئے۔

مرزا نجف علیخان نے قلعہ اکبرآباد کو جاٹ سے چھینا۔ اسلیئے انکو لقب ذوالفقار الدولہ کا ملا۔

اسی حالت بدنظمی دکھن مین ایک صوبہ میسور ہی جہان کا راجہ ہندو تھا۔ اُسکا افسر لشکر ایک شخص حیدر علی تھا۔ اس نے اقتدار پاکر راجہ کو مع اہل و عیال قید کیا۔ اور خود وہان کا بادشاہ ہو گیا۔ ۱۱۸۲ہجری مین یہ واقعہ ہوا۔ اس نے

کرناٹک کے نواب محمد علی بن نورالدین سے بھی جسکے علاقہ مین شہر مدراس واقع ہی جہان انگریز قابض تھے تکرار پیش کی جسکی وجہ سے انگریزون سے اور حیدر علی سے برابر نزاع رہی - اور بڑے بڑے معرکے پیش آئے جس مین اکثر حیدر علی کامیاب رہا - یہ شخص ۱۱۹۵ھ ہجری مین مرگیا اُسکی جگہہ اُسکا بیٹا ٹیپو سلطان جانشین ہوا - اور وہ بھی برابر انگریزون سے لڑا - آخرش یہانتک کہ ۱۲۱۳ ہجری مین انگریزون کی لڑائی مین شہید ہوا - اور انگریزون نے صوبہ میسور کو راجہ قدیم کے خاندان مین حوالہ کیا -

۱۲۲۱ ہجری مین شاہ عالم نے ۴۹ برس سلطنت کرکے انتقال کیا - لیکن اسوقت صرف نام بادشاہی کا رہ گیا تھا - شاہ عالم کے بعد اُنکے بیٹے -

معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی بن شاہ عالم

شاہجہان آباد مین جانشین ہوئے اور ۱۲۵۳ ہجری مین انتقال کیا اُنکے بعد اُنکے بیٹے -

ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بن محمد اکبر ثانی بن شاہ عالم

دہلی مین جانشین ہوئے ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ع تھی اور بیس برس بعد جب ۱۸۵۷ع مین غدر ہوا - انگریزون نے اُنکو قید کرکے رنگون مین بنگالہ بھیجا جہان وہ مرگئے اور یہ خاندان تیموریہ کی حکومت ختم ہوگئی - یہ بادشاہ اُردو کا شاعر اور فقیر دل تھا - اسکا تخلص ظفر ہی - اور دیوان ظفر مشہور ہی - اسی شاہ عالم کے دورحکومت مین شیخ محمد علی حزین نے کہ فارسی کا شاعر خوش کلام تھا - بنارس مین ۱۱۸۰ ہجری مین اور حضرت مرزا مظہر جانجانان دہلوی قدس سرہ نے کہ عارف حق اور عالم اور شاعر خوش کلام تھے ۱۱۹۵ ہجری مین اور اسی سال حضرت خواجہ میر درد نقشبندی دہلوی قدس سرہ نے کہ عارف حق اور اُردو اور فارسی کے شاعر شیرین بیان تھے - اور اسی سال

حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ نے کہ اولیاء کبار سے تھے اور حضرت میر اسد اللہ قدس سرہ کے خلیفہ تھے انتقال فرمایا اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کہ بڑے عالم محقق اور عارف تھے سنہ ۱۱۷۶ ہجری میں اور میر غلام علی آزاد بلگرامی نے کہ بڑے عالم محقق عارف اور شاعر تھے سنہ ۱۲۰۰ھ میں اور مولانا فخر الدین دہلوی چشتی نے کہ اولیاء کبار سے تھے سنہ ۱۱۹۹ھ میں اور حضرت رکن الدین عشق دہلوی عظیم آبادی نے کہ اولیاء اللہ سے تھے سنہ ۱۲۰۳ھ میں اور حضرت شاہ ولی اللہ دانا پوری قدس سرہ نے کہ عارف حق سے تھے سنہ ۱۱۸۵ ہجری میں اور حضرت مخدوم شاہ حسن علی عظیم آبادی قدس سرہ نے کہ اولیاء اللہ سے تھے سنہ ۱۲۲۴ھ میں انتقال فرمایا-

مرزا مظہر جانجانان

حضرت مرزا مظہر جانجانان دہلوی علوی تھے- محمد بن حنفیہ کی نسل سے تھے - بڑے عالم فاضل - محدث کامل - فقیہ متبحر - جامع فضائل ظاہری وباطنی - عابد - زاہد اور متوکل تھے - حدیث کو حاج سیال کوٹی سے پڑھا - اور دیگر علوم کو اپنے زمانے کے علما اور فضلا سے اخذ کیا- مدت تک شیخ احمد مجدد الف ثانی کے خلیفہ کی مصاحبت کی اور ان سے افادہ صوری ومعنوی حاصل کیا- آپکو قوت کشفیہ اور اتباع سنت نبویہ میں شان عظیم حاصل تھی - آپ کے اشعار اور مکاتیب نافع اور یادگار ہیں- وفات آپ کی سنہ ۱۱۹۵ ہجری میں ہوئی اور تاریخ وفات عاش حمیدا مات شہیدا سے نکلتی ہے-

حضرت شاہ محمد منعم

حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ نواحی پٹنہ کے رہنے والے تھے- آپ مرید اور مجاز شاہ خلیل بہاری قدس سرہ کے تھے - اور طریقہ قادریہ میں بیعت کی تھی- چونکہ آپ کا ظرف عالی تھا- آپ کو ذوق دوسرے طرق کے نعمات باطنی کا ہوا- اسلیے آپ دہلی تشریف لے گئے اور حضرت شاہ فرہاد ابو العلائی قدس سرہ کی فیض رسانی کا شہرہ سنکر آپ کے پاس حاضر ہوئے- اور باریاب ہوئے- لیکن

حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کا جلد انتقال ہوا۔ اسلیے آپ کے جانشین حضرت میر اسد اللہ قدس سرہ کی صحبت مین رہے اور اُن سے اس طریقہ ابوالعلائیہ کا اکتساب کر کے آپ کے بعد وہین دہلی مین اُس مدرسہ مین کہ جامع مسجد کی لیشت پر ہی۔ مسند ارشاد پر بیٹھے۔ اور پچاس برس تک ایک حال سے ایک عالم کو سیراب کرتے رہے آپ حضرت میر اسد اللہ قدس سرہ کے ممتاز خلیفون مین تھے۔ آپکو فیض اویسی حضرت غوث الاعظم کا پہونچا تھا۔ اور حضوری ہوتی تھی۔ اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد منیری البہاری سے بھی اویسیت تھی۔ آپ کے یارون سے ایک نے پوچھا کہ یا حضرت یہ جو مشہور ہی کہ اہل کمال اپنی صورت عنصری کو بدلتے ہین یہ صحیح ہی۔ ہمارے فہم مین تو غلط معلوم ہوتا ہی۔ آپ نے جواب دیا کہ جب اہل دل کا جسم ریاضت سے لطیف ہوتا ہی۔ تو کچھ شک نہین کہ یہ بات ہو سکتی ہی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد آپ حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی زیارت کو تشریف لے چلے اور وہ سب یاران آپ کے ہمراہ چلے آپ مقبرہ مین داخل ہوئے۔ اُسکے بعد جب وہ یار جسنے سوال کیا تھا داخل ہونا چاہا۔ تو ایک شیر دیکھا۔ اور ڈرا اور پس پا ہوا۔ اور سمجھا کہ آپ کو شیر نے کھا لیا اور اسی صورت سے شاید قضا تھی۔ اور بھاگنا چاہا۔ لیکن پھر آپ کو دیکھا کہ بلاتے ہین۔ تب سمجھا کہ آپ ہی شیر کی شکل مین متشکل ہوئے۔ آپ کے ایک مرید نے یہ عرض کیا کہ یا حضرت سنتے ہین کہ غوث کے پاؤن ہاتھ جدا ہو جاتے اور پھر ملجاتے ہین۔ آپ کے بزرگون مین شاید یہ بات ہو لیکن اب تو محال معلوم ہوتی ہی۔ اُسی شب کو جو تہجد کے لیے اُٹھا۔ تو آپ کے ہاتھ پاؤن جدا دیکھے۔ سمجھا کہ کسی نے آپ کو شہید کیا۔ اور چاہتا تھا کہ فریاد کرے کہ آپ بہیئت مجموعی اُٹھ کھڑے ہوئے۔

اور اخفا کی تاکید کی - جب مولانا فخر الدین دہلوی چشتی اورنگ آباد سے دہلی مین آئے - آپ نے قبل آنے کے پیش گوئی کی تھی - اور فرمایا تھا کہ جب وہ آوینگے تو مین پورب کو جاؤنگا - چنانچہ بعد آنے مولانا مذکور کے کہ قطب وقت تھے حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ عظیم آباد مین آئے - یہان ایک بزرگ شاہ محمد فاضل مجددی رہتے تھے اور ہر بزرگ کا احوال بزور کشف بیان کرتے جب آپ تشریف لائے ہر چند کشف کو دخل دیا دریافت سے عاجز رہے - ایک روز آپ سے عرض کیا کہ مجھکو آپ کے مقام کا پتا نہ لگا - آپ نے فرمایا کہ مین آلودہ دامن ہون مجھکو اپنے پاخانہ کی خبر نہین رہتی - لیکن جس شخص کو طلب حق ہوتی ہی اُسکی نگاہ مین کشف کی کچھ حقیقت نہین رہتی شاہ محمد فاضل اس تقریر کو سنکر بہت شرمندہ ہوئے - اور کشف وکرامت کا خیال دل سے اُٹھایا - اور بارہ برس آپ کی صحبت مین رہے - اُنکی ترقی کی روک وہی کشف وکرامت کی طلب تھی آپ نے اُس مرتبہ سے ترقی دی - اور وہ کاملین سے ہوئے -

گور بخش ایک نانک شاہی جوگی تھا - آپ کے حضور مین آیا اور عرض کیا - کہ مجھکو آرزو تھی کہ کشن جی کا درشن ہوتا - آپ متبسم ہوئے اور اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور مراقب ہوئے - وہ بھی مراقب ہوا - بعد تھوڑی دیر کے اُس نے وجد کرنا شروع کیا - بعد افاقہ کے اُس نے بیان کیا کہ مین نے دیکھا کہ بندرا بن پہونچا اور کشن جی مع اپنے گوپیون کے بانسلی بجا رہے ہین اور اُس بانسلی کی آواز سے کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نکلتا ہی اور رقص کرتے ہین مین بھی اُن کے ساتھ رقص کرنے لگا - آخرش آپ کی صحبت مین برابر وہ حاضر رہا اور بعد چندے کے ولی کامل سے گذرا ہی -

آپ تمام عمر مجرد رہے اور سوائے یاد الٰہی کے کچھ کام نہ تھا - توکل پیشہ تھا

تین چار روز کے فاقہ کے بعد جو میسر آتا تناول کرتے - اور اکثر یاردن سے جو آپ کے ساتھ رہتے تھے جب بھوک کی شکایت کرتے تو آپ فرماتے کہ خاصان حق کے لیے تو فقر و فاقہ آیا ہے - اور انکی بھوک رفع ہو جاتی - آپ سال مین ایک عرس حضرت سید پاک امیر ابو العلا کا کرتے - محض بے سامانی مین جب یاران عرض کرتے کہ عرس کیونکر ہو سکیگا - تو آپ وضو فرما کر دوگانہ ادا کرتے اور مناجات کے لیے ہاتھ اٹھاتے اور سب سامان مہیا ہو جاتا - آپ کو اکثر وجد کی کیفیت سماع اور غیر سماع مین ہوتی - اور اسکا اثر یاردن پر پڑتا - آپ کے بڑے بڑے خلفا گذرے ہین اُن مین سے ممتاز خلفا پانچ ہین - حضرت مخدوم شاہ حسن علی عظیم آبادی قدس سرہ اور حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ اور حضرت مولانا حسن رضا رائے پوری اور حضرت صوفی شاہ دائم ڈھاکوی اور حضرت شاہ غلام نبی الوری قدس سرہ اور حضرت شاہ غلام حسین دانا پوری قدس سرہ بھی آپ کے خلفا سے تھے کتاب لمعات منعمی آپ کی یادگار ہے -

حضرت مولانا فخر الدین دہلوی چشتی دکھن کے رہنے والے تھے - بڑے عالم اور عارف کامل تھے - آپ سے بہت تصرفات سرزد ہوئے ہین - آپ نے طریقہ چشتیہ کو زندہ کیا - حضرت سید محمد گیسو دراز آپ کے اوپر کے پیرون سے تھے - اور آپ کے خلفا بھی نامی گرامی گذرے ہین - چنانچہ حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی کہ عالم و عارف اور شاعر شیرین کلام تھے آپ کے ہی خلفا سے تھے اور شاہ سلیمان صاحب بھی آپ کے خلیفہ تھے - حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ نے وقت آنے عظیم آباد کے میر اسد اللہ قدس سرہ کے صاحبزادے کو آپ کے سپرد کیا تھا - اور دہلی کے بادشاہ شاہ عالم اور اکبر ثانی وغیرہ آپ کے حضور مین عقیدتمند تھے - آپکا مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے پائین سنگ مرمر

کا ہی- آپ کے تصرفات سے یہ بھی ہی کہ کسی شہر کے اوباشون نے جب آپ استراحت
مین تھے ایک مالزادی فاحشہ عورت کو ننگا آپ کے بستر پر سلا دیا- اور اس سے
اُنکا مطلب امتحان لینا تھا- جب آپ بیدار ہوئے اور ایک نامحرم کو ہم بستر
دیکھا- آپ نے آنکھین بند کرلین اور اپنی پگڑی اُتار کر اسکی تہمد باندھی اور
فرمایا کہ اس تہمد کی شرم اللہ رکھے- اسکا یہ اثر ہوا کہ وہ عورت تائب ہوئی
اور بڑے کاملین سے گذری-

حضرت رکن الدین عشق تخلص نواسے حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ
کے تھے- آپکا نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہی- آپکو بیعت اور
خلافت حضرت مولانا برہان الدین خدانما قدس سرہ سے تھی اور خلافت حضرت
شاہ منعم قدس سرہ کے حضور سے بھی پائی ہی- آپ ابتدا مین نوکر پیشہ و وضع
سپاہیون کے تھے- آپ اسی نوکری کے ذریعہ سے دہلی سے عظیم آباد آئے- اور
جب حضرت شاہ منعم قدس سرہ کی فیض بخشی کا حال سنا تو آپ کی خدمت مین حاضر
ہوئے- جب گفتگو ہوئی تو معلوم ہوا کہ حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ آپ کے نانا
کے فیض یافتہ ہین- اس سبب سے آپ کے فیض صحبت سے کامل اور مکمل ہوئے
اگرچہ پہلے سے مولانا برہان الدین خدانما قدس سرہ کے فیض سے بہرہ ور ہو چکے
تھے- حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ کی مرضی سے آپ عظیم آباد سے دہلی تشریف لے
گئے اور حضرت مولانا قدس سرہ سے بیعت کرکے اور خلافت لیکر واپس آئے اور
مسند مشیخت پر جلوہ افروز ہوئے- ایک عالم آپ کے فیض صحبت سے فیضیاب
ہوا- آپ نے بعد تکمیل علم باطن کے علم ظاہر کی تحصیل کی- اور بڑے عالم ہوئے-
اور اکثر مثنوی شریف کا درس فرماتے- آپ اکثر بزرگون کا عرس فرماتے- اور ایک
خانقاہ کی بنا ڈالی کہ آج تک موجود ہی- اور شاہ گھسیٹا کا تکیہ کہلاتا ہی- اور آج تک

آپکا عُرس ہوتا ہی۔ آپ کے ممتاز خلفا سے حضرت سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ عظیم آبادی۔ اور مولانا عبدالرحمن شہرگھاٹی تھے۔ آپکا دیوان اُردو مین بہت بڑا ہے۔ کلام آپکا نہایت شیرین ہی۔

حضرت سید شاہ ولی اللہ دانا پوری قدس سرہٗ

حضرت سید شاہ ولی اللہ دانا پوری قدس سرہٗ بیٹے حضرت سید شاہ محمد یٰسین دانا پوری قدس سرہٗ کے ہین۔ آپ بڑے عارف کامل تھے۔ اجازت وخلافت اپنے جد فاسد حضرت شاہ مبارک نوابادی قدس سرہٗ سے طریقہ چشتیہ مین تھی۔

نواب جعفر علی خان کم سنی مین آپکے مدرسہ مین طالب العلمی کرتے تھے۔ لیکن جب صوبہ بنگالہ کی نظامت اُنکے علاقہ مین ہوئی تو اُنھون نے ایک فرمان آپکو عطا کیا۔ ان کے اکثر مریدان مرشد آباد مین تھے۔ اور شاہ عالم نے آپ ہی کو فرمان بخشا تھا۔

حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہٗ

حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہٗ کا مکان شیخپورہ مین کہ اطراف بہار مین ہی تھا۔ آپ حضرت مخدوم شعیب قدس سرہٗ کی اولاد مین ہین جنکا ذکر اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین بہاری قدس سرہٗ کے ذکر مین بیان ہو چکا ہی۔ یعنے حضرت مخدوم شعیب حضرت مخدوم شرف الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ اور بنی عم تھے۔ یعنی حضرت مخدوم عبدالعزیز منیری کی اولاد سے ہین۔ اور اس سبب سے اس کاتب کے بھی اجداد ہوئے۔

حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہٗ کو لڑکپن ہی سے زہد و پرہیزگاری کی طرف التفات تھی۔ آپ اکثر اپنے جد بزرگ کے مزار پر حاضر ہوتے اور غلاف کی تہ مین ہاتھ دیکر بقدر ضرورت نقد پاتے۔ اور لڑکون مین تقسیم کرتے۔ ایک روز آپ کے والد نے دیکھا۔ سمجھے کہ شاید کسی نے نذر درگاہ شریف پر گذرانی ہو اور

اِس لڑکے نے نگاہ بچاکر اٹھالی ہو۔ اسلیے آپکو تنبیہ کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ایسا نہین ہو
بلکہ جب مجھکو حاجت ہوتی ہی جد بزرگ کے مزار کے غلاف مین ہاتھ دیتا ہون بقدر
ضرورت پالیتا ہون۔ آپکے والد نے منع فرمایا۔ اور اُس تاریخ سے آپ نے
اِس کام کو ترک کیا۔ آپ نے لڑکپن ہی مین متواتر ایک بزرگ کو خواب مین
دیکھا کہ فرماتے ہین کہ نماز کی عادت کر۔ لیکن اس پر بھی غافل رہے۔ ایک روز
انھین بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ بہت غصہ ہین۔ اور ایک تپانچہ مارا کہ نماز کیون
نہین پڑھتا۔ اسیوقت نیند ٹوٹی غسل کیا۔ اور نماز پڑھی جب سے پھر نماز کبھی قضا
نہ ہوئی۔ آپ نے انھی بزرگ کو خواب مین پھر دیکھا کہ درود شریف کا ورد بتایا۔
جس سے آپکو بہت فائدہ ہوا۔ اور بہشت کی سیر خواب مین نصیب ہوئی اور
ایک نے بہشتی لوگون مین سے کہا کہ یہ دولت تجھکو بسبب درود کے نصیب ہوئی
جو تجھکو مخدوم شرف الدین بہاری قدس سرہ نے بتایا ہی۔ الغرض آپ بہ نظر تحصیل علم
ظاہر اور باطن کے شیخپورہ سے عظیم آباد مین آئے۔ اور بڑے کمال کو پہونچے۔
اور آپ نے حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ کی فیض رسانی کی خبر سنکر آپ کی خدمت
مین حاضر ہوئے۔ اور طریقہ قادریہ مین بیعت کرنی چاہتے تھے۔ کہ مخدوم الملک
کو خواب مین دیکھا۔ کہ اپنا ہاتھ آپکے ہاتھ پر رکھا اور کہا کہ فردوسیہ مین
بیعت کرو۔ چنانچہ آپ نے حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ سے طریقہ فردوسیہ
مین بیعت کی۔ آپکو کشف و کرامت بچپن ہی مین حاصل تھی۔ بعد بیعت کے
آپ بڑے کاملین سے ہوئے۔ اپنے وقت مین قطب زمانہ تھے آپ کے تصرفات
بہت ہین۔ آپ کے چار خلفا ممتاز تھے۔ حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ حضرت
یحیی علی۔ مولانا شاہ عبد الغنی۔ اور مولوی عماد الدین قدس اسرارہم
آپ نے عمر تجرد مین گذرانی۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی بن سید نوح رضوی واسطی بلگرامی۔ حسان الہند لقب حسینی

اور آزاد تخلص ۲۵ ماہ صفر ۱۱۱۶ ہجری مین پیدا ہوئے۔ نسب آپکا امام زید شہید بن امام زین العابدین علیہ السلام سے ملتا ہی۔ ابتدا شعور مین کتب درسیہ کو میر طفیل علی بلگرامی سے پڑھا۔ اور کتب لغت وحدیث و سیر اور فنون ادب کو میر عبد الجلیل بلگرامی اپنے نانا سے تحصیل کیا۔ اور عروض و قوافی وغیرہ کو اپنے ماموں میر سید محمد سے حاصل کیا۔ اور سند صحیح بخاری اور اجازت صحاح ستہ وغیرہ کی شیخ محمد حیات مدنی سے اور سماعت بعض فوائد علم حدیث کے شیخ عبد الوہاب طنطاوی سے مکہ معظمہ مین جاکر حاصل کیے طنطاوی نے آپ کے عربی اشعار سنکر بڑی تحسین کی۔ آپ نے رسم بیعت کو سید لطف اللہ بلگرامی سے حاصل کیا۔ اور از روے طریقت کے آپ چشتی تھے۔ آپ کے تصانیف سے مختلف علوم مین کتابین بہت ہین۔ سات دیوان صرف عربی کے۔ اور فارسی اور اردو دیوان اُسکے علاوہ ہین۔

میر غلام علی آزاد قدس سرہ

محمد اکبر بادشاہ ثانی کے عہد حکومت مین قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے کہ بڑے عالم اور عارف مرزا مظہر جانجاناں کے خلیفہ تھے ۱۲۲۵ ہجری مین اور اسی سال مولانا عبد العلی بحر العلوم لکھنوی نے کہ بڑے عالم اور عارف تھے اور اسی سال حضرت شاہ طیب اللہ بہاری قدس سرہ نے کہ عارف کامل اور بیٹے حضرت مولانا شاہ امین اللہ نوابادی قدس سرہ کے تھے۔ اور مولوی سلام اللہ محدث دہلوی نے کہ اولاد سے شاہ عبد الحق محدث دہلوی کی تھے ۱۲۲۹ ہجری مین اور علامہ احمد طمطاوی نے کہ فقیہ عصر۔ وحید دہر۔ محدث جید۔ علامہ محقق۔ فاضل مدقق ملک مصر کے تھے اور حاشیہ در المختار انکی تصنیف سے ہے ۱۲۳۳ ہجری

مین اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے سنہ ۱۲۳۹ ہجری مین اور حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ نے کہ خلیفہ اعظم حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کے تھے سنہ ۱۲۲۶ ہجری مین انتقال فرمایا۔

حضرت شاہ طیب اللہ بہاری چھوٹے بیٹے حضرت مولوی شاہ امین اللہ نوآبادی کے تھے۔ آپکو اپنے والد ماجد کی صحبت کا اتفاق ہوا۔ آپ نے اپنے جد فاسد حضرت شاہ سید سیف اللہ قدس سرہ کی آغوش شفقت مین پرورش پائی۔ اور انھین سے مرید اور خلیفہ ہوئے۔ اور بڑے عارف کامل سے ہوئے۔ اور حضرت شاہ سیف اللہ قدس سرہ موڑے مین کہ بہار کے محلون سے ہی اقامت پذیر تھے اور اولاد امجاد سے حضرت مخدوم بندگی دانشمند قدس سرہ کے تھے جنکا مزار وہین ہی۔ اور یہ حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بہاری قدس سرہ کے ہم عصر تھے۔ آپ کے بڑے بھائی شاہ بدر الحق قدس سرہ اپنے والد ماجد حضرت مولانا شاہ امین اللہ نوآبادی کے خلیفہ اور عارف کامل تھے۔ وہ اپنے والد کی آغوش مین پرورش پائے اور اُنکا مزار بھی اپنے والد ماجد کی بغل مین ہی۔ انکے بیٹے مولانا شاہ محمد یعقوب نوآبادی قدس سرہ اپنے والد ماجد شاہ بدر الحق قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ اور مولانا شاہ محمد یعقوب قدس سرہ کے صاحبزادگان شاہ مظہر الحق و شاہ غفور الحق اپنے والد کے خلیفہ تھے۔ اور جناب شاہ نصیر الحق و شاہ صفیر الحق نوآبادی اپنے والد شاہ مظہر الحق کے مرید اور مجاز ہین اور جناب شاہ نظام الدین نوآبادی اپنے والد شاہ غفور الحق کے مرید اور مجاز طریقہ آبائی چشتیہ مین الی الآن موجود ہین

حضرت شاہ طیب اللہ بہاری کے کئی بیٹے تھے لیکن سب سے ممتاز شاہ تراب الحق تھے جو مالعدین بوجہ کدخدائی اپنے داناپور مین مقیم ہوئے

آج تک موجود ہین - یہ بزرگ بھی اس عاجز کے مورث ہین -

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بیٹے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ہین - آپ بڑے عالم فقیہ - محدث - عارف کامل تھے - آپ سے ایک عالم فیضیاب ہوا - اور اس دور آخر مین ایسا جامع آدمی بہت کم نکلا - آپ کے تصانیف کثیرہ ہین - بستان المحدثین اور فارسی کی تفسیر فتح العزیز وغیرہ آپ کی یادگار ہین - مولانا رفیع الدین دہلوی کہ آپ کے ایک برس پہلے انتقال کیا اور راہ نجات انکی تصنیف سے ہی - آپ کے اپنے بھائی تھے - اور مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی جنکا اردو ترجمہ قرآن کا مشہور ہی آپ کے اپنے بھائی تھے اور تین برس بعد انتقال کیا -

حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ اولاد امجاد سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم کی ہین - آپ طبیب حاذق تھے اور علم ظاہری مین کمال حاصل کر کے حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ کی فیض رسانی کا حال سنکر آپ کے پاس حاضر ہوئے - اور عرض کیا کہ فدوی چاہتا ہی - کہ اگر دنیا کی سلطنت نصیب ہو تو سکندر رومی ہون اور اگر حکمت طبابت قسمت مین ہو تو افلاطون جالینوس وقت ہون اور اگر درویشی عنایت ہو تو بایزید وقت ہون - حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ نے فرمایا کہ جو تم چاہتے ہو انشاء اللہ تعالی وہی ہوگی لیکن شاہ حسن علی سے جاکر کہو - مطابق ارشاد کے مخدوم شاہ حسن علی کے پاس حاضر ہوئے اور صورت واقعہ کو بیان کیا - یہ سنکر مخدوم شاہ حسن علی نے ایک نعرہ کیا جسکا یہ اثر ہوا کہ حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ تین روز تک بیخود پڑے رہے اور بڑے کامل اکمل ہوئے - آپ سیف زبان تھے جو زبان سے

نکلا اسکا ظہور ہوتا۔ بہت تصرفات آپ سے سرزد ہوئے۔ آپ کے بڑے بڑے خلفا ہوئے۔ لیکن سب سے ممتاز آپ کے صاحبزادے حضرت حکیم شاہ مظہر حسین قدس سرہ اور حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ عظیم آبادی تھے۔ کہ جنہوں نے رسالہ مرشدہ میں آپ کے ملفوظات فراہم کیے ہیں اور حضرت شاہ مظہر حسین کے خلیفہ آپ کے بھتیجے اور داماد حکیم مہدی حسن تھے اور مرید اور مجاز آپ کے جناب حکیم فرحت حسن ہیں کہ الی الآن موجود ہیں اور آپ کے پوتے ہیں۔ آپکا مزار محلہ کریم چک میں شہر چھپرہ کے ہے۔ اور حضرت سید شاہ علی حسین داناپوری بن سلطان احمد بن سید شاہ غلام حسین بھی آپ کے خلفا سے ہیں۔

ابو ظفر بہادر شاہ کے دور میں بلکہ اسوقت تک جو گذرے انمیں سے حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری قدس سرہ نے کہ بڑے بیٹے جناب سید شاہ ولی اللہ داناپوری کے اور خلیفہ حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ کے تھے سنہ ۱۲۵۴ ہجری میں اور آپ کے چھوٹے بھائی سید شاہ شمس الدین داناپوری قدس سرہ نے سنہ ۱۲۵۲ ہجری میں۔ اور حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ نے کہ اولیاء کبار سے تھے اور عالم باعمل اور بیٹے سید شاہ شمس الدین حسین قدس سرہ کے تھے سنہ ۱۲۵۵ ہجری میں اور حضرت خواجہ سید ابو البرکات قدس سرہ نے کہ خلیفہ حضرت اعظم مولانا رکن الدین عشق عظیم آبادی قدس سرہ کے تھے سنہ ۱۲۵۶ ہجری میں اور حضرت شاہ یحییٰ اعلیٰ قدس سرہ نے کہ خلیفہ اعظم حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کے تھے سنہ ۱۲۶۰ ہجری میں اور مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی نے کہ مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کے نواسہ اور عالم محقق تھے سنہ ۱۲۶۲ ہجری میں اور مولوی سید شاہ وحید الدین احمد داناپوری قدس سرہ نے کہ بیٹے سید شاہ غلام حسین داناپوری قدس سرہ اور خلیفہ حضرت خواجہ سید ابو البرکات قدس سرہ کے تھے سنہ ۱۲۶۳ ہجری

مین اور اسی سال حضرت شاہ تراب الحق قدس سرہ نے کہ اس کاتب کے مورث اور حضرت سید شاہ غلام حسین دانا پوری قدس سرہ کے خویش تھے - اور مولانا فضل حق خیر آبادی نے کہ بڑے عالم تھے سنہ ۱۲۷۸ ہجری مین اور مفتی محمد صدر الدین خان دہلوی نے کہ بڑے عالم تھے سنہ ۱۲۸۵ ہجری مین اور اسی سال مولانا حافظ عبد الحلیم انصاری لکھنوی نے کہ والد مولانا عبد الحی لکھنوی کے تھے کہ اولاد امجاد سے حضرت ابو ایوب انصاری کے تھے اور دونون صاحبان بڑے عالم اور محقق گذرے ہین - اور حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم دانا پوری قدس سرہ نے کہ نواسے سید شاہ غلام حسین دانا پوری کے اور بیٹے شاہ تراب الحق قدس سرہ کے تھے اور خلیفہ اعظم حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ کے اور مرید اور مجاز حضرت خواجہ سید شاہ ابو البرکات قدس سرہ کے تھے سنہ ۱۲۸۱ ہجری مین اور آپ کے برادر اوسط حضرت سید محمد واجد قدس سرہ نے کہ اس کاتب کے مورث تھے سنہ ۱۲۸۰ ہجری مین اور حضرت سید شاہ فخر الدین حسین الملقب مبارک حسین قدس سرہ نے کہ بیٹے اور خلیفہ اپنے والد حضرت شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ کے تھے سنہ ۱۲۸۲ ہجری مین اور مفتی مولانا سعد اللہ مراد آبادی نے کہ بڑے عالم متبحر تھے سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین اور مولانا نواب قطب الدین محدث دہلوی نے کہ شاگرد مولانا شاہ محمد اسحق کے اور مؤلف اردو ترجمہ مشکوۃ کے ہین سنہ ۱۲۸۹ ہجری مین اور مولوی شاہ عبد الغنی دہلوی نے کہ سجادہ نشین مرزا مظہر جانجانان قدس سرہ کے تھے سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری نے اور مولانا محمد قاسم محدث نانوتوی نے سنہ ۱۲۹۷ ہجری مین اور اسی سال مولانا جمیل احمد بلگرامی نے کہ عالم باعمل اور سرکاری مدرسۂ سارن کے مدرس تھے اور اس کاتب کے استاد تھے - اور حضرت مولانا سید شاہ حاجی محمد سجاد قدس سرہ نے

کہ فیض یافتہ حضرت شاہ قمرالدین حسین قدس سرہ کے اور مرید حضرت شاہ
ابوالبرکات قدس سرہ کے اور چھوٹے بھائی اور خلیفہ حضرت سیدنا شاہ محمد قاسم
داناپوری قدس سرہ کے تھے ۱۲۹۰ھ ہجری مین۔ اور حضرت سید شاہ علی حسین
اور حکیم کاظم حسین قدس اسرارہما نے کہ عارف اور پوتے سید شاہ غلام حسین
داناپوری کے تھے ۱۲۹۹ھ ہجری مین اور حضرت شاہ ولایت علی قدس سرہ
نے کہ خلیفہ حضرت شاہ یحییٰ علی قدس سرہ کے تھے ۱۳۰۱ھ ہجری مین حضرت مولوی
محمد وزیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہ والد اس کاتب کے اور بیٹے شاہ محمد واجد
بن شاہ تراب الحق داناپوری کے تھے ۱۳۰۲ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔

حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری قدس سرہ ۱۱۶۶ھ ہجری مین
پیدا ہوئے۔ آپ کم عمر ہی تھے کہ آپ کے والد حضرت شاہ ولی اللہ داناپوری
ابن حضرت سید شاہ محمد یاسین داناپوری قدس سرہ نے۔ انتقال فرمایا۔
آپ بچپن ہی سے نیک طینت اور ولی مادرزاد تھے۔ آپ اپنے پھوپھا
حضرت شاہ بساون کورجوی قدس سرہ کی بیعت مین حضرت شاہ محمد منعم
قدس سرہ کے حضور مین حاضر ہوئے اور طریقت کے حصول مین کوشان
ہوئے۔ اور بیعت کرکے بڑے مدارج کو پہونچے۔ آپکو حضرت سید شاہ محمد یٰسین
داناپوری آپ کے جد نے حالت طفلی مین دیکھا تھا۔ اور خبر دی تھی کہ یہ لڑکا
بادشاہ کی گود مین بیٹھے گا۔ اور ولی ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ شاہ
عالم بادشاہ آپ کے والد حضرت شاہ ولی اللہ داناپوری کی درویشی کی خبر
سنکر داناپور مین حاضر ہوا اور چند مواضعات واسطے خرچ آپ کے خانقاہ
کے وقف کیے۔ اور دعا چاہی اور حضرت شاہ غلام حسین داناپوری کو کہ
چار برس کے لڑکے تھے گود مین لیا۔ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت سید شاہ

شمس الدین حسین دانا پوری - اسکے بعد پیدا ہوئے - اور آپ کے آغوش
شفقت مین بعد پدر بزرگوار سے تعلیم پائی -

حضرت سید شاہ غلام حسین دانا پوری خلفا سے حضرت شاہ محمد منعم
عظیم آبادی قدس سرہ کے ہوئے - اور آپ کے چار صاحبزادے تھے چارون
یکتائے زمانہ تھے - ایک حضرت مولوی وحید الدین احمد کہ بڑے عالم خوشنویس
صوفی باصفا تھے - آپ ممتاز خلیفہ حضرت خواجہ سید ابوالبرکات قدس سرہ
کے تھے - دوسرے بیٹے سید شاہ فرید الدین احمد قدس سرہ تھے کہ مرید اور
مجاز اپنے والد بزرگوار کے تھے - تیسرے بیٹے حضرت سید شاہ سلطان احمد شہید تھے
کہ بڑے ولی کامل اور خلیفہ حضرت مخدوم شاہ حسن علی اور حکیم شاہ فرحت اللہ
قدس اسرارہما کے تھے - چوتھے بیٹے حکیم مراد علی قدس سرہ کہ طبیب حاذق
عالم - خوشنویس - اور صوفی باصفا تھے - آپ مرید حضرت سید شاہ ابوالبرکات
قدس سرہ اور خلیفہ اپنے ابن عم حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ کے تھے -
آپکے خلفا سے آپ کے دو پوتے حضرت حاجی سید شاہ عطا حسین بن حضرت
سید سلطان احمد شہید اور حضرت حکیم محمد کاظم حسین بن حکیم مراد علی قدس سرہ
بھی ہین - اور حضرت حکیم محمد کاظم حسین قدس سرہ آپ کے سجادہ نشین بھی ہوئے
تھے - اور حضرت حاجی سید شاہ عطا حسین دام برکاتہ اپنے خال محترم حضرت
سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ کے بھی صحبت یافتہ اور خلیفہ ہین - اور الی الآن
اپنے فیض رحمت سے طالبان حق کو سیراب کرتے ہین - الغرض آپکا انتقال
چھیاسی برس کی عمر مین ۱۲۸۱ ہجری مین ہوا -

حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ کی سکونت چنار گڈھ
کے اطراف مین تھی - ابتدا مین آپ سپاہی وضع تھے - آپ کے بزرگان سادات

عظام اور اولیاء کرام سے تھے۔ آپ پٹنہ کے اطراف میں بسبیل نوکری کے تھے
کہ آپ نے حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ کی فیض رسانی کی خبر سنکر آپ کے
آستانہ پر حاضر ہوئے۔ اور زمین پر دو زانو بیٹھ گئے۔ آپ کے ساتھ دو اور
اشخاص بھی طلب حق میں آئے تھے اور زمین پر بلا فرش بیٹھنے میں اُنکو تکلف ہوا
حضرت عشق قدس سرہ نے انکی حالت دیکھکر فرمایا کہ اینیں ہو مہار صرف آپ
ہی ہین۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپکی حالت ایک عرصہ تک مجذوبوں کی ایسی ہی
اور اکثر جنگل وغیرہ میں نکل جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت مخدوم بڑے سیستانی کے
مزار پر حاضر ہوئے جو مہارسکے کاغذی محلہ میں ہے۔ اور اُسکے بعد سلوک کی
راہ میں آئے۔ آپ سے اکثر تصرفات سرزد ہوئے۔ چنانچہ داناپور کے ایک
جلاہے کے لڑکے کی نقل جو مرگیا تھا اور آپ کے بچوا پکارنے سے زندہ ہوا مشہور ہے
اور اُس تاریخ سے آج تک وہ بچوا کہلاتا ہے اور اس عاجز نے اُسکو دیکھا ہے
آپ خلیفہ اعظم حضرت رکن الدین عشق کے تھے۔ اور ایک عالم کو اپنے
فیض باطن سے سیراب کیا۔ آپکے خلفا سے آپ کے چھوٹے صاحبزادے
حضرت خواجہ سید شاہ ابو الحسن قدس سرہ تھے اور حضرت سید شاہ مولانا
قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ اور حضرت خواجہ احمد حسین قدس
سرہ حضرت عشق قدس سرہ کے صاحبزادے بھی آپ کے خلفاء عظام سے تھے
لیکن آپ کے سامنے انتقال فرمایا تھا۔ آپ کے اقوال اور ملفوظات کو حضرت
سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ نے رسالہ فائق البرکات میں کہ سراسر
پُر اسرار ہیں فراہم کیا ہے

حضرت شاہ یحییٰ علی قدس سرہ اولاد امجاد سے حضرت احمد ابدال کے
ہیں۔ آپکو ابتدائی تعلیم اپنے خال محترم حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری

حضرت شاہ یحییٰ علی
نور اللہ مرقدہ

سے ہوئی - آپ بھی مثل اپنے ماموں کے نیک طینت اور ولی مادرزاد بچپن ہی سے تھے - آپکی پیدایش بڑے نوادے مین ہوئی اور وہین آپ کا مزار بھی ہو - آپکو بعد تکمیل علم ظاہر کے اکثر اہل باطن صاحب کمال کی صحبت کی تلاش رہتی - اور اسی تلاش مین آپ حضرت مولانا مخدوم حسن رضا قدس سرہ رائے پوری کے حضور مین حاضر ہوئے - اور عقیدت مند تھے کہ انھون نے انتقال فرمایا - آپکو نہایت تاسف ہوا - تب آپ نے اپنے جد احمد ابدال کے نام فاتحہ پڑھا اور سورہے کہ اس بارہ مین خواب مین کسی قسم کی بشارت حاصل ہو چنانچہ آپ نے حضرت احمد ابدال کو خواب مین دیکھا کہ اشارہ ایک بزرگ کی طرف فرماتے ہین - کہ انسے بیعت اور صحبت حاصل کرو - اور انکا چہرہ نہایت نورانی تھا - اسی تلاش مین آپ عظیم آباد پہونچے - لیکن پتا نہ لگتا تھا - تب آپ نے اس بشارت کو اپنے ماموں حضرت سید شاہ غلام حسین دانا پوری قدس سرہ سے ذکر کیا کہ وہ آپ کے استاد بھی تھے - انھون نے حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کا نشان دیا - اور جب آپ وہان حاضر ہوئے تو بجنسہ وہی حلیہ پایا جو خواب مین دیکھا تھا - طریقت کی تحصیل آپ کی صحبت مین کی اور بیعت کی - کامل اکمل ہوئے - ابتدا مین جذب نہایت غالب تھا - لیکن جب شیخ کے حضور مین شکایت کی اور انھون نے فرمایا کہ آیندہ سے ایسا نہو گا - تو آپکو سلوک کی کیفیت پیدا ہوئی - آپسے تصرفات سرزد ہوئے - لیکن اخفا نہایت مرکوز تھا - آپ کے خلفاء عظام سے مولانا اشرف علی آپ کے صاحبزادے اور شاہ جمال علی سجادہ نشین خانقاہ مخدوم شعیب قدس سرہ - اور حضرت شاہ ولایت علی قدس سرہ اسلام پوری اور حافظ مولوی امیر الحسن عظیم آبادی تھے - دوسرے اور حضرت شاہ جمال علی اور حضرت شاہ ولایت علی قدس اسرارہما کے خلیفہ اعظم جناب مولوی سید شاہ امین الدین احمد بہاری فردوسی دام برکاتہ ہین جنھون نے ان

حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ

بزرگون کے حالات فارسی نظم مین عمدہ طور سے لکھے ہین۔ اور حضرت مخدوم شرف الدین احمد قدس سرہ کے سجادہ نشین ہین ۔ اور علم ظاہر و باطن مین یگانہ عصر ہین۔

حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین عظیم آباد پٹنہ مین پیدا ہوئے آپ کے والد حضرت سید شاہ شمس الدین حسین دانا پوری قدس سرہ تھے ۔ جو حضرت سید شاہ محمد یٰسین قدس سرہ دانا پوری کے پوتے تھے ۔۔ اور آپ حضرت سید شاہ عبد المنان قادری دہلوی کے نواسے تھے حضرت سید شاہ عبد المنان قدس سرہ حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے ۔ اور آبائی سلسلہ طریقت و خلافت بہت صحیح طور سے اُن تک پہونچا تھا۔ بلکہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا خرقہ و نعلین شریف کہ بہت صحیح طور سے دانا پور مین موجود ہے آپ ہی کا تھا۔ چونکہ اولاد ذکور سے کوئی نہ رہا۔ اسلیے نواسہ کو پہونچا ۔ چونکہ حضرت سید شاہ شمس الدین حسین قدس سرہ کی حیات ہی مین آپکو پہونچا۔ اسلیے دانا پور مین لایا گیا ہر سال بارہوین مین اسکی زیارت ہوتی ہے ۔ الغرض چونکہ آپ ہونہار تھے۔ اسلیے ابتدا ہی سے آپکو علم کی طرف التفات تھا ۔ آپ نے ابتدائی احوال تھوڑا سا رسالہ جواہر الانوار مین اسطرح تحریر فرمایا ہے ۔ کہ چودہ برس کی عمر مین حضور مین مولانا سید شعیب الحق مسافر رحمۃ اللہ علیہ کے درس مین مستعد تھا مین ۔ اور اُنکا مذہب کہ باطن مین وحدت وجود تھا اور ظاہر مین شہود فقط تھا اپنے عقیدے کو بطور متکلمین کے ظاہر کرتے تھے ۔ بلکہ روافض اُنکو خارجی کہتے تھے اور مین کہ حقیقت سے نہین واقف تھا آٹھ برس تک بسبب اُنکی صحبت کے ویسا ہی تقلیدی عقیدہ ظاہر کا رکھتا تھا ۔ اور اگر اپنے احوال کا قصہ لکھون تو قصہ کو طول ہوتا ہے ۔ اور دوسری باتین غرض کی سچائی لاین

جبکہ حلقہ مین بزرگان عرفان کے درآیا مین بعد مدت کے فہم کو اُنکی باتون کے سمجھنے کی قابلیت ہوئی - باانیہمہ دل سے یقین وحدت وجود کا نہین ہوتا تھا-
آخر الامر صاحب دعویٰ ہوا مین - اور کچھ عرصہ تک اسی حالت پر رہا- بعد چند سال کے شہودیون کا معتقدہ دل پر غالب آیا مدت دراز اسی حال سے رہے- اور پہلا مضمون کفر معلوم ہوتا تھا - پھر طفیل سے شیخ کے ان مہلکات سے نجات پائی اور معتقدہ وجود مع الشہود دل پہ ثابت ہوا-آپ لکھتے ہین کہ پہلے آپ حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کے حضور مین حاضر ہوئے - اور ایک مہینے تک داخل حلقہ رہے - لیکن فائدہ ظاہر ہوا-اور آپکا انتقال ہوگیا- تب دو برس بعد آپکی وفات کے حضور مین اپنے بھائی اور اُستاد حضرت شاہ یحییٰ اعلیٰ قدس سرہ کے کہ اُنکے خلفا سے تھے- پہونچے اور چار روز تک توجہ لی اور تاثیر ظاہر ہوئی - اور دل لگنے لگا- تب اُنکے ارشاد کے موافق حضور مین صاحب تصرف وکرامات حضرت خواجہ سید شاہ ابو البرکات قدس سرہ کے کہ خلیفہ اعظم حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ کے تھے حاضر ہوئے- اور وہ نسبت آگاہی کی رکھتے تھے - تین مہینے تک آپکی صحبت مین حاضر رہے- پھر آپ سے جدائی کا اتفاق ہوا لیکن فکر کہ مثل جان کے طریقت مین ہی اسوقت تک پیدا نہ ہوئی تھی - اور اسی درمیان مین حضرت مخدوم حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ بہ سبب اُس محبت کے کہ آپ کے والد کے ساتھ تھی آپکو ساتھ لے گئے اور اپنے طریقے کی تعلیم نسبت استغراقیہ منعیہ رکھتے تھے فرمائی- چھ مہینے تک آپکی صحبت مین رہے اور وہ نسبت حاصل اور ملکہ ہوگئی- بعد وفات آپ کے پھر حضور مین حضرت سید شاہ ابو البرکات قدس سرہ کے بطابق رابطہ کے ذریعہ سے حاضر

ہوسکے۔ کئی برس کی صحبت مین قلب بیخودی اور استغراق سے آگاہی کی طرف پھرا۔ اور یہ نسبت بھی ملک ہوگئی"۔

الغرض آپ بڑے کامل اکمل ہوئے۔ اور علم ظاہر مین کوئی آپکا مقابل اپنے زمانے مین نہ تھا۔ جب حضرت سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ گوالیار کی طرف جہان آپکا بہت رشد ہوا۔ جانے لگے تو آپکو اپنا جانشین اور خلیفہ کیا۔ اور آپکو خلافت حضور سے حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ کے بھی تھی۔ آپ سے بہت تصرفات سرزد ہوئے۔ آپ کے تصرفات اور ملفوظات کو حضرت مولانا محمد قاسم داناپوری قدس سرہ نے اپنے رسالۂ انوار قمریہ مین اور حضرت حاجی سید شاہ عطا حسین دام فیوضہ نے اپنے رسالۂ اسرار قمریہ مین مفصل تحریر فرمایا ہے۔ آپ کے تصرفات سے ایک یہ بات تھی کہ اس شعر پر آپکو وجد تھا

؎ تیغ در کفش دیدم مجنون مست بجوش آمد ٭ اور ہر بن مو سے خون کا فوارہ جاری ہوا کہ اکثرون کے لباس خون آلودہ ہوگئے۔ بعد افاقہ کے یہ حالت زائل ہوگئی۔ ایک مرتبہ آپکو پائخانہ کی حاجت تھی اور بارش شدت سے تھی کہ آدمی کا باہر جانا مشکل تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے لیے بارش رکجاتی چنانچہ بارش رکی رہی۔ جب آپ فارغ ہوکر آئے۔ بارش شدت سے ہوئی۔ ایک مرتبہ آپکو کشتی پر چہرہ پورب کو جانا تھا۔ اور ہوا مخالف تھی۔ آپ نے فرمایا چلو پچھوا رانی اور پورب کی ہوا چلنے لگی۔ ازین قبیل اکثر آپکی کرامتین تھین۔ آپ اپنے ہم عصرون مین نہایت ممتاز اور ہردل عزیز تھے۔ آپکی صحبت کی تاثیر نہایت تیز اور اکثرون کو ایک دو توجہ مین پایہ تکمیل کو پہونچایا۔ آپکی تصنیف سے رسالہ جواہر الانوار ہے۔ جسکے دیکھنے سے اور اسپر عمل ہونے سے بشرطیکہ شیخ کی صحبت اتنی بھی حاصل

سے کیے ہو کہ اُسکی نسبت ملک ہو گئی ہو۔ مرتبۂ ولایت کو لا ریب پہونچ سکتا ہی تصوف مین بہت کتابین ہین لیکن سب کا نہج ایک ہی ہی۔ لیکن یہ کتاب اپنے فن مین کسی کی مقلد نہین۔ آپ اپنے مرشد حکیم فرحت اللہ قدس سرہ کے عرس مین ۹۔ شعبان کو چھپرہ تشریف لے گئے تھے اور اس مصرع پر آپکو وجد تھا ع تیرے در پہ جو بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چھٹے ✤ اُسی حالت مین آپ نے فرمایا کہ یہ آخری حاضری ہی۔ اور افاقہ کے بعد واپس آئے۔ اور ۱۲۔ شعبان ۱۲۵۵ ہجری مین انتقال فرمایا۔ وقت وفات کے آپ نے حضرت امیر خسرو دہلوی کے اس شعر کے معنے بیان کیے ع سلطان خوبان میرود گردش ہجوم عاشقان ✤ چابک سواران یک طرف مسکین گدا ہا یک طرف ✤ یعنے سلطان خوبان سے مراد روح لی۔ اور چابک سواران اور مسکین گدا سے مراد حواس ظاہری و باطنی لیے۔ اور کیفیت مین انتقال کیا۔ آپکا مزار حضرت منعم قدس سرہ کے روضہ کے حلقہ مین ہی

آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ فخر الدین المشہور مبارک حسین قدس سرہ شاگرد اور خلیفہ اپنے والد کے تھے۔ اور برگزیدہ مثل اپنے آبائے کرام کے تھے۔ آپ خوشنویس بھی تھے اور شاعری کا بھی ذائقہ تھا۔ کلام آپکا نہایت پاکیزہ تھا۔ مثنوی مولوی روم کا نہایت ذوق تھا۔ پوری مثنوی شریف اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائی ہی۔ آپکا شعر ہے سب کچھ تو تو ہی تو ہی مین کون ہون کہان ہون ✤ خود درمیان مین ناحق اک ہم ہون گمان ہون ✤ آپکو اپنے جد امجد حضرت سید شاہ شمس الدین قدس سرہ سے بیعت اور خلافت تھی۔ آپکا انتقال چالیس برس کی عمر مین دانا پور مین ہوا اور وہین انکا مزار مبارک ہی۔ آپکا بھی رشد خوب ہوا۔ آپ کے خلیفہ شاہ تحمل حسین رائے پوری تھے۔

حضرت سید مولانا شاہ محمد قاسم بھتیجے شاہ تراب الحق

داناپوری ابن سید شاہ طیب اللہ بہاری کے تھے اور نواسے سید شاہ غلام حسین داناپوری کے تھے۔ آپنے اپنے نانا کی آغوش شفقت میں تعلیم پائی اور یگانہ عصر ہوگئے۔ ولادت باسعادت آپکی ۱۲۱۸ھ ہجری روز پنجشنبہ کو مقام داناپور میں واقع ہوئی۔ آپکو تعلیم باطنی اپنے خال بزرگ حضرت سید شاہ قمرالدین حسین قدس سرہ سے ہوئی۔ اور بیعت و خلافت آپکو حضرت مولانا سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ سے طریقہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ میں تھی۔ اور حضرت سید شاہ قمرالدین حسین سے بھی اجازت و خلافت تھی۔ لہٰذا آپ مجمع البحرین ہیں۔ جمال مبارک آپکا ایسا تاباں تھا کہ مفتی صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جسنے اصحاب رسول اللہ صلعم کی زیارت نہ کی ہو وہ جناب شاہ محمد قاسم داناپوری قدس سرہ کو دیکھے۔ فصیح البیان ایسے تھے کہ مفتی اسد اللہ جونپوری اور مفتی ریاض الدین صاحب کاکوروی فرماتے تھے کہ ہمنے ایسا سلسلہ کلام مسلسل سنا ہی نہیں۔ آپ خود بہت کم سلسلہ کلام آغاز فرماتے تھے۔ جب کسی نے کسی امر میں استفسار فرمایا تو جواب دیتے تھے۔ آپ کے خاندان میں کسی نے انگریزی نوکری کو آپ سے پہلے نہیں کیا تھا۔ پٹنہ سے حکام اکبرآباد جب صدر کے واسطے منتخب ہوئے۔ تو آپ نے بشوق زیارت مزار فائض الانوار حضرت سیدنا امیر ابوالعلا اکبرآبادی رضی اللہ عنہ کے انگریزی نوکری کی خواہش کی۔ چنانچہ پہلے ہی مرتبہ آپ صدر دیوانی کے مثل خوان مقرر ہوئے۔ اور الہ آباد تشریف لائے۔ دو برس وہاں مقیم رہے اسکے بعد صدر اکبرآباد کو منتقل ہوا۔ اور سترہ برس آپ حضرت سیدنا رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضر رہے۔ اور جو ہونا تھا ہوئے۔ آپ کی تصانیف سے نجات قاسم کہ تذکرہ سیدنا امیر ابوالعلا قدس سرہ کا ہے اور اعجاز غوثیہ کہ

تذکرہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی اور انشاء فرمان علیم
کہ زبان فارسی سلیس مین مرقوم ہی۔ اور چراغ مکتب ہی۔ آپ کے حالات مین
لوگ بیان کرتے ہین کہ مظفر علی شاہ اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک
روز بتقریب ادائے نذر حضرت سیدنا ابو العلا اکبرآبادی رضی اللہ عنہ کا فاتحہ
کیا۔ اور حسب عادت معمول عشا کے وقت پالکی پر سوار ہوکر درگاہ شریف پر
حاضر ہوے۔ بعد فاتحہ پائین مزار مبارک مین مراقب ہوگئے چند ساعت کے بعد
حضرت کے جمال پاک سے مشرف ہوئے۔ مگر حضرت سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ
عنہ کی صورت پر متبسم ہوکر فرمایا اور ہاتھ بڑھایا کہ میرا حصہ دو۔ پس فوراً
مراقبہ سے افاقہ ہوگیا۔ اور نہایت کیفیت مین مکان پر آئے۔ صبح کو بے ساں
اور یکساں ان حضرت سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آئے اور اُسی
طرح متبسم ہوکر اور ہاتھ بڑھا کر فرمایا کہ میرا حصہ دو۔

جناب میر طفیل علی صاحب الہ آبادی ابو العلائی دام مجدہ فرماتے تھے
کہ ایک روز چند مشایخ لکھنؤ کے وارد الہ آباد ہوئے۔ اُن حضرات کی دعوت
شاہ محبت اللہ صاحب کے دائرے مین تھی۔ اور مین بھی اس دعوت مین
مدعو تھا۔ جب سماع شروع ہوا۔ تو اکثر بزرگون کو وجد ہوا۔ جب مجلس
قریب اختتام کے پہونچی۔ تو مجھے کیفیت آئی۔ مین نے برای العین حضرت
رضی اللہ تعالے عنہ کو صدر مجلس مین متجلس پایا۔ اُسوقت مین نہایت
بیتاب ہوکر آپ کے قدم مبارک پر جاکر گرا اور بیہوش ہوگیا۔ جب افاقہ ہوا
تو مجلس کا اور ہی رنگ پایا۔ یعنی سب اہل مجلس بکیف تھے اور میرے
گرد حلقہ کیے تھے۔ مین نے اس واقعہ کی خبر آپ کے پاس کہ ہنوز تاحال ہین
جلوہ افروز تھے کی۔ آپ نے اُسکے جواب مین سرفراز نامہ مجھے نگارش فرمایا۔

اس مؤلف نے بھی اُس خط کو دست خاص کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔ نقل مکتوب سرور رسیدہ دعاگو یان راحت دلہائے مشتاقان سلمہ اللہ تعالی بعد سلام مسنون دعوات مشحون واضح باد کہ مکتوب رسید احوال معلوم گردید این جملہ فیضان حضرت محبوب جل وعلا سیدنا امیر ابوالعلا قدس اللہ سرہ است کہ از پس پردہ صورت بمعنی من جلوہ می فرماید شکر این نعمت بجا آرند و ذکر اثبات نفی را بپاس انفاس مداومت دارند ترکیب آن خود مکشوف شدہ باشد اما احتیاطاً نوشتہ می شود کہ وقتیکہ نفس اندر شکم رود از تصور لا الٰہ گویند و چون نفس بیرون آید از تصور الا اللہ گویند البتہ ازین شغل خوب دوام آگاہی حاصل می شود آئندہ این فقیر را ہر آن وہر زمان نزد خود دانند و بکار خود مشغول باشند انشاء اللہ ترقی ہاست زیادہ ایقان وعرفان روزی باد بالنون والصاد۔ راقم محمد قاسم از کوہ نینی تال ۵۲۔ رجب حضرت جدی قدوۃ السالکین حاجی سید شاہ عطا حسین منعمی القمری دانا پوری دام فیوضاتہ کہ خلیفہ اپنے جد محترم حضرت سید شاہ غلام حسین دانا پوری قدس سرہ اور اپنے عم مکرم حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ کے الی الآن فیض بخش طالبان ہین اور صاحب تصانیف کثیرہ ہین اور مقام گیا مین مسند آرا ہین اپنے رسالۂ معمولات اشرف مین کہ بنام اپنے ایک خلیفہ مولوی اشرف علی سورتی کے تحریر فرمایا ہے یون لکھتے ہین کہ ایک روز شہر اکبرآباد مین جناب مولوی غلام امام شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر مجلس سماع تھی اور قوال نے یہ غزل شروع کی سے ہر دم آزردگی غیر سبب راچہ علاج ٭ ماگذشتیم لطف تو غضب راچہ علاج ٭ جب اس شعر پر قوال پہونچا ؎ میتوان دشت نہان عشق تو مردم لیکن ٭ زردی رنگ رخ وخشکی لب راچہ علاج ٭ مجھے کیفیت آئی

اور میری حالت اسی شعر کے مثل ہو گئی۔ حاضرین مجلس مجھے دیکھکر متغیر الحواس
ہوئے بعضین کے [illegible] ہو گئین۔ [illegible] انتظام انفاس مین فرق آگیا۔ جناب مولوی
غلام امام شہید نے فوراً حضرت کو یعنی شاہ محمد قاسم قدس سرہ کو اطلاع دی۔ آپ
فوراً پالکی پر سوار ہو کر تشریف لائے اور مجھے معانقہ صلبیہ سے مشرف فرمایا۔
ایک گھنٹے کے بعد مجھے افاقہ ہوا۔

جناب مفتی صدرالدین صاحب ارشاد فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت
سلطان جی کے عرس مین جناب حضرت سید شاہ محمد قاسم قدس سرہ کو کیفیت
آئی اور ابوظفر شاہ بھی اُس مجلس مین موجود تھے۔ باینہمہ مجلس مین کچھ ایسے
لوگ جو اس مذاق سے بیگانہ تھے کھڑے ہوئے منظر انکار آپکی کیفیت کو دیکھکر
تعجب کر رہے تھے۔ آپ نے اُنکی طرف دیکھکر ایک نعرہ فرمایا۔ اور مصرع پڑھا ع
اور در من دمن در ادب چون بو یہ گلاب اندر ہ وہ کوئی آٹھ دس آدمی تھے سب
بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اور کیفیت مجلس کا یہ رنگ ہوا کہ شاید ہی کوئی شخص
گریہ و بکا سے خالی ہو۔ بہادر شاہ کو آپکی ملاقات کا شوق ہوا مجھے آپکی
جناب مین دعوت کا پیام لیکر بھیجا۔ مگر باینہمہ گو یائی [illegible] بر لب ہو گیا۔ اور کوئی
تاویل آپکی تاویلات سے عمدہ نہ معلوم ہوئی۔ اسوقت آپکی پیر پائی اور
علو مقامات کی حقیقت معلوم ہوئی۔ ایک روز آپ طاسین صاحب
حاکم اول صدر دیوانی اکبرآباد کے اجلاس مین ایک مقدمہ کی نقل جسمین یہ
لکھا تھا کہ ایک کہار نے ضلع باندہ کے ایک کایستھ کے چھ برس کے لڑکے کا زیور
اُتار کر ایک کنوئین مین ڈالدیا تھا۔ اور چھ مہینے کے بعد وہ لڑکا اُس کنوئین
سے زندہ نکلا۔ اور اُس لڑکے کے بیان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ دائی جیتنے
وقت سے بالاتفاق شب و روز اُس تیرہ و تار چاہ بے آب مین اُسکے ساتھ تھی اور روز

کھیر پکا کر کھلاتی تھی اور حالانکہ وہ اُسکے باپ کے گھر مین ہمیشہ موجود رہی
کبھی غائب نہوئی - پڑھ رہے تھے - ایکبار آپ نے چند نعرے پے درپے کیے
- اور میل طاسین صاحب کی گود مین جا پڑے اور کرسی سے اٹھکھڑے
ہوئے - اور اُسی حالت مین مکان پر تشریف لائے - دو روز تک آپ کو
کیفیت رہی - اور کچہری نہین گئے - اور اُدھر طاسین صاحب کو بخار آگیا
- تیسرے روز طاسین صاحب نے مولوی غلام امام شہید کو بلاکر پوچھا کہ
اُس روز مولوی محمد قاسم کو کون بیماری ہوئی تھی - انھون نے اُنکی اصطلاح
کے موافق اُنکو سمجھا دیا -

الغرض جب آپ اپنے وطن مالوف کو بعد پنشن لینے سرکاری عہدے
کے واپس آئے - بسبب ناموافقت آب وہوا کے اکثر بدمزہ رہتے - بصارت
ظاہری بالکل زائل ہوگئی تھی - تاہم آپ فرماتے تھے کہ وہ اور اذکار کی نزالت
کی آرزو بھی خود بخود یاد ہوگئے - اور وقت علالت کے آپ کوٹھری مین تھے
- اُسپر بھی نور باطن کے زور سے جو شخص آنگن مین آتا اُسکا نام پکار کر کہتے
کہ فلان آتا ہی - اور زیادہ تعجب کی یہ بات ہی کہ بسبب ضعف کے دو آدمی
کی اعانت سے پاخانہ کی چوکی تک جاتے تھے اور وقت آمد جذب کے
بلے اعانت اٹھکھڑے ہوتے اور کھڑے ہوکر آدھ گھنٹہ تک وجد کرتے -
اور اس عاجز نے اِن واقعات کو عالم شعور مین خود دیکھا ہی - آپ نے
روز پنجشنبہ سترھوین شوال کو ۱۲۸۰ ہجری مین انتقال فرمایا - چنانچہ شاہ
محمد یحیی عظیم آبادی نے کہ بیٹے اور خلیفہ اپنے والد حضرت شاہ وجیہ اللہ
قدس سرہ کے تھے جو خلیفہ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی
قدس سرہ کے تھے تاریخ وفات یون فرمائی تھی -

نام مع جد سید شاہ [illegible] ابن نقر	رخصت حیات [illegible] سن ۱۲۸۱
تاریخ و روز و سال و مہ انتقال او	یوم الخمیس [illegible]

آپ کی وصیت کے موافق آپکا مزار منور منیر شریف کے حلقہ میں حضرت مخدوم [illegible] قدس سرہ کے پائینتی میں ہی۔ آثار فیض مزار منور سے ہنوز جاری ہیں۔ آپ کے خلفاے عظام سے جناب حضرت سید شاہ منیر الدین حسین بن حضرت سید شاہ مبارک حسین بن حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ تھے

حضرت سید شاہ محمد سجاد رضوان اللہ علیہ چھوٹے بیٹے حضرت شاہ تراب الحق داناپوری بن حضرت شاہ طیب اللہ سہاری بن مولانا شاہ امین اللہ نوآبادی کے تھے۔ آپکی پیدائش دوشنبہ کے روز صبح صادق کے وقت ۱۲۔ رجب سنہ ۱۲۳۱ ہجری کو مقام داناپور میں واقع ہوئی۔ تاریخ ولادت منظر العجائب ہی۔ ابتدا سے آپکو تصوف کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اور زمانہ طفولیت میں بھی لہو و لعب کی طرف توجہ نہ رہتی تھی۔ تحصیل علوم ظاہری اور فن خوشنویسی کی اپنے خال خورد حضرت سید شاہ حکیم مراد علی قدس اللہ سرہ العزیز سے کی۔ آپ جمیل الصورت اور وجیہ تھے۔ آپ اپنے بڑے بھائی حضرت سیدنا شاہ محمد قاسم قدس سرہ کی آغوش شفقت میں پرورش پائے۔ اور تعلیم طریقت آپکو اپنے خال اقدس حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین حسین قدس اللہ سرہ سے تھی اور بیعت طریقۂ عالیہ ابو العلائیہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا سید شاہ محمد ابو البرکات قدس اللہ سرہ سے پائی۔ آپکی عمر شریف کا بہت بڑا حصہ حضرت سیدنا شاہ محمد قاسم قدس سرہ کے ساتھ اکبرآباد میں بسر ہوا اور انھیں سے آپکو خلافت بھی تھی۔ اکبرآباد میں رہنے سے آپ اکثر حضرت سیدنا امیر ابو العلا رضی اللہ

عنہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے اور فیوضات ونعمات سے بہرہ اندوز ہوتے رہتے۔ آپ نے اپنی عمر مین پانچ حج کیے۔ پہلا حج آپکا ۱۲۸۰ ہجری مین واقع ہوا۔ اور دوحج کرکے واپس آگئے۔ اس مرتبہ آپ نے جب عالم مراقبہ مین مشغول تھے دیکھا کہ حضرت فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنا دستِ شفقت سر مبارک پر پھیرا اور کہا کہ حج مبرور تمکو مبارک ہو۔ اور اسکا اثر بھی ظاہر ہوا کہ روز بروز آپکے تقوی اور ریاضت مین ترقی ہوتی گئی۔ آپ ہند مین واپس آتے ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے روضۂ پاک پر اجمیر مین حاضر ہوئے۔ دوسرا سفر حج آپ کا ۱۲۸۹ ہجری مین تھا اور ۱۲۹۰ ہجری مین واپس آئے۔ تیسرا سفر حج آپکا ۱۲۹۴ ہجری مین تھا۔ اس مرتبہ آپ کے ساتھ جناب خواجہ وحید جان صاحب مدظلہ بھی تھے کہ مولانا برہان الدین خدانما کی آل امجاد سے ہین۔

اور آخری سفر حج آپکا ۱۲۹۶ ہجری مین ہوا۔ اس سفر مین آپ کی ہمرکابی مین جناب حضرت سید شاہ عزیز الدین حسین مدظلہ بھی تھے کہ صاحبزادے جناب حضرت سید شاہ فخر الدین حسین المشہور بہ شاہ مبارک حسین بن حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس اللہ سرہ کے اور آپ کے خلفائے عظام سے ہین۔ اور فیض بخش مسند ارشاد ہین۔ اس سفر سے آپکو بہت ضعف رہتا تھا۔ اکثر طبیعت بدمزہ رہتی بھی تاہم آپ اکثر بزرگون کی فاتحہ اور عرس مین شریک ہوتے۔ کیفیت جذبیہ اکثر طاری ہوتی اور آپ کی آنکھون سے آثار فیض اور انوار مترشح ہوتے جو آپکی کیفیت کو دیکھتا بے اختیار اسکا دل کھنچ جاتا اور آپکا معتقد ہوجاتا۔ اس زمانۂ آخر مین ایسا فیاض شخص بہت کم ہوا۔ آپکو تصرفات سے احتراز تھا اور دلمین نہایت درجہ کا اخفا اور بے ریائی تھی اہل دل کو آپ کے مقامات

رفیع کا حال مجلس سماع مین ظاہر ہوتا۔ جو آپ کی محفل فیض منزل مین بیٹھتا اُسکا دل نور باطن سے روشن ہو جاتا۔ جب آپ حالت مین کوئی مضمون بیان فرماتے سننے والے کو کثرت بکا ہوتی۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا کہ دلمین خطرہ آتے ہی اُسپر مشرف ہو کر آپ نے بیان فرمادیا۔ آخر مین آپنے ترک جلالی و جمالی فرمایا۔ اور غذا مین نہایت تقلیل کی۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ بیماری طویل ہو کر مرنا پسند نہین آتا۔ دو ایک روز کی بیماری مین اللہ اُٹھالے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ یعنی آپ اپنے جد حضرت مخدوم آخوند شیخ رہ کے عرس مین نوآبادہ تشریف لے گئے اور یہ عاجز اور جناب حضرت سید شاہ رضی الدین حسین بن حضرت سید شاہ مبارک حسین بن حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی کہ آپ کے خلفا سے ہین اور مولوی شاہ نظیر حسن صاحب اناپوری کہ آپ کے بھانجے اور مرید تھے ہمرکابی مین ساتھ تھے۔ ایک روز قبل اسکے بیس روپیہ کا ایک نوٹ آپ نے حضرت سید شاہ رضی الدین حسین کو عنایت فرمایا اور کچھ کلمات مایوسی کے ساتھ کہا کہ ہمارا مزار خام ہو اور چہارم وغیرہ مین تکلف نہ کیا جاے۔ اور خرچ تجہیز و تکفین اسی روپیہ سے ہو۔ جب نوآبادہ پہونچے اور آپ مجلس عرس مین شریک بھی ہوئے اُسوقت تک کچھ آثار علالت کے ظاہر نہوئے۔ دفعۃً آپ مجلس سے اُٹھکر اپنے خلوت خانہ مین خلاف معمول تشریف فرما ہوئے۔ سب لوگ دیکھنے گئے۔ اور مستفسر حال ہوئے۔ فرمایا کہ لرزہ کے ساتھ بخار آیا ہی۔ آپ کے اعزا تیمارداری مین مصروف ہوئے اور آپکی مرضی ہوئی کہ بہت جلد مکان کو لیچلو۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی سب اعزا آپ کے ساتھ دانا پور واپس آئے۔ اور یہ عاجز بھی ساتھ تھا اور دیکھتا تھا کہ جناب سید شاہ رضی الدین حسین صاحب مدظلہ نہایت ہراسان تھے اور مجھسے اثناے راہ مین فرمایا کہ حضرت نے چند کلمات اس قسم کے

کل فرمائیے جس سے مایوسی ہوتی ہی - اس عاجز نے تشفی دی - لیکن دانا پور پہونچکر تیسرے روز جب آپکا انتقال ۱۴ - ذیقعدہ کو ۱۲۹۹ھ ہجری مین ہوا تو مفصل حال حضرت سید شاہ رضی الدین حسین مد ظلہ سے معلوم ہوا - وقت انتقال کے بھی یہ عاجز حاضر تھا - تمام مکان آپ کے فیض نسبت سے معمور تھا اور بارہا آپکو لوگون نے بر اربعین اسی مقام مین [illegible] - آپکا مزار مبارک دانا پور مین ہی اور فیض ہنوز جاری ہی کئی آسیب زدون نے چلہ کش ہوکر صحت پائی - آپکو شاعری کا بھی ذائقہ تھا - کلام آپکا نہایت شیرین اور خوش کلام چنانچہ یہ اشعار آپ ہی کے زبان زد عام و خاص ہین

وہی یہ جانے جو جانے ہی یار کی باتین
دیکھون کیسے دکھلائی بھی دیتا ہی کہین کچھ

آپ کے خلفا سے آپ کے صاحبزادے جناب حضرت سید شاہ محمد اکبر مد ظلہ العالی ہین جنکو بیعت اور خلافت اپنے عم بزرگ حضرت شاہ محمد قاسم قدس سرہ سے بھی ہی اور آپ کے بعد آپکے جانشین ہوئے - لیاقت ظاہری و باطنی مین یگانہ ہین اور فن شعر مین لاثانی ہین - اور مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہین -

حضرت سید شاہ محمد واجد قدس سرہ فرزند اوسط حضرت شاہ تراب الحق قدس اللہ سرہ کے تھے آپکا احوال عمی و استادی حضرت سید شاہ محمد اکبر مد ظلہ العالی نے اپنے رسالۂ نذر محبوب مین یون ارقام فرمایا ہی کہ آپ نے اپنے [illegible] حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ سے اکتساب طریقت فرمایا اور بیعت حضرت حکیم شاہ منظر حسین کریم چکی قدس سرہ سے حاصل کی - اور اجازت و خلافت اپنے بڑے [illegible] حضرت مولانا سید شاہ وحید الدین احمد قدس سرہ سے حاصل کی - کیفیت آپ کی ایسی پر مذاق اور با اثر تھی کہ دیدہ و شنیدہ سب جسنے ایک مرتبہ آپکی کیفیت دیکھی عمر بھر متمنی رہا - اور اک و فہم خداداد تھا - اشعار

و عبارت تصوف کے معنی اِس لطف سے بیان فرماتے تھے کہ اطراف و جوانب اعتراضات معترضین منکرین سے بچے ہوئے گفتگو مین وہ تاثیر کہ بے اختیار دل اُسطرف کھنچ جاے - چونکہ کلکتہ مین آپکا قیام بہت رہا اکثر لوگ اُسطرف سکے آپ سے فیض یاب ہوئے - آپ کے خلفاسے ایک شخص میر محمد وزیر ساکن کلکتہ تھے - آپ نے ۱۸ - جمادی الثانی ۱۲۸۳ھ ہجری مین انتقال فرمایا - آپکا مزار دانا پور مین ہی اور اُس سے آثار فیض جاری ہین - آپکو ذائقہ شاعری کا نہایت عمدہ تھا - کلام آپکا نہایت پاکیزہ اور شیرین تھا - آپ کے کلام کو اہل لکھنؤ نے بھی پسند کیا - آپ کے اشعار سے یہ ہین

رخ دیکھ ترا ماہ شب چاردہم کا	دل چاک ہوا چاند تب لبت و ہم کا
لختِ دل پُر داغ الگ لے اُڑے لڑکے	شاید کہ سمجھکر اُسے پَر مور کی دُم کا
باغ مین گر لالہ صد برگ پھولا کیا عجب	کوہکن کا خون کیا کیا رنگ ابھی دکھلائیگا

حضرت مولوی شاہ محمد وزیر رحمۃ اللہ علیہ بیٹے حضرت شاہ محمد واجد قدس سرہ کے تھے - آپکی تعلیم علم ظاہری حضرت مولانا وحید الدین احمد قدس سرہ اور حکیم کاظم حسین قدس سرہ سے تھی - اور تعلیم باطنی جناب سے حضرت سید شاہ فخر الدین حسین یعنی مبارک حسین بن حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی سے تھی - اور بیعت و خلافت آپکو اپنے عم بزرگ حضرت سیدنا شاہ محمد قاسم قدس سرہ سے تھی - آپ نہایت حلیم اور سلیم الطبع تھے اپنی اوقات عزیز بے فائدہ ضائع نہ فرماتے - طبیعت مین نہایت درجہ کی جفا کشی تھی - اور اکثر وقت اپنا بزرگون کے تذکرہ کو نظم کرنے مین صرف فرماتے - چنانچہ گلشن میلاد کو مولود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مین نظم فرمایا تھا - خود چھپوایا اور اُسکے بعد آپ کے معجزات وغیرہ کو نظم فرمایا اور ایک

بڑی کتاب مجم ہو گئی - اور امام حسین علیہا السلام کے حالات کو نظم کیا اور اُسکا نام شہادتین اکبیر رکھا - اور ابو مسلم مروی خراسانی کے حالات بطور داستان کے فارسی سے ترجمہ کرکے اُردو مین لکھے - اور عبارت مسجع اور مقفی مین تحریر فرمائیے - یہ داستان چار جلدون مین لکھی گئی - لیکن ہنوز ان سب کی طبع کی نوبت نہ آئی تھی کہ انتقال کیا - آپکی کیفیت سے لوگ اکثر متاثر ہوتے تھے - چنانچہ حضرت عمی شاہ الفت حسین بہاری فرماتے تھے کہ ایک روز آپ مسجد مین بہار کی مراتب تھے اور حالت ذوق و شوق مین نعرہ فرمایا - ایک عزیز ان سے کہ منکر فقرا کی حالت سے تھا سنکر بیہوش گرا - اور بعد کچھ عرصہ کے اُسپر حالت وجد غالب آئی - اور آپ کے معتقدین سے ہوا - بعد وفات آپ کے آپکے چھوٹے بیٹے کے عقد نکاح مین اکثرون کو آپسمین اختلاف ہوا - متواتر چند اشخاص نے فریقین کے آپکو خواب مین دیکھا - اور امر مختلف فیہ کا تصفیہ فرمایا - آپکی عمر ۵۵ برس کی ہوئی مزار آپ کا دانا پور مین ہی آپ اس کاتب کے والد ماجد ہین -

سلطنت موجودہ اہل اسلام

ہمارے اس زمانے مین اسلام کی آزاد سلطنتین دنیا مین آٹھ معلوم ہوتی ہین - سلطنت عثمانیہ رومی ترکی - سلطنت ایران یا پارس - سلطنت مراکو یا مغربی - سلطنت ہوسا جبشی سوداتی - سلطنت افغانستان - سلطنت بلوچستان - سلطنت امام مسقط زنگباری خارجی اور سلطنت نجد یعنی وسط عرب وہابی - علاوہ و انکے چھوٹی حکومتین مثل ریاست کے ہین -

پہلی سلطنت عثمانیہ رومی ترکی سب اسلام کی سلطنتون مین ممتاز اور باشوکت ہی - اسکا دارالسلطنت قسطنطنیہ ہی - جو قدیم زمانے مین رومی و

یونانیون کا دار الحکومت تھا - اس سلطنت مین بعض حصے اقلیم یورپ اور ایشیا اند افریقہ کے داخل ہین - جیسے رومانیہ - بلغاریہ وغیرہ یورپ مین اور ایشیا رکوچک - ارمینیہ حجاز عرب - یمن - الحصہ عرب - عراق عرب و عجم - اقلیم ایشیا مین اور ملک مصر - بارقہ اور ملک طرابلس مغرب اور ملک مینویہ اقلیم افریقہ مین ہین - ملک مصر جسکے تحت مین مینویہ بھی ہی بجائے خاص ایک سلطنت عظیم ہی جسکا خراج قریب القریب ہندوستان کے ہی - اور خدیو مصر توفیق بادشاہ کے زیر حکومت اور ازروے معاہدہ کے وہ سلطان کا باج گذار ہی - بالفعل بوجہ تعمیر نہر سویز و نہر نیل کے اہل فرانس اور اہل انگریز سے بھی معاہدہ ہی جسکے باعث کسیقدر انکی فوج بھی وہان رہتی ہی سلطنت عثمانیہ کا حال اوپر لکھا گیا - یہان کا بادشاہ سلطان عبد الحمید خان ہی - انکا مذہب سنی ہی -

(۲) دوسری بڑی سلطنت اسلام کی ایران یعنے فارس ہی - جس کا دار السلطنت طہران ہی - یہ بھی اقلیم ایشیا مین داخل ہی اور اسکے بہت حصے ہین - اسکا حال اوپر لکھا گیا - انکا بادشاہ شاہ ناصر الدین خان قاچار ہی انکا مذہب شیعہ ہی -

(۳) تیسری سلطنت مراکو ہی - جسکا دار السلطنت مراکش ہی - یہ سلطنت عربون کی ہی - اور سلطنت شریفیہ کہلاتی ہی - یہ سلطنت انتہاے مغرب مین اقلیم افریقہ کے ہی جسکے پچھم بجز خار قلزم اطلانتک ہی - اور اسکے محاذی مین اندلس اور ملک اسپانیہ اور جزیرۂ انگلستان برطانیہ ہی - یہان کی حکومت اہل اسلام مین بنی امیہ کی خلافت مین آئی - پھر خلفاے عباسیہ حاکم ہوئے - پھر سادات حسنیہ جنکو ادریسیہ کہتے ہین فرمان روا ہوئے - پھر مرابطین آئے - پھر مہدویہ فاطمین

کا دور رہا - پھر عبدالمومن کے خاندان مین بادشاہت آئی - جو مہدویہ کا سپہ سالار تھا - اب ۱۰۰۰ھ ہجری سے سادات حسنیہ کہ ایک جانب سے عباسیہ ہین حکمران ہین - یہان کے بادشاہ کا نام سید عبداللہ شاہ ہی - اس ملک کے آدمی نہایت قوی اور سرخ وسپید ہوتے ہین - اور قدیم اسلام کے خلافت کی یہی سلطنت نشانی ہی - اسلیے اہل یورپ یہان کے بادشاہ کو شہنشاہ کہتے ہین - اس ملک کی وسعت ملک پارس کے برابر ہی - یہان کا مذہب سنی ہی -

(۴) چوتھی سلطنت ہوسا کی ہی - کہ وسط افریقہ مین واقع ہی - اسکا دارالسلطنت فا: ماٹ کانو ہی - یہان کے لوگ حبشی ہوتے ہین اور ملک سوڈان اسی کے تحت مین سمجھا جاتا ہی - جہان سے مہدی سوڈانی کے لوگون نے خروج کیا اور بعد خلافت بنی امیہ دمشق کے یہ ملک برابر آزاد رہا - ان سلطنتون کا مفصل احوال اس اطراف تک نہین پہونچا - ان ملکون کی وسعت بہت بڑی ہی - یہان کا بادشاہ عبدالکریم شاہ ہی - کہ خاندان عباسیہ سے ہی - اور ان کا مذہب سنی ہی

(۵) پانچوین سلطنت اسلام کی افغانستان ہی - یہ ملک ایران سے چھوٹا ہی یہ ملک سابق مین ہندوستان کا اک جزو سمجھا جاتا تھا - لیکن احمد شاہ ابدالی نے کچھ حصہ خراسان کا اور ہرات فتح کرکے ایک خاص سلطنت قائم کی - اُسکے بعد اُسکا بیٹا تیمور شاہ پھر پوتا شاہ شجاع تخت نشین ہوا - پھر دوست محمد اُسکے وزیر کو حکومت میسر ہوئی - پھر اُسکا بیٹا شیر علی تخت پہ بیٹھا اب شیر علی کا بھتیجا عبدالرحمن خان والی افغانستان ہی - یہان کا مذہب سنی ہی -

(۶) چھٹین سلطنت بلوچستان ہی کہ افغانستان سے جنوب ہی - اور اُس سے

کسیقدر چھوٹی ہے - اسکا دار السلطنت قلات ہے - ان دونون ملکون مین افغان لیتے ہین - یہان کا مذہب بھی سنی ہے -

ساتوین سلطنت امام مسقط کی عمان مین کہ جزو عربستان ہے اور ملک زنگبار مین ہے کہ اقلیم افریقہ مین لب ساحل مشرق طرف واقع ہے - یہان کا بادشاہ شاہ بارگش کہلاتا ہے - یہان کا مذہب خارجی ہے -

آٹھوین سلطنت نجد کی ہے کہ وسط عربستان مین واقع ہے - انکا دار السلطنت ریاض ہے - یہان کا مذہب وہابی - یعنے غیر مقلد ہے -

ان سلطنتون کے علاوہ چھوٹی حکومتین ہین - کہ کفار کی باج گزار ہین - جیسے خان خیوا - خان بخارا - اور خان توقند کہ روس کے تحت مین ایشیا مین ہین - اور تاتار چین تحت مین چین کے ایشیا مین - اور تاتار روس تحت مین روس کے ایشیا مین - اور ریاست حیدرآباد دکن - اور رامپور اور ٹونک تحت مین انگریزان ہند کے - اور طونس اور الجیرس تحت مین فرانس کے افریقہ مین اور زولو تحت مین انگریزون کے - افریقہ مین -

ریاست حیدرآباد دکن و اودھ

واضح رہے کہ یہ دونون ریاستین محمد شاہ تیموری سلطان دہلوی کے عہد سلطنت مین قائم ہوئین - نواب برہان الملک سید سعادت علیخان اودھ کے صوبہ دار سنہ ١١٤٢ ہجری مین مقرر ہوئے - پھر انکے بعد انکے بھانجے اور داماد منصور علیخان ہوئے سنہ ١١٦١ ہجری مین یہ احمد شاہ کے وزیر ہوئے - پھر سنہ ١١٦٥ ہجری مین بادشاہ اور وزیر مین نزاع ہوئی - سنہ ١١٦٧ مین منصور علیخان مرگئے - انکی جگہ شجاع الدولہ بیٹھے - سنہ ١١٧٨ ہجری مین مقام بکسر مین انگریزون سے لڑائی ہوئی پھر سنہ ١١٧٩ ہجری مین صلح ہوگئی سنہ ١١٨٨ ہجری مین حافظ رحمت خان سے

لڑے اور انکو قتل کیا۔ ملک کتھیر کو صوبۂ اودھ مین داخل کیا۔ سنہ ۱۱۸۹ ہجری مین مر گئے۔ انکی جگہ آصف الدولہ ہوئے۔ سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین رامپور سے لڑے سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین مر گئے۔ پھر چار مہینے کیلیے وزیر علیخان ہوئے۔ پھر سعادت علیخان بنارس سے آئے۔ سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین آدھا ملک انگریزون کو دے دیا۔ سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین زہر سے مارے گئے۔ ان کے بڑے بیٹے غازی الدین حیدر بیٹھے سنہ ۱۲۳۵ ہجری مین انگریزون نے بادشاہ کا خطاب دیا۔ سکہ اور خطبہ ان کے نام کا جاری ہوا۔ سنہ ۱۲۴۶ ہجری مین یہ مر گئے۔ نصیر الدین حیدر بادشاہ ہوئے۔ سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین یہ مر گئے۔ بادشاہ بیگم نے فریدون بخت کو بٹھایا۔ یہ انگریزون کو ناگوار ہوا۔ اسکو اتار کر محمد علی شاہ کو بٹھایا۔ یہ سنہ ۱۲۵۸ ہجری مین مر گئے۔ انکی جگہ امجد علی شاہ بیٹھے۔ یہ بھی سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین مر گئے انکی جگہ واجد علی شاہ بیٹھے۔ ان کو سنہ ۱۲۷۱ ہجری مین انگریزون نے معزول کیا اور کلکتہ مین قید بند رکھا۔ یہان تک کہ سنہ ۱۳۰۵ ہجری مین مر گئے۔ انکا بیٹا برجیس قدر کچھ عرصہ تک انگریزون سے لڑا بھاگ گیا۔ اب انگریزون کا انتظام ہے۔

حیدر آباد دکن سنہ ۱۱۳۷ ہجری مین زمانہ محمد شاہ مین صوبہ دار دکن نواب آصف جاہ نظام الملک مقرر ہوئے۔ انکا نام میر قمر الدین فتح جنگ ہے۔ سنہ ۱۰۸۲ ہجری مین پیدا ہوئے سنہ ۱۱۳۷ ہجری مین رئیس ہوئے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین مر گئے۔ ان کے بعد انکے فرزند دوم میر احمد نظام الدولہ ناصر جنگ آصف جاہ رئیس ہوئے۔ سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین فرانسیسیون کے ہاتھ سے مارے گئے میر غلام علی آزاد ان کے استاد تھے۔ پھر ان کے بڑے بیٹے فیروز جنگ مسند آرا ہوئے۔ یہ ۱۸ محرم سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین مر گئے۔ انکی جگہ ہدایت محی الدین خان نواسے آصف جاہ کے بیٹھے۔ یہ بھی ہاتھ سے فرانسیسیون

نشین ہوئے۔ انکو ان کے چھوٹے بھائی نظام علیخان نے سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین قید کیا۔ یہ بیسوین ربیع الاول سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین مرگئے۔ انکی جگہ میر نظام علیخان سریر آرا ہوئے۔ سنہ ۱۲۱۸ ہجری مین مرگئے انکی جگہ ان کے بیٹے میر اکبر علیخان سکندر جاہ تخت نشین ہوئے۔ یہ ۱۷۔ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ مین مرگئے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے ناصر الدولہ فرخندہ علیخان آصف جاہ چہارم بیٹھے۔ اور سنہ ۱۲۷۳ ہجری مین مرگئے۔ انکی جگہ ان کے بیٹے میر تہنیت علیخان افضل الدولہ آصف جاہ پنجم بیٹھے۔ ان سے بہت خیر ہوئی۔ انھون نے سنہ ۱۲۸۵ ہجری مین وفات کی۔ انکی نماز مکہ معظمہ مین غائبانہ پڑھی گئی۔ اب انکی جگہ انکے بیٹے میر محبوب علیخان آصف جاہ ششم ہین۔ یہ ۵۔ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۳ ہجری مین پیدا ہوئے۔ اور ہنوز اپنے ملک پر فرمان روا ہین۔ آپکو اللہ تعالی مثل اپنے آبا کے صاحب اقبال ور خدا ترس پرہیزگار اور انصاف ور بناوے۔ یہ ریاست ہندوستان مین سلطنت اسلام کی یادگار ہے۔ اللہ تعالی اس ریاست کو ترقی روز افزون عطا کرے۔ اور ہنر اور کمال اور علم وعمل کا مخزن بناوے۔

واضح رہے کہ اگرچہ اسلام کی سلطنت بعض ملک سے جاتی رہی ہے۔ جیسے ہند۔ تاتار چین۔ ترکستان۔ ماورار النہر۔ استراخان۔ قازان۔ سائبیریا۔ رومانیہ۔ ہنگیری۔ قرمان۔ گرجستان۔ سرویہ۔ مونٹی نگرو۔ یونان۔ طونس اور الجیرس ہین۔ لیکن تاہم اہل اسلام کی تعداد مین ترقی روز افزون ہے۔ سوائے ایک ملک اسپانیہ یعنے اندلس کے جہان سے اسلام کا نام مٹ گیا۔ اگرچہ ایک زمانے مین وہان بڑے بڑے محدث مثل متیجے اندلسی اور قسطلانی شارح بخاری کے

اور فضلا اور عرفا مثل محی الدین ابن عربی کے گذرے۔ اور بڑے بڑے
بادشاہ مثل عبد الرحمن اول اور سوم کے ہوئے۔ اور ملک کو عدل و
انصاف سے بھر دیا تھا۔ اور علم اور ہنر کی بڑی قدر دانی کی اور خوب
ترقی دی۔ بڑا مدرسہ ہنر کا اور علم کا تعمیر کیا۔ اور بڑا کتب خانہ مرو انیہ
بنایا جس سے اہل یورپ نے اکتساب صنعت اور علم کیا۔ اور برابر ترقی کرتے
رہے اور اہل اسلام مابعد مین باخود باکی تکرار مین سب بھول گئے۔ یہان تک
کہ نہایت ترقی بخش اور مفید علوم کو بھی مثل علم جغرافیہ۔ تواریخ۔ کیمیا
طبیعی۔ ہیئت۔ ریاضی۔ جبر مقابلہ۔ مساحت۔ جسکے گویا موجد خود
اہل عرب تھے۔ فراموش کرکے اُسکا نام بھی بھول گئے۔ ای برادران اسلام
اب بھی وقت نہین گیا ہی۔ ہوش کرنا چاہیے اور اصحاب اور تابعین کے
زمانے کی تمثیل اور واقعات دیکھکر ہم سب کو نشان ہونا چاہیے۔ بلا لحاظ عزت
اور امارت کے ہمکو چاہیے کہ ہم اِن ضروری علوم اور دستکاری مین کمال
پیدا کرین۔ اور نئے علوم تار برقی۔ و انجن وریل وغیرہ کو سیکھکر خود دستگاہ
پیدا کرین کہ انھین چیزون نے اہل یورپ کو اسقدر ترقی بخشی ہی۔

یہی سب باتین سلطنت عثمانیہ مین رائج ہین جس سے وہ سلطنت بھی
ممتاز ہی۔ اور سلطنت ایران مین بھی انکا رواج پانے لگا۔

خلاصہ علم جغرافیہ

چونکہ علم تاریخ کا مدار علم جغرافیہ پر ہی۔ اسلیے علم جغرافیہ کا خلاصہ یہان لکھا
جاتا ہی۔ کل زمین دنیا مین پیمایش کی روسے چار کرور پچانوے لاکھ ساٹھ ہزار
میل مربع ٹھہری اور پانچ حصون پر منقسم ہی۔ یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ۔
امریکہ۔ اوشنیا۔

بیان زمین یورپ

یورپ کی پیمایشی زمین اڑتالیس لاکھ میل مربع ہے۔ اس تفصیل سے سلطنت انگلستان - فرانس - ہالینڈ - بلجیم - جرمنی شمول پروشیا - اسٹریا - سوئیزرلینڈ - اٹالی - اسپین - پورٹوگل ترکی - یونان - ڈنمارک - سویڈن - ناروے - روسیا - کل سلاطین یہانکے عیسائی مذہب کے ہین - فقط سلطنت ترک اسلامی حکومت ہے ترکی سلطنت جو اس علاقہ یورپ مین ہے پہلے پیمایشی زمین اسکی دو لاکھ میل مربع تھی لیکن حین جنگ ۱۸۷۷ء سے تین عیسائی صوبے آزاد اور سلطنت ترکی سے علیحدہ ہوگئے - تخمیناً ان آزاد شدہ صوبون کی پیمایشی زمین دس ہزار میل مربع ہے - بعد منہا کرنے دس ہزار میل کے اب صرف ایک لاکھ نوے ہزار میل مربع زمین سلطنت اسلام ترکی کی یورپ مین شامل ہے - باقی ستائیس لاکھ دس ہزار میل مربع زمین سلطنت عیسائی کی یورپ مین واقع ہے -

بیان زمین ایشیا

ایشیا کی پیمایشی زمین ایک کرور چھتر لاکھ میل مربع واقع ہے - اور آبادی یہان کی تخمیناً ستر کرور آدمی کی ہے - قومی سلطنت یہان کی یہ ہے ایک سلطنت ترکی جسمین چودہ لاکھ بچاس ہزار میل مربع زمین صرف ایشیا کی داخل ہے - انمین مین قدیم اقوام مغربی ایشیائی یعنی عرب وشامی و ایشیائی کوچک وغیرہ سب داخل ہی - عامتہً اس علاقہ کا مذہب اہل سنت والجماعت ہے -

بعد اس سلطنت کے ایشیا مین سلطنت ایران ہے - جسکی پیمایشی زمین پانچ لاکھ میل مربع ہے - یہ سلطنت بھی اسلامی مذہب شیعہ کی ہے -

تیسری سلطنت اسلامی افغانستان ہے - زمین دو لاکھ میل مربع اس

سلطنت مین داخل ہی - اور مذہب اس سلطنت کا سنت والجماعت ہی -

چوتھی سلطنت اسی کے برابر غرجستان کی ہی - کہ جسکی پیمایشی زمین ایک لاکھ پچاس ہزار میل مربع ہی - مذہب اس سلطنت کا بھی سنی ہی -

پانچوین سلطنت اسلامی نیم آزاد یعنے زیر نگرانی روس حکومت بخارا ہی - کل لوگ اس حکومت کے تین خوانین کے ماتحت ہین - خیوا - قوقند - بخارا پیمایشی زمین اس قومی حکومت کی پانچ لاکھ میل مربع ہی - مذہب یہان کا عامۃً سنی ہی - کل خوانین اطاعت روس مین داخل ہین -

چھٹی سلطنت ایشیاے مملکت ہندوستان ہی - پیمایشی زمین اس خطے کی پندرہ لاکھ میل مربع سمجھی جاتی ہی - جسمین نو لاکھ میل مربع زمین خالصۂ حکومت انگریزی ہی - باقی چھ لاکھ میل مربع زمین قبضے مین اُن رؤسا کے ہی - جو حکومت انگریزی کو مطلقاً کچھ نہین دیتے - اور ایسی حکومت صرف کشمیر نیپال بھوٹان - ٹونک - مقبوضات قوم فرانس - مقبوضات قوم پرتگال ہی - غالب رعایاے ہندوستان ہندو مذہب ہین - قریب اُنیس کرور - اور مسلمان ساڑھے پانچ کرور ہین اور پانچ لاکھ عیسائی ہین - اور کئی لاکھ آتش پرست - یہود - نانک شاہی وغیرہ ہین - سب پچیس کرور آدمی ہین -

ساتوین حکومت ایشیاے چین کی ہی - جسمین پچپن لاکھ میل مربع زمین ہی اس جگہ عامۃً مذہب بدھ رائج ہی - اگرچہ اندرونی رعایاے چین مذہب اسلام و عیسائی وغیرہ بھی رکھتی ہی - بادشاہ چین یعنے فغفور اپنی مذہبی رعایا کا معبود سمجھا جاتا ہی - بادشاہ کی عبادت صرف اُسی جگہ رائج ہی -

آٹھوین حکومت ایشیاے جاپان کی ہی - پیمایشی زمین اس حکومت کی دو لاکھ ساٹھ ہزار میل مربع ہی - اس حکومت

کا بادشاہ بھی بدھ مذہب کا ہی۔ اپنی رعایا کا معبود سمجھا جاتا ہی۔
نوین حکومت ایشیائے جانب شمال قوم روس کی ہی۔ چھپن لاکھ میل مربع زمین اس حکومت مین شامل ہی۔ مذہب رعایا کا اس حکومت مین زائد اسلام ہی۔ پھر عیسائی اور بدھ مذہب کے بھی کچھ لوگ ہین۔
باستثنائے ممالک ایشیائے۔ ایشیا کے جزائر مین بھی۔ اہل حکومت ہین۔ پیمایش زمین ان جزائر کی آٹھ لاکھ پچاس ہزار میل مربع ہی۔ ان جزائر مین اسلام اور بدھ مذہب کا رواج ہی۔ حکومت مختلف اقوام عیسوی کی بھی یہان پر ہی۔

بیان زمین افریقہ

حصہ سوم افریقہ کی زمین بطور پیمایش ایک کرور بیس لاکھ میل مربع ہی۔ باستثنائے ان چار پانچ حکومتون کے۔ کل افریقہ کی زمین زیر حکومت و تصرف اسلام ہی۔ اور وہ یہ ہین۔ ابیسینیا یعنی حبش عیسائی۔ و سینیلمبیا۔ و گینی۔ جس مین یوروپین بھی حکومت کرتے ہین۔ و کیپ کالونی۔ و نیٹال۔ جہان انگلستان کی حکومت ہی۔ اور مقام الجیریا۔ جہان فرانس کی حکومت سمجھی جاتی ہی۔ اور حکومتین اسلامی افریقہ مین مصر۔ و نیوبیا۔ و تونس۔ و ٹریپولی یعنی طرابلس۔ و غزان۔ و بارقہ۔ و نگیرٹیا۔ ہین۔ اور حکومت اسلامی ہین ملک مراکو و ملک ہوسا بھی شامل ہی۔

بیان زمین امریکہ

حصۂ چہارم امریکۂ جنوبی و شمالی بشمول جزائر کل بحساب پیمایش زمین کے ایک کرور پچاس لاکھ میل مربع ہی۔ اور اس کل خطے مین عامۂ یوروپین سلطنتون کی اولاد ہی۔ اور امریکہ مین جسقدر غلبہ عیسائی و نیچری مذہب کا ہی اُسقدر یوروپ مین بھی نہین ہی۔ لیکن عیسائی یوروپین حکومتین صرف گیانا اور کلمبیا اور

کناڈا - اور بعض جزائر مین ہی - ان ملکون کو اولاً حکیم کلمبس نے دریافت کرلیا -

بیان زمین اوشینیا

حصۂ پنجم اوشینیا ہی - اسکی پیمایشی زمین کل چالیس لاکھ میل مربع ہی اور یہ تین حصون مین منقسم ہی - ملیشیا - اسٹریلیا - پولینیشیا - اس پورے حصہ ملیشیا مین ایک ثلث اسلام کی حکومت ہی - اور دو ثلث مین مذہب بدھ و یورپین کی حکومت ہی - اب حصے مین بارہ لاکھ میل مربع زمین مقبوضۂ عیسائی ہی - اور اٹھارہ لاکھ میل مربع مقبوضہ اسلام ہی - اور دس لاکھ میل مربع مذہب بدھ کی حکومت مین ہی -

میزان کل مقبوضۂ زمین اہل مذاہب -

چار کرور پچانوے لاکھ ساٹھ ہزار -

۴۹۵۶۰۰۰۰

زمین مقبوضۂ مذہب اسلام ایک کرور باون لاکھ نوے ہزار		زمین مقبوضۂ مذہب عیسائی دو کرور چھپتر لاکھ دس ہزار	
ایشیا مین	یورپ مین	ایشیا مین	یورپ مین
تیئیس لاکھ میل مربع امریکہ مین ندارد	ایک لاکھ نوے ہزار میل مربع افریقہ مین ایک کرور دس لاکھ اوشینیا مین اٹھارہ لاکھ میل مربع	چھپتر لاکھ میل مربع امریکہ مین ایک کرور پچاس لاکھ میل مربع	ستائیس لاکھ دس ہزار میل مربع افریقہ مین دس لاکھ میل مربع اوشینیا مین بارہ لاکھ میل مربع

زمین مقبوضۂ مذہب بدھ				
یورپ مین	ایشیا مین	افریقہ مین	امریکہ مین	ارض تشنیا مین
ندارد	ستاون لاکھ	ندارد	ندارد	لاکھ میل مربع

از روے مردم شماری مرتبہ سنہ ۱۸۹۰ع کے اشخاص دنیا ... بلحاظ مذہب ... ذیل منقسم ہین جملہ ایک ارب اکیس کرور دس لاکھ

مذہب عیسوی کے اشخاص	مذہب اسلام کے اشخاص
سینتیس کرور پچاس لاکھ	تیرہ کرور
مذہب یہود کے اشخاص ساٹھ لاکھ	مذہب بدھ وستارہ وبت پرست وغیرہ ستر کرور

نقشۂ اسماے شاہان دنیا وی موجودہ حال بابت سنہ ۱۸۹۰ع بقید مذہب سلاطین جنکا دار الحکومت یورپ مین ہی-

نمبر	نام	مذہب	نام دار السلطنت
۱	سلطان عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ	مسلمان سنی	قسطنطنیہ- قوم ترک عثمانیہ سے ہین- ملک ترکی روم کہلاتا ہی-
۲	ابن الکزنڈر	عیسائی گرک چرچ	سینٹ پیٹرزبرگ- ملک روس کا دار السلطنت ہی
۳	فریڈرک	عیسائی رومن کیتھلک	برلن- دار الامارت جرمنی وپروش-
۴	ملکۂ وکٹوریہ	عیسائی پروٹسٹنٹ	لندن- دار الامارت انگلینڈ-
۵	فرانسیس جوزف	عیسائی رومن کیتھلک	ویانہ- دار الامارت ملک اسٹریہ-
۶	ہمبرٹ	ایضاً	رومہ- دار الامارت اطالیہ-
۷	الفانسو ہمبرٹ	ایضاً	میڈرڈ- دار الامارت ملک اسپانیہ-
۸	لبوسی	ایضاً	لسبن- دار الامارت پرتگال-
۹	اسکر	عیسائی گرک چرچ	اسٹاک ہالم- دار الامارت سویڈن-

۱۰	کرسچن	عیسائی رومن کیتھلک	کوپن ہگن - دارالامارت ڈنمارک -
۱۱	ولیم	ایضاً	ایمسٹرڈام - دارالامارت ہالینڈ -
۱۲	لیو پولد	ایضاً	بروسل - دارالامارت بلجیم -
۱۳	جولیس گریوی	ایضاً	پریزیڈنٹ قائم مقام بادشاہ - پیرس ملک فرانس

یہ تیرہ نام اُن شاہان یورپ کے ہین جو بالفعل یورپ مین سلطنت کررہے ہین جنکی سلطنت عامۂ دنیا مین پھیلی ہوئی ہی - انھین تیرہ اشخاص مین مشورت بصیغہ کانفرنس وکانگرس اکثر امورات اہم مین ہوا کرتی ہی - باہم ان سب کے آج کل عموماً صلح کا برتاو ہی - انکے علاوہ شاہ لیوش حاکم مستقل حصہ بویریا - شاہ البرٹ حاکم مستقل خطۂ سیکزنی - شاہ چارلس حاکم مستقل خطۂ ورتجبرگ - شاہ فریڈرک حاکم مستقل خطۂ ویڈن - شاہ چارلس حاکم مستقل خطۂ رومانیا - شاہ جارجس حاکم مستقل خطۂ گیرنک - یعنی یونان - شاہ ملان حاکم مستقل خطۂ سرویا - شاہ نکیتا حاکم مستقل خطۂ مانٹی نگرو -

یہ آٹھ اشخاص اگرچہ صاحب حکومت مستقل ہین - لیکن اِنکو بمقابلے اُن تیرہ سلاطین کے چندان وجاہت ملکی نہین ہی - بلکہ ایک قسم کی ماتحتی ہی - لیکن اِن سب سلطنتون مین پانچ بڑی سلطنتین ہین - انگلستان - روس - جرمن - فرانس - اسٹریا اور - اطالیہ اور اسپین - اُن سے چھوٹی ہی ان سبھون مین سخت معاہدہ ہی کہ ایک دوسرے کے ملک کو تقسیم نہ کرین - صرف غیر مذہب عیسائی کے ملکون کو تقسیم کر سکتے ہین -

اسماے سلاطین موجودہ جن کا دار السلطنت ایشیا مین ہے

نمبر	نام بادشاہ	مذہب	نام دار السلطنت
۱	شاہ ناصر الدین قاچار	مسلمان شیعی	طہران دار الحکومت ایران۔
۲	امیر عبد الرحمن خان	مسلمان سنی	کابل دار الحکومت افغانستان۔
۳	شاہ تستیچو	بدھ مذہب	پیکن دار الحکومت چین۔
۴	شاہ نکادڈو	ایضاً	جیڈو دار الحکومت جاپان۔

اسماے سلاطین موجودہ حال جنکا دار الخلافت افریقہ مین ہے

نمبر	نام بادشاہ	مذہب	نام دار السلطنت
۱	شاہ عبد العزیز	مسلمان سنی	مراکو دار الحکومت مراکش یا مراکو۔
۲	شاہ حبان	عیسائی رومن کیتھولک	لیکن اب اسکے ملک حبشہ کو مہدی سودانی کے لوگون نے لے لیا۔
۳	شاہ بارکش بن سعید	مسلمان خارجی	زنگبار سرحد مشرقی افریقہ۔
۴	شاہ عبد الکریم	مسلمان سنی	قلاماط کا نو دار الحکومت ملک ہوسا یعنے سودان۔

اسماے سلاطین موجودہ حال جنکا دار الحکومت امریکا مین ہے

نمبر	نام بادشاہ	مذہب	نام دار السلطنت
۱	ڈال پیدرو	عیسائی رومن کیتھولک	ریوڈی جینرو دار الحکومت ملک برزیل
۲	پرنس آرتھر	ایضاً	واشنگٹن دار الحکومت یونائیڈ اسٹیٹس

خاتمہ

مؤلف کتاب ہذا کا نام محمد کبیر بن مولوی محمد وزیر ہے۔ نسباً شیخ ہاشمی اور حسباً حسینی سید ہے۔ سکونت قصبہ داناپور ضلع پٹنہ مین ہے اور وہی جگہ مولد بھی ہے۔ پیدائش مؤلف کی اٹھارھوین صفر کو ۱۲۹۰ھ مین ہوئی۔ نام تاریخی ناظر حسن ہے چنانچہ جد امجد نے یہ قطعہ تاریخ فرمایا ہے

درخانۂ آن وزیرمن شد — طفلے چونکو دلم چہ بشگفت
ساجد دل ماجواست تاریخ — ہاتف ہمہ ناظر حسن اگفت ۱۲۶۹

تعلیم ظاہری مؤلف کی حضرت جدامجد مولانا سید شاہ محمد قاسم داناپوری اور مولانا جمیل احمد بلگرامی سے تھی۔ حضرت مولانا شاہ محمد قاسم مصنف نجات قاسم اور اعجاز غوثیہ وغیرہ کے ہین۔ اور مولانا جمیل احمد بلگرامی فرزدق کے اُس قصیدہ کے شارح ہین جو حضرت امام زین العابدینؑ کی منقبت مین لکھا ہی۔ اور ضلع سارن کے سرکاری مدرسہ مین مدرس تھے۔ مؤلف نے انگریزی کی تحصیل ضلع سارن کے سرکاری مدرسہ مین کی تھی۔ اور اُسکے بعد پٹنہ کے کالج مین تعلیم پائی۔ نسبت غلامی اور تعلیم باطنی کی جد محترم حضرت مولانا محمد قاسم و مولانا حاجی محمد سجاد داناپوری سے ہی۔ کدخدائی مؤلف کی سنہ ۱۲۶۹ ہجری مین ہوئی چنانچہ شاہ محمد یحییٰ عظیم آبادی نے یہ قطعہ تاریخ فرمایا ہی ؎

وزیرمن کہ گوہر شاہی خود برفلک افراشت — شد از نوشاہی فرزند دلبندش بہ لم خرم
بسال از دواجش بندہ یحییٰ نغز تاریخی — زہے نوستہ کبیر ابن زیرمن شدہ گم

مؤلف نے اِسکے قبل دو رسالے فقہ اور علم کلام مین لکھے ہین جنکا نام تاج فقیہ۔ اور عقائد وجیہ۔ ہی۔ اور فضل الٰہی سے طبع بھی ہو گئے ہین لیکن ایک رسالہ جسکا نام روضۃ النور ہی اور اُسمین حضرت شیخ کے ملفوظات جمع کیے گئے ہین طبع کی نوبت نہین آئی۔ اور ایک کتاب مسمّی تذکرۃ الکبیر فی اخبار البشیر ہی۔ جو فارسی نظم مین ہی اور اُسمین واقعات عمری حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور اُنکے خلفاے راشدین اور حالات ائمۂ اہلبیت و مجتہدین اور بعض اولیاے کبار کے درج ہین۔

مؤلف نے اس کتاب تاریخ کبیریہ کی تالیف مین محنت شاقہ کی ہے۔ ابتدائے کتاب سے خلفائے بنی امیہ دمشق کے حالات تک انگریزی تاریخ سے جسکا نام سکسس آف محمد ہے ترجمہ کیا گیا۔ اور خلفائے عباسیہ اور اکابرون کے حالات جامع التواریخ اور مفتاح التاریخ۔ تاریخ الخلفا۔ تاریخ حبیب الہ وغیرہ سے نقل کیے گئے ہین۔

مؤلف ۱۲۹۲ھ ہجری سے مختلف سرکاری عہدے پر ممتاز ہے۔ اور اسوقت کہ ۱۳۰۸ھ ہجری ہے۔ عہدۂ سرکل افسری پر متعین ہے۔

اس کتاب کی تالیف سے غرض صرف فائدہ عام ہے اور خصوصًا اہل اسلام کی آگہی مقصود ہے۔ کہ اپنے پیشینون کے حالات پر نظر کرکے چال چلن کی درستی اور تحصیل علم مین کوشش فرماوین۔ اللہ تعالی اس کتاب کو مقبول خلائق کرے اور اسکو مسلمانون کے اخلاق کی اصلاح کا ذریعہ بناوے آمین یا رب العالمین۔

اس کتاب کے تمام کرنے مین مؤلف نے یہ بھی ضروری اور مناسب سمجھا کہ اپنی سرکار گورنمنٹ انگلشیہ کا شکریہ تہ دل سے ادا کرے جو اپنی رعایا کی حق بینی اور خیر اندیشی اور انصاف پروری اور علم و ہنر کی ترقی دینے مین بلا لحاظ تعصب مذہبی کے دل وجان سے سرگرم ہے۔

قطعہ تاریخ کتاب تواریخ خلفا از جناب مولوی محمد کبیر صاحب سرکل افسر مقام بکرم ضلع پٹنہ

چون بفضل خالق عرش برین	ختم شد این نسخۂ نافع ترین
سہر سالش گفت ہاتف از صمد	نسخہ لاثانی بگو تاریخ این

۱۳۰۸ھ

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

ارباب علم دوست اور خواہشمندان علم تاریخ کو نوید مسرت افزا کہ اس زمان فرحت عنوان مین علم تاریخ کی کتاب نایاب جسکا مثل ونظیر اس زمانہ مین نہین ہی اور جسمین حضرت سرور کائنات رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکے خلفاے راشدین اور خلفاے بنی امیہ اور خلفاے عباسیہ ودیگر بادشاہان اسلام اور علماے کرام اور فقراے عظام اور اقطاب واوتاد اور صاحبان وجد وحال اور بزرگان دین متین اور اُنکے حالات خوارق عادات اور کرامات اور صاحبان کمال نامی ونامور کا کل حال بڑی شرح وبسط سے لکھا ہی موسوم بہ **تذکرۃ الکرام تاریخ خلفاے عرب واسلام** ہی مولف اس کتاب ہر دل عزیز کے بڑے لائق وفائق مورخ بے نظیر محقق خبیر عالم بے بدل فاضل اکمل جناب مولوی سید شاہ محمد کبیر صاحب ابو العلائی بن مولوی محمد وزیر ابن سید شاہ محمد واجد ابن سید شاہ تراب الحق بہاری داناپوری حنفی نقشبندی ابو العلائی قاسمی السجادی ہین فی الحقیقت حضرت مصنف نے اس تاریخ کی تالیف مین بڑی جانکاہی اور دماغ سوزی کو کام فرمایا ہی اور بڑی کوشش بلیغ سے انگریزی اور فارسی اور عربی کتابون سے منتخب فرماکے ان حالات کو یکجا کیا ہی- زیادہ تر حضرت ممدوح نے یہ مشقت فرمائی ہی کہ اکثر شاہان دہلی وغیرہ کے شجرے درست فرماکر تحریر فرماتے ہین جس سے تمام حال اُس بادشاہ کا مع اولاد مثل آئینہ ہوگیا ہی- حضرات ناظرین بعد ملاحظہ انصاف فرمائینگے کہ اسوقت تک

کوئی کتاب تاریخ کی اس طرز جدید اور عمدگی بیان سے دیکھنے مین نہین آئی
سچ ہے ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است * الحمد للہ والمنۃ کہ یہ کتاب
نایاب نہایت اہتمام اور حسن انتظام سے کاغذ خوب اور تقطیع عمدہ و
مرغوب پر تحریر ہو کر باہ۔ اگست ۱۸۹۳ء مطابق ماہ صفر ۱۳۱۱ہجری مطبع
فیض مجمع مشہور نزدیک وو در جناب منشی نول کشور صاحب سی۔
آئی۔ ای واقع لکھنو مین حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر مقبول
دلہائے خاص و عام ہوئی فقط